سسپنس ڈائجسٹ کا مقبول ترین سلسلہ
دیوتا
35
پینتیس واں حصہ

**ہندو دھرم** کے مطابق ہنومان ان بندروں کو کہا جاتا ہے‘ جو بھگوان رام کے خدمت گار تھے۔ وہ بندر انسانی جسم کے حامل تھے۔ صرف ان کی شکلیں بندروں جیسی تھیں اور ان کے پیچھے ایک لانبی سی دُم ہوتی تھی۔ وہ جسمانی طور پر بہت طاقت ور ہوتے تھے۔

راون جب سیتا کو اغوا کر کے لنکا لے گیا تو سیتا کو واپس لانے کے لیے ان بندروں کی فوج نے راون سے جنگ کی تھی۔ بھگوان رام اس جنگ میں شریک تھے۔ وہ بندروں کی مدد سے سیتا کو واپس لے آئے تھے۔

ان بندروں کو ہنومان اور بجرنگ بلی کہتے تھے۔ انہوں نے بھگوان رام کی اتنی زیادہ خدمت کی تھی اور اتنے کارنامے انجام دیے تھے کہ ہندو عقیدت سے ان کی مورتی بنا کر پوجا کرنے لگے۔

ہنومان کے سب سے بڑے بھگت وہ ہندو ہوتے ہیں‘ جو شادی نہیں کرتے۔ زندگی بھر کنوارے رہتے ہیں اور بال برہم چاری کہلاتے ہیں۔ دہلی کے ایک محلے میں ایسے ہی ہندو تھے‘ ہنومان جی کی بھگتی کے لیے انہوں نے ایک مندر بنایا تھا۔ وہاں رام‘ لچھمن اور سیتا کی مورتی کے ساتھ ہنومان کی بھی مورتی رکھی تھی۔

اس مندر کے سامنے ایک اکھاڑا تھا‘ وہاں وہ برہم چاری دیسی طرز کی پہلوانی کرتے تھے۔ ڈنڈ بیٹھک کے ذریعے اپنی جسمانی قوت میں اضافہ کرتے تھے۔ کبھی عورت کے قریب نہ جاتے تھے اور نہ قریب آنے دیتے تھے کیوں کہ ان کی قربت سے جسمانی توانائی ضائع ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔

وہ پہلوانی کرنے کے بعد آدھی رات سے پہلے مندر کے دروازے بند کر کے چلے جاتے تھے۔ ایک رات انہوں نے آواز سنی۔ کوئی "رام! رام!" کہہ رہا تھا۔ پہلے وہ آواز دھیمی دھیمی سی تھی۔ پھر خاصی بلند ہونے لگی۔ سونے والے بستروں سے اٹھ گئے۔ گھروں سے نکل کر ایک دوسرے سے پوچھنے لگے "یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟"

پتا چلا مندر سے آرہی ہے۔ بستی کے لوگ ادھر جانے لگے۔ ادھر سب نے دیکھا‘ مندر کے اندر سے آواز آرہی تھی۔ جب کہ مندر کے تمام دروازے مقفل تھے۔ وہ سب ایک دوسرے سے حیرانی کا اظہار کرنے لگے۔ پھر پجاری نے ایک دروازہ کھولا۔ اندر جہاں ہنومان کی ایک بے جان مورتی تھی وہاں ایک جان دار ہنومان نظر آرہا تھا۔

پہلے تو آنکھوں سے دیکھ کر بھی یقین نہیں آیا کہ وہ بجرنگ بلی کو دیکھ رہے ہیں۔ سب ہی ایک دوسرے کو دھکا دیتے ہوئے اندر آرہے تھے اور دیکھ رہے تھے کہ رام‘ لچھمن اور سیتا کی مورتیوں کے پاس بجرنگ بلی دونوں ہاتھ جوڑ کر "رام! رام!" کہہ رہے ہیں۔

ایک نے ذرا قریب جا کر پوچھا "تم کون ہو؟"

بجرنگ بلی نے کہا "مورکھ کیا تو بھگوان رام کے سیوک ہنومان کو نہیں پہچانتا ہے۔ یہاں تم لوگوں نے میری پتھر کی مورت رکھی تھی۔ اس میں جان پیدا ہو گئی۔ مجھے زندگی مل گئی اور میں تمہارے سامنے بول رہا ہوں۔"

یہ سنتے ہی ہنومان کے بھگتوں نے ہاتھ جوڑ کر سروں کو جھکالیا۔ جو عقیدت مند ہوتے ہیں' وہ زیادہ نہیں سوچتے۔ فوراً اپنے دھرم کی کسی بھی بات کا یقین کرلیتے ہیں۔ لیکن کچھ لوگ سوچ رہے تھے' یہ کیسے ممکن ہے۔ اس دور میں بھگوان اور دیوتا زمین پر نہیں آتے ہیں۔ پھر یہ بجرنگ بلی کہاں سے چلے آئے ہیں؟"

ایک نے پوچھا "کیا آپ بجرنگ بلی کی طرح پرواز کرسکتے ہیں؟"

وہ اچانک فضا میں بلند ہوگیا۔ پھر مندر کی چھت اور فرش کے درمیان پرواز کرنے لگا۔ تمام لوگ عقیدت سے بھجن گانے لگے۔

"رگھوپتی راجا وہ راجا رام۔ پتی کے پاون سیتا رام......"

اعلیٰ بی بی وہاں موجود تھی۔ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔ جب آدھی رات سے پہلے اس مندر کے دروازے بند کیے جارہے تھے' تب ہی وہ منکی برادر کے ساتھ اندر آگئی تھی۔ پارس نے منکی برادر پر تنویمی عمل کیا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کردیا تھا کہ وہ اعلیٰ بی بی کے ہر حکم کی تعمیل کرتا رہے گا اور اپنے ساتھ سیکڑوں بندروں کو لے جائے گا' جو نادیدہ بن کر رہیں گے اور ضرورت کے وقت نمودار ہوا کریں گے۔

تمام منکی مین دونوں بھائیوں کے تابعدار تھے۔ منکی برادر نے پانچ سو جان نثاروں سے کہا "ہم یہاں سے چپ چاپ رازداری سے جائیں گے ورنہ میرا ماسٹر بھائی ہمیں نہیں جانے دے گا۔"

اس نے اپنے ماتحتوں کے ساتھ پرواز کرنے سے پہلے ایک منکی مین سے کہا "میں پانچ سو جان نثاروں کے ساتھ انڈیا جارہا ہوں۔ ماسٹر بھائی سے کہنا' میں بچہ نہیں ہوں۔ کوئی نادانی نہیں کروں گا۔ جلد ہی واپس آؤں گا اور جب تک نہیں آؤں گا' اپنی خیریت کی خبر بھیجتا رہوں گا۔"

یہ کہتے ہی وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اعلیٰ بی بی اس کے ساتھ نادیدہ بنی ہوئی تھی۔ اس طرح وہ منکی برادر کو ہندوستان کے شہر دہلی لے آئی تھی۔

اس مندر میں وہ پہلی بار ہنومان بن کر نمودار ہوا۔ اس نے پرواز کرکے خود کو ہنومان ثابت کردیا تھا۔ جو لوگ بہت زیادہ تعلیم یافتہ تھے وہ سائنسی ترقی کے اس دور میں ایک ہنومان کو دیکھ کر ذہنی طور پر الجھ گئے تھے۔ ان کی دھارمک کتاب رامائن کا ہنومان ان کے حلق سے نہیں اتر رہا تھا۔

ان کے برعکس بستی کے تمام لوگ خوش ہوکر پھول اور پرساد لا رہے تھے۔ زندہ ہنومان کی پوجا کررہے تھے اور بھجن گارہے تھے۔

ایک شخص نے منکی برادر کے قریب آکر کہا "آپ ناراض نہ ہوں۔ میں چند سوالات کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میں پریس رپورٹر ہوں۔"

"تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

"آپ بھگوان رام کے زمانے میں صرف ایک لنگوٹ پہن کر رہا کرتے تھے لیکن اب جینز اور شرٹ میں نظر آرہے ہیں۔"

منکی برادر نے کہا "تمہارے باپ دادا دھوتی پہنا کرتے تھے۔ تم پتلون اور جیکٹ پہنے ہوئے ہو۔ وہ ہندی اور سنسکرت بولتے تھے۔ تم انگریزی بولتے ہو۔ کیا زمانے کے ساتھ صرف تمہیں تبدیل ہونا چاہیے۔ ہمیں لباس اور زبان نہیں بدلنا چاہیے؟"

سب لوگ کہنے لگے "بدلنا چاہیے۔ بدلنا چاہیے۔ آپ جس روپ میں بھی رہیں گے' ہم آپ کی پوجا کرتے رہیں گے۔ بولو بولو بجرنگ بلی کی جے......"

سب لوگ بیک آواز "جے" کہنے لگے۔ کئی فوٹو گرافر منکی برادر کی تصویریں اتار رہے تھے۔ رپورٹر نے کہا "ہنومان جی ایک جگہ سے غائب ہوکر دوسری جگہ پہنچ جایا کرتے تھے۔ کیا آپ یہ چمتکار دکھا سکتے ہیں؟"

"تم سب بھگوان رام کے بھگت ہو۔ تم میں سے جو چاہے' مجھے آزما سکتا ہے۔ میں رام کے نام پر چمتکار دکھا رہا ہوں۔"

سب اسے دیکھنے لگے۔ اس نے مورتیوں کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ کر "رام" کہا پھر دوسرے ہی لمحے میں نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ اس پر یقین نہ کرنے والے حیران رہ گئے۔ انہیں ہنومان جی کی آواز سنائی دی "میں یہاں ہوں۔"

سب نے ادھر دیکھا۔ وہ اونچی چھت کے ایک کنڈے سے لٹکا ہوا تھا۔ پھر وہ وہاں سے غائب ہوگیا۔ چند سیکنڈ تک تجسس رہا۔ اس کے بعد مورتیوں کے پیچھے سے آواز آئی "میں یہاں ہوں۔"

سب نے ادھر دیکھا۔ وہ رام' لچھمن اور سیتا کی مورتیوں کے پیچھے سے نمودار ہوا۔ سب کے سب خوشی سے جھوم جھوم کر بھجن گانے لگے۔ منکی برادر مندر کے باہر کھلی جگہ آگیا۔ وہاں بھی دور تک بستی والے اس کوشش میں تھے کہ مندر کے اندر جاکر ہنومان جی کے درشن کریں۔ منکی برادر نے کہا "میں اپنے کسی بھگت کو مایوس نہیں کروں گا۔ سب ہی میرے درشن کریں گے۔ اس بستی میں جو بیمار ہیں' بستر سے اٹھ نہیں سکتے' میں ان کے گھر جاکر انہیں درشن دوں گا۔"

دوسرے منکی مین اس بستی کے تمام گھروں میں دیکھ چکے تھے۔ صرف دو گھروں میں مریض ایسے تھے' جو بستر سے اٹھ نہیں سکتے تھے اور ایک اپاہج تھا' جو گھر سے نہیں نکلتا تھا۔ کچھ لوگوں نے کہا "جے بجرنگ بلی! ہم آپ کو ان بیماروں کے پاس لے چلتے ہیں۔"

وہ بولا "میں اس بستی کے تمام گھروں کا حال جانتا ہوں۔"

وہ ایک مریض کے گھر کے سامنے پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ پوری بستی چلی آئی تھی۔ اس نے خلا میں دیکھتے ہوئے کہا "اس ملک میں جو سب سے بڑی بیماری ہے' وہ ہے غربی۔"

وہ خلا میں دیکھ کر دراصل اپنے ماتحتوں سے کہہ رہا تھا "یہاں



کے مریض کے بدن میں خون کی کمی ہے۔ خون پیدا کرنے کی دوا اور غربی کا علاج دس ہزار روپے۔"

اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا۔ نادیدہ منکی مین نے ایک ٹرے اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ سب نے حیرانی سے دیکھا۔ اس ٹرے پر دوائیں اور نوٹوں کی گڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ وہ ٹرے لے کر اس گھر کے اندر چلا گیا۔

پھر تو منکی برادر کا بھاؤ بڑھ گیا۔ بھگوان یا اَن داتا وہی ہوتا ہے جو بیماری اور غربی دور کرتا ہے۔ منکی برادر صبح تک مندر کے سامنے ایک اونچی جگہ بیٹھا رہا اور تمام بستی والوں کے دکھ درد سن کر انہیں دوائیں اور نوٹوں کی گڈیاں دیتا رہا۔

ہنومان کی نئی زندگی اور جنتا کے دکھ درد دور کرنے والی خبریں شام کے اخبارات میں تو بعد میں شائع .... ہوتیں' اس سے پہلے بستی والوں کی زبانی اور فون کے ذریعے یہ خبریں پورے دہلی شہر میں پھیل گئیں۔

پھر تو جیسے سارا شہر امڈ آیا۔ اس کے ساتھ پولیس کے اعلیٰ افسران بھی اس بستی میں پہنچے۔ انہوں نے ایک ہنومان کو ایک اونچے استھان پر بیٹھے دیکھا۔ بستی میں اور بستی کے باہر اتنے لوگ تھے کہ ان کے درمیان سے کسی کے گزرنے کی جگہ نہیں رہی تھی۔

پولیس والوں نے بڑی مشکلوں سے منکی برادر کے قریب پہنچنے کی جگہ بنائی پھر بھی اس سے دور رہے۔ وہ تمام پولیس والے اسے غور سے اور بے یقینی سے دیکھنے لگے۔ ایک افسر نے کہا "یہ کوئی بہروپیا ہے۔"

منکی برادر نے اس کی طرف اشارہ کیا "ایک تھپڑ۔"

اس کے ساتھ ہی اس افسر کے گال پر ایک زور کا تھپڑ لگا۔ وہ ایک دم سے بوکھلا گیا۔ دوسرے افسروں اور سپاہیوں نے حیرانی سے دور بیٹھے ہوئے ہنومان کو دیکھا۔ اس نے دور سے تھپڑ کہا تھا اور افسر کو ایک تھپڑ لگا تھا۔

منکی برادر نے کہا "مورکھو! بدتمیزی نہ کرو۔ میں رام جی کا داس ہوں۔ اگر میں بہروپیا ہوں تو تم سے بہتر ہوں۔ غریبوں کے دکھ درد دور کررہا ہوں۔ تم لوگ وردیاں پہن کر غریبوں کے لیے کیا کرتے ہو؟"

تمام لوگ بیک زبان کہنے لگے "ہاں ہاں' ہمارے لیے کیا کرتے ہو؟ چلے جاؤ یہاں سے۔ اگر بجرنگ بلی کا اپمان کروگے تو ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

افسروں نے سمجھ لیا' ہزاروں عقیدت مند ان کی ہڈیوں کا سرمہ بنادیں گے۔ وہاں ان کی وردیوں کا رعب اور دبدبہ صفر ہورہا ہے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بجرنگ بلی! ہم معافی چاہتے ہیں۔ اب آپ کی شان کے خلاف کوئی بات نہیں ہوگی۔ لیکن ہم تنہائی میں آپ سے کچھ سوالات کرنا چاہتے ہیں۔"

"سوالات تنہائی میں کیوں کرنا چاہتے ہو۔ کیا سب کے سامنے کہوگے تو تمہاری ناک کٹ جائے گی؟"

تمام لوگ قہقہے لگانے لگے۔ منکی برادر نے کہا "یہاں دور تک دیکھو۔ یہ جنتا کی عدالت ہے۔ جو کہنا چاہتے ہو' جنتا کے سامنے کہو۔"

اعلیٰ افسر نے ایک اونچی جگہ پہنچ کر کہا "جب جنتا کی عدالت میں ہی کہنا ہے تو پھر میں جنتا سے پوچھتا ہوں۔ آپ سب نے کیسے یقین کرلیا کہ بجرنگ بلی دوبارہ ہماری دنیا میں آئے ہیں؟"

ایک نے اونچی آواز میں کہا "یہ سر سے پاؤں تک ہمارے بجرنگ بلی ہیں۔ کیا آپ نے رامائن میں نہیں پڑھا کہ یہ ہوا میں اڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے اور جب چاہتے تھے' نظروں سے اوجھل ہوجاتے تھے۔ یہ ساری خوبیاں ہمارے ان بجرنگ بلی میں ہیں۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ یہ کس طرح پرواز کرتے ہیں اور کس طرح غائب ہوجاتے ہیں۔"

دوسرے افسر نے کہا "ہنومان جی کے پاس بندروں کی سینا (فوج) تھی۔ وہ سینا کہاں گئی؟ یہ اکیلے کیوں ہیں؟"

منکی برادر نے دونوں ہاتھ فضا میں بلند کرتے ہوئے کہا "آؤ! پرواز کرو۔ نظر آتے رہو۔ نظروں سے اوجھل ہوتے رہو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی بے تحاشا منکی مین فضا میں پرواز کرتے ہوئے نمودار ہوئے۔ ہزاروں افراد شدید حیرانی سے بے شمار منکی مین کو پرواز کرتے دیکھنے لگے۔ وہ کبھی نظر آتے تھے اور کبھی نظروں سے اوجھل ہوجاتے تھے۔

منکی برادر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا "بس۔ اتنا ہی کافی ہے۔ اب جاؤ۔"

وہ سب نظروں سے اوجھل ہوگئے۔ وہ افسران حیران اور گم صم تھے۔ ایک شخص نے کہا "بجرنگ بلی ہماری بیماریاں اور غربی دور کررہے ہیں۔ یہ ہمارے اَن داتا ہیں۔ چلے جاؤ یہاں سے۔"

پھر سب ہی کہنے لگے "چلے جاؤ یہاں سے۔"

ہزاروں افراد ان کے خلاف مشتعل ہوسکتے تھے۔ وہ چپ چاپ سر جھکا کر وہاں سے چلے آئے۔ اس دوران ریڈیو اور ٹی وی والے آگئے تھے۔ عالمی نشریاتی اداروں کے بھی کیمرا مین وہاں کی تصویریں اتار رہے تھے۔

ان پولیس افسران نے فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا۔ کمشنر اور شہر کے میئر نے بھی ان کی رپورٹ سنی۔ پھر انہوں نے سراغ رسانوں کی ایک ٹیم روانہ کی۔ اب وہ سراغ رساں اس بستی میں جاکر ہنومان کے آس پاس رہ کر اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہتے تھے۔

ہنومان جی کی وڈیو رپورٹ شام کو عالمی سطح پر نشر کی گئی تو تل

ابیب میں منکی ماسٹر اور اسرائیلی اکابرین نے اسکرین پر منکی برادر کو دیکھا۔ دیوی تو دیکھتے ہی اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ منکی ماسٹر کی فوج کا ایک حصہ اس کے دیس میں پہنچ جائے گا۔

وہ فوراً ہی اپنی ڈمی کے پاس گئی۔ اس سے ضروری باتیں کرنا چاہتی تھی لیکن ڈمی اس وقت عیاشی کے موڈ میں تھی۔ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت شیام سندر کو اپنی جوانی کا نذرانہ پیش کر رہی تھی۔

دیوی کسی بھی عیش کرنے والے کے دماغ میں نہیں ٹھہرتی تھی۔ فوراً واپس چلی آتی تھی کیوں کہ ایسی جگہ اس کی اپنی جوانی کے تقاضے شور مچاتے تھے۔ اس سے پوچھتے تھے کہ وہ کب دلہن بنے گی؟ اس کی زندگی میں آنے والا مرد کون ہو گا؟

کوئی ایسا نہیں تھا، جس پر وہ اپنا سب کچھ لٹا کر ناز کرتی۔ یہ درست ہے کہ پھول کو شاخ پر ہی کھلنا چاہیے۔ اسے توڑنے اور سونگھنے سے جلد ہی اپنی شادابی کھو دیتا ہے لیکن دوسرا پہلو یہ ہے کہ پھول کو توڑنے اور سونگھنے سے ہی اس کی قدر بڑھتی ہے۔ وہ پھول ہی کیا جسے کوئی ہاتھ نہ لگائے اور وہ شاخِ انتظار پر کسی دیدہ ور کی راہ دیکھتے دیکھتے شاخ پر ہی مرجھا جائے۔

دیوی کے ساتھ یہی ہو رہا تھا۔ عمر گزرتی جا رہی تھی۔ اگر وہ کنواری رہ کر بڑھاپے میں داخل ہوتی تو وہ خود کو بوڑھی نہ کہتی اور دوسرے اسے جوان تسلیم نہ کرتے۔ اب وہ عمر کے ایسے اسٹیج پر آگئی تھی، جہاں سے کسی وقت بھی بڑھاپے کی خندق میں گر سکتی تھی۔

اس نے دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت شری کانت کو مخاطب کیا۔ وہ خوش ہو کر بولا "دیوی جی! میں بڑا خوش نصیب ہوں۔ آپ میرے دماغ میں آئی ہیں۔"

اس نے پوچھا "تمہیں اپنے دیس کی کوئی خبر ہے؟"

"جی ہاں۔ میں کچھ دیر پہلے ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ یہ دیکھ کر شاک پہنچا کہ منکی مین وہاں خاصی تعداد میں پہنچے ہوئے ہیں۔"

"تمہارے دیس میں اتنی بڑی تباہی آ رہی ہے اور تم ٹی وی دیکھ کر آرام سے بیٹھے ہوئے ہو؟"

"دیوی جی! میں بہت پریشان تھا۔ میں نے منکی برادر کو ہنومان کے روپ میں دیکھتے ہی خیال خوانی کی پرواز کی اور اتنی بڑی بات بتانے کے لیے آپ کی ڈمی ون کے پاس پہنچا۔ مم...... مگر۔"

"مگر کیا؟"

"میں فوراً ہی ڈمی ون کے دماغ سے واپس آگیا۔ معافی چاہتا ہوں۔ وہ۔ وہ اور شیام سندر۔ یعنی کہ شیام سندر اور وہ......"

"اچھا بس کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم میرے پاس آسکتے تھے۔"

"ہمیں آپ سے براہِ راست رابطہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں آپ کو مخاطب کرنے کی ہمت کر رہا تھا۔ ایسے وقت آپ نے اپنے اس داس کو یاد کر لیا۔"

"آئندہ کوئی بھی اہم بات ہو تو تم مجھے مخاطب کر سکتے ہو۔ ابھی اس کے پاس جاؤ اور کہو، فوراً میرے پاس آئے۔"

دیوی اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ ڈمی نے چند سیکنڈ بعد ہی آکر کہا "دیوی جی! میں حاضر ہوں۔"

"کیا تمہارا کوئی وقت مقرر نہیں ہے؟ وقت بے وقت مستیوں میں مگن رہتی ہو۔"

"معافی چاہتی ہوں۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"

"وہ منکی برادر اپنی فوج کے ساتھ دہلی پہنچ گیا ہے۔ تم فوراً شیام سندر اور شری کانت کے ساتھ وہاں جاؤ اور میرے وہاں پہنچنے تک یہ معلوم کرو کہ منکی برادر کہاں مستقل رہتا ہے اور کہاں سوتا ہے۔ ابھی ٹی وی دیکھنے سے پتا چلا کہ منکی برادر رامائن کے حوالے سے ہنومان بن کر لوگوں کے جذبات سے کھیل رہا ہے۔ رازداری سے معلوم کرو کہ وہ گولیاں، کیپسول اور لیزر گنیں کہاں چھپا کر رکھتے ہیں۔ جتنی جلدی ہو سکے، یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔"

وہ چلی گئی۔ دیوی صوفے پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔ وہ تل ابیب اس ارادے سے آئی تھی کہ منکی ماسٹر اور اس کی فوج سے گولیاں اور کیپسول حاصل کرے اور ان بندروں کے ہندوستان آنے کا راستہ روکتی رہے۔ لیکن رازداری سے جانے والوں کا راستہ نہیں روکا جا سکتا۔ دیوی گولیاں اور کیپسول حاصل کرنے میں مصروف رہی اور ادھر منکی برادر اپنی فوج کے ساتھ ہندوستان پہنچ گیا۔

اس سلسلے میں یہ بات قابلِ غور تھی کہ خلائی زون سے آنے والے منکی برادر کو رامائن اور ہنومان کے بارے میں اتنی تفصیل سے کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہندوستان جا کر بڑی کامیابی سے ہنومان کا رول ادا کر رہا ہے؟

دیوی یقین سے سوچ رہی تھی "مجھ سے اور بھارت سے دشمنی رکھنے والے ضرور منکی برادر کی پشت پر ہیں۔ وہ اسے ہنومان کی راما کہانی سمجھا رہے ہیں اور وہ ہنومان بن کر ہندوؤں کے دھارمک جذبات سے کھیل رہا ہے۔"

دیوی نے اب تک تین منکی مین ٹریپ کیے تھے اور ان سے مجموعی طور پر سیکڑوں گولیاں اور کیپسول حاصل کیے تھے۔ تل ابیب میں اور چند روز رہ کر وہ سیکڑوں گولیاں اور کیپسول حاصل کر سکتی تھی۔ لیکن ہندوستان جانا ضروری ہو گیا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ ہندوستان جا کر چند روز میں منکی برادر کو وہاں سے بھاگنے پر مجبور کرے گی یا پھر اسے ہلاک کر کے تل ابیب واپس آجائے گی اور پہلے کی طرح ایک ایک منکی مین کو ٹریپ کر کے گولیاں اور کیپسول حاصل کرتی رہے گی۔ پھر یہ کہ ہندوستان میں بھی جس منکی مین کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گی، اس کے لباس میں ... چھپے ہوئے کیپسول اور گولیاں حاصل کر سکے گی۔



وہ یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ بندروں کو اپنے دیس سے نکالنا آسان نہ ہو گا۔ امریکا اور اسرائیل کی مثالیں سامنے تھیں۔ وہ بندر جہاں پہنچتے تھے، وہاں سے ٹلنے کا نام نہیں لیتے تھے اور نہ سیاسی چالوں سے انہیں بھگایا جا سکتا تھا۔ اس کی عقل سمجھا رہی تھی کہ اس سلسلے میں برادر کبیر سے تعاون حاصل کرنا چاہیے۔

یہ بات ابھی اس کے ذہن میں واضح نہیں ہوئی تھی کہ وہ برادر کبیر کو کیوں پسند کرتی ہے؟ بظاہر وہ یہی سمجھتی تھی کہ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا حامل ہے اور اس نے کبھی اسے نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ اس لیے وہ اسے پسند بھی کرتی ہے اور اس پر بھروسا بھی کرتی ہے۔

پارس کی جانی دشمن بننے کے بعد اس کے لاشعور میں یہ بات پک رہی تھی کہ پارس کے مقابلے میں برادر کبیر ایک مکمل مرد ہے۔ ناقابلِ شکست ہے اور غیر معمولی صلاحیتوں کا بھی حامل ہے۔ وہ ایکشن سے بھرپور زندگی میں اس کا باکمال جیون ساتھی بن سکتا ہے۔

یہ خیال اس کے اندر تھا، باہر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے برادر کبیر کو مخاطب کیا۔ اس نے کہا "مجھے یقین تھا، تم آؤ گی۔ ابھی میں تھوڑی دیر پہلے ٹی وی دیکھ رہا تھا۔ تمہارے دیس میں بجرنگ بلی پہنچ گئے ہیں۔"

"تم اندازہ کر سکتے ہو کہ بندروں کا وہاں پہنچ جانا میرے لیے کتنا تکلیف دہ ہو سکتا ہے۔ مسٹر کبیر، میں بہت پریشان ہوں۔"

"میں تمہاری پریشانی سمجھ رہا ہوں۔ مگر تم نے ایسا کچھ نہیں کیا، جس کے نتیجے میں میں تمہاری پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھ کر تمہارے کام آتا۔"

"تم پہلے تو ایسے خود غرض نہیں تھے۔"

"میں تمہیں حاصل کرنا چاہتا ہوں اور تمہاری چاہت میں شروع سے خود غرض ہوں۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ تم پارس کا اصلی چہرہ دیکھ کر اس سے نفرت کرو اور میری طرف مائل ہوتی رہو۔ تمہیں بھگوان کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ تم پارس کے دھوکے میں آنے سے بچ گئی ہو۔ تمہیں جلد سے جلد ایک نئی زندگی شروع کرنے کے لیے مجھ جیسے جیون ساتھی کا انتخاب کرنا چاہیے۔ اگر تمہاری نظروں میں کوئی مجھ سے بہتر ہے تو پھر اسے ہندوستان لے جاؤ۔ میں تنہا ہوں، تنہا ہی زندگی گزار دوں گا۔"

"میں نے یہ کبھی نہیں پوچھا کہ تمہارا خاندان کیا ہے؟ کس ملک سے تعلق رکھتے ہو؟ اور تل ابیب کس سلسلے میں آئے ہو؟"

"میں نہیں جانتا کس نے مجھے پیدا کیا؟ اور پیدا کر کے کہاں چھوڑ دیا؟ جب ہوش سنبھالا تو خود کو ایک بزرگ کے سائے میں پایا۔ وہ بڑے عالم اور غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے۔ آج میرے پاس جتنی غیر معمولی صلاحیتیں ہیں، وہ سب میں نے ان سے ہی حاصل کی ہے۔"

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ تم مسلمان ہو اور تمہیں پیدا کرنے والے ماں باپ بھی مسلمان تھے؟"

"میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔ کیوں کہ اپنی پیدائش کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

"تم ہندو بھی ہو سکتے ہو، عیسائی یا یہودی بھی ہو سکتے ہو۔ پھر تم نے ترکی میں مسلمان مجاہدین کی فوج کیوں بنائی ہے؟"

"مجاہدین کی فوج ان ہی بزرگ نے بنائی تھی، جنہوں نے میری پرورش کی اور مجھے تربیت دی۔ پچھلے برس وہ وفات پا گئے۔ تب سے میں نے مجاہدین کی فوج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ استنبول بھی چھوڑ دیا۔ اب نگری نگری گھومتا ہوں۔ یوں گھومتا پھرتا تل ابیب پہنچا ہوں۔"

"کیا تم منکی ماسٹر اور اس کی فوج میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے ہو؟"

"اس حد تک دلچسپی لی ہے کہ اس فوج کے مختلف منکی مین سے ایک سو گولیاں اور تین کیپسول چھین چکا ہوں۔ اب میں کسی بھی ملک کے معاملے میں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معاملے میں صرف اس وقت رازداری سے دلچسپی لیتا ہوں، جب مجھے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ میں خاموشی سے خفیہ طور پر اپنا اُلو سیدھا کرتا رہتا ہوں۔"

"تم بہت چالاک ہو۔ اس طرح کوئی تمہارا دشمن پیدا نہیں ہوتا ہو گا۔"

"بے شک، میں دشمنوں سے محفوظ ہوں۔ پہلے جو مجھے جانتے تھے، وہ میرے متعلق سوچ رہے ہوں گے کہ شاید میں مر چکا ہوں۔ اتنی بڑی دنیا میں صرف تم ہو، جو مجھے برادر کبیر کی حیثیت سے جانتی ہو۔"

"کبیر! آج پہلی بار تمہارے کچھ حالات معلوم ہوئے ہیں۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ تمہاری طرح میں بھی دنیا میں اکیلی ہوں۔ میرا بھی کسی سے کوئی رشتہ یا کسی طرح کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"میں تو مرد ہوں۔ تنہا زندگی گزار لوں گا۔ لیکن تم عورت ہو تمہیں کسی نے نہیں دیکھا۔ پھر بھی کہا جاتا ہے کہ تم بہت حسین اور پُرکشش ہو۔ ویسے بھی جو چیز نظر نہیں آتی، اس میں کشش اور تجسس پیدا ہوتا رہتا ہے۔ ایک بات پوچھوں؟"

"ضرور پوچھو۔"

"تم اصلی چہرہ چھپا کر پبلک پلیس میں جاتی ہو۔ تنہا دنیا کی سیر کرتی ہو۔ کیا کبھی کسی نے تم پر چھاپا نہیں مارا؟"

"فضول بات نہ پوچھو۔ اپنی حفاظت کے لیے میرے پاس بڑی طاقت اور بڑی صلاحیتیں ہیں۔"

"ایک بالکل نئی کار خرید کر اسے گیراج میں حفاظت سے رکھ دیا جائے پھر چند برسوں کے بعد گیراج کھول کر دیکھا جائے تو وہ کار نئی نہیں دکھائی دے گی، اس میں زنگ لگ چکا ہو گا۔ کیا تم نے سوچا

کہ کوئی ہاتھ نہیں لگا رہا ہے پھر بھی تمہاری جوانی کو زنگ لگتا جارہا ہے۔"

"یہ تم نے کیسی فضول باتیں شروع کردی ہیں۔ میں تمہارے پاس تعاون حاصل کرنے آئی ہوں۔"

"میرے حساب سے تم جوانی کی حد پار کرچکی ہو اور اب جوانی اور بڑھاپے کے درمیان سفر کررہی ہو۔ اپنی باقی ماندہ جوانی پر رحم کرو اور زنگ چھڑانے کے سلسلے میں مجھ سے تعاون حاصل کرو۔"

"اب تم غیر سنجیدہ ہورہے ہو۔ میرے دیس کے سلسلے میں مجھ سے تعاون نہیں کروگے؟"

"تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہو۔ ذرا غور کرو۔ میں نے دو دن میں سو گولیاں اور کیپسول حاصل کیے ہیں اور ایک ہفتہ رہ جاؤں تو ہزاروں گولیاں اور کیپسول حاصل کرلوں گا۔ یہاں میرے فائدے کو دیکھو اور غور کرو، تمہارے ساتھ ہندوستان میں مصروف رہنے سے مجھے کیا ملے گا؟ کچھ نہیں، تم تو سامنے بھی نہیں آتیں۔ اگر آتیں تو تمہارے حسن اور شباب کو دیکھ کر تسلی ہوتی رہتی کہ وہ سارا خزانہ مجھے ملنے والا ہے۔"

"ہاں، میں تمہاری یہ شرط پوری کروں گی۔ تمہارے سامنے آؤں گی۔ لیکن مجھے چھونا چاہو گے تو نظروں سے اوجھل ہوجایا کروں گی۔"

"رہنے دو۔ تمہیں دور سے دیکھ دیکھ کر بیمار نہیں ہونا چاہتا۔"

"ابھی تو تم دور سے دیکھنا چاہتے تھے۔"

"سمجھا کرو۔ پہلے صرف ایک جھلک دیکھنے کی آرزو ہوتی ہے۔ پھر سراپا دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ وہ بھی دیکھنے کو مل جائے تو چھونے کو دل مچلتا ہے۔ آخر چھونے کا موقع ملتے ہی کلائی کو پکڑنے اور سالم حسینہ کو جکڑنے کے لیے دل دیوانہ ہوجاتا ہے۔ پھر اس کے بعد کہوں؟"

"بس اپنی بکواس بند کرو۔ مجھے ہندوستان کے لیے روانہ ہوجانا چاہیے لیکن میں صرف تمہارے لیے رکی ہوئی ہوں۔"

"اور میں تمہارے لیے کنوارا بیٹھا ہوا ہوں۔"

"پلیز میری ایک بات مانو۔ مجھے ایک ہفتے تک سوچنے اور فیصلہ کرنے کا موقع دو۔ میں پھر سے اپنی جنم کنڈلی دیکھوں گی۔ جوتش ودیا کے ذریعے معلوم کروں گی کہ تم یا کوئی اور پارس کی جگہ لے سکتا ہے یا نہیں۔ میں اس وقت اپنے دونوں ہاتھ دیکھ رہی ہوں۔ مجھے ہاتھوں کی لکیروں میں کچھ چھوٹی چھوٹی سی تبدیلیاں نظر آرہی ہیں۔ شاید میرے ستارے مجھے تمہارے نام کردیں۔ پلیز مجھے ستاروں کی بدلتی ہوئی چالوں کو سمجھنے دو۔"

"میں آخری بات کہتا ہوں، جنم کنڈلی پڑھنے اور ہاتھ کی لکیروں کو سمجھنے کے لیے دو دن بہت ہیں۔ میں تمہارے ساتھ ابھی ہندوستان چلوں گا، تمہارے بہت کام آؤں گا لیکن دو دن کے بعد تیسرے دن تم میری تنہائی میں نہیں آؤ گی تو میں دوستی اور تعاون ختم کردوں گا۔"

"شکر ہے، تم دو دن تک تعاون کرتے رہنے کے لیے راضی ہوگئے۔ میں وعدہ کرتی ہوں، دو دن کے بعد بھی تمہارا اعتماد برقرار رکھوں گی۔"

"تو پھر روانگی کب ہے؟"

"ہم ابھی یہاں سے پرواز کریں گے۔ ہماری ملاقات دہلی کی اس بستی میں ہوگی، جہاں منکی برادر ہنومان بن کر میرے لوگوں کو بے وقوف بنا رہا ہے۔"

"میں ٹھیک پندرہ منٹ بعد پرواز کروں گا۔"

"میں بھی اسی وقت پرواز کروں گی۔ کیا تم میری ایک چھوٹی سی بات مانو گے؟"

"محبوبہ کی طرح منواؤ تو مان لوں گا۔ محبوبائیں اپنی باتیں منوانے کے لیے رنگین اور سنگین رشوتیں پیش کرتی ہیں۔"

"ایسی باتیں دو دن کے بعد کرنا۔ ابھی میری ایک بات مان لو۔"

"آخر بات کیا ہے؟"

"تم سو گولیاں اور تیس کیپسول رکھ کر کیا کروگے۔ پچاس گولیاں اور پندرہ کیپسول مجھے دے دو۔"

"ایسی باتیں دو دن کے بعد کرنا۔ اس وقت تک میں منکی برادر کے فوجیوں سے مزید سیکڑوں گولیاں اور کیپسول چھین لوں گا۔ تیسرے دن، ملن کی رات تمہارا گھونگھٹ اٹھاکر منہ دکھائی کی رسم کے طور پر تمہیں کم از کم دو سو گولیاں اور پچاس کیپسول دوں گا۔"

وہ خوش ہوکر بولی "کیا سچ کہہ رہے ہو؟"

"بالکل سچ۔ اب جاؤ۔"

پارس نے سانس روک لی۔

○☆○

روزی نے انارکلی سے ایک برقع خرید کر پہن لیا۔ انارکلی کو دیوار میں چن دیا گیا تھا۔ روزی نے خود کو برقع کی دیوار میں چن لیا! اخبارات میں تصاویر چھپنے کے بعد وہ کسی کو منہ نہیں دکھانا چاہتی تھی اس لیے برقع میں منہ چھپاکر گلبرگ کی اس کوٹھی میں پہنچی، جہاں پہلے فخرالدین کے ساتھ آچکی تھی۔ لیکن وہاں پہنچی تو وہ کوٹھی مقفل تھی۔

دراصل وہ آمنہ کی کوٹھی تھی۔ آمنہ، کبریا فرہاد اور ننھے بابر علی تیمور کو لے کر دوسرے شہر گئی تھی۔ فخرالدین نے وہاں عارضی قیام کیا تھا۔ روزی نے کوٹھی کو مقفل دیکھ کر چوکی دار سے پوچھا۔

"اس کوٹھی کے مالک فخرالدین صاحب کہاں ہیں؟"

چوکی دار نے کہا "اس کوٹھی کی مالکہ بیگم آمنہ فرہاد صاحبہ ہیں۔ فخرالدین صاحب پہلے یہاں تھے۔ اب اپنی کوٹھی میں چلے گئے ہیں۔"

روزی نے فخرالدین کی کوٹھی کا نمبر اور پتا چوکی دار سے معلوم کیا۔ پھر وہاں پہنچ گئی۔ چوکی دار نے اندر نہیں جانے دیا۔ گیٹ کے



ساتھ بنے ہوئے کیبن سے فون پر کہا "جناب! ایک برقع والی آپ سے ملنا چاہتی ہے۔ اپنا نام روزی بتارہی ہے۔"

چوکی دار نے کچھ سننے کے بعد ریسیور روزی کو دیا۔ وہ اسے کان سے لگا کر بولی "ہیلو ڈیڈی! میں نے آپ کو پہچان لیا ہے۔ آپ نے کل اجنبی بن کر مجھے دھوکا دیا تھا۔ میں مانتی ہوں کہ میں نے آپ کے ساتھ بڑی زیادتیاں کی ہیں۔ میں قسم کھاکر کہتی ہوں، اپنے کیے پر شرمندہ ہوں۔ آپ سے معافی مانگنے آئی ہوں۔"

"پہلے میرے ایک کروڑ روپے واپس کرو۔ پھر معافی مانگو۔"

"میں نے آپ کے ایک کروڑ نہیں لیے ہیں۔ جسے آپ نے بیٹا بنایا وہ اتنی بڑی رقم لے گیا ہے۔"

"جسے بیٹا بنایا ہے، اس کا نام علی ہے۔ وہ کل صبح سے پشاور گیا ہوا ہے۔ اب تک واپس نہیں آیا ہے۔ تم بہن بھائی نے مل کر مجھ پر اور میری بیٹی پر بہت ظلم کیا ہے۔ اگر تم واقعی شرمندہ ہو تو پہلے میری وہ رقم واپس کرو۔ اگر نہیں کروگی تو میں تمہارے جیسی چور لڑکی کو کوٹھی کے اندر نہیں آنے دوں گا کیوں کہ میرے بیڈ روم میں ایسے کتنے ہی کروڑوں روپے پڑے رہتے ہیں۔"

روزی کو یقین ہوگیا تھا کہ اس کا سوتیلا باپ بے انتہا دولت مند ہے اور اس وقت بھی اس کوٹھی کے بیڈ روم میں کروڑوں روپے ہوں گے۔ وہ گڑگڑا کر بولی "میں اپنی مرحوم ماں کی قسم کھاکر کہتی ہوں۔ میں نے آپ کے گھر سے ایک روپیہ بھی نہیں چرایا ہے۔"

"تو پھر تمہارے بھائی مراد نے چرایا ہوگا۔ اسے میرے سامنے پیش کرو۔"

"وہ گھر میں ہے۔ یہاں نہیں آسکے گا، مجبوری ہے۔"

"ایسی کیا مجبوری ہے؟"

"میں کیا بتاؤں؟ اس کا منہ کالا ہوگیا ہے۔ گھر سے باہر نہیں نکلتا ہے۔"

"جیسے تم دونوں کے اعمال ہیں، ان کے نتیجے میں منہ ضرور کالا ہوتا ہے۔ شاید تم بھی منہ چھپارہی ہو اسی لیے برقع پہن کر آئی ہو۔"

"میں سچ کہتی ہوں۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس علی نے میری ایک ایسی تصویر اخبارات میں چھپوائی ہے جس کی وجہ سے میں کسی کو منہ نہیں دکھا سکتی۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ علی اس شہر میں نہیں ہے۔ کل بھی نہیں تھا۔ پھر وہ تمہاری تصویر کیسے چھپوائے گا۔"

"وہ بہت بڑا فراڈ ہے۔ آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔ پشاور نہیں گیا ہے۔ اسی شہر میں ہے۔ آپ کے ایک کروڑ روپے اسی کے پاس ہیں۔"

"میں تم سے بحث نہیں کروں گا۔ یہاں سے جاؤ۔ کل بینک میں اپنی ساری رقم جمع کرادوں گا تو تمہیں آنے کی اجازت دوں گا۔ تم کل شام کو آسکتی ہو۔"

فخرالدین نے فون بند کردیا۔ روزی واپس جاتے ہوئے سوچنے لگی "اس بڈھے نے مجھے گھر کے اندر آنے نہیں دیا۔ پتا نہیں اس نے کتنی رقم چھپاکر رکھی ہے۔ یقیناً بہت بڑی رقم ہوگی اور وہ کل صبح تک گھر میں رہے گی۔ آج رات مجھے کچھ کرنا ہوگا۔ خدا کرے مجھے بار بار نقصان پہنچانے والا وہ بدمعاش وہاں موجود نہ ہو۔"

علی ائرپورٹ پہنچ چکا تھا۔ وہ بصیرت علی کو رخصت کرنے آیا تھا۔ پچھلے باب میں بصیرت کا ذکر ہوچکا ہے۔ علی نے اس کے خیالات پڑھے تھے۔ وہ ایک نہایت ایمان دار اور شریف آدمی تھا۔ اسمبلی میں رہ کر یہ ثابت کرچکا تھا کہ ایک محب وطن سیاست داں ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی سیکھنے اور بابا صاحب کے ادارے میں تربیت حاصل کرنے کا اہل تھا اس لیے فرانس جارہا تھا۔ علی اسے رخصت کرنے کے بعد وزیٹرز لابی میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گیا۔ وہاں پاکستان سے جانے والوں اور پاکستان آنے والوں کی خاصی بھیڑ لگی رہتی تھی اور جہاں بھیڑ ہوتی ہے، وہاں بھانت بھانت کے مختلف مزاج کے لوگ ہوتے ہیں۔

علی کسٹمز کے عملے کے دو افراد کے دماغ میں جگہ بنا چکا تھا۔ غیر ممالک سے آنے والے اپنا سامان چیک کرانے کے لیے ان دو افراد کے سامنے رکھتے تھے اور اپنا سامان چیک کراتے وقت ان سے باتیں کرتے تھے۔ اس طرح علی ان بولنے والوں کے دماغوں میں پہنچ رہا تھا۔

بیرونی ممالک سے آنے والے پاکستانی اپنی ضرورت اور اپنے شوق کے مطابق زیادہ سے زیادہ سامان لاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ سامان کسٹمز والے چھین لیتے ہیں، کچھ لے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ کچھ ایسا سامان بھی ہوتا ہے، جو پاکستان میں لانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ لیکن رشوت میں بڑی طاقت ہوتی ہے، غیر قانونی سامان بھی ملک کے اندر چلا آتا ہے۔

وہ تعداد میں سات تھے۔ ملک کے اندر چلے آرہے تھے۔ ان میں چار مرد تھے اور تین نوجوان لڑکیاں تھیں۔ ان کے پاس باقاعدہ پاسپورٹ اور ویزا تھے جن کے مطابق وہ ہندوستانی مسلمان تھے جب کہ ان میں سے صرف ایک مسلمان تھا۔ باقی چھ ہندو تھے۔ چہرے بدلے ہوئے تھے۔ لاہور کی ایک کوٹھی میں پہنچتے ہی ویزا جلا کر وہاں اپنی نئی دستاویزات بنوانے والے تھے۔

علی ایک کسٹم افسر کے ذریعے ان کے دماغوں میں پہنچ رہا تھا۔ وہ چاہتا تو وہیں ان کے چہروں سے میک اپ اتار کر انہیں گرفتار کراسکتا تھا۔ لیکن وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ لاہور میں ان کا اڈا کہاں ہے؟ اور ان سے تعلق رکھنے والے افراد کون ہیں اور کیا کرتے ہیں؟

ان کے لیے ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں ایک بڑی سی ویگن کار کھڑی ہوئی تھی۔ وہ ساتوں اس میں جاکر بیٹھ گئے۔ جب وہ

گاڑی پارکنگ ایریا سے نکلنے لگی تو علی ان کا تعاقب کرنے لگا۔ ڈرائیونگ کے دوران وہ کبھی کبھی کسی کے دماغ میں جاتا تھا پھر چند سیکنڈ میں واپس آجاتا تھا تاکہ حاضر دماغ رہ کر ڈرائیو کرسکے۔

اس ویگن میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا "میں بڑی دیر سے اس سفید کار کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ہمارے پیچھے چلی آرہی ہے۔"

دوسرے نے کہا "کہیں ایسا تو نہیں کہ پاکستانی انٹیلی جنس والے ہم پر شبہ کررہے ہوں۔"

تیسرے نے کہا "ہم غیر قانونی طور پر آئے ہیں اس لیے ہمارے دلوں میں اندیشے جنم لیتے رہتے ہیں۔ کوئی ہمارا تعاقب نہیں کررہا ہے۔"

ایک لڑکی نے کہا "اندیشہ دور کرلینا چاہیے۔ گاڑی کی رفتار ست کرو۔ اس سفید گاڑی کو آگے نکلنے دو۔"

اس لڑکی کا نام انجنا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں میں سب سے تیز طرار تھی۔ اس ٹیم کا لیڈر وکرم ذہین اور چالاک تھا لیکن انجنا کی باتیں مان لیا کرتا تھا۔ اس نے ویگن کو روکنے کا حکم دیا۔ اس کے اچانک رکنے سے پیچھے آنے والی کار کو اپنی رفتار کے مطابق آگے جانا پڑا۔

جب وہ سفید کار اس ویگن کو کراس کرتے ہوئے جانے لگی تو سب نے اس کار والے کو دیکھنا چاہا لیکن اسے دیکھ نہ سکے۔ لیڈر وکرم نے شدید حیرانی سے کہا "مائی گاڈ! کیا میں نے جو دیکھا ہے' وہ تم لوگوں نے بھی دیکھا ہے؟"

انجنا نے کہا "مجھے تو ڈرائیور ہی نظر نہیں آیا۔ وہ کار ڈرائیور کے بغیر جارہی ہے۔ کیا میری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہے؟"

وکرم نے کہا "نہیں۔ میں نے بھی یہی دیکھا ہے۔ کوئی ڈرائیو نہیں کررہا ہے۔ اگلی پچھلی سیٹ پر بھی کوئی نہیں ہے۔"

دوسروں نے بھی تائید کی۔ انہوں نے بھی اس کار میں کسی کو نہیں دیکھا تھا۔ وکرم نے کہا "گاڑی چلاؤ۔ رفتار بڑھا کر اس کار کے قریب لے چلو۔"

وہ گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔ آگے والی کار دوسرے راستے پر مڑگئی تھی۔ وہ سب حیران تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ ان کی نظروں نے دھوکا کھایا ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ڈرائیو کرنے والا نہ ہو اور کار خود بخود چلتی رہے؟ یہ عقل کبھی تسلیم نہ کرتی۔

ویگن تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ادھر مڑگئی' جدھر سفید کار گئی تھی۔ ذرا آگے جا کر وہ کار نظر آئی۔ ان کی گاڑی اس کار کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ ان سب نے اتر کر کار کے قریب آکر دیکھا۔ وہ خالی تھی۔ ایک نے کہا "یہ چلتے وقت بھی اسی طرح خالی نظر آئی تھی۔ کیسے معلوم ہوگا کہ اس کا مالک کون ہے؟"

علی ان کے قریب ہی کھڑا تھا۔ ان سے کچھ فاصلے پر ایک شخص کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا۔ وہ سب اس کے پاس گئے۔ ایک نے پوچھا "کیا آپ نے اس کار کے مالک کو دیکھا ہے؟"

اس نے پوچھا "کون سی کار؟"

"وہ جو سفید ٹویوٹا کرولا ہے۔"

علی نے اس اجنبی کی زبان سے کہا "ارے وہ کار؟ وہ تو کل سے یہاں کھڑی ہوئی ہے۔"

"لیکن ہم نے تو ابھی اس کار کو پچھلی سڑک پر دیکھا تھا۔"

"ایسی کتنی ہی سفید کاریں ہوتی ہیں۔ کیا اس کا نمبر بھی یہی تھا؟"

وہ لوگ ڈرائیور کے بغیر چلتی ہوئی کار کو دیکھ کر اتنے حیران ہوئے تھے کہ کسی کو کار کا نمبر پڑھنے کا خیال نہیں آیا تھا۔

قریب ہی ایک پرچون کی دکان تھی۔ وہ لوگ اس دکان کے پاس آئے۔ دکان دار ایک گاہک کو سودا دیتے وقت کہہ رہا تھا۔ "ادھار لے جا رہے ہو' وعدے کے مطابق رقم ادا کردینا۔"

علی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ انجنا نے اس سے پوچھا "کیا آپ اس کار کے مالک کو جانتے ہیں؟"

دکان دار نے کار کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہ کار؟ میں تو اسے کل سے دیکھ رہا ہوں۔ پتا نہیں کون چھوڑ گیا ہے۔"

وکرم نے ساتھیوں سے کہا "چلو۔ ہم نے کار کا نمبر نہیں دیکھا تھا۔ شاید یہ دوسری کار ہے۔"

انجنا نے کہا "یہ وہی ہے۔ میں نے کار کی باڈی پر وہ کارٹون اسٹیکر دیکھا تھا۔"

وکرم نے اس کار کے پاس سے گزرتے ہوئے کہا "ایسا اسٹیکر دوسری کار میں بھی ہوسکتا ہے اور یہ دوسری کار ہے۔ بحث نہ کرو۔ ہمارا وقت ضائع ہورہا ہے۔"

وہ سب اپنی ویگن میں آکر بیٹھ گئے۔ ان سے پہلے علی وہاں جا کر بیٹھ گیا تھا۔ وہ اپنی منزل کی طرف جاتے وقت اسی بحث میں الجھے ہوئے تھے کہ ان کی نظروں نے دھوکا کھایا تھا۔ وکرم کہہ رہا تھا "میری نظریں کبھی دھوکا نہیں کھاتیں۔ میں نے صاف طور سے اس چلتی ہوئی کار کو دیکھا تھا۔ یہ کیسی الجھا دینے والی بات ہے کہ ڈرائیور بھی نہیں تھا۔"

وہ گاڑی ایک کوٹھی کے احاطے میں جا کر رکی۔ دو افراد نے اس گاڑی کے دروازے کھولے۔ وہ اندر بیٹھے رہے۔ دروازہ کھولنے والوں نے ان کے پاسپورٹ اور ضروری کاغذات چیک کیے۔ پھر مطمئن ہو کر کہا "تشریف لائیں چودھری صاحب انتظار کررہے ہیں۔"

چودھری سلامت اللہ ایک ایسا سیاست داں تھا' جو اسمبلی میں جانے کے لیے الیکشن نہیں لڑتا تھا اور نہ ہی وہ اقتدار کی کرسی کا خواہش مند رہتا تھا۔ وہ مختلف پارٹیوں کے سیاست دانوں کو آپس میں لڑاتا تھا۔ کسی سیاہ کار کا دامن دھو کر اسے بے داغ بنا دیتا تھا اور کسی شریف اور بے داغ سیاستداں پر کیچڑ اچھال کر اسے داغ دار



بنا دیتا تھا۔

جب سے یہ شور اٹھا تھا کہ سیاست دانوں کا احتساب ہوگا تب سے چودھری سلامت اللہ کی چاندی ہورہی تھی۔ وہ ایسا لانڈری مین بن گیا تھا' جو کردار پر لگے ہوئے دھبوں کو دھو سکتا تھا۔ جو الزام لگایا جاتا اس کا توڑ کرسکتا تھا۔ اس کے پاس ایسے ایسے ہتھکنڈے تھے' جن کے ذریعے وہ کسی بھی مخالف کو چاروں شانے چت کردیتا تھا۔

پڑوسی ملک سے جو سات بندے امپورٹ کیے گئے تھے' وہ بھی اس کی سیاسی چالوں میں کام آنے والے تھے۔ ایک بڑے سے ڈرائنگ روم میں چودھری نے ان ساتوں کا استقبال کیا۔ پھر وہ سب ایک بڑی سی ڈائننگ ٹیبل کے اطراف آکر بیٹھ گئے۔ وہاں امپورٹڈ شراب کی بوتلیں اور شیشوں کے نازک گلاس رکھے ہوئے تھے۔ تازہ پھل اور خشک میوے بھی تھے۔ چودھری نے کہا "یہاں جام ہے' شراب ہے۔ جنت کے میوے اور حوریں سب کچھ ہیں۔"

وکرم نے اپنی ساتھی حسیناؤں کے بارے میں کہا "چودھری صاحب! یہ تین حوریں جو میرے ساتھ آئی ہیں' بالکل اچھوتی ہیں۔ اب تک کسی نے انہیں ہاتھ نہیں لگایا ہے۔ آپ کی شطرنج کی بساط پر جو بڑے مہرے ہیں یہ ان مہروں کے لیے ہیں۔ یہ کوشش کریں گی کہ ان کی عزت پر آنچ نہ آئے اور اگر آجائے تو کامیابی لازمی ہوگی۔ ان سے ملیں' یہ انجنا ہے' یہ شلپا ہے اور یہ گوری....."

وہ تینوں اٹھ کر ان کے خالی جام بھرنے لگیں۔ جب سب نے پینا شروع کیا تو چودھری نے وکرم کی طرف چند تصویریں بڑھاتے ہوئے کہا "یہ ملک مختار احمد ہے۔ بڑی اچھی شہرت کا مالک ہے۔ اس نے قومی خزانے سے کبھی کچھ نہیں لیا۔ کرپشن اور اقربا پروری جیسے الزامات اس پر عائد نہیں کیے جاسکتے لیکن اس پر کوئی بڑا الزام آنا چاہیے۔ ایک پارٹی اس پر کیچڑ اچھالنے کے لیے بہت بڑی رقم دے رہی ہے۔"

وکرم نے کہا "ہمیں آپ کی بڑی رقم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ آپ ہماری تنظیم "را" کے کام آتے رہتے ہیں۔ ہمارے نئے آنے والوں کو تحفظ فراہم کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہم بھی آپ سے تعاون کریں گے۔ آپ ملک مختار احمد کی کمزوریاں بتائیں؟"

"آدم کا بیٹا ہے۔ آدمی والی غلطیاں کرتا ہے۔ حسین عورتوں پر مرتا ہے لیکن بہت محتاط رہنے کا عادی ہے۔ گناہ کے الزام سے بچنے کے لیے پہلے نکاح پڑھواتا ہے۔ اس کے ساتھ کچھ عرصہ گزارتا ہے۔ پھر اسے طلاق دے دیتا ہے۔ اس وقت تک اسے کوئی دوسری حسینہ پسند آجاتی ہے۔"

وکرم نے کہا "جو تیر اور تلوار سے نہیں مرتا وہ عورت کے ایک وار سے مرجاتا ہے۔ انجنا! یہ تصویر دیکھو۔ ملک مختار تمہارا شکار ہے۔"

انجنا تصویر لے کر دیکھنے لگی۔ چودھری نے کہا "یہ ملک بڑا ہوشیار بندہ ہے۔ اس نے آج تک اپنے پیچھے کسی کرپشن کا اور کسی گناہ کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑا ہے۔ اس لیے بے داغ سیاست داں کہلاتا ہے۔"

انجنا نے کہا "یہاں کے حالات کے مطابق ملک مختار آج کل سیاست سے فارغ ہوگا۔ میرا خیال ہے' اس کی کوٹھی میں اس سے ملاقات ہوسکے گی۔"

"ہاں۔ یہ اسلام آباد سے گھر واپس آگیا ہے۔ فارغ اوقات میں تمہیں کافی وقت دے سکے گا۔ میں تمہاری اور اس کی تصویروں کے ساتھ اس کی گفتگو کا بھی آڈیو کیسٹ چاہتا ہوں۔"

"آپ کی مطلوبہ چیزیں مل جائیں گی۔ ہم تین لڑکیاں ہیں' تین کا اور انتظام کردیں۔ چھ لڑکیوں کے لیے اسکول کا یونی فارم منگوادیں۔ میں کل صبح اسکول کے امدادی شو کے لیے چندہ مانگنے جاؤں گی۔ پتا نہیں ہم میں سے کس پر ملک کا دل آجائے۔"

وکرم نے کہا "کل تک یہ کام ہوجائے۔ جلد سے جلد ہمارا اسلام آباد پہنچنا ضروری ہے۔"

چودھری نے کہا "جلدی نہ کرو۔ میرے اور بھی کچھ کام ہیں۔"

"آپ باقی کام کے لیے اسلام آباد آئیں۔ وہ ایسی جگہ ہے' جہاں بیٹھ کر کسی کو بھی نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔"

وہ بولنے کے دوران اپنے جام کی طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ علی نے وہ جام اٹھا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے چونک کر اپنے ہاتھ میں جام کو دیکھا پھر کہا "یہ... یہ آپ ہی آپ یہاں سے اٹھ کر میرے ہاتھ میں کیسے آگیا؟"

چودھری نے مسکرا کر کہا "تیسرے ہی پیگ میں چڑھ گئی۔ بھئی تم نے مجھ سے باتیں کرتے کرتے خود اسے اٹھایا ہے۔"

وہ حیرانی سے اپنے ہاتھ میں اس جام کو دیکھنے لگا۔ خود کو سمجھانے لگا کہ شاید اس نے خود اسے میز پر سے اٹھایا تھا۔ اس سلسلے میں بحث کرے گا تو یہی سمجھا جائے گا کہ اسے شراب چڑھ گئی ہے۔ اس نے ایک گھونٹ پی کر کہا "کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کبھی کبھی کیا ہوجاتا ہے۔"

چودھری نے پوچھا "کیا ہوجاتا ہے؟"

"ابھی ہم ائرپورٹ سے آرہے تھے۔ ہم نے اپنے قریب سے ایک ایسی کار کو گزرتے دیکھا جسے کوئی نہیں چلا رہا تھا۔ مگر وہ چل رہی تھی۔"

چودھری نے قہقہہ لگایا۔ پھر کہا "بھئی وکرم! اور نہ پیو۔ ابھی ہم آؤٹنگ کے لیے جائیں گے۔"

انجنا نے کہا "چودھری صاحب! وکرم دس پیگ پی کر بھی ہوش میں رہتا ہے۔ پھر میں تو نشہ نہیں کررہی ہوں۔ پورے ہوش و حواس میں رہ کر کہہ رہی ہوں کہ ہم سب نے ڈرائیور کے بغیر ایک

کار کو اپنے قریب سے گزرتے دیکھا تھا۔"

انجنا نے ایسا کہتے وقت دیکھا' اس کے چہرے پر زلفوں کی جو ایک لٹ تھی' وہ خود بخود چہرے سے ہٹ کر سر پر چلی گئی تھی۔ وہ گم صم سی رہ گئی۔ تھوڑی دیر تک حرکت کرنا بھول گئی۔ اپنے دل کو سمجھانے کے لیے سوچنے لگی "یہ... یہ ہوا سے ایسا ہوا ہے۔ میں کھلی ہوئی کھڑکی کے قریب ہوں۔ ہوا اتنی آرہی ہے کہ میری لٹ چہرے سے ہٹ سکتی ہے۔"

وہ دل کو بہلا رہی تھی کہ ہوا ہے' ہوا نہیں ہے۔ لیکن اندر سے عجیب سا تجسس چٹکیاں لینے لگا۔ چودھری نے کہا "بھئی اب پینے کا بریک کرو۔ واپسی میں پھر پینے کی محفل جمے گی۔ ابھی شالا مار جائیں گے۔ پھر میں لاہوری چرغے کھلاؤں گا۔"

انجنا نے کہا "میرا کمرا کون سا ہے؟ میں چینج کروں گی۔"

چودھری نے ملازم کو بلا کر کہا "انہیں کوئی ایک بیڈ روم دکھاؤ۔"

ملازم اس کی اٹیچی اٹھا کر اس کے ساتھ ایک بیڈ روم میں آیا۔ پھر اٹیچی رکھ کر چلا گیا۔ انجنا نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر اٹیچی کو اٹھا کر بیڈ پر رکھا۔ اسے کھول کر اپنے لیے دوسرے لباس کا انتخاب کرنے لگی۔ اٹیچی سے مختلف لباس نکال کر بستر پر رکھے۔ پھر اس نے ایک ساڑی پسند کی۔ اسے لے کر آئینے کے سامنے گئی۔ اسے اپنے بدن پر رکھ کر دیکھنے لگی کہ اس لباس میں کیسی لگے گی؟

پھر وہ آئینے کے پاس سے پلٹ کر اٹیچی کے پاس آئی۔ باقی ملبوسات اٹھا کر واپس اٹیچی میں رکھنا چاہتی تھی' ایک دم چونک گئی۔ اس کے ایک بلاؤز کے سینے پر سیاہ مارکر سے لکھا ہوا تھا "انجنا! آئی لو یو....."

اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔ وہ سیاہ مارکر بلاؤز کے قریب رکھا ہوا تھا۔ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی نے ابھی لکھا تھا اور لکھنے والا اس کے آس پاس کہیں ہے۔

وہ خوف زدہ ہو کر کمرے سے باہر جانا چاہتی تھی مگر جا نہیں رہی تھی۔ علی اسے جانے کے ارادے سے باز رکھ رہا تھا۔ وہ سوچنے لگی کہ ڈرتی ہے تو بھاگتی کیوں نہیں ہے؟ اور بھاگنا نہیں چاہتی تو پھر ڈرتی کیوں ہے؟

اس نے سر جھکا کر بلاؤز پر لکھی ہوئی تحریر کو دیکھا۔ علی نے اس کی سوچ میں کہا "کوئی میرا دیوانہ ہے۔ اس نے پیار لکھا ہے' دشمنی نہیں لکھی ہے۔ میں صرف اس لیے ڈر رہی ہوں کہ وہ دکھائی نہیں دیتا اور مجھے دیکھتا رہتا ہے۔ میں اس لیے پریشان ہوں کہ ایسے انوکھے محبوب کے بارے میں پہلے کبھی سنا نہ پڑھا۔ ہائے! یہ کون ہے؟"

وہ اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر اب اپنے طور پر سوچنے لگی "ہاں اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجھے چاہتا ہے۔ مگر یہ کیسی چاہت ہے کہ وہ مجھے خوف زدہ کر رہا ہے۔"

علی نے اس کی سوچ میں کہا "انسان خود ڈرتا ہے۔ اگر ڈرنا نہ چاہے تو کوئی اسے ڈرا نہیں سکتا۔ اس نے محبت سے آئی لو یو لکھا اور میں ڈر گئی۔ اگر وہ میرے کانوں میں بولے گا تو شاید مارے خوف کے مر جاؤں گی۔"

وہ بے اختیار بڑبڑانے لگی "نہیں۔ میں نہیں ڈروں گی۔ وہ میرا دشمن نہیں ہے۔ میں چاہتی ہوں' وہ بولے۔ کچھ بولے' مجھے یقین دلائے کہ وہ کوئی آسیب نہیں ہے۔ ایک زندہ ہستی ہے اور وہ میرے لیے ہے۔"

اسے کان کے پاس سرگوشی سنائی دی "ہاں' تیرے لیے ہوں۔"

وہ خوف سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگی۔ اسے اب دور سے آواز سنائی دی "سوری' میں تمہیں ڈرانا نہیں چاہتا۔ تم نے بولنے کے لیے کہا' میں بول پڑا۔ اب نہیں بولوں گا۔"

وہ بولی "نن..... نہیں۔ اب نہیں ڈروں گی۔ مجھ سے باتیں کرو اپنے بارے میں بتاؤ' میرے لیے اجنبی اور آسیب بن کر نہ رہو۔"

"اجنبیت ختم ہو جائے گی لیکن ابھی نہیں۔ اس کمرے سے باہر تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔ میں نہیں چاہتا' انہیں میرے بارے میں کچھ معلوم ہو۔ تم فوراً لباس بدل کر جاؤ۔ میں باہر جا رہا ہوں۔"

"میں تمہیں مس نہیں کرنا چاہتی۔ نہ جاؤ۔"

"تم جہاں جاؤ گی' میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ کوئی مجھے نہیں دیکھے گا۔ تم مجھے محسوس کرتی رہو گی۔ باہر اس لیے جا رہا ہوں کہ تم لباس بدلنے والی ہو۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ آئی لو یو ٹو۔ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ تم جا چکے ہو؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوسری بار پھر تیسری بار مخاطب کیا۔ خاموشی کے باعث یقین کرنا پڑا کہ وہ جا چکا ہے۔

علی ڈرائنگ روم میں آگیا۔ وکرم فون پر کسی سے باتیں کر رہا تھا۔ علی اس کے اندر پہنچ گیا۔ دوسری طرف سے کوئی کہہ رہا تھا۔ "صبح تک اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچو۔ انجنا کو وہیں چھوڑ دو۔ وہ کل رات تک چلی آئے گی۔ انجنا کے ساتھ اس مسلمان کو رہنے دو۔ کیا نام ہے اس کا؟ ہاں حق نواز۔ اسے بھی وہیں رہنے دو۔ یہاں اسلام آباد میں مختلف پارٹیوں کے درمیان جو سرد جنگ جاری ہے ہمیں اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔"

وکرم نے کہا "سر! میں ابھی یہاں سے روانہ ہو رہا ہوں۔ صبح سے پہلے ہی اسلام آباد پہنچ جاؤں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا پھر چودھری سے بولا "ہم آپ کو میزبانی کی زحمت اٹھانے نہیں دیں گے۔ ہمارے زونل آفس نے صبح سے پہلے ہمیں اسلام آباد میں طلب کیا ہے۔ ہمیں ابھی جانا ہوگا۔"



"میرے کام کا کیا ہوگا؟"

"انجنا یہاں رہے گی اور یہ جوان حق نواز بھی رہے گا۔ کل تک آپ کا کام ہو جائے گا۔ انجنا اور نواز کل رات کو یہاں سے جائیں گے۔"

انجنا کے بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔ وہ ساڑی زیب تن کیے باہر آئی۔ اسے اپنے قریب سرگوشی سنائی دی "بہت حسین لگ رہی ہو۔"

وہ زیر لب مسکرانے لگی پھر سرگوشی سنائی دی "تمہارے ساڑی پہننے کا انداز بڑا دلکش ہے۔ لباس کے باوجود تمہارے بدن کا حسن جھلک رہا ہے۔"

وہ آہستگی سے بولی "اتنی تعریف نہ کرو۔ میں مغرور ہو جاؤں گی۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی ڈرائنگ روم میں آئی۔ وکرم نے اسے بتایا کہ وہ اپنی ٹیم کے ساتھ ابھی اسلام آباد جا رہا ہے۔ وہ یہاں حق نواز کے ساتھ رہے گی۔ کل رات تک اسے اسلام آباد پہنچنا چاہیے۔

پھر وکرم نے اسے ایک طرف لے جا کر سرگوشی میں کہا۔ "زونل آفیسر کل تمہیں کسی وقت فون کرے گا۔ اس کا کوڈ ورڈ ہوگا' تم چاند کا ٹکڑا ہو۔' جواباً تم کہو گی: 'اس ٹکڑے کو جوڑ دو۔' یہ الفاظ یاد رکھو۔"

پھر وہ چودھری کے پاس آگئے۔ انجنا نے کہا "چودھری صاحب! یہ لوگ اسلام آباد جا رہے ہیں۔ آپ آؤٹنگ کا پروگرام رہنے دیں۔ میں باہر نہیں جاؤں گی۔ آرام کروں گی۔ آج ذرا جلدی سو جاؤں گی۔"

"بھئی اتنی جلدی سونے کی بات نہ کرو۔ میں تمہیں لاہوری چرغے کھلاؤں گا۔ تفریح نہ سہی' کھانے کے لیے ضرور چلو۔"

علی نے کان کے بالکل قریب دھیمی آواز میں کہا "چلی جاؤ۔ میں بھی ایک ضروری کام سے جانا چاہتا ہوں۔ ایک آدھ گھنٹے میں واپس آجاؤں گا۔"

وہ چودھری سے بولی "آپ کی ضد ہے تو چلوں گی لیکن ایک گھنٹے میں واپس آجاؤں گی۔ بہت تھکی ہوئی ہوں۔"

اسے سرگوشی سنائی دی "اچھا میں جا رہا ہوں۔ جلدی آؤں گا۔"

اس کے ساتھ ہی انجنا کو اپنے ایک رخسار پر سلگتے ہوئے ہونٹوں کا بوسہ محسوس ہوا۔ اس کا گورا اور گلابی چہرہ سرخ ہو گیا۔ چودھری اور وکرم وغیرہ نے چونک کر انجنا کو دیکھا۔ چودھری نے حیرانی سے پوچھا "یہ کیسی آواز تھی؟"

وکرم نے کہا "میں نے بھی سنی ہے۔ ایسی آواز تھی جیسے کسی نے کسی کو چوما ہو۔"

وہ ایکدم سے شرما کر منہ پھیر کے جانے لگی "را" تنظیم اور دنیا کی کسی بھی سیکرٹ تنظیم کی حسیناؤں کو سب سے پہلی تربیت بے شرمی کی دی جاتی ہے اور اسے کنواری رکھا جاتا ہے تاکہ اسے کسی بہت ہی اہم مشن میں استعمال کیا جا سکے۔ انجنا کسی مشن میں استعمال ہوتی تو کبھی نہ شرماتی لیکن ایک بازاری عورت کو بھی پہلی بار کسی محبوب کا پیار ملے تو وہ نسوانی فطرت کے زیر اثر شرماتی ہے۔ انجنا ابھی بازاری نہیں بنی تھی۔ اس سے پہلے ہی اس کے اندر شرم و حیا پیدا کرنے والا آگیا تھا۔

دوسری طرف علی نے فخرالدین کے پاس آکر پوچھا "آپ کے سوتیلوں کا کیا حال ہے؟"

"روزی آئی تھی۔ میں نے اسے باہر گیٹ سے ہی واپس کر دیا اور اس کے دماغ میں یہ بات ڈال دی ہے کہ میرے بیڈ روم میں بہت بڑی رقم ہے۔"

"وہ یقیناً آج رات اس رقم کو چرانے کی کوشش کرے گی۔ آپ خواہ مخواہ سوتیلی بیٹی اور سوتیلے بیٹے کو اتنی ڈھیل دے رہے ہیں۔ میں نے آپ کی خاطر انہیں چلنے پھرنے کے قابل چھوڑا ہے ورنہ اس بری طرح اپاہج بنا دیتا کہ ساری زندگی فٹ پاتھ پر گھسٹ گھسٹ کر بھیک مانگتے رہتے۔"

"بیٹے! ان کی ماں میری شریکِ حیات تھی۔ اس مرحومہ کی خاطر میں چاہتا ہوں کہ وہ ٹھوکریں کھا کر راہِ راست پر آجائیں۔"

"وہ کبھی راہِ راست پر نہیں آئیں گے۔ وہ کئی بار آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کر چکے ہیں۔ آپ اپنی حفاظت کر رہے ہیں لیکن ضروری نہیں کہ ان کے ہر حملے سے محفوظ رہیں۔ کبھی دھوکا کھا سکتے ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ مجھے آخری بار کوشش کرنے دو۔ اگر وہ اپنی مسلسل ناکامیوں سے سبق حاصل نہیں کریں گے تو میں انہیں کوئی مناسب سزا دوں گا۔"

ان دونوں نے روزی اور مراد کے دماغوں میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ آدھی رات کے بعد ڈاکا ڈالنے کا ارادہ رکھتے تھے اور اس وقت اس سلسلے میں فخرالدین کی کوٹھی کے پاس آئے ہوئے تھے اور اطراف کا پہلے سے جائزہ لے رہے تھے۔

انہیں یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ آہنی گیٹ کھلا ہوا تھا۔ کوئی چوکی دار نہیں تھا۔ احاطے کے اندر دور تک کوئی ملازم بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مراد نے کہا "کیا خیال ہے' اندر جا کر دیکھا جائے؟"

روزی نے کہا "آؤ۔ جب لفافہ کھلا ہے تو خط پڑھا جا سکتا ہے۔ دروازہ کھلا ہو تو کتا بھی گھر میں گھس جاتا ہے۔ ہم سوتیلے سہی مگر بیٹا بیٹی ہیں۔ اگر پکڑے گئے تو کہہ سکتے ہیں کہ باپ سے ملنے آئے ہیں۔"

وہ گیٹ سے داخل ہو کر احاطے میں آئے۔ پھر باغیچے سے گزرتے ہوئے کوٹھی کے دروازے پر پہنچے۔ ارادہ چوری کا تھا'

باپ سے ملنے کا نہیں تھا اس لیے کال بیل کا بٹن نہیں دبانا چاہتے تھے۔ مراد نے بند دروازے کو ہاتھ لگایا تو وہ ذرا سا کھل گیا۔ انہیں یوں لگا جیسے تقدیر کا دروازہ کھل چکا ہے۔

وہ اندر آئے۔ ایک کوریڈور سے گزرتے ہوئے ڈرائنگ روم کے دروازے پر پہنچے تو فخرالدین کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھا ہوا بڑے نوٹوں کی گڈیاں گن رہا تھا۔ سینٹر ٹیبل پر بے شمار گڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔

دونوں بہن بھائی نے ایک ساتھ اتنے نوٹ پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ وہ حیرانی سے دیکھتے رہ گئے تھے۔ فخرالدین نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ پھر کہا "آؤ بیٹھو۔"

مراد نے اپنے لباس کو ٹٹول کر اطمینان کیا کہ اندر ریوالور موجود ہے۔ پھر وہ دونوں سینٹر ٹیبل کے سامنے ایک صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔ فخرالدین نے کہا "سب اصلی ہیں۔ کوئی سی بھی گڈی اٹھا کر دیکھ لو۔"

مراد نے کہا "میرے پاس بھی ایک اصلی چیز ہے۔ پہلے میں وہ تمہیں دکھاؤں گا پھر تمہارے اصلی نوٹ چیک کر کے لے جاؤں گا۔"

اس نے اپنا ہاتھ لباس کے اندر لے جانا چاہا لیکن لباس کو چھو کر ہاتھ واپس آگیا۔ فخرالدین نے کہا "ہاں تو صاحب زادے! وہ اصلی چیز دکھاؤ۔"

وہ پھر اپنا ہاتھ لباس تک لے جا کر واپس لے آیا۔ روزی نے پریشان ہو کر اسے دیکھا پھر آہستگی سے پوچھا "کیا ہوا؟ اسے نکالتے کیوں نہیں؟"

اس بار مراد دونوں ہاتھ لباس کی طرف لے جانا چاہتا تھا لیکن دونوں ہاتھ سر پر لے گیا۔ پھر سر کے بالوں کو ٹٹولتے ہوئے بولا۔ "یہیں چھپا کر رکھا تھا۔ پتا نہیں کہاں گیا؟"

وہ غصے سے بولی "پاگل ہوئے ہو۔ اتنی بڑی چیز کیا بالوں میں چھپائی جاسکتی ہے؟ وہ یہاں لباس میں ہے۔"

اس نے مراد کے لباس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مراد نے اسے ایک تھپڑ مار کر کہا "خبردار! مجھے ہاتھ نہ لگانا۔"

وہ تھپڑ کھا کر نیچے گری۔ پھر فوراً اٹھ کر میز پر سے گلدان اٹھا کر اس کے سر پر مار دیا۔ علی اس کے دماغ میں گھسا ہوا تھا اور فخرالدین' مراد کی کھوپڑی الٹ رہا تھا۔ گلدان کی مار سے اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ اس نے لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر فخرالدین کو دیتے ہوئے کہا "میرے سوتیلے باپ' اسے پکڑو۔ میں ابھی اس کمینی کا منہ توڑتا ہوں۔"

وہ فخرالدین کو ریوالور دے کر روزی کی پٹائی کرنے لگا۔ اس کی زلفیں دونوں مٹھیوں میں جکڑ کر جھٹکے دینے لگا۔ روزی نے فخرالدین کے پاس آکر اس سے ریوالور لے کر گولی چلائی۔ مراد کا ایک ہاتھ زخمی ہوا۔ اس نے دوسری گولی چلائی' دوسرا ہاتھ زخمی ہوا۔ پھر وہ ریوالور کو فخرالدین کے قدموں میں پھینک کر مراد سے بولی "بھائی! چلو ہم آئینہ دیکھیں۔"

مراد کے دونوں ہاتھوں سے لہو بہہ رہا تھا۔ سر سے بھی لہو جاری تھا۔ یہ منظر اس نے آئینے میں دیکھا۔ روزی اپنا حال دیکھ کر چیخ پڑی۔ دونوں کے دماغوں کو آزاد چھوڑ دیا گیا تھا۔ انہوں نے آئینے کے پاس سے پلٹ کر دیکھا فخرالدین نے کہا "آؤ بیٹھو۔"

وہ دونوں اس کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے۔ فخرالدین نے پوچھا "یہ نوٹوں کی گڈیاں کیسے اٹھا کر لے جاؤ گے۔ تمہارے دونوں ہاتھ زخمی ہیں اور تم! تم اس حلیے میں چڑیل لگ رہی ہو۔ یہ گڈیاں اٹھا کر اس حال میں... باہر کیسے جاؤ گی؟"

وہ جھنجلا کر پاؤں پٹختے ہوئے بولی "یہ کیا ہو جاتا ہے؟ جب بھی تیری دولت چھیننا چاہتی ہوں' مجھ پر مصیبتیں نازل ہو جاتی ہیں۔ میرے ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ میری توہین ہوتی ہے۔ میں بری طرح ذلیل ہوتی ہوں؟"

مراد نے پریشان ہو کر کہا "اور میرا تو منہ کالا ہو گیا ہے۔ میرے دونوں ہاتھ زخمی ہو گئے۔ میں نوٹوں کی ایک گڈی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ میں اپنے ہی ریوالور سے زخمی ہو گیا۔ بڈھے! تو نے کیا صرف ہمیں برباد کرنے والا جادو سیکھا ہے؟"

"میں کیا جادو کروں گا۔ تم دونوں کے نصیب میں ذلت اور ناکامیاں ہیں۔ سنبھلنے والے ایک ٹھوکر سے سنبھل جاتے ہیں۔ تم دونوں بار بار کی ٹھوکروں سے کوئی سبق حاصل نہیں کر رہے ہو۔ اگر اب بھی یہ سمجھ رہے ہو کہ بدمعاشی سے کچھ حاصل کر سکو گے تو اگلی بار تمہیں ایسی ذلت نہیں' موت ملے گی۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ شہر چھوڑ کر ایسے جاؤ کہ واپسی کا راستہ یاد نہ رہے اور اگر تم......"

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی مراد نے اس پر چھلانگ لگائی۔ پھر اس کی گردن دبوچ کر بولا "میرے ہاتھ زخمی ہیں کمزور نہیں ہیں۔ میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

علی نے روزی کو دوڑایا۔ اس نے پھر گلدان اٹھا کر بھائی کے سر پر دے مارا۔ اس کے سر کے پچھلے حصے سے بھی خون بہنے لگا۔ فخرالدین نے کہا "علی! تم درست کہتے تھے۔ یہ دونوں کسی وقت بھی دھوکے سے مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

علی نے مراد کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مار کر فرش پر گرا اور تڑپنے لگا پھر اس نے روزی کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرتے ہوئے کہا۔ "اب یہ دونوں ایسی اذیتوں سے گزرتے رہیں گے اور صبح تک ذہنی توازن کھو دیں گے۔ اب یہ اپنی موت تک پاگل خانے میں رہیں گے۔"

علی وہاں سے واپس آکر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ انجنا واپس چکی تھی اور اس وقت اپنے بیڈ روم میں تھی۔ اس دوران وہ چودھری کی اس کوٹھی میں رہا تھا اور خیالات کے ذریعے فخرالدین' روزی اور مراد کے معاملات نمٹا رہا تھا۔

انجنا ایک صوفے پر بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ایسے وقت دروازے پر ہلکی سی دستک سنائی دی۔ اس نے صوفے سے اٹھ کر دروازے کے قریب آکر پوچھا "کون ہے؟"

اسے اپنے کان کے بالکل قریب سرگوشی سنائی دی "میں ہوں۔"

وہ حیرانی سے بولی "اگر باہر سے دستک دے رہے تھے تو یہاں اندر میرے کان کے پاس کیسے بول رہے ہو؟"

"میں نے کمرے کے اندر آکر دروازے پر دستک دی تھی۔ دروازہ کھولنے کی زحمت نہ کرو۔ میں تمہارے پاس ہوں۔"

"مجھے عجیب سا لگ رہا ہے کہ میرے پاس ہو اور مجھے نظر نہیں آرہے ہو۔ پلیز میرے سامنے آؤ۔"

"میں روشنی میں کسی کو نظر نہیں آتا۔ اگرچہ اندھیرے میں بھی دکھائی نہیں دیتا لیکن تم مجھے چھو سکو گی۔ تاریکی میں میرا جسم ٹھوس ہو جاتا ہے۔ تم میرا ہاتھ پکڑ سکو گی۔"

"پھر تو میں اندھیرا کروں گی۔ میں تمہیں چھونا اور پانا چاہتی ہوں۔"

وہ کھڑکیوں کے پاس جا کر پردے برابر کرنے لگی تاکہ باہر کی ہلکی سی روشنی بھی نہ آئے۔ پھر اس نے سوئچ بورڈ کے پاس آکر لائٹس آف کر دیں۔ گہری تاریکی چھا گئی۔ وہ بولی "میں چھونا چاہتی ہوں۔ تم کہاں ہو؟"

علی نے گولی حلق سے نکال لی۔ ٹھوس جسم کے ساتھ تاریکی میں حاضر ہو گیا۔ انجنا سے بولا "ہاتھ بڑھاؤ۔"

اس نے ہاتھ آگے کیا۔ علی نے اسے تھام لیا۔ انجنا کا ہاتھ لرز رہا تھا۔ علی نے ہاتھ سے آگے بڑھتے بڑھتے اس کے بھرے بھرے بازوؤں کو اپنے ہاتھوں میں بھر لیا۔ وہ لرزنے کی بات ہی تھی۔ جو نظر نہیں آرہا تھا اس نے گرفتار کر لیا تھا اور اپنی سانسیں اس کی سانسوں میں اتارنے لگا تھا۔

وہ کہہ رہی تھی "میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ میرے نصیب میں ایسا مرد ہوگا' جو خواب خواب ہوگا۔ تعبیر کی طرح ملے گا اور ملتے ملتے بھی خواب رہے گا۔ میرے نادیدہ محبوب! کیا تم کبھی نظر نہیں آؤ گے؟"

"نہیں۔ میں روشنی میں مٹ جاتا ہوں۔ تاریکی میں میرا جسم ٹھوس ہو جاتا ہے۔ میں دیکھا جا سکتا ہوں مگر افسوس' تاریکی میں آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔"

"کیا میں اسی طرح زندگی گزاروں گی؟"

"تمہارا نقصان کیا ہے؟"

"یہ احساس ستاتا رہے گا کہ تمہیں نصف پانے کے دوران نصف کم کرتی رہتی ہوں۔"

"نہ تم مجبور ہو' نہ میں مجبور کروں گا۔ جب چاہو' مجھ آدھے کو چھوڑ کر جا سکو گی۔ میں تمہارا راستہ نہیں روکوں گا۔"

"ایسی بات نہ کرو۔ میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔"

"ہمیشہ ساتھ رہنے کے لیے ہم مزاج اور ہم خیال ہونا ضروری ہے۔ سب سے قابل اعتراض بات یہ ہے کہ تم اپنے خیال کے مطابق اپنے دیس کے لیے خدمات انجام دینے آئی ہو اور میری نظروں میں تم میرے ملک کی دشمن ہو۔"

"اگر تم چودھری کی طرح "را" کے مقامی ایجنٹ بن جاؤ تو پھر مجھے دشمن نہیں' دوست کہو گے۔ تم ہمارے دوست بن جاؤ۔"

"میں تمہاری دوستی کے لیے اپنے ملک سے دشمنی نہیں کروں گا۔"

"ایسا نہ کہو۔ ان لمحوں میں' مَیں تمہارے بازوؤں میں ہوں۔ تم سمجھ رہے ہو کہ میں کتنی حسین ہوں۔ میں ہر طرح سے تمہیں خوش کرتی رہوں گی۔ تم میری بات مانتے رہو۔"

"تم دنیا کی پہلی اور آخری حسینہ نہیں ہو۔ قدم قدم پر ایک سے بڑھ کر ایک حسین دوشیزہ مل جاتی ہے لیکن پاکستان ایک ہی ہے۔ یہ تمہارے جیسی مولی گاجر کی طرح ہر جگہ نہیں ملتا ہے۔"

"تم میری توہین کر رہے ہو۔"

"ملک دشمنی سے باز آجاؤ تمہاری عزت اور اہمیت بڑھ جائے گی۔"

"ابھی میری کوئی عزت اور اہمیت نہیں ہے تو میرے پاس کیوں آئے ہو؟"

"تم چاہو گی تو تمہاری عزت ہوگی ورنہ کل ملک مختار کے پاس جاؤ گی پھر اسلام آباد پہنچ کر دوسرے ملک اور چودھریوں کے پاس پہنچتی رہو گی۔ کیا عزت والیاں ایسی ہی ہوتی ہیں؟"

"میں "را" کا مشن پورا کرنے کے لیے دوسروں کے پاس جاؤں گی لیکن محبت تم سے کرتی رہوں گی۔"

"میں اس اگالدان کو ہاتھ بھی نہیں لگاتا' جس میں دوسرے تھوکتے ہوں۔"

وہ غصے سے اٹھ کر بیٹھ گئی' چیخ کر بولی "پھر کیوں ہاتھ لگا رہے ہو؟"

"اس لیے کہ ابھی اگالدان نہیں ہو۔ کل سے بننے والی ہو۔"

"تم بدمعاش ہو' مکار ہو۔ اپنا مطلب نکال کر میری توہین کر رہے ہو۔ چلے جاؤ یہاں سے۔ دور ہو جاؤ۔"

"میں نے تمہارے ساتھ جو وقت گزارا ہے' اس کے بدلے تمہیں سلامتی اور حفاظت سے ہندوستان پہنچا سکتا ہوں۔ ورنہ ملک دشمنی کے نتیجے میں یہ بدمعاش کیسی کیسی بدمعاشیاں کرے گا' یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔"

"اب تم کوئی بدمعاشی نہیں کر سکو گے۔ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ تم بتا چکے ہو کہ اندھیرا ہوتے ہی تمہارا جسم ٹھوس ہو جاتا ہے۔ میرے لوگ تمہیں تاریکی میں پکڑ کر قتل کر دیں گے۔"

دروازے پر دستک سنائی دی پھر چودھری کی آواز آئی "انجنا! کیابات ہے؟ کیوں چیخ رہی ہو؟ کیا اندر کوئی ہے؟"

وہ فوراً ہی بستر سے اتر گئی۔ لباس درست کرتے ہوئے تاریکی میں اندازے سے چل کر دروازے کے پاس آئی پھر بولی "ہمارا ایک دشمن ہے۔ ہمیں اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہونے دے گا۔ اپنے ملازموں کو بلاؤ۔ اپنی گن لے کر آؤ۔"

"تم دروازہ تو کھولو۔ مجھے اس سے بات کرنے دو۔"

"میں دروازہ کھولوں گی تو روشنی اندر آئے گی اور وہ غائب ہوجائے گا۔"

"کیسی باتیں کررہی ہو؟ کیا وہ جن بھوت ہے جو اندھیرے میں رہتا ہے اور روشنی میں غائب ہوجاتا ہے۔"

"میں جو کہہ رہی ہوں وہ جلدی کریں۔ بلکہ مین سوئچ آف کردیں۔ یہ کوٹھی میں جہاں بھی جائے گا' تاریکی میں پکڑا جائے گا۔"

چودھری نے وہاں سے جاکر مین سوئچ آف کردیا۔ دو ملازموں کو ساتھ لے کر اندھیرے میں ٹھوکریں کھاتا ہوا دروازے پر پہنچا پھر دستک دے کر بولا "میں آگیا ہوں' میرے ملازم بھی ہیں اور میرے پاس گن بھی ہے۔"

اس نے دروازہ کھول کر انہیں اندر آنے دیا پھر دروازے کو اندر سے بند کردیا۔ تاریکی میں چودھری کی آواز گونجنے لگی۔ "خبردار! یہاں جو بھی ہے' الماری سے لگ کر کھڑا ہوجائے۔ میرے ملازم تمہیں پکڑلیں گے۔ الماری کے پاس نہیں آؤ گے تو میں گولی ماردوں گا۔"

علی نے اس کے سر پر ایک چپت ماری۔ وہ بوکھلا کر بولا "کون ہے؟"

علی نے کہا "گدھے کے بچے! تجھے اندھیرے میں نظر نہیں آرہا ہے۔ کیا گولی اپنے باپ کو مارے گا؟"

اس نے ملازم سے کہا "اے جلدی جاؤ۔ مین سوئچ آن کرو۔"

ملازم اندھیرے میں راستہ ٹٹولتا ہوا آگے بڑھا پھر ایک جگہ انجنا سے ٹکرا گیا۔ انجنا نے اس سے لپٹ کر کہا "پکڑلیا۔ میں نے پکڑلیا ہے۔"

ملازم کی آواز آئی "بی بی جی! میں ہوں۔"

اس وقت تک علی مین سوئچ کے پاس پہنچ گیا تھا' اسے آن کیا تو پوری کوٹھی روشن ہوگئی۔ چودھری نے کمرے کی لائٹیں بھی آن کردیں۔ وہ ملازم سے الگ ہوگئی تھی۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر بولی "تم نے روشنی کیوں کی۔ وہ غائب ہوچکا ہے۔ اب نظر نہیں آئے گا۔"

چودھری نے کہا "اندھیرے میں ہم ایک دوسرے کو نظر نہیں آتے۔ وہ کیسے نظر آجاتا؟ اس نے میرے سر پر چپت ماری تھی۔"

وہ بولی "یہ معلوم کرنا ہوگا کہ وہ کون ہے؟ وہ ہمارے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے۔ میں یہاں مسلمان بن کر آئی ہوں اور وہ مجھے ہندو کی حیثیت سے جانتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ تم بھی "را" کے لیے کام کررہے ہو۔"

وہ گھبرا کر بولا "وہ جاسوس تمہارے کمرے میں کیسے پہنچ گیا؟"

"وہ ائرپورٹ سے ہمارے پیچھے تھا۔ وہی نادیدہ شخص کار چلا رہا تھا اور ہمیں نظر نہیں آیا تھا۔ وہ میرے بیڈ روم میں بھی تھا اور نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ اب بھی یہاں موجود ہوگا مگر ہمیں دکھائی نہیں دے گا۔" انجنا اسے تفصیل سے بتانے لگی۔

علی نے انہیں وقتی طور پر نظر انداز کیا اور "را" کے اس زونل آفیسر کے پاس پہنچ گیا' جس نے اسلام آباد سے فون پر وکرم سے گفتگو کی تھی اور علی نے وکرم کے ذریعے اس کی آواز سن لی تھی۔

پاکستان کے شمالی علاقوں میں سردی شباب پر تھی لیکن اسلام آباد کا سیاسی موسم بہت گرم تھا۔ آئندہ اقتدار حاصل کرنے کے لیے صرف پاکستانی سیاستداں سرگرم نہیں تھے بلکہ غیرملکی ایجنسیاں بھی بے چین تھیں اور اپنے زرخرید سیاستدانوں کو برسرِ اقتدار لانے کے لیے بڑی سرگرمی سے سازشوں میں مصروف تھیں۔ ان غیرملکی ایجنسیوں میں "موساد" اور "را" کے بڑے تجربہ کار اور چالاک ایجنٹ اپنے منصوبوں پر عمل کررہے تھے اور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ امریکی ایجنسیاں ابتدا سے ہی کسی نہ کسی حوالے سے مسلط رہتی آئی ہیں۔

عوام چاہتے تھے احتساب ہو۔ کرپٹ سیاستداں اور غیرملکی ایجنسیاں چاہتی تھیں' احتساب سے بچ نکلیں۔ "را" والے اپنی پسند کے پاکستانی سیاستدانوں کے دامن سے داغ دھونے کی کوششوں میں مصروف تھے اور جو بے داغ تھے' انہیں داغدار بنانے کے منصوبوں پر عمل کیا جارہا تھا۔ اس طرح احتساب کرنے والوں کے سامنے یہ صورتِ حال سامنے آتی کہ کوئی بے داغ نہیں ہے۔ بقول شاعر۔

کیا داغ داغ کرتا ہے' سب داغ دار ہیں
بے داغ گر ہے کوئی تو پروردگار ہے

جب سب ہی تھوڑے بہت داغدار ہوں گے تو احتسابی عمل میں لچک پیدا کی جائے گی پھر ممنوعہ سیاستدانوں کو چہرے بدل کر الیکشن کے اکھاڑے میں اترنے کا موقع مل جائے گا۔

دوسرے دن انجنا ملک مختار تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس کے ذریعے علی بھی ملک تک پہنچ گیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے کے بعد سوچ میں پڑ گیا کہ ہمارے ملک میں کیسے کیسے مکارِ زمانہ ہیں۔ ملک مختار اپنے سیاسی کیریئر میں کرپٹ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اس کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا۔ اس نے خود کو بے داغ رکھنے کے لیے قومی خزانے کو نہیں لوٹا۔ بینک سے قرضے نہیں لیے۔ جب کہ سیاستداں الیکشن لڑنے میں کروڑوں روپے لگاتے ہیں اور کامیاب ہونے کے بعد ایک کے دس قومی خزانے سے اور مختلف ذرائع سے حاصل کرتے ہیں۔ ملک مختار نے پورے پچاس کروڑ "موساد" سے حاصل کیے تاکہ پوری قوم پر یہ تاثر قائم رہے کہ وہ محبِ وطن ہے۔ قومی خزانے سے کبھی ایک پیسہ نہیں لیا۔ ہمیشہ کہتا رہا۔ خزانہ میری غریب قوم کے لیے ہے۔ اقتدار میں رہنے والوں نے کروڑوں روپے کی زمین صرف دو چار لاکھ روپے میں غیر قانونی طور سے حاصل کی۔ ملک مختار نے بیان دیا "اس وطنِ عزیز کی ایک ایک انچ زمین عوام کی ہے۔ میں کبھی کسی زمین پر قبضہ نہیں جماؤں گا۔

اس سے بڑا دیانتدار اور محبِ وطن سیاستداں بھلا اور کون ہوسکتا تھا۔ یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ موساد نے بیرونِ ملک اس کی پسند کی زمین الاٹ کرائی تھی۔ اس نے صاف و شفاف کردار کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے وطنِ عزیز کی سیاسی غیرت کو گروی رکھ دیا تھا۔

اس نے ملک سے باہر جاکر عیاشیاں کی تھیں' جو ریکارڈ میں نہیں تھیں۔ ملک کے اندر بھی وہ محتاط رہتا تھا۔ اگر کوئی حسینہ پسند آجاتی تو بڑی رازداری سے اس کے ساتھ وقت گزارتا تھا۔

علی نے انجنا سے رابطہ نہیں کیا لیکن ملک مختار کے دماغ پر قبضہ جماکر انجنا کے لیے اتنی سہولتیں فراہم کیں کہ پرائیویٹ عیش کدے میں ایک وڈیو کیمرا مین کو پہنچادیا جس کے بعد ملک مختار اور انجنا کی ایک شرمناک فلم تیار ہوگئی۔

پھر ملک مختار نے اپنے سیف سے کاغذات نکال کر کیمرے کے سامنے انہیں کھول کر بیان دیا کہ ان کاغذات کے مطابق وہ یہودی تنظیم موساد سے بھاری رقم اور بیرونِ ملک زمین وغیرہ حاصل کرچکا ہے۔

جب انجنا وہ کاغذات اور وڈیو فلم لے کر چودھری کے پاس آئی تو اس کی کامیابی پر چودھری خوشی سے اچھل پڑا۔ "را" کے زونل آفیسر تک یہ خبر پہنچی تو اس نے حیرانی سے پوچھا "تم نے اتنی شاندار کامیابی کیسے حاصل کی؟ کیا ملک نے اس وڈیو کیمرا مین کی موجودگی پر اعتراض نہیں کیا؟"

انجنا نے اسلام آباد پہنچ کر آفیسر سے کہا "وکرم اور دوسرے ساتھیوں نے ایک ایسی کار دیکھی تھی جو ڈرائیور کے بغیر چل رہی تھی پھر پینے کے دوران شراب کا گلاس میز سے اٹھ کر وکرم کے ہاتھ میں آگیا تھا۔"

وکرم اور ساتھیوں نے تائید کی۔ انجنا نے کہا "وہ ایک نادیدہ شخص ہے۔ میں اس سے باتیں کرچکی ہوں اور اس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزار چکی ہوں۔ جب اس نے بتایا کہ وہ ہماری تنظیم کا دشمن ہے تو میں نے اسے دوست بنانے کی کوشش کی مگر وہ بڑا محبِ وطن بنتا ہے۔ میرا اس سے جھگڑا ہوگیا اور وہ چلا گیا مگر میں یقین سے کہتی ہوں' وہ میرے ساتھ رہتا ہے۔"

"تم یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"اس نادیدہ شخص نے ہی وڈیو کیمرا مین کو وہاں پہنچایا ہوگا۔ کوئی اور ایسا نہیں کرسکتا۔"

"جب وہ ہمارا دشمن ہے تو پھر اس نے تمہاری کامیابی کے لیے ایسا کیوں کیا؟"

"سر! وہ بہت چالاک اور خطرناک ہے۔ اس نے جو کچھ کیا' سوچ سمجھ کر کیا ہے۔"

اسی وقت فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ آفیسر نے ریسیور اٹھا کر پوچھا۔ "ہیلو کون ہے؟"

"میں لاہور سے چودھری بول رہا ہوں۔ یہ انجنا نے میرے ساتھ کیا مذاق کیا ہے؟ جو وڈیو فلم دے کر گئی ہے' اس میں ملک مختار کہیں نہیں ہے۔ یہ تو ایک انڈین فلم کا وڈیو کیسٹ ہے۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ وہ کاغذات تو درست ہیں؟"

"کون سے کاغذات؟ انجنا نے کہا تھا' رخصت ہوتے وقت ائرپورٹ پر دے گی پھر یہ کہہ کر چلی گئی کہ اسلام آباد سے بھیج دے گی۔ میرے ساتھ تو بڑا دھوکا ہوا ہے۔"

آفیسر نے پوچھا "انجنا! یہ چودھری کیا کہہ رہا ہے؟ تم نے اسے جو وڈیو کیسٹ دیا ہے اس میں ایک انڈین فلم ہے اور تم نے وہ اہم کاغذات بھی اسے نہیں دیے۔"

"میں نے دیے تھے۔ کیسٹ بھی اور......"

وہ کہتے کہتے رک گئی۔ علی اس کی سوچ میں بولنے لگا۔ "میں نے کیسٹ دیتے وقت کاغذات نہیں دیے تھے۔ میں کچھ اَپ سیٹ ہوگئی تھی۔ پتا نہیں وہ کاغذات کہاں گم ہوگئے ہیں۔"

وکرم نے کہا "سر! بات سمجھ میں آرہی ہے۔ اس نادیدہ دشمن نے وہ وڈیو فلم اپنی پلاننگ کے مطابق تیار کرائی تھی۔ اس نے انجنا کے پرس سے وہ اہم کاغذات اور وڈیو فلم نکال لی اور اس کی جگہ فضول سا ایک وڈیو کیسٹ رکھ دیا ہوگا۔"

انجنا نے کہا "بے شک' ایسا ہی ہوا ہے۔ جو کامیابی ہم حاصل کرنا چاہتے تھے' وہی کامیابی اس نے میرے ذریعے حاصل کی ہے۔ وہ میرے پیچھے پڑگیا ہے سر!"

افسر نے اپنے آس پاس دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا وہ یہاں ہوسکتا ہے؟"

سب ہی اپنے آس پاس دیکھنے لگے۔ انجنا ان سے دور ہوکر آہستہ آہستہ چاروں طرف گھومتے ہوئے بولی "کیا تم ہو؟ اگر ہو تو مجھ سے بولو۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ اپنے افسر سے بولی "میں دوسرے کمرے میں جارہی ہوں۔ شاید وہ تنہائی میں مجھ سے بولے۔"

وہ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آئی پھر بولی "یہاں

تنہائی ہے۔ کوئی تمہاری بات سننے والا نہیں ہے۔"

وہ ذرا انتظار کرنے کے بعد پھر بولی "تم نے مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ میری بہت بڑی کامیابی کو ناکامی میں بدل دیا ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں' تم ہماری ایجنسی کو نقصان پہنچانے کے لئے میرے ساتھ نادیدہ بن کر رہو گے۔ تم جانتے ہو کہ ہم تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے پھر چھپتے کیوں ہو۔ سامنے نہیں آسکتے لیکن کچھ بول تو سکتے ہو۔"

اسے اپنی کسی بات کا جواب نہیں مل رہا تھا۔ یہ یقین ہو رہا تھا کہ وہ موجود نہیں ہے۔ شاید وہ لاہور میں ہی رہ گیا ہے۔

وہ کمرے سے باہر آکر بولی "سر! وہ شاید لاہور میں ہی رہ گیا ہے۔ میں اسے مخاطب کرتی رہی ہوں۔ اس کی طرف سے جواب نہیں مل رہا ہے۔"

افسر نے کہا "اس نے ہم سے دشمنی کرنے کے لیے تمہارے جیسی حسینہ کو ٹھکرا دیا ہے اس نے تمہارا پیچھا چھوڑ دیا ہے لیکن ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ تمہارے ذریعے ایک مصیبت ہمارے پیچھے پڑ گئی ہے۔ میرا فیصلہ ہے کہ تم بھارت واپس جاؤ۔ مجھے اب دوسری پلاننگ کرنی ہوگی۔"

اس نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا۔ "ہیلو وجے کھنہ! میں رام پرساد بول رہا ہوں۔ میں اپنی ٹیم کے ساتھ ایک پرابلم میں ہوں۔ ایک بہت ہی چالاک اور پراسرار دشمن ہمارے پیچھے پڑ گیا ہے۔ میں ایسے میں اپنے مشن کو جاری رکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ میرے پاس افضال احمد کا جو کیس ہے' وہ بہت اہم ہے۔ تم اسے ہینڈل کرو۔ میں ابھی اسے فون کرتا ہوں۔"

وجے کھنہ نے کہا "میں وہ کیس لے رہا ہوں لیکن وہ پراسرار دشمن کون ہے؟ اگر وہ سرکاری جاسوس ہوگا تو تمہارا فون ٹیپ ہو سکتا ہے۔ بہتر ہے عارضی طور پر مجھ سے رابطہ ختم کردو۔ اپنے حالات لکھ کر فیکس کرتے رہو۔ یہ طریقہ مناسب رہے گا۔"

رام پرساد نے کہا "ٹھیک ہے۔ آئندہ میں یہی کروں گا۔"

اس نے رابطہ ختم کرکے افضال احمد سے رابطہ کیا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو صرف اتنا معلوم تھا کہ علی نادیدہ ہے۔ ابھی یہ نہیں معلوم ہوا تھا کہ وہ خیال خوانی جانتا ہے اور ایک دماغ سے دوسرے دماغوں تک پہنچتا جارہا ہے۔

اس نے فون پر کہا "ہیلو' میں آر پی بول رہا ہوں۔"

وہ جانتا تھا کہ افضال احمد کا فون ٹیپ کیا جاتا ہے اس لیے اپنا پورا نام نہیں بتا رہا تھا۔ رام پرساد کا مخفف آر پی کہہ رہا تھا۔ اسے جواب میں ایک نسوانی آواز سنائی دی "ہیلو' میں نہیں جانتی' یہ آر پی کیا ہوتا ہے۔ کیا تم افضال سے بات کرنا چاہتے ہو؟"

"جی ہاں۔ مہربانی ہوگی۔ ان سے بات کرادیں۔"

علی اس بولنے والی کے اندر پہنچ گیا۔ وہ ریسیور ایک طرف رکھ کر کہہ رہی تھی "افضال! تمہارا فون ہے۔ بات کرو۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی' دوسرے کمرے سے ایک عمر رسیدہ شخص نے آکر ریسیور اٹھایا پھر کہا "ہیلو' کون؟"

"میں آر پی بول رہا ہوں۔ آئندہ میں فون نہیں کروں گا۔"

"بڑی مہربانی کرو گے۔ کیا یہی کہنے کے لیے فون کیا ہے؟"

"نہیں۔ بات یہ ہے کہ میں چھٹی پر جارہا ہوں۔ اب میری جگہ وی کے ہے۔ وہ ابھی آپ سے رابطہ کرنے والا ہے۔"

"تم جیسے لوگ چھٹی پر جاتے ہو تو ہم جیسے لوگوں کی چھٹی کردیتے ہو۔ بہرحال میں تمہارے وی کے سے بات کروں گا۔"

اس نے فون بند کردیا۔ علی اس کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ برسوں پہلے وہ یو کے میں پاکستانی سفیر تھا۔ لندن میں رہائش کے دوران ایک یہودی دوشیزہ سے محبت ہوگئی تھی پھر اس سے شادی ہوگئی۔

پاکستان واپس آنے سے پہلے یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ یہودیوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ اس یہودی دلہن کو پاکستان میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ایسے میں طے پایا... کہ اس دلہن کو مسلمان کا نام دیا جائے اور یہ ظاہر کیا جائے کہ وہ پہلے عیسائی تھی اب اس نے اسلام قبول کیا ہے اور اس کا موجودہ اسلامی نام طاہرہ افضال ہے۔

طاہرہ مسلمان نہیں تھی۔ سونا نہیں تھی' اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ اس نے افضال کو اپنے رنگ میں رنگ لیا تھا۔ پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی پھر دو بیٹے' انہیں بھی ایسی تربیت دی کہ وہ نام کے مسلمان رہے ورنہ دل و دماغ میں یہودیت نقش ہوگئی تھی۔

لندن سے واپس آکر طاہرہ اور افضال نے ایسا چکر چلایا کہ اسے مرکزی انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ میں اہم عہدہ مل گیا...... بڑے بڑے سیاستدانوں اور بیورو کریٹس کے کرپشن کے ریکارڈ تک اس کی پہنچ تھی۔ جہاں بڑے بڑے سیاستدانوں اور بیورو کریٹس کے کرپشن کے ریکارڈ سے آگہی ہوتی وہاں ملک کے اہم راز بھی معلوم ہوتے تھے اور یہ راز طاہرہ اور بچوں کے ذریعے موساد ایجنسی تک پہنچتے رہتے تھے۔

"را" والوں کی کوشش تھی کہ افضال احمد ان کی ایجنسی کے بھی کچھ کام آئے۔ وہ لوگ اپنے جن سیاستدانوں کو احتساب سے بچانا چاہتے تھے ان کے کرپشن کے ثبوت افضال احمد کے پاس تھے۔

اس سلسلے میں اہم بات یہ تھی کہ افضال احمد اب ایک ریٹائرڈ سرکاری افسر تھا۔ اس کا اب انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ وہاں کے رازوں تک تو کیا' ایک فائل کے ایک کاغذ تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔

لیکن اس نے بڑی زبردست یہودی چالیں سیکھی تھیں۔ اس نے اپنی سروس کے دوران ریکارڈز روم کے تمام اہم رازوں کو اس

طرح چرایا تھا کہ وہ تمام راز اپنی جگہ موجود رہے اور چوری ہو گئی۔ اس نے ایک ایک راز کو کمپیوٹر ڈسک میں محفوظ کرلیا تھا۔ وہ تمام چھوٹے چھوٹے ڈسک اس کی یہودی بیوی طاہرہ نے چھپا رکھے تھے۔

یہودی تنظیم کو صرف ان رازوں سے دلچسپی تھی جن کا تعلق پاکستان کی داخلہ اور خارجہ پالیسی سے تھا۔ ان کے علاوہ سیاستدانوں کے جو اعمال نامے تھے وہ افضال احمد نے بلیک میلنگ کے لیے چھوڑ رکھے تھے' جو اَب کام آرہے تھے۔

اس کی بڑی بیٹی کا نام سائرہ افضال تھا۔ سائرہ سے چھوٹے دو بھائی تھے۔ وہ تینوں لندن میں پڑھتے تھے جہاں طاہرہ کے یہودی رشتے داران تینوں کی اچھی طرح برین واشنگ کرچکے تھے۔

سائرہ جونیئر کیمبرج تک تعلیم حاصل کرکے پاکستان آئی تھی۔ باقی دو بیٹے لندن میں تعلیم حاصل کررہے تھے۔ اگرچہ سائرہ کو پاکستان سے اور دینِ اسلام سے کوئی لگاؤ نہیں تھا لیکن وہ یہاں آکر شلوار قمیص بڑے شوق سے پہنتی تھی۔ پاکستانی کھانے بڑے شوق سے کھاتی تھی اور یہاں کی ایسی چیزوں میں دلچسپی لیتی تھی' جو یورپ میں کہیں نہیں ملتی تھیں۔ مثلاً کسی بندر والے کا تماشا دیکھنے لوگوں کی بھیڑ میں کھڑی ہو جاتی تھی۔ سپیروں کو کوٹھی میں بلا کر ان کی بین سنتی اور سانپوں کو دیکھ کر خوش ہوتی تھی۔

علی یہ تمام تفصیلات افضال احمد کے چور خیالات سے معلوم کررہا تھا۔ اسی وقت ملازم نے آکر کہا "جناب! ایک شخص ملنے آیا ہے۔ کہتا ہے' اسے وی کے نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

"اسے ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔ میں آرہا ہوں۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر طاہرہ کے کمرے میں آیا پھر بولا۔ "ڈارلنگ! "را" کا ایک مرغا آیا ہے۔ ڈرائنگ روم میں بیٹھے گا۔"

وہ اٹھ کر بولی "تم جاؤ۔ میں اپنا کام کروں گی۔"

علی کو ان کے چور خیالات نے بتایا کہ جب کوئی اہم سودا کرنے آتا ہے تو طاہرہ کوٹھی کے ایک ریکارڈنگ روم میں جاتی ہے اور ڈرائنگ روم میں بیٹھنے والوں کی وڈیو اور آڈیو ریکارڈنگ میں مصروف ہو جاتی ہے۔

افضال احمد نے ڈرائنگ روم میں آکر اجنبی سے پوچھا "تم کون ہو؟ اور یہ وی کے کا کیا مطلب ہے؟"

اس نے کہا "سر! ہمارے صاحب فون پر پورا نام نہیں بتانا چاہتے تھے' اس لیے وی کے کہہ دیا۔ ان کا نام دجے کھنہ ہے۔ رام پرساد صاحب آپ سے جو ڈیل کرنا چاہتے تھے' وہ اب کھنہ صاحب کررہے ہیں اس لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔"

"وہ اپنی پسند کے جن سیاستدانوں کی کرپشن رپورٹس چاہتے ہیں' وہ تمام اصلی رپورٹس انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔ میں ان کی کمپیوٹر کاپیاں دے سکتا ہوں۔"

"کمپیوٹر کاپیوں سے صرف اتنا معلوم ہوگا کہ کس پر کتنی طرح کے الزامات عائد ہوں گے۔ اصلی کاغذات تو احتساب کرنے والوں کے پاس پہنچ جائیں گے۔ بہر حال ہم معقول رقم دے کر کمپیوٹر کاپیاں لیں گے لیکن اصل ڈیل کچھ اور ہے۔"

"وہ کیا؟"

"یہاں ہمارے جو مخالف سیاستداں ہیں' ہم ان کی بھی کرپشن رپورٹس چاہتے ہیں۔ ان میں سے طفیل اکبر اور جمال الدین شاہ کی رپورٹس ہمیں ہر حال میں چاہئیں۔"

"یہ ممکن نہیں ہے۔ طفیل صاحب اور شاہ صاحب موساد کے اہم مہرے ہیں اور میں موساد کے خلاف کوئی کام نہیں کروں گا۔"

"یہ کھنہ صاحب جانتے تھے لیکن وہ ہر حال میں طفیل اکبر اور جمال الدین شاہ کو پچھاڑیں گے۔ آپ کو منہ مانگی رقم دیں گے اگر راضی نہیں ہوں گے تو آپ کو یہ کام مفت کرنے پر مجبور کردیں گے۔"

افضال احمد نے مسکرا کر پوچھا "کیا واقعی مجھے مجبور کردیں گے؟ تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ مجبور کریں۔"

"دیر کسی بات کی نہیں ہے۔ کیا آپ کی بیٹی رات دیر سے گھر آتی ہے؟"

وہ سخت لہجے میں بولا "کام کی بات کرو۔"

"یہی کام کی بات ہے۔ رات ہو چکی ہے۔ جوان بیٹی کو گھر آجانا چاہیے لیکن وہ نہیں آئے گی۔"

"کیا مطلب؟" وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"آپ کی بیٹی سائرہ امانت کے طور پر کھنہ صاحب کے پاس ہے۔"

وہ گالیاں دیتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا "میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"میری موت کے بعد بیٹی کی واپسی ناممکن ہو جائے گی۔"

طاہرہ نے ڈرائنگ روم میں آکر افضال احمد سے کہا۔ "افضال! تحمل سے کام لو۔ پہلے یہ معلوم کرو کہ ہماری بیٹی خیریت سے ہے یا نہیں۔"

اجنبی نے ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کیے پھر افضال احمد سے کہا۔ "سر! آپ کھنہ صاحب سے بات کریں۔"

افضال نے ریسیور لے کر کان سے لگایا اور کہا "وی کے! میری بیٹی کہاں ہے؟"

"میرے ایک پرائیویٹ اڈے میں ہے اور بالکل خیریت سے ہے۔"

"اگر اسے کسی نے ہاتھ بھی لگایا تو میں تم سب کو فنا کردوں گا۔"

"کردینا بھئی! فنا کردینا اور اگر لین دین پر ہم متفق ہو جائیں تو کسی خون خرابے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔"



"زیادہ مت بولو۔ پہلے میری بیٹی سے بات کراؤ۔"

چند لمحوں تک خاموشی رہی پھر سائرہ کی آواز سنائی دی "ہیلو پپا! آپ میری آواز سن رہے ہیں؟"

"ہاں بیٹی! سن رہا ہوں۔ تم خیریت سے ہو؟"

"ابھی تک خیریت سے ہوں مگر ان کے تیور اچھے نہیں لگ رہے ہیں۔"

"کیا تم خوفزدہ ہو؟"

"نو پپا! جو ہونا ہے' وہ تو ہوگا۔ اگر میرے ہاتھ پاؤں کھلے ہوتے تو میں اس کھنہ کو قتل کردیتی۔"

کھنہ کا قہقہہ سنائی دیا۔ وہ بولا "تمہاری بیٹی پٹاخا ہے۔ اسے دیکھ کر جذبات بھڑکتے ہیں لیکن بزنس ڈیلنگ میں جذبات کو کچل رہا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔ بولو کیا چاہتے ہو؟"

علی' سائرہ کے دماغ میں آگیا تھا۔ اس کے ذریعے ایک کھنڈر نما مکان کے ایک شکستہ سے کمرے کو دیکھ رہا تھا۔ سائرہ ایک لکڑی کے ستون سے بندھی کھڑی تھی۔ اس سے کچھ فاصلے پر ایک گن مین کھڑا ہوا تھا۔ سائرہ نے علی کی مرضی کے مطابق گن مین کو اشارے سے اپنے قریب بلایا پھر اس سے پوچھا "یہ گن خالی کیوں ہے؟"

وہ بولا "یہ خالی نہیں' بھری ہوئی ہے۔"

علی اس گن مین کے اندر پہنچ گیا۔ وہ فوراً ہی آگے بڑھ کر رسیاں کھولنے لگا۔ کھنہ دوسری طرف منہ کیے افضال احمد سے معاملات طے کررہا تھا۔ سائرہ نے اس کے قریب آکر اس سے موبائل فون چھین لیا۔ کھنہ نے حیرانی سے دیکھا' وہ فون پر بول رہی تھی "پپا! تم پریشان نہ ہو' میں آزاد ہو گئی ہوں۔ خود ہی گھر آجاؤں گی۔"

کھنہ نے غصے سے گن مین کو دیکھ کر پوچھا۔ "تم نے اس کی رسیاں کیوں کھولیں؟"

"باس! میں تو اپنی جگہ کھڑا ہوا ہوں۔ پتا نہیں یہ کیسے آزاد ہو گئی۔"

وہ سائرہ سے فون چھین کر افضال احمد سے بولا "ہولڈ کرو۔"

اس نے فون کو ایک طرف رکھ کر علی کی مرضی کے مطابق گن مین سے کہا "تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

وہ چلا گیا۔ اس نے جیب سے کار کی چابی نکال کر سائرہ کو دیتے ہوئے کہا "باہر جاؤ۔ میری کار کھڑی ہوئی ہے۔ تم اسے ڈرائیو کرکے گھر جاسکتی ہو۔"

وہ اس سے چابی لے کر چلی گئی۔ کھنہ اندر سے سمجھ رہا تھا کہ وہ ایسی حرکت کررہا ہے' جو اس کے منصوبے کے خلاف ہے۔ اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ گن مین کو دوسرے کمرے میں نہیں بھیجنا چاہیے تھا لیکن اس نے بھیج دیا' سائرہ کو کار کی چابی نہیں دینا چاہیے لیکن اس نے دے دی۔ سائرہ چابی لے کر باہر گئی ہے۔ اسے روکنا چاہیے تھا لیکن اس نے نہیں روکا۔ جب کار کے اسٹارٹ ہونے اور دور جانے کی آواز آئی تو علی نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک دم سے چیخ پڑا "نہیں۔ یہ ابھی کیا ہو رہا تھا؟"

اس نے ستون کی طرف دیکھا' جہاں سائرہ رسیوں سے بندھی ہوئی تھی پھر اس نے گن مین کو آواز دی۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا "باہر جاؤ۔ وہ میری کار میں فرار ہو رہی ہے۔ اسے پکڑو۔"

گن مین دوڑتا ہوا باہر چلا گیا۔ موبائل سے افضال احمد کی آواز آرہی تھی "ہیلو۔ ہیلو۔ کون فرار ہو رہی ہے؟ کیا میری بیٹی رہائی حاصل کرچکی ہے؟"

وہ موبائل فون اٹھا کر دہاڑتے ہوئے بولا "یو شٹ اپ! میرے آدمی تمہاری بیٹی کو گولی ماردیں گے۔"

اس نے موبائل فون کو آف کردیا۔ علی' افضال احمد کی کوٹھی کے احاطے میں پہنچا ہوا تھا۔ افضال کی بیوی طاہرہ کے دماغ سے یہ معلوم کرچکا تھا کہ اس نے وہ تمام ڈسکس کہیں چھپائی ہیں اور جہاں چھپائی ہیں وہاں طاہرہ کو جانا چاہیے۔ ان تمام ڈسکس میں بڑے اہم راز تھے' جن کا تعلق یہودی تنظیم اور ملکی سیاستدانوں سے تھا۔

طاہرہ وہاں جانے کے لیے اپنی کار کی اسٹیئرنگ سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ علی اس کی ساتھ والی سیٹ پر آگیا۔ جان شیفرڈ ایک فائیو اسٹار ہوٹل کا مالک تھا۔ بظاہر امریکن عیسائی اور باطن میں یہودی تھا۔ طاہرہ وہ تمام ڈسکس اس کے بنگلے کے ایک سیف میں رکھتی تھی۔ اسی بنگلے میں موساد کے یہودی خفیہ میٹنگ کے لیے جمع ہوتے تھے۔

طاہرہ کے ساتھ کار میں سفر کرنے کے دوران علی' سائرہ کے دماغ میں رہا۔ سائرہ ایک ویرانے سے ڈرائیو کرتی ہوئی پنڈی چلی آئی۔ اس نے علی کی مرضی کے مطابق زیرو پوائنٹ پر کار روک دی۔ چابی کار میں چھوڑ کر باہر آئی اور پیدل چلنے لگی۔ بہت دور جانے کے بعد علی نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔

وہ چلتے چلتے رک گئی۔ حیرانی سے سوچنے لگی "ابھی میں کار چلا رہی تھی پھر پیدل کیسے ہو گئی؟ کار کہاں ہے؟"

ایک خرکار اپنے دو گدھوں کو ہانکتا جارہا تھا۔ علی نے پھر اس کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اس نے خرکار سے کہا "مجھے گدھے پر بٹھا کرلے چلو۔ تمہیں پانچ سو روپے دوں گی۔"

اس خرکار نے کبھی ایک دن میں پانچ سو روپے نہیں کمائے تھے۔ سائرہ نے اسے پانچ سو کا ایک نوٹ دیا پھر گدھے پر بیٹھ گئی۔ جب تک علی اس پر قبضہ جمائے رہا' وہ گدھے پر بیٹھی سفر کرتی رہی پھر اسے طاہرہ کے پاس موجود رہنے کے لیے سائرہ کے دماغ کو آزاد چھوڑنا پڑا۔ اس نے ایک دم سے چونک کر خود کو گدھے پر دیکھا پھر

چیخ پڑی۔
چیخنے کی بات ہی تھی۔ پہلے وہ بیس لاکھ روپے کی مہنگی کار چلا رہی تھی۔ اس کے بعد کار غائب ہوگئی۔ اس نے خود کو پیدل چلتے دیکھا۔ اب وہ خود کو گدھے پر دیکھ رہی تھی۔ وہ چیخ مارتے ہی بدحواس سی ہوکر گدھے پر سے گر پڑی۔

علی نے اس کے حال پر اسے چھوڑ دیا۔ طاہرہ نے ایک کوٹھی کے احاطے میں کار روک دی۔ وہ جان شیفرڈ کی رہائش گاہ تھی۔ ایک کمرے میں موساد کے تین ایجنٹ صوفوں پر بیٹھے وسکی پی رہے تھے اور کسی سنجیدہ مسئلے پر گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے طاہرہ کو دیکھ کر ہاتھ ہلاتے ہوئے وش کیا۔

ایک نے پوچھا "ہیلو مسز! ہاؤ آر یو۔"

وہ مسکرا کر ان کے قریب سے گزرتے ہوئے بولی "فائن۔ تھینک یو۔"

اس کوٹھی میں طاہرہ کا ایک مخصوص کمرا تھا جسے وہ مقفل رکھتی تھی۔ اس نے چابی سے دروازہ کھولا پھر کمرے کے اندر آکر دروازے کو بند کردیا۔ کمرے میں بڑی بڑی آہنی الماریاں تھیں۔ ان سب میں اہم دستاویزات' سیاسی رازوں کی وڈیو فلمیں اور ڈسکس وغیرہ تھیں۔ ان سب کا تعلق صرف پاکستان سے ہی نہیں' ہندوستان' افغانستان اور ایران سے بھی تھا۔ یعنی ان ممالک کے بھی کئی اہم راز ان الماریوں میں تھے۔

علی نے سوچا تھا' طاہرہ کے سیف سے وہ تمام ڈسکس اٹھا کر لے آئے گا' جو افضال احمد انٹیلی جنس ڈپارٹمنٹ سے چرا کر لایا تھا لیکن اس کمرے میں کئی الماریاں دیکھ کر اس نے دوبارہ طاہرہ کے خیالات پڑھے تو معلوم ہوا کہ اس کمرے میں پڑوسی ممالک کے بھی اہم راز چھپا کر رکھے گئے ہیں۔ ان تمام دستاویزات کا مطالعہ کرنے اور انہیں وہاں سے لے جانے میں کافی وقت لگتا۔

طاہرہ نے ایک سیف سے صرف ایک ڈسک لیا' جس میں طفیل اکبر اور جمال الدین شاہ کے تمام کرپشن کی تفصیلات محفوظ تھیں پھر اس نے موبائل کے ذریعے افضال احمد کو یہ اطلاع دی۔

افضال نے کہا "ڈارلنگ' خوشخبری ہے۔ وہ ڈسک سیف میں رکھ دو۔ ہماری سائرہ واپس آگئی ہے۔"

"کیا؟" وہ شدید حیرانی سے خوش ہوکر بولی "کیسے آگئی؟ کیا ان سے سمجھوتا ہوگیا ہے؟"

"نہیں ڈارلنگ! اغوا کرنے والے اپنا مطالبہ منوائے بغیر ہماری بیٹی کو کبھی نہ چھوڑتے۔ سائرہ اپنی رہائی کے سلسلے میں کچھ عجیب و غریب بیان دے رہی ہے۔ تم یہاں آکر خود اس کی زبان سے سنو۔"

"میں ابھی آرہی ہوں۔"

اس نے فون بند کیا اور ڈسک کو واپس سیف میں رکھ دیا۔ علی نے اس کے دماغ پر اس طرح قبضہ جمایا کہ اس نے سیف کو بند کیا لیکن مقفل نہیں کیا۔ اسی طرح جتنی الماریاں مقفل تھیں' ان کے قفل کھول دیے۔ ان کے پٹ بدستور بند رہے۔ علی کسی وقت بھی آکر سیف کو اور تمام الماریوں کو کسی دشواری کے بغیر کھول سکتا تھا۔ اس نے طاہرہ کو کمرے کا دروازہ باہر سے مقفل کرنے دیا۔ اس ایک دروازے کے لاک کو وہ خاص تکنیک سے کھول سکتا تھا۔

وہ کوٹھی سے باہر آکر کار میں بیٹھ گئی پھر اسے ڈرائیو کرتے ہوئے اپنی کوٹھی کی طرف جانے لگی۔ علی اس کے ساتھ تھا لیکن خیال خوانی کے ذریعے سائرہ کے پاس پہنچ گیا تھا۔ وہ افضال سے کہہ رہی تھی "یہ پاکستان کے لوگ بڑے بدنیت ہوتے ہیں۔ اس کھنہ کی نیت خراب ہو رہی تھی۔"

افضال نے ہنستے ہوئے کہا "وہ کھنہ پاکستانی نہیں ہے پھر یہ کہ ہر ملک میں' ہر قوم میں بدنیت لوگ ہوتے ہیں۔ یہاں سے زیادہ تو مغربی ممالک میں بدنیتی اور بے حیائی ہے۔"

"کچھ بھی ہو' یہاں کے لوگ بڑے بیک ورڈ ہیں۔ مجھے تو وہ ذرا اچھے نہیں لگتے۔"

"ایسا نہ کہو' تمہیں یہیں کسی سے شادی کرنی ہوگی۔"

"کوئی زبردستی ہے؟ میں نہیں کروں گی۔"

"بیٹی! یہ ہمارا مشن ہے۔ یہاں کی کسی بڑی سیاسی شخصیت کو تم ٹریپ کروگی پھر اسے یہودی نواز بناؤگی۔"

"یہ بڑا مسئلہ ہے کہ میں سیاسی شادی کروں۔ کیا میری اپنی کوئی مرضی نہیں ہے؟ کیا میں کسی خوبرو نوجوان سے رومانس نہیں کرسکتی؟"

"ضرور کرو۔ مگر وہ پارٹ ٹائم رومانس ہونا چاہیے۔ اس کا ہمارے مشن سے اور تمہاری شادی سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔"

وہ علی کی مرضی کے مطابق بولی "کوئی ضروری نہیں کہ شادی کے لیے مجھے بھی ایسا احمق پاکستانی ملے جیسے میری ممی کو مل گیا ہے۔"

افضال احمد نے چونک کر کہا "یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟"

"سوری پپا! آپ یہ بتائیں کہ کھنہ نے خود ہی اپنی کار کی چابی دے کر مجھے بھگایا۔ اس نے مجھے قید کرنے کے بعد خود ہی رہا کردیا۔ ایسے شخص کو کیا کہیں گے؟"

"کھنہ ایسا احمق نہیں ہے۔ تم ناقابلِ یقین بات کہہ رہی ہو۔"

"یعنی کھنہ اگر ایسا کرتا تو احمق کہلاتا؟"

"بے شک' یہ سراسر حماقت ہے۔ بھلا کوئی اپنی کار کی چابی دیتا ہے۔"

"لیکن آپ نے تو پاکستان کی چابی ممی کو دے دی۔"

"یہ... یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ آج تمہیں کیا ہوگیا ہے۔"

طاہرہ وہاں پہنچ گئی۔ اس نے بیٹی کو دیکھ کر خوشی سے بانہیں پھیلادیں۔ سائرہ آکر اس سے لپٹ گئی۔ اس نے بیٹی کو چوم کر کہا "میں حیران ہوں کہ تمہیں رہائی کیسے مل گئی۔"

"میں خود حیران ہوں ممی! جس طرح پپا نے آپ کو یہودیوں کے لیے یہاں کا دروازہ کھولنے کی چابی دی تھی اس طرح کھنہ نے اپنی کار کی چابی مجھے دے دی تھی۔"

وہ بیٹی کو ایک جھٹکے سے الگ کرتے ہوئے بولی "یہ کیا بک رہی ہے؟"

افضال نے کہا "یہ کھنہ کے پاس سے آکر ایسی ہی الٹی سیدھی باتیں کر رہی ہے۔ کہتی ہے تھوڑی دور کھنہ کی کار میں آئی۔ تھوڑی دور پیدل چلتی رہی اور وہ کار غائب ہوگئی پھر کہتی ہے گدھے پر بیٹھ کر آئی ہے۔ یہ ایب نارمل ہوچکی ہے۔"

"میں نارمل ہوں۔ دشمن نارمل نہیں تھے۔ اس کے گن مین نے میری رسیاں کھول کر کہا اس نے رسیاں نہیں کھولی ہیں۔ کھنہ نے گن مین کو دوسرے کمرے میں بھیج کر اپنی کار کی چابی دے کر کہا۔ بھاگ جاؤ۔ وہاں میں نے حیران ہونے میں وقت ضائع نہیں کیا۔ بھاگ کر آنے لگی تو پھر میرے ساتھ عجیب و غریب واقعات ہونے لگے۔ میں نے خود کو کبھی کار میں دیکھا۔ کبھی خود کو پیدل چلتے اور کبھی گدھے پر بیٹھے دیکھا۔ جو مجھ پر گزری وہ ساری باتیں سچ بتا رہی ہوں تو آپ مجھے ایب نارمل سمجھ رہے ہیں۔"

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ افضال احمد نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے آواز آئی "میں کھنہ بول رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے بیٹی تمہارے پاس پہنچ گئی ہوگی مگر اسے صحیح سلامت پاکر زیادہ خوش نہ ہونا۔ وہ ایک نادیدہ بلا اپنے ساتھ لے کر تمہارے پاس پہنچی ہے۔"

افضال نے ناگواری سے پوچھا "اس بکواس کا مطلب کیا ہے؟"

"اپنی بیٹی سے پوچھو' میری قید سے کیسے رہا ہوکر آئی ہے۔"

"میں نے پوچھا ہے۔ وہ کہتی ہے تمہارے گن مین نے رسیاں کھولیں اور تم نے اسے فرار ہونے کے لیے اپنی کار کی چابی دی۔"

"اس نے درست کہا ہے لیکن میرے گن مین نے اپنی مرضی سے اس کی رسیاں نہیں کھولیں۔ ایک نظر نہ آنے والا دشمن جو شاید ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے' وہ گن مین اور میرے دماغ پر مسلط رہا پھر ہم نے وہی کیا جو اس نادیدہ نے چاہا۔ سائرہ کے فرار ہونے کے بعد اس نے ہمارے دماغوں کو آزاد چھوڑا۔ وہ نادیدہ دشمن مجھ سے پہلے رام پرساد اور اس کی ٹیم کو نقصان پہنچا چکا ہے پھر مجھے نقصان پہنچانے کے بعد وہ تمہارے پاس ضرور پہنچا ہوگا۔"

"تمہاری یہ باتیں تشویشناک ہیں۔ سائرہ جن حالات میں یہاں آئی ہے ان سے اب یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے نے میری بیٹی کو تم سے نجات دلائی ہے۔ اگرچہ اس نے نیکی کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اس نے یہ نیکی کیوں کی؟"

"تمہارے گھر تک اور تمہارے دماغ تک پہنچنے کے لیے۔"

"بیٹی پہنچ گئی ہے تو اسے بھی پہنچ جانا چاہیے تھا لیکن یہاں اس کی موجودگی کے آثار نہیں ہیں۔"

"جب وہ کچھ کر گزرتا ہے' تب اس کے آنے اور جانے کا پتا چلتا ہے۔"

"وہ نقصان پہنچانے آئے گا تو میں دیکھوں گا کہ کیا کرسکتا ہوں۔ ابھی تم اپنی کمینگی کی باتیں کرو۔ اب مجھ سے کیسے کوئی فائدہ اٹھاؤ گے؟"

"سیاست میں کبھی دوستی ہوتی ہے' کبھی دشمنی اور پھر کبھی دوستی ہوجاتی ہے۔"

"تم سے کبھی دوستی نہیں ہوگی۔"

"وہ نادیدہ ٹیلی پیتھی جاننے والا' ہم سب کا مشترکہ دشمن ہے اور مشترکہ دشمن سے نمٹنے کے لیے آپس کی دشمنی کو بھولنا پڑتا ہے۔"

"جب مجھ پر پڑے گی تو میں سوچوں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

"ابھی سے سوچو۔ ہماری ایجنسی کی ایک لڑکی انجنا نے بتایا ہے کہ وہ نادیدہ نوجوان ہے اور حسن پرست ہے۔ اپنی بیٹی کی خیر مناؤ۔"

افضال نے ریسیور رکھ دیا۔ طاہرہ کو فون پر ہونے والی باتیں بتانے لگا۔ سائرہ نے کہا "ڈیٹس اٹ پپا! ضرور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے۔ کیونکہ میں کھنہ کی قید سے یہاں آنے تک غائب دماغ ہوتی رہی اور کبھی حاضر دماغ ہوکر یہ دیکھتی رہی کہ کبھی کار میں ہوں' کبھی پیدل اور کبھی گدھے پر۔"

افضال نے سوچنے کے انداز میں کہا "ہوں۔ جو کچھ ہوا' وہ جادو نہیں تھا۔ کوئی ناقابلِ فہم بات نہیں تھی۔ وہ سب ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہو رہا تھا اور ہم اپنی بیٹی کو ایب نارمل سمجھ رہے تھے۔"

طاہرہ نے پریشان ہوکر پوچھا "کیا وہ سائرہ کے دماغ میں ہوگا؟"

"اس کی موجودگی کو عقل سے سمجھنا ہوگا۔ اب سے پہلے سائرہ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ ہم نے یہودیوں کے لیے پاکستان کا دروازہ کھولا ہے۔ آج اس نے مخالفت میں کہا اس کا مطلب ہے' ہمارا مخالف تمہاری زبان سے بول رہا ہے۔"

سائرہ نے کہا "ہاں۔ میں نے ایسی بات بے اختیار کہہ دی تھی۔ مجھے یقین کرنا چاہیے کہ وہ مجھے بے اختیار کردیتا ہے جیسا کہ میرے دماغ پر میرا اختیار نہیں رہا تھا۔ میں غائب دماغ رہ کر سواریاں بدل کر یہاں آگئی ہوں۔"

طاہرہ نے افضال سے پوچھا "کیا وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہمارے راز جان سکتا ہے؟"

افضال نے کہا "ٹیلی پیتھی بہت خطرناک علم ہے۔ خیال خوانی کرنے والے سے کوئی راز چھپا نہیں رہتا ہے۔"

وہ پریشان ہوکر بولی "کیا وہ میرے دماغ میں بھی آسکتا ہے؟ کیا

وہ میری تمام الماریوں کے راز بھی معلوم کرسکتا ہے؟"
"بے شک' وہ معلوم کرسکتا ہے۔ اس سے ہماری کوئی بات چھپی نہیں رہے گی۔"

علی ان کے پاس سے چلا آیا۔ اس نے سمجھ لیا کہ طاہرہ ان تمام رازوں کو کسی ایسی جگہ منتقل کرسکتی ہے جہاں غیر معمولی صلاحیتوں کے باوجود اسے دشواریاں پیش آسکتی ہیں۔ اس لیے وہ اسی وقت ان الماریوں کی صفائی کرنے چلا گیا۔

طاہرہ نے پوچھا۔ "کیا ٹیلی پیتھی جاننے والا میری غیر معمولی لاک والی الماریاں کھول سکے گا؟"

"واردات کرنے والے بڑے بڑے پیچیدہ لاک کھول لیتے ہیں۔ اگر وہ نادیدہ ٹیلی پیتھی جاننے والا مہارت رکھتا ہوگا تو الماریوں کو کھول سکے گا ورنہ ناکام رہے گا۔ تمہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ آج رات کوئی ایسی ترکیب سوچو کہ وہ ہمارے رازوں تک نہ پہنچ سکے۔ میں بھی سوچتا رہوں گا۔"

"آخر کیا ترکیب ہوسکتی ہے؟"

"اوہو۔ تم تو ذرا سی بات پر پریشان ہوجاتی ہو۔ بھئی ہم تمام دستاویزات کل ہی اسرائیل منتقل کردیں گے۔ اب تو مطمئن ہوجاؤ۔"

○☆○

منکی ماسٹر غصے سے اچھل پڑا۔ سامنے کھڑے ہوئے منکی مین کی گردن دبوچ کر بولا "تم نے برادر کے جانے سے پہلے کیوں نہ بتایا کہ وہ ہندوستان جارہا ہے۔ تم اس کے جانے کے بعد اطلاع دے رہے ہو؟"

منکی مین نے کہا "اپنی وفاداری کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ میں پہلے سے کچھ نہیں جانتا تھا۔ برادر نے روانگی کے وقت مجھے بلاکر آپ کے نام پیغام دیا پھر دوسرے ہی لمحے میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ چلے گئے۔"

اس نے منکی مین کی گردن چھوڑ دی۔ مضطربانہ انداز میں ٹہلنے لگا پھر کہنے لگا "ہمارے خلاف سازش کی جارہی ہے۔ یہودی چاہتے ہیں کہ ہم کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں۔ ہمیں زبردستی یہاں سے نکال نہیں سکتے اس لیے میرے برادر کو سبز باغ دکھا کر انڈیا کی طرف روانہ کردیا ہے۔"

ماسٹر کے خاص ماتحت نے کہا "آپ کے جان نثار پہلے صرف امریکا میں تھے پھر اسرائیل میں بھی آگئے۔ اب سیکڑوں انڈیا چلے گئے ہیں۔ اس طرح ہماری فوجی طاقت تین حصوں میں تقسیم ہوگئی ہے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ ہماری طاقت بکھر گئی ہے۔ الپا بہت مکار ہے' وہ جانتی ہے کہ میں اپنے بھائی سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اتنی کہ یہ ملک چھوڑ کر اپنے بھائی کے پیچھے جاسکتا ہوں۔ وہ بہت چالاک عورت ہے۔ اس نے بہت زبردست چال چلی ہے۔"

اس نے ایک منکی مین سے کہا "تم انڈیا جاؤ۔ برادر کو میرا پیغام دو کہ وہ فوراً واپس آجائے۔ اگر اسے انڈیا پسند آجائے اور وہ جگہ ہماری مرضی اور مزاج کے موافق ہوگی تو میں بھی تمام جان نثاروں کے ساتھ وہاں چلا آؤں گا۔ ویسے دانش مندی یہ ہے کہ اسرائیل چھوڑنا نہیں چاہیے۔ یہاں ہمارا مطالبہ مان لیا گیا ہے۔ ہمارے لیے ایک نئی بستی بسائی جارہی ہے۔ ہمیں اپنی اس کامیابی کو ناکامی میں نہیں بدلنا چاہیے۔"

وہ منکی مین انڈیا جانے کے لیے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ ماسٹر نے فون کے ذریعے برین آدم سے رابطہ کیا پھر کہا "میں الپا سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "الپا کچھ تھکی ہوئی تھی اور کچھ بیمار بھی ہے۔ اس لیے سو رہی ہے۔ ایسی صورت میں اسے جگانا مناسب نہیں ہے۔"

"مسٹر آدم! وہ اپنے بستر پر نہیں ہے بلکہ اپنے شہر اور اپنے ملک میں نہیں ہے۔ آپ جھوٹ بول کر اپنی سازش پر پردہ نہیں ڈال سکیں گے۔"

"کیسی سازش؟ کیا تمہیں پھر کوئی غلط فہمی ہوئی ہے؟"

"آپ یہ تسلیم کرلیں کہ الپا انڈیا گئی ہے۔"

"انڈیا؟ کس دشمن نے یہ اڑائی ہے؟ اسے کم از کم دو گھنٹے سو لینے دو پھر ہم اسے جگائیں گے۔ وہ تم سے فون پر بات کرے گی۔ اگر وہ انڈیا گئی ہوگی تو دو گھنٹے میں جاکر واپس نہیں آسکے گی۔ ویسے بات کیا ہے؟"

منکی ماسٹر نے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنے برادر کے بارے میں کچھ بتائے۔ انہیں معلوم ہوگا کہ منکی برادر اپنے جان نثاروں کے ساتھ انڈیا گیا ہے تو وہ بھی منکی فوج کے تین حصوں میں تقسیم ہونے والی کمزوری کو سمجھ لیں گے۔

اس نے فون بند کردیا۔ اس وقت وہ تل ابیب کے پڑوسی شہر جافا میں تھا۔ ایک نوجوان بیوہ اپنے بنگلے میں تنہا رہتی تھی۔ بیوہ کا نام روشنا تھا۔ اس نے روشنا کو نرمی اور سختی سے سمجھایا تھا "میری بن کر رہوگی تو تمہیں اپنی ملکہ بنالوں گا۔ دھوکا دوگی تو تمہیں بری طرح تڑپا تڑپا کر مار ڈالوں گا۔"

وہ اپنی جان کی سلامتی کے لیے فرمانبردار بنی ہوئی تھی۔ وہ ایک دولت مند بیوہ تھی۔ اسے درجنوں خوبرو جوان مل سکتے تھے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ ایک بندر اس کی بوٹیاں نوچتا رہے۔ اس لیے موقع کی تلاش میں تھی کہ اسے اس طرح قتل کردے کہ اس کی منکی فوج کو اس پر شبہ نہ ہو۔

روشنا اسے توجہ سے دیکھتی اور سمجھتی رہتی تھی۔ یہ جان گئی تھی کہ ماسٹر کے منہ میں ہمیشہ ایک گولی رہتی ہے جسے نگلتے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے۔ صرف کھانے کے وقت وہ منہ سے گولی نکال کر ایک ڈبیا میں رکھتا ہے۔ اس ڈبیا میں مزید گولیاں اور



کیپسول رکھتا ہے۔
ماسٹر نے اسے بتایا تھا کہ ایک کیپسول کو منہ میں رکھ کر کس طرح پرواز کی جاسکتی ہے۔ وہ اسے اپنا دیوانہ بنانے کے دوران اس سے بہت کچھ معلوم کرتی رہتی تھی۔ منکی ماسٹر لیزر گن اور غیر معمولی گولیوں اور کیپسول کے ذریعے ساری دنیا فتح کرسکتا تھا لیکن اسے اب تک یہ اچھی طرح معلوم نہ ہوسکا تھا کہ اس دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار عورت ہے۔

زون تھری میں عورتیں برائے نام تھیں۔ نہ خوبصورت تھیں' نہ ذہین تھیں۔ تمام منکی مین یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ عورتیں چالاک بھی ہوا کرتی ہیں۔ اس دنیا میں آنے سے پہلے انہوں نے اپنے زون میں دیوی کی مکاری دیکھی تھی۔ پھر زمین پر آکر الپا کی مکاری دیکھی۔ اس نے منکی برادر کو غلام بنالیا تھا۔ اس کے باوجود منکی ماسٹر عورتوں کو خود سے زیادہ ذہین اور چالاک نہیں سمجھتا تھا۔ اب بھی اس کا دعویٰ تھا کہ کوئی عورت کبھی اسے نہ بیوقوف بناسکے گی اور نہ کبھی دھوکا دے سکے گی۔

وہ خلا سے آنے والا فاتح شاید عورتوں سے ہی مات کھاکر ہوش میں آنے والا تھا یا یہ دنیا چھوڑ کر بھاگنے والا تھا۔

الپا واقعی تھکی ہوئی تھی۔ کچھ بیمار بھی تھی اس لیے گہری نیند سو رہی تھی۔ اگرچہ اسرائیل میں ٹیلی پیتھی جاننے والے اور بھی تھے لیکن ملکی سلامتی کی تمام ذمے داریاں الپا پر تھیں۔ دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی ہدایات کے بغیر کوئی اہم ذمّے داری پوری نہیں کرسکتے تھے۔

منکی فوج کی آمد نے اس کے ذہن پر ایسا دباؤ ڈالا تھا کہ وہ سر پر پہاڑ محسوس کررہی تھی۔ ان سے نجات حاصل کرنے کی کئی تدابیر پر عمل کرچکی تھی لیکن وقتی کامیابی کے بعد ناکام ہوتی رہی تھی۔ جب سے منکی فوج کے لیے نئی بستی بسائی جارہی تھی' تب سے وہ شکست خوردہ سی ہوکر خود کو بیمار محسوس کرنے لگی تھی۔

اس وقت نیند میں بھی وہ پُرسکون نہیں تھی۔ پریشان کرنے والے خواب دیکھ رہی تھی۔ ایسے ہی وقت خواب کی اسکرین پر اس نے ایک بزرگ کو دیکھا' انہوں نے صاف ستھرا... سفید لباس پہنا ہوا تھا۔ اپنے لباس سے وہ مسلمان لگ رہے تھے۔ ان کے چہرے پر نور برس رہا تھا۔ وہ کہہ رہے تھے "کیا ہوا؟ پریشان کیوں ہو؟"

وہ بولی "مجھ پر بہت برا وقت آیا ہے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا شاید میرے دماغ پر قبضہ جماچکا ہے۔ وہ میرے چور خیالات پڑھتا ہے اور میرے منصوبوں کو ناکام بناتا رہتا ہے۔"

بزرگ نے کہا "جب تمہارے حالات بہتر رہتے ہیں تو تم دوسروں کو پریشان کرتی ہو۔ اب کوئی تمہیں پریشان کررہا ہے۔ اس دنیا میں یہی ہوتا ہے۔ کوئی نہ کوئی' کسی نہ کسی کو پریشانی میں مبتلا کرتا رہتا ہے۔"

الپا نے کہا "آپ پہنچے ہوئے بزرگ ہیں۔ مجھے اس عامل سے نجات دلائیں' جس نے تنویمی عمل کے ذریعے مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنایا ہوا ہے۔"

"تو جیسا کرتی ہے' ویسا بھرتی ہے لیکن میں تجھے اس عامل سے نجات دلاؤں گا۔ آج کل تو جس حال میں ہے' اس کا تقاضا یہ ہے کہ تجھے فکر و پریشانی سے دور رکھا جائے تاکہ بچہ جسمانی اور دماغی طور پر صحت مند ہو۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا "بچہ؟ کس کا بچہ؟"

"تیرا۔ تو ماں بننے والی ہے۔"

"نہیں۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔ میں اپنے اندر ایسی کوئی بات محسوس نہیں کررہی ہوں۔ میں آپ کو نہیں جانتی پھر آپ کیسے جانتے ہیں کہ میں حاملہ ہوں؟"

"خداوند کریم نے مجھے علمِ آگہی سے نوازا ہے۔ تو ہمارے دین کی دشمن ہے۔ اس کے باوجود میں تیرے دماغ کو لاک کررہا ہوں۔ اب کوئی عامل تیرے اندر نہیں آسکے گا۔"

"میں سمجھ گئی' آپ مسلمان بزرگ ہیں۔ مومن ہیں۔ میں مخالف ہوں پھر آپ میرے کام کیوں آرہے ہیں؟"

"اس لیے کہ تیری جو اولاد ہوگی' وہ ہم سے وابستہ رہے گی اور ہماری بن کر رہے گی۔ اس پیدا ہونے والی ہستی کے طفیل اس عامل نے تیرا پیچھا چھوڑ دیا ہے اور ہم نے تیرے دماغ کو مقفل کردیا ہے۔"

"میں ماں بنوں یا نہ بنوں' میرے لیے یہ سب سے خوشی کی بات ہے کہ میں کسی کی معمولہ اور تابعدار نہیں ہوں گی۔ مجھے نجات مل گئی ہے۔"

"بندہ ہمیشہ گرفتار نہیں رہتا۔ اسے نجات ضرور ملتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ دشمنی کی راہوں پر چلنے والی کو ہمیشہ نجات ملتی رہے۔"

"میں دشمنی نہیں کررہی ہوں۔ وہ منکی ماسٹر ہمارے ملک میں آکر ہمارا دشمن بن گیا ہے۔ میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ مجھے ان بندروں سے بھی نجات دلائیں۔"

"نجات ملے گی۔ صبر و تحمل سے کام لو۔"

یہ کہتے ہی بزرگ خواب کی اسکرین سے اوجھل ہوگئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے چار گھنٹے تک سونے کے لیے اپنے دماغ کو ہدایات دی تھیں لیکن دو گھنٹے سے پہلے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ وہ خواب کی باتیں یاد کرنے لگی۔

ایک بزرگ نے پیش گوئی کی تھی کہ وہ ماں بننے والی ہے۔ اب جاگنے پر یہ بات بے تکی سی لگ رہی تھی لیکن یہ بات حوصلہ افزا تھی کہ اس کے دماغ میں اب وہ عامل نہیں آسکے گا۔ اس کا دماغ مقفل ہوچکا ہے' کوئی نہیں آسکے گا۔

یہ بات بڑی خوش کن تھی لیکن کیسے یقین کیا جائے کہ عامل

نے واقعی اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ وہ اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتی تھی لیکن کیسے کر سکتی تھی؟ خواب میں آنے والے بزرگ کا پتا ٹھکانا معلوم ہوتا تو وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دوبارہ پوچھ لیتی۔

کسی کی معمولہ اور تابعدار بننے کے باعث اس کے ملک اور قوم کو نقصان پہنچ رہا تھا۔ وہ عامل اس کے تمام منصوبوں سے آگاہ ہو جاتا تھا۔ اسے اب تک جتنی ناکامیاں ہوئی تھیں' اس کی یہی ایک وجہ تھی کہ کسی نامعلوم عامل سے پیچھا چھڑانے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔

پھر اس کے ذہن میں یہ بات آئی کہ وہ اپنا میڈیکل چیک اپ کرا لے گی۔ اگر اس کے حاملہ ہونے کی تصدیق ہو گئی تو خواب والے بزرگ کی یہ بات بھی درست ہو گی کہ وہ ایک نامعلوم عامل سے نجات پا چکی ہے۔

یہ سوچتے ہی اس نے بستر سے اٹھ کر منہ ہاتھ دھو کر لباس تبدیل کیا پھر اپنی کار ڈرائیو کرتے ہوئے ایک ماہر لیڈی ڈاکٹر کے پاس جانے لگی۔ راستے میں موبائل کے بزر نے اسے مخاطب کیا۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو کون؟"

دوسری طرف سے برین آدم نے اسے بتایا کہ منکی ماسٹر پھر کسی غلط فہمی کا شکار ہو گیا ہے۔ وہ سمجھ رہا ہے کہ اس کے خلاف سازش ہو رہی ہے اور سازش کے سلسلے میں الپا انڈیا گئی ہے۔

الپا نے منکی ماسٹر کو فون پر مخاطب کیا پھر کہا "ہیلو ماسٹر! تم یہ کیوں سمجھ رہے ہو کہ میں اپنے ملک میں نہیں ہوں؟ میں اس وقت تل ابیب میں ہوں اور اپنے موبائل کے ذریعے تم سے بات کر رہی ہوں۔"

"موبائل کے ذریعے تم کسی بھی ملک سے بات کر سکتی ہو۔ میں کیسے یقین کروں کہ ابھی تم انڈیا سے نہیں بول رہی ہو۔"

"مائی گاڈ! میں انڈیا کیوں جاؤں گی؟ آخر ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ تم اپنے خیالوں میں مجھے انڈیا پہنچا رہے ہو؟"

"تم انجان بن کر اپنی مکارانہ سازش پر پردہ نہیں ڈال سکو گی۔"

"آخر معلوم تو ہو کہ وہ سازش کیا ہے؟ پلیز کسی ثبوت کے بغیر ہم پر شبہ نہ کرو۔ اس سے پہلے بھی دشمنوں نے ہمارے خلاف تمہیں بھڑکایا ہے۔ وہ تمہیں ہمارا دشمن بناتے جا رہے ہیں اور ہمیں ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتے جا رہے ہیں۔"

"تم یہ ثابت کرو کہ ابھی تل ابیب میں ہو۔"

"کیسے ثابت کروں؟ ہم دونوں ایک دوسرے سے چھپ کر رہتے ہیں۔ یہ خطرہ ہے کہ میں تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دوں گی۔ مجھے بھی تم سے یہی خطرہ ہے۔ اگر میں یہاں کسی خاص جگہ اپنی موجودگی کا ثبوت دینا چاہوں گی تو تم وہاں پہنچ کر مجھے زندہ نہیں چھوڑو گے۔"

منکی ماسٹر اس بات کو تسلیم کر رہا تھا۔ اسے اسرائیل میں سب سے زیادہ خطرہ الپا سے تھا اور وہ عہد کر چکا تھا کہ جب بھی وہ نظر آئے گی' ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اسے قتل کر دے گا۔ دونوں طرف سے فون آن تھا۔ اسی وقت الپا نے روشنا کی آواز سنی وہ کہہ رہی تھی "ماسٹر! کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ آ جاؤ۔"

الپا نے کہا "ماسٹر! میری بات کا جواب دو۔ تمہیں میری طرف سے کس سازش کا شبہ ہو رہا ہے؟"

وہ بولا "اگر اس سازش کا تعلق تم سے نہ ہوا تو تم میرے ایک پرابلم سے واقف ہو جاؤ گی۔ ہو سکتا ہے' وہ انڈیا کی رہنے والی دیوی میرے خلاف سازش کر رہی ہو۔"

الپا کو پھر روشنا کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہی تھی "تم کھانے کے دوران بھی فون پر باتیں کر سکتے ہو۔ پلیز آ جاؤ۔"

ماسٹر نے الپا سے کہا "تمہارے لیے یہ بہتر ہے کہ جلد سے جلد تل ابیب میں اپنی موجودگی ثابت کرو۔ میں بعد میں رابطہ کروں گا۔"

اس نے فون بند کر دیا۔ ڈائننگ ٹیبل پر روشنا کے پاس آ کر کھانے کے لیے بیٹھ گیا۔ الپا اس سے پہلے روشنا کے پاس پہنچ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا کہ روشنا' منکی ماسٹر سے بیزار ہے اور اس سے نجات حاصل کرنے کے لیے کسی مناسب موقع کے انتظار میں ہے۔

اس نے سب سے پہلے روشنا کے بنگلے کا پتا معلوم کیا پھر تیز رفتاری سے ڈرائیو کرتے ہوئے ادھر جانے لگی۔ کار کے ڈیش بورڈ میں ایک بھرا ہوا پستول تھا۔ اگر ماسٹر' روشنا کے پاس نظر آ جاتا تو وہ اسے زخمی کر کے اس کے دماغ پر مسلط ہو سکتی تھی۔

روشنا کے خیالات بتا رہے تھے کہ ماسٹر نے کھانا شروع کرنے سے پہلے منہ میں رکھی ہوئی گولی باہر نکالی ہے اور اسے ایک پلیٹ میں قریب ہی رکھا ہے تاکہ کھانا ختم کرتے ہی گولی کو پلیٹ سے اٹھا کر دوبارہ منہ میں رکھ لے۔

وہ میٹھا نہیں کھاتی تھی اور منکی ماسٹر کو میٹھا بہت پسند تھا۔ اس نے جو سویٹ ڈش تیار کی تھی' اس میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی تھی۔ وہ اس سے نجات حاصل کرنے کے فیصلہ کن مرحلے سے گزر رہی تھی۔

ماسٹر نے کھانے کے بعد سویٹ ڈش کو اپنے آگے رکھا تو الپا نے اپنی کار کی رفتار سست کر دی۔ اسے سڑک کے کنارے روک کر پوری توجہ سے روشنا کے اندر پہنچ گئی۔

اس نے ایک چمچہ کسٹرڈ کا منہ میں رکھا۔ بہت زیادہ مٹھاس کے باوجود کچھ عجیب سا لگا۔ اس نے روشنا سے پوچھا۔ "یہ کیا چیز بنائی ہے؟ کچھ عجیب سا مزہ ہے۔"

روشنا نے اس کے ہاتھ سے چمچہ لے کر کہا "میرے ہاتھ سے کھاؤ گے تو مزہ بدل جائے گا۔"



وہ اسے کھلانے لگی۔ دراصل اس نے اناڑی پن کے باعث کسٹرڈ میں دوا کی مقدار زیادہ ہی ملا دی تھی اسی لیے وہ میٹھی ڈش بدمزہ ہو گئی تھی۔ زیادہ مقدار کے باعث دوسرے ہی چمچے کے بعد اس کا سر چکرا گیا۔ وہ ایک دم سے پریشان ہو کر بولا "یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔"

وہ میز پر جھکنے لگا۔ الپا' روشنا کو اس کے پیچھے لے کر آئی پھر اس کے سر کے پچھلے حصے سے برین گارڈ آگے کو کھینچ کر نکال لیا۔ فوراً ہی ماسٹر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کا ذہن غفلت اور کمزوری کی تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔ وہ میز پر جھکتے جھکتے کرسی سے گر کر فرش پر آ گیا۔

اس کی سوچ کہہ رہی تھی کہ اس کے پاس کمزوری پر قابو پانے والی زود اثر دوا ہے لیکن بیڈ روم میں ہے۔ وہ روشنا سے کہنا چاہتا تھا کہ وہاں سے دوا لے آئے لیکن اس میں بولنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔

وہ ایک منٹ کے اندر ہی بے ہوش ہو گیا۔ الپا نے خیال خوانی کے ذریعے برین آدم کو مخاطب کیا "بگ برادر! بہت بڑی خوشخبری ہے۔ منکی ماسٹر اعصابی کمزوری میں مبتلا ہو کر بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے کہ دوسرے منکی مین اس کے پاس پہنچیں' آپ اسے اپنی نگرانی میں کسی ایسی جگہ پہنچا دیں' جہاں کوئی اس کا سراغ نہ لگا سکے۔"

اس نے برین آدم کو اس بنگلے کا پتا بتا دیا۔ روشنا کی نادانی سے دوا کی زیادہ مقدار نے منکی ماسٹر کو بے ہوشی کے مقام تک پہنچا دیا تھا۔ اس حالت میں الپا اس پر تنویمی عمل نہیں کر سکتی تھی۔ یہ اہم کام اس کے ہوش میں آنے کے بعد ہی ہو سکتا تھا۔

اس نے کار واپس موڑ لی۔ لیڈی ڈاکٹر کے پاس پہنچنے تک وہ خیال خوانی کرتی رہی اور یہ دیکھتی رہی کہ برین آدم کے ماتحت منکی ماسٹر کو کس طرح خفیہ مقام تک بحفاظت پہنچا رہے ہیں؟ انہوں نے آدھے گھنٹے میں اسے ایک ایسے ٹارچر سیل میں پہنچا دیا تھا جو ناپسندیدہ سیاسی مجرموں کے لیے وقف تھا۔

الپا کو اطمینان ہو گیا۔ جب بھی ماسٹر ہوش میں آتا' اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا جا سکتا تھا۔

وہ لیڈی ڈاکٹر کے پاس آ گئی۔ ڈاکٹر نے اسے ایک کمرے میں لے جا کر اس کا معائنہ کیا پھر کہا "مبارک ہو۔ آپ ماں بننے والی ہیں۔"

وہ حیران رہ گئی۔ خواب میں نظر آنے والے بزرگ کو یاد کر کے دل میں کہنے لگی "یقیناً وہ کوئی پہنچے ہوئے بزرگ تھے۔ میں ماں بننے والی ہوں اور مجھے اپنے پیٹ کی بات معلوم تھی نہ کوئی ایسے آثار یا علامات رونما ہوئیں۔ مگر ان بزرگ کو معلوم ہو گیا پھر وہ یہ سوچ کر خوش ہو گئی کہ بزرگ کی یہ بات درست نکلی ہے... تو وہ بات بھی درست ہو گی کہ مجھے نامعلوم عامل سے نجات مل چکی ہے۔ اب میں اس کی معمولہ اور تابعدار نہیں ہوں۔ بزرگ جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میرے دماغ کو مقفل کر دیا گیا ہے۔"

وہ مارے خوشی کے لیڈی ڈاکٹر سے لپٹ گئی۔ اسے چوم لیا۔ اسے فیس کے طور پر پانچ ہزار ڈالر دیے۔ لیڈی ڈاکٹر سمجھ رہی تھی کہ اسے ماں بننے کی خوشی ہے۔ جب کہ وہ دشمن عامل سے نجات پا کر خوش ہو رہی تھی اور اس خوشی میں بزرگ کی یہ بات بھول رہی تھی کہ اس کی اولاد مسلمانوں سے وابستہ رہے گی۔

○☆○

بھارت کے تعلیم یافتہ عوام' پولیس اور آرمی کو سیٹلائٹ پروگرام کے ذریعے معلوم ہوا کہ خلائی زون سے ہزاروں کی تعداد میں منکی مین پہلے امریکا میں آئے پھر اسرائیل پہنچے ہوئے ہیں۔ عالمی نشریاتی ادارے کو ابھی یہ معلوم نہیں ہوا تھا کہ وہ منکی مین' بھارت پہنچ کر ہنومان بن گئے ہیں۔

دھرم سے لگاؤ رکھنے والے' منکی برادر کو ہنومان کہہ رہے تھے. اور دوسرے تمام منکی مین کو ہنومان کی سینا یعنی فوج سمجھ رہے تھے۔ وہاں کی انتظامیہ ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے ہندو عقیدت مندوں کو سمجھانے لگی کہ ان بندروں کا بھگوان رام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ لوگ خلائی زون سے آئے ہیں اور اس دنیا پر حکومت کرنے کے لیے پہلے کسی ایک ملک کی زمین پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

اس سلسلے میں اخبارات کے ضمیمے شائع ہو رہے تھے۔ وہ اخبارات بھی ناخواندہ عوام کو سمجھا رہے تھے کہ وہ تمام بندر خلائی مخلوق ہیں۔ وہ انہیں کچھ دینے نہیں بلکہ بھارت کی زمینیں ان سے چھیننے آئے ہیں۔

یہ حقائق تعلیم یافتہ افراد سمجھ رہے تھے۔ ہزاروں عقیدت مندوں نے ہنومان کو فضا میں اڑتے دیکھا تھا۔ وہ رامائن کے ہنومان کی طرح اڑتے بھی تھے اور غائب بھی ہو جاتے تھے۔ اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھ کر یہ تسلیم نہیں کر رہے تھے کہ وہ خلائی مخلوق ہیں۔

سرکار کی طرف سے منکی برادر کو مذاکرات کی دعوت دی گئی۔ ٹی وی اسٹیشن میں اس کا استقبال کیا گیا۔ مذاکرات کا وہ پروگرام پورے بھارت میں نشر کیا گیا۔ لاکھوں کروڑوں افراد نے اسکرین پر زندہ ہنومان کو دیکھا۔ منکی برادر سب کو نظر آ رہا تھا لیکن اس کے ساتھ چھپی ہوئی اعلیٰ بی بی اور پارس نظر نہیں آ رہے تھے۔

پارس دیوی کے لیے برادر کبیر بنا ہوا تھا۔ اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھتا تھا۔ دیوی یہ سمجھتی رہی کہ وہ تل ابیب میں ہے جب کہ وہ پہلے سے بھارت پہنچا ہوا تھا۔ وہ منکی برادر کے دماغ میں رہ کر اسے ہنومان بننے کے سلسلے میں گائیڈ کرتا رہتا تھا۔

مذاکرات میں وزیرِ داخلہ' فوج کے سربراہ اور چند بڑے عالم فاضل پنڈت موجود تھے۔ ایک پنڈت نے کہا "ہمارے دھرم کے مطابق دیوتا اور دیویاں ہزاروں سال پہلے ہماری دھرتی پر تھے۔

جب وہ مستقل رہائش کے لیے پرلوک میں رہنے لگے اس کے بعد وہ کبھی دھرتی پر نہ آئے ہیں اور نہ آئیں گے' ان کی خدمت کرنے والے بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ ان خدمت گاروں میں ہنومان اور ان کی فوج بھی تھی۔ ہم کیسے یقین کریں کہ تم پرلوک سے یہاں آئے ہو؟"

منکی برادر نے پارس کی مرضی کے مطابق کہا "بنیادی بات یہ ہے کہ سری رام چندر جی ایک انسان تھے۔ دیوتا نہیں تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھگوان کا اوتار تھے۔ یعنی بھگوان نے انسان کے روپ میں جنم لیا تھا۔ میں ان کی خدمت کرنے والا ایک معمولی بندر تھا اور اب بھی ہوں۔ میں پرلوک نہیں گیا تھا بلکہ بھگوان رام کی کرپا سے خلائی زون میں چلا گیا تھا۔ وہاں اپنی فوج کے ساتھ زندگی گزارتا رہا اور وقت کے ساتھ ترقی کرتا ہوا سائنسی دور میں پہنچ گیا۔ جس طرح انسانوں نے دنیا میں ترقی کی ہے' بیل گاڑیوں میں سفر کرتے کرتے راکٹ میں سفر کرنے لگے ہیں اسی طرح ہم بھی خلائی زون سے سفر کرتے ہوئے واپس دھرتی پر آگئے ہیں۔"

"کیا ثبوت ہے کہ تم وہی لنگوٹ پہننے والے ہنومان ہو؟"

"اپنا لباس دیکھو اور یاد کرو' ہزاروں سال پہلے تمہارے دادا' پردادا بھی لنگوٹ پہنتے تھے یا گھا باندھتے تھے۔ اگر تم کہتے ہو کہ میں ہنومان نہیں ہوں تو مجھے غلط ثابت کرو۔"

اچانک دیوی اسکرین پر آگئی۔ اس نے کہا "میں ثابت کروں گی کہ تم فراڈ ہو۔"

پارس نے منکی برادر کی زبان سے کہا "آہ! اس سے پہلے کہ یہ عورت کچھ بولے' میں اس کی حقیقت بتا دینا چاہتا ہوں۔ اس سے میری پہلی ملاقات لنکا میں اس وقت ہوئی تھی' جب بھگوان رام کے ہاتھوں راون شکست کھا رہا تھا۔ یہ عورت اس زمانے میں راون کی معشوق تھی۔"

دیوی نے غصے سے چیخ کر کہا "یہ بکواس کر رہا ہے۔"

"پہلے مجھے بات پوری کرنے دو پھر تم کہتی رہنا۔ ہاں تو یہ چاہتی تھی کہ راون شکست کھا کر مارا نہ جائے۔ یہ میرے پاس آکر طرح طرح کے لالچ دے کر کہنے لگی کہ میں بندروں کی فوج لے کر لنکا سے واپس چلا جاؤں اور بھگوان رام کی مدد نہ کروں لیکن میں بھگوان رام کا سیوک اور پجاری ہوں۔ میری مدد سے بھگوان رام نے راون کو ہلاک کر دیا۔ تب سے یہ عورت میری دشمن بن گئی ہے۔ یہ مجھے اور میری نسل کو ختم کر دینا چاہتی ہے۔ یہ میرا پیچھا کرتے ہوئے خلائی زون میں گئی تھی۔ یہ جواب دے' وہاں گئی تھی یا نہیں؟"

"ہاں گئی تھی۔ مگر ہزاروں سال پہلے نہیں گئی تھی۔"

"تم ہزاروں سال پہلے خلائی زون میں نہیں آئیں۔ ہماری سائنسی ترقی کا انتظار کرتی رہیں۔ جب ہم نے طبی اور سائنسی تجربات کے نتیجے میں غائب کرنے والی گولیاں اور پرواز کرنے والے کیپسول تیار کیے تو تم خلا میں پہنچ گئیں۔ ہماری گولیاں اور کیپسول چرانے کے بعد کہا کہ ہمیں بھگوان رام کے دیس میں آنے نہیں دو گی۔ اس دیس کی جنتا کے سامنے گولی نگل کر غائب ہونے اور کیپسول منہ میں رکھ کر پرواز کرنے کا تماشا دکھاؤ گی اور میرے بھگتوں سے کہو گی کہ میں ہنومان نہیں' ایک فراڈ ہوں۔ اب تم جو کہنا چاہتی ہو' کہو۔"

وہ غصے سے بولی "تم؟ یہ تم نہیں بول رہے ہو۔ تمہارے پیچھے کوئی جمت بڑا مکار چھپا ہوا ہے۔ ابھی میں گولی نگل کر غائب ہو کر اپنے ہندو عقیدت مندوں کو سمجھانا چاہتی تھی کہ تم ہنومان کی طرح قدرتی طور پر غائب نہیں ہوتے ہو بلکہ غیر معمولی گولیوں کا سہارا لیتے ہو اور کیپسول کے ذریعے پرواز کرتے ہو۔"

پارس ایک پنڈت کے دماغ میں پہنچ گیا۔ پنڈت نے اس کی مرضی کے مطابق پوچھا "کیا تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور پرواز کرانے والے کیپسول ہیں؟"

"ہاں۔ یہ دونوں چیزیں میرے پاس ہیں۔"

"کیا یہ درست ہے کہ تم خلائی زون میں گئی تھیں اور وہاں سے گولیاں اور کیپسول لے کر آئی ہو؟"

"ہاں میں نے زون سے یہ چیزیں حاصل کی تھیں۔"

"کیا تم زمین کی رہنے والی ہو یا خلا سے آئی ہو؟"

"میں بھارت دیس کی رہنے والی ہوں اور آپ سب کی طرح انسان ہوں۔"

"انسان راکٹ کے بغیر خلا میں نہیں جاتا۔ تم کیسے چلی گئی تھیں؟"

"میں فلائنگ شوز پہن کر گئی تھی۔ یہ شوز میں نے خلائی مخلوق سے حاصل کیے تھے۔"

"تم تنہا کیوں گئیں؟ کیا اس ہنومان کے بیان کے مطابق تم اس کا پیچھا کرتی رہی ہو؟"

"میں خلا میں بھٹک کر اس کے زون تھری میں پہنچ گئی تھی۔"

"جب تمہیں خلائی معلومات حاصل نہیں تھیں تو بھٹکنے کے لیے کیوں گئی تھیں؟ عقل کہتی ہے کہ تمہیں ہنومان کا پتا ٹھکانا معلوم تھا اور تم راون کے قتل کا بدلہ لینے وہاں گئی تھیں۔"

"پنڈت جی! آپ میری مخالفت میں اس بندر کی وکالت کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے' میرا کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ کے دماغ میں گھسا ہوا ہے۔"

"ابھی تم کہہ رہی تھیں' اس ہنومان کے پیچھے کوئی مکار چھپا ہوا ہے۔ اب کہہ رہی ہو' میرے دماغ میں تمہارا کوئی دشمن چھپا ہوا ہے۔ تم یہاں ہنومان کے خلاف ثبوت پیش کرنے آئی ہو۔ فضول باتیں نہ کرو۔ ثبوت پیش کرو۔"

"کک... کیا ثبوت پیش کروں۔ میں خود پرواز کر کے یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ ہر پرواز کرنے اور غائب ہو جانے والا فرد ہنومان نہیں ہو سکتا۔ میں بھی یہ تماشا دکھا سکتی ہوں لیکن میرے ایسا کرنے سے پہلے ہی مجھ پر گولیوں اور کیپسول کی چوری کا الزام لگایا جا



رہا ہے۔"

فوج کے سربراہ نے پوچھا "دیوی جی! تم کون ہو۔ اچانک مذاکرات کے دوران کہاں سے آگئی ہو؟ پلیز ہمیں کام کی باتیں کرنے دو۔"

پھر اس نے منکی برادر سے کہا "ہم صرف ایک حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ تم خلائی مخلوق ہو۔ اپنی فوج کے ساتھ یہاں آباد ہونے آئے ہو۔"

منکی برادر نے کہا "میں تمہاری بات سے انکار نہیں کروں گا۔ ہزاروں سال پہلے میں بھی اس دھرتی پر رہتا تھا۔ اس لیے اس دھرتی پر ہمارا بھی حق ہے لیکن میں کسی لالچ سے نہیں آیا ہوں۔ یہاں میرے لاکھوں کروڑوں بھگت ہیں۔ میں ان کی غریبی اور محتاجی دور کرنے آیا ہوں۔ میں اس ٹی وی کے ذریعے بھارت کی جنتا سے کہہ رہا ہوں۔ میں دہلی شہر سے ذرا دور ایک نئی بستی آباد کروں گا۔ وہاں میری بندر فوج کے علاوہ لاکھوں غریب رہیں گے اور چند دنوں میں اتنے امیر ہو جائیں گے کہ ان کی خوشحالی دیکھ کر تمام بھارتی جنتا کو میرے ہنومان ہونے کا یقین ہو جائے گا۔"

دیوی نے کہا "ہرگز نہیں۔ یہ بستی آباد کرنے کے بہانے اپنی منکی فوج کا اڈا بنائے گا۔ اسے ہمارے دیس کی ایک انچ زمین بھی نہ دی جائے۔"

"اس دیس کی بھوکی جنتا تین وقت پیٹ بھر کر کھانا چاہتی ہے۔ اچھے کپڑے پہننا چاہتی ہے۔ پکے مکانوں میں رہنا چاہتی ہے۔ اپنی بیٹیوں کی شادیاں کرنا چاہتی ہے۔ میں اپنے بھگتوں کو تمام دنیا کے سامنے سر اٹھا کر جینے کے قابل بناؤں گا۔ تم راون کی معشوق تھیں' سری لنکا چلی جاؤ۔"

ٹی وی اسٹیشن کے تمام ٹیلی فون بجنے لگے۔ ان کے ذریعے ہنومان کے بھگت کہنے لگے "ہم ہنومان نگر بسائیں گے۔ اس عورت کو ٹی وی اسٹیشن سے بھگاؤ۔ وہ راون کی رکھیل تھی۔ اسے بھی راون کی طرح جلا ڈالو۔"

پھر ٹی وی اسٹیشن کے باہر مظاہرے ہونے لگے۔ کسی بھی ملک کے غریب لوگ یہی چاہتے ہیں کہ ان کی محتاجی دور ہو جائے اور ان کی زندگی کی تمام ضرورتیں اس طرح پوری ہو جائیں' جس طرح ہنومان جی پورا کرنے والے تھے اور وہ منکی برادر غریبوں کی بستی میں کتنے ہی غریبوں اور بیماروں کو ہزاروں روپے اور دوائیں دے چکا تھا۔

وہاں کے لوگ ایک نئی بستی "ہنومان نگر" بسانے کے لیے نعرے لگا رہے تھے۔ پولیس اور جنتا کے درمیان جھڑپیں ہونے لگیں۔ ہر طرف افراتفری کا عالم ہو گیا۔ دھرم کو ماننے والے اور ہنومان سے عقیدت رکھنے والے بھگت کروڑوں کی تعداد میں تھے۔ وہ سب ہندوستان کے مختلف حصوں سے ہنومان کے درشن کے لیے چلے آرہے تھے۔ پورے ملک میں بسوں اور ٹرینوں میں بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی جگہ نہیں رہی تھی۔ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر سفر کر رہے تھے۔ دہلی کی انتظامیہ کے ہوش اڑ رہے تھے۔ کروڑوں افراد کو روکنا اور ان پر لاٹھی چارج کرنا ممکن نہیں تھا۔

انہوں نے منکی برادر سے کہا "اس طوفان کو روکو ورنہ بڑی بدنظمی پھیلے گی۔ ایک ہی شہر میں کروڑوں لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ اس طرح گندگی اور بیماریاں پھیلیں گی۔ ان سب کے لیے اناج اور دوائیں کم پڑ جائیں گے۔ لوگوں کو سمجھاؤ کہ وہ درشن کے لیے یہاں نہ آئیں۔ ٹی وی کے ذریعے انہیں درشن کرائے جائیں گے۔"

منکی برادر نے ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعے کروڑوں سامعین اور ناظرین سے کہا "تم سب اپنے اپنے دیہاتوں اور شہروں میں جاؤ۔ میں کل سے پورے بھارت کا دورہ کروں گا۔ ایک ایک گاؤں اور ایک ایک شہر میں آؤں گا۔ سب کو درشن دوں گا اور سب کی پریشانیاں دور کروں گا۔"

اس کے سمجھانے سے لوگ واپس جانے لگے۔ ایک حاکم نے منکی مین سے کہا "تم جو بستی بسانا چاہتے ہو' وہاں بھارت کے لاکھوں کروڑوں ننگے بھوکے لوگ چلے آئیں گے۔ اس بستی کی آبادی اتنی زیادہ ہو گی کہ وہ بستی جلد ہی دنیا کی سب سے بڑی آبادی والا شہر بن جائے گا۔ ایسا شہر آباد کرنے کے لیے اربوں روپے کی ضرورت پیش آئے گی۔ ہم اتنی بڑی رقم کہاں سے لائیں گے۔"

"فکر نہ کرو۔ اربوں روپے سے زیادہ اربوں ڈالر آئیں گے اور یہ رقم امریکا اور اسرائیل دیں گے۔"

پارس جانتا تھا کہ امریکا اور اسرائیل کو یہ معلوم ہو گا کہ ان کے سروں سے یہ بلا ٹل رہی ہے اور وہ تمام بندر انڈیا میں آباد ہو رہے ہیں تو وہ بڑی فراخدلی سے اربوں ڈالر خرچ کر کے وہ شہر آباد کریں گے۔

دیوی پریشان ہو کر برادر کبیر کے پاس آئی پھر بولی "تم کہاں رہ گئے تھے؟ میں نے کئی بار تمہارے دماغ میں آنے کی کوشش کی لیکن میری سوچ کی لہروں کو تمہارا دماغ نہیں مل رہا تھا۔"

"میں شکار کھیلنے میں مصروف تھا۔ اب تک دس منکی مین کو ہلاک کر چکا ہوں۔ ان ہلاک ہونے والوں کے لباس سے ہزاروں گولیاں' کیپسول اور لیزر گنیں حاصل کر چکا ہوں۔"

"ان چیزوں سے ابھی کیا فائدہ پہنچے گا؟ وہ منکی برادر ہماری زمین پر قبضہ جما رہا ہے۔ اسے روکنے کی تدبیر کرو۔"

"کیسے کروں؟ تم نے میری شرط پوری نہیں کی۔ مجھ سے کہا تھا' دو دن میں جوتش ودیا سے اپنی قسمت کا حال معلوم کر لو گی پھر میری تنہائیوں میں آجاؤ گی۔ ایک دن گزر چکا ہے' آج دوسرا دن ختم ہونے والا ہے۔"

"ابھی دوسرا دن ختم نہیں ہوا ہے۔ جب یہ ختم ہو گا تو کل تیسرے دن شرط پوری کروں گی۔ لیکن کل سے پہلے تمام بندروں کو میرے دیش سے بھگا دو۔"

"بھگادوں گا لیکن تم شرط پوری نہیں کروگی تو میں تمہارا دشمن بن جاؤں گا۔"

"تم بڑے خود غرض ہو۔ اپنے ہی مطلب کی بات کیے جارہے ہو۔"

"اس میں خود غرضی کی کیا بات ہے۔ ہر مزدور اپنی محنت کا معاوضہ مانگتا ہے۔"

"اچھا باتیں نہ بناؤ۔ کام کرو۔ اس منکی برادر نے پورے بھارت میں گلی گلی، گھر گھر جاکر لوگوں کو درشن دینے اور انہیں بیوقوف بنانے کا پروگرام بنالیا ہے۔ وہ بڑی چالاکی سے یہاں حکومت کرنے کا منصوبہ بناچکا ہے اور اس پر کامیابی سے عمل کررہا ہے۔"

"اس کی کامیابی پر نہ جھنجلاؤ۔ تمہارے دیس کے کروڑوں لوگ خود اس کے آگے سرجھکا رہے ہیں اور اس کی پوجا کررہے ہیں۔ ایسے میں منکی برادر کو نقصان پہنچایا جائے گا تو بھارت کی پوری جنتا اپنے حکمرانوں کے خلاف ہوجائے گی۔ پورے دیس میں بغاوت پھیل جائے گی اور وہ منکی برادر مرکر بھی ان کے دلوں میں امر ہوجائے گا۔ جنتا کے دماغوں میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

"اسے دماغوں میں زندہ رہنے دو لیکن اسے مار ڈالو۔ تمام بندروں کو بھگادو۔"

"ذرا غور کرو۔ تمام بندر ایک جیسے دکھائی دیتے ہیں۔ عام لوگ ان کے درمیان فرق محسوس نہیں کرسکتے۔ اگر منکی برادر کے قتل ہونے کے بعد کوئی دوسرا بندر ہنومان بن کر لوگوں کے سامنے آئے گا تو ان کی یہ عقیدت اور بڑھ جائے گی کہ ہنومان کو کوئی نہیں مار سکتا۔ وہ ہزاروں سال سے زندہ ہے اور قتل ہونے کے بعد بھی زندہ ہوکر آجایا کرے گا۔"

"ہاں دوسرے بندر ایسا کرسکتے ہیں۔ امریکا اور اسرائیل کی بھی یہی کوشش ہوگی کہ تمام بندر ہمارے ہی دیس میں آباد رہیں۔"

"فکر نہ کرو، میں انہیں یہاں سے بھاگ جانے پر مجبور کردوں گا لیکن مجھے ایڈوانس تو دے دو۔"

"کیسا ایڈوانس؟"

"مجھے جو معاوضہ ملنے والا ہے اس کا ایڈوانس!"

"فضول باتیں نہ کرو۔"

"یہ فضول بات ہے تو شرط کیسے پوری کروگی۔ تم کل بھی اسے فضول بات کہوگی۔"

"میرا مطلب ہے، وقت سے پہلے ایسا کوئی مطالبہ نہ کرو۔"

"وقت سے پہلے پیشگی حاصل کرنا میرا حق ہے۔ میں اصول کی بات کررہا ہوں۔"

"تم جانتے ہو، میں کبھی کسی کے سامنے نہیں آتی۔ آج تک کسی نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ تم شرط پوری کرنے سے پہلے مجھے ہاتھ لگانے کی بات نہ کرو۔"



اس نے دونوں تھالیوں پر ہاتھ مار کر نوٹوں اور زیورات کو پھینک دیا پھر بولی "لے جاؤ یہ سب۔ میں بکاؤ مال نہیں ہوں۔ ایک ہندوستانی ناری ہوں۔ میں اپنے دیس کی جنتا کو تمہارا اصلی روپ دکھاؤں گی۔"

"کل تم میرے نام ہوجاؤ گی۔ نام ہونے سے پہلے دستخط کرلینے دو۔"

"ابھی منکی برادر جس مضبوط پوزیشن میں ہے، اس پوزیشن میں اسے شکست دینا یا اسے بھگانا ناممکن ہے۔ تمہیں شاید اپنی ناکامی کا یقین ہورہا ہے اس لیے تم ایڈوانس مانگنے کے بہانے مجھے بلا رہے ہو۔ میں آؤں گی تو پھر مجھے نہیں چھوڑو گے، مجھے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالوگے۔"

"جب بندروں کے فرار ہونے کے بعد شرط پوری کرنے آؤگی تو اس وقت بھی تمہیں معمولہ اور تابعدار بنالیے جانے کا اندیشہ رہے گا۔ آج مجھ پر بھروسا نہیں کررہی ہو تو کل بھی نہیں کروگی۔"

"ضرور کروں گی۔ تمہیں مجھ پر بھروسا کرنا چاہیے۔"

"بھروسا تم نہیں کررہی ہو تو میں کیوں کروں؟"

"تم مطلب پرست ہو۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے ہو۔ سچی محبت کرو اور سچی محبت روح سے کی جاتی ہے، جسم سے نہیں۔"

"مرنے کے بعد روحوں سے محبت کی جاتی ہے۔ زندہ ہوں زندہ دلی ...کی بات کرو۔"

"میں سمجھ گئی۔ تم میرا کام نہیں کروگے۔ میں جارہی ہوں۔"

"جاؤ۔ آئندہ آنا چاہو تو دماغ میں نہ آنا۔ ایڈوانس کی ادائیگی کے لیے جسمانی طور پر سیدھی میرے پاس چلی آنا۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر جھنجلا گئی۔ منکی برادر بڑی مضبوطی سے بھارت میں قدم جمارہا تھا، ایسے وقت برادر کبیر اس کا ساتھ چھوڑ رہا تھا۔ اس کا تعاون حاصل کرنے کے لیے وہ اس کی شرط پوری نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ان حالات میں وہ تنہا رہ گئی تھی۔ اب اسے صرف اپنی ذہانت سے اور غیر معمولی صلاحیتوں سے کچھ کرنا تھا۔ جب کہ وہ تمام بندر اسی کی طرح غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل تھے البتہ ذہانت کے معاملے میں وہ منکی برادر سے برتر تھی۔ پریشانی یہ تھی کہ منکی برادر کی پشت پر پارس کی ذہانت کام کررہی تھی اور اس حقیقت سے وہ بے خبر تھی۔

آخر اسے منکی برادر کی بہت بڑی کمزوری یاد آئی۔ یہ کمزوری تمام بندروں کی تھی۔ وہ زن پرست تھے۔ عورتوں کے دیوانے رہتے تھے اور یہ یقینی بات تھی کہ وہ ہنومان بن کر بھی حسن پرستی سے باز نہیں آرہا ہوگا۔

دیوی نے ایک نہایت حسین و جمیل عورت کو اپنا آلۂ کار بناکر ہنومان کے درشن کے لیے منکی برادر کے پاس پہنچایا۔ وہ واقعی اتنی پُرکشش تھی کہ منکی برادر کا اس پر دل آگیا۔ وہ اس کے سامنے گھٹنے ٹیک کر دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی "ہم بہت دولت مند تھے لیکن کاروبار تباہ ہوگیا۔ ماں باپ صدمے سے مرگئے۔ میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ اگر آپ میری کوٹھی میں تشریف لائیں گے تو آپ کے قدموں سے برکت ہوگی۔ میں پھر دولت مند بن جاؤں گی۔"

اس نے کہا "تم جاؤ۔ میں ضرور آؤں گا۔"

جب وہ جانے لگی تو اس کے ایک نادیدہ منکی مین نے اس کا تعاقب کیا اور اس کی کوٹھی کا پتا معلوم کرلیا۔ منکی برادر رات کے وقت اس کے بیڈ روم میں آیا۔ وہ لباس اتار کر دوسرا لباس پہننے جارہی تھی۔ منکی برادر کو دیکھ کر سہم گئی پھر بولی۔ "آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

"تم نے بلایا اور ہم چلے آئے۔"

"لیکن میں نے بیڈ روم میں نہیں بلایا تھا۔ میں آپ کی پجارن ہوں۔ اس کے ساتھ ایک شرم و حیا والی ہندوستانی عورت بھی ہوں۔"

"تو کیا ہوا؟ میں اپنی پجارن کو درشن دینے آیا ہوں۔ تم بھی مجھے اپنی سندرتا اور جوانی دیتی رہو۔"

"پلیز چلے جائیں۔ آپ مہان ہیں۔ ہمارے ہنومان ہیں۔ آج سارا ہندوستان آپ کی پوجا کررہا ہے۔ آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں سارے ہندوستان کے لیے ہنومان ہوں مگر حسین اور جوان عورت میری کمزوری ہے۔ جب تک کوئی میرے پہلو میں نہ ہو، مجھے نیند نہیں آتی۔"

"کیا تم ہر رات کسی عورت کے ساتھ رہتے ہو؟"

"ہاں، جو مجھے خوش کرتی ہے میں اسے مالا مال کردیتا ہوں۔"

"تم اتنی دولت کہاں سے لاتے ہو؟"

وہ قریب آتے ہوئے بولا "پولیس کی طرح انکوائری نہ کرو۔ میری آغوش میں آجاؤ۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولی "نہیں۔ مجھے بتاؤ، تمہارے پاس دولت کہاں سے آجاتی ہے؟"

"میرے دوسرے منکی مین نادیدہ رہ کر کبھی سرکاری خزانے سے لے آتے ہیں۔ کبھی بڑے بڑے سرمایہ داروں کی تجوریاں خالی کرتے ہیں۔"

"کیا تم میری عزت لوٹنے کے لیے بھی دولت لائے ہو؟"

"ہاں۔ ابھی اپنے ساتھ لایا ہوں۔ میں حسن کا قدردان ہوں۔ پہلے قیمت ادا کرتا ہوں۔" اس نے ایک چٹکی بجائی، دوسرے ہی لمحے دو منکی مین نمودار ہوگئے۔ ان کے ہاتھوں میں دو بڑی بڑی تھالیاں تھیں۔ ایک تھالی پر نوٹوں کی گڈیاں اور دوسری پر ہیرے موتیوں سے جڑے ہوئے سونے کے زیورات تھے۔

اس حسینہ نے کہا "اچھا تو یہ تمہارا اصل روپ ہے۔ تم اسی دیس کی دولت لوٹ کر جنتا کو بیوقوف بنانے کے لیے کچھ غریبوں کو دیتے ہو اور باقی اس طرح عیاشی میں لٹاتے ہو۔"

منکی برادر نے آکر اسے پکڑلیا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی لیکن اس کے حسن کا نشہ منکی برادر کے سر چڑھ کر بول رہا تھا۔ وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ چھت پر اور کمرے کے چاروں گوشوں میں وڈیو کیمرے بڑی رازداری سے نصب کیے گئے تھے جو اس کے ہنومان نہ ہونے اور عیاش ہونے کا ناقابلِ تردید ثبوت ریکارڈ کررہے تھے۔ وہ منظر پورے بھارت کی جنتا دیکھنے والی تھی۔ بندروں کا آب ودانہ وہاں سے اٹھنے والا تھا۔

○☆○

منکی ماسٹر کے ساتھ ہمیشہ دو نادیدہ باڈی گارڈز رہا کرتے تھے لیکن اس نے روشنا کے ساتھ رہنے کے دوران باڈی گارڈز سے کہا تھا کہ وہ موجود نہ رہا کریں۔ چلے جائیں۔ ان کی ضرورت ہوگی تو انہیں بلالیا جائے گا۔

ان باڈی گارڈز کے جانے کے بعد ہی منکی ماسٹر کی شامت آگئی تھی۔ روشنا نے اسے اعصابی کمزوری کی دوا کھلائی تھی۔ دوا کی مقدار اتنی زیادہ ہوگئی تھی کہ وہ بے ہوش ہوگیا تھا۔ الپا اسی وقت اس پر عمل نہ کرسکی۔ برین آدم نے اپنے ماتحتوں کے ذریعے بڑی رازداری سے منکی ماسٹر کو ایک خفیہ ٹارچر سیل میں پہنچادیا۔

بعد میں دونوں گارڈز نے آکر اپنے ماسٹر کو تلاش کیا پھر روشنا کی گردن دبوچ کر پوچھا "بتاؤ، ہمارا ماسٹر کہاں ہے؟"

وہ روتے ہوئے بولی "مجھ پر ظلم نہ کرو۔ وہ اچانک ہی کہیں گیا ہے۔ کہہ رہا تھا، اسے اس کے برادر کے بارے میں کوئی اطلاع ملی ہے۔ وہ جارہا ہے۔ جلد ہی واپس آنے کی کوشش کرے گا۔"

روشنا نے اس کے بھائی کے حوالے سے کہا تو انہیں یقین آگیا۔ وہ دونوں منکی فوج کے کمانڈر کے پاس آئے۔ اسے بتایا کہ ماسٹر کئی گھنٹوں سے لاپتا ہے۔ روشنا کہتی ہے، وہ منکی برادر کے بارے میں کوئی اطلاع سن کر گیا ہے اور واپس آنے کی بات کہہ کر بھی اب تک نہیں آیا ہے۔

کمانڈر نے کہا "کوئی گڑبڑ ہے۔ پہلے برادر اچانک انڈیا چلا گیا پھر ماسٹر بھی کہیں چلا گیا۔ یہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ برادر انڈیا گیا ہوگا۔ ماسٹر کو تلاش کرنا ہوگا۔ مجھے شبہ ہے، دونوں بھائیوں پر مصیبتیں آئی ہیں۔"

کمانڈر نے کئی منکی مین کو حکم دیا کہ وہ نادیدہ رہ کر اس شہر کے گھر گھر میں ماسٹر کو تلاش کریں۔ اس نے مخصوص سگنل دینے والے فون کے ذریعے تمام منکی مین سے کہا کہ وہ اس میدان میں پہنچیں، جہاں ہزاروں خیمے نصب کیے گئے ہیں۔ کئی منکی مین بھی اس سگنل فون کے ذریعے شہر میں پھیلے ہوئے جان نثاروں کو خیمے کی طرف بلانے لگے۔

اس خیمے کے پاس ہزاروں نادیدہ منکی مین جمع ہوگئے تھے اور وہ سگنل فون کے ذریعے کمانڈر کو اپنی حاضری کی اطلاع دے رہے تھے۔ تقریباً چار ہزار جان نثار جمع ہوگئے۔ کمانڈر نے انہیں اپنی

خلائی زبان میں مخاطب کیا کیونکہ انگریزی یا عبرانی زبان وہاں کے جاسوس سن کران کے ارادوں کو سمجھ سکتے تھے۔
کمانڈر نے کہا "ہم اس دنیا پر حکومت کرنے کے لیے بڑی طویل جدوجہد کررہے ہیں۔ اگرچہ ہمیں کامیابی نہیں ہوئی ہے لیکن امریکا اور اسرائیل پر ہماری دہشت طاری ہے۔ یہاں ہمارے لیے بستی بسائی جارہی ہے۔ اس سے کامیابی کا یقین ہورہا تھا لیکن درپردہ ہمارے خلاف سازش ہورہی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ برادر اغوا کیا گیا ہے۔ ایسا پہلی بار ہوا ہے کہ اس کے جانے کی خبر ہمیں نہیں ہوئی۔ اسی طرح ماسٹر بھی اچانک کہیں چلا گیا ہے۔"
کمانڈر کے قریب ایک گاڑی آکر رکی۔ اس میں سے پولیس افسر سپاہیوں کے ساتھ باہر آیا پھر کمانڈر سے مصافحہ کرتے ہوئے بولا "تم اس میدان میں تنہا کھڑے ہو لیکن یوں چیخ کر بول رہے ہو جیسے تمہارے سامنے ہزاروں کا مجمع ہو۔"
"بے شک۔ میرے سامنے ہزاروں جان نثار ہیں۔ میں تقریر کررہا ہوں۔"
"تو پھر انگریزی یا عبرانی زبان میں کرو تاکہ ہم بھی سن سکیں۔"
"تقریر کا تعلق ہمارے ذاتی معاملات سے ہے۔ ہم تمہیں نہیں سنانا چاہتے۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ شاید تم ہزاروں مسلح فوجیوں کو دیکھ کرہی جاؤ گے۔"
کمانڈر نے حاضری کا حکم دیا۔ یکبارگی ہزاروں مسلح جان نثار نمودار ہوگئے۔ انہیں دیکھتے ہی افسر فوراً گاڑی میں جاکر بیٹھ گیا۔ سپاہی بھی بیٹھ گئے پھر وہ گاڑی گھوم کر واپس جانے لگی۔ تمام جان نثار قہقہے لگارہے تھے۔
پھر کمانڈر نے کہا "یہ دنیا والے بڑے مکار ہیں۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے یہ جلد ہی ہم پر قہقہے لگائیں گے۔ بہتر ہے کہ ہم احتیاطی تدابیر پر عمل کریں۔ میں تمہارا کمانڈر ہوں اور ماسٹر کی غیر موجودگی میں قائم مقام ماسٹر بھی ہوں۔ میرا حکم ہے کہ یہاں میرے پاس صرف پانچ سو جان نثار رہیں۔ باقی ابھی پرواز کرکے امریکا چلے جائیں اور بالٹی مور میں قیام کریں۔ جب ماسٹر اور برادر صحیح سلامت یہاں آئیں گے تو میں ان سے مشورہ کرکے تمہیں یہاں بلاؤں گا۔"
وہ کمانڈر کے حکم کی تعمیل کرنے لگے۔
منگی ماسٹر ہوش میں آگیا۔ اس نے کمزوری سے کراہتے ہوئے ٹارچر سیل کی چھت کو دیکھا پھر پتا چلا کہ وہ زنجیروں سے بندھا ہوا فرش پر چاروں شانے چت پڑا ہوا ہے۔
وہ اٹھنا چاہتا تھا۔ الپا نے اٹھنے نہیں دیا۔ اسے تھپک تھپک کر سلادیا۔ پہلے وہ بیہوش تھا۔ اب اسے نیند کی آغوش میں پہنچادیا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔ وہ جانتی تھی کہ خلائی مخلوق کے دماغوں میں تنویمی عمل کا اثر چار یا چھ گھنٹے تک رہتا ہے۔ اس نے منصوبہ بنالیا تھا کہ چار گھنٹوں میں بہت کچھ کرگزرے گی۔ مزید کچھ کرنا ہوگا تو دوبارہ اس پر تنویمی عمل کرے گی۔
وہ ایک گھنٹے بعد تنویمی نیند سے بیدار ہوا۔ الپا نے اس کے سامنے آکر پوچھا "کیا مجھے پہچانتے ہو؟"
وہ چاروں طرف دیکھنے کے بعد بولا "میں پہلی بار تمہیں دیکھ رہا ہوں لیکن یہ کوئی ٹارچر سیل لگتا ہے۔ میں یہاں کیسے آگیا؟"
"اگر میں حکم دوں کہ اسی سیل میں زندگی گزارو تو کیا کروگے؟"
"میں کیا کرسکتا ہوں؟ تم کہتی ہو...تو یہیں زندگی گزاروں گا۔"
"میں حکم دیتی ہوں۔ اپنا جوتا اتار کر اپنے سر پر مارو۔"
اس نے حکم کی تعمیل کی۔ اپنا ایک جوتا اتارا پھر اسے اپنے سر پر مار کر دوبارہ پہن لیا۔ الپا نے ایک سگنل فون اس کی طرف بڑھا کر کہا "اپنے جان نثاروں کو حکم دو کہ وہ خیموں والے میدان میں آکر جمع ہوجائیں۔"
اس نے فون لے کر پہلے کمانڈر سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا "اپنے تمام جان نثاروں سے کہو وہ خیموں والے میدان میں آجائیں۔ ماسٹران سے ضروری باتیں کرے گا۔"
کمانڈر نے سگنل کے ذریعے پوچھا "آپ کہاں ہیں؟"
الپا اس کے دماغ میں تھی۔ اس نے کہنے نہیں دیا کہ وہ ٹارچر سیل میں ہے۔ وہ الپا کی مرضی کے مطابق بولا "میں یہاں کے اکابرین کے سامنے ہوں۔"
"کیا آپ ابھی میدان میں آئیں گے؟"
"میں یہیں سے ضروری پیغام دوں گا۔"
"آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آئیں گے؟"
"مجھ سے بحث نہ کرو۔ میرے حکم کی تعمیل کرو۔"
"ماسٹر! میرا عہدہ آپ کے برابر ہے۔ پہلے آپ نے اس انداز سے گفتگو نہیں کی۔ مجھے کوئی شبہ ہوگا تو میں پوری طرح انکوائری کروں گا۔ اگر آپ کسی بندش میں نہیں ہیں تو ابھی ہمارے پاس آجائیں۔ اگر نہیں آئیں گے تو ہمارا شبہ یقین میں بدل جائے گا۔"
"میں پہلے یہاں کے اکابرین کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ آج بھی یہاں ہمارے جان نثار چار ہزار کی تعداد میں موجود ہیں۔ انہیں اپنی تعداد سے مرعوب کرنے کے بعد میں تم لوگوں کے پاس آجاؤں گا۔"
"یعنی اس میدان میں ہمارے چار ہزار جان نثار نمودار رہیں گے، دشمنوں کو ایک جگہ ایک ساتھ نظر آئیں گے۔ ان دشمنوں کے پاس تھوڑی سی تعداد میں سہی، لیزر گنیں ہیں۔ وہ نادیدہ بن کر چاروں طرف سے گھیر کر ہمارے کم از کم ڈیڑھ دو ہزار جان نثاروں کو لیزر گنوں کے ایک ہی برسٹ سے ہلاک کردیں گے۔"
"تم ان پر شبہ نہ کرو۔ یہ دوست بن چکے ہیں۔"
"انہوں نے جس طرح برادر پر عمل کیا تھا اس طرح آپ بھی عمل کرچکے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ ابھی ہمارے پاس آجائیں۔ ہم چار گھنٹے تک آپ کو اپنی نگرانی میں رکھیں گے اور آپ کے سر سے برین گارڈ آلہ لگائیں گے۔ تب یقین آئے گا کہ آپ تنویمی عمل کے زیرِ اثر نہیں ہیں۔"
الپا نے غصے سے کہا "تم بہت چالاک بننے کی کوشش کررہے ہو مگر اپنی نادانی سے ماسٹر کی جان کے دشمن بن رہے ہو۔"
کمانڈر نے کہا "تم تنویمی عمل کرنے والی آخر بول پڑیں۔ یہ ثابت ہوگیا کہ ماسٹر تمہارے عمل کے زیرِ اثر ہے۔"
"ہاں یہ ہماری قید میں ہے۔ ابھی زندہ ہے، مر بھی سکتا ہے۔"
"اگر وہ مرے گا تو تمہارا پورا ملک کھنڈر بن جائے گا۔"
"تمہارے ملک کی فکر نہ کرو۔ ماسٹر کی زندگی کا سودا کرو۔"
ایسے ہی وقت گولی چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ کمانڈر کی کراہ سنائی دی پھر خاموشی چھاگئی۔ الپا کے موبائل کا بزر بولنے لگا۔ اس نے موبائل کو آن کرکے پوچھا "ہیلو؟"
دوسری طرف سے آواز آئی "میڈم! آپ کا اندازہ درست تھا۔ کمانڈر میدان میں کھڑا سگنل فون پر کچھ کہہ رہا تھا۔ میں نے اسے گولی ماردی ہے۔ وہ ختم ہوچکا ہے۔"
الپا نے فون بند کرکے ماسٹر سے کہا "فوراً میدان کی طرف جاؤ۔ تمہارے فوجی بندر مشتعل ہورہے ہوں گے۔ میں تمہارے دماغ میں جو کہتی رہوں، اس پر عمل کرتے رہو۔"
اس نے ماسٹر کو ایک گولی اور ایک کیپسول دیا پھر ایک ریوالور دے کر کہا "گولی جیب میں رکھو۔ واپس آتے وقت نادیدہ بنو گے تاکہ کوئی تمہارے تعاقب میں یہاں تک نہ آئے۔ اس کیپسول کے ذریعے میدان کی فضا میں پرواز کرتے رہو گے۔ کسی بندر کے قریب نہیں جاؤ گے۔ کوئی زبردستی آنا چاہے تو اسے گولی ماردو گے۔ چلو میں نادیدہ بن کر تمہارے ساتھ رہوں گی۔"
الپا ایک گولی کے ذریعے سایہ بن کر ماسٹر کے جسم میں سماگئی۔ ماسٹر کیپسول کے ذریعے پرواز کرتا ہوا میدان میں پہنچا۔ وہ میدان خالی نظر آرہا تھا لیکن اسے پرواز کرتے دیکھ کر ایک منگی مین میدان میں نمودار ہوا پھر بولا "ماسٹر آپ کو دیکھ کر خوشی ہورہی ہے مگر افسوس دشمنوں نے ہمارے کمانڈر کو ہلاک کردیا ہے۔ ہم دشمنوں کو تباہ کردیں گے۔"
ماسٹر نے کہا "صبر کرو اور یہ بتاؤ کیا میرے تمام جان نثار یہاں موجود ہیں؟"
"جی ہاں، موجود ہیں۔"
"میں انہیں حکم دیتا ہوں، سب کے سب نمودار ہوجائیں۔"
"نہیں ماسٹر! ہم مقتول کمانڈر کی باتیں سن چکے تھے۔ اس نے درست کہا تھا۔ ہمیں ایک ساتھ مار ڈالنے کے لیے یہاں بلایا گیا ہے اور آپ تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہیں۔"
"کیا تم چاہو گے کہ میرا عامل مجھے مار ڈالے۔"



"ہم یہ کبھی نہیں چاہتے۔ آپ کو زندہ سلامت رکھنا ہمارا فرض ہے۔"
"تو میری سلامتی کی خاطر یہ ملک اور یہ دنیا چھوڑ کر خلائی زون میں واپس چلے جاؤ۔"
"آپ فضا میں پرواز کیوں کررہے ہیں؟ ہمارے پاس آجائیں۔"
"میں مجبور ہوں۔ تم لوگوں کے قریب نہیں آسکتا اور نہ ہی تمہیں قریب آنے کی اجازت دے سکتا ہوں۔ اگر کوئی جبراً قریب آئے گا تو اسے گولی مار دوں گا۔ کوئی نادیدہ بن کر بھی نہ آئے۔ میرے آس پاس تمہارے نادیدہ دشمن ہیں۔"
"آپ بتائیں ہم آپ کی سلامتی کے لیے اور کیا کرسکتے ہیں۔ کیا ہم خلائی زون واپس جائیں گے تو یہ آپ کو قید سے رہا کردیں گے؟"
"نہیں، میں یہاں قید رہوں گا لیکن زندہ رہوں گا اور یہ زندگی تم لوگوں کے جانے کے بعد مجھے ملتی رہے گی۔"
"ہم کیسے یقین کریں کہ یہ آپ کو زندہ رہنے دیں گے؟"
"یقین کرنا ہوگا۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ سیٹلائٹ کے ذریعے خلائی زون سے رابطہ رہے گا۔ میں ہر پندرہ دن کے بعد فون کے ذریعے اپنی خیریت سے آگاہ کرتا رہوں گا۔"
"ہم صرف آپ کی آواز سن کر مطمئن نہیں ہوں گے۔ یہاں سے کوئی آپ کی آواز کی نقل بھی کرسکتا ہے۔"
"تم لوگ اپنے اطمینان کے لیے کسی ایک منگی مین کو مہینے میں ایک بار یہاں بھیج سکتے ہو۔ وہ زون سے آئے گا، مجھ سے ملاقات کرے گا پھر واپس چلا جایا کرے گا۔"
"یہ ہمیں منظور ہے۔ ہم آپ کی سلامتی کی خاطر یہ دنیا چھوڑ کر اپنے زون میں واپس جارہے ہیں۔"
"روانہ ہوتے وقت سب نمودار ہوکر پرواز کرو تاکہ دشمنوں کو تمہارے جانے کا یقین ہوجائے۔"
"سوری ماسٹر! ہم دشمنوں پر بھروسا نہیں کریں گے۔ ہم نادیدہ ہوکر جارہے ہیں۔ دس منٹ کے بعد یہاں ایک بھی منگی مین نظر نہیں آئے گا۔"
ماسٹر نے کہا "اگر کوئی ایک بھی نظر آئے گا تو یہ لوگ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"
"آپ زندہ رہیں گے۔ ہم جارہے ہیں۔ وش یو گڈ لک۔"
پھر خاموشی چھاگئی۔ ایک منٹ بعد ماسٹر نے انہیں مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ وہ پندرہ منٹ تک اس میدان پر پرواز کرتا رہا پھر نادیدہ بن کر ٹارچر سیل میں آگیا۔ وہاں الپا بھی اس کے ساتھ نمودار ہوکر بولی "کیا تمہیں یقین ہے کہ ہزاروں منگی مین جاچکے ہیں؟"
"مجھے پورا یقین ہے۔ میرے تمام جان نثار کبھی حکم عدولی

نہیں کرتے۔"

"لیکن مجھے یقین نہیں ہے۔ وہ جانتے ہیں' تم تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہو اور ایک ہوشمند ماسٹر کی طرح حکم نہیں دے رہے ہو۔ یہاں سے کچھ جاسکتے ہیں اور کچھ نادیدہ بن کر رہ سکتے ہیں۔ ہمارے بھی نادیدہ جاسوس تل ابیب' جافا اور حیفہ کے شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر ایک بھی منکی مین کہیں نظر آئے گا تو ہم تمہیں ٹارچر کریں گے۔"

وہ چلی گئی۔ منکی ماسٹر سر جھکا کر ٹارچر سیل کی گیلی زمین پر بیٹھ گیا۔

اس میدان میں تقریباً پانچ سو منکی مین تھے۔ وہ سب واقعی وہاں سے پرواز کر گئے۔ لیکن زون کی طرف نہیں گئے۔ وہ اپنے ہزاروں ساتھیوں کے پاس امریکا کے ساحلی شہر بالٹی مور آگئے۔ انہوں نے ساتھیوں کو بتایا کہ کمانڈر کو ہلاک کردیا گیا ہے اور ماسٹر کو قیدی بنالیا گیا ہے۔ دشمنوں نے سختی سے کہہ دیا ہے کہ اگر وہ دنیا چھوڑ کے خلائی زون میں نہیں جائیں گے تو کمانڈر کی طرح ماسٹر کو بھی قتل کردیں گے۔

ایک نے کہا "ہم ماسٹر کی سلامتی کے لیے وہاں سے چلے آئے ہیں لیکن انہیں جلد ہی معلوم ہوجائے گا کہ ہم نے یہ دنیا نہیں چھوڑی ہے۔ یہاں بالٹی مور میں موجود ہیں۔ تب وہ ماسٹر پر ظلم کریں گے۔"

دوسرے نے کہا "ہمیں ماسٹر کو صرف زندہ ہی نہیں رکھنا ہے بلکہ انہیں دشمنوں کے مظالم سے بھی محفوظ رکھنا ہے۔"

"تو کیا ہمیں یہ دنیا چھوڑ کر اپنے زون میں واپس جانا ہوگا؟"

"یہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔ یہاں کے قدرتی نظاروں میں حسن ہے۔ یہاں کی عورتوں میں دلکشی ہے اور یہاں کے کھانوں میں ایسی لذت ہے جس کے بغیر ہمیں زون کا کھانا بے مزہ لگے گا اور رقص و موسیقی تو ہم نے زون میں کبھی دیکھی سنی نہیں تھی۔ یہ سب تو ہمیں سحر زدہ کردیتے ہیں۔"

دوسرے منکی مین نے کہا "واقعی اس دنیا میں جادو بھرا ہے۔ ہم اسے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔"

"پھر ماسٹر کا کیا ہوگا؟"

"ہم ہر حال میں ماسٹر کو زندہ سلامت رکھیں گے اور یہ دنیا بھی نہیں چھوڑیں گے۔ میرا مشورہ ہے' اس دنیا کا نقشہ دیکھا جائے اور معلوم کیا جائے کہ ہم ہزاروں منکی کہاں روپوش رہ سکتے ہیں۔ اس دنیا میں ایسی جگہ ضرور ہوگی' جہاں ہم رہائش اختیار کرکے اطمینان سے ماسٹر کی رہائی کے منصوبے بنا سکتے ہیں۔"

اس مشورے کی سب نے تائید کی۔ دنیا کا ایک بہت بڑا نقشہ کھول کر انہوں نے دیوار پر لٹکا دیا پھر اس نقشے کا جائزہ لینے لگے۔

سونیا بالٹی مور میں رہ کر امریکا سے اسرائیل اور بھارت تک پھیلے ہوئے بندروں کے بارے میں رپورٹ حاصل کرتی رہتی تھی۔

اس سلسلے میں پارس اس سے مشورے لیتا رہتا تھا۔ سونیا نے سوچا تھا کہ امریکا میں اب اس کا کوئی اہم کام نہیں رہا ہے۔ وہ اسلامی ممالک کی طرف بڑھنے والے بندروں کا رخ موڑ چکی تھی۔ آئندہ بابا صاحب کے ادارے میں رہ کر پارس سے' ماسٹر سے اور منکی برادر سے رابطہ رکھ سکتی تھی۔

اس نے امریکا چھوڑنے سے پہلے وہاں کے بندروں کے حالات معلوم کرنے چاہے تو نئی صورتِ حال سامنے آئی۔ اسرائیل سے تمام منکی مین واپس آگئے تھے۔ سونیا نے نادیدہ رہ کر ان کی باتیں سنیں پھر یہ پتا چلا کہ منکی ماسٹر اسرائیل میں قیدی بن چکا ہے اور اس شرط پر اس کی زندگی اور سلامتی کی ضمانت ہوسکتی ہے کہ تمام منکی مین اس دنیا کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

سونیا یہ اچھی طرح جانتی تھی کہ اتنی خوبصورت دنیا کو ان میں سے کوئی چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ انہیں ایک جگہ سے بھگایا جائے گا تو وہ دوسری جگہ پہنچ جائیں گے۔ وہ شاید اپنے مقاصد میں کبھی کامیاب ہوجائیں ورنہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک خانہ بدوشوں کی طرح بھٹکتے رہیں گے لیکن اس زمین کا جو چسکا پڑچکا ہے' اسے چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

وہ چاہتی تو اسرائیل پہنچ کر اپنی مکارانہ حکمتِ عملی سے منکی ماسٹر کو رہائی دلا سکتی تھی لیکن وہ چاہتی تھی کہ ماسٹر فاتح بننے کے لیے آیا ہے تو اپنے حصے کی مصیبتیں بھی برداشت کرے اور جب ان بندروں کو اس دنیا سے جانا ہی نہیں ہے تو پھر انہیں اس طرح ہینڈل کیا جائے کہ یہ کبھی اسلامی ممالک کا رخ نہ کریں۔

ان میں سے بے شمار منکی مین دنیا کے جغرافیائی اور سیاسی حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ وہ بڑی حد تک تمام ممالک کی سیاسی پوزیشن کو بھی سمجھتے تھے۔ دنیا کا نقشہ دیکھنے والے بیشتر بندروں کی نظریں روس پر جاکر اٹک گئیں۔ ایک نے کہا "یہ ملک امریکا کی طرح سپر پاور تھا پھر یہ زوال کی طرف چل پڑا مگر اب دوبارہ سپر پاور بننے کی جدوجہد... کررہا ہے۔ ہم اس سے سودے بازی کرسکتے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "بے شک' ہم انہیں غیر معمولی قوت فراہم کریں' ان کی اسلحہ فیکٹری میں لیزر گنیں اور دوسرے جدید ہتھیار تیار کریں تو وہ ہمیں سر آنکھوں پر بٹھائیں گے۔"

ایک اور منکی مین نے کہا "جب ہم ان کے کام آئیں گے تو وہ بھی ہمارے کام آئیں گے۔ جب ان کے ملک کی کئی ریاستیں اپنی اپنی الگ حکومتیں بنارہی ہیں تو وہ ہمیں بھی اپنی ریاست بنانے کے لیے زمین کا ٹکڑا دے سکتے ہیں۔"

"صرف اتنا ہی نہیں' روسی حکام اپنے طور پر ہمارے منکی ماسٹر کی واپسی کا مطالبہ کرسکتے ہیں اور ہماری دی ہوئی گولیوں' کیمیکل بموں اور لیزر گنوں کے ذریعے اسرائیلی حکومت کو ماسٹر کی رہائی پر مجبور کرسکتے ہیں۔"

روس رقبے میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے کسی بھی گوشے میں ان بندروں کو پناہ مل سکتی تھی۔ بلکہ ان کی ایک ریاست قائم ہوسکتی تھی۔ وہ تمام منکی مین... سر جوڑ کر تمام پہلوؤں سے روس کے موجودہ حالات کا تجزیہ کررہے تھے اور وہاں جانے کا فیصلہ کرنے والے تھے۔

ان سے پہلے ہی سونیا نے سفر کی مختصر سی تیاری کی پھر روس کی طرف روانہ ہوگئی۔

○☆○

اندر سے یہودی' اوپر سے مسلمان' ایسے بھی ہوتے ہیں انسان اور افضال احمد کی بیوی طاہرہ بھی ایسی ہی تھی۔ ایسے مردوں کی تعداد زیادہ ہے' جو عورتوں کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ افضال احمد بھی آدھا تیتر آدھا بٹیر تھا۔ جب ماں باپ ایسے ہوں تو بچے ببول کا پودا ہوتے ہیں۔ ان کے دو بیٹے لندن میں یہودی ننھیال کے سائے میں تعلیم و تربیت حاصل کررہے تھے۔ تربیت حاصل کرنے کے بعد پاکستان آکر پاکستانی کہلاتے۔ بڑی بیٹی سائرہ تربیت مکمل کرکے آچکی تھی۔ اس برائے نام پاکستانی خاندان کی ہسٹری پچھلے باب میں بیان ہوچکی' اس ہسٹری کے تسلسل سے طاہرہ اور افضال احمد کو ایک نادیدہ شخص (علی) کا علم ہوا تھا اور یہ اندیشہ پیدا ہوگیا تھا کہ وہ نادیدہ ان کے تمام راز چرا کر لے جائے گا۔

راز بڑے اہم تھے۔ کئی سیاستدانوں کے کرپشن کے ثبوت بھی تھے اور پاکستان کے داخلی امور اور خارجہ پالیسی سے تعلق رکھنے والے بھی راز تھے۔ وہ سب تحریری' تصویری اور متحرک وڈیو فلموں کی صورت میں محفوظ تھے۔

وہ تمام راز ایک نام نہاد عیسائی کی کوٹھی میں محفوظ تھے اور وہ عیسائی درپردہ یہودی تھا۔ طاہرہ اور افضال احمد نے سوچا وہ نادیدہ شخص وہاں تک نہیں پہنچے گا۔ وہ دوسرے دن تمام دستاویزات اسرائیل منتقل کردیں گے۔

لیکن ان میاں بیوی کو نیند نہیں آرہی تھی۔ رات کے ایک بجے طاہرہ نے جان شیفرڈ کو مخاطب کیا۔ وہ نشے میں تھا۔ اس نے پوچھا "تم نے اسی وقت فون کیوں نہیں کیا جب اپنا سامان لے گئی تھیں؟"

طاہرہ نے تعجب سے پوچھا "کس سامان کی بات کررہے ہو؟"

"بھئی یہاں تمہارے لیے ایک کمرا ریزرو ہے۔ تم اسے مقفل رکھتی ہو۔ اس کے اندر جو سامان رہتا ہے' اس کا ذکر فون پر مناسب نہیں ہے۔"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اپنے کمرے سے تینوں الماریوں کی تمام چیزیں لے گئی ہوں؟"

"تو اور کیا کہوں؟ تمہارے کمرے کا دروازہ کھلا ہے۔ تینوں الماریوں کے پٹ بھی کھلے ہوئے ہیں اور الماریاں بالکل خالی ہیں۔"

وہ چیخ کر بولی "نہیں' یہ نہیں ہوسکتا۔ جان! تم نشے میں ہو۔"

"تم بھی آجاؤ۔ دونوں نشہ کریں گے۔"

وہ ریسیور رکھ کر افضال سے بولی "جلدی چلو۔ وہ جان کہہ رہا ہے' میرا کمرا اور تینوں الماریاں کھلی ہوئی ہیں اور تینوں خالی ہیں۔"

وہ شبِ خوابی کے لباس میں تھے۔ اسی لباس میں بیڈ روم سے باہر آئے۔ افضال گیراج سے کار نکالنے گیا۔ طاہرہ نے بیٹی کے دروازے پر دستک دی۔ سائرہ نے دروازہ کھول کر پوچھا "آج آپ دونوں کو بھی میری طرح نیند نہیں آرہی ہے؟"

"بیٹی! نیند اڑانے والی بات ہوگئی ہے۔ ہمارے اربوں ڈالر کے تمام راز چوری ہوگئے ہیں اور یہ واردات اسی نادیدہ نے کی ہے' جس نے تمہیں "را" والوں کی قید سے رہائی دلائی تھی۔"

"اوہ ممی! اس نے تو ہم پر مہربانی کی تھی پھر وہ نامہربان کیسے ہوسکتا ہے؟"

"ابھی بحث کرنے کا وقت نہیں ہے۔ میں تمہارے پپا کے ساتھ باہر جارہی ہوں۔ ہم جلدی آنے کی کوشش کریں گے۔ تم باہر کا دروازہ اچھی طرح سے بند کرلو۔"

وہ ماں کے ساتھ بیرونی دروازے تک آئی پھر اس کے باہر جاتے ہی اسے اندر سے بند کرلیا۔ طاہرہ اور افضال اپنی کار میں بیٹھ کر جان شیفرڈ کی کوٹھی میں پہنچے۔ وہ اپنے بیڈ روم میں پی رہا تھا۔ ان کے لیے بیرونی دروازہ کھول کر بولا "میں ایک گھنٹا پہلے ہوٹل سے آیا۔ وہیں ہوٹل میں ہی بہت پی لی تھی مگر میں نشے میں نہیں ہوں۔ خود جاکر دیکھ لو۔ تمہارا کمرا کھلا ہوا ہے۔"

وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے آئے پھر کھلے ہوئے دروازے کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔ کمرے کے اندر الماریاں کھلی ہوئی تھیں اور خالی تھیں۔ طاہرہ چکرا کر ڈگمگانے لگی۔ افضال اسے سنبھال کر ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ جان نے اس کی پسندیدہ وہسکی کا ایک پیگ بنا کر اسے دیا۔ وہ ایک ہی سانس میں پی گئی پھر گہری گہری سانس لے کر بولی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔ کیا یہ خواب نہیں ہوسکتا؟"

افضال نے اپنے لیے پیگ بناتے ہوئے کہا "حوصلہ کرو۔ جو نقصان ہوا ہے' اسے برداشت کرو۔ اس نادیدہ سے نمٹنے کے لیے' اس سے کسی طرح کا کامیاب سمجھوتا کرنے کے لیے ہمیں ہوش و حواس میں رہنا ہوگا۔"

"سمجھوتا کیا ہوگا افضال! اس نے تو کچھ نہیں چھوڑا۔ سارے راز سمیٹ کر لے گیا ہے۔ اگر وہ نادیدہ وطن اور قوم پرست ہوگا تو ہمیں اور ہماری تنظیم کو تباہ و برباد کردے گا۔ ہمیں سزا دلائے گا۔ ہمارے بچوں کا کیا ہوگا افضال؟"

افضال نے اسے تھپک کر ایک اور پیگ دیا پھر کہا "ان دستاویزات میں ہمارے متعلق بھی اہم کاغذات تھے۔ ایسی تصویریں بھی تھیں' جن کے ذریعے "موساد" سے ہمارا تعلق ثابت

ہوتا ہے۔ مجھے یقین ہے' وہ نادیدہ ہم سے رابطہ کرے گا۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اس صدمے کو برداشت کرکے اپنے اندر استحکام پیدا کرو۔ اس نادیدہ سے معاملات طے کرنے کے لیے حاضر دماغ رہو۔"

جان انہیں پیگ بنا کر دینے لگا۔ وہ دونوں غم غلط کرنے اور معاملات درست کرنے کے لیے پینے لگے۔

ادھر سائرہ کوٹھی کے اندر تنہا تھی۔ وہ رات کو گیارہ بجے تک سوجایا کرتی تھی لیکن اس رات نیند نہیں آرہی تھی۔ بار بار اس نادیدہ کا خیال آرہا تھا۔ وہ اس سے خوفزدہ نہیں تھی۔ کیونکہ اس نے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا تھا۔

اسے نادیدہ کی یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ اس نے کبھی اسے کار میں بٹھایا تھا اور کبھی گدھے پر سوار کرایا تھا۔ اس طرح یہ معلوم ہوا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور بڑا مغرور ہے۔ کچھ بولتا نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے گونگا ہو۔

یہ انسانی فطرت ہے' کوئی پردے کے پیچھے چھپا ہو تو اسے دیکھنے کی بے چینی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کے بارے میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور اس کے متعلق طرح طرح کے خیالات قائم کیے جاتے ہیں۔ سائرہ بھی مختلف پہلوؤں سے اسے سوچ رہی تھی۔

وہ ممی اور پپا کے جانے کے بعد اپنے بیڈ روم میں نہیں گئی۔ ڈرائنگ روم میں ٹی وی کو آن کیا۔ ایک تو نیند نہیں آرہی تھی دوسری بات یہ کہ ممی اور پپا کی واپسی پر دروازہ کھولنے کے لیے جاگنا تھا۔ وہ ٹی وی کے چینل بدل بدل کر اپنی پسند کا پروگرام تلاش کرنے لگی۔ ایک چینل پر پاپ میوزک پر لڑکیاں تھرک رہی تھیں۔ ان سب نے مختصر سا لباس پہنا ہوا تھا اور بڑی مستی میں رقص کرتے ہوئے کبھی قہقہے لگارہی تھیں اور کبھی گارہی تھیں۔

سائرہ نے فریج کے پاس آکر اسے کھولا۔ ایک بڑے پیالے میں آئس کریم نکالی پھر ایک چمچہ لے کر ڈرائنگ روم میں آئی تو تعجب سے دیکھا۔ چینل بدل گیا تھا۔ رات کے ڈیڑھ بجے پاکستانی پرائیویٹ چینل سے اردو گانے نشر کیے جارہے تھے۔

وہ آئس کریم کے پیالے کو سینٹر ٹیبل پر رکھ کر ٹی وی کے پاس آئی اور چینل بدل دیا پھر پاپ میوزک کے ساتھ رقص کرتی ہوئی لڑکیاں نظر آنے لگیں۔ وہ اپنے پیالے کے پاس جانے کے لیے پلٹ گئی۔ پلٹتے ہی چینل بدل گیا۔ اس نے گھوم کر دیکھا۔ یہ سمجھ میں آیا کہ اس چینل کا بٹن ڈھیلا ہے پھر یہ خیال احمقانہ لگا۔ اگر وہ بٹن ڈھیلا ہے تو دوسرے چینل کا بٹن خود بخود کیسے دب جاتا ہے اور اسکرین پر دوسرا پروگرام کیسے آجاتا ہے؟

وہ پھر پاپ میوزک والا چینل لگا کے پیالے کے پاس آئی۔ چینل پھر بدل گیا تھا۔ اس بار سائرہ نے ایک بار ٹی وی کی طرف دیکھا۔ دوسری بار پیالے کی طرف' وہ پیالہ خالی ہوگیا تھا۔ ایک چمچہ آئس کریم بھی نہیں رہی تھی۔

وہ سہم کر پیچھے ہٹنے لگی۔ ایک صوفے سے ٹکرا کر اس پر بیٹھ گئی۔ اسکرین پر سی این این کا LIVE پروگرام نشر ہورہا تھا۔ ایک شخص خبریں پڑھ رہا تھا۔ علی اس کی آواز سن کر ہزاروں کلومیٹر دور اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ نیوز پڑھتے پڑھتے اچانک ہاتھ اٹھا کر بولا "ہائے سائرہ!"

سائرہ نے چونک کر ٹی وی کی طرف دیکھا وہ بولا "فریج سے دوسری آئس کریم لے لو۔"

اتنا کہہ کر وہ پھر خبریں پڑھنے لگا۔ شدید حیرانی سے سائرہ کا منہ کھل گیا تھا۔ ادھر سی این این کے نیوز کیبن میں ہلچل پیدا ہوگئی تھی۔ نیوز پڑھنے والا چند ساعتوں کے لیے بوکھلا کر چپ ہوا پھر خبریں پڑھنے لگا۔

سائرہ صوفے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ ٹی وی اسکرین پر اس شخص کو غور سے دیکھتے ہوئے بولی "کیا تم وہی نادیدہ ہو؟ اگر وہی ہو تو کیسے ہو؟ آئس کریم یہاں کھائی ہے اور ہزاروں کلومیٹر دور پہنچ کر خبریں پڑھ رہے ہو اور مجھے مخاطب کررہے ہو۔"

وہ پھر نیوز پڑھنے کے دوران بولا۔ "خاموش رہو۔ خبریں پڑھنے دو۔"

وہ بیچارہ پھر پڑھنے لگا اور پریشان نظر آنے لگا۔ سائرہ نے کہا۔ "پریشان کیوں ہوتے ہو۔ اب نہیں بولوں گی۔ پہلے خبریں پڑھ لو۔"

وہ صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔ اسکرین پر اسے تھوڑی دیر تک دیکھتی رہی پھر زیرِ لب بڑبڑانے لگی "کوئی خاص نہیں ہے۔ عام انگریزوں جیسا ہے۔ میں اس کے جھوٹے پیالے میں آئس کریم نہیں کھاؤں گی۔"

وہ کچھ سوچ کر بولی "تعجب ہے۔ وہ اُدھر نیوز سنا رہا ہے تو پھر اِدھر آئس کریم کیسے کھالی؟ میرے خیال میں اسے بہت پر اسرار' بہت دولت مند ہونا چاہیے تھا لیکن ایک عام نیوز کاسٹر کی طرح خبریں پڑھ رہا ہے۔ کوئی معمولی آدمی ہے۔ ہمارے لیول کا' ہمارے اسٹیٹس کا نہیں ہے۔"

اچانک ٹی وی بند ہوگیا۔ اس کے قریب رکھا ہوا ریڈیو آن ہوگیا۔ کسی اسٹیشن سے کوئی انگریزی زبان میں تقریر کررہا تھا۔

وہ اچانک اردو زبان میں بولنے لگا۔ "یہ نادیدہ ریڈیو اسٹیشن ہے۔ سائرہ کے لیے مشورہ ہے کہ وہ نادیدہ کے بارے میں زیادہ نہ سوچے ورنہ بیمار پڑجائے گی۔"

سائرہ حیرانی سے اچھل کر کھڑی ہوگئی تھی۔ ریڈیو کے قریب آکر سننا چاہا تو وہ بولنے والا چپ ہوگیا تھا۔ علی جس تقریر کرنے والے کے دماغ میں گیا تھا وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر چند سیکنڈ تک چپ رہا تھا پھر انگریزی میں کہنے لگا "معذرت چاہتا ہوں۔ پتا نہیں' میں ابھی کون سی زبان بولنے لگا تھا۔ بہرحال میں اپنے عوام سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔"

اس کی تقریر جاری ہوگئی۔ سائرہ کبھی ٹی وی کو اور کبھی ریڈیو کو



دیکھنے لگی۔ اچانک ریڈیو بند ہوگیا اور ٹی وی آن ہوگیا۔ وہ صوفے پر بیٹھ کر بولی "اب سمجھی۔ تم یہاں موجود ہو۔ یہاں آئس کریم کھاتے ہو اور ٹیلی پیتھی کے ذریعے خبریں پڑھنے والوں کے اندر جاکر مجھے مخاطب کرتے ہو۔ یہ تماشا کیوں کررہے ہو؟ دیکھو میں صاف صاف کہتی ہوں۔ پہلے تم سے ڈر لگ رہا تھا پھر میں نے سوچا' میں کوئی بچی تو نہیں ہوں۔ میں جوان ہوگئی ہوں۔ اب مجھے ڈرنا نہیں چاہیے۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟ چلو اب سامنے آجاؤ۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی گاڑی کی آواز سنائی دی۔ ایک کار احاطے میں آکر رکی۔ دروازوں کے کھلنے اور بند ہونے کی آوازیں آئیں پھر کال بیل کی آواز سنائی دی۔ سائرہ نے کہا "ممی اور پپا آگئے۔"

وہ دوڑتی ہوئی دروازے کے پاس گئی پھر اسے کھول دیا۔ طاہرہ اور افضال اندر آئے۔ طاہرہ کچھ بیمار اور نڈھال سی تھی۔ افضال نے سائرہ سے پوچھا "تم ابھی تک جاگ رہی ہو؟"

"ہاں پپا! بڑا مزہ آرہا ہے۔ وہ کبھی ٹی وی سے بول رہا ہے اور کبھی ریڈیو سے۔"

اس نے پوچھا "کون بول رہا ہے؟"

"وہی نادیدہ۔"

طاہرہ اپنے بیڈ روم کی طرف جارہی تھی۔ ایک دم سے رک کر بولی "نادیدہ؟ کیا۔۔۔ کیا وہ یہاں موجود ہے؟"

"ہاں ممی! ابھی میں اس سے کہہ رہی تھی کہ مجھ سے نہ شرمائے۔ کچھ بولے۔"

"کیا وہ تم سے شرما رہا ہے؟"

"پتا نہیں کیا بات ہے۔ کچھ بولتا ہی نہیں ہے۔"

"نہیں بولنے کا مطلب ہے کہ وہ یہاں نہیں ہے۔"

"ہے۔ یہ پیالہ دیکھیں۔ اس میں جتنی آئس کریم تھی' وہ میں نے نہیں' اس نے کھائی ہے۔ بڑا ندیدہ ہے۔"

"کیا واقعی اس پیالے کی آئس کریم تم نے نہیں کھائی ہے؟"

"میں سچ کہہ رہی ہوں' اس نے کھائی ہے۔"

طاہرہ نے آس پاس دیکھ کر کہا "پلیز' ہم سے باتیں کرو۔ ہمارے سامنے آؤ۔ ہم سے تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔"

سائرہ نے کہا "ہاں فائدہ پہنچے گا۔ فریج میں بہت آئس کریم ہے۔"

طاہرہ نے کہا "تم چپ رہو۔ اتنی بڑی ہوگئی ہو۔ عقل نام کو نہیں ہے۔ اسے آئس کریم کا لالچ دے کر بلا رہی ہو۔"

افضال نے خلا میں اِدھر اُدھر تکتے ہوئے کہا "مسٹر! ہم تمہارا نام نہیں جانتے مگر تمہیں اپنا' بالکل اپنا سمجھتے ہیں۔ ایک بار ہمارے سامنے آؤ۔ تمہیں ہم سے اتنی محبتیں ملیں گی کہ تم صرف ہمارے ہی ہوکر رہ جاؤ گے۔"

سائرہ نے کہا "ہاں بہت محبتیں ملتی ہیں۔ میں بھی بچپن سے ان کی ہوکر رہ گئی ہوں۔ تم بھی ہوکر رہ جاؤ۔"

"پلیز سائرہ! ہمیں کچھ کہنے دو۔"

"پپا! وہ میرے کہنے سے بولے گا۔ وہ میرا دوست ہے۔"

طاہرہ نے کہا "یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ وہ تمہارا دوست ہے۔ کیا تمہارا دوست تمہاری قدر کرتا ہے؟ کیا وہ تمہاری بات مان کر ہماری تمام چیزیں واپس کرسکتا ہے؟"

"ہماری کون سی چیزیں اس کے پاس ہیں؟"

"تم نہیں جانتیں' وہ بہت اہم چیزیں' بہت اہم راز ہماری الماریوں سے نکال کرلے گیا ہے۔ میں اس سے التجا کرتی ہوں کہ ہمیں برباد نہ کرے۔ تم بھی کہو کہ ہماری چیزیں واپس کردے۔"

"ممی! آپ التجا نہ کریں۔ وہ میرا دوست ہے۔ اے دوست! کیا تم سن رہے ہو؟ بزرگوں کو پریشان کرنا بری بات ہے۔ اگر تم تمام چیزیں واپس نہیں کروگے تو میں تم سے بات نہیں کروں گی۔ ٹی وی اور ریڈیو کے ذریعے تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی۔"

وہ علی کو بہت اچھی لگی۔ کیونکہ وہ لبھانے کے انداز میں نہیں بول رہی تھی بلکہ اس کے انداز میں فطری معصومیت تھی۔ وہ بچپن سے یہودی خیالات کی حامل تھی اور علی سے جو مطالبہ کررہی تھی' اسے یہودیوں کا جائز حق سمجھ رہی تھی۔

علی سمجھتا تھا' اس گمراہ معصوم کو کس طرح پیار اور نرمی سے ہینڈل کرنا چاہیے۔ اس نے کان کے قریب سرگوشی کی "تم بہت اچھی ہو۔ میں تمہیں ناراض نہیں ہونے دوں گا۔"

"تو پھر ہماری چیزیں واپس کرو۔"

"میں واپس کرچکا ہوں۔ وہ تمام چیزیں تمہاری ممی کے بیڈ روم میں ہیں۔"

وہ خوشی سے چیخ مار کر بولی "میرا دوست میرے کان میں بول رہا ہے۔ اس نے آپ کی چیزیں واپس کردی ہیں۔ آپ بیڈ روم میں جاکر دیکھیں۔"

طاہرہ نے خوش ہوکر پوچھا۔ "کیا سچ؟"

افضال نے کہا "ارے ہم جب سے آئے ہیں' یہ بکواس کیے جارہی ہے کہ وہ ٹی وی سے بول رہا ہے' ریڈیو سے بول رہا ہے۔ وہ دوست ہے یہاں آئس کریم کھا رہا ہے۔ سب بکواس ہے۔ وہ نادیدہ اس لڑکی کو ایب نارمل بنا رہا ہے۔"

"پپا آپ میرے دوست کی انسلٹ کررہے ہیں۔ میرے ساتھ آکر اپنے بیڈ روم میں دیکھیں۔"

وہ اپنے والدین کے بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے جانے لگے۔ سائرہ نے بیڈ روم کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا "آئیں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔"

طاہرہ آگے آئی پھر بیڈ روم میں قدم رکھتے ہی حیرانی سے چیخ پڑی۔ وہاں بڑے سے بستر پر ڈویو فلمیں' فائلیں اور بڑی بڑی تصویروں کے لفافے رکھے ہوئے تھے۔ افضال بھی شدید حیرانی سے

طاہرہ کے ساتھ دوڑتا ہوا بستر تک آیا پھر دونوں ایک ایک چیز اٹھا کر دیکھنے لگے۔

ہر چیز وہی تھی' جو جان شیفرڈ کے بنگلے کی تین الماریوں سے چرائی گئی تھی۔ حتیٰ کہ وہ دستاویزات اور تصاویر بھی تھیں' جن سے طاہرہ اور افضال کی گہری وابستگی "موساد" ایجنسی سے ثابت ہوتی تھی۔

ان کے خلاف جتنے ثبوت تھے' وہ بھی واپس مل گئے تھے۔ طاہرہ خوش ہو کر انہیں سینے سے لگا رہی تھی۔ سائرہ دونوں ہاتھ کمر پر رکھے انہیں دیکھ رہی تھی پھر بولی "یہ اچھی بات نہیں ہے۔"

دونوں نے پوچھا "کیا؟"

"آپ میرے دوست کا شکریہ ادا نہیں کر رہے ہیں۔"

طاہرہ نے کہا "اوہ گاڈ! ہم تو خوشی میں بھول ہی گئے تھے۔ تم کہاں ہو؟ ہم اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم صرف شکریہ ادا نہیں کریں گے' تمہاری بڑی سے بڑی خواہش بھی پوری کریں گے۔ ساری زندگی تمہارے دوست بن کر رہیں گے۔"

"تو ممی! یہ صرف میرا دوست ہے۔ آپ اسے کچھ اور بنالیں۔"

"تمہارا دوست جو کہے گا' ہم وہی کریں گے مگر اس سے کہو' ہم سے باتیں کرے۔ پلیز!"

وہ بولی "دوست! میری بات مان لو۔ میرے ممی پپا سے باتیں کرو۔ گھبراؤ نہیں' میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

آواز سنائی دی "سائرہ!"

اپنے قریب اچانک اپنا نام سن کر وہ چیخ مار کر دور ہو گئی۔ علی کی آواز سنائی دی "تم نے کہا' ابھی نہیں ہو' جوان ہو گئی ہو' اب ڈرتی نہیں ہو۔"

وہ تن کر بولی "میں نہیں ڈرتی۔ میرے ممی پپا سے باتیں کرو۔"

وہ بولا "میں بولنا نہیں چاہتا تھا لیکن سائرہ کی دوستی سے مجبور ہو کر بول رہا ہوں۔ افضال' تم صرف ملک کے ہی نہیں' اپنی اولاد کے بھی دشمن ہو۔ تم نے اپنا ایمان خراب کیا۔ ساتھ ہی اپنی آئندہ نسل کو بھی یہودی بنا دیا۔ تمہیں بار بار زندگی دے کر کتے کی موت مارا جائے' تب بھی یہ سزا کم ہو گی۔ کیا تم دونوں سمجھتے ہو' یہ تمام راز واپس حاصل کرنے کے بعد زندہ رہ سکو گے؟"

طاہرہ سہمی ہوئی تھی۔ افضال نے کہا "تم کون ہو؟ تم نے پہلے دوست بن کر سائرہ کو دشمنوں سے بچایا۔ پھر دشمن بن کر ہمارے یہ تمام راز چرا لئے۔ اس کے بعد دوست بن کر چرائی ہوئی تمام چیزیں واپس پہنچا دیں۔ اب پھر ہمارے دشمن بن رہے ہو۔"

طاہرہ نے پوچھا "کیا یہودی انسان نہیں ہوتے؟ اگر ہماری فیملی یہودی ہے تو تمہارے دین کو کیا خطرہ پیدا ہو گیا ہے؟"

"تم میاں بیوی برسوں سے پاکستان کے لیے خطرہ بنے ہوئے ہو۔ اس ملک کو آئے دن جو نقصانات پہنچ رہے ہیں' ان میں [illegible] جیسے دوغلوں کا ہاتھ ہے۔ میرے دین کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لوگوں کے یہودی ہونے پر بھی مجھے اعتراض نہیں ہے لیکن صحیح اعلا[illegible] کرو کہ تم لوگ مسلمان نہیں ہو' یہودی ہو۔ اگر اپنے یہودی ہو[illegible] کا اقرار نہیں کرو گے تو میں تمہارے خلاف... تمام دستاویزی ثبو[illegible] وزارتِ داخلہ کے دفتر میں داخل کر دوں گا۔"

طاہرہ نے اپنے اور افضال کے خلاف تمام کاغذات کو اٹھا[illegible] اپنے سینے سے لگایا۔ انہیں اپنے بازوؤں میں چھپاتے ہوئے بولی "م[illegible] ایک کاغذ' ایک تصویر بھی کسی کو نہیں دوں گی۔ تمہیں بھی پھ[illegible] نہیں دوں گی۔"

"جو چیز خود بخود مل جاتی ہے' میں اسے نہیں چھینتا۔ کیا انہیں سنبھال کر رکھ سکو گی؟"

اس کے پوچھتے ہی وہ تمام ثبوت اس کے ہاتھوں سے چھو[illegible] بستر پر گر پڑے۔ اس نے جلدی سے انہیں اٹھایا۔ وہ پھر ہاتھوں [illegible] چھوٹ گئے۔ وہ چیخنے لگی "نہیں دوں گی۔ کسی کو نہیں دوں [illegible] خبردار! اس سے کہو' چھیننے کے لیے میرے پاس نہ آئے۔"

وہ بار بار اپنی چیزیں اٹھا رہی تھی اور بار بار وہ چیزیں اس [illegible] ہاتھوں سے چھوٹ رہی تھیں۔ افضال نے اس کے ہاتھوں [illegible] چیزیں لے کر کہا "لاؤ۔ تم سے اتنی سی چیزیں سنبھالی نہیں جا[illegible] ہیں۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کر انہیں دوسری طر[illegible] پھینک دیا۔ طاہرہ غصے سے بولی "یہ کیا کر رہے ہو؟ وہ کاغذات ا[illegible] تصاویر ہماری زندگی ہیں۔"

افضال نے پھینکی ہوئی چیزوں کو سمیٹ کر کہا "اب [illegible] تمہاری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ ہم سے دور ہے مگر ٹیلی پیتھی [illegible] ذریعے ثابت کر رہا ہے کہ یہ تمام چیزیں ہمارے پاس رہ کر بھی [illegible] نہیں رہیں گی۔ یہ دیکھو' یہ چیزیں میں نے مضبوطی سے پکڑ[illegible] ہیں۔ میں انہیں پھینکنا نہیں چاہتا مگر اپنی مرضی کے خلاف [illegible] پھینک رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے انہیں پھینک دیا۔ سائرہ نے کہا "یہ تو [illegible] بات نہ ہوئی۔ آپ دونوں خود ہی پھینکتے جا رہے ہیں اور م[illegible] دوست کو الزام دے رہے ہیں۔"

اس نے آگے بڑھ کر ان پھینکے ہوئے کاغذات اور تصا[illegible] دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا پھر کہا "غور سے دیکھیں۔ نہ یہ م[illegible] ہاتھوں سے گریں گی اور نہ میں انہیں پھینکوں گی۔"

وہ دونوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بیٹی کے ہاتھوں میں اپنے خلا[illegible] ثبوت دیکھنے لگے۔ جب وہ بڑی دیر تک اس کے ہاتھوں میں ر[illegible] طاہرہ نے کہا "بیٹی! بس اسی طرح پکڑے رہو۔ وہ گرانا چا[illegible] گرانے نہ دینا۔"

"ممی! اسے گرانا ہوتا تو میرے ہاتھوں سے بھی گرا دیتا۔ اسے کیوں الزام دے رہی ہیں۔ وہ میرا دوست ہے۔"

"وہ دشمن ہے۔ کیا ابھی تم نے نہیں سنا۔ وہ ہمیں یہودی کہہ کر نفرت کا اظہار کر رہا تھا۔ ابھی اس نے کہا تھا کہ ہم یہ راز واپس حاصل کرنے کے بعد بھی زندہ نہیں رہیں گے۔"

"ارے ہاں۔ اس نے کہا تھا۔ میں نے سنا تھا مگر بھول گئی تھی۔ کیوں دوست' تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو؟"

"سائرہ! تمہارا باپ یہودیت پر عمل کر رہا ہے لیکن مسلمان اس لیے ہے کہ اب تک اس نے اپنا دین چھوڑ کر یہودی مذہب قبول نہیں کیا۔ اس اعتبار سے تم اور تمہارے دونوں بھائی مسلمان ہیں لیکن یہودی تعلیم و تربیت کے ذریعے تم تینوں کے دماغوں میں اپنے دین اسلام سے بے زاری پیدا کر دی گئی ہے اور یہ تمہارے باپ کا ناقابلِ معافی جرم ہے۔"

سائرہ نے کہا "تم کیا اسلام کی بات لے بیٹھے ہو۔ مجھے اسلام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

"جب تمہیں ہمارے دین کے بارے میں کچھ بتایا ہی نہیں گیا ہے تو دلچسپی کیسے ہو گی؟ اس معاملے میں تم تینوں بہن بھائی بے قصور اور معصوم ہو۔ میں تمہارے ماں باپ سے مخاطب ہوں۔ اگر وہ ذلیل و خوار نہیں ہونا چاہتے اور حرام موت نہیں مرنا چاہتے تو میری ایک شرط پوری کریں اور زندہ رہیں۔"

افضال نے پوچھا "تم کیا چاہتے ہو؟"

"ابھی لندن فون کرو۔ اپنے دونوں بیٹوں کو پاکستان بلاؤ۔ میں ایسے علمائے دین کے سائے میں ان تینوں کو رکھوں گا' جو انہیں اسلام کی روح سے آگاہ کریں گے۔ جتنی معلومات انہیں یہودیت کے بارے میں ہے' اتنی ہی معلومات اسلام کے بارے میں فراہم کی جائیں گی۔ پھر یہ تینوں تمام علوم اور شعور سے اسلام یا یہودیت کسی ایک پر قائم رہنے کا فیصلہ خود کریں گے۔"

"اگر انہوں نے اس وقت بھی اپنی ماں کی طرح یہودی رہنا چاہا تو؟"

"تو یہ اپنی ماں کے ساتھ پاکستان سے چلے جائیں گے۔ صرف ایک مسلمان کو سزائے موت ملے گی جس نے اپنی آئندہ نسل کو یہودی بنایا ہے۔ ایک ماں نے اپنے بچوں کو اپنے رنگ میں کامیابی سے رنگ لیا۔ اب ایک باپ اپنے بچوں کو اپنے رنگ میں نہ رنگ سکا تو سزا کا مستحق ہو گا۔"

سائرہ نے کہا "تم جو چاہتے ہو وہ نہیں ہو گا۔ میں اپنے بھائیوں کو یہاں نہیں آنے دوں گی۔ خود لندن چلی جاؤں گی۔"

علی نے کہا "تم پر کوئی پابندی نہیں ہے اور نہ ہی تم تینوں بہن بھائیوں کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ لندن چلی جاؤ۔ یہ تمہارے ماں باپ پاکستان کے اور دین اسلام کے دشمن ہیں۔ انہیں پاکستان میں ہی سزا ملے گی۔"

"کیوں میری ممی اور پپا پر ظلم کرو گے۔ اتنے طاقت والے ہو تو مجھے مسلمان بنا کر دکھاؤ۔"

"کسی کو مسلمان بنانے کے لیے اسلام میں طاقت کا استعمال ممنوع ہے اور مجھے تو طاقت کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہارا برین واش کر سکتا ہوں۔ تمہارے دماغ سے یہودیت مٹا کر دین اسلام کو نقش کر سکتا ہوں لیکن نہیں کروں گا۔ جو پورے شعور کے ساتھ' اپنے دل سے روح کی گہرائیوں میں سفر کرتا ہے وہی ایک خدا اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل ہو کر اسلام قبول کرتا ہے۔ آج میری بات تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے' آئندہ کبھی ضرور سمجھ لو گی۔"

وہ چپ ہوا تو خاموشی چھا گئی۔ پھر افضال نے کہا "ہم زندہ رہنا چاہتے ہیں۔ ہمارے خلاف جتنے ثبوت ہیں' وہ ہمارے پاس محفوظ رہنے دو گے تو میں ابھی لندن فون کروں گا۔ میرے دونوں بیٹے پرسوں تک یہاں آ جائیں گے۔"

"یہ تمام ثبوت اپنے پاس رکھو لیکن انہیں ضائع کرو گے تو جانتے ہو کیا ہو گا؟ میں منصف بن جاؤں گا اور ٹیلی پیتھی کی عدالت میں تم دونوں کو نیم پاگل بنا کر نیم برہنہ کر کے گلیوں اور شاہراہوں میں گھماؤں گا۔ تمہیں ہر لمحہ مارتا رہوں گا لیکن مرنے نہیں دوں گا۔"

وہ سائرہ کے آس پاس یوں تک رہے تھے جیسے نادیدہ کو دیکھنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ اس نے کہا "میں جا رہا ہوں۔ تمہارے دونوں بیٹوں کو جلد سے جلد یہاں پہنچنا چاہیے۔"

سائرہ نے کہا "ابھی نہ جاؤ۔ میں تم سے جھگڑا کروں گی۔"

"میں جا رہا ہوں۔ جھگڑا کرنے کی فرصت ملے گی تو آؤں گا۔"

افضال ڈرائنگ روم میں آ کر لندن میں اپنے یہودی رشتے داروں سے رابطہ کرنے لگا۔ طاہرہ نے بیڈ روم سے باہر آ کر اس کے دروازے کو لاک کر دیا تاکہ اندر رکھے ہوئے اہم رازوں تک کوئی نہ جائے۔ سائرہ سوچ میں ڈوبی ہوئی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اپنے بیڈ روم میں آ گئی۔ اسے علی پر غصہ آ رہا تھا لیکن جب وہ چلا گیا تو اس کا چلا جانا اچھا نہیں لگا۔ وہ جیسا بھی تھا مگر بڑا دلچسپ تھا۔ بڑے مزے کے تماشے کرتا تھا اور حیران کر دیتا تھا۔

اسے اس بات پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ وہ جھگڑا کرنا چاہتی تھی مگر اس نے جھگڑا نہیں کیا۔ اسے ٹال کر چلا گیا۔

علی اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے اسی کی سوچ میں کہا "وہ جھگڑا کرنے والا نہیں ہے۔ وہ مجھ سے ٹھیک رہتا ہے مگر ممی پپا سے دشمنی کرتا ہے پھر وہ مجھ سے دوستی کیوں کرتا ہے؟"

اس کی اپنی سوچ نے کہا "میں اتنی اچھی ہوں کہ مجھ سے سب ہی دوستی کرنا چاہتے ہیں۔"

علی نے پھر اس کی سوچ میں کہا "وہ بھی اچھا ہے۔ وہ چاہتا تو طاقت سے یا ٹیلی پیتھی کے ذریعے مجھے مسلمان بنا دیتا لیکن اس نے زبردستی نہیں کی۔ ممی اور پپا بے بس ہو گئے تھے۔ وہ اپنی چیزیں

پکڑ نہیں سکتے تھے۔ وہ چیزیں ٹیلی پیتھی کے ذریعے گر جاتی تھیں لیکن میرے ہاتھوں سے اس نے نہیں گرائیں۔"

وہ خود سوچنے لگی "ہاں' میں نے ٹیلی پیتھی کے متعلق پڑھا بھی ہے اور سنا بھی ہے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ دماغ میں زلزلہ پیدا کر کے دماغی مریض بنا دیتے ہیں۔"

پھر وہ بے چین ہو کر سوچنے لگی "وہ بدمعاش بہت اچھا ہے مگر دشمن بھی ہے اور دوست بھی۔ اب وہ آئے گا تو میں اس سے بات نہیں کروں گی۔"

وہ الجھے ہوئے ذہن سے سوچ رہی تھی اس لیے علی کبھی اپنا لگ رہا تھا اور کبھی بے گانہ۔ جو اس کے ماں باپ کو سزائے موت دے سکتا تھا' وہ لاشعوری طور پر اپنا کیوں لگ رہا تھا؟ اس پہلو سے وہ نہیں سوچ رہی تھی وہ جوان تھی' ذہین تھی لیکن اس کے پاس اپنا ہی نفسیاتی تجزیہ کرنے والی ذہانت نہیں تھی۔

وہ اپنے بستر پر قلوپطرہ کے انداز میں لیٹی ہوئی تھی۔ علی کو اس پر بڑا پیار آرہا تھا۔ وہ بڑی سنجیدگی سے سوچ رہا تھا' یہ اس کی زندگی میں آکر جانے والی لڑکی نہیں ہوگی اور اب اس کے سوا کوئی دوسری اس کے دل و دماغ پر حکومت نہیں کرے گی۔

علی دراصل پارس کی طرح دل پھینک عاشق نہیں تھا۔ اس نے ایک عرصے تک پارسا رہ کر اپنے جذبات کو کچل کر زندگی گزاری۔ جب سونیا ثانی کی طرف سے نامراد رہا تو آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا۔ پہلے اس کی زندگی میں کلپنا آئی پھر روزی اور پھر انجنا۔ اس کے بعد وہ اپنی پارسا فطرت کے مطابق شانت ہوگیا تھا۔ اب ہوس نہیں رہی تھی اس لیے سائرہ کے سلسلے میں وہ بہت سنجیدہ تھا۔ اس کے ساتھ اپنی زندگی کا سفر تمام کرنا چاہتا تھا۔

وہ اس کی یہودی ماں کی آئندہ چال بازیوں کو سمجھ گیا تھا۔ طاہرہ کے چور خیالات نے بتایا تھا کہ وہ برسوں کی کامیابی پر پانی نہیں پھیرنے دے گی۔ اپنے ساتھ موساد ایجنسی کو بھی پاکستان سے اکھڑنے نہیں دے گی۔ یہاں جو نادیدہ دشمن عذاب بنا ہوا ہے اس کا منہ توڑ جواب دینے کے لیے اسرائیل سے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کی خدمات حاصل کرے گی۔

علی نے یہ خیالات پڑھنے کے بعد سائرہ کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک کر سلا دیا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔ وہ مختصر سا عمل یہ تھا کہ علی کی سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے کبھی سانس نہ روکے۔ اپنے کسی بھی عامل کو یہی یقین دلاتی رہے کہ وہ اس کی معمولہ ہے اور رہے گی۔

پھر اس نے حکم دیا کہ وہ چھ گھنٹے تک تنویمی نیند پوری کرے گی اور اپنے قریب کسی کو محسوس نہیں کرے گی۔ اسے سلانے کے بعد وہ اس کے پاس آکر لیٹ گیا۔ اس نے اپنے دماغ کو ہدایات دیں کہ سائرہ اس کی محبت اور امانت ہے۔ اس کے لیے کوئی سستا جذبہ نہ ابھرے اور وہ پانچ گھنٹے سونے کے بعد بیدار ہو جائے۔

پھر وہ بھی سوگیا۔ جب سونیا ثانی اس کی زندگی میں تھی' تب بھی وہ ثانی کے ساتھ اسی طرح سوتا تھا۔ وہ دونوں اپنے دماغوں کو ایسی ہی ہدایات دیتے تھے اور سستے جذبات کی یلغار سے محفوظ رہتے تھے۔

پانچ گھنٹے کے بعد اس کی آنکھ کھل گئی۔ سائرہ اس کے پاس گہری نیند سو رہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد بیدار ہونے والی تھی۔ وہ یوں بھی پُرکشش تھی لیکن نیند کی حالت میں اور غضب کی کشش پیدا ہوگئی تھی۔ اس نے خوابیدہ دماغ میں پہنچ کر اس کی سوچ میں اسے آنکھیں کھولنے کو کہا۔

اس نے آنکھیں کھول کر اسے نیند کی حالت میں دیکھا۔ اسے ایک خوب رو باڈی بلڈر جوان اپنے ساتھ لیٹا ہوا نظر آرہا تھا۔ وہ نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں بولی "تم کون ہو؟"

"میں وہی نادیدہ ہوں جسے تم دوست کہتی ہو۔"

"ہائے' سچ بول رہے ہو؟"

"مجھے چھو کر دیکھو اور یقین کرو لیکن پہلے میں نادیدہ بن کر تمہارا شبہ دور کرتا ہوں۔"

علی نے گولی نگل لی۔ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ وہ بولی "واقعی تم وہی نادیدہ ہو۔ پلیز مجھے پھر نظر آؤ۔"

وہ پھر اس کے پہلو میں نمودار ہوگیا۔ وہ بولی "کیا میں تمہیں چھولوں؟"

علی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا "لو' میں نے تمہیں چھولیا ہے۔"

سائرہ اپنا دوسرا ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے کو چھونے لگی۔ علی نے کہا "تم نے بائیں ہاتھ کی انگلی میں یہ انگوٹھی پہنی ہے۔ لاؤ اسے میں دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دوں۔ اس طرح ہماری یہ ملاقات یادگار بن جائے گی۔"

علی نے اس انگوٹھی کو اتار کر اسے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دیا پھر اس کے دماغ کو تھپک کر سلا دیا۔ وہ دوبارہ سوگئی۔ اپنے وقت کے مطابق وہ ٹھیک چھ گھنٹے بعد بیدار ہونے والی تھی۔

پچھلی رات جب طاہرہ اور افضال فون کے ذریعے لندن کے رشتے داروں سے گفتگو کر رہے تھے تو علی نے ان رشتے داروں کی آوازیں سنی تھیں۔ اب وہ اپنی نیند پوری کرنے کے بعد ان کے دماغوں میں پہنچنے لگا اور ان کے چور خیالات پڑھنے لگا۔

وہ لوگ موساد کے ہیڈ کوارٹر سے کہہ چکے تھے کہ پاکستان میں موساد کی سرگرمیوں کو قائم رکھنا ہے تو طاہرہ اور افضال کو ایک دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بچایا جائے۔ اس سلسلے میں اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے رابطہ کیا تھا۔ انہوں نے یقین دلایا تھا کہ چند گھنٹوں کے بعد وہ طاہرہ' افضال اور ان کے تینوں بچوں پر تنویمی عمل کر کے ان کے دماغوں کو لاک کردیں گے جس کے بعد طاہرہ اور افضال تمام اہم رازوں کے ساتھ پاکستان



چھوڑ دیں گے۔ علی ان کے دماغوں میں نہیں جاسکے گا اور اسے ان کے فرار ہونے کا علم نہیں ہوسکے گا۔

علی فوراً ہی طاہرہ کے پاس پہنچ گیا۔ وہ پچھلی رات جاگتی رہی تھی اس لیے سو رہی تھی۔ علی نے اسے نہایت اطمینان سے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کردی کہ وہ آئندہ کسی دوسرے عامل کے عمل کو بظاہر قبول کرے گی اور معمولہ بن جائے گی لیکن درپردہ اپنی لاعلمی میں صرف علی کی معمولہ اور تابعدار رہے گی۔

اس پر عمل کرنے کے بعد اس نے اہم فائلوں سے اہم کاغذات پڑھ کر الگ کیے اور ان کی جگہ دوسرے کاغذات رکھ دیے۔ انہیں سرسری طور پر دیکھنے سے یہ معلوم نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ بدل دیے گئے ہیں۔ اس کمرے میں انگریزی فلموں کے کیسٹ تھے۔ اس نے اہم رازوں کے دستاویزی کیسٹوں کے اندر سے پکچر ٹیپ نکال کر انگریزی فلموں کے کیسٹ میں رکھے اور انگریزی فلموں کے پکچر ٹیپ اہم دستاویزی کیسٹوں میں رکھ دیے۔ اسی طرح اس نے بڑے لفافوں کی تمام تصویریں نکال لیں پھر ان کے البم سے تصویریں نکال کر ان لفافوں میں رکھ دیں۔

کوئی بار بار فائلیں کھول کر تحریریں نہیں پڑھتا اور بار بار لفافے کھول کر تصویریں نہیں دیکھتا۔ طاہرہ اور افضال سے بھی یہی توقع تھی اور اگر وہ اندر کی چیزیں دیکھنا بھی چاہتے تو علی یہی کوشش کرتا کہ وہ نہ دیکھ پائیں۔

سائرہ مقررہ وقت پر بیدار ہوگئی۔ ایک کروٹ سے پڑی ہوئی تھی۔ چاروں شانے چت ہو کر چھت کو تکنے لگی پھر اس نے اٹھنے سے پہلے ایک بھرپور انگڑائی لی۔ ایسے وقت اس کی نظر اپنے بائیں ہاتھ پر گئی۔ اس ہاتھ کی انگلی میں انگوٹھی نہیں تھی۔ وہ دائیں ہاتھ کی انگلی میں تھی۔ وہ حیرانی سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔

وہ ہیرے کی انگوٹھی ہمیشہ بائیں ہاتھ کی انگلی میں رہی تھی۔ سونے سے پہلے بھی اسی انگلی میں تھی۔ پھر دائیں ہاتھ کی انگلی میں کیسے آگئی؟

وہ سوچنے لگی تو اسے خواب یاد آنے لگا۔ اس نے دیکھا تھا' ایک خوب رو جوان اس کے ساتھ بستر پر تھا۔ جوان نے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اور کہا تھا "لاؤ اس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنا دوں اس طرح ہماری یہ ملاقات یادگار بن جائے گی۔"

اس نے اپنے دھڑکتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا "وہ تو خواب تھا۔ خواب میں انگوٹھی اس ہاتھ سے اُس ہاتھ تک گئی تھی لیکن یہاں تو سچ مچ انگوٹھی اس انگلی میں ہے' جس میں اس اجنبی نے پہنائی تھی۔"

اس نے بستر کو دیکھا۔ جہاں وہ خواب میں نظر آیا تھا' وہاں بستر پر شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ ثبوت تھا کہ اس کے ساتھ کوئی لیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہی نادیدہ ہے' جسے وہ اپنا دوست کہتی ہے۔

"اوہ گاڈ! کیا وہ خوب رو جوان ہی نادیدہ بن جاتا ہے؟ وہ میرے بستر پر کیوں آیا تھا؟ اور آکر کیا کرتا رہا تھا؟ مجھے تو کچھ پتا ہی نہ چلا۔"

وہ اپنے بدن کو اِدھر اُدھر سے چھو کر اور سہلا کر دیکھنے لگی۔ سوچنے لگی "یہ بڑے شرم کی بات ہے۔ وہ میرے پاس یہاں تھا اور میں نے غصہ نہیں دکھایا۔ اس کے ہاتھ پکڑنے پر اعتراض بھی نہیں کیا۔ کیا اس نے صرف ہاتھ پکڑا تھا؟ آگے کچھ یاد نہیں ہے۔ ہُوں... نہیں... ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میرا دوست بہت مہذب ہے۔"

وہ بستر سے اتر کر آئینے کے سامنے آئی۔ اپنے چہرے کو چھو کر دیکھنے لگی۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔ اسے یہ نہیں معلوم تھا کہ اپنے اندر کوئی تبدیلی آئے تو کس طرح اس کا سراغ لگانا چاہیے۔

وہ الماری سے ایک لباس نکال کر باتھ روم میں چلی گئی۔ وہاں بڑی دیر تک رہی۔ جب کہ غسل کرنے میں اتنی دیر نہیں لگتی۔ اسے اپنے دوست کی آمد کی ایک ہی نشانی... ملی اور وہ تھی انگوٹھی جو بائیں ہاتھ کی انگلی سے دائیں ہاتھ کی انگلی میں چلی گئی تھی۔

دن کے ایک بجے اس کے ممی اور پیا بیدار ہوگئے۔ اس نے ماں سے کہا "ممی! میں سخت الجھن میں ہوں۔ آپ ذرا ادھر آئیں۔"

وہ طاہرہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے بیڈ روم میں لے آئی۔ طاہرہ نے پوچھا "آخر بات کیا ہے؟ یہاں کیوں لائی ہو؟"

وہ دروازے کو اندر سے بند کر کے بولی "میری کوئی سہیلی نہیں ہے۔ آپ ہی میری سب کچھ ہیں۔ کوئی ایسا ویسا معاملہ ہوگا تو میں آپ سے ہی پوچھوں گی اور کہاں جاؤں گی؟"

"ہاں تو مجھ سے ہی پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو؟"

"ایک بار میں نے آپ کی اٹیچی سے ایک تصویر چرائی تھی۔ اس تصویر میں آپ کسی دوسرے شخص کے ساتھ تھیں اور اس میں بالکل لڑکی نظر آرہی تھیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولی "تمہیں شرم آنی چاہیے۔ میری اٹیچی سے تصویر کیوں چرائی تھی؟ کہاں ہے وہ تصویر؟"

"یہ ابھی یاد نہیں ہے۔ ڈھونڈ کر دے دوں گی۔ کیا وہ شادی سے پہلے کی تصویر ہے؟"

"ہاں مگر تم کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"یہ بہت ضروری ہے۔ پلیز بتائیں' جب زندگی میں پہلی بار کوئی آتا ہے تو کیسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیا تھا پھر گہری نیند سلا کر چلا گیا؟"

"کیا باؤلی ہوگئی ہے؟ تیرے اس سوال کا مطلب کیا ہے؟ اور یہ کسی کے آنے اور گہری نیند سلانے والی بات کیا ہے؟"

وہ جھنجلا کر بولی "یہی تو میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ وہ آیا

تھا۔ میرے بستر پر تھا۔ میری انگوٹھی اِس انگلی سے نکال کر اُس انگلی میں پہنائی۔ پلیز یہ بتائیں کہ اس کے بعد کیا ہوا ہوگا؟"

"کیا میں یہاں جھانکنے آئی تھی؟ مجھے کیا معلوم کیا ہوا ہوگا؟ سچ سچ بتا کیا ہوا ہے؟ یہاں کون آیا تھا؟"

"وہی نادیدہ۔ میرا دوست۔"

"کیا؟ وہ... وہ تیرے بیڈ روم میں آیا تھا؟"

"صرف بیڈ روم میں نہیں' بیڈ پر بھی آیا تھا۔ آپ مجھے یہ کیوں نہیں بتاتیں کہ جب وہ تصویر والا آپ کے پاس آکر آپ کو انگوٹھی پہنا کر واپس چلا گیا تھا تو آپ سوگئی تھیں یا جاگتی رہی تھیں۔ اگر جاگتی رہی تھیں تو میں کیوں نہیں جاگتی رہی۔ میں آپ کی بیٹی ہوں۔ میں کیوں سوگئی؟"

طاہرہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام کر بیٹی کو غور سے دیکھنے لگی۔ وہ ہمیشہ کی طرح معصوم نظر آرہی تھی۔ وہ سوچتی ہوئی بیڈ کے سرے پر بیٹھنا چاہتی تھی۔ سائرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "کیا ہوا؟"

"ممی! وہ تمام رات جاگتا رہا ہے۔ یہاں سو رہا ہوگا۔"

"ایں؟" طاہرہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر بستر کو دیکھنے لگی پھر وہ بیٹی کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر بولی "میری بچی! تو بہت معصوم ہے۔ مریم کی طرح کنواری ہے۔ وہ آنے والا کوئی فرشتہ ہوگا۔ وہ نادیدہ دشمن نہیں ہوگا۔"

"وہ دشمن نہیں تھا۔ اس نے اپنی زبان سے کہا تھا کہ وہ میرا نادیدہ دوست ہے۔"

افضال نے آواز دی "طاہرہ! کیا کر رہی ہو؟ ہمیں پاسپورٹ اور ویزا کے لیے جانا ہے۔ دیر ہوگی تو وہ افسر چلا جائے گا۔"

کال بیل کی آواز سنائی دی۔ افضال نے دروازہ کھولا۔ پاسپورٹ آفس کا ایک افسر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا "مجھے حکم ملا ہے کہ آپ کا اور مسز کا پاسپورٹ ری نیو کروں اور شام سے پہلے تمام ضروری کاغذات مکمل کرادوں۔"

افضال کو اپنے دماغ میں کسی کی آواز سنائی دی "تم نے کل لندن فون کیا تھا۔ اسی سلسلے میں یہ کارروائی ہورہی ہے۔ اپنے اور طاہرہ کے تمام کاغذات اس افسر کو دے دو اور بیڈ روم میں چلے جاؤ۔ تم دونوں پر تنویمی عمل کیا جائے گا۔ اس کے بعد کوئی دشمن تمہارے چور خیالات نہیں پڑھ سکے گا۔"

افضال نے طاہرہ کو یہ باتیں بتائیں۔ اس افسر کو پاسپورٹ اور ضروری کاغذات دے دیئے گئے۔ پھر انہوں نے سائرہ سے کہا کہ وہ سونے جارہے ہیں اس لیے شام تک دروازے پر دستک نہ دے۔

اسے تاکید کر کے انہوں نے دروازہ بند کرلیا۔ وہ اکیلی رہ گئی۔ ڈرائنگ روم میں ٹی وی آن کر کے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھیں ٹی وی دیکھ رہی تھیں لیکن دماغ میں نادیدہ دوست سمایا ہوا تھا۔ وہ بے اختیار اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ شعوری طور پر نہیں جانتی تھی کہ کیا سوچ رہی ہے؟ غیر شعوری طور پر اسی کی طرف بہتی جارہی تھی۔

طاہرہ اور افضال چار گھنٹے کے بعد بیڈ روم سے باہر آئے۔ وہ غسل کر کے فریش ہو کر بہترین لباس پہنے ہوئے تھے۔ افضال دو بڑی اٹیچیاں لے جا کر کار میں رکھ رہا تھا۔ سائرہ نے پوچھا "آپ کہاں جارہے ہیں؟"

"تمہارے انکل جان شیفرڈ کی کوٹھی میں وہ سامان رکھنے جارہے ہیں' جسے تمہارے نادیدہ دوست نے چرانے کے بعد واپس کیا تھا۔ ہم ایک گھنٹے بعد واپس آجائیں گے۔"

وہ بیٹی کو اس کوٹھی میں تنہا چھوڑ کر کار میں بیٹھ گئے۔ پھر وہ ائرپورٹ کی طرف جانے لگے۔ ان کے دماغوں پر تنویمی عمل ہوچکا تھا۔ انہیں پورا یقین تھا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ان کے دماغوں میں نہیں آسکے گا اور نہ ہی یہ معلوم کرسکے گا کہ وہ دونوں بے شمار اہم رازوں کے ساتھ پاکستان سے فرار ہورہے ہیں۔

سائرہ کے سلسلے میں کہا گیا تھا کہ اسے اسلام آباد کی اسی کوٹھی میں رہنے دیا جائے۔ وہ کوئی مجرم نہیں ہے۔ موساد والے سائرہ کی حفاظت کرتے رہیں گے۔

ائرپورٹ پر اس افسر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے دونوں کو جہاز کے ٹکٹ' پاسپورٹ اور ضروری کاغذات دیئے۔ ابھی بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کا وقت نہیں ہوا تھا۔ وہ انتظار کرنے لگے۔ طاہرہ ٹائلٹ کی طرف جانے لگی۔ اس وقت دو اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے' وہ دونوں الپا کے ماتحت تھے۔ رائٹ بوائے اس وقت افضال کے اندر تھا اور اینی ڈیسوزا' طاہرہ کے اندر تھی۔ وہ ٹائلٹ کے دروازے پر آکر اینی سے بولی "پلیز میرے دماغ سے جاؤ۔ میں ٹائلٹ سے باہر آؤں گی۔ تب چلی آنا۔"

الپا نے ان دونوں کو حکم دیا تھا کہ جب تک موساد کے وہ دونوں اہم ایجنٹ طاہرہ اور افضال پاکستان کی سرحد پار نہ کرلیں تب تک ان کے دماغوں میں رہا جائے۔ ان کے دماغوں کو لاک کرنے کے باوجود دشمن کوئی چال چل سکتے ہیں۔

رائٹ بوائے اور اینی ڈیسوزا بہت محتاط تھے لیکن ٹائلٹ ایسی جگہ ہے' جہاں اینی کو طاہرہ کا ساتھ چھوڑنا پڑا لیکن علی نے نہیں چھوڑا۔ اس نے جیسے ہی ٹائلٹ کے دروازے کو اندر سے بند کیا' علی نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے غائب دماغ کردیا۔ اس کے پرس سے پاسپورٹ نکال کر اس کے پہلے تین صفحات پھاڑ کر الگ کیے۔ الگ ہونے والے ایک صفحے پر طاہرہ کی تصویر بھی تھی۔ تصویر سمیت وہ صفحات پھاڑ کر اسے کموڈ میں ڈال کر فلش کردیا۔ پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ کاغذ اور تصویر کے ٹکڑے گٹر میں بہہ گئے۔

علی' طاہرہ کو پھر ایسی پوزیشن میں لایا جیسے وہ دروازہ بند کررہی



ہو پھر اس نے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ طاہرہ کو عجیب سا لگا۔ اس نے سر تھام کر سوچا' مجھے کیا ہوا تھا؟ شاید سر چکرا گیا تھا۔ وہ لاکھ سوچتی' اس وقت اس کی سمجھ میں نہ آتا۔ علی اس کے دماغ سے چلا آیا۔

تھوڑی دیر بعد طاہرہ ٹائلٹ سے واپس آگئی۔ جب بورڈنگ کارڈ حاصل کرنے کا وقت آیا تو وہ افضال کے ساتھ پاسپورٹ اور ویزا چیک کرانے کے کاؤنٹر پر آئی۔ اپنا پاسپورٹ' ویزا اور ٹکٹ کاؤنٹر مین کو دیا۔ اس نے پاسپورٹ کھولا تو نہ طاہرہ کا نام تھا اور نہ تصویر تھی۔ ابتدائی صفحات نہیں تھے۔ کاؤنٹر مین نے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

طاہرہ اور افضال کے علاوہ ان کے دماغ میں رہنے والے رائٹ بوائے اور اینی ڈیسوزا بھی حیران رہ گئے۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "ابھی یہ پاسپورٹ مکمل تھا۔ اس کے تین اوراق کہاں چلے گئے؟"

اینی نے کہا "تمہارے ساتھ ٹائلٹ کے اندر کوئی گڑبڑ ہوئی ہے۔"

وہ کاؤنٹر کے پاس سے ہٹ گئے۔ افضال نے پوچھا "مسٹر رائٹ بوائے! ہمارے دماغوں کو لاک کیا گیا ہے۔ دشمن طاہرہ کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا۔ پھر یہ کیا ہوگیا ہے؟ کیا مس اینی کے تنویمی عمل میں خامی رہ گئی ہے؟"

طاہرہ خوف زدہ ہو کر بولی "ایسا ضرور کچھ ہوا ہے۔ وہ میرے دماغ میں گھسا ہوا ہے۔ مجھے یہاں سے فرار ہونے نہیں دے گا۔"

افضال نے کہا "میرا پاسپورٹ مکمل ہے۔ کیا مجھے جانا چاہیے؟"

اینی نے کہا "تم دونوں اہم ایجنٹ ہو۔ ہم طاہرہ کا نیا پاسپورٹ بنوا کر کل کسی فلائٹ سے اسے بھیج دیں گے۔ مسٹر افضال' تم چلے جاؤ۔"

طاہرہ نے کہا "ہرگز نہیں۔ کیا تم مجھے چھوڑ کر جاؤ گے افضال؟"

"دانش مندی یہی ہے۔ تم کل تک چلی آؤ گی۔"

"بکواس مت کرو۔ وہ میرے اندر گھسا ہوا ہے۔ اینی اور رائٹ بوائے اسے باہر نہیں نکال سکیں گے۔ وہ دشمن مجھے عذاب میں جلا کرتا رہے گا اور تم مجھے چھوڑ کر عیش کرتے رہو گے۔"

اسی وقت سائرہ تیزی سے چلتی ہوئی آئی۔ سامنے پہنچ کر بولی۔ "مجھ سے جھوٹ بول کر آپ دونوں کہاں جارہے ہیں؟"

طاہرہ نے پوچھا "تم یہاں کیسے آگئیں؟"

"مجھے میرے نادیدہ دوست نے بتایا ہے کہ ماں باپ کا خون سفید ہوگیا ہے۔ آج اس نے اپنا نام بتایا ہے۔ اس کا نام علی تیمور ہے۔"

اینی ڈیسوزا اور رائٹ بوائے چونک گئے۔ اینی نے کہا "ہمیں کیا معلوم تھا کہ تم دونوں فرہاد علی تیمور کے بیٹے کے شکنجے میں ہو۔ ہمیں میڈم (الپا) کو نئی صورتِ حال سے آگاہ کرنا ہوگا۔ ہم جارہے ہیں۔ اگر میڈم مناسب سمجھیں گی تو ہمیں دوبارہ آنے دیں گی۔"

"کیا ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ واپس نہ آؤ؟"

"ہوسکتا ہے۔ فرہاد اور اس کے بیٹوں کے مقابلے پر جو بھی آتا ہے' وہ ان کے شکنجے میں پھنس جاتا ہے۔ ہم میڈم کے حکم کے مطابق عمل کریں گے۔"

وہ چلے گئے۔ طاہرہ اور افضال بے یار و مددگار رہ گئے۔ سائرہ نے افضال سے پوچھا "ابھی آپ کس سے باتیں کررہے تھے؟"

"ہمارے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے لیکن وہ علی کا نام سن کر بھاگ گئے ہیں۔"

"کیوں بھاگ گئے؟ آپ ان پر بھروسا کر کے بیٹی کو کس کے سہارے چھوڑ کر جارہے تھے؟"

"بیٹی! تم موساد والوں کی نگرانی میں رہتیں۔ وہ تمہاری حفاظت کرتے رہتے۔"

وہ بولی "پھر وہ موساد والے بھی علی کا نام سن کر بھاگ جاتے۔ مجھے ایسے ہی چھوڑ دیتے جیسے وہ آپ دونوں کو چھوڑ کر گئے ہیں۔"

"ہمیں طعنے نہ دو۔ ہم پہلے ہی پریشان ہیں۔ تمہارے دوست علی نے کہا تھا کہ ہم اسے دھوکا دیں گے اور پاکستان سے بھاگنا چاہیں گے تو وہ ہمیں دماغی اذیتیں پہنچا کر نیم پاگل بنادے گا۔ ہمیں گلیوں میں' شہروں میں اور ہماری سوسائٹی میں بے عزت کرتا رہے گا اور ہمیں تڑپا تڑپا کر مارتا رہے گا۔"

سائرہ نے کہا "اگر کوئی ظلم کرے تو تھانے میں جا کر فریاد کرنا چاہیے۔ آپ دونوں پولیس اسٹیشن جائیں۔"

"کیسی باتیں کرتی ہو۔ علی ہماری اصلیت بتائے گا تو ہمیں قانون کی گرفت میں لے لیا جائے گا۔ بڑی سخت سزائیں ملیں گی۔"

وہ باتیں کررہے تھے۔ ان کا سامان ذرا دور ایک ٹرالی پر رکھا ہوا تھا۔ دو افراد ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر ان کی اٹیچیاں دوسری ٹرالی میں رکھ کر لے جارہے تھے۔ علی بھی وہاں موجود تھا لیکن اس کی پشت سامان کی طرف تھی۔ وہ لے جانے والوں کو نہ دیکھ سکا۔

الپا نے اپنے دونوں ماتحتوں کو سمجھایا تھا کہ طاہرہ اور افضل کو علی کی گرفت سے نہیں نکال سکو گے۔ اس لیے تمام اہم راز غائب کرنے کی کوشش کرو اور وہ آلۂ کار کے ذریعے یہی کررہے تھے۔ دونوں اٹیچیوں میں فائلیں' وڈیو کیسٹس اور تصاویر سے بھرے لفافے تھے۔ وہ ان اٹیچیوں کو وہاں سے لے گئے۔

سائرہ نے کہا "آپ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا تھا لیکن میں نہیں چھوڑ سکتی کیوں کہ ابھی بچی ہوں۔"

علی نے کان میں سرگوشی کی "جوان ہوچکی ہو۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ میں تم سے زیادہ جانتی ہوں۔ جب

کہہ رہی ہوں کہ بچی ہوں تو پھر بچی ہوں۔"

طاہرہ نے پوچھا "کیا تم اس سے باتیں کررہی ہو؟"

"اور کیا کروں؟ آپ دونوں اپنے تھے' پرائے ہوگئے اور وہ پرایا تھا' اپنا ہوگیا ہے۔ اب تو اسی سے باتیں کرتی رہوں گی۔"

افضال نے کہا "میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے' ہم کہاں جائیں؟ جہاں جائیں گے' وہاں وہ ہمیں سزا دینے پہنچے گا۔ وہ یہاں بھی ہے۔ تم اس سے باتیں کررہی ہو۔ کیا تم اس سے التجا نہیں کرسکتیں کہ وہ ہمیں معاف کردے۔"

"میں اتنا جانتی ہوں کہ جب تک میں آپ کے ساتھ رہوں گی' میرا دوست آپ دونوں کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ بیٹی کے سامنے بزرگوں کی بے عزتی نہیں کرے گا۔ آئیں گھر چلیں۔"

انہوں نے وہاں سے اٹھ کر سامان کی طرف دیکھا تو چونک گئے۔ طاہرہ نے ٹرالی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "ہماری دونوں اٹیچیاں کہاں ہیں؟"

افضال نے کہا "ضرور وہ لے گیا ہے۔ اب ان ثبوتوں کی موجودگی میں ہمارے خلاف قانونی کارروائی کرے گا۔"

علی نے کہا "سائرہ! میں تم سے جھوٹ نہیں بولتا۔ میں تو تمہارے پاس ہوں۔ وہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے اٹیچیاں لے گئے ہوں گے۔"

"ممی! پپا! پلیز میرے دوست کو الزام نہ دیں۔ یہ میرے ساتھ ہے۔ آپ ہی کے لوگ وہ سامان لے گئے ہیں۔"

انی اور رائٹ بوائے نے آکر ان دونوں سے کہا "اطمینان رکھو۔ ہم وہ تمام ثبوت لے گئے ہیں۔ اب وہ دشمن اس ملک میں موساد کی سرگرمیاں ثابت نہیں کرسکے گا۔"

"تم لوگ ایجنسی کو بچارہے ہو اور ہمیں قربانی کا بکرا بنارہے ہو۔"

"وہ تمہیں بھی موساد کا ایجنٹ ثابت نہیں کرسکے گا۔ تم دونوں قانون کی گرفت میں نہیں آؤ گے۔"

"قانون ایسی سزائیں نہیں دے گا' جیسی سزائیں وہ دیتا رہے گا۔ ہمیں اس دشمن سے بچاؤ۔"

"ضرور بچائیں گے۔ ہم پوری کوششیں کررہے ہیں۔ جب تک ہمیں کامیابی نہ ہو' اس سے دوستی رکھو۔"

افضال نے بیٹی سے کہا "ہم تمہارے دوست کو سامان چرانے کا الزام نہیں دے رہے ہیں۔ کیا وہ ہمارا دوست نہیں بن سکتا۔ ہماری یہ ایک غلطی معاف کرادو۔ آئندہ ہم وہی کریں گے' جو تمہارا دوست چاہے گا۔"

سائرہ نے کہا "ساری معافیاں ائرپورٹ پر نہ مانگیں' کچھ گھر کے لیے رکھیں۔ چلیں گھر چلیں۔"

وہ دونوں بیٹی کے ساتھ باہر آکر کار میں بیٹھ گئے۔ گھر کی طرف جاتے ہوئے سائرہ نے کہا "آپ ایسا کام کیوں کرتے ہیں' جس سے میرا دوست ناراض ہوجاتا ہے۔"

"آئندہ نہیں کریں گے۔"

"دوست! تم کیا چاہتے ہو؟"

"میں سب سے پہلے یہ چاہتا ہوں کہ تم اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ اپنے باپ دادا کے دین کو سمجھو۔ کیا تم اپنے دادا' پردادا کے دین پر اور تہذیب اور ثقافت پر ناز نہیں کروگی؟"

"ساری دنیا ورثے میں ملی ہوئی ہر چیز پر فخر کرتی ہے اگر میرے بزرگوں کا دین قابلِ فخر ہوگا تو میں ضرور فخر کروں گی۔"

"انشاءاللہ ضرور کروگی لیکن تمہارے ماں باپ تم تینوں بہن بھائیوں کو دینی تعلیمات حاصل کرنے نہیں دیں گے۔ کسی نہ کسی طرح رکاوٹیں پیدا کرتے رہیں گے۔"

افضال نے کہا "میں بچوں کی قسم کھاکر کہتا ہوں' ایسا نہیں کروں گا۔"

طاہرہ نے کہا "میں بھی وعدہ کرتی ہوں' تمہارے دوست کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کروں گی۔"

سائرہ نے کہا "دوست! تم اطمینان رکھو۔ میں اپنے دونوں بھائیوں کو سمجھایا کروں گی کہ ہمیں یہودیت کے بعد اب دینِ اسلام کو بھی سمجھنا چاہئے بلکہ دنیا کے ہر مذہب کو سمجھنے سے ہی فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے کہ ہمارے لئے کون سا مذہب بہترین ہے۔"

وہ گھر پہنچ گئے۔ سائرہ نے اپنے کمرے میں آکر پوچھا "کیا میرے پاس ہو؟"

"ہاں۔ مجھے جانا چاہئے۔ شاید تم لباس تبدیل کروگی؟"

"لباس چینج کرکے تمہارے ساتھ شاپنگ کے لئے جانا چاہتی ہوں۔ ارے ہاں' کیا تم لباس نہیں بدلتے ہو؟"

"روز غسل کرتا ہوں۔ اتارا ہوا لباس پھینک کر خریدا ہوا اپنا لباس پہن لیتا ہوں۔"

"اتارا ہوا لباس کیوں پھینک دیتے ہو؟"

"میرے پاس اپنا سامان رکھنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ میرا کوئی گھر نہیں ہے۔"

"میں تمہاری ضرورت کی تمام چیزیں اپنے کمرے میں اپنی الماریوں میں رکھا کروں گی۔ ابھی چلو' میں تمہارے لئے بہت ساری چیزیں خریدوں گی۔ لیکن اب تمہیں میرے سامنے آنا چاہئے۔ میں تمہیں دل کی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"تم ایک بار مجھے دیکھ چکی ہو۔"

"میں نے تمہیں کب دیکھا ہے؟"

"جب میں نے ایک انگلی سے انگوٹھی نکال کر دوسری انگلی میں پہنائی تھی۔"

وہ اپنے دھڑکتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر بولی "کیا وہ خواب نہیں تھا؟ کیا تم تھے؟ کیا تم سچ مچ میرے بستر پر....."

"ہاں تمہارے بستر پر تھا۔ تمہاری عزت آبرو کا محافظ تھا۔ اب بھی ہوں اور آخری سانس تک رہوں گا۔"

"دوست! تم بہت اچھے ہو۔ میرے سامنے آؤ۔"

"تمہارے پیچھے ہوں۔ دیکھو۔"

اس نے پلٹ کر دیکھا تو دم بخود رہ گئی۔ وہی خوب رو پہاڑ جیسا قد آور جوان تھا' جو پچھلی بار اس کے پہلو میں تھا۔ اب روبرو تھا۔ سیدھی سادی سی بات یہ تھی کہ ازل سے اس کے دل کی دھڑکنوں میں رہتا آیا تھا۔ آج پہلی بار نگاہوں میں سامنے آیا تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ سائرہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا۔ وہ بولا "تم میری سب سے خوب صورت امانت ہو۔ تمہیں میلا نہیں ہونے دوں گا۔ جب تم آباد اجداد کے دین کو پورے شعور سے اور پوری توجہ سے سمجھ لوگی تو تمہیں اپنی شریکِ حیات بنالوں گا۔ میری لائف پارٹنر بنوگی؟"

اس نے سر جھکاکر ہاں کے انداز میں سرہلایا۔ علی نے جھک کر اس کی ہتھیلی کی پشت کا بوسہ لیا پھر کہا "میں نادیدہ بن کر جارہا ہوں۔ لباس تبدیل کرو۔ جب کار میں آکر بیٹھو گی تو وہاں ظاہر ہوجاؤں گا۔"

وہ دروازے کی طرف جاتے جاتے نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ وہ خوشی سے اچھل کر دوڑتی ہوئی آئینے کے سامنے آئی۔ اپنے عکس کو دیکھ کر بولی "کتنے مزے کا دوست ہے نا؟ میں جیسا سوچتی تھی' اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اس کے ساتھ کھیلنے میں بڑا مزہ آئے گا مگر ایک بات ہے۔ ہے ذرا اُلّو۔ ایک ہاتھ کا بوسہ لیا۔ اگر دوسرے ہاتھ کا بھی لیتا تو کیا میں منع کرتی؟"

اس نے اپنی ہتھیلی کی پشت دیکھی۔ اس نے جہاں بوسہ لیا تھا۔ اس جگہ کو سہلاتے ہوئے ہنستے ہوئے بولی "گدگدی ہورہی ہے۔"

طاہرہ اور افضال ڈرائنگ روم میں پریشان اور سہمے ہوئے تھے۔ افضال نے کہا "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔ جب ہمارے دماغوں کو لاک کردیا گیا تھا اور بڑے دعوے سے کہا گیا تھا کہ دشمن ہمارے اندر نہیں آسکیں گے تو پھر علی تمہارے دماغ میں کیسے آگیا؟"

طاہرہ نے کہا "انی ڈیسوزا اور رائٹ بوائے کمزور اور بزدل ہیں۔ علی کا نام سنتے ہی بھاگ گئے تھے۔"

"ایسا نہ کہو۔ انہوں نے بڑی چالاکی سے وہ تمام اہم راز چرالئے ہیں۔ اب علی کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ وہ ہمارے اور موساد کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کرسکے گا۔ اس کے پاس نادیدہ بننے اور خیال خوانی کرنے کی صلاحیتیں ہیں۔ اس لیے وہ قانون کے دائرے سے باہر رہ کر ہمیں اور موساد کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتا رہے گا۔"

"کیا وہ دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمیں اس سے نجات دلاسکیں گے؟"

"پتا نہیں وہ کیا کریں گے۔ ان کی ایک کوشش تو ناکام ہوچکی ہے۔"

طاہرہ نے ذرا قریب ہوکر کہا "ذرا غور کرو۔ علی انتہا پسند مسلمان ہے۔ ہمیں پہلے ہی قتل کردیتا لیکن ہماری بیٹی اسے دوست بناکر ہمیں بچارہی ہے۔"

"ہوں۔ بے شک سائرہ نہ ہوتی تو وہ ائرپورٹ پر ہماری بہت بے عزتی کرتا۔ ہمیں دماغی مریض بنادیتا۔ سائرہ ہی کے کہنے پر اس نے چرایا ہوا تمام سامان واپس کردیا تھا۔"

وہ بولی "ہماری بیٹی بہت کام آسکتی ہے۔ اس کا دین ایمان کمزور کرسکتی ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"کیسا بچوں جیسا سوال کررہے ہو۔ مجھ سے ملنے سے پہلے تم پانچوں وقت کے نمازی تھے۔ کہاں گئیں تمہاری نمازیں؟ میرے پیچھے پیچھے گھومتے رہتے تھے۔ علی بھی کل سے ہماری بیٹی کے پیچھے لگا ہے۔ اس کا دیوانہ ہے۔ ایسے وقت سائرہ ہماری طرف اسے جھکا سکتی ہے۔ اسے ہماری راہوں پر چلا سکتی ہے۔"

"ہوں۔ اس معاملے میں تم بڑی تجربہ کار ہو۔ بیٹی کو بھی اپنی قاتلانہ ادائیں سکھاؤ۔ مجھے یقین ہے' ٹیلی پیتھی سے زیادہ یہ حربہ کامیاب رہے گا۔"

طاہرہ صوفے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ وہ بیٹی کے پاس جانا چاہتی تھی' اسی وقت سائرہ اپنے کمرے سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ طاہرہ نے آگے بڑھ کر کہا "آہا' میری بیٹی اس لباس میں

بہت ہی حسین اور اسمارٹ نظر آرہی ہے۔"

وہ مسکرانے لگی۔ ماں نے اس کی پیشانی کو چوم کر کہا "بیٹی! وہ تمہارا دیوانہ ہے۔ تم اس سے جو بات منوانا چاہو گی' وہ مان لے گا۔ اسے جس سانچے میں ڈھالنا چاہو گی' وہ ڈھل جائے گا۔"

"ممی! میں بہت جلدی میں ہوں۔ اس موضوع پر پھر کسی وقت باتیں کروں گی۔ وہ میرا انتظار کررہا ہے۔ ہم شاپنگ کے لیے جارہے ہیں۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ڈرائنگ روم سے باہر چلی گئی۔ طاہرہ نے افضال سے کہا "وہ اسی کے ساتھ شاپنگ کے لیے جارہی ہے۔ اسے ٹریننگ کی ضرورت نہیں ہے۔ آخر میری بیٹی ہے۔"

کار اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی۔ ان دونوں نے ڈرائنگ روم سے باہر برآمدے میں آکر دیکھا۔ سائرہ کار ڈرائیو کررہی تھی۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر کوئی مرد بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت نظر آئی' چہرہ نظر نہیں آیا۔ کار احاطے سے باہر جاکر نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

طاہرہ نے کہا "وہ ہمارے سامنے نہیں آتا۔ ہماری سائرہ کو اپنی صورت دکھاتا ہے۔ بے شک لوہا گرم ہے۔ میری بیٹی کی ایک ایک ضرب اس لوہے کو ہماری طرف موڑ لے گی۔"

ان دو اٹیچیوں میں جتنے اہم راز تھے انہیں اس بار جان شیفرڈ کی کوٹھی میں نہیں لایا گیا۔ وہ جگہ اور جان شیفرڈ' علی کی نظروں میں آگئے تھے۔ انہیں ایک دوسرے خفیہ اڈے میں پہنچایا گیا۔ وہاں موساد کے دو بڑے ایجنٹ تھے۔ انہوں نے وہ اٹیچیاں کھول کر سامان چیک کیا۔ ایک نے لفافے سے تصویریں نکالیں' وہ تمام تصویریں فیملی ممبران کی تھیں۔ ان کا موساد ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ فائلیں کھول کر ورق گردانی کی گئی۔ مختلف کاغذات پڑھے گئے۔ ان کاغذات کا تعلق بھی موساد سے' طاہرہ اور افضال سے نہیں تھا۔ پھر تو ویڈیو کیسٹس پر بھی شبہ ہوا۔ انہیں وی سی آر کے ذریعے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ عام انگریزی فلمیں ہیں۔

اینی اور رائٹ بوائے ٹیلی پیتھی کے ذریعے ان ایجنٹوں کے اڈے میں موجود تھے۔ ایک ایجنٹ نے کہا "ہم نے علی کا نام سن کر ہی سمجھ لیا تھا کہ اب طرح طرح سے دشواریوں کا سامنا ہوگا اور ہم جیتی ہوئی بازیاں ہارتے رہیں گے۔ علی نے ان دونوں اٹیچیوں میں ہمارے لیے کچرا بھیجا ہے۔"

ان دونوں ٹیلی پیتھی جاننے والوں نے طاہرہ اور افضال کے پاس آکر کہا "تم دونوں تقریباً بیس سال پرانے اور تجربہ کار ایجنٹ ہو لیکن اپنا سامان چیک کئے بغیر یہاں کے اہم راز نہیں کچرا لے جارہے تھے۔"

طاہرہ نے پوچھا "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم نے پچھلی رات ایک ایک فائل اور ایک ایک تصویر دیکھی تھی۔"

"لیکن اٹیچیوں میں سامانِ سفر رکھتے وقت چیک نہیں کیا تھا۔ علی نے وہ تمام سامان بدل دیا تھا۔"

اینی ڈیسوزا نے کہا "یہ خوش فہمی ختم ہوگئی کہ تمہار موساد ایجنسی کے راز محفوظ ہیں۔ وہ سب علی کی فولادی تجور ہیں۔"

طاہرہ اور افضال کی پریشانیاں بڑھ گئیں۔ انہوں نے "اب کیا ہوگا؟"

"کیا کہا جاسکتا ہے۔ ہم اس کے مقابلے میں ٹیلی پیتھی جا ہیں لیکن وہ نادیدہ بن کر کامیابیاں حاصل کررہا ہے۔"

طاہرہ نے کہا "ابھی وہ نادیدہ نہیں ہے۔ میری بیٹی کے شاپنگ کے لیے گیا ہے۔"

"کیا وہ سائرہ کے ساتھ ٹھوس جسمانی حالت میں ہے؟"

"کیا وہ شاپنگ کے لیے گیا ہے؟"

"ہاں۔ ہاں ہم نے اپنی آنکھوں سے اسے سائرہ کے جاتے دیکھا ہے۔"

اینی نے کہا "آؤ رائٹ بوائے! ہمیں اس موقع سے اٹھانا چاہیے۔"

وہ دونوں ان کے دماغوں سے چلے گئے۔ موقع سے اٹھانے والے ہمیشہ ناکام نہیں رہتے۔ کبھی کوئی موقع کامیابی کا مل جاتا ہے۔

سائرہ اور علی مارکیٹ میں تھے۔ مختلف دکانوں میں جا ضرورت کی چیزیں خرید رہے تھے۔ سائرہ اپنی پسند سے علی کے لباس خرید رہی تھی۔ ایک نہیں کئی جوڑے اور سوٹ خرید تھی۔ وہ کہہ رہا تھا "اتنے لباس نہ خریدو۔ میری زندگی خانہ بد میں گزرتی ہے۔"

وہ ناراض ہوکر بولی "کیا مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟"

"میں تمہیں چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اپنے تمہیں بھی خانہ بدوش بناؤں گا۔"

وہ خوش ہوگئی "پھر تو مجھے بھی کم سے کم شاپنگ کرنی چاہ پتا نہیں تم کب مجھے بھگا کر لے جاؤ۔"

وہ دونوں ہنسنے لگے۔ زندگی بہت خوب صورت ہوگئی ایسے ہی وقت بدصورت موڑ آتے ہیں' جب زندگی خوب صو ہوتی ہے۔ ایک بڑے جنرل اسٹور کے گراؤنڈ فلور پر دو گن مین نے نشانہ لیا۔ اس کے اوپر فرسٹ فلور سے تیسرے گن مین نشانہ لیتے ہی گولی چلادی۔

پہلی ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی گولی سیدھی علی کو آکر اس نے اچھل کر گرتے ہوئے پکار کر کہا "ممی! کم آن۔۔۔ ای۔۔۔ ای۔۔۔"

وہ سائرہ کو کھینچتے ہوئے فرش پر گرا۔ دکان میں بھگدڑ مچ ہوگئی تھی۔ فرسٹ فلور اور گراؤنڈ فلور سے تڑا تڑ گولیاں بر جارہی تھیں۔ علی کا لہو فرش پر بہتا جارہا تھا۔



آمنہ فرہاد مراقبے میں تھی۔ یکبارگی اس کے دماغ میں دھاکا سا ہوا۔ علی اسے پکار رہا تھا۔ "ممی! کم آن۔۔۔ ممی۔ ای۔۔۔ ای۔۔۔!"

وہ ہڑبڑا کر مراقبے سے نکلی۔ پھر دوسری ہی ساعت میں بیٹے کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے گولی لگتے ہی ماں کو آواز دی تھی پھر اس سے پہلے کہ دوسری گولی لگتی' وہ گولی نگل کر سایہ بن گیا۔ اس شاپنگ سینٹر میں لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر مورچا بنانے والے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ سائرہ کے ساتھ تھا۔ سائرہ موجود تھی' وہ معدوم ہوگیا تھا۔

کوئی بھی آنکھوں والا اسے دیکھ نہیں سکتا تھا لیکن آمنہ روحانی بصیرت سے بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔ وہ سایہ بن کر فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ ڈوبتے ہوئے ذہن سے کہہ رہا تھا "ممی! سائرہ۔ یہ۔۔۔ یہ آپ کی۔۔۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ وہ بے ہوش ہوگیا۔ سائرہ ایک شوکیس سے ٹیک لگائے فرش پر دوزانو بیٹھی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھوں سے اِدھر اُدھر فرش کو ٹٹول کر پوچھ رہی تھی "تم کہاں ہو؟ مجھے بھی چھپالو۔ یہ دشمن مجھے مار ڈالیں گے۔"

آمنہ نے اس کے مختصر سے خیالات پڑھے۔ پھر اس کی سوچ میں بولی "مجھے ڈرنا نہیں چاہیے۔ یہ صرف علی کو ہلاک کرنے آئے تھے۔ یہ قاتل یہودی ہیں۔ مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

وہ قاتل وہاں زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے تھے۔ گرفتار ہونے کا اندیشہ تھا اس لیے وہاں سے فرار ہوگئے۔ آمنہ جناب علی اسد اللہ تبریزی کے پاس آئی پھر بولی "یا حضرت! میرے علی کی زندگی خطرے میں ہے۔ خدا کے لیے اسے بچائیں۔"

جناب تبریزی نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے پاس پہنچ کر اسے دیکھا۔ اس نے نادیدہ بن کر دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے جو گولی نگلی تھی اس نے اسے مزید گولیوں سے بچالیا تھا لیکن اب وہ نادیدہ بن کر ایک مسئلہ بن گیا تھا۔ نہ کوئی اسے دیکھ سکتا تھا' نہ وہاں سے اسے اٹھا کر اسپتال پہنچا سکتا تھا۔

وہ روحانی عمل کے ذریعے' اس کے اندر پہنچی ہوئی گولی کے اثر کو زائل کرنے لگے۔ چند سیکنڈ کے بعد ہی وہ فرش پر پڑا ہوا نظر آنے لگا۔ سائرہ اسے دیکھتے ہی لپٹ گئی۔ وہ بے ہوش تھا اور اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ لوگ وہاں جمع ہونے لگے۔ سائرہ نے چیخ کر کہا۔ "ایمبولینس لے کر آؤ۔ جلدی کرو۔ تماشا نہ دیکھو۔"

جناب تبریزی چشم زدن میں ایک قریبی اسپتال پہنچ گئے تھے۔ پھر اس کے ڈرائیور کے ذریعے وہاں سے ایمبولینس لے آئے۔ علی کو جب تک اسپتال پہنچایا جارہا تھا' اس وقت تک جناب تبریزی نے وہاں کے ڈاکٹروں کو مستعد کردیا۔ جو گھروں میں آرام کررہے تھے وہ روحانی ٹیلی پیتھی کے زیرِ اثر آپریشن تھیٹر میں چلے آئے۔

ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر آپریشن شروع ہوگیا۔ اسپتال کے انچارج نے فون کرکے پولیس کو بلایا۔ پولیس افسر نے آتے ہی دھمکی دی کہ یہ پولیس کیس ہے۔ پولیس کی اجازت کے بغیر ڈاکٹروں کو یہ کیس ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے تھا۔

سائرہ نے کہا "زخمی کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ کیا ایسے میں پولیس سے اجازت لینے میں وقت ضائع کرنا دانش مندی ہوتی؟ اجازت لینے میں دیر ہوجائے تو مریض کی جان بھی جاسکتی ہے۔"

"کوئی جان نہیں جاتی۔ جس کو مرنا ہوتا ہے' وہ مرجاتا ہے۔ لیکن قانون پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس زخمی کا سرپرست کون ہے؟"

"میں ہوں۔ میرا نام سائرہ افضال ہے۔ پولیس کی اجازت کے بغیر یہ آپریشن ہورہا ہے اور تمہارے غصہ دکھانے تک ہوجائے گا۔"

"میں کہتا ہوں۔ سرپرست کا' کسی بزرگ کا نام بتاؤ ورنہ میں تمہیں گرفتار کرکے لے جاؤں گا۔"

"آہستہ بولو ورنہ وہ آپریشن تھیٹر سے اٹھ کر آئے گا تو تمہاری کھوپڑی گھما کر رکھ دے گا۔ تم اسے نہیں جانتے' وہ بڑا وہ ہے۔"

"تم تھانے چلو' ہم تمہارا بیان لیں گے۔"

"میرا وہ آپریشن تھیٹر میں ہے۔ میں اسے چھوڑ کر نہیں جاؤں گی۔ تم اپنا تھانہ یہاں لے آؤ۔"

پولیس افسر نے اسے گھور کر دیکھا۔ پھر اسے اتنی شدت سے گھورنے لگا کہ اسے ایک کے دو نظر آنے لگے۔ وہ چاہتا تھا کہ اب گھورنا چھوڑ دے مگر وہ اپنے اختیار سے باہر ہوگیا تھا۔ اس نے گھبرا کر اپنے ماتحت سے کہا "اوئے دین محمد! یہ میری آنکھوں کو کچھ ہوگیا ہے۔ ارے ڈاکٹر کو جلدی بلا کر لا۔"

دین محمد وہاں سے گیا۔ وہ اپنی آنکھیں سائرہ کی طرف سے پھیرنا چاہتا تھا لیکن اس پر سے نظریں نہیں ہٹ رہی تھیں۔ اس نے سائرہ کو نہ دیکھنے کے لیے اپنی دونوں آنکھوں پر ہاتھ رکھنا چاہا لیکن اس کے دونوں ہاتھ سر پر چلے گئے۔ اس نے پھر کوشش کی تو اس کے دونوں ہاتھ پیٹ پر آگئے۔

ڈاکٹر نے آکر پوچھا "کیا بات ہے؟"

وہ بولا "میں نے اس لڑکی کو گھور کر دیکھا۔ تب سے دیکھ رہا ہوں۔ مجھے ایک کے دو نظر آرہے ہیں۔ پلیز ڈاکٹر! مجھے ٹھیک کرو ورنہ میری آنکھیں باہر نکل آئیں گی۔"

ڈاکٹر نے ایک زور کا تھپڑ اس کے منہ پر رسید کیا۔ طمانچے کا جھٹکا پڑتے ہی آنکھیں سیدھی ہوگئیں۔ افسر نے آنکھیں بند کرکے کھولیں پھر کہا "تھینک یو ڈاکٹر! اب میں پہلے کی طرح دیکھ سکتا ہوں۔"

ڈاکٹر نے کہا "آئندہ جوان لڑکیوں کو گھورنے سے توبہ کرو۔"

افسر سائرہ سے نظریں چرا کر دوسری طرف چلا گیا۔ اپنے ماتحت سے بولا "میں اس لڑکی کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ اسے پکڑ کر تھانے لے چلو۔"

تین سپاہی ایک طرف گئے۔ اس ماتحت نے ایک نرس کو پکڑ کر کہا "تھانے چلو۔"

نرس اپنا ہاتھ چھڑانے اور شور مچانے لگی۔ ڈاکٹر نے آکر پوچھا "کیا بات ہے؟ سسٹر کا ہاتھ چھوڑو۔"

"ہرگز نہیں۔ انسپکٹر صاحب کا حکم ہے، ہم اسے لے جائیں گے۔"

انسپکٹر نے آکر کہا "میں نے سسٹر کو پکڑنے کے لیے نہیں، اُس لڑکی کو پکڑنے کے لیے کہا ہے، جو زخمی کو یہاں لائی ہے۔"

سپاہی نے نرس کو چھوڑ دیا اور کہا "جناب عالی! ہم اسے پکڑ نہیں سکتے۔ آپ پکڑ سکیں تو لے چلیں۔"

"کیا یہ لڑکی کوئی دہشت گرد ہے، جسے میں پکڑ نہیں سکوں گا؟"

پھر اس نے نرس کا ہاتھ پکڑ کر کہا "تھانے چلو۔"

وہ ہاتھ چھڑا کر بولی "مجھے نہیں، اسے پکڑو۔ کیا دماغ خراب ہوگیا ہے۔"

وہ سائرہ کی طرف بڑھا۔ پھر اس کے پاس کھڑے ہوئے سپاہی کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اے لڑکی! چل تھانے۔"

وہ سپاہی کو پکڑ کر کھینچتا ہوا وہاں سے لے جانے لگا۔ سب لوگ ہنسنے لگے۔ سائرہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستے ہوئے بولی "میرا علی بڑے مزے کی حرکتیں کرتا ہے۔ اسے آپریشن کے وقت آرام سے رہنا چاہیے۔ دوسروں کے دماغوں میں جاکر تماشے نہیں کرنا چاہیے۔"

ایک ڈاکٹر نے آپریشن تھیٹر سے باہر آکر سائرہ کو دیکھا پھر مسکرا کر کہا "مبارک ہو۔ مریض خطرے سے باہر ہے۔"

"ڈاکٹر! اسے منع کرو، وہ آپریشن کے وقت باہر نہ آئے۔ وہ ابھی پولیس والوں کو اُلّو بنا رہا تھا۔"

"تم کس کی بات کررہی ہو؟ وہ تو آپریشن تھیٹر میں بے ہوش پڑا ہے۔ کیا تم نے اس کے لیے کوئی کمرا لیا ہے؟"

ایک شخص نے آکر کہا "یس ڈاکٹر! ایک اسپیشل کمرا بک ہوچکا ہے۔ ہم نے تمام ادائیگی کردی ہے۔"

ڈاکٹر چلا گیا۔ سائرہ نے اس شخص سے پوچھا "مسٹر! تم کون ہو؟ اور تم نے میرے علی کے لیے کمرا کیوں بُک کرایا ہے؟"

وہ بابا صاحب کے ادارے کا ایک جاسوس تھا، اس نے کہا۔ "میں آپ کا اور علی صاحب کا خادم ہوں۔ ہم نے سیکیورٹی کا انتظام کیا ہے۔ علی صاحب کے کمرے میں آپ کے سوا کوئی نہیں جائے گا۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ کھانے پینے کی چیزیں اور پھول وغیرہ ان کے کمرے میں نہیں لے جائیں گی۔"

"میں علی کی پسند کی کوئی چیز لے جاؤں گی تو اس میں اعتراض کی کیا بات ہے؟"

"دشمن ٹیلی پیتھی کے ذریعے آپ کے دماغ پر قبضہ جما سکتا ہے۔ آپ کی کسی چیز میں کوئی کیپسول بم وغیرہ چھپا سکتا ہے۔ کھانے میں زہر ملا سکتا ہے۔"

"ہاں، تم بہت سمجھ دار ہو۔ تم اب تک کہاں تھے؟"

"ہم کئی باڈی گارڈ ہیں۔ علی صاحب سے دور دور رہتے ہیں۔ ضرورت کے وقت قریب چلے آتے ہیں۔"

"تم نے ان کو گولی مارنے والے دشمنوں کو گولی کیوں نہیں ماری؟"

"ہم ایسے وقت نہیں چوکتے۔ ہم نے دو قاتلوں کو شاپنگ سینٹر کے باہر ہلاک کردیا تھا۔ تیسرے زخمی دشمن کے خیالات پڑھنے سے معلوم ہوا کہ وہ یہودی تھا اور موساد ایجنسی سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کے ماں باپ نے انہیں بتایا تھا کہ علی صاحب ٹھوس جسم کے ساتھ ہیں اور آپ کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئے ہیں۔"

"ہاں، میں نے ممی اور پپا کو بتایا تھا کہ اپنے علی کے ساتھ شاپنگ کے لیے جارہی ہوں۔ او گاڈ! ممی اور پپا نے دشمنی کی انتہا کردی۔ ہمارے پیچھے قاتلوں کو بھیج دیا۔ آئی ہیٹ دیم، مجھے ان پر غصہ آرہا ہے۔"

"ہم ان قاتلوں کی طرح آپ کے ممی اور پپا کو بھی زندہ نہ چھوڑتے لیکن ہم نے ان کا آخری فیصلہ علی صاحب پر چھوڑ دیا ہے۔ وہ صحت یاب ہوکر انہیں سزائیں دیں گے۔"

علی تیمور پر قاتلانہ حملہ کرنے کی جراُت کرنا گویا موت کو دعوت دینا تھا اور موت صرف قاتلانہ حملہ کرنے والوں کی نہیں بلکہ ان کی پشت پناہی کرنے والوں کی بھی لازمی ہوگئی تھی۔

آمنہ نے مجھے مخاطب کیا "فرہاد! علی کے پاس آؤ اور دیکھو کہ دشمنوں کے احمقانہ حوصلے کتنے بڑھ گئے ہیں۔"

میں علی کے پاس پہنچا۔ اس وقت وہ بے ہوش تھا... میری غیرموجودگی میں آمنہ نے سیکیورٹی کے انتظامات بڑی سختی سے کیے تھے۔ میں نے سائرہ کے خیالات پڑھ کر علی اور اس کے مختصر سے حالات معلوم کیے۔ میری معلومات کے لیے اتنا کافی تھا کہ اسرائیل سے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے آئے تھے۔ ان کے ہی تعاون سے علی پر حملہ کیا گیا تھا۔

میں اپنے جوان بیٹوں کی غیر معمولی صلاحیتوں سے اور ان کے کارناموں سے مطمئن ہوکر آرام سے زندگی گزار رہا تھا۔ خیال تھا کہ دشمنوں سے بے نیاز رہ کر خوش نصیب لوگوں کی طرح وقت پر کھاتا پیتا اور وقت پر سوتا رہوں گا۔ جوانی میں کبھی صحیح وقت پر کھانا اور سونا نصیب نہیں ہوا تھا۔

شاید پھر وہی وقت لوٹ آیا تھا۔ میں سو رہا تھا، دشمنوں نے جگادیا... اچھا نہیں کیا۔

○☆○

موساد والے خوش تھے۔ علی کو گولی ماری گئی تھی اور اس کے بچنے کی امید کم تھی۔ الپا اور برین آدم پریشان ہوگئے تھے۔ وہ موساد والوں سے جھگڑا کررہے تھے کہ علی پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا۔ یہ حملہ فرہاد اور اس کی پوری فیملی کو جھنجوڑ دے گا۔ پھر وہ اسرائیل کا رخ کریں گے۔

'موساد' یہودیوں کی ایک ایسی تنظیم ہے، جو بیرونی ممالک میں اسرائیل کے مفادات کے لیے کام کرتی ہے لیکن اسرائیلی حکام کے تابع نہیں ہے۔ جو لائحۂ عمل اختیار کرتی ہے، اس میں اسرائیلی حکام کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔

اس کے برعکس برین آدم کی خفیہ تنظیم اسرائیلی حکومت کا تعاون حاصل کرتی تھی اور حکومت سے خود تعاون کرتی تھی۔ آدم برادرز کی یہ تنظیم موساد کے مقابلے میں اس لحاظ سے مضبوط تھی کہ اس تنظیم میں ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے۔ ان کی سربراہ الپا تھی۔ موساد والوں کو کسی بہت ہی اہم اور پیچیدہ مسئلے میں تعاون کی ضرورت ہوتی تو وہ برین آدم سے ایک آدھ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کرلیتے تھے۔ اسلام آباد میں علی کے سلسلے میں بھی انہوں نے اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے رائٹ بوائے اور اینی ڈیسوزا کی خدمات حاصل کی تھیں۔

اہم اور ناقابل حل مسئلہ یہ تھا کہ پاکستان میں موساد کی سرگرمیوں کے تمام ثبوت علی کے ہاتھ لگ گئے تھے۔ ان ثبوتوں کو اس سے چھین لینا، شیر کے منہ سے نوالہ چھیننے کے مترادف تھا۔ صرف ٹیلی پیتھی جاننے والے ہی کسی حکمتِ عملی سے وہ تمام ثبوت حاصل کرسکتے تھے۔

الپا نے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اس مقصد کے لیے بھیجا لیکن وہ ناکام رہے۔ موساد والے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پیچھے پڑگئے کہ وہ ثبوت اگر حاصل نہیں ہوسکتے تو علی کو ختم کردو۔ اس طرح کسی اور کو نہیں معلوم ہوگا کہ اس نے وہ ثبوت کہاں چھپائے تھے اور اس طرح پاکستان میں موساد والوں کی موجودگی کا علم کسی کو نہیں ہوگا اور ان کی سرگرمیوں کا راز نہیں کھلے گا۔

الپا اور برین آدم اس بات پر موساد والوں سے ناراض ہوگئے کہ انہوں نے ان کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو علی پر قاتلانہ حملے کے لیے استعمال کیا تھا۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق علی بچ گیا تھا۔ اس کے جسم سے گولی نکال دی گئی تھی اور اب وہ خطرے سے باہر تھا۔

موساد کے سربراہ نے کہا "اب بھی ہمارا پلڑا بھاری رہ سکتا ہے۔ علی بچ گیا لیکن نہیں بچ سکے گا۔ اس کا دماغ کمزور ہے۔ میڈم الپا! تم اس کے کمزور دماغ میں زلزلے پیدا کرکے اسے ہلاک کرسکتی ہو۔"

الپا نے کہا "تاکہ موساد والے محفوظ رہیں اور سارا الزام ہم پر آئے کہ علی کو ٹیلی پیتھی کے ذریعے ہلاک کیا گیا ہے۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ علی کی ماں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اس کے کمزور دماغ کو لاک کرچکی ہوگی۔ اب ہم سے یہ توقع نہ رکھو کہ ہمارا کوئی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والا موساد کے کام آئے گا۔"

"میڈم! ایسا نہ کہو، علی زندہ رہا اور تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو ہمارے قدم یہاں سے اکھڑ جائیں گے۔"

"یوں سمجھو اکھڑ چکے ہیں۔ تم کیا سمجھتے ہو، علی وہاں اسپتال میں تنہا اور بے یارومددگار پڑا ہوگا؟ نہیں، فرہاد کی ٹیلی پیتھی جاننے والی پوری فوج علی کے دماغ کے اندر اور باہر موجود ہوگی۔"

"ہمیں اندازہ ہے کہ علی کے لیے کیسے سخت انتظامات کیے گئے ہوں گے لیکن بڑے بڑے فولادی قلعوں میں بھی سرنگ بنائی جاتی ہے۔"

"تمہیں سرنگ بنانے کا کوئی راستہ دکھائی دے تو ضرور بتانا۔ فی الحال اس قیامت کا انتظار کرو جو ہمارے ملک میں آنے والی ہے۔"

الپا اور برین آدم ان دنوں اس لحاظ سے سکون کا سانس لے رہے تھے کہ انہیں ہزاروں بندروں سے نجات مل گئی تھی۔ انہوں نے منکی ماسٹر کو قیدی بنا کر اس شرط پر زندہ رکھا تھا کہ آئندہ کوئی منکی مین اسرائیل کی زمین پر قدم نہیں رکھے گا۔ وہاں ہزاروں کی تعداد میں جو منکی فوج تھی، وہ جاچکی تھی۔

میں نے خیال خوانی کے ذریعے ہیرو سے پوچھا "یہ یہودی حکمران اور ٹیلی پیتھی جاننے والے آرام اور سکون سے کیوں ہیں؟"

ہیرو نے کہا "میں نے اور جمیلہ نے جب سے علی کے بارے میں سنا ہے، تب سے ہمارے اندر لاوا پک رہا ہے۔ ہم یہاں زلزلے پیدا کرسکتے ہیں لیکن بابا صاحب کے ادارے سے حکم کے منتظر ہیں۔"

"میں ہدایت دے رہا ہوں۔ تم اور جمیلہ نادیدہ رہ کر تمام ٹارچر سیل اور خفیہ قید خانوں میں جاکر دیکھو کہ منکی ماسٹر کو کہاں چھپا کر قید میں رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں باربرا ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمہاری راہنمائی کرے گی۔"

"باربرا ہندوستان گئی ہوئی ہے۔ وہ پارس کے ساتھ رہنا چاہتی ہے۔"

"وہ دونوں تمہارے پاس آئیں گے۔"

میں نے باربرا کو مخاطب کیا، وہ بولی "یس پاپا!"

"تم اسرائیل سے کیوں چلی آئیں؟"

"وہاں میری کوئی خاص مصروفیت نہیں رہی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے سے منکی ماسٹر کے سلسلے میں کوئی ہدایت نہیں مل رہی تھی، کیا میں واپس جاؤں؟"

"ہاں۔ کیا تم علی کے معاملے میں جوابی کارروائی نہیں کروگی؟"

"ضرور کروں گی پاپا! میں دشمنوں کا سکون برباد کردوں گی۔"

"میں یہی چاہتا ہوں۔ میں نے ہیرو کو کام بتادیا ہے۔ تم ابھی اسرائیل جاؤ۔ پارس ایک دو روز میں تمہارے پاس پہنچ جائے گا۔"

میں نے پارس سے کہا کہ وہ جلد سے جلد بھارت کے معاملات نمٹا کر اسرائیل چلا جائے۔ پارس نے وعدہ کیا۔ باربرا خوش ہو کر چلی گئی۔

ہندوستان کے گاؤں گاؤں‘ شہر شہر پر بندر مسلط ہو رہے تھے۔ اصل حکمرانی طاقت اور ہتھیار سے نہیں کی جاتی بلکہ محبت اور عقیدت کے سہارے کی جاتی ہے۔ ہندو اپنے دھرم کے معاملے میں اور دیوی دیوتاؤں کے معاملے میں بڑے عقیدت مند ہوتے ہیں۔ منکی برادر ان کی عقیدت مندی سے فائدہ اٹھا کر ان کے دلوں پر حکومت کر رہا تھا اور جو عوام کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں‘ ان کی حکمرانی پورے ملک میں ہوتی ہے۔

دیوی اپنے دیس سے ان کے قدم اکھاڑنے کی ہر ممکن کوشش کر رہی تھی۔ پارس کو برادر کبیر سمجھ کر اس کا تعاون حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن برادر کبیر اس کے ساتھ وقت گزارنا اور اسے اپنا لائف پارٹنر بنانا چاہتا تھا۔

یہ شرط ناقابلِ عمل تھی۔ دیوی نے کبھی کسی مرد کو چھونے کی اجازت نہیں دی تھی۔ چھونا تو دور کی بات ہے‘ وہ دیوی کی حیثیت سے کسی کے سامنے نہیں آتی تھی۔ اس لیے برادر کبیر کی شرط پوری کرنے اس کے پاس نہیں جاسکتی تھی۔

اس شرط کی وجہ سے دونوں میں اختلاف پیدا ہوگیا تھا۔ دیوی نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ تنہا جدوجہد کرکے تمام بندروں کو اپنے دیس سے بھگادے گی۔

برادر کبیر کی اہمیت اس لیے بھی تھی کہ وہ غیر معمولی ذہانت سے کام لیا کرتا تھا۔ دیوی نے بھی ذہانت سے سوچا تو اسے بندروں کی کمزوری یاد آئی۔ وہ بندر زن پرست تھے۔ ان کا سربراہ منکی برادر بھی حسن پرست تھا۔ دیوی نے چال چلی۔ ایک نہایت حسین و جمیل عورت کو اس کی پوجا کرنے کے لیے بھیجا۔ منکی برادر اسے دیکھتے ہی دیوانہ ہوگیا۔ اس کا پتا ٹھکانا معلوم کرکے اس حسینہ کے بیڈ روم میں پہنچ گیا۔

وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس بیڈ روم میں وڈیو کیمرے کئی جگہ خفیہ طور پر نصب کیے گئے ہیں اور وہ منکی برادر جو ہنومان بن کر بھولی جنتا سے اپنی پوجا کرا رہا ہے‘ اس کی عیاشی اور گناہوں کا ثبوت ریکارڈ ہو رہا ہے۔

ریڈیو‘ ٹی وی اور اخبارات کے ذریعے اعلان کیا گیا کہ ٹی وی کے ذریعے پورے دیس کے لوگوں کے سامنے ایک ٹھوس ثبوت پیش کیا جائے گا جس سے ثابت ہوجائے گا کہ وہ ہنومان اور اس کی بندر فوج فراڈ ہے۔ وہ عیاش ہیں اور اس دیس کی عورتوں کی عزتیں لوٹ رہے ہیں۔

پارس‘ منکی برادر کے دماغ میں رہتا تھا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے ایک حسین عورت کے پاس گیا تھا اور اس کے حسن و شباب کا دیوانہ ہو کر ایسی حرکتیں کرچکا ہے‘ جو ایک ہنومان کبھی نہیں کرتا۔

یہ معلوم ہوتے ہی پارس اس کا توڑ کرنے لگا۔ دیوی نے اور بھارتی حکام نے منکی برادر کے خلاف وہ وڈیو فلم دکھانے کے لیے ہر شہر کے چوراہوں پر بڑے بڑے ٹی وی نصب کیے تھے۔ دیہاتوں میں موبائل وین بھیجی تھی تاکہ غریب گاؤں والے بھی منکی برادر کے گناہوں کو دیکھیں جو ہنومان بن کر پوری جنتا کو بے وقوف بنا رہا ہے۔

وقتِ مقررہ پر سیٹلائٹ کے ذریعے شہر شہر‘ گاؤں گاؤں اور گھر گھر وہ پروگرام پیش کیا گیا۔ جہاں سے پیش کیا جارہا تھا‘ وہاں کے پروجیکشن روم میں پارس ایک اور وڈیو کیسٹ کے ساتھ موجود تھا۔

جب وہ پروگرام شروع ہوا تو اس دیس کے کروڑوں لوگ ٹی وی اسکرین پر وہ منظر دیکھنے لگے۔

منظر یہ تھا کہ ایک حسین عورت اپنے بیڈ روم میں لباس بدل رہی تھی۔ ایسے وقت منکی برادر وہاں آگیا۔ وہ سہم کر بولی "آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وہ بولا "تم نے بلایا تھا۔"

عورت نے کہا "میں نے بیڈ روم میں نہیں بلایا تھا۔"

"میں تمہیں درشن دے رہا ہوں‘ تم اپنی سندرتا اور جوانی مجھے دو۔"

اس حسینہ نے پوچھا "کیا تم ہر رات کسی عورت کے ساتھ رہتے ہو؟"

"ہاں جو مجھے خوش کرتی ہے‘ میں اسے مالا مال کردیتا ہوں۔"

"تم جنتا کو اور حسین عورتوں کو دینے کے لیے اتنی دولت کہاں سے لاتے ہو؟"

"میرے تمام منکی مین‘ نادیدہ رہ کر کبھی سرکاری خزانے سے لے آتے ہیں‘ کبھی بڑے بڑے سرمایہ داروں کی تجوریاں خالی کرتے ہیں۔"

اس عورت نے کہا کہ وہ لالچی نہیں ہے۔ دولت کے عوض عزت نہیں دے گی۔ اس کے انکار پر منکی برادر نے آکر اسے پکڑ لیا اور جبراً اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

وہ ایسا منظر تھا جسے ٹی وی اسکرین پر دیکھ کر لوگ مشتعل ہو رہے تھے اور بندروں کے خلاف بولنے لگے تھے۔ ایسے وقت پارس پروجیکشن روم میں تھا۔ اس نے پروجیکٹر میں کیسٹ بدل دیا۔ اس پروجیکٹر کو ہینڈل کرنے والے کے دماغ پر حاوی ہوگیا۔ اس نے بڑی پھرتی سے دیوی کا تیار کردہ کیسٹ نکال کر پارس کا لایا ہوا کیسٹ رکھ دیا۔

اب پورے دیس کے ٹی وی اسکرین پر وڈیو کیمرا اور شوٹنگ کرنے والے نظر آرہے تھے۔ ایک ڈائریکٹر کہہ رہا تھا "کٹ کرو‘ یہ سین کٹ کرو‘ یہ غلط ہوگیا ہے۔ تم ہنومان کا رول صحیح نہیں کر رہے ہو۔ تمہیں عزت لوٹنے سے پہلے اس عورت کے کپڑے پھاڑنے چاہئیں۔ جب اس دیس کی ناری کا لباس پھاڑو گے تو جنتا غصے میں آئے گی اور اس دیس سے ہنومان کو بھگادے گی۔"

اسکرین پر جو ہنومان نظر آرہا تھا‘ اس نے اپنے چہرے سے ہنومان کا ماسک اتارتے ہوئے کہا "ہمارے دیس میں جو بجرنگ بلی آئے ہیں‘ وہ بڑے گیانی ہیں۔ وہ ہماری اس چال کو ناکام بنادیں گے۔ مجھے معاف کرو۔ میں نقلی ہنومان نہیں بنوں گا۔"

دیوی خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے درمیان تھی۔ پروگرام میں ایسی غیر متوقع تبدیلی دیکھ کر چیخ پڑی۔ کہنے لگی "یہ فراڈ ہے۔ کیسٹ تبدیل کیا گیا ہے۔"

وہ فوراً خیال خوانی کے ذریعے پروجیکشن روم میں پہنچی۔ اس وقت تک پارس وہ کیسٹ لے کر نادیدہ ہوگیا تھا جسے دیوی نے تیار کیا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "میرا کیسٹ کہاں ہے؟"

آپریٹر نے کہا "یہ ابھی اسکرین پر دکھایا جارہا ہے۔"

"یہ میرا نہیں ہے‘ دوسرا ہے۔ کس نے تبدیل کیا ہے؟"

"میں یہ پروگرام دکھا رہا ہوں۔ میں نے کیسٹ تبدیل نہیں کیا ہے۔ یہ وہی کیسٹ ہے۔"

دیوی سمجھ گئی‘ آپریٹر کو غائب دماغ کرکے تبدیلی کی گئی ہے۔ اس بے چارے سے الجھنا فضول ہے۔

مختلف شہروں اور دیہاتوں سے اطلاعات ملنے لگیں کہ لوگ مشتعل ہوگئے ہیں۔ غریب جنتا کی بھلائی کے لیے ہنومان ہندوستان آئے تھے۔ لیکن بھارتی حکام نے ہنومان کی ایک جھوٹی اور غلط وڈیو فلم بنا کر مہاشکتی مان ہنومان جی کو عیاش ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی تھی۔ بجرنگ بلی کے خلاف ایسی سازش کرکے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچائی گئی تھی۔ اس کے نتیجے میں حکومت کے خلاف نعرے لگائے جارہے تھے۔

دیوی جہاں تھی‘ وہاں سر پکڑ کے بیٹھ گئی۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ کوئی طاقتور کہلانے کے بعد خود کو دوسروں سے کمتر نہیں سمجھتا۔ کئی معاملات میں شکست کھانے کے باوجود خود کو ناقابلِ شکست سمجھتا ہے۔ دیوی بھی بارہا ناکامیوں کا منہ دیکھ چکی تھی لیکن ناکامیوں کے درمیان ہونے والی چند کامیابیوں پر فخر کرتی تھی اور اپنی ناکامیوں کی وجوہات پر غور نہیں کرتی تھی۔

اس وقت وہ سر تھام کر سنجیدگی سے غور کرنے لگی۔ یہ سمجھ میں آیا کہ وہ ذہین ہے لیکن اس کے پاس ایسی غیر معمولی ذہانت نہیں ہے‘ جس سے ناکامی کو کامیابی میں بدل سکے۔ وہ منکی برادر کے خلاف ٹی وی کے ذریعے ثبوت پیش کرکے کامیاب ہونے والی تھی اور متوقع کامیابی کے زعم میں بھول گئی تھی کہ کوئی اس کی کامیابی کو ناکامی میں بھی بدل سکتا ہے۔

جب بھی وہ خوش فہمی میں مبتلا ہوتی تھی‘ مات کھا جاتی تھی۔

غور کرنے پر یہ بات بھی سمجھ میں آئی کہ تنہا رہ کر مختلف محاذ بنا کر نہیں لڑ سکتی۔ ایک وقت میں ایک ہی محاذ پر لڑا جاسکتا ہے‘ کئی محاذوں پر لڑنے والا کہیں کا نہیں رہ جاتا۔ اور وہ ہمیشہ یہی غلطی کرتی آرہی تھی۔

وہ کسی کو اپنا ساتھی نہیں بنانا چاہتی تھی‘ ایک طویل عرصے کے بعد برادر کبیر کو ساتھی بنانا چاہا۔ لیکن وہ تنہائی کا بھی رازدار ساتھی بننا چاہتا تھا اور ایسا تو سب ہی چاہتے ہیں۔ کوئی یونہی کسی حسین اور جوان عورت کے کام نہیں آتا۔ کچھ دیتا ہے تو کچھ لیتا بھی ہے۔ اور وہ کچھ دینے پر راضی نہیں ہوتی تھی۔

اس نے پارس سے دوستی کی مگر اس سے دشمنی بھی کرتی رہی۔ شادی کرنے سے اس لیے ڈرتی رہی کہ وہ شادی کے بعد اسے مسلمان بنالے گا۔ اب تو اس کی جان کی دشمن ہو کر برادر کبیر کی طرف مائل ہو رہی تھی۔ لیکن وہ دوستی کے پہلے ہی مرحلے پر اس کے حسن و شباب کا مطالبہ کر رہا تھا۔

وہ اسے اپنی بدقسمتی سمجھ رہی تھی کہ دوسری بار بھی ایک مسلمان سے متاثر ہوئی تھی۔ اب اس کے سامنے فیصلے کی اہم گھڑی تھی۔ فیصلہ یہ کرنا تھا کہ وہ اپنے دوسرے عاشق کی شرط مان لے۔ اس کی تنہائی کی رفیق بن جائے یا پھر بندروں کو شکست دینے میں ناکام ہوتی رہے۔ آج کی ناکامی نے عوام کے دلوں میں ان بندروں کے لیے اور زیادہ گہری عقیدت پیدا کردی تھی اور اس کی یہ ناکامی آئندہ ناکامیوں کی راہیں ہموار کر رہی تھی۔

کامیابیوں کا صرف ایک راستہ رہ گیا تھا جس پر چل کر وہ تمام منکی فوج کو اپنے دیس سے بھگا سکتی تھی۔ دماغ نے سمجھایا "تم اپنے ایک ذہن سے اتنا ہی سوچ سکتی ہو‘ جتنا کہ آج تک سوچتی رہی ہو۔ تمہارا کوئی دشمن تنہا نہیں ہے۔ سب کے ساتھی ہیں‘ تنظیمیں ہیں‘ ممالک ہیں اور فوجیں ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کی ذہانت اور تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہیں لیکن تمہارے پاس ایسا کوئی نہیں ہے‘ جس کی ذہانت اور تجربوں سے تم فائدہ اٹھا سکو۔"

وہ بڑی دیر تک پس و پیش میں رہی۔ پھر وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے برادر کبیر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس نے کہا "میں جانتا تھا‘ اپنی حماقت سے منکی برادر کے قدم اور مضبوطی سے جمانے کے بعد میرے پاس آؤ گی۔ میں تم سے کہہ چکا تھا کہ جب بھی ہار کر‘ پچھتا کر آؤ تو آئندہ خیال خوانی کے ذریعے نہیں بلکہ جسمانی طور پر خود آنا ورنہ میں سانس روک کر تمہیں بھگادوں گا۔"

"کیا تم مجھے بھگادو گے؟"

"افسوس‘ دل سے مجبور ہوں۔ تم سمجھتی ہو‘ مجھے تمہارے

حسن وشباب کی ہوس ہے۔ ذرا عقل سے سوچو۔ نہ میں نے تمہارا حسن دیکھا ہے' نہ شباب۔ پھر اس کا لالچ کیا کروں گا؟ میں بیان نہیں کرسکتا کہ کس طرح تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہوں۔"

"مجھے اندازہ ہے کہ تم مجھ سے سچا عشق کرتے ہو۔ کیا تم میری ناکامی اور توہین برداشت کروگے؟"

"کبھی نہیں' تمہاری توہین میرے پیار کی توہین ہے۔ لیکن تم میری ایک بات نہیں مانتی ہو اور مجھے ناقابلِ اعتبار سمجھتی ہو۔"

"یہی بات میں تم سے کہہ سکتی ہوں' تم مجھ پر بھروسا نہیں کرتے ہو۔ میں وعدہ کرچکی ہوں جس دن تم ان بندروں کو میرے دیس سے بھگا دوگے' اسی رات تمہارے پاس چلی آؤں گی۔ آخر تمہیں مجھ پر اعتماد کیوں نہیں ہے؟"

"برا نہ ماننا۔ تمہارا پچھلا ریکارڈ خراب ہے۔ تم پارس سے دوستی کرتے رہنے کے دوران میں اسے کئی بار فریب دے چکی ہو۔ اس سے بھی تنہائی میں ملنے کا وعدہ کیا۔ پھر اپنی جگہ اپنی ڈمی بھیج کر اسے اُلّو بناتی رہیں۔ اس نے بھی اس ڈمی شی تارا سے شادی کرلی تھی۔ بہرحال میں اُلّو نہیں بننا چاہتا۔"

"میں تمہارے پاس آؤں گی تو کیسے سمجھوگے کہ میں ہوں' میری ڈمی نہیں ہے۔"

"تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میں کیسی غیر معمولی صلاحیتیں رکھتا ہوں۔ میں بڑی رازداری سے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتا ہوں۔ جب تمہاری جگہ کوئی ڈمی میرے پاس آئے گی تو میں اسے دور سے ہی بھگادوں گا۔"

"میں تمہیں آزماؤں گی۔"

"ایک بار نہیں' بار بار آزماؤ۔ جب تک تم نہیں آؤگی' تمہاری ہر ڈمی کو بھگاتا رہوں گا۔ اب بتاؤ کہ کب آرہی ہو؟"

اس کی باتوں کے دوران دیوی کو کسی کی آواز سنائی دی۔ وہ برادر کبیر سے کہہ رہا تھا "کبیر جی! نمستے۔ کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

وہ بولا "آیئے... بیٹھیے۔"

پھر اس نے دیوی سے کہا "تم کچھ خیال نہ کرنا۔ میرے کچھ ضروری معاملات ہیں۔ تم آدھے گھنٹے بعد آؤ۔ پھر تمہارے مسئلے پر گفتگو ہوگی۔"

یہ کہہ کر اس نے سانس روک لی۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ یہ تجسس پیدا ہوا کہ اس کے ضروری معاملات کیا ہیں؟ یہ معلوم کرنے کے لیے کبیر کے دماغ میں جاتی تو وہ محسوس کرتے ہی سانس روک لیتا۔ لہٰذا وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے اس شخص کے دماغ میں پہنچ گئی' جس نے نمستے کیا تھا اور اندر آنے کی اجازت مانگی تھی۔

اس شخص کے اندر جگہ مل گئی۔ برادر کبیر اس سے کہہ رہا تھا۔ "پنڈت جی! آپ نے کہا تھا' میری جنم کنڈلی دیکھیں گے۔ ستاروں کی چال معلوم کریں گے اور پتا نہیں کیا کریں گے' اس کے لیے ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ لیکن آپ دو ہی دن کے بعد آگئے ہیں۔"

"کبیر جی! میں سمجھ رہا تھا' پریشانی کی حالت میں جنم کنڈ دیکھوں گا' آپ کی پچھلی اور آئندہ زندگی کے حالات معلوم کرل گا تو کئی دن لگ جائیں گے۔ لیکن آپ بڑے دیاوان ہیں۔ آپ نے ایک لاکھ روپے دیے۔ میری بیٹی کی شادی کرادی۔ میرے سر سے بوجھ اتار دیا۔ پھر پریشانی نہیں رہی تو میں نے دو ہی دن میں جوتش ودیا سے آپ کے بارے میں بہت کچھ معلوم کیا ہے۔"

دیوی اس کی باتیں سننے کے دوران میں اس کے چور خیالا بھی پڑھ رہی تھی۔ وہ مہاگیانی پنڈت تھا۔ پنڈت امرناتھ ترود کہلاتا تھا۔ بنارس سے آیا تھا۔ بیٹی کی شادی کرکے اب واپ جانے والا تھا۔ برادر کبیر نے اس کا بہت نام سنا تھا۔ اس کے پا آکر اپنی پچھلی ہسٹری اور مستقبل کے حالات معلوم کرنے چاہے کبیر کو پنڈت کی پریشانیوں کا علم ہوا تو اس نے ایک لاکھ روپ اسے دے کر اس کی پریشانیاں دور کی تھیں۔

پنڈت کا دماغ دیوی کو وہی باتیں بتارہا تھا جو پارس نے تنو عمل کے ذریعے اس کے اندر ٹھونس دی تھیں۔ ویسے وہ واقعی گیا تھا۔ جوتش ودیا میں اسے مہارت حاصل تھی لیکن اس وقت پارس کی ٹھونسی ہوئی باتیں کررہا تھا۔

اس نے کہا "آپ اپنی پیدائش کے بارے میں اور ماں باپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے؟"

"پنڈت جی! اب بھی نہیں جانتا ہوں۔"

"جان لیں گے۔ میں نے آپ کے نام کے اعداد سے آپ کی تاریخ پیدائش معلوم کی پھر کوڑیاں پھینک کر معلوم کیا تو وہی تار پیدائش نکلی۔ آپ کی اور بھگوان شری کرشن چندر کی پیدائش دن ایک ہی ہے۔ آپ ایک اونچی ذات کے برہمن گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔"

برادر کبیر نے پوچھا "یعنی کہ میں برہمن! یعنی کہ میں ہندو ہوں؟"

"جی ہاں۔ آپ کی جنم کنڈلی یہی بتاتی ہے۔"

دیوی سن کر خوش ہورہی تھی اور زیادہ توجہ سے سن رہی تھی وہ کہہ رہا تھا "پنڈت جی! مجھے عجیب سا لگ رہا ہے۔ میں تو اب تک مسلمان رہا ہوں۔"

"آپ نے بتایا تھا کہ کسی مسلمان بزرگ نے آپ کی پرورش کی ہے۔ آپ ان بزرگ کی تعلیم اور تربیت سے متاثر ہیں۔"

"کیا اب میں مسلمان نہیں رہوں گا؟"

"آپ دل اور دماغ سے مسلمان ہی رہیں گے۔ لیکن پیدائشی طور پر ہندو ہونے سے انکار نہیں کرسکیں گے۔ پھر آپ کی زندگی میں کسی ایسی ہستی کا سایہ ہے' جو آپ کو ہندو دھرم کی طرف مائل کرتا رہے گا۔"

"پلیز بتائیں وہ ہستی کون ہے؟"



"میں اپنے علم سے اس کا سایہ دیکھ رہا ہوں لیکن اس ہستی کو نہ پہچان سکتا ہوں اور نہ اس کے بارے میں کچھ معلوم کرسکتا ہوں۔"

"میں ایک عورت کو دل وجان سے چاہتا ہوں۔ وہ ہندو ہے۔ کیا وہی عورت مجھے ہندو دھرم کی طرف لے آئے گی؟"

"ہوسکتا ہے' وہی عورت آپ کی زندگی میں انقلاب پیدا کردے۔ میں نے دو دن میں آپ کے بارے میں جو اہم اور مختصر سی باتیں معلوم کیں' وہ بتادیں۔ میں اگلے دو چار دن میں اور جو کچھ معلوم کروں گا' وہ آپ کو بتاتا رہوں گا۔ اب اجازت دیں۔ مجھے بیٹی کی سسرال جانا ہے۔"

وہ اجازت لے کر چلا گیا۔ کبیر نے دیوی کو آدھے گھنٹے بعد آنے کے لیے کہا تھا۔ وہ آدھا گھنٹا گزر چکا تھا۔ دیوی نے اس کے دماغ میں آکر پوچھا "کیا میں آسکتی ہوں؟"

"تم آچکی ہو اور میں نے سانس نہیں روکی ہے۔"

"میں تم سے اپنے اہم مسئلے پر باتیں کررہی تھی۔ تمہارا کون سا اہم مسئلہ تھا کہ تم مجھے آدھے گھنٹے تک نظرانداز کرتے رہے؟"

"میرا اپنا مسئلہ ہے۔ تمہیں کیا بتاؤں اور کیوں بتاؤں؟ تم میری کیا لگتی ہو؟"

"میں تمہاری کچھ لگتی ہوں اسی لیے تو بار بار تمہارے پاس آتی ہوں۔ اب تو میرے دل میں تمہارے لیے اتنی سچی محبت پیدا ہوگئی ہے جس کا تم اندازہ نہیں کرسکوگے۔"

"ایسی کیا بات ہوگئی ہے کہ تم سچی محبت کرنے لگی ہو؟"

"کبیر! دراصل میں اس لیے اب تک تم سے کتراتی رہی کہ تم مسلمان ہو۔ اسی لیے پارس کی طرف بھی دل مائل نہیں ہوا۔ میں الجھتی رہی کہ میرے نصیب میں مسلمان ہی کیوں لکھے ہوئے ہیں لیکن آج میں بہت خوش ہوں۔ میں نے جیون ساتھی کے لیے تمہیں پسند کرکے غلطی نہیں کی ہے۔"

"تمہاری باتوں سے یوں لگتا ہے جیسے تم نے میری اور پنڈت جی کی گفتگو سنی ہے۔ او گاڈ! میں نے ادھر دھیان ہی نہیں دیا تھا کہ تم پنڈت جی کے دماغ میں جگہ بنا کر ہماری باتیں سن سکتی ہو۔ سچ بتاؤ کیا تم نے ایسا نہیں کیا ہے؟"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔ کبیر نے کہا "یہ خلافِ تہذیب ہے۔ تمہیں چھپ کر نہیں سننا چاہیے تھا۔"

"سن لیا تو قیامت نہیں آگئی ہے۔ میں تو خوشیوں سے مالا مال ہورہی ہوں۔ کیا تمہیں یہ سن کر خوشی نہیں ہورہی ہے کہ تم پیدائشی ہندو ہو؟"

"مجھے نہ خوشی ہورہی ہے' نہ افسوس ہورہا ہے۔ میں دیوار گیر گھڑی کے پنڈولم کی طرح دائیں بائیں ہل رہا ہوں۔ ادھر مسلمان بھی ہوں' ادھر ہندو بھی ہوں۔"

"تم مسلمان نہیں ہو۔ پچھلی زندگی بھول جاؤ۔ آئندہ زندگی ہندو دھرم کے مطابق میرے ساتھ گزارا کروگے۔ انکار کروگے تو میں تمہاری تنہائی میں نہیں آؤں گی۔"

"آہ! پنڈت جی نے درست کہا تھا۔ ایک ہستی مجھے ہندو دھرم کی طرف مائل کرے گی۔ مجھے یقین ہے' وہ تم ہی ہو۔ ایک عرصے سے تمہیں تنہائی میں بلا رہا تھا اور تم انکار کرتی رہیں۔ آج راضی ہورہی ہو۔ پھر ایک بار بولو' کیا واقعی میری تنہائی میں آؤگی؟"

"ہاں' اب مجھے انکار نہیں ہے۔ ساری زندگی کے لیے تمہارے پاس آجاؤں گی۔"

"آہ! میں گیا کام سے۔ حسن وشباب کی سوغات پیش کررہی ہو۔ ایسی کافر رشوت لے کر کافر بننا ہی پڑے گا' کب آرہی ہو؟"

"اب ہمیں سنجیدگی سے سوچنا اور سمجھنا چاہیے کہ ہمارا جو کام ہو' دھرم کے مطابق ہو۔ پہلے ہمیں شادی کرنی چاہیے۔"

"بات معقول ہے۔ پہلے شادی ہونی چاہیے مگر کب؟"

"جب دلی اور دماغی سکون حاصل ہو۔ جتنی جلدی ہوسکے' مجھے بندروں کے عذاب سے نجات دلاؤ پھر بیاہ کا منڈپ سجاؤ۔"

"بات پھر وہیں پہنچ گئی۔ یعنی پہلے میں تمہارا مسئلہ حل کروں۔ پہلے بندروں کو یہاں سے بھگاؤں پھر تم میرے پاس آؤگی۔"

"اب تم ہندو ہو۔ یہ دیس تمہارا ہے۔ یہاں کے مسائل تمہارے ہیں۔ بندروں کو یہاں سے بھگانا تمہارا بھی فرض ہے۔ کیا تم اپنے دھرم سے اور اپنے دیس سے محبت نہیں کروگے؟"

"تمہارا ہاتھ تھام کر دھرم کے راستے پر چلوں گا اور دیس کے لیے کچھ کروں گا۔ آؤ اور مجھے اپنا ہاتھ تھامنے دو۔"

"تم بہت ضدی ہو۔ مجھے تمہاری ضد سے بھی پیار ہے۔ آج میں پہلی بار تمہاری بات مان کر تمہارے پاس آؤں گی۔ مجھے چھونے والے' مجھے پکڑنے والے تم پہلے مرد اس لیے ہوگے کہ تم میرے من مزاج کے مطابق ہندو ہو۔"

"دیوی شی تارا! تم نے مجھے خوش کردیا۔ واقعی آرہی ہو نا؟"

"ہاں۔ مگر ابھی دن ہے۔ نو گھنٹے بعد رات ہوگی۔ چاندنی رات ہو تو ایسے میں ملاقات بڑی رومان پرور ہوتی ہے۔"

"درست کہتی ہو۔ میں چاندنی رات تک انتظار کرتا رہوں گا' جو چیز انتظار کے بعد ملتی ہے' اس کی قدر اور بڑھ جاتی ہے۔"

"ان نو گھنٹوں میں بندروں کو شکست دینا' شاید ناممکن ہے لیکن تم کوشش تو کرسکتے ہو۔ اگر تمہیں کامیابی ہوگی اور ہمارے دیس سے دشمنوں کے قدم اکھڑ جائیں گے تو ہمارے سروں سے بوجھ اتر جائے گا۔ ہم آرام اور سکون سے محبت کرسکیں گے۔ ہمیں دشمنوں پر غالب آنے کی اور ایک دوسرے سے پہلی بار ملنے کی دہری خوشیاں حاصل ہوتی رہیں گی۔"

"ہاں۔ جیت کا نشہ ہو تو ملن کی گھڑیاں اور زیادہ شرابی شرابی سی ہوجاتی ہیں۔ بھئی تم جیت گئیں۔ پہلے اپنا ہی کام کرانا چاہتی ہو اور اب میں بھی اس لیے کروں گا کہ تم اپنے دھرم والے کو دھوکا

نہیں دو گی۔ اب تم جاؤ اور تین گھنٹے بعد آؤ۔ شاید اس وقت تک تمام بندر یہاں سے کوچ کر جائیں۔"

وہ خوش ہو کر بولی "کیا واقعی! تم اتنی جلدی انہیں کیسے بھگاؤ گے؟"

"میں مداری ہوں۔ بندر نچاتا ہوں' جنہیں نچاتا ہوں' انہیں بھگا بھی سکتا ہوں۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ دیوی کے جاتے ہی وہ منکی برادر کے دماغ میں آیا۔ منکی برادر اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ پارس کا معمول اور تابعدار ہے۔ اس نے اب تک پارس کے ہی تعاون سے بھارت میں ہنومان بن کر کامیابیاں حاصل کی تھیں۔

منکی برادر پچھلی رات سے جاگ رہا تھا۔ اس وقت نیند پوری کر رہا تھا۔ پارس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے خواب کا ایک منظر اسے دکھایا۔ اس منظر میں اس کا بھائی منکی ماسٹر زنجیروں سے بندھا ہوا نظر آیا۔ وہ قید خانے میں تڑپ کر کہہ رہا تھا "میرے برادر! تم کہاں ہو؟ مجھ سے بے خبر کیوں ہو؟"

"میں انڈیا میں ہوں۔ یہ تمہاری کیا حالت ہو گئی ہے؟ تم تو ایک خطرناک طوفان ہو۔ تمہیں زنجیروں میں کس نے جکڑا ہے؟"

"میرے برادر! مجھے الپا نے قید کیا ہے۔"

"میں اس مکار عورت کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"جوش میں نہ آؤ۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے مجھے اپنا تابعدار بنا لیا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اسے اور اس کی یہودی قوم کو نقصان پہنچائے گا تو وہ میرے دماغ میں زلزلے پیدا کر کے مجھے مار ڈالے گی۔ پھر میں تمہیں زندہ نہیں ملوں گا۔"

"میرے ماسٹر بھائی! تم اس عورت کے فریب میں کیسے آ گئے؟"

"جیسے تم آئے تھے۔ بہرحال الپا نے دھمکی دی ہے کہ اسرائیل کی زمین پر ایک بھی بندر نظر آئے گا تو وہ مجھے اذیتیں پہنچائے گی اور اگر مجھے قید سے رہائی دلانے کے لیے منکی فوج حملہ کرے گی تو مجھے ہلاک کر دیا جائے گا۔ میرے تمام جان نثار فوجی مجھے اس قید میں زندہ سلامت رکھنے کے لیے اسرائیل سے چلے گئے ہیں۔ اب یہاں ایک بھی منکی مین نہیں ہے۔ اگر تم جوش اور جذبات میں آ کر یہاں آؤ گے تو وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

"یہ بات میں سمجھ رہا ہوں' مجھے جوش میں نہیں آنا چاہیے لیکن اس ملک میں نہ آ کر' تم سے دور رہ کر تمہیں کس طرح رہائی دلائی جا سکے گی؟"

"ہمارے تمام جان نثار اپنے کمانڈر کے ساتھ جس ملک میں بھی ہیں' وہاں بیٹھ کر میری رہائی کی ترکیب سوچ رہے ہیں۔ تم یہاں نہ آؤ۔ اپنے دوسرے تمام جان نثاروں کے پاس جاؤ۔ پھر میری رہائی کے لیے ذہانت سے کوئی ٹھوس منصوبہ بناؤ۔"

پارس نے اس کے خواب کا سلسلہ توڑ دیا۔ وہ آنکھیں کھول کر سوچنے لگا "میں کہاں ہوں؟ ہاں یاد آیا' مندر کے پیچھے ایک آرام دہ کمرے میں ہوں! ابھی میں نے جو کچھ دیکھا' وہ محض ایک خواب تھا' میرا ماسٹر بھائی خیریت سے ہے۔"

پارس نے اس کی سوچ میں کہا "ہو سکتا ہے۔ خواب سچا ہو' مجھے ماسٹر بھائی کی خیریت معلوم کرنا چاہیے۔"

"لیکن کیسے معلوم کروں؟ وہ قید میں ہے۔ فون کے ذریعے بھی اس سے رابطہ نہیں ہو سکے گا۔"

منکی برادر کے پاس ایک موبائل فون تھا' جسے وہ اپنے سامان میں چھپا کر رکھتا تھا۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے دیوی کے دماغ پر دستک دی۔ پھر کہا "میں ہوں کبیر......"

دیوی نے سانس روک لی۔ پھر خود اس کے دماغ میں آ کر پوچھا۔ "کیا ابھی تم آئے تھے؟"

"ہاں۔ کیا ابھی تمہارے پاس موبائل فون ہے؟"

"ہاں ہے۔ کیا بات ہے؟"

"میں منکی برادر کا نمبر بتا رہا ہوں۔ تم الپا بن کر اس سے باتیں کرو۔ یہ تو جانتی ہو کہ الپا نے ایک بار منکی برادر کو ٹریپ کیا تھا۔"

"ہاں میں جانتی ہوں۔"

"لیکن یہ نہیں جانتی ہو کہ الپا نے اب منکی ماسٹر کو قیدی بنا لیا ہے۔"

"کیا سچ کہہ رہے ہو؟"

"سچ مان لو۔ الپا نے منکی کمانڈر کو دھمکی دی ہے کہ اگر منکی فوج اسرائیل سے واپس نہیں جائے گی تو ان کے منکی ماسٹر کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اگر پوری فوج چلی جائے گی اور اسرائیل کی زمین پر ایک بھی منکی مین نہیں رہے گا تو منکی ماسٹر کو قید میں زندہ رکھا جائے گا۔"

"اس کا مطلب ہے' الپا نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔"

"بے شک' اب اسرائیل میں کوئی منکی مین نہیں ہے۔ یہی کامیابی تمہیں حاصل ہونے والی ہے لیکن جتنا کہہ رہا ہوں' اتنا ہی کرو گی۔ اس کا موبائل فون نمبر معلوم کر کے اپنی طرف سے کوئی قدم اٹھاؤ گی اور ناکام رہو گی تو پھر میں تمہارے کام نہیں آؤں گا۔"

"میں اب کوئی غلطی نہیں کروں گی۔ جو کہو گے' وہی کروں گی۔"

اس نے اسے منکی برادر کا موبائل نمبر بتایا اور اسے سمجھایا کہ اس سے کیا کہنا چاہیے۔ وہ چلی گئی۔ پارس منکی برادر کے اندر پہنچ گیا۔ تھوڑی دیر بعد منکی برادر نے اپنے موبائل پر بزر کی آواز سنی پھر اسے آن کر کے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں الپا۔ کیا تمہیں خبر ہے کہ تمہارا ماسٹر کس حال میں ہے؟"

"میں نہیں جانتا' مگر میں نے بہت برا خواب دیکھا ہے۔"

"پتا نہیں تم نے کیا دیکھا ہے مگر وہ میرا قیدی ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

"جھوٹ سمجھو گے تو تمہارا ماسٹر بھائی قید میں مارا جائے گا۔ تمہارے بھائی کی سلامتی کے لیے تمام منکی فوج میرے ملک سے جا چکی ہے۔ اگر تم بھی ماسٹر بھائی کی سلامتی چاہتے ہو تو اسرائیل کا رخ نہ کرنا۔"

"میں اپنی فوج کے ساتھ تمہارے ملک میں قدم نہیں رکھوں گا۔ تم میرے بھائی کو رہا کر دو۔"

"میں ایسی نادان نہیں ہوں۔ وہ اپنی طبعی موت تک میری قید میں زندہ رہے گا۔ تم حماقتیں نہیں کرو گے تو اسے زندگی ملتی رہے گی۔ میں نے تمہاری فوج کے کمانڈر کو دھمکی دی' وہ چلا گیا۔ میں تمہیں بھی وارننگ دے رہی ہوں۔ اگر اپنے بھائی کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو اپنی منکی فوج کے ساتھ بھارت چھوڑ دو۔ آج ہی دو گھنٹے کے اندر وہاں سے چلے جاؤ۔ وہاں ایک منکی مین بھی نظر نہ آئے۔"

"میں تمہارے ملک میں نہیں ہوں۔ تمہیں بھارت سے کیا دلچسپی ہے؟"

"اسرائیل اور بھارت آپس میں گہرے دوست ہیں۔ میں دوست ملک کا نقصان نہیں چاہتی۔ تمہارے دوسرے تمام بندر جہاں گئے ہیں' تم بھی وہاں جاؤ۔"

"میں ماسٹر بھائی کی رہائی کی شرط پر یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"مجبور دشمن کی کوئی شرط نہیں مانی جاتی۔ تمہیں اپنی فوج کے ساتھ دو گھنٹے کے اندر وہاں سے جانا ہو گا ورنہ چار گھنٹے کے بعد سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا کو ٹی وی اسکرین پر منکی ماسٹر کی لاش دکھائی جائے گی۔"

"ایسا کرو گی تو ہم قیامت بن کر اسرائیل پر ٹوٹ پڑیں گے۔ بہرحال ہم اپنے ماسٹر کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں۔ ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔"

منکی برادر نے رابطہ ختم کر دیا۔ دیوی پارس کے پاس آ کر خوشی سے بولی "کبیر! یہ تو کمال ہو گیا۔ وہ منکی برادر اپنی منکی فوج کے ساتھ یہاں سے جا رہا ہے۔ دو گھنٹے کے بعد یہاں ایک بھی بندر نہیں رہے گا۔"

"میری جان شی تارا! اسے کہتے ہیں قیامت کی چال چلنا۔ نہ جنگ ہوئی نہ کوئی زخمی ہوا۔ کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ وہ دودھ میں پڑی مکھی کی طرح نکل رہے ہیں۔"

"کبیر! تمہارا جواب نہیں ہے۔ میں تم پر جتنا فخر کروں' وہ کم ہے۔ میں اپنے وعدے کے مطابق آج رات آؤں گی۔ پھر ساری زندگی تمہارے ساتھ رہوں گی۔ تم اپنی رہائش گاہ کا پتا بتاؤ۔"

"میں ٹھیک تمہاری آمد کے وقت اپنا پتا بتاؤں گا۔ اب جاؤ اور میرے لیے سولہ سنگار کرو۔"

وہ چلی گئی۔ پارس نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کو مخاطب کیا "مما! کیا آپ ماسکو میں ہیں؟"

"ہاں بیٹے! تم ہندوستان میں کیا کر رہے ہو؟"

"یہاں سے منکی برادر اور اس کی فوج کو کسی دوسرے ملک بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ بہتر ہو گا کہ منکی برادر اپنے لوگوں کے پاس روس پہنچ جائے۔"

"میں اس کا انتظام کر چکی ہوں۔ جس طرح منکی ماسٹر مجھ پر اعتماد کرتا تھا اسی طرح منکی فوج کا کمانڈر بھی مجھ پر بھروسا کر رہا ہے۔ اس نے میرے مشورے کے مطابق ایک منکی مین کو ہندوستان روانہ کیا ہے۔ وہ منکی برادر وغیرہ کو وہاں سے روس لے آئے گا۔"

پارس دماغی طور پر واپس آ گیا۔ پھر اعلیٰ بی بی ثانی کے پاس پہنچ کر بولا "میری پیاری بی بی! کیا کر رہی ہے؟"

وہ شاپنگ کے لیے جانے والی تھی۔ آئینے کے سامنے خود کو دیکھ رہی تھی۔ اس وقت وہ کسی بہروپ میں نہیں تھی۔ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ تھی۔ باہر جانے کے بعد وہ اصلی چہرہ کچھ نئے گل کھلانے والا تھا۔

○☆○

روس اپنی تاریخ کے دریا میں بہتا ہوا ایسے موڑ پر پہنچ گیا تھا' جہاں وہ ڈوب رہا تھا اور مسلسل ہاتھ پاؤں مار کر ابھرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس سپر پاور ملک کے ٹکڑے ہو رہے تھے۔ وہاں کی کئی اسلامی ریاستیں غلامی کی زنجیریں توڑ کر آزاد ہو گئی تھیں۔ وہ ملک ٹوٹ کر اپاہج اور کمزور ہو رہا تھا اور کسی طرح پھر سے متحد اور منظم ہو کر سپر پاور بننا چاہتا تھا۔

تمام شہروں اور قصبوں میں یہی سیاسی بحث جاری رہتی تھی کہ ملک دوبارہ سپر پاور بن سکے گا یا نہیں؟ ایک بات متفقہ طور پر کہی جا رہی تھی کہ کسی نے باہر سے حملہ نہیں کیا تھا۔ یہ ملک اندر سے ٹوٹ کر بکھرتا رہا ہے۔ باہر سے کبھی کوئی حملہ آور نہیں آیا اور نہ ہی آئندہ کبھی آئے گا۔

ایسی ہی باتوں کے دوران ماسکو کے چند افراد نے اجنبی مخلوق دیکھی۔ وہ منکی مین تھے' جو نظر آ کر کہیں گم ہو گئے تھے۔ کئی گھروں کے کچن سے پکا ہوا کھانا غائب ہو گیا۔ لوگوں نے پولیس اسٹیشنوں میں رپورٹ کی کہ رات کا بچا ہوا کھانا جو اچھی خاصی مقدار میں ہوتا ہے' وہ صبح تک ختم ہو جاتا ہے۔ ایک نہیں کئی چور آتے ہوں گے۔ جن کے ہاں کھانا چوری ہوتا تھا' وہ دوسری رات جاگ کر چوروں کا انتظار کرتے رہے۔ چور تو نظر نہیں آئے لیکن کھانا پھر بھی غائب ہو گیا۔

وہاں کے چھوٹے بڑے ہوٹلوں سے بھی یہی رپورٹ ملتی رہی کہ کھانا چوری ہو رہا ہے مگر چور نظر نہیں آ رہے ہیں۔

کمانڈر نے تمام منکی مین کو سختی سے تاکید کی تھی کہ وہ کسی عورت کی ہوس نہ کریں کیونکہ عورت کی ہی وجہ سے پہلے منکی برادر پھنسا تھا پھر منکی ماسٹر پھنس گیا تھا۔ ان سب نے عہد کیا تھا کہ جب تک وہ روس کے کسی خطے میں قدم نہیں جمائیں گے، تب تک کسی عورت کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔

اس ارضی دنیا میں سونیا واحد عورت تھی، جس کا احترام تمام منکی مین کرتے تھے۔ پہلے منکی ماسٹر امریکا میں سونیا سے متاثر ہوا تھا۔ پھر انہیں پتا چلا کہ منکی برادر کو سونیا کے ذریعے رہائی ملی ہے۔ اب اس نے وعدہ کیا تھا کہ جلد ہی منکی ماسٹر کو بھی الپا کی قید سے نکال لائے گی۔

کمانڈر نے وعدہ کیا تھا کہ وہ روس میں سونیا کی ہدایات کے مطابق عمل کرتا رہے گا اور سونیا کی پہلی ہدایت یہی تھی کہ کوئی منکی مین کسی عورت میں دلچسپی نہ لے اور کسی فرد کو نقصان نہ پہنچائے۔ صرف کھانوں اور کپڑوں کے معاملے میں مجبور ہو کر انہیں نقصان پہنچا رہے تھے۔ سونیا چاہتی تھی، وہ تمام منکی مین اچانک ظاہر نہ ہوں۔ اس طرح دہشت پھیلتی، پولیس اور فوج سے ان کا تصادم ہو سکتا تھا۔

سونیا نے وہاں کے باشندوں کو خوف زدہ نہیں ہونے دیا۔ انہیں تجسس میں مبتلا کیا۔ اگر انہیں جانی اور مالی نقصان پہنچتا تو وہ خوف زدہ ہوتے۔ وہ جستجو میں تھے کہ کھانا اور لباس چرانے والے کون ہیں؟ پھر ابتدا میں وہ منکی مین کہیں نظر آ کر نظروں سے اوجھل ہونے لگے پھر تو سیکڑوں ہزاروں لوگ ہاتھوں میں کیمرے لے کر گھومنے لگے۔ اس طرح وہ جہاں نظر آتے تھے، ان کی تصاویر اتاری جاتی تھیں۔

اس طرح یہ بات عام ہو گئی کہ ان کے شہر میں بندر نما انسان موجود ہیں جو کبھی نظر آتے ہیں اور کبھی غائب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح چھپنے والے پراسرار اور خطرناک ہوتے ہیں لیکن انہوں نے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ کبھی رات کو تنہائی میں اچانک سامنے آ کر کسی کو نہیں ڈرایا تھا۔

چونکہ خوف نہیں تھا اس لیے لوگ اب انہیں اپنے سامنے دیکھنا چاہتے تھے۔ ان سے باتیں کرنا چاہتے تھے۔ جب وہ خود ہی ان سے گفتگو کرنے پر آمادہ ہو گئے تو کمانڈر نے فون کے ذریعے پولیس کے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ اس ملاقات کے دوران شہر کے میئر بھی موجود ہوں گے تو ہمیں خوشی ہو گی۔"

شام کو میئر کے دفتر میں ملاقات کا وقت مقرر ہوا۔ کمانڈر نے اپنے ایک ماتحت کو چند جان نثاروں کے ساتھ مذاکرات کے لیے بھیجا۔ وہ سب میئر کے ایک میٹنگ ہال میں آئے۔ وہاں شہر کے اکابرین کے علاوہ فوجی افسران بھی تھے۔ وہ سب ان بندر نما انسانوں کو دیکھ رہے تھے۔ میئر نے کہا "ہم یہ جانتے ہیں کہ تم لوگ خلائی زون سے آئے ہو۔ امریکا اور اسرائیل میں ہمارے جو جاسوس ہیں وہ تمہاری تصاویر کے ساتھ تمہارے بارے میں تفصیلی رپورٹ بھیجتے رہے ہیں۔ پھر سیٹلائٹ کے ذریعے تمہیں ٹی وی پر بھی دیکھا ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "عوام میں سے بھی بعض لوگوں نے دیکھا ہو گا لیکن اکثریت کے لیے تمہارے جیسے منکی مین عجوبہ ہیں۔"

ایک اور افسر نے کہا "یہ دانش مندی کا ثبوت دے رہے ہو کہ عوام کے سامنے اچانک ظاہر نہیں ہو رہے ہو... اور کسی کو نقصان نہیں پہنچا رہے ہو۔"

کمانڈر کے ماتحت منکی مین نے کہا "ہمیں تم سے اور تمہاری قوم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہماری ذات سے صرف اتنا نقصان ہو رہا ہے کہ ہم یہاں کا اناج کھا رہے ہیں اور لباس پہن رہے ہیں۔"

"کیا تم لوگ اناج اور کپڑوں تک محدود رہو گے؟ جو عزائم لے کر امریکا اور اسرائیل گئے تھے، کیا وہ عزائم لے کر یہاں نہیں آئے ہو؟"

"ہمارے عزائم جارحانہ نہیں ہیں۔ لیکن جب ہمیں رہنے کے لیے زمین نہیں دی جاتی تو ہم جارحیت پر مجبور ہو جاتے ہیں۔"

دوسرے منکی مین نے کہا "ہم بھی تمہاری طرح خدا کی بنائی ہوئی مخلوق ہیں، ہمیں بھی اس دنیا میں رہنے کا حق ہے۔"

"امریکا اور اسرائیل میں تمہارے حقوق تسلیم نہیں کیے گئے۔ تم وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہو۔ کیسے توقع کرتے ہو کہ ہم اپنے ملک میں تمہاری پوری قوم کا بوجھ برداشت کریں گے۔"

"سب سے پہلے یہ خیال اپنے دماغ سے نکال دو کہ ہم امریکا اور اسرائیل سے بھاگ کر آئے ہیں۔ ہم کسی مجبوری سے وہ ممالک چھوڑ کر نہیں آئے ہیں۔"

"جھوٹ نہ بولو ۔ تم مجبور ہو کر آئے ہو، ہم سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ہمارے سراغ رسانوں نے بتایا ہے کہ اسرائیل میں تمہارے منکی ماسٹر کو یرغمال بنا کر رکھا گیا ہے، کیا یہ غلط ہے؟"

"یہ درست ہے کہ منکی ماسٹر وہاں ایک قیدی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے کہ ہم منکی ماسٹر کی سلامتی کی خاطر آئے ہیں۔ ہمارا ماسٹر چند روز میں پہنچ جائے گا۔"

دوسرے منکی مین نے کہا "پھر یہ کہ امریکا میں ہمارا کوئی ماسٹر قید نہیں ہے۔ وہاں ہماری کوئی مجبوری نہیں ہے۔ اس کے باوجود ہم نے امریکا چھوڑ دیا ہے۔"

"تم رہائش کے لیے ہمارے ملک کو ترجیح کیوں دے رہے ہو؟"

"یہ دنیا کا سب سے وسیع و عریض ملک ہے۔ اس کے شمالی حصے میں اتنی شدید سردی اور برف باری ہوتی ہے کہ وہاں آبادی برائے نام ہے۔ ہم اس غیر آباد برفانی علاقے میں اپنی بستی بسائیں گے۔ اس بستی کو بسانے کے سلسلے میں ہم سے تعاون کرو گے تو ہمیشہ فائدے میں رہو گے۔"

"تم ہمیں کیا فائدے پہنچاؤ گے؟"

"تمہارے پاس لیزر گنیں ہیں، جن کے مقابلے میں بڑی سے بڑی فوج ٹھہر نہیں سکتی۔ تمہارے سراغ رسانوں نے بتایا ہو گا کہ ہمارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول ہیں۔ ہم اس ملک میں تمہاری فوج کا ہراول دستہ بن کر رہیں گے۔"

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمہارے پاس جو غیر معمولی چیزیں ہیں ان کے ذریعے ہم امریکا پر غالب آ کر سپر پاور کہلا سکتے ہیں لیکن ایسا کرنے کے لیے ہم بندروں کے سامنے صفر پاور ہو جائیں گے، ہمیشہ تمہارے محتاج رہیں گے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے پوچھا "کیا تم ہمیں لیزر گنیں، گولیاں اور کیپسول دو گے؟"

"یہ چیزیں لے کر کیا کرو گے؟ یہ تمہارے لیے غیر ضروری ہیں کیونکہ ہم تمہارے فوجی بن کر رہا کریں گے۔"

"ہمیں تمہاری نہیں، تمہاری چیزوں کی اور ان کے فارمولوں کی ضرورت ہے۔"

"ہم یہاں پوری طرح آباد ہونے کے ایک برس بعد مطلوبہ فارمولے دیں گے۔"

"ہم ایک برس کے بہلاوے میں نہیں آئیں گے۔ اب وہ گولیاں اور کیپسول صرف تمہاری جاگیر نہیں ہیں۔ یہ بابا صاحب کے ادارے میں پہنچ چکے ہیں۔ ہندوستان کی دیوی کے پاس ہیں۔ اسرائیلی فوجیوں کے پاس بھی ہیں اور یقیناً امریکیوں کے پاس بھی ہوں گے اور وہ لوگ اپنی اپنی لیبارٹری میں ان کا طبی اور سائنسی تجزیہ کر رہے ہوں گے۔"

دوسرے فوجی افسر نے کہا "تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم نہیں ہیں۔ ہمارے ایک ذہین اور جیالے سراغ رساں نے اسرائیل میں ایک یہودی فوجی کو اور ایک منکی مین کو ہلاک کیا تھا۔ ان کے لباس سے ہمیں درجنوں گولیوں اور کیپسولوں کے علاوہ دو لیزر گنیں بھی حاصل ہوئی تھیں۔ وہ سب ہمارے پاس محفوظ ہیں۔ ہمارے ڈاکٹرز، سائنس داں اور اسلحے کے ماہرین دن رات مصروف ہیں۔ ہم بہت جلد تمہاری طرح ان غیر معمولی چیزوں کے حامل ہو جائیں گے۔"

"یہ اچھی بات ہے۔ ہم تمہارے فوجی نہ سہی، اچھے دوست بن کر رہیں گے۔ دوست بن کر ہم سے سمجھوتا کرو، ہمیں رہنے کے لیے شمالی علاقے کا کچھ حصہ دو۔"

"اگر ہم دینے سے انکار کریں تو؟"

"تو پھر بھی ہم یہاں رہیں گے۔ ہم اب ایک ملک سے دوسرے ملک بھٹکنا نہیں چاہیں گے۔ ہم یہاں رہنے کا اٹل اور آخری فیصلہ کر کے آئے ہیں۔"

"ہم وارننگ دیتے ہیں۔ ہمارے ملک کی زمین پر قبضہ نہ کرو۔ ناکام رہو گے۔"

"اس دنیا میں ملک اسی کا ہوتا ہے، جس کا قبضہ ہو جائے اور ہم پورے ملک پر نہیں صرف ایک چھوٹے سے ویران علاقے پر قبضہ جمائیں گے۔ اگر تم رکاوٹیں پیدا کرو گے تو ہم اسلحے کے ذریعے تمہارا مقابلہ نہیں کریں گے۔"

"کیا صرف گولیوں اور کیپسولوں کے ذریعے ہمیں پریشان کرو گے؟"

"تمہیں پریشان کرنے کے لیے اتنا کافی ہے کہ تم سے آزادی حاصل کرنے والی مسلم ریاستوں ترکمانستان، ازبکستان وغیرہ کو ہم لیزر گن جیسا جدید اسلحہ سپلائی کریں .... ان کی مالی مدد کریں اور تمہارے مقابلے میں تمام ریاستوں کو مستحکم بنائیں.... ابھی چیچنیا کے عذاب سے نہیں نکلے ہو۔ ہم ایسے کئی چیچنیا تمہارے مقابلے میں پیدا کرویں گے۔"

انہیں چپ سی لگ گئی۔ وہ ایک دوسرے سے کچھ بولنے لگے۔ پھر ایک فوجی افسر نے پوچھا "تمہارا لیڈر کون ہے؟ کوئی تمہیں سرگوشی میں مشورے دیتا ہے کیونکہ بولنے کے دوران تم چپ ہو جاتے ہو، کچھ سنتے ہو پھر بولتے ہو۔"

"درست سمجھ رہے ہو۔ ہم مختلف ممالک کی سیاست کو ہر پہلو سے نہیں سمجھ سکتے اس لیے تمہاری دنیا کی ایک میڈم مہربان ہماری رہنمائی کر رہی ہیں۔"

"یہ میڈم مہربان کون ہیں؟ ہم پہلی بار یہ نام سن رہے ہیں۔"

"نام کو چھوڑو۔ کام کی باتیں کرو اور بتاؤ، ہماری میڈم کیسی ذہانت سے چال چلتی ہیں۔ تم سے دشمنی ہو گی تو ہمارا ایک بھی منکی مین مارا نہیں جائے گا۔ تمہارے آس پاس کی ریاستیں ہی تمہارے لیے مصیبت بن جائیں گی۔"

انہوں نے فوراً جواب نہیں دیا۔ پھر ایک دوسرے سے مشورے کرنے لگے۔ اس کے بعد ایک فوجی افسر نے کہا "ہم اس اہم معاملے پر تمہاری میڈم مہربان سے گفتگو کرنا چاہیں گے۔ ہمیں پتا ہے، وہ یہاں موجود ہے۔ تمہیں بار بار مشورے دے رہی ہے۔ وہ یہاں نمودار ہو جائے تو روبرو گفتگو ہو سکے گی۔"

سونیا نے کہا "آؤ کمانڈر! ہم ان کے روبرو ہو جائیں۔"

وہ دونوں اس میٹنگ ہال میں نمودار ہو گئے۔ وہاں کے حکّام اور فوج کے اعلیٰ افسران سونیا کو دیکھتے ہی چونک گئے۔ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ سب ہی نے بیک وقت حیرانی سے کہا "میڈم! آپ...؟"

"ہاں میں ہوں، ان کی میڈم مہربان...."

وہ اونچے پلیٹ فارم کی طرف بڑھنے لگی۔ اجلاس کی صدارت کرنے والے فوج کے اعلیٰ افسر نے اٹھ کر اپنی کرسی پیش کی۔ وہ

کرسی پر آکر بیٹھی۔ تالیاں بجانے کی آوازیں آنے لگیں۔ تالیاں بجانے والے منکی مین ایک ایک کرکے اس ہال میں نمودار ہونے لگے۔ روسی اکابرین انہیں حیرانی اور پریشانی سے دیکھ رہے تھے۔ وہ مسلح منکی مین اتنے تھے کہ ان کی تالیوں سے ہال گونجنے لگا تھا۔

سونیا نے ایک ہاتھ اٹھایا تو تالیاں بند ہو گئیں۔ وہ بولی "آپ حضرات نے میری آمد پر میری تعظیم کی۔ میرے لیے صدارت کی کرسی چھوڑ دی۔ یہ دیکھ کر تمام منکی جان نثار خوشی سے تالیاں بجاتے ہوئے نمودار ہو گئے ہیں۔ میں انہیں حکم دیتی ہوں، یہ فی الحال نادیدہ رہیں۔"

یہ حکم سنتے ہی وہ سب نادیدہ بن گئے۔ ایک فوجی افسر نے پوچھا۔ "میڈم! کیا امریکی اور اسرائیلی حکام جانتے ہیں کہ آپ ان کی لیڈر ہیں؟"

"وہ بھی نہیں جانتے ہیں۔ دراصل میں یہاں آکر منکی ماسٹر کی عدم موجودگی میں ان کی رہنمائی کر رہی ہوں۔"

"آپ خلائی مخلوق کو یہاں قدم جمانے کا موقع کیوں دے رہی ہیں؟"

"پہلے میں نے موقع نہیں دیا تھا۔ پہلی بار امریکا نے انہیں مشورہ دیا کہ وہ کسی اسلامی ملک پر قبضہ جمائیں۔ یہ اسرائیل گئے تو وہاں کے حکام نے بھی انہیں اسلامی ممالک پر قبضہ جمانے اور مسلمانوں پر حکومت کرنے کا راستہ دکھایا۔ دیوی کی بھی یہی کوشش تھی۔ بہرحال جنہوں نے بھی ہمارے خلاف کوششیں کیں، وہ منکی فوج کو اپنے اپنے ملک میں بھگت چکے ہیں اور آئندہ بھی بھگتنے والے ہیں۔"

"آپ انہیں ہمارے ملک میں کیوں لائی ہیں؟"

"انہیں اس دنیا میں کہیں تو رہنا ہی ہے۔ اس ملک کا شمالی علاقہ غیر آباد ہے۔ یہ وہاں دوست بن کر رہیں گے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"اس دنیا میں کئی ممالک ایسے ہیں، جن کے کئی علاقے غیر آباد ہیں۔ آپ انہیں وہاں لے جاسکتی تھیں۔"

وہ بولی "اگر یہ میری راہنمائی میں نہ آتے تو تم بھی انہیں اسلامی ممالک کا راستہ دکھاتے۔ تمہاری اسلام دشمنی ہم سے چھپی نہیں ہے۔ زیادہ بحث کرنے سے بہتر ہے، فراخ دلی سے انہیں رہنے دو۔"

"میڈم! آپ ہم سے کھلی دشمنی کر رہی ہیں۔"

"ماضی کی کوئی ایسی مثال دو، جب ہم نے اور تم نے ایک دوسرے سے کھلی دشمنی نہ کی ہو؟ میری اس امن پسندی کا شکریہ ادا کرو کہ منکی فوج نے تمہارے کسی شہر، کسی علاقے میں دہشت نہیں پھیلائی ہے۔ کسی ایک فرد کو بھی نقصان نہیں پہنچایا ہے مگر ایسا کل سے ہو سکتا ہے اگر آج ان کے حق میں فیصلہ نہ ہوا۔"

"جب یہ جارحانہ عزائم لے کر آئے ہیں اور یہاں جبراً رہیں گے تو ہم کیا فیصلہ کریں گے۔"

"فیصلہ یہ کہ منکی مخلوق سے تعاون کرو۔ کل صبح ہی سے مکانوں کا جملہ تعمیری سامان پہنچانا شروع کرو۔ ایک شہر آباد کرنے کے لیے اپنے ماہرین اور کاریگروں کو بھیجو۔ وہاں ان کی ضروریاتِ زندگی کا تمام سامان ہونا چاہیے۔"

کمانڈر نے پوچھا "میڈم! فی الحال ہماری رہائش کا کیا ہوگا؟"

"ابھی جس طرح چھپ چھپ کر رہ رہے ہو اسی طرح اور ایک ہفتہ رہو۔ اگر ایک ہفتے تک وہاں تمہاری ضروریات کا تمام سامان نہیں پہنچے گا اور عارضی رہائش کا انتظام نہیں ہوگا تو پھر اس شہر کے ہر گھر میں گھسنا اور رہنا شروع کر دو۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے گھور کر بے بسی سے سونیا کو دیکھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ دوسری صبح شہر میں دہشت اور بدامنی پھیلے۔ اس نے وعدہ کیا کہ کل صبح ہی سے نئی بستی بسانے کا کام شروع ہو جائے گا اور وہاں اس حد تک سہولیات فراہم کر دی جائیں گی کہ منکی فوج آرام سے رہ سکے۔

سونیا، کمانڈر وغیرہ کے ساتھ وہاں سے چلی آئی۔ اس نے کئی نادیدہ منکی جاسوس وہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے پیچھے لگا دیے تاکہ ان کی متوقع اور غیر متوقع سازشوں کا علم ہوتا رہے۔

دوسری صبح سے تمام تعمیری سامان مطلوبہ علاقے میں جانے لگا۔ رہائشی سہولیات جلد سے جلد فراہم کرنے کی کوششیں ہونے لگیں۔ اس ملک میں وہ ایسی پہلی ریاست قائم ہو رہی تھی جس کے قیام کے لیے خود روسی حکومت دن رات مصروف ہو گئی تھی۔

منکی مخلوق کی وہ ریاست ناپسندیدہ تھی۔ وہاں سازشیں کرنے اور ان کے اندرونی راز معلوم کرنے کے لیے جاسوسی لازمی تھی۔ اس بستی کو بسانے کے لیے جو ماہرین گئے تھے، ان میں جاسوس بھی تھے۔ شہر آباد ہونے کے بعد وہ جاسوس ماہرین کی حیثیت سے وہیں رہنے والے تھے۔ جاسوسی کے معاملات میں عورتیں زیادہ کامیاب رہتی ہیں۔ یہ مرد کی تنہائی میں رہ کر اس کے پیٹ کے اندر سے راز اگلوالیتی ہیں لہٰذا یہ طے پایا کہ اس نئے شہر میں حسین اور جوان عورتوں کو بھیجا جائے گا۔

اس دوران منکی برادر اپنی مختصر سی فوج کے ساتھ وہاں چلا آیا۔ اس نے سونیا سے کہا "مجھے اس کامیابی کی خوشی ہے کہ ہمیں اپنی ریاست قائم کرنے کے لیے زمین مل گئی ہے لیکن میڈم! میرے ماسٹر بھائی کے بغیر یہ کامیابی ادھوری ہے۔"

سونیا نے اسے تسلی دی "تمہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ منکی ماسٹر کو جلد ہی رہائی ملے گی اور وہ یہاں آجائے گا۔"

پھر وہ کمانڈر سے بولی "برادر کو ماسکو سے لے کر ہمارے نئے شہر تک اہم باتیں بتاؤ۔ ان علاقوں کی سیر کراؤ تاکہ یہ تمام علاقوں کو اچھی طرح جان لے۔"



منکی برادر نے کہا "پہلے میں ماسکو شہر دیکھوں گا۔"

کمانڈر اس کے ساتھ سیر کے لیے نکلا، کہنے لگا "برادر! ہم سب ں عورتوں کے رسیا ہیں۔ لیکن تم کچھ زیادہ ہی ہو۔ میں تمہیں سمجھاتا ہوں، صرف چار دن تک اور صبر کرو۔ پھر ہم اپنے شہر میں پنی پسند کی عورتیں لے آئیں گے۔"

اس نے کہا "عورتوں کے ذکر پر انڈیا یاد آرہا ہے۔ وہاں کی عورتیں بڑی حسین اور نمکین ہوتی ہیں۔"

"ایسی باتیں نہ کرو، جذبات بھڑکتے ہیں۔ اپنے ماسٹر بھائی کے ارے میں سوچو۔ پتا نہیں وہ قیدی کی حیثیت سے کس حال میں وگا۔"

"میں ماسٹر بھائی کی قید اور بے بسی کے بارے میں سوچتا ہوں تو ں چاہتا ہے، الپا کو چیر پھاڑ کر رکھ دوں۔ میں اپنے بھائی کی خیریت سے رہائی کے بعد الپا کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

"جوش میں نہ آؤ۔ تم اسے قتل کرنے جاؤ گے تو دوبارہ اس پر رہو گے۔ وہ عورت بہت مکار ہے۔ اس کا پھینکا ہوا جال نظر نہیں تا۔ پھنسنے کے بعد جال کی گرفت کا پتا چلتا ہے۔"

وہ دونوں نادیدہ تھے۔ شہر کے راستوں اور بازاروں میں مردوں ر عورتوں کے درمیان سے گزر رہے تھے۔ کمانڈر نے تمام منکی ج کو عورتوں سے پرہیز کرنے کی تاکید کی تھی۔ ابھی منکی برادر کو ی یہی نصیحت کی تھی لیکن وہ خود بڑی پارسائی کے بعد ایک حسینہ کو ھتے ہی ٹھٹک گیا۔

مرد خود کو قابو میں رکھے تو ہر عورت ایک عام سی عورت لگتی ہے۔ لیکن کبھی کوئی اچانک ایسی نظر آجاتی ہے، جس کے لیے دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ منکی برادر نے پوچھا "یہ چلتے چلتے کیوں رک ئے ہو؟ آگے بڑھو۔"

"آگے کیا بڑھوں... اسے دیکھو، جو اسکارف خرید رہی ہے، ے کتنی خوب صورت اور بھرپور ہے۔"

منکی برادر نے ادھر دیکھا۔ واقعی اس عورت میں بڑی دلکشی تی۔ وہ بھی اندر ہی اندر قربان ہونے لگا۔ منکی قوم میں یہ دستور تھا نہ کسی عورت کو ایک منکی پسند کرلے تو دوسرے کا فرض ہوتا تھا ہ اس عورت کا خیال دل سے نکال دے۔ جو ایسا نہیں کرتا تھا ر دوسرے کی عورت کو بری نیت سے دیکھتا تھا، اسے قتل کر دیا تا تھا۔

منکی برادر نے غصے سے کہا "کمانڈر! اس عورت کا خیال دل یں نہ لاؤ۔ میں نے تم سے پہلے اسے دیکھا ہے اور تم سے پہلے اسے ۔کیا ہے۔"

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ پہلے میں نے پسند کا اظہار کیا ہے۔"

"پہلے میں نے اس لیے اظہار نہیں کیا کہ تم نے عورت سے ور رہنے کی نصیحت کی تھی۔ تم نے چالاکی دکھائی ہے۔ نصیحت کے یعے میری زبان بند کی اور خود بول پڑے، اپنا جھوٹ اور فریب اپنے پاس رکھو۔ اسے میں حاصل کروں گا۔"

"برادر! میں تمہاری طرح ہر عورت سے عشق نہیں کرتا ہوں۔ بہت عرصے کے بعد مجھے یہ پسند آئی ہے۔ اسے میرے لیے رہنے دو۔ تمہیں بہت مل جائیں گی۔"

"مجھے بہت نہیں چاہئیں۔ یہی ایک چاہیے۔ تم اسے بری نیت سے دیکھو گے تو میں رواج کے مطابق تمہیں قتل کر دوں گا۔"

کمانڈر کا سایہ تیزی سے آگے بڑھ کر اس حسینہ کے اندر سما گیا۔ منکی برادر نے اس کا پیچھا نہیں چھوڑا، وہ بھی اس حسینہ کے اندر آکر بولا "کمانڈر! اس حسینہ کے اندر سے نکل جاؤ۔"

"ہرگز نہیں۔ میں یہاں رہوں گا۔ تم جب بھی اس حسینہ کو حاصل کرنے کے لیے ٹھوس جسم میں نمودار ہو گے، میں تمہیں گولی مار دوں گا۔"

وہ حسینہ اسکارف خریدنے کے بعد ایک بس میں بیٹھ کر اپنے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ جب وہ گھر پہنچنے کے بعد اپنے مکان میں تنہا ہوگی تو کیا ہوگا؟

وہاں صرف منکی برادر کے پاس ہی نہیں، کمانڈر کے پاس بھی ایک پستول تھا۔ گولیاں دونوں طرف سے چلنے والی تھیں اور درمیان میں حسینہ تھی۔ یعنی وہ صرف دو نہیں، تیسری بھی گولی کی زد میں آسکتی تھی۔

پتا نہیں کس کی شامت آئی تھی۔ ایک کی شامت؟ یا دو کی...؟ یا پھر تینوں کی۔

○☆○

منکی ماسٹر کو ایسے تہ خانے میں چھپا کر رکھا گیا تھا، جہاں کوئی تلاش کرنے والا پہنچ نہیں سکتا تھا۔ کوئی زمین پر رہ کر چھپنا چاہے تو اسے ڈھونڈنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہوتا لیکن زمین کی تہ میں چھپے ہوئے شخص کو تلاش کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

نادیدہ بنانے والی غیر معمولی گولیوں نے یہ مسئلہ آسان کر دیا تھا۔ جمیلہ اور ہیرو نادیدہ بن کر منکی ماسٹر کو تلاش کر رہے تھے۔ پھر باربرا بھی آگئی تھی۔ وہ ایسے قید خانے اور عقوبت خانے میں گئے، جہاں سیاسی قیدیوں اور مسلمان مجاہدوں کو اذیتیں دی جاتی تھیں۔

ان دنوں اتفاق سے کوئی مسلمان قیدی نہیں تھا۔ اگر ہوتا تو اسے وہاں سے نکال لاتے۔ ہیرو صبح سے شام تک اس قید خانے میں رہا۔ شام کے وقت ایک شخص ایک ٹرے میں کھانا لے کر آیا جبکہ اس کوٹھری میں کوئی قیدی نہیں تھا۔ وہ ٹرے کے ساتھ کوٹھری میں آیا۔ اس کے دروازے کو بند کرنے کے بعد ایک گوشے میں کھڑا ہو کر بولا "دروازہ کھولو۔"

اس کی گردن سے ایک چھوٹا سا مائیک لٹکا ہوا تھا۔ اس کے ذریعے کسی نے اس کی آواز سنی۔ تہ خانے کا چور دروازہ ایک میکانزم کے تحت کھل گیا۔ وہ ٹرے لے کر سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے جانے لگا۔ اس سے پہلے ہی ہیرو نے نیچے پہنچ کر دیکھا، منکی ماسٹر

زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔ وہاں کا فرش اور دیواریں گیلی تھیں۔ اسے پانی میں بیٹھنا اور سونا پڑتا تھا۔ وہ نڈھال سا ہو کر زنجیروں کے سہارے گیلی دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور سر ایک طرف ڈھلکا ہوا تھا۔

ہیرو نے اس کے قریب جا کر کان میں کہا "ماسٹر! کیا تم ہوش میں ہو؟"

"آں۔۔" اس نے آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے پوچھا "کون ہے؟"

"میں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ نادیدہ ہوں۔ تم زبان سے نہ بولو۔ وہ دیکھو وہ کھانا لے کر آرہا ہے۔ اسے شبہ ہو سکتا ہے' صرف سرہلا کر ہاں یا نہ میں جواب دو۔"

وہ ٹرے میں کھانا لے کر آرہا تھا۔ ہیرو نے پوچھا "کیا تم اتنی توانائی محسوس کرتے ہو کہ نادیدہ بن کر یہاں سے جاسکو؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سرہلایا۔ ہیرو اس کھانا لانے والے کے پیچھے آگیا۔ وہ فرش پر ٹرے رکھنے کے بعد جیسے ہی سیدھا کھڑا ہوا' ہیرو نے اس کی گردن دبوچ لی۔ گردن سے لٹکتے ہوئے مائیک کو کھینچ کر اسے آف کردیا۔ اس طرح تہ خانے کی آواز باہر نہیں جاسکتی تھی۔

ہیرو نمودار ہونے کے بعد یہ سب کچھ کر رہا تھا۔ منکی ماسٹر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا "یہ منکی مین ہماری قوم کا نہیں ہے۔ پھر یہ کون ہے؟"

ہیرو نے اس وقت تک اس کی گردن نہیں چھوڑی جب تک کہ اس کا دم نہیں نکلا۔ وہ بے دم ہو کر فرش پر گر پڑا۔ ہیرو نے ماسٹر کے پیچھے آکر اس کے سر سے برین گارڈ لگاتے ہوئے کہا "اب کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تمہارے دماغ میں نہیں آئے گا۔ یہ نادیدہ بنانے والی گولی منہ میں رکھو اور سایہ بن کر میرے اندر سماجاؤ۔"

منکی ماسٹر گولی نگل کر سایہ بنتے ہی زنجیروں کی گرفت سے نکل آیا۔ وہ زنجیریں قیدی سے محروم ہو کر اِدھر اُدھر ہلنے لگیں۔ وہ ہیرو کے اندر سما گیا۔ وہ مائیک بند تھا۔ تہ خانے کی آواز باہر نہیں جارہی تھی۔ ہیرو باہر آگیا۔ اس قید خانے سے بھی نکل آیا۔ پھر منکی ماسٹر کو اپنے ساتھ لے کر ایک خفیہ رہائش گاہ کی طرف جانے لگا۔

کھانا لے جانے والے کا رابطہ قید خانے کے انچارج سے رہا کرتا تھا۔ وہ کھانا دے کر فوراً واپس آتا تھا پھر مائیک کے ذریعے کہتا تھا کہ وہ تہ خانے سے باہر آگیا ہے۔ اس کے بعد انچارج اپنے کمرے سے ایک کَل گھما کر چور دروازے کو بند کردیتا تھا۔

اس روز کھانا لے جانے والے کی آواز واپسی پر سنائی نہیں دی۔ انچارج نے کئی بار اپنے مائیک کے ذریعے اسے مخاطب کیا پھر سپاہیوں کے ساتھ تیزی سے چلتا ہوا تہ خانے میں آیا تو پتا چلا' پنچھی اڑ گیا ہے۔

الپا کو اطلاع ملی تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ وہ طیش میں
انچارج اور وہاں کے دوسرے ذمے دار افراد کو سزائیں دینے
غصے سے گالیاں دے دے کر ان کے دماغوں میں زلزلے پیدا
گی۔

ایسا کرنے سے پنجوہ توڑ کر جانے والا پنچھی واپس نہیں
تھا۔ اس نے برین آدم کو اور فوج کے اعلیٰ افسران کو یہ
سنائی۔ سب ہی سن کر سکتے میں رہ گئے۔ یہ خوف طاری ہو
اب منکی فوج آئے گی تو ان کا رویّہ دوستانہ نہیں ہوگا۔ وہ
یہاں درندے بن کر رہیں گے اور پوری یہودی فوج ایک
بھی من مانی کرنے سے نہیں روک سکے گی۔

سب سے بڑی سزا یہ ہوتی ہے کہ سزا نہ ملے لیکن سزا
خوف طاری رہے۔ موت کل آئے گی یا آج آئے گی یا ا
بھی لمحے میں آنے والی ہے' موت کا وقت پہلے سے بتا دیا جا
موت سے پہلے ہی آدمی مرتا رہتا ہے۔

یہی حال الپا کا تھا۔ یہودی اکابرین بھی منکی فوج کی
میں ایسی موت دیکھ رہے تھے جو انہیں جان سے نہ مارتی' ان
مارتی' ان کی بھوک مارتی اور ان پر غالب آکر انہیں تباہ و برباد
رہتی۔

وہ سمجھنے کی کوششیں کر رہے تھے کہ منکی ماسٹر کس طرح
نکل گیا۔ اسے تہ خانے میں چھپا کر بڑے سخت پہرے میں ر
تھا۔ وہ اپنی مرضی سے فرار نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ تنویمی عمل
زیرِ اثر تھا۔ یہ بات واضح طور سے سمجھ میں آئی کہ کوئی تہ خا
آکر اسے زنجیروں سے نجات دلا کر لے گیا ہے۔

ویسے اس نے جس طرح بھی رہائی حاصل کی ہو' یہ طے
اب ان پر مصائب اور مسائل کے پہاڑ ٹوٹنے والے ہیں۔ ا
کئی بار منکی ماسٹر کے دماغ میں پہنچنے کی کوششیں کیں اور ناکا
رہی۔ اعلیٰ حکام اور فوجی افسران احتیاطی تدابیر اختیار کر
سلسلے میں ایک دوسرے سے مشورے کرتے رہے۔ جب
لگی تو چند گھنٹوں کے لیے سونا ضروری تھا۔ وہ کم از کم چار گ
سونے کے لیے اپنے اپنے کمرے میں آئے۔ ایسے وقت
جمیلہ اور ہیرو نے مختلف یہودی اکابرین سے فون پر رابطہ کیا
نے فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر پوچھا "سونے
ہو؟"

اس نے چونک کر اپنے سر کو تھام لیا پھر پوچھا "کون؟
کون ہو؟"

"ایک معمّا ہوں' مجھے حل کرنے سے پہلے نہیں سو سکو گے
دوسری طرف بار بار' جمیلہ اور ہیرو نے بھی فون پر اعلیٰ
اور دوسرے اکابرین سے یہی کہا کہ وہ معمّا ہیں۔ انہیں حل
سے پہلے کوئی نہیں سو سکے گا۔

میں نے اعلیٰ افسر سے کہا "الپا کو اطلاع دو کہ تمہارے



میں کوئی آیا ہے؟"

الپا کو موبائل فون پر اطلاع دی گئی۔ اس نے اعلیٰ افسر کے اندر آکر پوچھا۔ "تم کون ہو' اپنا تعارف کراؤ۔"

میں نے کہا "میں تعارف نہیں کراسکوں گا کیونکہ ابھی تمہارے پاس اعلیٰ حکام اور دیگر اکابرین کے بھی فون آنے والے ہیں۔"

میری بات ختم ہوتے ہی اس کے فون کا بزر بولنے لگا۔ ایک اعلیٰ حاکم اس سے کہہ رہا تھا کہ ایک نامعلوم عورت اسے فون پر سونے سے منع کر رہی ہے۔ الپا اس اعلیٰ حاکم کے پاس گئی۔ وہاں پہنچتے ہی الپا کو فون پر شہر کے میئر نے مخاطب کیا۔ اس نے پریشان ہو کر رائٹ بوائے اور ایمی ڈیسوزا کو ان کے دماغوں میں پہنچنے کے لیے کہا۔ وہ سب خیال خوانی کے ذریعے باری باری تمام اکابرین کے پاس جا کر دیکھنے لگے۔ جو حاکم یا اعلیٰ افسر سونا چاہتا تو اس کے سر کے نیچے سے تکیہ نکل جاتا تھا یا آنکھ بند کرتے ہی خواب گاہ کی کوئی چیز اس پر آکر گرتی تھی یا پھر وہ خود بیڈ سے نیچے گر پڑتا تھا۔

الپا نے فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں آکر مجھے مخاطب کیا۔ "تم کون ہو یہ تو بتادو؟"

"ہم وہی ہیں' جنہوں نے منکی ماسٹر کو تمہاری قید سے رہائی دلائی ہے۔"

"تمہارے لہجے سے پتا چلتا ہے' تم منکی مخلوق میں سے نہیں ہو۔"

"ہم جو بھی ہیں' کیا تم بھی اکابرین کی طرح سونا چاہتی ہو؟"

"ہاں۔ مگر تم نے ماسٹر کو رہائی کیوں دلائی ہے؟"

"ابھی تمہارا مسئلہ نیند ہے' نیند کی بات کرو۔"

"ہاں۔ ہم پچھلی رات سے جاگ رہے ہیں' پلیز ہمیں تھوڑی دیر سونے دو۔"

"اپنے تمام اکابرین سے کہو' وہ اسپتالوں میں جا کر سوئیں۔ وہاں انہیں کوئی پریشان نہیں کرے گا۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟ تم ہمارے بڑوں کو اسپتالوں میں کیوں سونے پر مجبور کر رہے ہو؟"

"اس لیے کہ علی تیمور اسپتال میں ہے۔ جب تک اس کے زخم نہیں بھریں گے' جب تک وہ اسپتال میں رہے گا' تمہارے تمام یہودی اکابرین بھی دن رات اسپتالوں میں رہیں گے۔"

علی کا نام سنتے ہی فوج کے اعلیٰ افسر اور الپا کو جھٹکا سا لگا۔ یہ بالکل واضح ہو گیا کہ میں انتقامی کارروائی کر رہا ہوں۔ صرف ایک گولی میرے بیٹے کو لگی اور میں نے منکی ماسٹر کو رہائی دلا کر ہزاروں لیزر گنوں کا رخ مملکتِ اسرائیل کی طرف کردیا۔

ایک یقینی خطرہ تو یہ تھا کہ جن بندروں سے انہوں نے نجات حاصل کی تھی' وہ دوبارہ فاتح کی شان سے اسرائیل آنے والے تھے۔ کسی دن بھی آسکتے تھے۔

دوسری مصیبت یہ تھی کہ ہم ان کی نیند' ان کا سکون غارت کر رہے تھے اور انہیں اسپتالوں میں رہنے پر مجبور کر رہے تھے۔

الپا نے عاجزی سے مجھ سے کہا "سر! آپ یقین کریں' ہم نے علی صاحب پر گولی نہیں چلائی۔ یہ موساد والوں کی شرارت ہے۔"

"تو پھر موساد کے چار بڑے عہدے داروں کو ہمارے حوالے کرو۔ ہم تمہارے اکابرین کو پریشان نہیں کریں گے۔"

"سر! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ موساد یہودی تنظیم ہے لیکن اسرائیلی حکومت کی پابندیوں سے آزاد ہے۔ اس تنظیم کے سربراہ ہر معاملے میں اپنی حکمتِ عملی اختیار کرتے ہیں۔"

"بے شک موساد والے اپنے معاملات میں آزاد ہیں لیکن جو کرتے ہیں' وہ یہودی مفادات کے اور مملکتِ اسرائیل کی سلامتی کے لیے کرتے ہیں۔ ان سے کہو' یہودی اکابرین کے اسپتالوں میں رہنے سے پوری قوم کی توہین ہوگی لہٰذا علی پر گولی چلانے والوں کو اور موساد کے چار بڑے عہدے داروں کو ہمارے حوالے کردیں۔ فی الحال نیند ستارہی ہوگی' انہیں اسپتال جانے کے لیے کہہ دو۔"

پھر میں نے خاموشی اختیار کرلی۔ الپا مجھے مخاطب کرتی رہی۔ میں نے جواب نہیں دیا۔ اس نے تمام اکابرین کے پاس جا کر کہہ دیا کہ کسی مداخلت کے بغیر سکون سے سونا چاہتے ہیں تو اسپتال چلے جائیں۔ ان سب کو علی کی صحت یابی تک اسپتالوں میں رہنا ہوگا۔

سونا ضروری تھا۔ نیند پوری کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر وہ اسپتالوں سے نکلنے کی ترکیب سوچ سکتے تھے۔

وہ چار گھنٹے تک آرام سے گہری نیند سوتے رہے۔ وہ نیند سے مجبور ہو کر آئے تھے۔ بیدار ہونے کے بعد خود کو اسپتال میں دیکھ کر بے عزتی کا احساس ہونے لگا۔ وہ امورِ مملکت نمٹانے کے لیے اپنے شاہانہ طرز کے دفاتر میں گئے لیکن جب انہوں نے دفتر سے اپنے محلوں کی طرف جانا چاہا تو وہ بار بار اپنی گاڑیوں کا رخ اسپتال کی طرف کرنے لگے۔ جب یہ اچھی طرح سمجھ میں آگیا کہ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے تو وہ مجبوراً پھر اسپتال آگئے۔

وہ تمام اکابرین مجھے غصہ دکھا کر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اس لیے وہ موساد والوں سے لڑنے لگے اور یہ ضد کرنے لگے کہ علی پر حملہ کرنے والوں کو اور موساد کے چار بڑے عہدے داروں کو میرے حوالے کریں۔

وہ قاتل حملہ آوروں کو میرے حوالے کرسکتے تھے لیکن موساد کے ایک بھی بڑے عہدے دار کی قربانی دینے کو تیار نہیں تھے۔ وہ دعویٰ کر رہے تھے کہ موساد والے جلد ہی اسلام آباد میں اپنے قدم جمالیں گے اور علی کو صحیح سلامت اسپتال سے نکلنے نہیں دیں گے۔

علی جس اسپتال میں تھا' اس کے اندر اور باہر ہمارے بہترین گن مین موجود رہتے تھے۔ بیس نئے پرانے ٹیلی پیتھی جاننے والے پانچ پانچ کی ٹولی بنا کر وہاں خیال خوانی کے ذریعے موجود رہتے تھے

وہاں کے ڈاکٹروں، نرسوں اور عملے کے دوسرے اہم افراد کے دماغوں کو پڑھتے تھے۔

ان میں سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا مستقل سائرہ کے دماغ میں رہتا تھا۔ دشمن اس کے دماغ میں جگہ بنا کر علی تک رسائی حاصل کرسکتے تھے اس لیے سائرہ کی سخت نگرانی کی جاتی تھی۔ اگرچہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ کو لاک کردیا گیا تھا اس کے باوجود ہم ایک لمحے کے لیے بھی اس سے غافل نہیں رہتے تھے۔ سرنگ بنانے والے مقفل دماغوں تک بھی کسی طرح راستہ بنالیتے ہیں۔

میں وہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ہدایات دیتا رہتا تھا۔ دشمنوں نے ابتدا میں دہشت زدہ کرنے کے لیے اسپتال کے احاطے میں بم کے دھماکے کیے۔ ان میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ وہ فائرنگ کرتے ہوئے اسپتال میں گھس آتے۔ ہمارے گن مین انہیں اسپتال کے باہر ہی فائرنگ سے چھلنی کردیتے۔

موساد کے ایک بڑے عہدے دار نے مجھے فون پر مخاطب کیا۔ "مسٹر فرہاد! یہ ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمہاری موجودگی میں ہمارا کوئی شہ زور اسپتال میں داخل نہیں ہوسکے گا۔ لیکن ہم باز نہیں آئیں گے۔ بڑے بڑے لوگوں سے بھول چوک ہوجایا کرتی ہے۔ تم بھی وہاں کوئی غلطی کرسکتے ہو اور ہوسکتا ہے وہ غلطی ہمیں علی کے کمرے تک پہنچادے۔"

"تو پھر میری کسی غلطی کا انتظار کرو۔ مجھے فون کیوں کیا ہے؟"

"یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ سمجھوتا کرلو۔ موساد کے خلاف بے شمار دستاویزی اور تصویری ثبوت علی نے چھپا رکھے ہیں۔ اگر وہ ہمیں مل جائیں تو ہم علی کے سر پر خطرہ بن کر نہیں منڈلائیں گے۔"

"خطرات ہماری خوراک ہیں۔ ہم ہر خطرے کو لقمے کی طرح چباتے ہیں۔ گدھ کی طرح منڈلاتے رہو۔"

"ہمارا خیال ہے، اس اسپتال کے لیے دو راکٹ کافی ہوں گے۔"

میں نے کہا "دو بہت ہیں۔ صحیح ٹارگٹ پر چلاؤ گے تو ایک ہی راکٹ سے پورا اسپتال کھنڈر بن جائے گا۔"

"کیا تم مذاق سمجھ رہے ہو؟"

"یہ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ مجھ سے پوچھ کر حملہ کرنا چاہتے ہو۔ کیا کرکٹ کھیل رہے ہو؟ میں بلّے کا اشارہ کروں گا تو بولنگ کروگے۔ گدھے کے بچے! کس نے تجھے موساد کا عہدے دار بنایا ہے، کتے! سور کی اولاد...."

میں کسی کو گالیاں نہیں دیتا۔ اس وقت میں جان بوجھ کر اسے گالیاں دے کر اشتعال دلانے لگا۔ وہ ایک دم سے بھڑک کر جواب میں گالیاں بکنے لگا۔ میں کبھی کسی سے گالیاں نہیں سنتا۔ لیکن اس پر نفسیاتی حملہ کرنے کے لیے گالیاں برداشت کیں۔ پھر اسے ایسی گندی اور شرمناک باتیں سنانے لگا کہ وہ بالکل آپے سے باہر ہوگیا۔ جب ذہن غصے سے تپ رہا ہو تو آدمی اپنی توانائی اور تحفظ کی باتیں بھول جاتا ہے۔

وہ غصے میں تلملاتے ہوئے سانس روکنا بھول گیا۔ اس کے دماغ نے میری سوچ کی لہروں کو محسوس کیا لیکن گالیوں کے تسلسل میں ادھر دھیان نہ دے سکا پھر ایسے ہی وقت میں نے اس کے دماغ میں ایک زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے حلق سے ایک فلک شگاف چیخ نکلی۔ وہ جہاں بیٹھا تھا، وہاں سے اچھل کر فرش پر گر پڑا۔

میں نے اس کے اندر رہ کر دیکھا، دو افراد اس کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔ فرش پر جھک کر اس سے پوچھنے لگے "کیا ہوا؟ تم کیوں چیخ رہے ہو؟ کیا تکلیف ہے تمہیں؟ چلو اٹھو۔ ادھر صوفے پر لیٹ جاؤ۔"

وہ دونوں بول رہے تھے۔ میرے شکار کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ دونوں یوگا کے ماہر نہیں ہیں۔ میں نے ان کے اندر بھی جگہ بنالی۔ وہ دونوں اسے سہارا دے کر فرش سے اٹھا رہے تھے اور صوفے کی طرف لے جارہے تھے۔

اس کے خیالات بتانے لگے کہ اس کا نام ایڈی رابسن ہے۔ وہ اس وقت لندن میں تھا اور موساد تنظیم کا فرسٹ آفیسر تھا۔ اسرائیلی حکام اس سے شکایت کرچکے تھے کہ موساد والوں نے علی تیمور پر گولی چلا کر یہودی اکابرین کے لیے مشکلات پیدا کردی ہیں۔ وہ سب اسپتالوں میں رہنے پر مجبور ہوگئے ہیں۔ منگی ماسٹر رہا ہوچکا ہے۔ جو منگی فوج اسرائیل سے جاچکی تھی، وہ واپس آنے والی ہے۔ علی پر صرف ایک گولی چلانے کے نتیجے میں پورے اسرائیل کو اور یہودی قوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچنے والا ہے۔

فرسٹ آفیسر ایڈی رابسن نے الپا اور اسرائیلی حکّام سے وعدہ کیا تھا کہ وہ علی کے لیے اتنا زبردست خطرہ بن جائیں گے کہ اس کا باپ فرہاد اس کی جان بچانے کے لیے اسلام آباد میں مصروف رہا کرے گا۔ اسے اسرائیل کی طرف آنے کی فرصت ہی نہیں ملے گی۔

ایڈی رابسن یورپی ممالک کی موساد تنظیم کا فرسٹ آفیسر تھا۔ اس کی رہائش لندن میں تھی۔ وہ اہم معاملات میں ایشیا کی موساد ایجنسیوں کی راہنمائی کرتا تھا۔ موجودہ معاملات بھی اتنے اہم تھے کہ اس نے لندن سے براہِ راست اسلام آباد کے اسپتال میں فون کیا تھا۔ اس کی توقع کے مطابق اس سے بات کی تھی اور اب مجھ سے بات کرنا اسے مہنگا پڑ رہا تھا۔

میں نے اسے صوفے پر ہی گہری نیند سلا کر اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس سے ایشیا کی تمام موساد ایجنسیوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں۔ میں نے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ تنویمی نیند پوری کرنے کے بعد یہ سمجھ نہیں پائے گا کہ وہ میرا معمول بن چکا ہے لیکن حقیقتاً میرا معمول اور تابعدار بن کر رہے



گا اور موساد کے اعلیٰ افسران کو بتائے گا کہ اس کے دل میں شدید تکلیف پیدا ہوئی تھی جس کے باعث وہ چیخیں مارنے اور تڑپنے کے بعد بے ہوش ہوگیا تھا۔ اس کے ایسا بیان دینے سے کسی کو یہ شبہ نہیں ہوگا کہ میں نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا۔

پھر یہ کہ موساد کے دوسرے افسران کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس وقت وہ مجھ سے فون پر باتیں کررہا تھا۔ چونکہ وہ فرسٹ آفیسر تھا، اس لیے اپنے طور پر مجھ سے رابطہ کرنے اور مجھے علی کے سلسلے میں دھمکیاں دینے اور مجھے اندیشوں میں مبتلا کرنے کی حکمتِ عملی اختیار کررہا تھا پھر ایسا کرتے ہوئے بری طرح پھنس گیا تھا۔

پاکستان میں موساد کا باقاعدہ دفتر نہیں تھا۔ ان کا صدر دفتر بھارتی شہر دہلی میں تھا۔ طاہرہ اور افضال احمد بیس برس پرانے ایجنٹ تھے۔ وہ اتنی رازداری سے کام کرتے رہے تھے کہ وہاں موساد کے کسی بڑے ایجنٹ کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ چند یہودی ماتحت طاہرہ اور افضال کی مدد کے لیے اسلام آباد میں رہتے تھے جن میں سے ایک جان شیفرڈ تھا، جس کی کوٹھی کے ایک کمرے میں طاہرہ خفیہ دستاویزات چھپا کر رکھتی تھی۔

ان تمام دستاویزات کی چوری نے موساد کو جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔ یہ راز کھلنے والا تھا کہ طاہرہ اور افضال احمد موساد کے نمبرون ایجنٹ ہیں اور ان کا رابطہ موساد کی بھارتی شاخ سے رہتا ہے۔

موساد والے نہیں چاہتے تھے کہ طاہرہ اور افضال احمد بے نقاب ہوجائیں۔ ان دنوں بھارت سے دو ایجنٹ آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے سوچا، تمام راز علی تیمور کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس نے وہ راز کہاں چھپائے ہیں، ایسے میں علی کو قتل کردیا جائے تو وہ راز کسی خفیہ جگہ دفن رہے گا۔ نہ کوئی وہاں تک پہنچ سکے گا اور نہ کبھی طاہرہ اور افضال موساد کے ایجنٹ تسلیم کیے جائیں گے۔

حملہ ناکام ہوا تھا۔ علی زندہ تھا اور زیرِ علاج تھا۔ فرسٹ آفیسر ایڈی رابسن کو ان دو ایجنٹوں کے بارے میں معلوم تھا، جو دہلی سے اسلام آباد آئے تھے۔ ان دونوں کا قیام پہلے جان شیفرڈ کی کوٹھی میں تھا۔ جب علی زندہ بچ گیا تو وہ اس کوٹھی سے دوسری جگہ منتقل ہوگئے کیونکہ علی کو جان شیفرڈ کی رہائش گاہ کا علم تھا۔

وہ دونوں کہیں چھپے ہوئے تھے۔ ان کا سراغ لگانا ضروری تھا۔ جب فرسٹ آفیسر ایڈی رابسن تنویمی نیند سے بیدار ہوا تو میں اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس نے آنکھ کھولتے ہی خود کو اسپتال کے بیڈ پر پایا۔ ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا "آپ تو ایسی گہری نیند میں تھے، جیسے بے ہوش ہوگئے ہوں۔ اب کیسا محسوس کررہے ہیں؟"

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔ خود کو بیمار نہیں محسوس کررہا ہوں۔"

اس کے ساتھی افسر نے پوچھا "ایڈی! تمہیں کیا ہوا تھا، تمہارے ماتحت کہہ رہے تھے کہ تم چیخیں مار کر تڑپ رہے تھے۔ تمہیں کیا تکلیف تھی؟"

"دل میں اچانک درد پیدا ہوا تھا۔ درد اتنا شدید تھا کہ میں اپنی چیخیں نہ روک سکا اور جب تھم گیا تو اتنا سکون ملا کہ میں گہری نیند سوگیا۔"

میں نے تنویمی عمل کے دوران جو ہدایات دی تھیں، وہ انہی ہدایات کے مطابق بول رہا تھا۔ میں نے پھر اس کے خیالات پڑھے۔ وہ تمام موساد والوں سے فون پر رابطہ کرتا تھا۔ میں نے ان دو ایجنٹوں کے فون نمبر معلوم کیے جو بھارت سے آئے تھے اور موساد سے ان کا تعلق تھا۔ ان دونوں کے پاس ایک موبائل تھا۔

میں نے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔ "ہیلو۔"

توقع کے خلاف کوئی عورت بول رہی تھی۔ میں نے فون بند کردیا۔ اس کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ ایک کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں تھی۔ ایک شخص نے اس سے پوچھا "کس کا فون ہے؟"

وہ فون بند کرتے ہوئے بولی "پتا نہیں کون تھا۔ میری آواز سن کر فون بند کردیا۔"

دوسرے شخص نے کہا "ہمیں فون بند رکھنا چاہیے۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہماری آواز سن سکتا ہے۔"

"ہم یہاں چھپے ہوئے ہیں۔ فون بند کریں گے تو ہمارا زونل آفیسر ہم سے رابطہ نہیں کرسکے گا۔"

جس عورت نے فون اٹینڈ کیا تھا اس کا نام مارتھا تھا۔ اس کے ساتھ جو دو افراد تھے انہی دونوں کی مجھے تلاش تھی۔ میں ان کے دماغوں میں پہنچ گیا۔ ایک نے میری مرضی کے مطابق کہا۔ "ہمیں زونل آفیسر سے پوچھنا چاہیے کہ ہم اپنا موبائل استعمال کریں یا نہیں؟"

میں چاہتا تھا کہ زونل آفیسر کی بھی آواز سن لوں۔ ایک نے رابطہ کرکے زونل افسر سے کہا "یہ اندیشہ رہتا ہے کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فون کے ذریعے ہماری آواز سن سکتے ہیں۔ ابھی کسی نے فون کیا تھا۔ پتا نہیں کون تھا۔ مارتھا کی آواز سن کر فون بند کردیا۔"

"کوئی غلط کال ہوگی۔ تمہارا فون نمبر صرف میں جانتا ہوں۔ کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کو یہ نمبر معلوم نہیں ہوسکے گا۔"

"کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا آپ تک پہنچ سکتا ہے۔"

"کیسے پہنچے گا۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ میں یہاں زونل آفیسر بن کر آیا ہوں۔"

میں نے اس آفیسر کے اندر پہنچ کر دیکھا۔ وہ جرمنی کے سفارت خانے میں سیکریٹری کا عہدہ سنبھالنے آیا تھا۔ اس کا نام راجر تھامپسن تھا۔ وہ سفارت خانے کے ذریعے اس طرح آیا تھا کہ اس پر کوئی شبہ نہیں کرسکتا تھا۔

میں نے بابا صاحب کے ادارے کے ایک نوجوان جاسوس صفدر کو ان دو ایجنٹوں کی طرف روانہ کیا۔ ان میں سے ایک

ڈرائنگ روم میں بیٹھا وہسکی پی رہا تھا۔ دوسرا ایجنٹ مارتھا کے ساتھ بیڈ روم میں تھا۔ میں نے پینے والے کے منہ سے بوتل لگا دی۔ وہ غٹا غٹ گھونٹ بھرتا اور پیتا چلا گیا۔

وہ آدھی بوتل پینے کے بعد گھبرانے لگا۔ سر چکرانے لگا۔ وہ کبھی اس طرح نہیں پیتا تھا۔ اس نے بوتل کو منہ سے الگ کر کے سوچا' اب نہیں پیئے گا۔ ایک گھونٹ بھی نہیں پیئے گا۔

میں نے کہا "کیسے نہیں پیئے گا۔ چل اٹھا بوتل۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بولا "کون ہے؟ یہ۔۔۔ یہ تو میرے دماغ میں بول رہا ہے۔"

"ہاں۔ میں ہوں علی تیمور۔ ان گولیاں چلانے والوں میں سے ایک تم ہو۔"

"ہاں۔ ہاں مگر میری گولی تمہیں نہیں لگی تھی۔ آئندہ میں کبھی تم پر گولی نہیں چلاؤں گا۔"

"گولی تب چلاؤ گے' جب زندہ رہو گے۔"

وہ پینا نہیں چاہتا تھا۔ میں نے جبراً اس کے منہ سے بوتل لگا دی۔ مناسب مقدار میں شراب جتنا سرور دیتی ہے' اس کی زیادتی اتنا ہی عذاب بھی دیتی ہے۔ دماغ کو الٹا کر زندگی کی بساط الٹ کر رکھ دیتی ہے۔ بوتل خالی ہوتے ہوتے اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ صوفے پر سے جھکتا ہوا سر کے بل فرش پر آ کر الٹ گیا۔ اس میں اتنی سکت نہیں رہی کہ اٹھنے کی کوشش کر سکتا۔ وہ وہیں پڑا رہ گیا۔

صفدر نے بیڈ روم کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے دوسرے شخص کی آواز آئی "کیوں آئے ہو' میں نے ٹاس جیتا ہے' آج مارتھا میرے ساتھ رہے گی۔"

صفدر نے کہا "موت نے تمہاری زندگی سے ٹاس جیت لیا ہے' باہر آؤ۔"

وہ دونوں بیڈ روم کے اندر ذرا دیر چپ رہے پھر اس شخص نے پوچھا "تم کون ہو؟"

"میں ہوں علی تیمور!"

"بکواس مت کرو' وہ اسپتال میں ہے۔"

"دروازہ کھولو۔ تمہیں اسپتال بھی نصیب نہیں ہو گا۔"

میں انہیں دروازہ کھولنے پر مجبور کر سکتا تھا لیکن وہ لباس پہن رہے تھے۔ اس نے لباس پہننے کے بعد مارتھا سے کہا "پتا نہیں دروازے پر کون ہے؟"

"وہ خود کو علی تیمور کہہ رہا ہے۔ ہمارا ساتھی جوزف ڈرائنگ روم میں تھا' اس کی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔"

اس شخص نے آواز دی "جوزف' تم کہاں ہو؟"

مارتھا نے کہا "ہمارا موبائل فون یہاں کمرے میں ہوتا تو ہم زونل آفیسر سے رابطہ کرتے۔ تمہارے پاس ریوالور تو ہے نا؟"

اس نے تکیے کے نیچے سے ریوالور نکالا پھر مارتھا کو نشانے پر رکھ کر بولا "پہلے تم مرو گی۔"

وہ بولی "یہ کیا مذاق ہے؟"

"مذاق نہیں ہے۔ وہ جو دروازے کے باہر ہے' وہ اندر ہے۔ اس کمرے کے اندر بھی اور میری کھوپڑی کے اندر بھی ہے۔"

"لیکن وہ آنے والا مجھے نہیں مارے گا کیونکہ تم لوگوں کے معاملات سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تو پھر دروازہ کھولو۔ وہ آنے والا تمہیں ہلاک کرے یا چھوڑ دے گا۔ میں یہاں اس کا نشانہ لے رہا ہوں۔"

مارتھا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ کھلے ہوئے دروازے صفدر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور سے صفدر کا نشانہ لے کر "مارتھا! سامنے سے ہٹ جاؤ۔ میں دشمن کو گولی مار رہا ہوں۔"

مارتھا ایک طرف ہٹ گئی۔ صفدر ریوالور کی طرف بڑھے وہ گولی چلانے کے لیے ٹریگر پر انگلی رکھنا چاہتا تھا لیکن انگلی نہیں جا رہی تھی۔ صفدر نے قریب آ کر اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ پھر اس سے کہا "تم نے علی پر گولی چلائی تھی' اب تم چلے گی۔"

اس نے مارتھا کے پاس آ کر اسے ریوالور دیا پھر کہا "اس چھ گولیاں ہیں۔ اسے آخری گولی سے مرنا چاہیے۔ پہلے پانچ اس طرح مارو کہ یہ زخمی ہوتا اور تڑپتا رہے۔"

مارتھا نے ریوالور لے کر اس کا نشانہ لیا پھر گولی چلائی ایک بازو میں لگی' وہ چیخ کر بولا "کیا کرتی ہو؟ ریوالور سے اٹھاؤ۔ دشمن کو گولی مارو۔"

اس نے دوسری گولی دوسرے بازو میں ماری۔ وہ تڑپ دونوں بازوؤں کو تھام کر کمرے سے باہر بھاگنے لگا۔ میں مارتھا کے دماغ میں تھا۔ اس بار اس نے اس کی ایک ٹانگ میں گولی ماری بھاگنے کے دوران چیخ مار کر فرش پر گرا۔ تین گولیاں کھانے تکلیف میں شدت پیدا ہو گئی تھی۔ اب وہ اٹھ نہیں سکتا تھا بھی جاتا تو ایک پیر سے بھاگ نہیں سکتا تھا۔

مارتھا نے قریب آ کر اس کے دوسرے پیر کا نشانہ لیا گڑگڑانے لگا۔ "نہیں۔ مجھے معاف کر دو۔ فوراً مار دو۔ میں ایک گولی کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتا۔ مجھے فوراً مار ڈالو۔"

"تمہاری ایک گولی سے علی کو بھی تکلیف پہنچی تھی ایک گولی ماری' اب چھ وصول کرو گے۔ چار نے کام دکھایا اب دو رہ گئی ہیں۔"

مارتھا نے پانچویں گولی مارنی چاہی لیکن وہ جسمانی طور ہی کمزور تھا۔ زخموں کی تاب نہ لا کر ایک دم سے ٹھنڈا پڑ گیا نے مارتھا کو گولی چلانے سے روک دیا۔ اسے دوسرے پاس لے گیا۔ شراب کی زیادتی اسے مار چکی تھی۔

صفدر نے مارتھا سے کہا "یہ دونوں اپنے انجام کو ہیں۔ تم زندہ رہو گی کیونکہ ہمارے معاملات سے تمہارا کو نہیں ہے۔"

وہ مارتھا کو ریوالور سمیت وہاں چھوڑ کر کوٹھی سے باہر آیا۔ قریب ہی وہ کوٹھی تھی' جہاں موساد کا زونل آفیسر رہتا تھا۔ صفدر نے گیٹ پر پہنچ کر سیکیورٹی افسر سے کہا "سیکریٹری صاحب سے میری ملاقات طے ہے۔ ان سے کہو فرہاد ملنے آیا ہے۔"

سیکیورٹی افسر نے واکی ٹاکی کے ذریعے اطلاع دی۔ زونل آفیسر ڈنر سے پہلے ایک جام پی رہا تھا۔ جب اس نے سنا کہ فرہاد ملنے آیا ہے تو اس نے گھبرا کر پوچھا۔ "کون فرہاد؟"

سیکیورٹی افسر نے میری مرضی کے مطابق کہا "وہی جس کے خوف سے آپ نے اپنی اصلیت چھپائی ہوئی ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"بہت اچھا جناب! میں فرہاد صاحب کو اندر بھیج رہا ہوں۔"

وہ چیخ کر بولا "نہیں ہرگز نہیں۔ اسے اندر نہ آنے دو۔ باہر گولی مار دو۔"

سیکیورٹی افسر نے اِدھر سے اُدھر دیکھ کر کہا "جناب! وہ نظر نہیں آ رہا ہے۔ شاید چھپ کر اندر گیا ہے۔"

"تمام گارڈز کو لے کر اندر آؤ۔ میرے چاروں طرف رہو' جو بھی اجنبی نظر آئے' سے فوراً گولی مار دو۔"

صفدر وہاں سے جا چکا تھا۔ سیکیورٹی افسر تمام مسلح گارڈز کو بلا کر کوٹھی کے اندر آ گیا۔ وہ سب کوٹھی کے مختلف حصوں میں جا کر مجھے تلاش کرنے لگے۔ پھر سب ڈرائنگ روم میں آ گئے۔ زونل آفیسر نے کہا "مجھے چاروں طرف سے گھیر لو۔ وہ یہیں کہیں چھپا ہوا ہے۔"

وہ سب اپنے اپنے ہاتھوں میں گن لیے ہوئے تھے۔ انہوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ میں نے سیکیورٹی افسر کی زبان سے کہا "علی کے چاروں طرف بھی ایسا ہی پہرا ہے۔ جب تم جیسوں کو کچرے کی طرح صاف کر دوں گا تو پھر اسپتال سے پہرا ہٹا دوں گا۔"

وہ گھبرا کر بولا "تم میرے سیکیورٹی گارڈ ہو کر ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو؟"

"تمہارے ہتھیار ہماری گولیاں تمہاری حفاظت کے لیے ہیں مگر ہمارا دماغ فرہاد کا تابعدار ہے۔ اب بتاؤ' دماغ کے بغیر ہم گولیاں چلائیں گے تو کیا وہ تمہاری طرف نہیں آئیں گی؟"

وہ خوف زدہ ہو کر اپنے اطراف تمام گارڈز کو دیکھنے لگا۔ سیکیورٹی آفیسر نے کہا "تمہارے دو ایجنٹ جو بھارت سے آئے تھے اور جنہوں نے علی پر گولی چلائی تھی' انہیں جہنم میں پہنچا دیا گیا ہے۔ جہاں انہوں نے پناہ لی تھی' وہاں ان کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں' تمہاری لاش بھی یہاں پڑی رہے گی۔"

وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ سیکیورٹی افسر نے کہا۔ "کھڑے ہونے سے بھی موت آتی ہے۔ تمہارے پاس ریوالور ہے۔ اسے نکالو اور خودکشی کرو۔ ہم تمہارے قاتل بن کر پھانسی پر نہیں چڑھیں گے۔"

پھر اس نے تمام گارڈز سے کہا "باہر چلو۔ ہماری ڈیوٹی باہر رہتی ہے۔ اندر کوئی خودکشی کرے تو ہمیں ذمے دار نہیں ٹھہرایا جائے گا۔"

وہ سب باہر جانے لگے۔ زونل آفیسر کو اطمینان ہوا' گولی مارنے والے جا رہے ہیں۔ اب میں ایسا احمق نہیں ہوں کہ۔۔۔ خودکشی کروں گا۔ مجھے زندگی سے محبت ہے۔ میں زندہ رہوں گا اور یہاں مجھے دہلی فون کرنا چاہیے۔ یہ بتانا ضروری ہے کہ موساد کے دونوں ایجنٹ مارے گئے ہیں۔ جان شیفرڈ جیسے پرانے ایجنٹ یہاں سے جا چکے ہیں لہٰذا نئے لوگوں کو یہاں بھیجا جائے۔"

وہ ٹیلی فون کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ لباس کے اندر سے ریوالور نکال کر دیکھنے لگا۔ وہ بھرا ہوا تھا۔ اس نے سوچا "مجھے ریسیور اٹھا کر دہلی فون کرنا تھا۔ پھر میں نے یہ ریوالور کیوں نکال لیا؟"

اس نے ریوالور کو ٹیلی فون کے پاس رکھ کر ریسیور اٹھایا۔ اسے دہلی میں موساد والوں سے رابطہ کرنا تھا۔ لیکن اس نے اس سفیر کو فون کیا' جس کا سیکریٹری بن کر یہاں آیا تھا۔ رابطہ ہونے پر اس نے کہا "سر! مجھے افسوس ہے۔ میں سیکریٹری کی حیثیت سے آپ کی خدمت نہ کر سکا۔ میں جا رہا ہوں۔"

سفیر نے پوچھا "اچانک کہاں جا رہے ہو؟"

"بہت اوپر جا رہا ہوں اور بہت اوپر جانے کے لیے خودکشی کرنا بہت ضروری ہے۔"

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

"میں نے یہ فون اس لیے کیا ہے کہ آپ میری خودکشی کے گواہ رہیں۔ یہ بیان دے سکیں کہ میں نے جان دینے سے پہلے اطلاع دی تھی اور اطلاع دیتے ہی خود کو گولی مار لی تھی۔ آپ نے فون پر گولی چلنے کی آواز سنی تھی' کیا آپ نے سنی تھی؟"

"نہیں' میں نے نہیں سنی۔"

"تو اب سن لیں۔"

سفیر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ پھر ایک دم سے فائر کی آواز سن کر چونک گیا۔ گولی چلنے کی آواز فون کے ذریعے کان تک پہنچی تھی۔ پھر گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔

میں وہاں سے واپس آ گیا۔ اب اسلام آباد میں موساد کا کوئی ایسا قابلِ توجہ شخص نہیں رہا تھا' جو میرے بیٹے کو نقصان پہنچانے کا حوصلہ کرتا۔ میں نے یورپ میں موساد کے ہیڈ کوارٹر سے لے کر دہلی کی موساد ایجنسی تک تمام اہم عہدے داروں تک پہنچ کر اطمینان کر لیا۔ فی الحال کوئی میرے علی کے خلاف مکروہ عزائم نہیں رکھتا تھا۔

یوں تو شیطانی سلسلہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ کسی نہ کسی صورت سے شیطانی عمل جاری رہتا ہے۔ وہ موساد والے بھی نئے منصوبے

کے ساتھ آسکتے تھے۔ لیکن وہ جب تک آتے' اس وقت تک علی کا زخم مندمل ہونے لگتا۔ وہ خود ہی ان سے نمٹنے کے قابل ہو جاتا۔

میں اپنے بیٹے کے پاس آیا۔ وہ اسپتال کے آرام دہ بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "ہیلو' پاپا کی جان' کیسے ہو؟"

وہ بولا "پاپا! آپ کی اور ممی کی موجودگی میں بھلا مجھے کیا ہوگا۔ مجھے یقین ہے' آپ نے تمام کانٹے صاف کردیے ہوں گے اور ادھر ممی مجھ پر روحانی عمل کرتی رہتی ہیں' اس عمل کے نتیجے میں مجھے اپنے جسم میں کسی زخم کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر حیران ہیں کہ اتنا گہرا زخم اتنی تیزی سے کیسے بھر رہا ہے۔"

"پھر تو بیٹے! تمہارے باپ سے زیادہ تمہاری ماں کمال دکھا رہی ہے۔"

آمنہ بھی علی کے اندر موجود تھی۔ اس نے مجھ سے کہا "آپ دوا کررہے ہیں' میں دعا کررہی ہوں لیکن مریض کے لیے سب سے ضروری چیز تیمارداری ہے۔ ہماری ہونے والی بہو نے تو تیمارداری کی حد کردی ہے۔ دن رات علی کے بستر سے لگی رہتی تھی۔ نہ سوتی تھی نہ اچھی طرح کھاتی تھی۔ میں نے مجبور ہوکر اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے کھلایا پلایا ہے اور آرام سے اسی کمرے کے دوسرے بیڈ پر اسے سلادیا ہے۔ وہ سو رہی ہے۔"

علی نے کہا "پاپا! آپ سائرہ کے ماں باپ سے بھی نمٹ لیں۔ سائرہ کے دو بھائی لندن سے یہاں آنے والے تھے۔ میں چاہتا تھا' انہیں اسلامی تعلیمات دی جائیں۔ آپ ان کے لیے کچھ کریں۔"

آمنہ نے کہا "سائرہ کی طرح اس کے دونوں بھائی بھی مسلمان ہیں۔ انہوں نے اب تک یہودیوں کے ماحول میں تعلیم حاصل کی ہے۔ میں انہیں اسلامی تعلیمات سے آشنا کروں گی۔ تمہارے پاپا ان بچوں کے والدین سے نمٹ لیں گے۔"

سائرہ کے وہ دونوں بھائی لندن سے آگئے تھے لیکن ان کے ماں باپ یعنی طاہرہ اور افضال احمد انہیں پھر لندن واپس لے جانا چاہتے تھے۔ انہوں نے پہلے ایک بار فرار ہونے کا منصوبہ بنایا تھا' جسے علی نے ناکام بنادیا تھا۔ اس بار دونوں بیٹے ان کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک پندرہ برس کا تھا اور دوسرا بارہ برس کا۔ دونوں معصوم تھے۔ والدین انہیں جدھر جھکاتے تھے' وہ جھک جاتے تھے اور طاہرہ اب تک انہیں یہودیت کی طرف جھکاتی آرہی تھی۔

اس وقت وہ سفر کی تیاری کررہے تھے۔ ڈھائی گھنٹے بعد ایک فلائٹ سے لندن جانے والے تھے۔ بڑا بیٹا کمال احمد تھا' اسے کامی کہتے تھے اور چھوٹے بیٹے جمال احمد کو جمی کے مختصر نام سے پکارتے تھے۔ کامی نے کہا "جب لندن واپس جانا تھا تو ہمیں یہاں کیوں بلایا تھا؟"

طاہرہ نے کہا "ہم نے بہت مجبور ہوکر بلایا تھا۔ ایک دشمن تم دونوں بھائیوں کو مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ وہ ابھی اسپتال میں ہے۔ ہمارے لیے اچھا موقع ہے' ہم یہاں سے لندن چلے جائیں گے تو وہ ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

جمی نے کہا "ممی! آپ ہمیں سسٹر سے کیوں نہیں ملا رہی ہیں؟ کیا وہ ہمارے ساتھ لندن نہیں جائیں گی؟"

"نہیں' وہ مسلمان جو اسپتال میں ہے' اس نے تمہاری سسٹر کو ٹریپ کیا ہے۔ وہ مسلمان ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ اسپتال میں رہتی ہے۔ تم دونوں اس سے ملنے جاؤ گے تو وہ تمہیں بھی پھانس لیں گے۔"

"پپا! ہماری سسٹر بہت اچھی ہیں۔ آپ کو پتا ہے' ہم انہیں کتنا چاہتے ہیں۔ آپ کم سے کم فون پر ان سے گفتگو تو کرا سکتے ہیں۔"

"بیٹے! یہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے ہمارے بہت سے دشمن ہیں۔ وہ ٹیلیفون پر تمہاری آواز سن کر تمہارے دماغوں میں پہنچ جائیں گے۔ یہ معلوم کرلیں گے کہ ہم پاکستان سے فوراً فرار ہورہے ہیں۔"

طاہرہ نے کہا "لندن پہنچ کر وہاں سے فون پر سسٹر سے بات کر لینا۔ اب خواہ مخواہ ضد نہ کرو' چلو تیار ہوجاؤ۔ لباس تبدیل کرو۔"

کامی اور جمی اپنے بیڈروم میں آکر لباس تبدیل کرنے لگے جمی نے کہا "کامی! کیا ہم اپنی پیاری سسٹر سے نہیں مل سکیں گے؟"

"یہی میں سوچ رہا ہوں۔ ہم ان کے ساتھ چھٹیاں انجوائے کرنے آئے تھے۔ ہمیں ان سے ضرور ملنا چاہیے۔ اگر ہم ممی اور پپا کو نہ بتائیں اور چپ چاپ ان سے ملنے جائیں تو یہ ایڈونچر کیسا رہے گا؟"

"فنٹاسٹک! بڑا مزہ آئے گا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہماری سسٹر کس اسپتال میں ہیں؟"

"معلوم نہیں ہے مگر ہم معلوم کرلیں گے۔ پہلے یہاں سے نکل چلو۔"

وہ دونوں تیار ہوکر کوٹھی کے پچھلے دروازے سے باہر آگئے۔ تیزی سے چلتے ہوئے اس کوٹھی سے دور جانے لگے۔ وہ اپنی بہن سائرہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ اس سے ملنا چاہتے تھے لیکن یہ نہیں جانتے تھے کہ وہ کس اسپتال میں ہے۔

میں نے ان دونوں کے اندر بہن سے ملنے کا شدید جذبہ اور حوصلہ پیدا کیا۔ انہیں نہ اسپتال کا پتا معلوم تھا اور نہ وہ اسلام آباد کی گلیاں اور راستے جانتے تھے لیکن حوصلہ کرکے نکل گئے تھے۔ میں انہیں سیدھا اسی اسپتال میں پہنچا سکتا تھا لیکن ان کے والدین کو ان کے پیچھے دوڑانا چاہتا تھا۔

دونوں بھائی ایک پی سی او میں آئے۔ کامی نے فون کے ذریعے افضال احمد کو مخاطب کیا "ہیلو پپا!"

باپ نے حیران ہوکر پوچھا "تم دونوں کہاں ہو؟ ہم یہاں گھر میں تمہیں تلاش کررہے ہیں۔ فوراً واپس آؤ۔"

"نو پپا! آپ ہمیں اسپتال کا پتا بتائیں' ہم سسٹر سے ضرور ملیں گے۔"

"کیا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ اس شہر کے راستے نہیں پہچانتے ہو۔ بھٹک جاؤ گے۔ واپس آجاؤ۔"

"واپس کیسے آئیں۔ ہم تو بھٹک گئے ہیں۔"

"کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر اپنی کوٹھی کا ایڈریس بتاؤ۔ ڈرائیور پہنچادے گا۔"

"ہم ٹیکسی ڈرائیور کو اسپتال کا ایڈریس بتائیں گے۔ پہلے اپنی سسٹر کے پاس جائیں گے' پلیز ہمیں اسپتال کا پتا بتائیں۔"

طاہرہ نے ریسیور لے کر کہا "یہ کیا حماقت کررہے ہو۔ ہمیں ایک گھنٹا پہلے ائرپورٹ پہنچنا چاہیے۔ اب ڈیڑھ گھنٹا باقی ہے' فوراً واپس آؤ۔"

"ہم آدھے گھنٹے میں سسٹر سے مل کر آسکتے ہیں۔"

جب افضال احمد فون پر کامی سے بات کررہا تھا تب طاہرہ نے میرے زیرِ اثر رہ کر اپنی گھڑی آدھا گھنٹا پیچھے کرلی تھی اور اب طاہرہ فون پر بولنے لگی تو میں نے افضال احمد کے ساتھ بھی یہی کیا تھا۔ اس نے بھی گھڑی تیس منٹ پیچھے کرلی ورنہ فلائٹ میں... اب صرف ایک گھنٹا رہ گیا تھا۔ انہیں ائرپورٹ پہنچ جانا چاہیے تھا۔

طاہرہ نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر افضال سے کہا۔ "میں انہیں اپنی کالونی کے اسپتال کا پتا بتارہی ہوں۔ جیسے ہی وہ وہاں پہنچیں گے' ہم انہیں پکڑ کر ائرپورٹ لے جائیں گے۔"

اس نے ماؤتھ پیس سے ہاتھ ہٹا کر انہیں ایک قریبی اسپتال کا پتا بتایا پھر ریسیور رکھ کر بولی "چلو' جلدی سامان گاڑی میں رکھو' ان بچوں نے پریشان کردیا ہے۔"

وہ دونوں بڑبڑاتے ہوئے' سامانِ سفر اٹھا کر کار میں رکھتے رہے۔ ابھی انہیں اسپتال جانا تھا۔ پھر وہاں سے کامی اور جمی کو تلاش کرکے ائرپورٹ پہنچنا تھا۔ انہوں نے تمام سامان کار میں رکھا۔ کوٹھی کو لاک کیا پھر وہاں سے چل پڑے۔

وہ اسپتال زیادہ دور نہیں تھا لیکن کوئی جنازہ گزر رہا تھا اس لیے وہ راستہ بند تھا۔ گاڑی کو روکنا پڑا۔ افضال احمد نے جھنجلا کر اسٹیرنگ پر ہاتھ مار کر کہا "تم نے اس اسپتال کا پتا کیوں بتایا؟ پتا نہیں یہ جنازہ کتنی دیر میں گزرے گا۔"

"تم مسلمان ہو' تمہیں معلوم ہونا چاہیے' جنازے کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں۔ اب جھنجلانے سے کیا حاصل ہوگا۔ راستہ بدل کر چلو۔"

دوسری گاڑیاں راستہ بدلنے کے لیے مڑ رہی تھیں۔ وہ بھی اپنی کار موڑ کر ایک لمبے راستے سے گزر کر اس اسپتال میں پہنچے۔ ان کی گھڑیوں کے مطابق اتنا وقت گزر چکا تھا کہ اب فلائٹ کی پرواز میں صرف چالیس منٹ رہ گئے تھے۔

انہوں نے اسپتال کے اندر اور باہر دیکھا۔ دونوں بیٹے نظر نہیں آئے۔ طاہرہ نے غصے سے کہا "میں تو آج ہی یہاں سے جاؤں گی' تم بچوں کو لے کر کل کسی فلائٹ سے آؤ۔"

وہ ائرپورٹ کی طرف جانے لگے۔ افضال احمد نے کہا "تمہیں بچوں کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے' کل ہم سب ایک ساتھ چلیں گے۔"

"کل تک علی اسپتال سے اٹھ کر آسکتا ہے۔ میں کوئی رسک نہیں لوں گی۔ یہاں موساد کے بڑے بڑے ایجنٹ مارے جاچکے ہیں۔ علی کے ماں باپ ضرور یہاں ہیں۔ وہ موساد والوں کو چن چن کر قتل کررہے ہیں۔ ہمیں بھی وہ زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ میں ابھی جاؤں گی۔"

وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا "فلائٹ کی پرواز میں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں اور ائرپورٹ تک پہنچتے پہنچتے دس منٹ لگیں گے۔"

"گاڑی کی رفتار بڑھاؤ' کبھی کبھی فلائٹ لیٹ ہوجاتی ہے۔ او گاڈ! آج بھی لیٹ ہوجائے۔ میں کسی طرح یہاں سے چلی جاؤں۔ لندن پہنچ کر اپنی عبادت گاہ میں پانچ سو پاؤنڈ چندہ دوں گی۔"

وہ دعائیں مانگتی جارہی تھی۔ ائرپورٹ پہنچتے ہی دو پورٹر ٹرالی لے کر آئے۔ اس نے کار کا دروازہ کھول کر پورٹر سے پوچھا "لندن کی فلائٹ میں کتنا وقت رہ گیا ہے؟"

پورٹر نے کہا "وہ تو آدھا گھنٹا پہلے جاچکی ہے۔"

وہ اپنی گھڑی دیکھ کر بولی "پرواز کا وقت تو اب ہوا ہے' جہاز وقت سے پہلے کیسے جاسکتا ہے۔"

"میڈم! آپ کی گھڑی آدھا گھنٹا پیچھے ہے۔ فلائٹ صحیح وقت پر جاچکی ہے۔"

افضال احمد نے ایک شخص سے وقت پوچھا تو تصدیق ہوئی کہ ان دونوں کی گھڑیاں غلط وقت دکھا رہی ہیں۔ طاہرہ کو پھر بھی یقین نہیں آیا۔ اس نے وزیٹرز لابی میں آکر دیکھا۔ روانگی کے بورڈ پر سے لندن جانے والی فلائٹ کا نام اور نمبر ختم کردیا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ فلائٹ جاچکی ہے۔

طاہرہ کا سر چکرانے لگا۔ افضال احمد نے اسے سہارا دے کر کہا "کار میں چل کر بیٹھو۔"

وہ دونوں کار میں آگئے۔ افضال نے کہا "کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کل ہم صبح سے ائرپورٹ آجائیں گے۔ اب ہمیں یہ کوشش کرنا چاہیے کہ کامی اور جمی اسپتال جاکر سائرہ سے نہ ملیں ورنہ سائرہ ان کے ساتھ ہم سے ملنے آئے گی تو علی کو ہمارا پتا معلوم ہوجائے گا۔"

"تم کیسی باتیں کررہے ہو؟ کیا سائرہ اپنی کوٹھی کا پتا نہیں جانتی ہے؟"

"ہم کل تک اپنی کوٹھی میں نہیں رہیں گے۔ مدر نورما کے کاٹیج میں آج کا دن اور رات گزار کر کل صبح چلے جائیں گے۔ کسی دشمن کو پتا نہیں چلے گا کہ ہم لندن جاچکے ہیں یا کہیں چھپے ہوئے

ہیں۔"

وہ دونوں کار سے نکل کر کاؤنٹر پر آئے اور دوسرے دن کی فلائٹ میں اپنی سیٹیں بک کرانے لگے۔

میں نے کامی اور جمی کو اسپتال پہنچا دیا۔ وہاں مسلح گارڈز سے کہہ دیا کہ انہیں اسپتال کے اندر علی اور سائرہ کے پاس جانے دیا جائے۔ سائرہ سو رہی تھی۔ میری خیال خوانی کے ذریعے اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے فوراً بستر سے اٹھ کر علی کے پاس تیزی سے آکر کہا "مائی گاڈ! پتا نہیں کیسے میری آنکھ لگ گئی؟ تم نے وقت پر دوالی ہے؟"

علی نے محبت سے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "میں بالکل ٹھیک ہوں۔ دوا بھی کھا چکا ہوں۔ تم میرے لیے اتنی پریشان رہوگی تو میں تمہارے لیے پریشان ہوتا رہوں گا۔"

وہ بولی "میں بیمار تو نہیں ہوں کہ میرے لیے پریشان ہوگے۔"

"دن رات میری تیمارداری کروگی تو بیمار ہو جاؤگی۔ پھر مجھے اٹھ کر تمہاری تیمارداری کرنی ہوگی۔"

"ایسا نہ کہو۔ میرا دل چاہتا ہے' میں ہمیشہ تمہاری تیمارداری کرتی رہوں۔"

وہ ہنس کر بولا "یعنی تم چاہتی ہو' میں ہمیشہ اسپتال میں پڑا رہوں۔"

"کیا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے؟ میں اصل میں یہ کہنا چاہتی ہوں' تم بیمار نہ رہو پھر بھی میں تمہاری تیمارداری کرتی رہوں۔"

"اسے تیمارداری نہیں' خدمت گزاری کہتے ہیں۔ یعنی میں تندرست رہوں' چلتا پھرتا رہوں اور تم ضرورت کے وقت میری خدمت کرتی رہو۔"

وہ انکار میں سر ہلا کر بولی "اس طرح مزہ نہیں آئے گا۔ میں جب بھی خدمت کرنا چاہوں' تم بستر پر لیٹ جایا کرو۔"

"میری جان! بستر پر لیٹ کر محبت ہوتی ہے' اسے خدمت نہیں کہتے۔"

سائرہ کو آوازیں سنائی دیں "سسٹر! سسٹر!"

اس نے پلٹ کر دیکھا۔ دروازے پر کامی اور جمی کھڑے ہوئے تھے۔ وہ خوشی سے اچھل پڑی۔ دوڑ کر ان سے لپٹ گئی' انہیں چومنے کے بعد کہنے لگی "کب آئے؟ مجھے فون کیوں نہیں کیا؟ کیا آج ہی لندن سے آئے ہو؟"

کامی نے کہا "سسٹر! آج تیسرا دن ہے۔"

جمی نے کہا "جب سے آئے ہیں' ممی پپا سے ضد کرتے رہے کہ آپ سے ملا دیں' مگر وہ ہمیں زبردستی لندن واپس لے جا رہے ہیں۔"

"سسٹر! آپ ہم سے ملنے کیوں نہیں آئیں؟"

"جمی! میں نہیں آسکتی تھی' یہ بیمار ہیں۔ یہ.... ارے میں تو تعارف کرانا بھول گئی۔ آؤ' اندر آؤ...."

وہ دونوں اس کے ساتھ بیڈ کے پاس آئے' وہ بولی۔ "یہ مسٹر علی تیمور ہیں اور علی! یہ ہے کمال احمد عرف کامی اور یہ ہے جمال احمد عرف جمی۔"

علی نے مسکرا کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ دونوں نے اس سے ہاتھ ملایا۔ جمی نے پوچھا "کیا تم وہی ہو' جو ہم جیسے بچوں کو مسلمان بنا دیتا ہے۔"

علی نے مسکرا کر کہا "تم دونوں بھائی اور تمہاری یہ بہن پیدائشی مسلمان ہو۔ انسان کو کبھی جھوٹ نہیں بولنا چاہیے اور تمہارے والدین تمہیں یہودی کہہ کر سفید جھوٹ بول رہے ہیں۔ یقین نہ ہو تو اپنی سسٹر سے پوچھ لو۔"

سائرہ نے دونوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا "کامی! جمی! یہ درست کہہ رہے ہیں۔ دنیا کا ہر بچہ اپنے باپ کے حوالے سے مذہبی اور سماجی شناخت رکھتا ہے۔ ہمارے پپا مسلمان تھے اور مسلمان ہیں۔ وہ ہماری ممی کے لیے صرف یہودی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں۔ میں تمہیں اطمینان سے سمجھاؤں گی۔ تم دونوں مجھ پر بھروسا کرتے ہو نا؟ کیا میں کبھی تم سے جھوٹ بولتی ہوں' یا کبھی غصہ دکھاتی ہوں؟"

"نہیں' ممی غصہ کرتی ہیں۔ آپ تو بہت اچھی ہیں اسی لیے تو ہم ان سے چھپ کر آپ سے ملنے آئے ہیں۔"

"کیا واقعی! ممی اور پپا سے چھپ کر آئے ہو؟ وہ تو بہت پریشان ہوں گے۔"

علی نے کہا "سائرہ! میری ممی ابھی میرے دماغ میں ہیں۔ یہ کہہ رہی ہیں کہ جس طرح پہلے ایک بار تمہاری ممی تمہیں دھوکے سے چھوڑ کر جا رہی تھیں اسی طرح آج بھی کامی اور جمی کو چھوڑ کر جانے والی تھیں لیکن پاپا نے ان سے فلائٹ مس کرا دی۔"

سائرہ نے کہا "کامی! میں ممی کا موبائل نمبر ڈائل کر رہی ہوں۔ تم ان سے پوچھو' وہ تم دونوں کو یہاں کیوں چھوڑ کر جا رہی تھیں۔"

وہ نمبر ڈائل کرنے لگی۔ آمنہ' طاہرہ کے پاس پہنچ گئی۔ طاہرہ نے اپنے موبائل پر بزر کی آواز سنی۔ پھر اسے آن کر کے کان سے لگا لیا۔ دوسری طرف سے کامی نے کہا "ممی! ہم بہت خوش ہیں۔ سسٹر ہمیں مل گئی ہیں۔ ہم ابھی سسٹر کے پاس ہیں۔"

طاہرہ یہ سن کر گھبرا گئی کہ بیٹی علی کے پاس ہے۔ علی اس فون کے ذریعے اس کے دماغ میں پہنچ جائے گا۔ اس نے فون کو بند کرنا چاہا مگر آمنہ نے اسے بند نہیں کرنے دیا۔ وہ فون پر بولی "سسٹر کے بچے! تم دونوں نے پریشان کر دیا ہے۔ تم دونوں نافرمان ہو۔ تم اپنی ممی اور پپا کو دھوکا دے کر سسٹر سے ملنے گئے ہو۔"

"کیا اسی لیے آپ ہمیں دھوکا دے کر' ہمیں چھوڑ کر ابھی لندن جانے والی تھیں؟"

طاہرہ انکار کرنے والی تھی۔ آمنہ نے اسے سچ بولنے پر مجبور

ہیں۔" کیا' وہ بولی "ہاں چھوڑ کر جارہی تھی۔ تمہارے جیسی نافرمان اولاد وہ دونوں کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے۔"

"آپ نے پہلے سسٹر کو چھوڑا۔ آج ہمیں چھوڑ رہی تھیں۔ ہمیں کس کے سہارے چھوڑ رہی تھیں؟"

سائرہ نے ریسیور کی طرف جھک کر کہا "ممی، جس مسلمان کو برا کہتی ہیں' اسی کے سہارے چھوڑ کر جارہی ہیں۔ میرے عزیز بھائیو! بہتر کون ہے' جو مصیبت میں چھوڑ کر جائے یا جو مصیبت میں کام آئے؟"

طاہرہ نے کہا "مجھے بہتر نہیں بننا ہے۔ ان دونوں کو اپنے ہی پاس رکھو۔ وہ اب میرے پاس آئیں گے تو تیرے یار کی ٹیلی پیتھی بھی ادھر چلی آئے گی۔"

وہ ہنس کر بولی "کیا آپ ابھی ٹیلی پیتھی سے محفوظ ہیں؟"

"پورے یقین کے ساتھ محفوظ ہیں۔ اس بار موساد والوں نے اچھی طرح تنویمی عمل کے ذریعے ہمارے دماغوں کو لاک کیا ہے۔"

"چلئے مان لیتی ہوں لیکن مجھے اور علی کو آپ کی کوٹھی کا پتا تو معلوم ہے۔"

"میں اور تمہارے پپا اتنے نادان نہیں ہیں کہ اسی کوٹھی میں رہیں۔ ہم ایسی جگہ ہیں' جہاں تم اس مسلمان کے ساتھ کبھی نہیں پہنچ سکو گی۔"

"ہم آپ کے پیچھے نہیں آئیں گے لیکن آپ کو اور پپا کو ان تمام اعمال کا حساب دینا ہوگا جو پاکستان کے خلاف برسوں سے جاری رہے۔ یہ خیال دل سے نکال دیں کہ یہاں سے فرار ہونا آسان ہے۔ یہاں سے کوئی ایسا طیارہ پرواز نہیں کرے گا' جس کے مسافر آپ اور پپا ہوں گے۔"

"تم بیٹی ہو یا دشمن؟"

"بیٹی ہوں۔ اسی لیے آپ دونوں زندہ ہیں۔ میں نہیں جانتی کہ علی میری وجہ سے کب تک آپ دونوں کو ڈھیل دیتے رہیں گے۔"

کامی نے پوچھا "ممی! کیا آپ اور پپا سچ مچ چھپ گئے ہیں؟ ہمیں اپنے پاس کبھی نہیں بلائیں گے؟"

"تم سب کے ساتھ ایک بلا ہے' ایک مصیبت ہے۔ ہم اسے اپنے قریب نہیں آنے دیں گے۔ ہماری سلامتی اسی میں ہے کہ اپنے تینوں بچوں سے دور رہیں۔"

طاہرہ نے فون بند کردیا۔ کامی نے پکارا "ممی! ممی! ہیلو ممی۔۔۔"

سائرہ نے اس سے ریسیور لے کر رکھتے ہوئے کہا "ہم سے ملنا تو دور کی بات ہے' وہ بات بھی نہیں کریں گی۔"

جمی نے روتے ہوئے کہا "ممی نے کامی سے بات کی' مجھ سے نہیں کی۔"

کامی کی بھی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ سائرہ نے جھک کر دونوں کو گلے سے لگاتے ہوئے کہا "رونا نہیں چاہیے۔ ابھی ہمیں بہت



سے اپنوں اور بیگانوں سے دکھ ملیں گے۔ سب کو حوصلے سے برداش[ت] کرنا ہے۔ میں ہوں نا' تمہارے ساتھ۔۔۔"

علی نے سوچ کے ذریعے آمنہ سے ۔۔۔ کہا "ممی! یہ معص[وم] بچے اپنے ماں باپ کی اسلام دشمنی کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ ان[ہیں] ان سے قدرتی لگاؤ ہے۔ اگر ہم ان سے انتقام لیں گے اور ان[ہیں] ملک دشمنی کی سزا دیں گے تو ان بچوں کو صدمہ پہنچے گا۔"

"بیٹے! ہر مجرم کو سزا ملتی ہے۔ یہاں نہ ملے تو عاقبت میں ہوتی ہے۔ ہماری تمہاری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ان کے ماں باپ زندہ رہیں مگر ایک دن بھی سکون سے نہ گزار سکیں۔ زندگی' موت سے بدتر ہوگی۔ وہ خوف زدہ رہ کر ادھر سے ادھر بھاگتے پھریں گے۔ جگہ جگہ چھپتے رہیں گے لیکن ان کی ہر پناہ عارضی ہوا کرے گی۔"

علی نے آنکھیں بند کرلیں۔ سائرہ اپنے بھائیوں کو تس[لی] دینے اور پیار کرنے میں مصروف تھی۔

○☆○

منگی فوج بھارت سے جاچکی تھی۔ دیوی حیران تھی کہ کبیر کس طرح ذہانت اور حکمتِ عملی سے صرف دو گھنٹے کے اندر بندروں کو اس کے دیس سے نکال دیا ہے۔

اس نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ ان بندروں کو بھگانے کے لیے بہت زیادہ ذہانت کی ضرورت نہیں تھی۔ صرف معلومات کی ضرورت تھی۔ اس نے کبیر کے دماغ میں آکر کہا "تم نے منگی [فوج] کو یہاں سے جانے پر مجبور کردیا۔ وہ سب چلے گئے۔ لیکن اس [میں] نہ تمہاری کوئی محنت ہے اور نہ ہی ذہانت۔"

"یعنی میں نے کوئی کمال ہی نہیں کیا؟"

"کمال کیسا؟ اگر یہ معلومات مجھے حاصل ہوتیں کہ منگی الپا کی قید میں ہے اور منگی فوج دربدر ہوگئی ہے تو ایسی جذبا[تی] اشتعال انگیز خبر منگی برادر کو سنا کے اسے منگی ماسٹر کی رہائی پر [آمادہ کرتی] اور اپنی منگی قوم کو ایک جگہ سمیٹ کر رکھنے کا احساس دلاتی [تو وہ اسی] طرح یہاں سے چلا جاتا۔"

"ذہانت یہ ہوتی ہے کہ دشمن کی ہر کمزوری کی خبر رکھی [جائے۔] تم منگی ماسٹر کے حالات سے بے خبر رہیں' یہ تمہاری بہت بڑی [کمزوری] تھی۔ اگر میں اپنی معلومات سے فائدہ نہ اٹھاتا تو تم ابھی تک بندروں کے خلاف الٹی سیدھی کارروائیاں کرتی رہتیں اور دیس کے لوگوں کو ان بندروں کا اور زیادہ عقیدت مند بناتی۔ تم میری کامیابی کی اہمیت کم کررہی ہو۔ ارادے کیا ہیں؟ کیا [مجھ] سے پھرنا چاہتی ہو؟"

"ابھی وعدے کی نہیں' جو کام تم نے دکھایا ہے' اس [پر غور] کرو۔ یہ جو تم نے کامیابی حاصل کی ہے' یہ تو عارضی ہے۔ [منگی] برادر یہاں سے جاکر اپنے بھائی منگی ماسٹر کو قید سے رہائی [دلائے گا] اور اپنی قوم کو کسی ملک میں یکجا کرلے گا تو پھر پلٹ کر یہاں [آئے]

گا۔ وہ ایسے دیس کو کیوں چھوڑے گا' جہاں اس کی پوجا کی جارہی ہے؟"

"درست کہتی ہو۔ وہ کسی دن ضرور واپس آئے گا۔"

"تو پھر یہ کوئی کامیابی تو نہیں ہوئی۔"

"ہاں کامیابی یہ ہوگی کہ وہ واپس کبھی نہ آئے۔ میں کچا کام نہیں کرتا۔ میرے پاس ایک ایسا منصوبہ تیار ہے' جس پر عمل کرنے سے بندروں کی واپسی کا کوئی راستہ نہیں رہے گا۔"

"وہ منصوبہ کیا ہے؟"

"میں بتاؤں گا تو کہو گی' ایسی پلاننگ تو تم بھی کرسکتی ہو۔"

"پلاننگ بتاؤ' میں کوئی دعویٰ نہیں کروں گی۔"

"ابھی ایک دعویٰ کرچکی ہو کہ تمہیں معلومات حاصل ہوتیں تو تم بھی منگی فوج کو یہاں سے بھگا دیتیں۔"

"میں قسم کھاتی ہوں' ایسا کوئی دعویٰ نہیں کروں گی۔"

"قسم کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ آج رات میرے پاس آؤ گی تو میں تمام پلاننگ تمہیں سمجھا دوں گا۔"

"تم بڑے چالباز ہو۔ مجھے اپنے پاس بلانے کے لیے ایک شوشہ چھوڑ رہے ہو۔ تمہارے دماغ میں آئندہ کے لیے کوئی پلاننگ نہیں ہے۔"

"میں تمہیں بلانے کے لیے کوئی نئی بات کیوں کروں گا؟ تمہیں تو وعدے کے مطابق آج رات آنا ہی ہے۔ میں وعدے کے مطابق منگی فوج کو یہاں سے رخصت کرچکا ہوں۔"

"ہاں حکمران کی رخصتی عارضی ہے۔"

"تم وعدہ پورا کروگی تو ان کی رخصتی دائمی ہوجائے گی۔"

وہ ذرا چپ رہی پھر بولی "دیکھو کبیر! اب تو ہم ایک ہی دھرم کے ہیں۔ اب تم کبیر احمد نہیں' کبیر داس ہو۔ اپنی دھرم والی پر بھروسا کرو اور ہمیشہ کے لیے ان کی واپسی کا راستہ روک دو۔"

"تم آج رات آؤ گی تو ہم دونوں مل کر ان کا راستہ روک دیں گے۔ اگر نہیں آؤ گی تو میرے پاس ایسا مقناطیس بھی ہے' جس کی کشش سے کل صبح ہی منگی برادر یہاں چلا آئے گا۔ آزما کر دیکھ لو' میرا مقناطیس کیسا کام کرے گا۔"

"مجھے آنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مجھے ایک جیون ساتھی کی ضرورت ہے۔ میری نظروں میں تم سے بہتر کوئی نہیں ہے۔ اور تم سے زیادہ خطرناک بھی کوئی نہیں ہے۔ ابھی تم اپنی چالبازیوں سے اس طرح جکڑ رہے ہو کہ مجھے مجبور ہو کر آج رات تمہارے پاس آنا ہی ہوگا۔"

"تو پھر آرہی ہو؟"

"آؤں گی' ضرور آؤں گی۔"

"میں تمہیں وارننگ دے چکا ہوں۔ کسی ڈی شی تارا کو نہ بھیجنا ورنہ وہ فراڈ تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔"

"میں تمہیں جیون ساتھی بنارہی ہوں۔ کسی کو اپنی سوکن بنانے کے لیے اسے تمہارے پاس نہیں بھیجوں گی اور نہ آئندہ تمہارے قریب کسی عورت کو برداشت کروں گی۔ تم اپنی غیر معمولی صلاحیتوں سے معلوم کرسکو گے کہ میں ہی اصلی دیوی شی تارا ہوں۔"

"تم یقین دلا رہی ہو۔ نہ بھی دلاؤ تو میں اصلی اور نقلی کو پہچان لوں گا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں تم سے ملاقات کے لیے اپنی ڈمی نہ بھیجوں اور خود تم سے ملاقات کروں۔۔۔ تو پھر اس بھگوان کی قسم کھاؤ' جس کی تم پوجا کرتی ہو۔"

"میں بھگوان شِو شنکر کی پجارن ہوں۔ اپنے ہر ہر مہادیو کی قسم کھا کر کہتی ہوں' میں خود آؤں گی' میں زندگی میں پہلی بار اتنی بڑی قسم کھا رہی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ اس وقت شام کے چھ بجے ہیں۔ اندھیرا ہونے والا ہے۔ تم دو گھنٹے بعد ٹھیک آٹھ بجے ہوٹل تاج محل کے سوئٹ نمبر سات میں آجاؤ۔ دروازے پر دستک نہ دینا۔ دروازہ لاک نہیں ہوگا۔ تم اندر جاکر اسے لاک کرسکتی ہو۔"

"کیا وہ سوئٹ خالی ہوگا؟ تم وہاں نہیں ہوگے؟"

"جب مجھے یقین ہوجائے گا کہ تم آچکی ہو تو پھر میں بھی اسی سوئٹ میں آجاؤں گا۔ تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔"

"پھر بھی یہ مناسب نہیں ہے۔ میں آج تک کسی کی تنہائی میں نہیں گئی۔ پہلی بار تمہارے پاس آنے والی ہوں۔ تمہیں میرے استقبال کے لیے وہاں پہلے سے موجود رہنا چاہیے۔ میں دیوی کہلاتی ہوں۔ میری اہمیت کا اندازہ کرو۔"

"تم اپنے حسن وشباب کا سرمایہ مجھے دوگی تو اہمیت میری ہوگی۔ ہمارے دھرم اور شاستر میں بھی یہی ہے۔ پتی' پتنی سے بلوان ہوتا ہے۔ بھگوان ہوتا ہے' بھگوان کے سامنے اپنی اہمیت نہ جتاؤ۔"

"تم کیا چیز ہو؟ اپنی ہی بات منواتے ہو۔ میں ہاری' تم جیتے۔ ٹھیک آٹھ بجے اس سوئٹ میں پہنچ جاؤں گی' اب جارہی ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ اتفاق سے اس کا قیام بھی اسی ہوٹل تاج محل میں تھا۔ وہ ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے دو بڑے سائز کے کاغذ کھلے ہوئے تھے۔ ایک کاغذ پر اس کی اپنی جنم کنڈلی لکھی ہوئی تھی۔ دوسرے کاغذ پر وہ کبیر کے نام کے اعداد نکال کر اور جوتش ودیا کے دوسرے طریقوں پر عمل کرکے اس کی تاریخ پیدائش معلوم کررہی تھی۔ جب تاریخ نکل آتی تو اس کی بھی جنم کنڈلی تیار ہوجاتی۔

وہ وہاں سے اٹھ گئی۔ اس نے سوچا' جب اسی ہوٹل میں کبیر کا ریزرو کیا ہوا سوئٹ ہے تو جاکر دیکھنا چاہیے کہ وہ ابھی خالی ہے یا نہیں؟ اس کا دروازہ مقفل ہے یا نہیں؟

وہ جس بھگوان کی پجارن تھی' اس کی قسم کھاچکی تھی اور ضرور آٹھ بجے کبیر کے پاس جانے والی تھی لیکن جانے سے پہلے

اپنی اور اس کی جنم کنڈلیاں ملا رہی تھی۔ اب معلوم ہوا کہ ملاقات کی جگہ اسی ہوٹل میں ہے تو وہ گولی نگل کر نادیدہ بن گئی۔ اپنے کمرے سے نکل کر کاریڈور میں آئی۔ پھر لفٹ کے ذریعے اس منزل پر پہنچی' جہاں سوئٹ نمبر سات تھا۔

اس نے سوئٹ کے پاس آکر دروازے سے کان لگا کر سنا۔ اندر سے ایسی آواز آرہی تھی جیسے ٹی وی آن ہو' اندر کوئی موجود ہوگا تب ٹی وی آن تھا۔

اس نے دائیں بائیں دیکھا۔ کاریڈور میں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے فوراً ہی ٹھوس جسم میں آکر دروازے کے ہینڈل کو پکڑ کر گھمایا پھر دروازہ کھلتے ہی وہ نادیدہ بن کر اندر آگئی۔ صوفے پر ایک خوبرو نوجوان بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا۔

اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازہ کھولنے والا نظر نہیں آیا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اسی طرف دیکھتا رہا۔ پھر ریموٹ کنٹرولر کے ذریعے ٹی وی کو آف کرتے ہوئے بولا "کون ہے' یہاں کون ہے؟"

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ خطرہ محسوس کرتے ہی گولی نگل کر نادیدہ بن گیا۔ دیوی ٹی وی کے قریب آکر نمودار ہوگئی' پھر بولی "کبیر! میں نے تمہیں آواز اور لہجے سے پہچان لیا ہے' سامنے آجاؤ۔"

وہ اپنے صوفے کے پاس نمودار ہوگیا' اسے دیکھ کر بولا۔ "تمہارے حسن کی تعریف کروں یا اس انداز کی تعریف کروں' جس انداز میں تم اچانک آئی ہو۔"

"میں نے بہت بڑی قسم کھائی تھی کہ خود آؤں گی۔ میں بہت محتاط رہ کر آنا چاہتی تھی۔ اس کمرے سے ہماری نئی زندگی کی ابتدا ہونے والی ہے۔ اس لیے میں آٹھ بجے سے پہلے ہی یہ کمرا دیکھنے چلی آئی۔"

وہ دیوار گھڑی کی طرف دیکھ کر بولا "سات بجنے والے ہیں۔ تم ایک گھنٹا پہلے آئی ہو۔ یہ میری خوش قسمتی ہے۔"

"میں چاہتی ہوں' ہم دونوں کی خوش قسمتی رات گیارہ بجے سے ہو۔"

"کیا یہ انتظار کرانے' ترسانے اور تڑپانے کی ادا ہے؟"

"انتظار کیسا؟ میں تمہارے ساتھ رہوں گی۔ چلو ڈائننگ ہال میں چلیں۔ وہاں رات کا کھانا کھائیں گے۔ میں چاہتی ہوں' اس طرح ہم ایک دوسرے سے مانوس ہوجائیں۔"

"بڑی مناسب بات کہہ رہی ہو۔"

"میں ڈنر کے بعد نو بجے تم سے جدا ہوجاؤں گی۔ پھر دو گھنٹے کے بعد ٹھیک گیارہ بجے اس کمرے میں چلی آؤں گی۔"

"تم دو گھنٹے کے لیے کیوں جدا ہونا چاہتی ہو؟"

"کیا میرے دل میں دلہن بننے کے ارمان نہیں ہیں؟ میں پوری طرح دلہن بن کر آؤں گی اور تم بھی بازار جاؤ گے اور نیا جوڑا خرید کر پہنو گے۔"

"تم جو کہو گی' وہ منظور ہے۔ آؤ ڈائننگ ہال میں چلیں۔"

"ذرا ایک منٹ مجھے دیکھتے رہو۔"

وہ اس کے سامنے بائیں سے دائیں جانے لگی۔ اس کی چال میں بڑی دلکشی تھی۔ چاندی جیسے بدن اور گلاب جیسی رنگت پر گہرے رنگ کا لباس غضب ڈھا رہا تھا۔ ساڑی اتنے سلیقے سے پہنی ہوئی تھی کہ جسم کا خاموش جغرافیہ از خود بول رہا تھا۔

پھر وہ دائیں سے بائیں جاتے ہوئے بولی "تم نے دو دن پہلے کہا تھا کہ برسوں سے میرے حسن و شباب کے متعلق سنا جارہا ہے۔ کسی نے مجھے دیکھا نہیں ہے لیکن اتنے عرصے میں اندازہ لگایا جارہا ہے کہ میری عمر ڈھل چکی ہے اور میرا حسن مرجھا گیا ہوگا۔ تم نے مثال دی تھی' ایک نئی کار خرید کر اسے گیراج میں بند کردیا جائے اور اسے برسوں استعمال نہ کیا جائے تو وہ کار زنگ آلود ہوجائے گی۔"

وہ ایک ادائے ناز سے اس کی طرف گھوم کر بولی "کیا مجھے زنگ لگ گیا ہے؟"

"بائی گاڈ! سر سے پیر تک تمہارا بدن شفاف ہے۔"

"کیا میرا حسن مرجھا گیا ہے؟"

"ایسا تروتازہ ہے جیسے گلاب کی پتی پر شبنم کا قطرہ اپنی آب و تاب دکھا رہا ہو۔"

"کیا میری عمر ڈھل گئی ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ تمہیں دیکھ کر ایسا لگتا ہے' ابھی ابھی بہار نے پہلی انگڑائی لی ہے۔ تم دوسری انگڑائی نہ لینا۔ میں پتھر کا ہوجاؤں گا۔"

وہ کھلکھلا کر ہنسنے لگی۔

وہ دونوں نیچے ڈائننگ ہال میں آگئے۔ ایک چھوٹی سی میز کے اطراف بیٹھ کر سافٹ ڈرنک کا آرڈر دیا۔ وہ بولا "تم نے درست کہا تھا کہ یوں وقت گزاریں گے تو ایک دوسرے سے مانوس ہوجائیں گے۔ میں محسوس کررہا ہوں کہ ہماری اجنبیت ختم ہورہی ہے۔ خیال خوانی کے دوران جو دوری رہا کرتی تھی' وہ اچانک ایسی قربت میں بدل گئی ہے' جس میں ہوس نہیں ہے' ایک میٹھا رومانس ہے۔"

"ہم دونوں غلطی پر تھے۔ ایک دوسرے سے شرائط منوا رہے تھے۔ تمہارے اندر ہوس تھی اور میرے اندر چالبازی تھی۔ اب میں تمہاری آنکھوں میں ہوس نہیں' محبت دیکھ رہی ہوں اور اپنے اندر چالبازی نہیں' تمہارے لیے وفاداری محسوس کررہی ہوں اور وفا کیوں نہیں کروں گی' تم میری پہلی اور آخری محبت ہو۔"

انہوں نے کھانے کا آرڈر دیا۔ جب کھانا آگیا اور وہ کھانے لگے تو ایسے وقت اعلیٰ بی بی نظر آئی۔ اس کے ساتھ ایک اونچے قد کا بندر تھا۔ دیوی نے اسے دیکھا پھر مسکرا کر بولی "ادھر دیکھو۔ ایک لڑکی ایک بندر کے ساتھ آئی ہے۔"



پارس نے پلٹ کر دیکھا پھر دل میں کہا "یہ چڑیل کیوں آئی ہے؟ کہیں یہ میرا کام نہ بگاڑ دے۔"

وہ فوراً ہی اس کے دماغ میں پہنچ کر بولا "میری ماں! میں نے تجھے سمجھایا تھا' رات کو بنگلے سے نہ نکلنا' یہاں کیوں آئی؟"

"بھائی جان! آپ کو کیا پریشانی ہے؟"

"تجھے دیکھ کر پیٹ میں درد ہورہا ہے۔ تو ضرور کوئی گڑبڑ کرے گی۔"

"آپ کے رنگ میں بھنگ نہیں ڈالوں گی۔ بس وہی کروں گی' جس کی ہدایت تبریزی دادا جان نے کی ہے۔"

پارس اس کے دماغ سے چلا آیا۔ اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ وہ جناب تبریزی کی ہدایات پر عمل کرنے آئی تھی۔ ضرور کوئی خاص معاملہ ہوگا۔ وہ اندازہ نہ کرسکا کہ معاملہ کیا ہوسکتا ہے؟ بس اتنا اطمینان تھا کہ وہ کہہ چکی تھی کہ اس کے رنگ میں بھنگ نہیں ڈالے گی۔

ہوٹل کا منیجر تیزی سے چلتا ہوا ایک ملازم کے ساتھ اعلیٰ بی بی کے پاس آیا پھر بولا "بے بی! تم کون ہو؟ کیا تم نہیں جانتیں کہ ڈائننگ ہال میں کسی بھی جانور کا داخلہ ممنوع ہے۔"

وہ غصے سے بولی "جانور؟ تم کسے جانور کہہ رہے ہو؟"

"میں اس بندر کو کہہ رہا ہوں۔"

"مائنڈ یور لینگویج۔ تم بجرنگ بلی ہنومان جی کو جانور کہہ رہے ہو؟"

ہنومان کی بات پر دیوی نے چونک کر بندر کو دیکھا۔ اسے یوں لگا جیسے منکی برادر وہاں آگیا ہو۔ اس نے پارس سے کہا "کبیر! کیا اس بندر کے پیچھے منکی برادر چھپا ہوا ہوگا؟"

"کیسی بات کرتی ہو۔ لوگ منکی برادر کی پوجا کرتے ہیں۔ وہ یہاں اس بندر کے پیچھے چھپ کر کیوں آئے گا؟ وہ اس دیس سے جاچکا ہے۔"

"ہوسکتا ہے وہ اپنے پیچھے چند منکی مین چھوڑ گیا ہو اور حکم دیا ہو کہ وہ منکی برادر کی واپسی تک ہمارے دیس میں چھپے رہیں۔"

اعلیٰ بی بی کی زبان سے ہنومان کی بات سن کر دوسرے لوگ اپنی اپنی میزوں سے اٹھ کر قریب آرہے تھے۔ ان میں سے کئی نے اپنے دونوں ہاتھ بندر کے سامنے جوڑ دیے تھے۔ منیجر نے کہا "ہم نے اپنے شہر میں بجرنگ بلی کا چمتکار دیکھا ہے لیکن کیا ثبوت ہے کہ یہ بندر نہیں ہے بلکہ ہنومان جی ہیں؟"

اعلیٰ بی بی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر بندر کے سامنے سر جھکا کر کہا۔ "اے بجرنگ بلی! ان کے سامنے ثبوت پیش کرو' یہ مجھے جھوٹا سمجھ رہے ہیں۔"

بندر نے سر اٹھایا پھر آواز سنائی دی "میں بول سکتا ہوں مگر بولتا ہوا نظر نہیں آتا ہوں۔ میرا منہ اِدھر سے اُدھر ہوتا رہتا ہے۔ ایک دیوی کہلانے والی عورت نے مجھ پر جادو کردیا ہے۔ میں سری رام جی کا سیوک ہوں۔ وہ جلد ہی اس جادو کا توڑ کریں گے پھر میں ہنومان کے صحیح روپ میں آجاؤں گا۔"

پارس نے بولنے والے کی آواز پہچان لی۔ بابا صاحب کے ادارے سے عادل آیا تھا۔ وہ نادیدہ بن کر بندر کے قریب بول رہا تھا۔ دیوی نے اعلیٰ بی بی کو گھور کر دیکھا پھر اسے محسوس ہوا کہ وہ اسے پہلے بھی کہیں دیکھ چکی ہے۔

وہ اسے توجہ سے دیکھنے لگی۔ بندر کے قریب عادل کہہ رہا تھا۔ "اے میرے بھگتو! تم مایوس نہ ہونا۔ میں اپنی سینا (فوج) کے ساتھ کچھ روز تک نظر نہیں آؤں گا۔ میں بھگوان رام کے پاس جادو سے مکتی حاصل کرنے جارہا ہوں۔ جلد ہی واپس آؤں گا۔"

یہ کہتے ہی عادل نے ایک ننھی سی گولی بندر کے منہ میں ڈالی۔ وہ دوسرے ہی لمحے میں نادیدہ ہوگیا۔ وہاں جتنے عقیدت مند تھے وہ بیک آواز بھجن گانے لگے "رگھوپتی راجا او راجا رام' پتی کے پاون سیتا رام......"

اعلیٰ بی بی نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر کہا "اے بجرنگ بلی! اکیلے کیوں چلے گئے' مجھے بھی بلاؤ۔ اپنے پاس بلاؤ' اپنا چمتکار دکھاؤ۔"

وہ ایسا کہتے کہتے گولی نگل کر نادیدہ ہوگئی۔ عقیدت مند اور اونچی آواز میں بھجن گانے لگے۔ وہ سایہ بنتے ہی دیوی کے اندر آکر سما گئی۔

اچانک دیوی کو یاد آیا کہ اس نے تل ابیب کے شاپنگ سینٹر میں اسے دیکھا تھا۔ وہاں اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ فرہاد اور سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہے..... اعلیٰ بی بی۔

یہ یاد آتے ہی وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ پارس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"وہ.....وہ جو ابھی سایہ بنی ہے' وہ اعلیٰ بی بی ہے۔ میں نے اسے تل ابیب میں دیکھا تھا۔ وہاں پتا چلا تھا کہ وہ فرہاد اور سونیا کی بیٹی ہے۔"

"وہ بچی ان کی بیٹی ہے تو کیا ہوا؟ تم پریشان کیوں ہورہی ہو' آرام سے بیٹھو۔"

"نہیں' میں اب جاؤں گی۔"

"بات کیا ہے؟ بتاؤ تو سہی۔"

"جناب تبریزی نے پیش گوئی کی تھی کہ اعلیٰ بی بی سات برس کی عمر میں مجھے بے نقاب کرے گی' تب پارس سے میری شادی ہوگی۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "وہ بچی ابھی شاید چار برس کی ہوگی۔ سات برس کی نہیں ہے۔ تمہیں بے نقاب ہونے کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ بائی داوے "کیا تم ابھی بے نقاب نہیں ہو؟ یہ تمہارا اصلی چہرہ نہیں ہے؟"

"نہیں ہے۔ آج تک کسی نے میرا اصلی چہرہ نہیں دیکھا ہے۔

تم بھی نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں نے سوچا ہے' آج رات تمہارے ساتھ گزارنے کے بعد سرپرائز دوں گی۔ تمہیں اپنا اصلی چہرہ دکھاؤں گی لیکن اس سے پہلے ہی وہ یہاں آئی ہے۔ ضرور کوئی خاص بات ہے۔ وہ کچھ گڑبڑ کرسکتی ہے۔"

"وہ چھوٹی سی بچی بھلا کیا گڑبڑ کرے گی؟"

"ہوسکتا ہے' وہ ہماری ملاقات نہ ہونے دے۔ یہ موقع ہی نہ دے کہ میں تمہیں اصلی چہرہ دکھاسکوں۔ اسے ایک تنہا بچی نہ سمجھو' اس کے پیچھے فرہاد علی تیمور کی پوری خطرناک فیملی ہے۔"

وہ پریشان نظروں سے اِدھراُدھر دیکھتے ہوئے کرسی پر بیٹھ کر بولی۔ "وہ سایہ بننے کے بعد ہمارے قریب موجود ہوگی۔ ہماری باتیں سن رہی ہوگی۔ یہاں اس کے اچانک آنے کا کوئی مقصد ہوگا۔"

"ہاں' یہ سوچنے کی بات ہے۔ وہ یہاں کیوں آئی ہے؟ جبکہ ابھی سات برس کی نہیں ہے۔"

"کوئی ضروری نہیں ہے کہ وہ سات ہی برس کی عمر میں مجھے بے نقاب کرے۔ ستاروں کی چالیں بدلتی رہتی ہیں۔ تبریزی صاحب نے تقریباً ساڑھے تین برس پہلے پیش گوئی کی تھی۔ اس دوران اجرامِ فلکی میں بڑی تبدیلیاں آئی ہیں۔ ان حالات میں بعض اوقات جو ہونے والا ہوتا ہے' وہ نہیں ہوتا اور جو نہیں ہونے والا ہوتا ہے' وہ ہوجاتا ہے۔"

اس نے پھر آس پاس دیکھا۔ میز پر جھک کر آہستگی سے بولی۔ "جو بات ساتویں برس میں ہونے والی تھی' وہ چوتھے برس میں بھی ہوسکتی ہے۔ جوتش ودیا جاننے والے تمام سیاروں کی گردش کا حساب رکھتے ہیں۔ اس کے باوجود سیاروں کی گردش میں معمولی سی تبدیلی کے باعث پچھلے حساب میں یا پچھلی پیش گوئی میں فرق پیدا ہوجاتا ہے۔"

پارس نے کہا "پلیز اپنی جوتش ودیا کو رہنے دو۔ تم کہیں نہ جاؤ۔ میرے ساتھ رہو۔ ہم تمام رکاوٹوں سے لڑتے ہوئے آج وصل کی رات گزاریں گے۔"

"میں ابھی تمہارے ساتھ نہیں رہ سکوں گی۔ مجھے جانے دو۔ میں دو گھنٹے تک دھیان گیان میں رہ کر معلوم کروں گی کہ وہ اعلیٰ بی بی... سایہ بن کر میرے اندر سمائی ہوئی ہے یا کہیں چلی گئی ہے؟ اگر وہ میرے اندر ہوگی تو میں آتما شکتی کے ذریعے اسے بھگادوں گی۔ نو بج رہے ہیں' میں جارہی ہوں۔ ٹھیک گیارہ بجے آؤں گی۔"

"تم جہاں جاؤگی' وہاں تک تمہیں چھوڑدوں؟"

"شکریہ۔ مگر مجھے تنہا جانے دو۔ تم تھوڑی دیر تک یہاں بیٹھے رہو۔"

وہ وہاں سے جانے لگی۔ پارس اسے دیکھتا رہا۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئی تو اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ آمنہ کے پاس پہنچ کر بولا "ممی! کیا جناب تبریزی کی پیش گوئی میں تبدیلی آئی ہے؟"

"کس پیش گوئی کی بات کررہے ہو؟"

"وہ جو دیوی شی تارا اور اعلیٰ بی بی کے سلسلے میں کی گئی تھی۔"

"وہ پیش گوئی اپنی جگہ قائم ہے۔ صرف وقت' حالات اور طریقۂ کار میں تبدیلی آئی ہے۔ اس سے زیادہ نہ پوچھو' حالات کا سامنا کرو۔"

آمنہ نے سانس روک لی۔ پارس دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ اب آئندہ کیا ہونے والا ہے' یہ رات گیارہ بجے کے بعد معلوم ہونے والا تھا۔

O☆O

منکی مخلوق نے روس کے شمال میں جو علاقہ حاصل کیا تھا اس کا نام منکی زون رکھا تھا۔ اس زون میں بڑی تیزی سے تعمیری کام ہورہا تھا۔ لکڑی کے مکانات اور دفاتر وغیرہ بنائے جارہے تھے۔ طبی اور سائنسی لیبارٹری اور اسلحہ فیکٹری کے لیے پختہ چاردیواری تعمیر کی جارہی تھی۔ عارضی رہائش کے لیے دور تک ہزاروں خیمے نصب کردیے گئے تھے۔

یہ منکی مخلوق کی بہت بڑی کامیابی تھی۔ وہ ارضی دنیا میں آنے کے بعد پہلی بار اپنی ایک آزاد ریاست بنارہے تھے۔ ایسی کامیابی کے وقت کمانڈر اور منکی برادر کے درمیان جھگڑا شروع ہوگیا تھا اور وہ جھگڑا ایک عورت کے لیے تھا۔

ان تمام بندروں نے سونیا کے سامنے عہد کیا تھا کہ اپنی ایک مکمل ریاست قائم کرنے تک کسی عورت سے کوئی تعلق نہیں رکھیں گے۔ نہ کسی عورت کے قریب جائیں گے اور نہ اس سے باتیں کریں گے۔ وہ ریاست قائم ہورہی تھی۔ وہاں ضرورت کی تمام چیزوں سے الگ عورت سب سے زیادہ ضروری تھی۔ اس لیے کمانڈر نے ایک حسین عورت کو اپنے لیے پسند کیا۔ اسی عورت کو منکی برادر بھی پسند کرنے لگا۔

ان بندروں کا دستور تھا کہ اگر ایک بندر کسی دوسرے بندر کی عورت پر بری نیت رکھے تو اسے گولی ماردی جاتی تھی۔ اس حسین عورت کے بارے میں کمانڈر کا دعویٰ تھا کہ اس نے عورت کو پہلے پسند کیا ہے اور منکی برادر اس پر نیت خراب کررہا ہے۔ اسی طرح منکی برادر الزام دے رہا تھا کہ اس کی پسند کی عورت کو کمانڈر جھوٹ بول کر حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اصولاً وہ عورت اس کی ہوتی' جس نے اسے پہلے اپنے لیے پسند کیا ہو۔ اور دونوں کا دعویٰ تھا کہ پہلے اس نے پسند کیا ہے۔ منکی برادر جبراً اسے حاصل کرنے کے لیے سایہ بن کر اس عورت کے اندر سما گیا تھا۔ کمانڈر بھی اس عورت سے دستبردار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس لیے وہ بھی سایہ بن کر اس عورت کے اندر سما گیا تھا۔

اس طرح وہ دونوں اس کے اندر رہ کر اس کی رہائش گاہ تک پہنچ گئے تھے۔ وہ اپنے مکان میں تنہا تھی۔ اس کی تنہائی سے فائدہ اٹھانے کے لیے جو بھی اس کے اندر سے نکل کر ٹھوس جسم میں نمودار ہوتا' وہ اپنے رقیب کے ہاتھوں قتل ہوجاتا۔ وہ باہر نکل آئے۔ لیکن سایہ بن کر رہے۔ دوسرے کمرے میں آکر کمانڈر نے کہا "برادر! تم ایک عورت کی خاطر جھوٹ نہ بولو۔ مجھ سے دشمنی نہ کرو۔ میں تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتا۔"

منکی برادر نے کہا "میں بھی تمہیں قتل کرسکتا ہوں۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ اس حسینہ سے دور چلے جاؤ۔"

اس حسینہ نے کچن سے ان کی باتیں کرنے کی آوازیں سنیں۔ حیرانی سے چلتی ہوئی اس کمرے میں آئی۔ منکی برادر نے کہا "یہ آگئی ہے۔ اس سے پوچھو یہ ہم میں سے جسے پسند کرے گی' وہی اس کے ساتھ رہے گا اور دوسرا یہاں سے چلا جائے گا۔"

کمانڈر نے کہا "ٹھیک ہے۔ پہلے تم نمودار ہوکر حسینہ کو اپنی صورت دکھاؤ' پھر میں نمودار ہوکر اسے اپنی صورت دکھاؤں گا۔"

"میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ پہلے نمودار ہوجاؤں اور تم مجھے گولی ماردو۔"

وہ حسینہ حیرانی سے خالی کمرے کو دیکھ رہی تھی اور ان کی آوازیں سن رہی تھی۔ کمانڈر نے کہا "تم حیران ہورہی ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمام منکی مین کبھی نادیدہ ہوجاتے ہیں اور کبھی نظر آتے رہتے ہیں۔"

وہ بولی "میں حیران ہوں مگر خوف زدہ نہیں ہوں۔ میں نے تم لوگوں کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔ مزید بہت کچھ سننا اور سمجھنا چاہتی ہوں۔ تم یہاں تعداد میں کتنے ہو؟"

"ہم دو ہیں اور دونوں تمہیں پسند کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ نہیں ہورہا ہے کہ ہم دونوں میں سے کون تمہیں حاصل کرے گا۔"

"یہ فیصلہ عورت کرتی ہے کہ اسے کون پسند ہے۔"

"تو پھر پسند کرو۔"

"کیسے کروں' تم میں سے کوئی نظر نہیں آرہا ہے۔"

ایک نے کہا "میں نظر آؤں گا تو یہ مجھے گولی ماردے گا۔"

دوسرے نے کہا "یہ بھی مجھے گولی مار دے گا۔"

"تم دونوں اپنے ہتھیار پھینک دو یا مجھے دے دو۔ پھر تمہیں ایک دوسرے سے کوئی خطرہ نہیں رہے گا۔"

"پہلے یہ اپنا ہتھیار تمہیں دے گا۔"

"نہیں' پہلے یہ اپنا ہتھیار تمہیں دے گا۔"

وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر بولی "میں ایک دو تین کہوں گی۔ تین کہتے ہی اپنے ہتھیار میرے ہاتھوں میں رکھ دو۔ اگر کوئی نمودار ہوتے ہی دوسرے کو گولی مارے گا تو میں زندہ رہنے والے منکی کو قبول نہیں کروں گی۔"

ایک نے کہا "ہم نمودار ہورہے ہیں۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ تم ہم سے ہتھیار لے کر ہمیں ہلاک کرسکوگی۔ ہم چشمِ زدن میں پھر نادیدہ ہوجائیں گے۔"

اس نے تین تک گنتی گنی۔ تین کہتے ہی وہ دونوں نمودار ہوگئے اور اپنا اپنا پستول اس کی ایک ایک ہتھیلی پر رکھ دیا۔ وہ دونوں کو باری باری دیکھنے لگی۔

کمانڈر نے پوچھا "اس طرح کیا دیکھ رہی ہو؟ فیصلہ سناؤ' ہم میں سے کون پسند ہے؟"

"ہائے کیسے فیصلہ کروں؟ تم دونوں ہی قد آور اور پہاڑ جیسے ہو۔ میرے لیے فیصلہ کرنا دشوار ہورہا ہے کہ کسے گلے لگاؤں اور کسے ٹھکراؤں؟ اب فیصلہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ جو مرد زیادہ... شہ زور ہوگا اور مقابلے میں مقابل کو زیر کرلے گا وہی میرا حق دار ہوگا۔"

کمانڈر نے کہا "ہم دونوں پہلے ہی ایک دوسرے کے مقابلے پر تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی کسی کو گولی مار کر تمہیں جیت سکتا تھا۔"

"میں نہیں چاہتی تھی کہ تم میں سے کوئی قتل کیا جائے۔ اگر قتل ہوگا تو ہمارا ملک بدنام ہوگا۔"

"تم کیسے معلوم کرنا چاہتی ہو کہ ہم میں سے کون شہ زور ہے؟"

"ہم ابھی شہر کے باہر جائیں گے۔ وہاں تم دونوں فری اسٹائل کشتی لڑوگے۔ میں نہیں چاہتی' یہ تماشا شہر میں ہو۔ میں لباس بدل کر آتی ہوں' انتظار کرو۔"

وہ دوسرے کمرے میں چلی گئی۔ کمانڈر نے کہا "برادر! ہم جب سے اس زمین پر آئے ہیں' تب سے عورتوں کی وجہ سے شکست کھاتے اور دربدر ہوتے رہے ہیں۔ اب بھی عقل سے کام لو اور اس عورت کے حصول سے باز آجاؤ۔"

منکی برادر نے کہا "میں بھی تمہیں یہی نیک مشورہ دے رہا ہوں۔ تم اس عورت کا خیال دماغ سے نکالو اور ابھی یہاں سے چلے جاؤ۔"

"میں پھر تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ مجھ سے مقابلہ کرکے شرمناک شکست کھاؤگے۔"

"کیا مجھے نادان بچہ سمجھتے ہو۔ آؤ ابھی پنجہ لڑاؤ' تمہیں میری طاقت کا اندازہ ہوجائے گا۔"

اس نے پنجہ لڑانے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ اس حسینہ نے آکر کہا "نہیں یہاں نہیں' شہر کے باہر چلو۔ اور شہر کے باہر پہنچنے تک نادیدہ بن جاؤ۔"

وہ نادیدہ بن کر اس کے ساتھ مکان سے باہر آئے۔ پھر ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر سے باہر جانے لگے۔ ان دونوں کو معلوم تھا کہ ایک عورت کی طلب انہیں فساد اور تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔ وہ دونوں نہ سہی' ان میں سے ایک نامراد رہے گا اور نامراد رہنے والا انتقامی کارروائی کے طور پر کچھ بھی کرسکتا تھا۔

زن پرستی اسی طرح اندھا بنادیتی ہے۔ وہ دونوں منکی مخلوق کے سربراہ اور کمانڈر تھے۔ ان کی تباہی سے ان کی پوری قوم تباہ ہونے والی تھی۔

وہ حسینہ شہر کے باہر ٹیکسی سے اتر کر ڈرائیور سے بولی "انتظار کرو۔ میں واپس آؤں گی۔"
وہ گھنے جنگل کی طرف جانے لگی۔ ڈرائیور کو وہ تنہا نظر آرہی تھی۔ بہت دور گھنے درختوں کے سائے میں پہنچ کر وہ نمودار ہو گئے' وہ بولی "تم دونوں ایک دوسرے سے دور چلے جاؤ۔"
وہ دونوں ایک دوسرے سے دور جا کر کھڑے ہو گئے۔ حسینہ نے ایک ریوالور نکال کر ان کے درمیان زمین پر پھینک کر کہا "یہ ایک ریوالور جس کے ہاتھ میں آئے گا' وہ دوسرے کو قتل کر کے میرا حق دار بن جائے گا۔ شہر میں یہ خونیں ڈراما کھیلنا مناسب نہیں تھا۔ اس لیے ہم یہاں آئے ہیں۔ لیکن مقابلہ شروع کرنے سے پہلے تم دونوں منہ سے گولیاں نکال کر جیب میں رکھ لو ورنہ جس کے ہاتھ میں ریوالور نہیں آئے گا' وہ گولی نگل کر نادیدہ بن کر اپنا بچاؤ کر لے گا۔"
ان دونوں نے اپنے منہ سے گولیاں نکال کر اپنی جیب میں رکھ لیں۔ پھر حسینہ کے تین کہتے ہی دوڑتے ہوئے ریوالور کی طرف بڑھنے لگے۔ منکی برادر پہلے پہنچا' وہ جھک کر اس ریوالور کو اٹھانا چاہتا تھا۔ کمانڈر نے چھلانگ لگا کر اسے لات ماری۔ وہ لات کھا کر دوسری طرف الٹ گیا۔ کمانڈر نے زمین پر گرتے گرتے ریوالور کو اٹھایا پھر تڑاتڑ کئی گولیاں چلا دیں۔ ایسی مسلسل فائرنگ سے منکی برادر بچ نہ سکا۔ ایک عورت کی خاطر حرام موت مر گیا۔
کمانڈر ایک فاتح کی شان سے اٹھا۔ پھر حسینہ کی طرف پلٹتے ہی ایک فائر ہوا اور گولی اس کے سینے میں اتر گئی۔ حسینہ نے بھی تڑاتڑ فائرنگ کی۔ نہ وہ سنبھل سکا اور نہ ہی اپنا ریوالور استعمال کر سکا۔ ایک عورت نے اس کی بھی زندگی نگل لی۔
اس نے قریب آکر اپنا ریوالور منکی برادر کے مردہ ہاتھوں میں پکڑا دیا۔ پھر موبائل فون کے ذریعے بولی "ہیلو' میں انسپکٹر ثنا شا بول رہی ہوں۔ میڈم سونیا کو اب بتا سکتے ہو کہ دو بندروں کی لاشیں یہاں جنگل میں پڑی ہیں۔ ان لاشوں کے قریب عورت کے پھٹے ہوئے لباس کی دھجیاں ملیں گی۔ پھر یہ کیس بن جائے گا کہ دونوں بندر ایک عورت کی خاطر لڑ کر مر گئے۔"
اس نے اپنے لباس کو پھاڑ کر وہاں چند دھجیاں بکھیر دیں۔ پھر واپس چل دی۔

O☆O

الپا' برین آدم اور تینوں افواج کے بڑے' صبح و شام خفیہ میٹنگ کر رہے تھے۔ سر جوڑ کر یہ سوچ رہے تھے کہ آئندہ منکی فوج کے متوقع حملوں سے کس طرح اپنے ملک کو بچایا جائے گا۔ ایک فوجی افسر نے کہا "منکی فوج کے پاس جو جدید ہتھیار ہیں' وہ اب ہمارے ہاں بھی تیار ہو رہے ہیں۔ وہ تیاری کے ابتدائی مرحلے میں ہیں۔ اگر ایک ماہ تک حملہ نہ ہو تو ہمارے پاس بھی لیزر گنوں کا ذخیرہ ہو جائے گا۔"
برین آدم نے کہا "نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول میری نگرانی میں تیار ہوں گے۔ ہمارے ذہین ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ وہ یہ چیزیں تیار کر لیں گے لیکن کچھ وقت لگے گا۔"
"لیکن حملہ آور ہمیں وقت نہیں دیں گے۔ ہمارے پاس منکی فوج سے چھینی ہوئی سات سو گولیاں اور تین سو کیپسول ہیں اور تقریباً تین سو لیزر گنیں ہیں۔ ہزاروں بندروں کے مقابلے میں یہ کافی نہیں ہیں۔ پھر بھی ڈوبتے کے لیے تنکے کا سہارا ہیں۔ ویسے جب تک حملہ نہیں ہو رہا ہے تب تک ہمیں امریکا سے گٹھ جوڑ کرنا ہو گا۔"
الپا نے کہا "میں امریکی اکابرین سے معاملات طے کر رہی ہوں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ بھی اپنی اپنی فیکٹریوں میں لیزر گنیں اور دوسرے جدید ہتھیار تیار کرا رہے ہیں لیکن وہ ان کی ضرورت کے مطابق ہیں۔ نقد ادائیگی کے باوجود ہمیں دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔"
"انہیں بھی اندیشہ ہے کہ منکی فوج ان کے ملک میں واپس آسکتی ہے۔ روس ہم سب کے لیے چیلنج بن گیا ہے۔ اس نے تمام منکی فوج کو پناہ دی ہے۔ وہ ان سے سمجھوتا کر چکا ہے۔ ان سے غیر معمولی گولیاں' فلائنگ کیپسول اور لیزر گنیں حاصل کر رہا ہو گا اور اس طرح وہ ایک بار پھر سپرپاور بننے کی تیاری کر رہا ہو گا۔"
برین آدم نے کہا "الپا! امریکی اکابرین کو دھمکی دو کہ وہ ہمیں جدید ہتھیار نہیں دیں گے تو ہم جنگ کی صورت میں روس کا ساتھ دیں گے۔ اس طرح روس منکی ماسٹر سے ہماری صلح کرا دے گا۔ پھر بندروں کے حملے کا خطرہ ہمارے سروں سے ٹل جائے گا۔"
ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اور یہ ممکن ہے۔ ہم امریکا کے مقابلے میں روس سے دوستی کریں گے تو روسی اکابرین کے ذریعے منکی ماسٹر سے بھی صلح ہو جائے گی۔"
الپا نے امریکی فوج کے ایک سربراہ سے رابطہ کیا اور اسے یہی دھمکی دی۔ اس نے کہا "ہمارے پاس فاضل لیزر گنیں نہیں ہیں اور ہم یہ نہیں چاہیں گے کہ تم روس سے دوستی اور ہم سے دشمنی کرو۔ ہمیں سوچنے اور مشورے کرنے کا موقع دو۔"
اس نے روس کی فوج کے ایک سربراہ سے رابطہ کر کے کہا۔ "ہم سب نے منکی مخلوق کو اپنے ملک سے بھگا دیا۔ تم انہیں پناہ دے رہے ہو۔ کیا خلائی مخلوق کو اپنی دنیا میں پناہ دے کر تمام دنیا والوں کا حق نہیں مار رہے ہو؟ کیا تم انہیں اپنے ملک سے نہیں بھگا سکتے تھے؟"
اس نے جواب دیا "ہم نے ابھی نہیں بھگایا ہے۔ جب ان کی مدد سے امریکا کے مقابلے میں سپرپاور بن جائیں گے اور بعض دوسرے ملکوں کو اپنے زیر اثر لے آئیں گے تو پھر منکی مخلوق کو دودھ میں پڑی مکھی کی طرح اپنے ملک سے باہر پھینک دیں گے۔"
"کیا ہمارے درمیان دوستی کا نیا معاہدہ ہو سکتا ہے؟"
"ہم سمجھ رہے ہیں۔ اسرائیل اس وقت بارود کے ڈھیر پر ہے۔ منکی فوج کسی وقت بھی ایک دھماکے سے اسے اڑا دے گی۔ تم ہم سے دوستی کر کے منکی ماسٹر کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہتی ہو۔ اگر ہم صلح کرا دیں تو تمہارا ملک بہت بڑی تباہی سے محفوظ رہے گا۔"
"ہاں ہماری پہلی اور آخری کوشش یہی رہے گی کہ ہمارے ملک پر منکی فوج حملہ نہ کرے اور کیا تم نہیں چاہو گے کہ تمہارے سپرپاور بننے کی راہ میں ہم رکاوٹ نہ بنیں۔"
"کیا ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی دھمکی دے رہی ہو؟"
"دھمکی نہیں ہے۔ میرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں پہنچ کر تمہاری انتظامی مشینری کو الٹ پلٹ کر سکتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کر سکتی ہوں۔"
روسی افسر نے کہا "تم کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کرو گی؟ ہزار؟ دو ہزار؟ یا دس ہزار؟ ہمارے پاس ایک ایسی طاقت ہے کہ تمہارے ہزاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے یہاں ایک لمحہ بھی ٹھہر نہیں سکیں گے۔"
الپا نے حیرانی سے پوچھا "تمہارے پاس ایسی کیا طاقت ہے؟"
"وہ طاقت ابھی ہمارے درمیان بیٹھی ہوئی ہے۔ لو بات کرو۔"
اس نے چند لمحے انتظار کیا پھر ریسیور سے آواز آئی "ہیلو الپا! تم میری آواز سے مجھے پہچان سکتی ہو۔"
الپا کو بجلی کا ایک جھٹکا سا لگا۔ وہ حیرانی سے بولی "میڈم! آپ میڈم سونیا ہیں؟"
"ہاں میں ہوں۔ منکی ماسٹر کی عدم موجودگی میں منکی فوج کی سربراہ تھی۔ منکی ماسٹر یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس نے اور منکی فوج نے مجھے مستقل سربراہ بنا دیا ہے اور ماسٹر نے کمانڈر کا عہدہ سنبھال لیا ہے۔"
"میں حیران ہوں' آپ تمام دنیا والوں کے خلاف منکی مخلوق کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔"
"تمام دنیا والوں کے خلاف نہیں' امریکا' اسرائیل اور بھارت کے خلاف اور آئندہ ہر اس ملک کے خلاف' جو منکی فوج کو اسلامی ممالک میں پہنچانے کی سازش کرے گا۔ تم لوگوں نے مسلمانوں کو بندروں کا غلام بنانے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔ اب اس کے نتائج تمہارے سامنے ہیں۔"
"میڈم! فی زمانہ تمام ممالک اپنی اپنی سلامتی اور بقا کے لیے ہر مصیبت دوسرے ملکوں کے سر ڈالتے ہیں۔ ہم نے بھی یہی کیا ہے۔"
سونیا نے کہا "اور میں بھی یہی کر رہی ہوں۔ تم سب کی طرف سے آنے والے پتھر تمہیں لوٹا رہی ہوں۔"
"فرہاد صاحب نے منکی ماسٹر کو قید سے رہائی دلا کر ہماری کمر توڑ دی ہے۔ کیا آپ منکی فوج کو ہم پر جوابی حملہ کرنے دیں گی؟"
"تم نے مجھ سے پوچھ کر منکی ماسٹر کو قیدی نہیں بنایا تھا۔ میں بھی تم سے نہیں پوچھوں گی کہ منکی فوج کے حملوں سے اپنا ملک بچانے کے لیے کیا کر رہی ہو؟"
"وہ پوری منکی مخلوق آپ کے زیر اثر ہے۔ میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ آپ منکی ماسٹر سے ہماری صلح کرا دیں۔"
"سیدھا اور صاف جواب سن لو۔ میں امریکا' اسرائیل اور بھارت سے منکی مخلوق کی دوستی کبھی نہیں ہونے دوں گی۔"
"آپ منکی ماسٹر سے میری بات کرا دیں۔"
"اس سے بات کرنا ضروری نہیں ہے۔ تمہارے اطمینان کے لیے یہ اطلاع کافی ہے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد تمہارے ملک کے خلاف جوابی کارروائی کریں گے۔ ابھی وہ اپنی ایک آزاد ریاست قائم کرنے میں مصروف ہیں۔"
سونیا نے اسے یہ نہیں بتایا کہ منکی برادر اور کمانڈر ہلاک ہو گئے ہیں۔ منکی ماسٹر اور پوری منکی فوج ان کا سوگ منا رہی ہے۔
الپا نے برین آدم اور فوج کے اعلیٰ افسران سے کہا "ایک اچھی خبر ہے اور ایک بری خبر' اچھی خبر یہ ہے کہ وہ تمام بندر اپنی نئی ریاست قائم کرنے میں مصروف ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق وہ ایک ماہ تک ہماری طرف رخ نہیں کریں گے۔"
ایک اعلیٰ افسر نے کہا "پھر تو ہم اپنے بچاؤ کے لیے بہت کچھ کر سکیں گے۔ ہمارے پاس لیزر گنوں اور دوسرے جدید ہتھیاروں کی کمی نہیں رہے گی۔"
برین آدم نے پوچھا "بری خبر کیا ہے؟"
"وہ تمام منکی مخلوق میڈم سونیا کے زیر اثر ہے اور اس کے اشاروں پر عمل کرتی ہے۔ انہوں نے اسے اپنا سربراہ بنا لیا ہے۔"
اعلیٰ افسر نے کہا "تعجب ہے' یہ سونیا اچانک کہاں سے چلی آئی ہے؟"
"اس نے اچانک تمام منکی مخلوق کو مٹھی میں نہیں لیا ہو گا۔ پتا نہیں کب سے ان بندروں کو دوست بناتی آرہی ہے۔"
الپا نے کہا "وہ صاف کہتی ہے کہ منکی مخلوق کو کبھی امریکا' اسرائیل اور بھارت سے دوستی نہیں کرنے دے گی۔ اس نے بڑی چالبازی سے بندروں کو اسلامی ممالک سے دور رکھا ہے اور آئندہ بھی انہیں مسلمانوں سے دشمنی نہیں کرنے دے گی۔"
"ہم منکی فوج کی غیر معمولی گولیوں' کیپسولوں اور لیزر گنوں کا توڑ کر رہے ہیں۔ ایسی ہی چیزیں تیار کر رہے ہیں لیکن سونیا کا توڑ نہ پہلے کبھی کر سکے تھے نہ اب کر سکیں گے۔ یہ ہمارے حق میں بہت ہی برا ہوا ہے کہ پوری منکی مخلوق اس کے زیر اثر آگئی ہے۔"
برین آدم نے کہا "الپا! روس میں ہمارے جتنے جاسوس ہیں ان سے کہو کہ سونیا اور منکی فوج کے بارے میں ایک ایک پل کی خبر

رکھیں۔ تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سراغ رسانوں کے دماغوں میں پہنچاؤ۔ ہم دن رات ان کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہیں گے تو ہمیں ان کی بہت سی اندرونی کمزوریاں معلوم ہوتی رہیں گی۔ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ ہم پر کب حملہ کرنے والے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "میدانِ جنگ میں یہ ہوتا ہے کہ دشمن پر صرف ایک طرف سے نہیں، کئی طرف سے حملے کیے جاتے ہیں۔ اس کی طاقت کو کئی طرف تقسیم کردیا جاتا ہے۔ ہم ایسا منصوبہ بنائیں کہ سونیا کی توجہ صرف بندروں پر نہ رہے۔ وہ دوسرے محاذوں پر بھی توجہ دینے پر مجبور ہو جائے۔"

"بابا صاحب کے ادارے میں بے شمار غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل افراد ہیں۔ وہ سب کئی محاذوں پر پہنچ جائیں گے۔ ہم سونیا کو بندروں کے پاس سے نہیں ہٹا سکیں گے۔ ہاں اگر ہم اس کے دونوں بچوں کو مصائب میں مبتلا کریں گے تو اس کی ممتا تڑپنے لگے گی۔ جب تک وہ خود بچوں کی حفاظت اور سلامتی کے لیے ان کے پاس نہیں جائے گی، تب تک بندروں کے ساتھ سکون سے نہیں رہ سکے گی۔"

"بے شک، اس فولادی عورت کے اندر جو ماں ہے، اس کی کمزوری سے کھیلا جائے تو وہ بے اختیار بچوں کی طرف دوڑی چلی جائے گی۔"

"اسلام آباد میں علی زخمی اور بیمار پڑا ہے۔ اسے ایک گولی ماری گئی تھی اور فرہاد نے ہم سے انتقام لینے میں دیر نہیں کی۔ اب ہمیں اس کی انتقامی کارروائیوں سے خوف زدہ نہیں ہونا چاہیے۔ ہم علی کے چاروں طرف خطرات پیدا کریں گے اور فرہاد کو بھی اب سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔"

الپا نے اپنے خیال خوانی کرنے والوں سے باری باری رابطہ کیا۔ اینی ڈیسوزا اور رائٹ بوائے سے کہا "تم دونوں پچھلی بار اسلام آباد میں تھے۔ موساد کے ایجنٹوں کو علی سے محفوظ رکھنے کی کوششیں کی تھیں لیکن ناکام رہے تھے۔"

"میڈم! ہم کامیاب ہوسکتے تھے لیکن آپ نے ہمیں واپس بلا لیا تھا۔"

"اس وقت میں فرہاد کی فیملی سے ٹکرانا نہیں چاہتی تھی لیکن اب ٹکراؤ لازمی ہوگیا ہے۔ اینی! تم اسلام آباد میں اپنے زیادہ سے زیادہ آلۂ کار بناؤ۔ انہیں نہایت دلیر اور جانباز ہونا چاہیے۔ ان پر تنویمی عمل کروگی تو وہ سب تابعدار بن کر رہیں گے۔"

پھر اس نے رائٹ بوائے سے کہا "تم لاہور میں چند لوگوں کو آلۂ کار بناؤ اور ان پر تنویمی عمل کرو۔ وہاں سونیا کا بیٹا کبریا فرہاد ہے، اس کی پرورش آمنہ فرہاد کررہی ہے۔ کبریا کو وہاں سے اغوا کیا جائے گا۔ لیکن یہ کام آسان نہ سمجھنا، آمنہ روحانی ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس کی نظروں میں نہیں آؤگے، اپنا نام نشان نہیں چھوڑوگے تو محفوظ رہوگے۔"

اس نے اپنی تیسری خیال خوانی کرنے والی موبی پارکر سے کہا "معلوم کرو کہ سونیا کی بیٹی اعلیٰ بی بی بابا صاحب کے ادارے میں ہے یا نہیں؟ اگر وہ ادارے سے باہر ہے تو پہلے معلوم کرو، پارس کہاں ہے؟ وہ اکثر اپنے بھائی پارس کے ساتھ رہتی ہے۔"

موبی پارکر نے پوچھا "اس بچی کے ساتھ کیا کرنا ہوگا؟"

"اسے اغوا کرنا ہے۔ کیسے کرنا ہے، اس کی پلاننگ وقت، حالات کے مطابق ہوگی۔"

پھر اس نے امریکی فوج کے ایک سربراہ سے رابطہ کیا اور کہا "تم ہمیں لیزر گنیں اور دوسرے جدید ہتھیار نہیں دے رہے، کوئی بات نہیں، ہم تمہاری مجبوریاں سمجھ رہے ہیں۔ ویسے تم تو اپنے دو چار ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ذریعے ہم سے تعاون کرسکتے ہو۔"

"کیسا تعاون چاہتی ہو؟"

"اسلام آباد میں فرہاد کے خلاف محاذ بنا رہی ہوں۔ اس لیے تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کرنا چاہتی ہوں۔"

"سوری، میں تمہارے اور فرہاد کے معاملے میں اپنے لوگوں کو قربانی کا بکرا نہیں بناؤں گا۔"

"میں نے جب بھی تعاون کے لیے کہا، تم نے سوری کہا۔ جب تم کسی ضرورت کے لیے میرے پاس آؤگے تو میں سوری کو یاد رکھوں گی۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگئی۔ چند لمحوں کے بعد اس نے سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ اس کے سانس روکنے سے پہلے ایک نسوانی آواز نے کہا "واشنگٹن فور زیرو ڈبل ون ٹرپل ٹو۔"

بولنے والی اس کے دماغ سے چلی گئی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر واشنگٹن کے کوڈ نمبر کے ساتھ فور زیرو ڈبل ون ٹرپل ٹو ڈائل کیے۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے لگی۔ پھر وہی نسوانی آواز سنائی دی "الپا بول رہی ہو؟"

"ہاں، کیا تم وہی ہو جو ابھی میرے دماغ میں آئی تھیں؟"

"ہاں، میں آئی تھی، جب تم کرنل سے بات کررہی تھیں، اس وقت میں اس کرنل کے دماغ میں تھی۔"

"وہ یوگا کا ماہر ہے۔ کیا تم اس کے دماغ میں پہنچ جاتی ہو؟"

"ہاں مگر وہ میری سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتا ہے۔"

"یعنی تم نے اسے معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ پھر تو تم تیز طرار ہو۔"

"میری خدمات حاصل کرو۔ پھر میری تیزی کا پتا چلے گا۔"

"تم کون ہو؟ پہلے اپنے متعلق بتاؤ۔"

"میں ایک ادارے کی مالکہ ہوں۔ میرے ادارے کا نام ایٹ یور سروس (آپ کی خدمت میں) تمہاری خدمات انجام دینے کے بعد اپنا نام بتاؤں گی۔ فی الحال مجھے اے بی سی کہہ سکتی ہو۔"

"میں تمہارے بارے میں پوری معلومات حاصل کیے بغیر کوئی اہم کام تمہیں کیسے سونپ سکتی ہوں؟"

"یہ سمجھو کہ تم نے مجھے کام سونپ دیا ہے۔ تم نے کرنل کے دماغ میں کہا تھا۔ اسلام آباد میں فرہاد کے خلاف محاذ بنا رہی ہو۔ میرے لیے اتنی سی بات کافی ہے۔ میں معلوم کرلوں گی کہ اسلام آباد میں فرہاد کا معاملہ کیا ہے اور وہاں فرہاد سے تعلق رکھنے والے کون لوگ ہیں۔"

"تم تو واقعی بڑی تیزی دکھا رہی ہو۔ میں تمہاری خدمات حاصل نہ کروں تو کیا کروگی؟"

"تو میں فرہاد علی تیمور سے کہوں گی کہ وہ تمہارے خلاف میری خدمات حاصل کرے۔"

"تم تو بڑی چالباز ہو۔ میں تم سے کام نہیں لوں گی تو تم دشمن کا کام کروگی۔"

"پاپی پیٹ کے لیے کسی نہ کسی کی خدمت کرنی ہی پڑتی ہے اسی لیے اپنے ادارے کا نام ایٹ یور سروس رکھا ہے۔"

"اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم میرا کام کرنے کے دوران دشمن سے مل کر مجھے دھوکا نہیں دوگی؟"

"میں اپنے معاملات میں دیانت دار ہوں۔ ایک بار آزمالو۔ تمہارا کام کرنے کے بعد ایک لاکھ ڈالر لوں گی کیونکہ یہ فرہاد جیسے زبردست شخص کا معاملہ ہے۔"

"میں آزمائشی طور پر تم سے کام لوں گی لیکن تم سے رابطہ کیسے ہوا کرے گا؟"

"ہم اپنے اپنے موبائل کے ذریعے رابطہ کیا کریں گے۔ اب بتاؤ اسلام آباد میں مجھ سے کیا کام لینا چاہتی ہو؟"

"وہاں ایک اسپتال میں فرہاد کا بیٹا علی تیمور زخمی حالت میں ہے۔ اس اسپتال کے اندر اور باہر سخت پہرا رہتا ہے۔ جو بھی اسپتال میں جاتا ہے، اس کے خیالات پڑھے جاتے ہیں پھر مطمئن ہونے کے بعد اسے اسپتال کے اندر جانے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اب تک موساد کا کوئی فرد اندر نہ جاسکا۔ وہاں جتنے یہودی تھے، سب کو قتل کردیا گیا ہے۔"

"یعنی علی کے پاس جانا تو دور کی بات ہے، کوئی اسپتال میں بھی نہیں جاسکا لیکن میں ایک لاکھ ڈالر کے عوض صرف اسپتال کے اندر ہی نہیں، علی کے کمرے کے اندر بھی چلی جاؤں گی۔"

"پھر جاکر کیا کروگی؟"

"تم مجھ سے کام لے رہی ہو۔ تم بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا ہے؟ میں اس کمرے میں پہنچ کر اسے قتل بھی کرسکتی ہوں اور اس سے عشق بھی کرسکتی ہوں۔"

الپا نے سوچنے کے انداز میں کہا "عشق!"

"ہاں، جب تم بھاری معاوضہ دوگی تو میں اس سے عشق بھی کروں گی لیکن بند کمرے کا عشق نہیں۔ کوئی مرد مجھے تنہائی میں ہاتھ نہیں لگا سکتا۔"

"تمہاری یہ عشق والی بات میرے دل کو لگ رہی ہے۔ اسے قتل کرنے سے فرہاد سے دشمنی بڑھ جائے گی۔ اگر تم اسے اپنا دیوانہ عاشق بنا سکو تو پھر اسے ٹریپ کرکے اس کا دماغ کمزور بنا کر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنایا جاسکتا ہے۔"

"قتل چٹکی بجا کر ہوجاتا ہے۔ مگر عشق میں پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں، تب مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ تمہارا یہ کھیل لمبا ہوگا تو میرا معاوضہ بھی بڑھتا جائے گا۔"

"معاوضے کی فکر نہ کرو۔ جو مانگوگی، ملے گا۔ کیا تم ایسی حسین اور پُرکشش ہو کہ وہ تمہارا دیوانہ بن جائے؟"

"دنیا کی کوئی حسین ترین عورت بھی ایسے مرد کو دیوانہ نہیں بنا سکتی، جو فولادی قوتِ ارادی کا مالک ہو۔ میں علی کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی ہوں۔ اگر وہ فولاد ہوگا تو حسن و شباب کا جادو نہیں چلے گا۔ صرف حکمتِ عملی کام آئے گی۔ میں ایک مخصوص طریقۂ کار کے مطابق اسے ٹریپ کروں گی، اس پر تنویمی عمل کروں گی پھر وہ تمہاری خواہش کے مطابق میرا تابعدار دیوانہ بنا رہے گا۔"

"نہیں، تم اسے صرف ٹریپ کروگی۔ میں اسے تنویمی عمل کے ذریعے اپنا تابعدار عاشق بنا کر رکھوں گی۔"

"میڈم الپا! میں علی کے کمرے تک پہنچنے کے خطرات سے کھیلتی رہوں گی اور جب اسے ٹریپ کرلوں گی تو پکی پکائی کھچڑی تم کھاؤگی۔ نو میڈم نو، یہ نہیں ہوگا۔ ذرا سوچو، علی میرے زیرِ اثر رہے گا تو میں فرہاد اور اس کی فیملی کی کمزوریوں تک پہنچتی رہوں گی اور ان سے بے حساب فائدے حاصل کرتی رہوں گی۔ تم مجھے بے حساب فائدوں سے محروم کرنا چاہتی ہو۔"

"معلوم ہوتا ہے، تم میرا کام نہیں کروگی۔"

"کروں گی، تم چاہتی ہو، علی کو قتل کیا جائے۔ وہ قتل ہوجائے گا۔ تمہیں اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ اس کی لاش میں جائے واردات پر چھوڑ دوں گی یا اپنے گھر لے جاؤں گی، اسی طرح میں اسے دیوانہ تابعدار بناؤں گی تو اس سے غرض نہ رکھو کہ وہ کس کا دیوانہ ہوگا۔ میں نے علی کو نہیں دیکھا ہے۔ اگر دیکھنے کے بعد وہ مجھے پسند نہیں آئے گا تو پھر تم ہی اسے اپنا معمول اور تابعدار بنا لینا۔"

"تم اپنی مرضی سے کام کروگی اور منصوبوں کے مطابق عمل نہیں کروگی تو مجھے نقصان پہنچے گا۔ تم ضدی اور خودسر ہو۔ میں تم سے کام نہیں کراؤں گی۔ تم میرے ان معاملات سے الگ رہو۔"

"ٹھیک ہے، تمہارے معاملات سے الگ ہو رہی ہوں۔ آئندہ فرہاد علی تیمور کے معاملات میں دلچسپی لوں گی۔"

"تمہاری اس بات کا مطلب کیا ہے؟ کیا تم میرے خلاف فرہاد کے لیے کام کروگی؟"

"کسی نہ کسی کی خدمت ضرور کروں گی۔ پاپی پیٹ کا معاملہ ہے۔"

"میرے اطراف مسائل کی کمی نہیں تھی۔ تم ایک نیا مسئلہ' نیا دردِ سر بن رہی ہو۔ آخر تم کون ہو؟ میں تمہیں سمجھاتی ہوں' ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑی بڑی ہستیاں آئیں' کچھ عرصے تک پراسرار بن کر رہیں پھر مقابلے پر آکر مٹی میں مل گئیں۔ تمہارا بھی ایسا ہی انجام ہوگا۔"

"ہم سب جرائم کی راہوں کے راہی ہیں۔ ان راہوں کے ہر راہی کا انجام برا ہوتا ہے۔ مجھے انجام سے نہ ڈراؤ۔ میں فون بند کررہی ہوں۔"

"ٹھہرو۔ فون بند نہ کرو۔ میں تم سے کام کراؤں گی۔ تم فرہاد کے لیے کام نہیں کروگی۔ میں دیکھنا چاہتی ہوں' تم باتوں سے جتنی زبردست لگ رہی ہو اسی طرح کام میں بھی زبردست ہو یا نہیں؟ تم آج ہی سے کام شروع کردو۔"

"آج ہی سے نہیں' ابھی سے شروع کررہی ہوں۔"

دونوں نے ایک دوسرے کو اپنا موبائل فون نمبر بتایا پھر رابطہ ختم کردیا۔

الپا نے ایبی ڈیسوزا کے پاس آکر کہا "میں نے مولی پارکر سے کہا تھا کہ وہ اعلیٰ بی بی اور پارس کو تلاش کرے۔ اب ان دونوں کو تم تلاش کرو اور مولی کو اسلام آباد جانے دو۔"

پھر اس نے مولی سے کہا "تم پہلی فلائٹ سے اسلام آباد جاؤ۔ تمہارا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم حسین اور پُرکشش... ہو۔ یہ ہوسکتا ہے کہ علی تم سے متاثر ہوجائے۔ وہاں اپنے ایسے آلۂ کار بناؤ جو تمہارے معمول اور تابعدار رہیں۔ اس اسپتال میں تم ایک عورت پر نظر رکھوگی۔ میں اس عورت کے بارے میں کچھ نہیں جانتی ہوں۔ وہ ہمارے لیے کام کررہی ہے۔ مگر بھروسے کے قابل نہیں ہے۔ کسی وقت بھی دھوکا دے سکتی ہے۔"

مولی پارکر نے پوچھا "میں اس عورت کو کیسے پہچانوں گی؟"

"اس کی پہچان دو طرح ہوسکتی ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ حسین ہوگی' علی کو اپنے حسن سے دیوانہ بنانا چاہے گی۔ دوسری پہچان یہ کہ نرس یا لیڈی ڈاکٹر بن کر علی کے کمرے میں جائے گی۔ کمرا صاف کرنے والی سوئیپر بن کر بھی وہاں جاسکتی ہے۔"

"یس میڈم! میں اس پر نظر رکھوں گی۔ میں اسے فراڈ کرنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

الپا نے کہا "میں بھی تمہارے ذریعے اس پر نظر رکھوں گی۔ اسے بے نقاب کروں گی اور معلوم کروں گی کہ وہ پراسرار بننے والی کون ہے۔"

وہ ایک خوب صورت بلا تھی۔ اس کا نام بلی ڈونا تھا۔ بچپن ہی سے شریر' تیز طرار' خود غرض اور چالاک تھی۔ ایک میجر کی بیٹی تھی۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فوجی ٹریننگ سینٹر میں ہینڈ ٹو ہینڈ فائٹ کرنا اور ہر طرح کے ہتھیاروں کو بڑی مہارت سے استعمال کرنا سیکھا تھا۔ ٹریننگ کے تمام سخت مرحلوں سے گزرنے کے بعد اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزارا گیا تھا۔

وہ ایسی مکار تھی کہ ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد اپنی ہی فوج کے اعلیٰ افسران کے چور خیالات پڑھنے اور فوجی راز معلوم کرنے لگی تھی۔ چند اعلیٰ افسران جو یوگا کے ماہر تھے' انہیں دھوکے سے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا تھا۔ پھر ان کے بھی دماغوں میں جگہ بنائی تھی۔ اس طرح پتا چلا کہ مختلف اوقات میں مُردہ بندروں کی جیب سے نادیدہ بنانے والی جو گولیاں اور فلائنگ کیپسول حاصل کیے گئے تھے' انہیں ایک خفیہ لیبارٹری میں چھپا کر رکھا گیا تھا۔ اس گولی اور کیپسول کا طبی تجزیہ کرکے اس کا فارمولا معلوم کیا گیا تھا۔

اس لیبارٹری میں ٹیلی پیتھی جاننے والے چھ افراد پہرا دیتے تھے۔ لیبارٹری کے اندر آنے اور جانے والوں کے چور خیالات پڑھتے تھے۔ اس طرح کوئی وہاں سے غیر معمولی گولی یا کیپسول چرا نہیں سکتا تھا لیکن اس پہرا دینے والی بلی ڈونا نے چھ گولیاں اور دو فلائنگ کیپسول چرالئے تھے۔ اس لیبارٹری میں ایک سو سے زائد گولیاں اور چالیس فلائنگ کیپسول تھے۔ ان کی روزانہ گنتی نہیں ہوتی تھی اس لیے کچھ عرصے تک چوری کا پتا نہ چل سکا۔ معلوم ہونے کے بعد انکوائری ہونے لگی کہ چھ گولیاں اور دو کیپسول کس نے چرائے ہیں؟

جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں ڈیوٹی پر رہا کرتے تھے وہ سب یوگا کے ماہر تھے۔ ان کے چور خیالات نہیں پڑھے جاسکتے تھے لیکن ان کے بھی خیالات پڑھ کر چور تک پہنچا جاسکتا تھا۔ اس مقصد کے لیے ہپناٹائز کرنے والے کی خدمات حاصل کی گئیں۔ وہ باری باری ایک ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے پر عمل کرنے لگا۔ جب بلی ڈونا پر عمل کرنے کا وقت آیا تو اچانک وہ ایک گولی نگل کر نادیدہ ہوگئی۔

اس حرکت سے ثابت ہوگیا کہ چوری اس نے کی ہے۔ اسے حکم دیا گیا کہ وہ اعلیٰ افسران کے سامنے حاضر ہوجائے اور چوری کا مال واپس کردے۔ اس کی یہ پہلی غلطی معاف کردی جائے گی اور اسے کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

وہ نادان نہیں تھی۔ خود کو چوری کے مال کے ساتھ پیش کرتی تو اسے گرفتار کرلیا جاتا اور اسے ٹرانسفارمر مشین سے گزار کر اس سے ٹیلی پیتھی کی صلاحیتیں چھین لی جاتیں۔

وہ نادیدہ ہوکر اعلیٰ افسران کے درمیان سے نکلتی ہوئی اس خفیہ لیبارٹری میں آگئی۔ وہاں سے مزید چالیس عدد گولیاں اور پانچ عدد کیپسول لے کر چلی آئی۔ وہ چاہتی تو وہاں کچھ نہ چھوڑتی۔ ساری گولیاں اور کیپسول لے آتی لیکن وہ چاہتی تھی کہ یہ غیر معمولی چیزیں وہاں تیار ہوتی رہیں اور اس کا ملک دوسرے ممالک سے اور منگی فوج سے کمتر نہ رہے۔ وہ سب سے پہلے اپنا ذاتی فائدہ سوچتی تھی۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ یہ چیزیں اپنے ملک میں



تیار ہوتی رہیں گی تو چوری کرتے رہنے میں آسانی رہے گی۔

اس نے دماغوں میں پہنچنے' نادیدہ ہونے اور پرواز کرنے کی صلاحیتیں اور قوتیں حاصل کرلی تھیں۔ پھر وہ نادیدہ ہوکر دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس جانے لگی۔ وہ اسے دیکھ نہیں سکتے تھے۔ اس نے پہلے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے پال میٹ کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملائی۔ اسے کمزور بنایا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔

اس کا دوسرا شکار راجر بروس' تیسرا شکار آندرے جیمس اور چوتھی میری وائٹ تھی۔ اس نے ان سب کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا اور امریکا چھوڑ کر ایشیا کے ایک ملک میں آباد ہوگئی تھی۔ یہ کوئی نہیں جان سکتا تھا کہ وہ کس ملک کے کس شہر میں رہتی ہے۔ اس نے ایک بوڑھے بزنس مین کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے بعد اسے اپنا باپ بنالیا تھا اور ایک شاندار محل میں رہنے لگی تھی۔ وہ بزنس مین کروڑ پتی تھا۔ وہاں کی پولیس اور انٹیلی جنس والے اس پر شبہ نہیں کرسکتے تھے کہ ایک حسین دوشیزہ دولت مند کیسے بن گئی ہے؟ سب یہی جانتے تھے کہ وہ کروڑ پتی باپ کی بیٹی ہے جبکہ کروڑ کی گنتی اس کے لیے کچھ نہیں تھی۔ دنیا کی تمام دولت ٹیلی پیتھی کی بدولت اس کے قدموں میں رہا کرتی تھی۔

اس کے چاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت مختلف ملکوں میں رہتے تھے۔ وہ دن رات ان سے رابطہ رکھتی تھی اور اس کوشش میں تھی کہ اور نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ٹریپ کرے' انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنائے اس طرح دوسروں کے مقابلے میں زیادہ طاقتور اور برتر بنتی چلی جائے۔

اس نے الپا سے وعدہ کیا تھا کہ اسلام آباد جاکر علی کو ٹریپ کرے گی لیکن وہ خود وہاں جانے کی نادانی نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا' جو دوسرے کرتے آئے ہیں۔ بلی ڈونا وقتِ ضرورت کے لیے اپنی ڈمیاں بنا چکی تھی۔ ان کے دماغوں کو تنویمی عمل سے اچھی طرح جکڑ کر انہیں اپنی طرح بلی ڈونا بنا دیا تھا۔ ان میں سے ایک ڈمی بلی ڈونا اسلام آباد پہنچ گئی۔

اس ڈمی کے ساتھ تین آلۂ کار تھے۔ اصلی بلی ڈونا ان آلۂ کاروں کے اندر رہ کر اس اسپتال کے اندر آنے جانے والوں کی نگرانی کرنے لگی اور ان کے دماغوں میں پہنچنے لگی۔ پھر اس نے ایک نرس کے ہی دماغ میں رہنا مناسب سمجھا اور یہ طے کیا کہ جب وہ ڈیوٹی سے فارغ ہوکر اپنے کوارٹر میں سونے کے لیے جائے گی تو اس کے خوابیدہ دماغ پر عمل کرے گی اور اس نرس کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنائے گی۔

پھر جب وہ ڈیوٹی سے فارغ ہوکر کھانے پینے کے بعد بستر پر لیٹ گئی تب بلی ڈونا نے سوچا' پہلے اس کے چور خیالات پڑھے گی۔ اس وقت تک یہ سوجائے گی۔ پھر اس پر عمل کرے گی لیکن خیالات پڑھنے کے دوران اس نے محسوس کیا' اس نرس کے اندر کوئی دوسری ہستی بھی موجود ہے اور اس نرس کی ہی سوچ میں کہہ رہی ہے۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔ مجھے سوجانا چاہیے اور میں سورہی ہوں۔ میری آنکھیں بند ہورہی ہیں اور میں غافل ہورہی ہوں۔"

وہ نرس آنکھیں بند کرکے نیند میں ڈوبتی جارہی تھی۔ جب نیند گہری ہوگئی تو اس پر عمل ہونے لگا۔ وہ الپا تھی جو اسے اپنی معمولہ بنارہی تھی اور کہہ رہی تھی "تم اس لمحے سے میری معمولہ اور تابعدار بن کر رہوگی اور میرے احکامات کی تعمیل کرتی رہوگی۔"

نرس نے کہا "میں تمہارے احکامات کی تعمیل کرتی رہوں گی۔"

"جب تم سو کر اٹھوگی تو تمہارے سرہانے ایک کیپسول رکھا ہوگا۔ تم اسے چھپا کر اپنی ڈیوٹی کے وقت اسپتال لے جاؤگی اور علی کی دواؤں کے ساتھ وہ کیپسول بھی اس کے نسخے میں شامل کردوگی۔ اپنے سامنے اسے وہ کیپسول کھلاؤگی۔"

نرس خاموش رہی۔ اس نے جواب نہیں دیا۔ الپا نے پوچھا۔ "خاموش کیوں ہو؟ کہو کہ وہ کیپسول علی کو کھلاؤگی۔"

وہ بولی "اسپتال کے اندر قدم رکھتے ہی میں اپنی یا تمہاری مرضی سے کچھ نہیں کرسکوں گی۔ وہاں ہم سب نرسوں' ڈاکٹروں اور اسپتال کے تمام عملے کے افراد پر روحانی عمل کیا گیا ہے۔ وہاں ہم میں سے کوئی باہر کی لائی ہوئی دوا کھاتا یا ہتھیار استعمال نہیں کرسکتا۔ تم جو کیپسول دوگی' اسے میں اسپتال کے باہر پھینک دوں گی۔"

"کیا تم میری معمولہ اور تابعدار نہیں ہو؟"

"میں تمہاری معمولہ اور تابعدار رہوں گی لیکن اسپتال کے باہر۔"

الپا سوچ میں پڑگئی۔ بلی ڈونا کو بھی معلوم ہورہا تھا کہ علی کی حفاظت کے لیے فولادی قلعے سے بھی زیادہ مضبوط روحانی قلعہ بنایا گیا ہے۔ وہاں کسی کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہوسکے گی۔

الپا نے پوچھا "کیا ابھی تم میری معمولہ اور تابعدار ہو؟"

"جی ہاں' میں اسپتال میں قدم رکھنے تک تمہارے حکم کی بندی ہوں۔"

"اسپتال میں دوسرے مریض اور ان کی عیادت کرنے والے جاتے ہیں' کیا وہ بھی روحانی عمل کے زیرِ اثر ہوتے ہیں؟"

"صرف اسپتال کا عملہ زیرِ اثر ہوتا ہے۔ باقی دوسروں کو اس حصے میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔"

"اگر میں کسی طرح اس حصے میں چلی جاؤں اور علی کے کمرے میں پہنچ جاؤں تو کیا مجھ پر روحانی عمل اثر کرے گا؟"

"نہیں کرے گا۔ تم آزاد رہوگی۔ صرف ہم اسپتال والے روحانی عمل کے زیرِ اثر ہیں اور کل تک رہیں گے۔"

"کل تک کیوں؟"

"کل صبح دس بجے اسپتال سے علی کی چھٹی ہو جائے گی۔"

"تعجب ہے' صرف چار دنوں میں زخم بھر گیا ہے؟"

"سب ہی ڈاکٹروں کو حیرانی ہے۔ گولی کا زخم گہرا تھا۔ اس کے باوجود زخم بھر چکا ہے۔ یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ ایسا روحانی عمل کے نتیجے میں ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اب تم سو جاؤ۔ میں حکم دیتی ہوں کہ تم کل دن کے بارہ بجے تک سوتی رہو گی۔"

"میں کل دن کے بارہ بجے تک سوتی رہوں گی۔"

"تمہاری نیند کے دوران یہاں کچھ لوگ آئیں گے۔ مصروف رہیں گے۔ باتیں کریں گے لیکن تم گہری نیند سوتی رہو گی۔"

اس نے کہا کہ وہ الپا کے حکم کے مطابق دوسرے دن بارہ بجے تک بے خبر سوتی رہے گی۔

الپا نے اپنی ماتحت مولی پارکر سے کہا "میں نرس پر تنویمی عمل کر رہی تھی اور تم بھی اس کے دماغ میں رہ کر تمام باتیں سن رہی تھیں۔"

مولی پارکر نے کہا "یس میڈم! آپ نے کہا ہے کہ اس کے کمرے میں کچھ لوگ جائیں گے۔ کیا ہمیں ابھی وہاں جانا ہے؟"

"ہاں' اس کے بیان کے مطابق نرسوں' ڈاکٹروں اور اسپتال کے پورے عملے پر روحانی عمل کا اثر رہتا ہے۔ اگر تم نرس کے بھیس میں' اس کے میک اپ اور گیٹ اپ میں جاؤ گی تو روحانی عمل کے اثر میں نہیں رہو گی کیونکہ تم حقیقتاً اس اسپتال کی نرس نہیں ہو۔ تم آسانی سے علی کے کمرے میں پہنچ کر اسے وہ کیپسول کھلا کر اس کا کام تمام کر سکو گی۔"

"میں ابھی میک اپ کا سامان لے کر ایک آلۂ کار کے ساتھ اس کے کوارٹر میں جا رہی ہوں۔"

ادھر بلی ڈونا نے نرس کے دماغ میں رہ کر الپا کی آواز اور لہجے سے سمجھ لیا تھا کہ وہ علی کے سلسلے میں اس کی خدمات حاصل کرنے کے باوجود اس پر بھروسا نہیں کر رہی ہے اور خیال خوانی کے ذریعے اپنے طور پر بھی کارروائی کر رہی ہے۔

بلی ڈونا کو یہ منظور نہیں تھا کہ الپا' علی کے خلاف جو اقدامات کرے اس میں اسے کامیابی ہو۔ وہ نرس کو گہری نیند سلا کر گئی تھی اور اس نرس کے کمرے میں کچھ لوگ آنے والے تھے۔ وہ کون لوگ ہوں گے؟ انہیں دیکھنا اور سمجھنا ضروری تھا۔

اس نے اپنے تینوں آلۂ کاروں سے کہا "اس نرس کے کوارٹر کے آس پاس چھپے رہو۔ اس کے کمرے میں کچھ لوگ آنے والے ہیں۔ میں تم لوگوں کے ذریعے ان کی آوازیں سنوں گی۔"

آدھی رات تک اس کوارٹر کے اندر اور باہر خاموشی چھائی رہی۔ پھر مولی پارکر اپنے ایک ماتحت کے ساتھ کوارٹر کے دروازے پر آئی۔ وہ مقفل نہیں تھا۔ اسے کھول کر اپنے آلۂ کار کے ساتھ اندر آ گئی۔ دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔

اس نے ایک بڑا سا بیگ میز پر رکھا۔ اس میز کے ساتھ ایک آئینہ لگا ہوا تھا۔ بیگ میں میک اپ کا ضروری سامان تھا۔ آلۂ کار اس میز کو اٹھا کر نرس کے سرہانے لے آیا تاکہ مولی پارکر اس نرس کو دیکھ دیکھ کر میک اپ کرے اور اس کی ہم شکل بن جائے۔

وہ میک اپ کی تیاری کے دوران ضروری باتیں کر رہے تھے۔ بلی ڈونا کے دو آلۂ کار اس کوارٹر کے باہر تھے۔ ایک آلۂ کار بہت پہلے ہی کمرے کے اندر جا کر نرس کے بیڈ کے نیچے چھپ گیا تھا۔ بلی ڈونا اس کے دماغ میں رہ کر ان کی باتیں سن رہی تھی۔ اس نے آلۂ کار سے کہا "میں اس عورت کے دماغ میں جا رہی ہوں۔ اگر وہ مجھے محسوس کرے گی تو میں تمہیں بتاؤں گی۔ تم فوراً اس کے ساتھی کو گولی مار دو گے۔ ریوالور میں سائلنسر لگاؤ۔"

اس نے ریوالور نکالا۔ پھر سائلنسر لگانے لگا۔ بلی ڈونا' مولی پارکر کے دماغ میں پہنچ گئی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کر لیتی تھی۔ اس وقت محسوس نہ کر سکی کیونکہ اس کے اندر الپا موجود تھی اور کہہ رہی تھی "اطمینان سے میک اپ کرو۔ صبح تک کوئی اس کمرے میں نہیں آئے گا۔ میں جا رہی ہوں۔ دو چار گھنٹے بعد آ کر معلوم کروں گی کہ تم نے کس حد تک کامیاب میک اپ کیا ہے۔"

بلی ڈونا اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اپنے آلۂ کار سے بولی. "جب یہ عورت تمہیں ایب نارمل دکھائی دے تو اس کے ساتھی کو گولی مار دینا۔"

یہ کہہ کر اس نے الپا کی آواز اور لہجے کو اختیار کیا۔ خیال خوانی کی پرواز کر کے مولی پارکر کے اندر پہنچی۔ اس نے بلی ڈونا کو محسوس نہیں کیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ الپا کی تابعدار ہے اور خود ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔

بلی ڈونا ایسے موقع کی تلاش میں رہتی تھی۔ اس کی ٹیم میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کا اضافہ ہونے والا تھا۔ اس نے یکبارگی اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ تکلیف کی شدت سے وہ چیخ مارنا چاہتی تھی۔ بلی ڈونا نے اس کا منہ بند کر دیا۔ وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔

بیڈ کے نیچے سے اس آلۂ کار نے اسے نارمل سے ایب نارمل ہوتے دیکھا تو وہیں سے ہاتھ بڑھا کر اس کے ساتھی کو گولی مار دی۔

دماغی اذیت ناقابلِ برداشت ہوا کرتی ہے۔ بلی ڈونا نے دوسری بار مولی پارکر کے اندر زلزلہ پیدا کیا تو وہ برداشت نہ کر سکی' بے ہوش ہو گئی۔

اس آلۂ کار نے بیڈ کے نیچے سے نکل کر دروازے کو کھولا۔ باہر کھڑے ہوئے دو ساتھی اندر آ گئے۔ اپنی مالکہ کے حکم کے مطابق مولی پارکر کو اٹھا کر وہاں سے لے جانے لگے۔ جاتے جاتے دروازے کو باہر سے بند کر دیا تاکہ اندر پڑی ہوئی لاش صبح تک کسی کو نظر نہ آئے۔



ڈی بلی ڈونا نے کرائے پر جو بنگلا رہائش کے لیے حاصل کیا تھا' وہ اسپتال سے پندرہ منٹ کی مسافت پر تھا۔ وہاں پہنچنے کے دس منٹ بعد مولی پارکر کو ہوش آنے لگا۔ الپا یہ کہہ کر گئی تھی کہ دو چار گھنٹے کے بعد اس کے پاس آئے گی۔ اس کے آنے سے پہلے ہی بلی ڈونا نے اس پر تنویمی عمل شروع کر دیا۔ اس کے دماغ سے الپا کے عمل کے اثرات کو مٹانے لگی اور اپنے تنویمی عمل کو اس پر مسلط کرنے لگی۔

الپا دوسرے معاملات میں مصروف ہو گئی تھی۔ اسے اطمینان تھا کہ اس کی ماتحت مولی پارکر نرس کی ہم شکل بن چکی ہو گی۔ صبح چھ بجے نرس کی ڈیوٹی کے مطابق اسپتال میں جائے گی اور آسانی سے علی کا کام تمام کر کے آ جائے گی۔

الپا نے تقریباً چھ گھنٹے بعد مولی پارکر کی طرف توجہ دی لیکن اس کی خیال خوانی کی لہریں واپس آ گئیں۔ اس کی معمولہ اور تابعدار بن کر رہنے والی نے اس کی سوچ کی لہروں کو قبول نہیں کیا۔ اس نے حیرانی سے سوچا "یہ کیا ہو گیا؟ کیا میری ماتحت کو کسی نے ٹریپ کیا ہے؟"

اس نے مولی پارکر کے ایک آلۂ کار کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ مولی ایک آلۂ کار کے ساتھ کوارٹر کی طرف گئی تھی۔ باقی آلۂ کاروں کو اڈے پر رہنے کا حکم دیا تھا۔ جب چار بجے تک مولی نے ان سے دماغی رابطہ نہیں کیا تو ان میں سے ایک آلۂ کار اس کوارٹر میں گیا پھر کمرے کے اندر اپنے ساتھی کی لاش دیکھ کر وہاں سے بھاگ کر چلا آیا۔

بھاگ کر آنے والے نے نہ مولی کو دیکھا تھا اور نہ ہی اس کی لاش دکھائی دی تھی۔ الپا دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر سوچنے لگی۔ "کیا میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والی کو کھو چکی ہوں؟ کیا فرہاد نے اسے ہم سے چھین لیا ہے؟ ہاں' ہمارا وہاں کوئی دوسرا دشمن نہیں ہے۔ اس اسپتال کے کوارٹر میں اس نرس کے کمرے میں جو کچھ ہوا' اس کی خبر فرہاد کو ہی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس کے دیدہ اور نادیدہ جاسوس اسپتال کے اطراف ہوں گے۔ انہوں نے فرہاد کو مولی کی مصروفیات کے بارے میں بتایا ہو گا۔"

موبائل فون کے بزر نے اسے خیالات سے چونکا دیا۔ اس نے فون کو آن کر کے کان سے لگایا پھر پوچھا "ہیلو کون؟"

بلی ڈونا نے کہا "ایٹ یور سروس۔ میں اسلام آباد پہنچ کر اپنا کام شروع کر چکی ہوں اور بڑی اہم معلومات حاصل کر رہی ہوں۔"

"مثلاً کیسی معلومات؟"

"پہلی میں نے اس اسپتال کی نرس کے دماغ میں جگہ بنائی پھر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ اس اسپتال کے تمام عملے پر روحانی عمل کا اثر ہے۔ وہاں ہماری کوئی سازش کامیاب نہیں ہو سکے گی۔"

الپا نے پوچھا "پھر کیا ہوا؟"

"ہونا کیا ہے؟ روحانی قوت کے آگے ہماری کیا چلے گی؟ پھر بھی میں نے نرس کے مزید خیالات پڑھے۔ یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن دس بجے علی اسپتال سے گھر چلا جائے گا۔ میں تو مایوس ہو گئی تھی۔ شاید تم بھی مایوس ہو رہی ہو۔ تم فکر نہ کرو۔ میں بڑے مزے کی باتیں بتانے والی ہوں۔"

"تم بولتی بہت ہو' کام کی بات کرو۔"

"وہی کر رہی ہوں۔ ہاں تو میں کہہ رہی تھی کہ میں مایوس ہو گئی تھی جبکہ انسان کو مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ تقریباً آدھی رات کے بعد خیال آیا کہ نرس پر روحانی عمل کا اثر ہے۔ مجھ پر تو نہیں ہے۔ اگر میں نرس کے اندر رہ کر علی کے کمرے میں جاؤں۔ پھر علی کے قریب پہنچتے ہی نرس کے جسم سے نکل کر نمودار ہو کر اسے قتل کروں تو...."

الپا نے اس کی بات کاٹ کر تعجب سے پوچھا "کیا تم نادیدہ بن جاتی ہو؟ تمہارے پاس ایسی گولیاں ہیں؟"

"گولیاں بھی ہیں' کیپسول بھی ہیں۔ تمہیں ضرورت ہو گی تو دو چار دے دوں گی۔ میری باتوں کے دوران نہ بولو۔ میں بھول جاتی ہوں۔ ہاں تو میں کیا کہہ رہی تھی؟"

"فار گاڈ سیک۔ کچھ نہ کہو۔ کوئی بہت اہم بات ہے تو بتاؤ۔"

"اہم بات یہ ہے کہ میں آدھی رات کے بعد اس نرس کے دماغ میں گئی تو وہ موت سے شرط لگا کر سو رہی تھی۔ میں نے اسے جگانے کی کوشش کی۔ مگر وہ سوتی ہی رہی تب سمجھ میں آیا کہ کسی نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔ ایسے وقت مجھے اس کمرے میں ایک عورت اور مرد کی آواز سنائی دی۔"

الپا نے چونک کر پوچھا "کیا اس وقت تم اس کوارٹر میں موجود تھیں؟"

"ہاں میں نرس کے دماغ میں تھی۔ میں کیا بتاؤں' کتنا مزہ آیا۔"

وہ جھنجلا کر بولی "جلدی بتاؤ' پھر کیا ہوا؟"

"غصہ کیوں کرتی ہو؟ جاؤ میں نہیں بولتی۔"

الپا نے مجبور ہو کر غصہ برداشت کرتے ہوئے کہا "اب غصہ نہیں کروں گی۔ تمہاری بڑی مہربانی ہو گی' جلدی بتاؤ' پھر کیا ہوا؟"

"ہونا کیا تھا؟ وہ ہو گیا' جس کی تم توقع بھی نہیں کر سکتیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو ہم نہیں سوچتے' وہ ہو جاتا ہے۔"

وہ دانت پیس کر بولی "میرے صبر کا امتحان نہ لو۔"

"زندگی میں کتنے ہی امتحانوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس کمرے میں جو عورت تھی' اسے بھی امتحان سے گزرنا پڑا۔ میں اس کے ساتھی کی آواز سن کر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کی سوچ نے بتایا کہ سامنے جو عورت بیٹھی میک اپ کر رہی ہے' اپنا چہرہ بدل رہی ہے اور نرس کی ہم شکل بن رہی ہے' وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔"

للی ڈونا اتنا کہہ کر چپ ہوگئی۔ الپا نے پوچھا "وہ عورت کہاں ہے؟"

"بعد میں پتا چلا' وہ عورت نہیں ہے۔ میری طرح کنواری دوشیزہ ہے۔"

"میں اس کی عمر نہیں پوچھ رہی ہوں' وہ اس وقت کہاں ہے؟"

"اور کہاں ہوگی؟ تم جانتی ہو' ٹیلی پیتھی جاننے والا مرد ہو یا عورت وہ ہمارے لیے بہت بڑی قوت ہوتے ہیں۔ میں بھلا اس ہاتھ آنے والی قوت کو چھوڑ سکتی تھی؟ میں نے اسے پکڑلیا۔ جکڑلیا۔ میرے آلۂ کار نے اس کے ساتھی کو گولی ماری۔ میں نے اس عورت کے دماغ میں ٹیلی پیتھی کی گولی ماری۔ پھر تنویمی عمل سے اس کا آپریشن کیا۔ بڑی اچھی ہے۔ آرام سے میری معمولہ اور تابعدار بن گئی ہے۔"

الپا آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھٹ پڑی "ذلیل! کمینی! کتی! میرے گھر ڈاکا ڈال کر مجھے ڈکیتی کی رپورٹ سنا رہی ہے۔ وہ میری ٹیلی پیتھی جاننے والی ماتحت ہے۔ اسے واپس کردے ورنہ تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"غصہ کیوں کرتی ہو۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ تمہاری ماتحت ہے۔"

"اب تو معلوم ہوگیا۔ واپس کرو۔"

"ایک بہن کی چیز دوسری بہن کے پاس آگئی۔ غصہ کیوں کرتی ہو۔ جاؤ میں نہیں بولتی۔"

للی ڈونا نے فون بند کردیا۔ پھر فون سے بیٹری الگ کردی تاکہ الپا پھر فون نہ کرے۔ ایک منٹ کے بعد اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا پھر سانس روک لی' وہ الپا تھی۔ اس نے دماغی رابطہ کرنے کی کئی بار کوششیں کیں۔ پھر تھک ہار کر خاموش ہوگئی۔

صبح کے پانچ بجنے والے تھے۔ للی ڈونا کار میں بیٹھ کر اسپتال کے قریب آئی۔ وہ چاہتی تھی' علی کے اسپتال سے جانے سے پہلے اسے دیکھ لے' ہوسکتا ہے۔ اسے ٹریپ کرنے کا بھی موقع مل جائے۔

وہ سایہ بن کر اسپتال میں داخل ہوئی۔ مسلح پہرے دار اسے دیکھ نہ سکے۔ وہ اسپتال کے مختلف حصوں سے گزر کر علی کے کمرے کی طرف جانے لگی۔

علی کمرے میں تنہا سو رہا تھا۔ صبح پانچ بجے جاگنے کا عادی تھا۔ ابھی بیدار ہونے والا تھا لیکن بیداری سے پہلے غافل تھا۔ اس کے مشورے پر سائرہ دونوں بھائیوں کے ساتھ اپنی کوٹھی میں رات گزارنے گئی تھی اور صبح اس سے ملنے کے لیے اور اسے اسپتال سے کوٹھی میں لے جانے کے لیے آنے والی تھی۔

اس سے پہلے للی ڈونا آگئی۔ پہلے دروازہ... کھول کر دہلیز پر سے اسے دیکھا۔ ایک خوبرو جوان گہری نیند میں نظر آیا۔

اس نے دہلیز سے آگے بڑھ کر کمرے میں قدم رکھا۔ یکا[illegible] علی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی چھٹی حس نے اسے جگا دیا [illegible]

○☆○

گیارہ بجنے میں دس منٹ رہ گئے تھے۔ وصالِ یار کا وقت [illegible] تھا۔ دیوی نے ٹھیک رات کے گیارہ بجے اس کے سوئٹ میں [illegible] ملاقات کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

پارس بڑی بے چینی سے سوچ رہا تھا' کیا واقعی وصال گھڑیاں نصیب ہوں گی؟ پیش گوئی کے مطابق ابھی وہ وقت نہیں تھا' جب اعلیٰ بی بی' دیوی کو بے نقاب کرتی اور پارس اسے [illegible] چہرے کے ساتھ دیکھتا۔

ویسے علمِ نجوم کے مطابق اعلیٰ بی بی کے زائچے نے یہ بتا[illegible] کہ وہ سات برس کی عمر میں دونوں کو بے نقاب کرے گی لیکن ابھی سات برس کی نہیں تھی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے [illegible] دوسرے کے زائچے کی قوت سے تبدیلی آجاتی ہے۔ پارس اور [illegible] بی بی کے درمیان بے انتہا محبت تھی۔ دونوں کئی مشن کے دورا[illegible] ایک ساتھ رہتے آئے تھے۔ اس طرح پارس کے زائچے کی [illegible] چھوٹی بہن کے زائچے پر اثرانداز ہوتی رہی تھی اور تبدیلیاں [illegible] رہی تھی۔

پارس کا دل کہہ رہا تھا کہ دیوی شی تارا سے ملنے کے لیے خوب صورت تبدیلی آچکی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں رہا تھا [illegible] دیوی دو گھنٹے پہلے خود پارس کے پاس آئی تھی۔ بہت بڑی قسم کھا[illegible] کے بعد وہ بہت سنجیدہ ہوگئی تھی۔ اس کے سوئٹ میں آئی تھی [illegible] اس کے ساتھ رات کا کھانا کھایا تھا اور کسی شک و شبے کے بغ[illegible] طے تھا کہ آج کی رات وصال کی رات ہے۔

شی تارا اپنے کمرے سے باہر آئی۔ خوب دلہن کی طرح [illegible] ہوئی تھی۔ کاریڈور سے گزرتی ہوئی لفٹ میں آئی۔ وہ ایسی [illegible] تھی' جو پیا ملن کے لیے تنہا اپنے دلہا کے پاس جا رہی تھی۔

وہ لفٹ کے ذریعے اس فلور پر آئی' جہاں دلہا کا سوئٹ [illegible] اس نے دروازے کے پاس پہنچ کر اس کے ہینڈل کو آہستگی [illegible] گھمایا۔ وہ کھل گیا۔ پارس اندر کھڑا ہوا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی [illegible] نے مسکرا کر دلہن کو دیکھا۔ وہ ایک منٹ تک کھلے ہوئے درواز[illegible] پر شرماتی ہوئی سر جھکائے کھڑی رہی۔ پارس نے آگے بڑھ کر [illegible] دروازے کو بند کیا پھر اسے آغوش میں لینا چاہتا تھا' وہ پیچھے [illegible] گئی۔

اس نے پوچھا "اب دوری کیسی؟"

وہ اس سے کترا کر بیڈ کی طرف جاتے ہوئے بولی "میں ہو[illegible] تارا۔ اصلی شی تارا۔ ایک عرصے سے دیوی کہلا رہی ہوں۔ [illegible] تک کسی مرد کی تنہائی میں نہیں آئی۔ میرے ستارے کہتے آر[illegible] ہیں کہ وہ ملیں گے تو پارس کے ستاروں سے ملیں گے۔"

پارس نے مسکرا کر کہا "ستارے اب تک غلط کہہ رہے تھے۔ آج تم کبیر سے مل رہی ہو۔"

"میں نے تمہاری تاریخِ پیدائش معلوم کی۔ تمہارا زائچہ بنایا۔ اسے اپنے زائچے سے ملایا تو پتا چلا' ہماری جنم کنڈلی نہیں مل رہی ہے۔ میں دھوکا کھا رہی ہوں۔ تم ہندو نہیں ہو اور تمہارا نام کبیر نہیں ہے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی پارس کے پیچھے ایک شخص نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا۔ اس سے پہلے کہ پارس پلٹ کر دیکھتا' اس نے ایک زوردار ضرب اس کی گردن پر لگائی۔ اس کے حلق سے کراہ نکلی اور کراہ کے ساتھ داڑھ میں دبی ہوئی گولی باہر نکل کر فرش پر گر پڑی۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ لپک کر گولی اٹھاتا' کئی مسلح افراد اچانک نمودار ہوگئے۔ ایک نے رائفل کا کندا اس کے منہ پر مارا۔ وہ الٹ کر فرش پر گر پڑا۔ دوسرے نے رائفل کی نال اس کے منہ میں ٹھونس دی۔

دیوی نے اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ہیلو فراڈ کبیر! تمہاری اصلیت کیا ہے؟"

اس نے سانس روکی۔ دیوی باہر آگئی۔ اس نے اشارہ کیا۔ ڈنڈے والے نے پارس کے گھٹنے پر ضرب لگائی۔ پھر دونوں گھٹنوں پر ضرب لگانے لگا۔ وہ تکلیف برداشت کرنے کی کوششیں کر رہا تھا۔ دیوی نے اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ پیدا کیا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ یہ ایسی دماغی تکلیف ہوتی ہے کہ سانس روکی نہیں جاتی۔

وہ دیوی کو اپنے اندر سے نکال نہ سکا۔ اس نے سب سے پہلے اس کے چور خیالات پڑھے پھر قہقہہ لگانے لگی "اچھا مسٹر فراڈ کبیر! تو تم پارس ہو؟

"پارس' جو کبھی کسی کی گرفت میں نہیں آتا۔ واہ! بھولے ناتھ! ہر ہر مہادیو! تیری مہاشکتی سے میرے من کی مراد پوری ہو رہی ہے۔ یہ میری پہلی اور آخری خواہش تھی کہ یہ فولادی مرد میرا معمول اور تابعدار بن کر رہے۔ اور اب یہ میرا غلام اور میں اس کی مالکہ بن کر رہوں گی۔"

اس نے پھر ایک زلزلے کا جھٹکا پیدا کیا۔ پارس کے حلق سے ایک کمزور سی چیخ نکلی۔ دیوی شی تارا نے اس کے اندر رہ کر دیکھا' اس کا ذہن غفلت کی تاریکی میں ڈوب رہا تھا۔

جب چند گھنٹوں کے بعد وہ تاریکی سے روشنی میں ابھرے گا تو دیوی کا غلام بن چکا ہوگا۔

اس کے اپنوں میں سے کسی کو خبر نہیں تھی کہ اس پر کیا گزر رہی ہے!

ہوٹل کے اس سوئٹ میں خاموشی اور تنہائی تھی۔ دیوی شی تارا بیڈ کے پاس کھڑی پارس کو دیکھ رہی تھی۔ وہ آنکھیں بند کیے بے خبر لیٹا ہوا تھا۔ وہ قد آور، بھاری بھرکم اور چٹان جیسا مرد ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی پہاڑ لا کر بستر پر رکھ دیا گیا ہو۔

وہ سحرزدہ سی ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اب سے پہلے بھی سیکڑوں بار اسے دیکھ چکی تھی لیکن پہلی بار تنہائی میں چار دیواری کے اندر دیکھ رہی تھی۔ اسے جی بھر کر دیکھنے سے روکنے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔ اب اسے یہ اندیشہ بھی نہیں تھا کہ پارس اٹھ کر اس کی مرضی کے بغیر اسے دبوچ لے گا۔ اب وہ پہاڑ اس کے قدموں کے نیچے آگیا تھا۔

اس نے ٹوٹ کر پارس سے محبت کی تھی اور ٹوٹ کر اس سے نفرت بھی کی تھی۔ خلائی زون سے واپس آنے کے بعد وہ اس سے شدید نفرت کرنے لگی تھی اور یہ قسم کھا چکی تھی کہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گی۔ اب وہ کسی روک ٹوک کے بغیر اسے آسانی سے ہلاک کر سکتی تھی لیکن نہیں کر رہی تھی۔

اس کی یہ ازلی خواہش پوری ہونے والی تھی کہ وہ پارس کو اپنا غلام بنا کر اس کے ذہن میں ہندو دھرم کو نقش کرے اور اسے مکمل طور پر ہندو بنا کر اس سے شادی کرے۔ ایک طویل مدت تک انتظار کرنے کے بعد یہ سنہری موقع ہاتھ آیا تھا۔

وہ اس پر جھک گئی۔ اسے چھو کر دیکھنے لگی۔ یقین کرنے لگی کہ اس نے ایک ناقابلِ تسخیر جوان کو اپنے قابو میں کیا ہے۔ اب اس کی کوئی عیاری اور مکاری اسے اس چار دیواری سے باہر نہیں لے جاسکے گی۔

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کامیابی کے بعد بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ انسان بہت بڑی کامیابی حاصل کرتے وقت کوئی ایسی بات بھول جاتا ہے جو بعد میں ناکامی کا سبب بن جاتی ہے۔

وہ اعلیٰ بی بی کو بھول گئی تھی۔ اس نے رات کو ڈائننگ ہال میں کھانے کے دوران اعلیٰ بی بی کو ایک بندر کے ساتھ دیکھا تھا۔ وہاں ہال میں جو لوگ موجود تھے، وہ بندر کو ہنومان سمجھ رہے تھے۔ اس کے لیے بھجن گا رہے تھے۔

پھر ہنومان کا چمتکار دکھانے کے لیے اس بندر کو غائب کر دیا گیا۔ اس کے بعد اعلیٰ بی بی سب کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ اس کے اوجھل ہونے کے بعد دیوی کو یاد آیا تھا کہ اس بچی کو اس نے تل ابیب کے ایک شاپنگ سینٹر میں دیکھا تھا اور وہ سونیا فرہاد کی بیٹی اعلیٰ بی بی ہے۔

دیوی اس کے غائب ہو جانے سے کسی حد تک مطمئن ہو گئی تھی۔ اس پہلو سے نہیں سوچا کہ وہ بچی سایہ بن کر اس کے اندر سما گئی ہے۔ اس نے یہی سوچا کہ جب تک اعلیٰ بی بی، بندر کے ساتھ تماشے کر رہی ہے، اسے اس ہال سے چلے جانا چاہیے۔

وہ گیارہ بجے رات کو ملاقات کرنے کا وعدہ کر کے پارس سے رخصت ہو کر اپنے ہوٹل کے کمرے میں آگئی تھی۔ وہاں اس نے برادر کبیر کا زائچہ دیکھا اور مختلف پہلوؤں سے معلومات حاصل کیں تو پتا چلا کہ کبیر ایک فراڈ شخص ہے۔

تب اس نے چند آلۂ کاروں کو طلب کیا۔ ریت کے ذرے کے برابر نادیدہ بنانے والی گولیاں ان آلۂ کاروں کو دیں اور انہیں سمجھایا کہ جب وہ کبیر سے ملنے اس کے سوئٹ میں جائے تب فوراً ہی کبیر پر اس طرح حملہ کیا جائے کہ اسے گولی نگل کر نظروں سے اوجھل ہونے کا موقع نہ ملے۔

جے مورگن ہمیشہ اعلیٰ بی بی کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اعلیٰ بی بی، دیوی کے اندر سمائی ہوئی تھی اور جے مورگن، اعلیٰ بی بی کے اندر تھا اور دیوی جو کھچڑی پکا رہی تھی، اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے مجھے مخاطب کیا اور پارس کو پیش آنے والے خطرے سے آگاہ کیا۔

میں جانتا تھا، جناب علی اسد اللہ تبریزی نے پارس کے دماغ پر ایسا روحانی عمل کیا تھا جس کے نتیجے میں کوئی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ وہ چشم زدن میں اپنی شخصیت تبدیل کر لیا کرتا تھا، اپنے دماغ کے اندر کبھی پارس اور کبھی برادر کبیر بن جایا کرتا تھا۔ میں نے جے مورگن سے کہا "ہوٹل کے سوئٹ میں پارس پر جو بھی مصیبت آئے، تم مداخلت نہ کرنا۔ جو بھی ہوتا رہے، اسے خاموش تماشائی کی طرح دیکھتے رہنا۔"

میں اس وقت موجود تھا، جب سوئٹ کے اندر پارس پر حملے ہو رہے تھے۔ دیوی نے اس کے دماغ میں زلزلے پیدا کیے۔ میں خاموش تماشائی بنا رہا۔ میں جانتا تھا کہ وہ دماغی تکلیف عارضی ہے اور دیوی اس پر تنویمی عمل کرے گی تو وہ عمل دیرپا نہیں ہوگا۔ جس طرح منکی ماسٹر اور دوسرے بندروں پر تنویمی عمل کا اثر چند گھنٹوں تک رہنے کے بعد... زائل ہو جاتا تھا اسی طرح پارس کے دماغ پر بھی تنویمی عمل چند گھنٹوں تک رہتا تھا پھر اس عمل سے اسے نجات مل جاتی تھی۔

دیوی اس پر تنویمی عمل کر چکی تھی۔ اپنی خواہش کے مطابق اسے مسلمان سے ہندو بنا چکی تھی۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ اس کا غلام بن جانے والا اب کبھی دھرم سے بے دھرم نہیں ہوگا۔ وہ اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ کر قد آدم آئینے کے سامنے آگئی۔ خیال خوانی کے ذریعے پلاسٹک سرجری کے ماہر کو مخاطب کیا پھر اس سے کہا "سوئٹ نمبر سیون میں آجاؤ، دروازہ کھلا رہے گا۔"

وہ ماہر دیوی کا معمول اور تابعدار تھا۔ دیوی کو جب اس کی ضرورت ہوتی، وہ سحرزدہ ہو کر اس کے پاس چلا آتا تھا۔ اس کا چہرہ تبدیل کرتے وقت بھی وہ سحرزدہ رہتا تھا۔ اپنا کام ختم کرنے کے بعد جب وہ دیوی سے دور ہو جاتا، تب بھول جاتا تھا کہ وہ تھوڑی دیر پہلے کہاں تھا اور کس کے چہرے کی سرجری کرتا رہا تھا۔ اگر وہ تبدیل کیے ہوئے چہرے کو دوبارہ دیکھتا تو اسے پہچان نہیں پاتا تھا۔

وہ ہوٹل کے ویٹنگ روم میں انتظار کر رہا تھا۔ دیوی کے بلانے پر سوئٹ نمبر سیون میں چلا آیا۔ اس کے ساتھ پلاسٹک سرجری کا تمام ضروری سامان تھا۔ وہ آئینے کے سامنے بیٹھ گئی۔ چہرے کے سامنے کئی بلب روشن ہو گئے۔ وہ ماہر اس کے چہرے پر جھک کر اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

دیوی تبدیل ہونے لگی۔ موجودہ چہرہ نقلی تھا۔ سرجری کے ذریعے جلد کی اوپری تہ الگ ہوتی جا رہی تھی اور پہلی بار اصلی شی تارا کا چہرہ نمایاں ہوتا جا رہا تھا۔ اس چہرے کو پہلے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ماہر بھی بعد میں بھول جانے کے لیے دیکھ رہا تھا۔ شی تارا کو اب بھی ناز تھا کہ اسے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا جبکہ ہم دیکھ رہے تھے۔

میں اپنی بیٹی اعلیٰ بی بی کے ساتھ موجود تھا۔ آمنہ بھی تھوڑی دیر کے لیے آگئی تھی۔ سلمان، سلطانہ، باربرا اور جے مورگن بھی اسے دیکھ رہے تھے۔ اسے بے نقاب کرنے کا سہرا اعلیٰ بی بی کے سر تھا۔ اگر وہ سایہ بن کر دیوی کے اندر نہ سماتی تو اس کے منصوبوں سے آگاہ نہ رہتی کہ وہ کبیر کو کیسے ٹریپ کرے گی اور کامیابی حاصل کرنے اور پارس کو اپنے دھرم میں لانے کے بعد پوری طرح مطمئن ہو کر تنہائی میں اپنے محبوب کو اصلی چہرہ دکھائے گی۔

لیکن اس کے محبوب سے پہلے ہم سب نے اسے دیکھ لیا۔ یہ پیش گوئی پوری ہو گئی کہ اعلیٰ بی بی اسے بے نقاب کرے گی۔ وہ اب اسے چھیڑنا چاہتی تھی۔ میں نے کہا "بیٹی! فی الحال اصلی شی تارا سے انجان بنی رہو۔ تمہارا کام ختم ہو چکا ہے۔ واپس چلی جاؤ۔"

ہم سب وہاں سے چلے آئے۔

تنویمی نیند کا مقررہ وقت ختم ہوتے ہی پارس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ چند لمحوں تک چھت کو تکتا رہا پھر اس نے سر گھما کر دیکھا۔ سامنے ایک نہایت ہی حسین و جمیل دوشیزہ کھڑی ہوئی تھی۔ اس کے چہرے کے اجنتائی نقوش بڑے تیکھے اور جاذب نظر تھے۔ اس کے ساڑی پہننے کے انداز میں بڑی دلکشی تھی۔ ساڑی کے پیچ و خم سے بدن کا حسن نمایاں ہو رہا تھا۔ وہ حیرانی سے اسے تک رہا تھا۔

وہ مسکرا کر بولی "کیا دیکھ رہے ہو؟"

"بھگوان کی لیلا دیکھ رہا ہوں۔"

وہ خوش ہو گئی کیونکہ پارس نے بھگوان کہا تھا۔ اس نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میں تمہاری شی تارا ہوں۔ تم پہلے میرا بہروپ دیکھتے رہے ہو۔ آج اصلی روپ دیکھ رہے ہو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گیا "تم؟ تم وہی شی تارا ہو؟ بائی گاڈ! میری توقع سے زیادہ حسین اور لاجواب ہو۔"

وہ بستر سے اتر کر اس کے قریب آیا۔ وہ اپنا ایک ہاتھ پیش کرتے ہوئے بولی "ابھی صرف ہاتھ پکڑو۔ پہلے ہم مندر جائیں گے۔ واپس آنے کے بعد میں سر سے پاؤں تک تمہاری ہو جاؤں گی۔"

پارس نے اس کا ہاتھ تھام کر ہتھیلی کی پشت کو چوم لیا۔ اس نے فرطِ جذبات سے آنکھیں بند کر لیں پھر ہاتھ چھڑا کر بولی "آؤ چلیں۔"

وہ ہوٹل سے باہر آئے پھر ایک کار میں بیٹھ کر جانے لگے۔ پارس کار ڈرائیو کر رہا تھا۔ شی تارا نے کہا "آج سے میں دیوی نہیں کہلاؤں گی۔ دیوی کہنے والوں کو سمجھا دوں گی کہ مجھے صرف شی تارا کہا کریں۔"

پارس نے پوچھا "تم دیوی کے بلند مرتبے سے انکار کیوں کر رہی ہو؟"

"بے شک مرتبہ بلند ہے لیکن دیوی کہنے سے بزرگی ظاہر ہوتی ہے۔ میں زیادہ عمر والی عورت سمجھی جاتی ہوں۔ کیا میری عمر زیادہ ہے؟"

"بالکل نہیں۔ میں کبھی کبھی سوچتا تھا کہ تمہاری عمر زیادہ ہے۔ تم اپنی عمر چھپانے کے لیے جوان حسیناؤں کو ڈمی شی تارا بنا کر پیش کرتی ہو۔"

"اب کیا خیال ہے؟"

"جو خیال تھا، وہ غلط ہو گیا۔ تم گلاب کی کلی ہو، میرے انتظار میں کھلنے کو رہ گئی ہو۔"

وہ خوش ہو گئی، مسکرا کر بولی "آج سے ہماری نئی زندگی کا آغاز ہو رہا ہے۔ ہم ابھی مندر میں جا رہے ہیں۔ وہاں تم مجھے اپنی دھرم پتنی بناؤ گے اور میں تمہیں اپنا پتی سویکار کروں گی۔"

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ تم ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں آرہی ہو اور آئندہ مجھ سے چھپ کر آنکھ مچولی نہیں کھیلو گی۔"

"کیا اس خوشی میں اپنی ممی، مما اور پاپا کو شریک نہیں کرو گے؟"

"میں تھوڑی دیر پہلے یہی سوچ رہا تھا۔ انہیں خوشی میں شریک کرنا چاہیے لیکن جب انہیں معلوم ہوگا کہ میں تمہارے دھرم میں آگیا ہوں تو وہ رنگ میں بھنگ ڈال سکتے ہیں۔ وہ تمہارے خلاف کچھ کریں گے تو مجھے تمہاری خاطر ان بزرگوں سے ٹکرانا ہوگا اور ان سے ٹکرانا دانش مندی نہیں ہے۔"

"تم اپنے بڑوں سے گستاخی نہیں کرو گے لیکن وہ آج نہیں تو کل تمہیں مجھ سے چھین لینے کی کوششیں کریں گے اور مجھے نقصان پہنچائیں گے، اس وقت تم کیا کرو گے؟"

"میں انہیں سمجھاؤں گا۔ وہ نہیں سمجھیں گے تو میں اپنی جان دینے کی دھمکی دوں گا۔ وہ سب مجھے دل و جان سے چاہتے ہیں، میری ضد کو بھی سمجھتے ہیں۔ اس لیے مجھے جان سے کھیلنے نہیں دیں گے۔ وہ مجھے تم سے الگ ہونے پر مجبور نہیں کریں گے۔ بابا صاحب کے ادارے میں میرا داخلہ ممنوع ہوگا۔ میرے اور ان کے صرف رسمی سے تعلقات رہ جائیں گے۔"

شی تارا نے ایک مندر میں پہنچ کر ایک پنڈت کو دس ہزار

روپے دیے۔ پنڈت نے سندور اور ہار منگوائے۔ کچھ منتر پڑھے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو ہار پہنائے۔ پارس نے شی تارا کی مانگ سندور سے بھری۔ اسے سہاگن بنایا پھر اس کے ساتھ ہوٹل کے سوئٹ میں واپس آگیا۔

جوتش ودیا کے مطابق یہ ابتدا ہی سے پیش گوئی تھی کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے جیون ساتھی بنیں گے۔ شی تارا نے پارس کو ہندو بنانے' اپنا معمول اور تابعدار بنانے میں کئی برس گزار دیے۔ ایک پل گزرے یا ایک صدی گزرے' جو ہونا ہوتا ہے' وہ ہوجاتا ہے۔

اس نے پارس کی قربت میں دنیا بھلادی۔ اس نے پارس کو تنویمی عمل سے سحر زدہ کیا تھا۔ پارس اسے پیار سے سحر زدہ کررہا تھا۔ وہ جذبات کے طلسم کدے میں بھٹکتی رہی۔ یہ سوچنے کی فرصت نہیں ملی کہ پارس کے ماں باپ اور ٹیلی پیتھی جاننے والے دوسرے عزیز و اقارب اس سے بے خبر کیوں ہیں جبکہ میری فیملی کے تمام افراد ہمیشہ ایک دوسرے سے باخبر رہتے ہیں۔

ایک دن اور ایک رات گزر گئی پھر دوسری رات گزرنے لگی۔ شی تارا نے کہا "تمہارے بزرگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری شادی ہوگئی ہے۔"

"ہاں' انہیں معلوم ہوجانا چاہیے۔ کیا میں پاپا سے رابطہ کروں؟"

"ہاں کرو۔ میں تمہارے اندر رہ کران کی باتیں سنوں گی۔"

پارس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر مجھے مخاطب کیا "ہیلو پاپا! میں پارس بول رہا ہوں' آپ خیریت سے ہیں؟"

"تم نے پہلے کبھی خیریت نہیں پوچھی۔ آج کوئی خاص بات ہے؟"

"جی ہاں۔ میں ابھی آپ سے جو کہنے والا ہوں اس کے بعد میری خیریت نہیں رہے گی۔ آپ ناراض ہوجائیں گے۔"

"جس بات سے ناراضگی ہو' وہ بات نہ کہو' دوسری بات کرو۔"

"وہ بات دراصل یہ ہے کہ میں نے آپ بزرگوں سے اجازت حاصل کیے بغیر ایک بہت بڑا قدم اٹھایا ہے۔"

"جب قدم اٹھا چکے ہو تو پھر کہنے سننے کے لیے کیا رہ گیا ہے؟"

"یہی رہ گیا ہے کہ میں کہوں گا اور آپ باتیں سنائیں گے۔"

"بزرگوں سے باتیں سننے والی باتیں ہی نہ کرو۔"

"آپ اپنی ہی بولے جارہے ہیں' میری بات نہیں سن رہے ہیں۔ اس سے پہلے کہ آپ کچھ بولیں' میں جلدی سے کہہ دیتا ہوں کہ میں نے شادی کرلی ہے۔"

"یہ کون سا نیا کام کیا ہے؟ پہلے بھی کئی شادیاں کرچکے ہو۔"

"آپ سمجھا کریں۔ میں نے شی تارا سے شادی کی ہے۔"

"پہلے بھی تم نے ایک شی تارا سے شادی کی تھی۔ یہ کوئی کارنامہ تو نہیں ہے۔"

"اوہ۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں؟"

"تم سمجھاتے کیوں نہیں؟"

"اس بار میں نے اصلی شی تارا سے شادی کی ہے۔"

"بیٹے! اگر بازار میں برسوں سے نقلی مال چلا آرہا ہو تو پھر اصلی مال کی نہ پہچان رہتی ہے' نہ اس کی کوئی قدر رہ جاتی ہے۔"

"لیکن اس بار بالکل خالص ہے۔"

"چلو ٹھیک ہے۔ خالص گھی سمجھ کر ڈالڈا کھاتے رہو۔"

"پلیز' آپ تسلیم کریں' ابھی میرے پاس بالکل خالص گھی ہے۔"

شی تارا نے ناگواری سے کہا "یہ تم باپ بیٹے مجھے بازار کا گھی کیوں کہہ رہے ہو؟"

"یہ کون بول رہا ہے؟"

"گھی بول رہی ہے۔ میرا مطلب ہے' وہ شی تارا بول رہی ہے' جو برسوں سے دیوی کہلا رہی ہے۔"

"وہ تمہارے پاس نہیں ہوسکتی۔ وہ تو میرے دماغ میں آکر بول رہی ہے۔ تمہارے آنے سے پہلے وہ میرے پاس آئی ہے' ہیلو دیوی! تم ذرا بولو۔"

میرے دماغ میں سلطانہ نے کہا "میں کیا بولوں! حیرانی سے سوچ رہی ہوں کہ پارس کے پاس کون سی دیوی بول رہی ہے جبکہ میں آپ کے دماغ میں موجود ہوں۔"

میں نے کہا "دیوی شی تارا! تم برسوں سے اتنی زیادہ تعداد میں اپنی ڈمیاں پیدا کرتی آرہی ہو کہ کسی ماں نے بھی اتنے بچے پیدا نہیں کیے ہوں گے۔ کیا تم یاد کرکے بتاسکتی ہو کہ ابھی پارس کے پاس کس نمبر کی ڈی ہے اور وہ کس سال' کس ملک میں پیدا کی گئی تھی؟"

سلطانہ نے کہا "اری او کلموہی' بدذات! جلدی بتا' تیرا شمار نمبر اور تاریخ پیدائش کیا ہے؟"

شی تارا نے غصے سے کہا "کلموہی' بدذات تُو ہوگی۔ پارس! یہ کوئی فراڈ ہے اور دیوی بن کر تمہارے پاپا کے دماغ میں آئی ہے۔"

میں نے کہا "تم اسے فراڈ کہہ رہی ہو۔ تم بھی فراڈ ہوسکتی ہو۔ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں' اصلی کی پہچان نہیں رہی ہے۔ میرے پیارے بیٹے! تم اصلی اور نقلی کی الجھن میں نہ رہو' جو مل جائے اسے غنیمت سمجھو اور میرے دماغ سے جاؤ۔"

میں نے سانس روک لی۔ پارس اور شی تارا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ وہ جھنجلا کر بولی "یہ تمہارا باپ کس قسم کا آدمی ہے؟"

"اے خبردار! میرے پاپا کی شان میں کوئی گستاخی نہ کرنا۔ وہ درست کہہ رہے تھے۔ کیا تمہارے پاس حساب ہے کہ تم اپنی کتنی ڈمیاں بنا چکی ہو؟"



"جہنم میں جائیں ڈمیاں۔ تمہارے خاندان میں اور بابا صاحب کے ادارے میں معلوم ہونا چاہیے کہ ہماری شادی ہوچکی ہے۔"

"رہنے دو۔ کیا ضروری ہے کہ شادی کی خبر دی جائے۔"

"ضروری ہے۔ میں تمہارے خاندان والوں کا ری ایکشن دیکھنا چاہتی ہوں۔"

"تم پاپا کا ری ایکشن دیکھ چکی ہو۔"

"تم اپنی سونیا مما کو ہماری شادی کی خبر سناؤ۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے سونیا کے پاس پہنچا۔ وہ بولی "کیا بات ہے؟ کیوں آئے ہو؟ جو کہنا ہے' جلدی کہو۔ مجھے فرصت نہیں ہے۔"

"میں آپ کو خوش خبری سنانے آیا ہوں۔ پتا نہیں' یہ آپ کے لیے خوش خبری ہوگی یا نہیں؟"

"پہلے خود یہ سمجھ لو کہ جو خبر سنانے آئے ہو' وہ منحوس ہے یا خوش کرنے والی ہے۔ جب تمہیں خوش خبری کا یقین ہوجائے تو آجانا۔"

سونیا نے سانس روک لی۔ وہ دونوں پھر دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ شی تارا نے کہا "یہ تمہاری ماں ہے' اسے بیٹے سے بات کرنے کی فرصت نہیں ہے۔"

"میری مما کے بارے میں تمیز سے بولو۔ غلطی میری ہے۔ میں نے ابھی تک خبر نہیں سنائی ہے۔ دراصل وہ مصروف ہیں' مختصر بات کریں گی۔"

"تم ان کے دماغ میں پہنچتے ہی ہماری شادی کی خبر سنادو۔"

وہ پارس کے دماغ میں آگئی۔ پارس' سونیا کے دماغ میں پہنچ کر بولا "میں نے شادی کرلی ہے اور اس بار دیوی شی تارا سے کی ہے۔"

"دیوی تمہیں کہاں سے مل گئی؟ ہزار بار سمجھایا ہے' راستے میں پھینکی ہوئی چیزیں نہ اٹھایا کرو۔"

"مما! یہ مجھے راستے میں نہیں' ہوٹل میں ملی ہے اور یہ اصلی دیوی ہے۔"

"وہ اصلی دیوی شی تارا کہاں سے آسکتی ہے؟ کیسے آسکتی ہے۔ وہ تو مرچکی ہے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

شی تارا نے کہا "میں زندہ ہوں اور آپ مجھے مار رہی ہیں۔"

سونیا نے کہا "ہاں بالکل یہی آواز تھی اور یہی لہجہ تھا۔ ابھی تم نے میرے دماغ میں آکر کہا تھا کہ تم ڈمی شی تارا بول رہی ہو اور یہ افسوس ناک خبر سنا رہی ہو کہ اصلی دیوی شی تارا کو ایک کتے نے کاٹ لیا تھا۔ چودہ انجکشن لگانے سے پہلے ہی بے چاری مرگئی۔"

شی تارا نے کہا "یہ کیا بکواس ہے۔ میں زندہ ہوں اور پارس کے پاس ہوں۔"

"پارس بیٹے! کیا یہ سچ ہے کہ وہ تمہارے پاس موجود ہے؟"

"یس مما! اصلی دیوی شی تارا میرے پاس ہے۔"

"پھر وہ کون تھی' جس نے دیوی شی تارا کی موت کی خبر سنائی تھی؟"

شی تارا نے کہا "وہ کوئی شرپسند عورت ہے۔ میرے خلاف الٹی سیدھی حرکتیں کررہی ہے۔ وہ پارس کے پاپا سے کہہ رہی تھی کہ وہ اصلی دیوی شی تارا ہے۔ وہ کوئی جھوٹی مکار ہے۔"

سونیا نے کہا "پارس! تمہیں محتاط رہنا چاہیے۔ پہلے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ کون اصلی اور کون نقلی ہے۔ کون سچی اور کون جھوٹی ہے۔ تمہارے پاس جو شی تارا ہے' اس سے بھی ہوشیار رہو۔"

"مما! یہ بالکل اصلی ہے۔"

"اسے کہو' وہ اپنے اصلی ہونے کا ثبوت پیش کرے۔ ثبوت پیش نہ کرسکے تو اسے دھکے مار کر دور کردینا۔ اب جاؤ۔"

اس نے سانس روک لی۔ شی تارا اور پارس پھر دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ وہ بری طرح جھنجلا کر بولی "یہ کیا ہورہا ہے؟"

"وہی' جو تم نے اب تک کیا ہے۔ اپنی بنائی ہوئی بے شمار ڈمیوں کے ہجوم میں یہ کیسے ثابت کروگی کہ تم اصلی ہو؟"

"میں ثابت کرنا ضروری نہیں سمجھتی۔ یہ بتاؤ تم تو مجھے دیوی شی تارا سمجھ رہے ہو؟"

"سچ تو یہ ہے کہ مجھے بھی شبہ ہونے لگا ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

"تم خود سوچو' میری زندگی میں جتنی شی تارا آئیں' وہ بعد میں ڈمی ثابت ہوئیں۔ تم بھی کچھ عرصے بعد اصلی ثابت نہ ہوئیں تو میں تمہارا کیا بگاڑلوں گا۔ میرا ہندو بننا بیکار ہوگا۔ میرے بزرگ مجھے مسلمان تسلیم نہیں کریں گے۔ نہ میں اِدھر کا رہوں گا' نہ اُدھر کا۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہوگی۔ فضول باتیں نہ سوچو۔ اپنی قسمت پر ناز کرو کہ تم نے مجھے پالیا ہے۔"

"مجھے جب بھی کوئی شی تارا ملی' میں نے ناز کیا۔ آئندہ بھی ناز کرتا رہوں گا۔"

"رات گزر رہی ہے۔ صبح ہونے والی ہے۔ میں حکم دیتی ہوں' سوجاؤ۔"

پارس نے آنکھیں بند کرلیں' وہ بولی "میں نے اتنی جلدی آنکھیں بند کرنے کا حکم نہیں دیا تھا' میری طرف دیکھو۔"

اس نے نہیں دیکھا' آنکھیں نہیں کھولیں۔ شی تارا نے آواز دی "مذاق نہ کرو' مجھے دیکھو۔"

اب وہ خراٹے لے رہا تھا۔ شی تارا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر خیالات پڑھے تو پتا چلا' واقعی سو رہا ہے۔

وہ حیران رہ گئی۔ اس نے تنویمی عمل کے ذریعے بے شمار معمول اور تابعدار بنائے تھے۔ وہ سب اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے لیکن ایسا تابعدار زندگی میں پہلی بار دیکھ رہی تھی کہ حکم سنتے ہی پٹ سے آنکھیں بند کرکے نیند میں ڈوب گیا تھا۔ جیسے بٹن پر انگلی رکھتے ہی بلب بجھ گیا ہو۔

جاگنے والا چشم زدن میں سو نہیں سکتا لیکن پارس کے خوابیدہ خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ نیند کی گہرائیوں میں ہے۔

ان لمحات میں وہ بھول گئی تھی کہ برادر کبیر کا دماغ عجیب وغریب تھا۔ وہ چشم زدن میں مردہ ہوجاتا تھا۔ کبھی دیوی اس کے دماغ میں پہنچ جاتی تھی اور کبھی پہنچ نہیں پاتی تھی۔ وہ آتما شکتی کے ذریعے بھی برادر کبیر کے دماغ پر کبھی مسلط نہ ہوسکی۔

وہ پارس پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا غلام بنا کر خوش اور مطمئن ہوگئی تھی۔ وہ شاید آئندہ کبھی اتنا بڑا دھوکا نہ کھائے جیسا اب کھارہی تھی۔

O☆O

بلی ڈونا سایہ بن کر اسپتال میں داخل ہوئی۔ صبح ہونے والی تھی۔ مسلح گارڈز اور اسپتال کے کچھ لوگ جاگ رہے تھے۔ کسی نے اس سائے کو اپنے قریب سے گزرتے نہیں دیکھا۔ وہ علی کے کمرے کے سامنے آگئی۔ دروازہ کھول کر دیکھا تو صاف ستھرے بستر پر ایک خوبرو صحت مند نوجوان محوِ خواب نظر آیا۔

علی اپنی عادت کے مطابق بیدار ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے وہ کمرے میں داخل ہوئی پھر ٹھوس جسم میں نمودار ہوکر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ ایسے ہی وقت علی کی چھٹی حس نے اسے جگادیا۔

اس نے آنکھیں کھولیں۔ پہلے چھت نظر آئی پھر سر گھما کر دیکھا تو وہ نظر آگئی۔ فاتحانہ انداز میں مسکرا کر اسے سر سے پاؤں تک دیکھ رہی تھی پھر اس نے کہا "تمہارے جیسا گبرو جوان کسی سے زیر نہیں ہوسکتا لیکن عورت سے ہوجاتا ہے۔ تمہارے چاروں طرف ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا پہرا لگا رہتا ہے۔ نظر نہ آنے والے پہرے دار بھی موجود رہتے ہیں لیکن میں اطمینان کرکے آئی ہوں۔ ابھی ان لمحات میں یہاں تمہارے محافظوں کی تعداد کم رہ گئی ہے۔ شاید اس لیے کہ چار یا پانچ گھنٹے کے بعد اسپتال سے تمہاری چھٹی ہونے والی ہے۔"

وہ ذرا چپ ہوئی کہ شاید وہ کچھ بولے گا لیکن وہ چپ تھا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا۔ نقاہت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظریں کہہ رہی تھیں کہ وہ کچھ کہنا چاہتا ہے۔

بلی ڈونا اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ پتا چلا' وہ سانس لینے میں دشواری محسوس کررہا ہے۔ سرہانے جو زرد رنگ کی گولیاں ہیں ان میں سے ایک گولی اس کے منہ میں رکھی جائے تو اس کی سانسیں بحال ہوجائیں گی۔ وہ نارمل ہوکر کچھ بول سکے گا۔

اس نے سرہانے آکر گولیوں کا ایک ڈبا اٹھایا پھر اس میں سے ایک گولی نکال کر کہنے لگی "الپا تمہیں ختم کرنا چاہتی ہے۔ میں تمہیں زندہ رہنے دوں گی۔ تم میرے معمول اور تابعدار بن کر مجھے بڑے فائدے پہنچاتے رہوگے۔"

وہ ایک گولی لے کر اس کے پاس آئی۔ گولی اس کی طرف بڑھائی۔ اس نے اپنا منہ کھولا۔ اشارے سے سمجھایا کہ گولی منہ میں ڈالے۔ ایسا کرنے کے لیے اسے جھکنا پڑا۔ ایسے ہی وقت علی نے ایک ہاتھ سے اس کی گردن دبوچ لی۔

بلی ڈونا بہت زبردست فائٹر تھی لیکن ایک ہی ہاتھ کی گرفت اتنی سخت تھی جیسے آہنی شکنجے میں آگئی ہو۔ وہ گردن چھڑانے کے بعد ہی مقابلہ کرسکتی تھی۔ ابھی تو سانس لینا دشوار ہورہا تھا۔ منہ کھل گیا تھا اور گولی منہ سے نکل کر بستر پر گر پڑی تھی۔ وہ سایہ بھی نہیں بن سکتی تھی۔

علی نے اسے جدوجہد کرنے کا موقع دیا پھر ایک ہی ہاتھ سے اسے پرے دھکیل دیا۔ وہ پیچھے جاکر ایک کرسی سے ٹکرا کر اس کرسی سمیت فرش پر الٹ گئی۔ بڑی ہی پھرتیلی فائٹر تھی۔ فرش پر گرتے ہی اچھل کر کھڑی ہوگئی۔

اس نے غرا کر علی کو دیکھا پھر جیسے بلی شکار کی طرف چھلانگ لگاتی ہے اسی طرح اس نے یکبارگی علی پر چھلانگ لگائی۔ وہ اس کے منہ پر لات مارتے ہی بستر پر پڑی ہوئی گولی اٹھانا چاہتی تھی۔ اس نے چھلانگ لگا کر صحیح ٹارگٹ پر لات ماری لیکن لات تکیے پر پڑی۔ وہاں منہ نہیں تھا۔ علی بھی نہیں تھا' سایہ بن چکا تھا۔ وہ خالی بستر پر آپڑی تھی۔

اس نے فوراً ہی بستر پر بیٹھ کر اپنے منہ سے نکلی ہوئی گولی تلاش کی' وہ نہیں ملی۔ اس نے جینز کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ڈبیا نکالنی چاہی تاکہ دوسری گولی کے ذریعے نادیدہ بن سکے لیکن جیب خالی تھی۔ علی نے پہلی بار اس کی گردن دبوچنے کے دوران اس کی جیب سے ڈبیا نکال لی تھی۔

اب اس کی سمجھ میں آیا کہ وہ پھنسنے والی ہے۔ وہ اب نادیدہ بن کر وہاں سے فرار نہیں ہوسکتی تھی۔ جسے ٹریپ کرنے آئی تھی' وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے بیڈ سے چھلانگ لگائی۔ فرش پر آئی پھر دوڑتی ہوئی دروازے کے پاس آئی۔ اسے اندر سے کھولنا چاہا تو پتا چلا وہ باہر سے بند ہے۔

اس نے دروازے کو دونوں ہاتھوں سے پیٹا۔ علی کی آواز آئی۔ "دروازہ پیٹوگی' شور مچاؤگی تو میرے مسلح گارڈز آجائیں گے۔"

اس نے دروازے کے پاس سے پلٹ کر دیکھا۔ علی بستر پر پہلے کی طرح لیٹا ہوا تھا۔ مسکرا کر کہہ رہا تھا "یہ کمرا تمہارے لیے پنجرہ بن چکا ہے۔ ایسے ہی وقت میں کہتے ہیں۔ قید میں ہے بلبل' صیاد مسکرائے۔ کچھ کہا بھی نہ جائے' چپ رہا بھی نہ جائے۔"

وہ بے بسی سے گھور کر دیکھتے ہوئے بولی "میری جیب میں گولیوں کی ڈبیا تھی' تم نے نکالی ہے؟"

علی نے اپنی مٹھی کھولی۔ ہتھیلی پر وہ ڈبیا رکھی ہوئی تھی اور وہ گولی بھی تھی جو منہ سے نکل کر بستر پر گر پڑی تھی۔

وہ بولی "ایک لڑکی کو دبوچ کر اس کی جیب صاف کردی۔ یہ کوئی مردانگی تو نہ ہوئی۔"

"میں نے کب کہا تھا' مردانگی دکھاؤں گا' تم چلی آؤ۔"

"مجھ سے پہلی بار ایک غلطی ہوئی ہے۔ ابھی کسی طرح بچ نکلوں گی تو آئندہ تمہارے خاندان کے کسی فرد سے ٹکرانے کی حماقت نہیں کروں گی۔"

"تم یہاں سے بچ نکلوگی۔ شرط یہ ہے کہ اپنی پوری ہسٹری سناؤ۔"

"میرا نام بلی ڈونا ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جانتی ہوں اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک مضبوط ٹیم بنارہی ہوں۔ تمہیں بھی ٹریپ کرکے اپنی ٹیم میں ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کا اضافہ کرنا چاہتی تھی مگر تم بہت زبردست ہو۔"

"تمہارے پاس کتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں؟"

"پانچ ہیں۔ مجھے یہاں سے جانے دو۔"

"تمہیں یہاں سے جانے کے لیے سچ بولنا چاہیے مگر تم جھوٹ بول رہی ہو۔ میں یقین سے کہتا ہوں' تم بلی ڈونا نہیں ہو۔"

"اگر میں بلی ڈونا نہیں ہوں تو کون ہوں؟"

"اس کی ڈمی ہو۔ یہ دیکھو' یہ گولی جو تمہارے منہ سے نکلی ہے' اس نے تمہیں نادیدہ بنایا تھا لیکن اس ڈبیا میں جو چار گولیاں ہیں وہ اصلی نہیں ہیں۔ میں کیمسٹ اور ڈرگسٹ ہوں۔ مجھے دوا سازی میں مہارت حاصل ہے۔ میں ان گولیوں کو دیکھ کر اور سونگھ کر معلوم کرچکا ہوں۔ یہ زہریلی ہیں۔"

"تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ یہ زہریلی نہیں ہیں۔"

علی نے کہا "اگر کسی نئی ٹیلی پیتھی جاننے والی بلی ڈونا کا کہیں وجود ہے اور اگر وہ باقاعدہ پلاننگ سے ایک تنظیم قائم کررہی ہے تو پھر تم اس بلی ڈونا کی ڈمی ہو۔ اس نے تمہیں یہ ایک اصلی گولی دی ہے۔ وہ نہیں چاہتی ہوگی کہ تم ایک اصلی گولی سے محروم ہوکر دشمن کے شکنجے میں آؤ۔ ایسے وقت تم نادیدہ بننے کے لیے جیسے ہی دوسری گولی منہ میں رکھوگی' تمہاری موت واقع ہوجائے گی۔ یقین نہ ہو تو اس ڈبیا کی کوئی سی بھی گولی منہ میں رکھ لو۔"

علی نے وہ ڈبیا اس کی طرف اچھالی۔ اس نے کیچ کرلی۔ اسے اپنے گریبان کے اندر رکھ کر کہا "علی! واقعی تم لوگ بڑے باکمال ہو۔ یہ واقعی زہر ہے اور یہ تمہارے سامنے ایک ڈمی ہے۔ میں بلی ڈونا اپنی ڈمی کی زبان سے کہہ رہی ہوں کہ تم لوگوں کی طرح زبردست اور ناقابلِ شکست بننے کے تجربات سے گزر رہی ہوں۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت جلد میرے نام کا بھی ڈنکا بجنے لگے گا۔ میں نے اب تک بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ پہلی بار یہاں سے ناکام ہوکر جارہی ہوں۔ اس ناکامی نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ آئندہ میری حکمتِ عملی کچھ اور ہوگی۔ اب میں جارہی ہوں۔ یہ ڈمی میرے لیے بیکار ہوچکی ہے۔ اس کے ساتھ جو سلوک چاہو' کرو۔ سی یو اگین....."

ڈمی کے ہونٹ ہل رہے تھے پھر وہ چپ ہوگئی اور علی کو سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔ علی نے بلند آواز سے کہا "دروازہ کھول دو۔"

دروازہ کھل گیا۔ علی نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا۔ وہ سر جھکا کر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے کمرے سے باہر جاکر نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

صبح ہوتے ہی سائرہ دونوں بھائیوں کے ساتھ آگئی۔ علی کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "کیسے ہو؟ تم تو اچھے ہی ہوگے۔ رات گہری نیند سوتے رہے ہو نا؟ میں تو جاگتی رہی۔ کروٹیں بدلتی رہی۔ کمرے میں جہاں دیکھتی تھی' تم نظر آتے تھے۔ مجھے ایک رات کے لیے دور کیوں کیا تھا؟ کیا مجھے پریشان کرنا اچھا لگتا ہے؟ میں صاف صاف کہتی ہوں' آج رات دور نہیں رہوں گی۔ تم خاموش کیوں ہو؟ بولتے کیوں نہیں ہو؟"

اس کے بھائی کامی نے کہا "سسٹر! تم خاموش ہوگی تو ہمارے برادر علی کو بولنے کا موقع ملے گا۔"

علی نے ہنستے ہوئے کہا "اپنی سسٹر کو کہنے دو۔ پچھلی رات کا سارا بخار نکالنے دو۔ ویسے اب میں الگ نہیں رہوں گا۔ ہم سب ساتھ رہیں گے۔"

وہ سب خوش ہوگئے' سائرہ نے کہا "ممی اور پپا تو پتا نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔ میں نے کوٹھی کی صفائی کرادی ہے۔ ہم اس کوٹھی میں رہیں گے۔"

"ہم یہاں نہیں رہیں گے۔ ابھی دس بجے کی فلائٹ سے ہم پیرس جارہے ہیں۔"

"پیرس کیوں؟"

"وہاں بابا صاحب کے ادارے میں تم تینوں بہن بھائی تعلیم اور تربیت حاصل کروگے۔ میں بھی وہاں زیرِ علاج رہوں گا۔ کوٹھی سے اپنا ضروری سامان لینا ہے تو گارڈز کے ساتھ جاؤ۔ وہی گارڈز تمہیں ائرپورٹ پہنچائیں گے۔ میں وہیں تم سے ملوں گا۔"

سائرہ بھائیوں کو لے کر گارڈز کے ساتھ چلی گئی۔ آمنہ نے ان کے پاسپورٹ' ضروری کاغذات اور جہاز کے ٹکٹ کا انتظام کردیا تھا۔ انہوں نے مقررہ وقت پر ائرپورٹ پر علی سے ملاقات کی۔ پھر پیرس اور لندن جانے والے طیارے میں سوار ہوگئے۔

طاہرہ اور افضال احمد کئی بار پاکستان سے فرار ہونے کی ناکام کوشش کرچکے تھے۔ اس بار انہوں نے عارضی میک اپ کے ذریعے اپنے چہرے اور نام تبدیل کیے۔ موساد والوں نے ان کے

نئے ناموں سے نئے پاسپورٹ بنوا کر دیے تھے پھر بھی وہ سہمے ہوئے تھے کہ علی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے' ان کے فرار ہونے کی کوشش کو ناکام بنا دیں گے۔

لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ وہ خیریت سے طیارے کے اندر پہنچ گئے۔ ٹیلی پیتھی جاننے والا رائٹ ہوائے ان کے دماغوں میں تھا۔ انہیں تسلیاں دے رہا تھا کہ دشمن نہ تو انہیں پہچان سکیں گے اور نہ ہی انہیں فرار ہونے سے روک سکیں گے۔

جب طیارے نے پرواز کی تو انہیں اطمینان ہوا۔ افضال نے طاہرہ سے کہا "اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔ تھینکس گاڈ! ہم خیریت سے لندن پہنچیں گے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی طاہرہ نے اپنے دونوں بیٹوں کامی اور جمی کو دیکھا۔ وہ ٹائلٹ کی طرف جا رہے تھے۔ اس نے سہم کر افضال سے کہا "ہمارے بچے اس فلائٹ میں موجود ہیں۔ یہ دونوں یہاں کیسے پہنچ گئے؟"

افضال نے کہا "ان کے ساتھ سائرہ ضرور ہوگی۔"

طاہرہ نے گھبرا کر کہا "سائرہ ہوگی تو علی بھی ضرور ہوگا۔"

افضال نے سیٹ بیلٹ کھول کر کہا "میں دیکھ کر آتا ہوں۔ ہم میک اپ میں ہیں۔ وہ ہمیں پہچان نہیں سکیں گے۔"

وہ جہاز کے اگلے حصے کی طرف ٹہلنے کے انداز میں گیا پھر واپس آتے ہوئے اس نے سائرہ اور علی کو دیکھا۔ وہ دونوں ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

افضال احمد تیزی سے واپس آیا پھر اپنی سیٹ پر بیٹھ کر ہانپنے لگا۔ اس نے کہا "سائرہ بھی ہے اور اس کا یار بھی۔ یہ ہماری بیٹی ہماری جان کے دشمن کو ساتھ لے کر ہمارا پیچھا کر رہی ہے۔"

"انہوں نے تمہیں پہچانا تو نہیں؟"

"وہ اپنے یار کے ساتھ ہنسنے میں مصروف تھی۔ میری طرف دیکھا ہی نہیں۔ دیکھ لیتی تو شاید نہ پہچان پاتی یا شاید پہچان لیتی۔"

"کوئی ایک بات کہو' وہ ہمیں پہچانے گی یا نہیں؟"

"میں ایک بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔ انہوں نے مجھے دیکھا نہیں ہے۔"

"تو پھر وہاں کیوں گئے تھے؟ انہیں اپنی صورت دکھانی چاہیے تھی۔"

"کیا میں ان کے پاس جا کر کہوں کہ یہ لو' میری صورت دیکھو اور بتاؤ' مجھے پہچان رہے ہو یا نہیں؟"

وہ پریشان ہو کر بولی "کیا ہم سکون سے سفر کر سکیں گے؟ ہر لمحے یہی اندیشہ رہے گا کہ پہچان لیے جائیں گے۔"

رائٹ ہوائے ان کے دماغوں میں آکر ان کی باتیں سن رہا تھا' وہ بولا "جب دشمن تم سے بے خبر ہے تو اسے بے خبر رہنے دو۔ کوشش کرو کہ ان کا سامنا نہ ہو۔"

"مسٹر! تم کہیں نہ جاؤ' ہمارے پاس رہو۔ ہمیں اطمینان رہے گا۔"

"مجھے حکم دیا گیا تھا کہ تم دونوں کو جہاز کے اندر پہنچا... بعد تمہارے دماغوں سے چلا آؤں کیونکہ پرواز کرنے کے... تمہارے دشمن پیچھا نہیں کریں گے لیکن یہ پتا چلا کہ سائرہ اور... کے بھائی کوٹھی میں نہیں ہیں اور اسپتال میں علی بھی نہیں... اسی لیے میں تمہاری خیریت معلوم کرنے آیا ہوں۔"

"اگر تم نہ آتے تو ہم یہاں دہشت سے مر جاتے۔"

"حوصلہ رکھو۔ میں ابھی میڈم سے مشورہ کرنے جا رہا ہو... جلد ہی آؤں گا۔"

"ارے ہم خطرے میں ہیں۔ ہم سے مشورہ کرو۔ تمہا... واپس آنے تک ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

رائٹ ہوائے نے الپا کو مخاطب کیا "میڈم! علی طیارے... سفر کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ سائرہ' کامی اور جمی ہیں۔ اتفاق... طاہرہ اور افضال احمد بھی اسی طیارے میں لندن جا رہے ہیں۔"

الپا نے سوچتے ہوئے کہا "ہوں۔ اس طیارے میں علی... محافظ ٹیلی پیتھی جاننے والے ہوں گے۔ یہ انتقام لینے کا اچھا... ہے۔ علی زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اسے کوئی بچا نہیں... گا۔ صرف اتنا معلوم کرو کہ اس کے آس پاس نادیدہ ٹیلی... جاننے والے محافظ ہیں یا نہیں؟"

یہ معلوم کرنے الپا بھی طیارے میں آگئی۔ وہ اور را... ہوائے مختلف طریقوں سے ایک ایک مسافر کے اندر پہنچنے لگے۔ مسافروں میں تین ایسے تھے' جو یوگا کے ماہر تھے۔ الپا اور را... ہوائے ان کے دماغوں تک پہنچے تو انہوں نے سانسیں روک لیں... ان کا تعلق ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم سے نہیں تھا۔ سانسیں روکنے... وجہ صرف یہ تھی کہ وہ صحت مند تھے۔ انہوں نے پرائی سوچ... لہروں سے بے چینی محسوس کی تھی اور بے اختیار سانس روک... تھی۔

الپا ان تینوں کے اندر نہیں جا سکتی تھی۔ ان کے خیا... نہیں پڑھ سکتی تھی اس لیے یہی بات سمجھ میں آئی کہ وہ تینوں... کے ٹیلی پیتھی جاننے والے محافظ ہوں گے۔

انہوں نے سائرہ' کامی اور جمی کے اندر پہنچنا چاہا۔ پتا چلا... کے دماغوں کو لاک کیا گیا ہے۔ ایسی معلومات حاصل کرتے... کے دوران الپا اور رائٹ ہوائے کی ٹیلی پیتھی چھپی نہ رہ... سائرہ اور اس کے بھائیوں نے علی سے کہا کہ کسی نے ان... دماغوں میں آنے کی کوشش کی تھی مگر سانس روکتے ہی وہ چلا... علی نے کہا "میں سمجھ رہا تھا' ہم بخیریت سفر کرتے رہیں گے... دشمن یہاں بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ ہمیں بابا صاحب کے ادارے... پہنچنے تک محتاط رہنا ہوگا۔ میں جو ہدایات دے رہا ہوں' تم تینوں... پر توجہ سے عمل کرتے رہنا۔ انشاء اللہ ہم محفوظ رہیں گے۔"

وہ تینوں علی کے ساتھ ایک قطار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ علی...



کی طرف جھک کر انہیں سمجھانے لگا کہ ان تینوں کو ہنگامی حالات میں کیا کرنا چاہیے۔

○☆○

وہ تعداد میں چھ تھے۔ اپنی قوم سے بچھڑ گئے۔ جب الپا نے منکی ماسٹر کو قید کیا تھا اور پوری منکی فوج کو اسرائیل سے نکل جانے کا حکم دیا تھا تب وہ چھ منکی مین پہلے ہی اسرائیل سے نکل کر واشنگٹن چلے آئے تھے۔

ان چھ میں سے ایک قد آور اور جسمانی طور پر زیادہ طاقتور تھا۔ وہ پانچوں اسے شاشا کہہ کر مخاطب کرتے تھے اور منکی ماسٹر کے خلاف اس کی اطاعت کرتے تھے اور اسے اپنا سربراہ مانتے تھے۔

ان پانچوں کے علاوہ دوسرے کئی منکی مین بھی شاشا کو اپنا سربراہ مانتے تھے لیکن وہ سب امریکا اور اسرائیل میں رہنے کے دوران مارے گئے تھے۔ شاشا نے اپنے باقی بچنے والے پانچ ماتحتوں سے کہا "منکی ماسٹر اور اس کا بھائی منکی برادر بہت چالاک ہیں۔ وہ دونوں میرے وفاداروں کو جنگ میں جھونکتے رہے ہیں جس کے نتیجے میں صرف تم پانچ رہ گئے ہو۔ اب میں تم پانچوں کو ضائع نہیں ہونے دوں گا۔"

وہ شاشا کی رہنمائی میں واشنگٹن آگئے پھر نادیدہ بن کر اس جزیرے میں پہنچ گئے جہاں ٹرانسفارمر مشین کو سخت نگرانی میں رکھا گیا تھا۔ ان دنوں چند امریکی جوانوں کو اس مشین سے گزار کر انہیں ٹیلی پیتھی کا علم سکھایا جا رہا تھا۔ شاشا اور اس کے پانچوں وفادار یکے بعد دیگرے امریکی جوانوں کے اندر سمانے لگے اور ان کے ساتھ ایک ایک کرکے ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے لگے۔

امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو خبر نہ ہوئی۔ ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے والے بندر نظر نہیں آئے اور وہ چھ منکی مین ٹیلی پیتھی کے علم کے حامل ہو گئے۔

ان کے پاس نادیدہ بنانے والی سیکڑوں گولیاں تھیں۔ فلائنگ کیپسول تھے' لیزر گنوں کے علاوہ دوسرے جدید ہتھیار تھے اور اب وہ خیال خوانی کے ذریعے دوسروں کے دماغوں میں پہنچنے لگے تھے۔ وہ اتنے طاقتور ہو گئے تھے کہ اپنی ایک الگ فوج بنانے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے تھے۔

انہوں نے فوج بنانے کے لیے منکی مخلوق کا سہارا نہیں لیا۔ منکی ماسٹر کے کسی بھی بندر کو ٹریپ نہیں کیا۔ انہیں نظر انداز کرکے اس عارضی دنیا کے جوانوں کو ٹریپ کرکے انہیں اپنا معمول اور تابعدار بنا کر اپنی قوتوں میں اضافہ کیا جا سکتا تھا لیکن شاشا نے یہ بھی نہیں کیا۔

وہ ایک نرالی اور انوکھی فوج بنانے لگا۔ حسین عورتوں کو ٹریپ کرکے لیڈیز آرمی بنانے لگا۔ وہ امریکا کے مختلف شہروں میں چلے گئے۔ ہر منکی مین روزانہ دو عورتوں پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنی معمولہ اور وفادار بنانے لگا۔ اس طرح وہ چھ منکی مین روزانہ بارہ عورتوں کو سحر زدہ کرنے لگے۔

ان عورتوں کو یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کس نے انہیں ٹریپ کیا ہے اور وہ کس کی جان نثار کنیزیں بن چکی ہیں۔ ان کے اندر جب ایک مخصوص آواز گونجتی تھی تو وہ نیند سے بھی اٹھ کر کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اس کے بعد وہ آواز جو حکم دیتی تھی' اس حکم کو بجا لانے کے لیے جان پر بھی کھیل جاتی تھیں۔

عام طور پر وہ تمام عورتیں اپنے اپنے طور پر آزاد زندگی گزارتی تھیں۔ انہیں گھر بیٹھے بڑی بڑی رقمیں مل جایا کرتی تھیں۔ وہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تفریح اور عیاشی کے لیے جا سکتی تھیں۔ ان پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ البتہ وہ کام کے وقت فوراً وہاں پہنچ جایا کرتی تھیں جہاں انہیں طلب کیا جاتا تھا۔

پھر شاشا اور اس کے پانچ حواریوں نے ایک اور انوکھا کام کیا۔ پلاسٹک سرجری کے ایک ماہر کو اپنا معمول اور خدمت گار بنا لیا۔ اس ماہر کو حکم دیا کہ ان کے چہرے تبدیل کرے۔ ماہر نے سرجری کی۔ چہروں سے بندروں کے نقوش ختم کر دیے اور انسانی چہروں کے مطابق تبدیلیاں کیں۔ اس طرح وہ چھ منکی مین اسی ارضی دنیا کے انسان نظر آنے لگے۔

انہوں نے پہلی بار میدانِ عمل میں آنے کے لیے چھ عورتوں کا انتخاب کیا۔ وہ حسین بھی تھیں اور ذہین بھی۔ انہیں بھی جزیرے میں لے جا کر ٹرانسفارمر مشین سے گزارا۔ وہ چھ حسینائیں ان چھ منکی مین کی معمولہ تھیں۔ ان کے تنویمی عمل کے شکنجے سے نہیں نکل سکتی تھیں۔

ان حسیناؤں کو نادیدہ بنانے والی ایک ایک گولی دی گئی اور انہیں سمجھایا گیا کہ انہیں آئندہ کس قسم کا رول پلے کرنا ہے۔ ان میں سے ایک حسینہ شاشا کی شی شی تھی۔ وہ میڈم شی شی کہلانے لگی۔

شاشا یہ جانتا تھا کہ ارضی دنیا کے چند افراد خلائی زون میں جا چکے ہیں۔ جیسا کہ پارس زون ون میں گیا تھا اور دیوی شی تارا زون ون کے علاوہ زون تھری میں بھی جا چکی تھی۔

ایک شام ٹی وی کے چھ مختلف چینلز میں اچانک تبدیلیاں ہوئیں۔ کسی چینل سے کوئی خبریں سنا رہا تھا' وہ اچانک عورت کی آواز میں بولنے لگا۔ "لیڈیز اینڈ جنٹلمین! خبرنامے کے وقت مداخلت کر رہی ہوں۔ اس کے لیے معذرت چاہتی ہوں۔ میں آپ کے لیے اجنبی ہوں۔ لہٰذا اپنا تعارف کرا رہی ہوں۔ میرا نام شی شی ہے اور میں خلا کے دور دراز زون..... سے آئی ہوں۔ اس عوامی رابطے کے ذریعے اعلیٰ حکام سے عرض کرتی ہوں کہ مجھ سے ملاقات کریں اور اسی چینل پر جواب دیں کہ مجھ سے کہاں اور کب ملاقات کرنا چاہیں گے۔"

دوسرے چینلز پر دوسرے پروگرام جاری تھے۔ ان

رو گراموں میں مداخلت کی گئی۔ باقی پانچ حسیناؤں نے بھی میڈم شی شی کی جانب سے اعلیٰ حکاّم کو ملاقات یا مذاکرات کی دعوت دی۔

اگر ایک ہی چینل پر شی شی بولتی تو شاید زیادہ توجہ نہ دی جاتی۔ یہ سوچا جاتا کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ایسی حرکت کررہی ہے لیکن بیک وقت چھ مختلف چینلز سے اعلیٰ حکاّم کو مخاطب کیا گیا۔

تب ایک اعلیٰ سرکاری عہدے دار نے براہِ راست ٹی وی اسکرین پر آکر کہا "میں خلائی زون سے آنے والی شی شی سے مخاطب ہوں۔ میرے ساتھ ایک خاتون ہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ شی شی اس خاتون کی زبان سے ہمارے سوالات کے جواب دے۔"

اس خاتون نے کہا "میں اپنی آواز سنا رہی ہوں۔ اگر شی شی سن رہی ہے تو میرے دماغ میں چلی آئے۔"

دوسرے ہی لمحے شی شی نے کہا "میں موجود ہوں اور اس خاتون کی زبان سے بول رہی ہوں۔ میں سب سے پہلے ٹی وی کے ناظرین اور دنیا کے تمام انسانوں سے کہنا چاہتی ہوں کہ میں اور میری قوم کی تمام عورتیں تمہاری طرح انسان ہیں۔ تم میں سے کسی کو ہماری ذات سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ کوئی ہم سے خوف نہ کھائے۔"

سرکاری عہدے دار نے کہا "تم سے پہلے ایک خلائی زون سے منکی مخلوق آئی ہے۔ ان بندروں نے ہمیں بہت نقصان پہنچایا ہے۔ تم بھی خلا سے آئی ہو۔ دنیا والے تم سے بھی خوف زدہ رہیں گے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ یہ خوف نہ کھائیں تو وعدہ کرو' ہماری دنیا کی سیر کرنے کے بعد واپس چلی جاؤگی۔"

"میں اور میری قوم کی عورتیں نادیدہ بن کر تمہاری دنیا کی سیر کرچکی ہیں۔ یہ دنیا بہت خوب صورت ہے۔ یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہتا ہے۔ ہم یہاں رہ کر کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔"

"منکی مخلوق سے اسی لیے عداوت جاری ہے کہ وہ ہماری دنیا چھوڑ کر نہیں جارہے ہیں۔"

"عداوت کی بات نہ کرو۔ محبت کرو' ہم سے محبت ملے گی۔ ہم اس عوامی رابطے کے ذریعے کہتے ہیں کہ ہمیں یہاں محبت سے رہنے دیا جائے۔ ہم اس دنیا کو اور زیادہ خوب صورت بنائیں گے۔ ہم یہاں رہائش کے سلسلے میں اعلیٰ حکاّم سے مذاکرات کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ناظرین کے سامنے بتایا جائے کہ مذاکرات کب اور کہاں ہوں گے؟"

"آخر کس سلسلے میں مذاکرات ہوں گے۔ ہم ایک ہی بات جانتے ہیں کہ یہ ہماری دنیا ہے' یہاں رہنے کا حق صرف ہمیں ہے۔ تم اپنی دنیا میں جاکر رہو۔"

"ایسی تنگ نظری نہ دکھاؤ۔ تم دنیا والے چاند ستاروں پر کمند ڈال رہے ہو۔ ہمیں بھی حق حاصل ہے کہ اس دنیا کو تسخیر کریں' محبت سے۔"

"تمہارے یہ عزائم پورے نہیں ہوں گے۔ ہم نے منکی قوم کو یہاں سے بھگا دیا ہے۔ وہ روس میں پناہ لے رہے ہیں۔ تمہیں بھی یہاں سے جانا ہوگا۔"

"تو پھر آج کی گفتگو یہاں ختم کرو کہ تم ہمیں یہاں سے بھگا دوگے۔ اگلی گفتگو ہمارے نہ بھاگنے پر ہوگی۔"

"یعنی یہ تمہاری ضد ہے کہ یہاں سے نہیں جاؤگی؟"

دوسری طرف خاموشی رہی پھر اس خاتون نے کہا "وہ میری زبان سے نہیں بول رہی ہے۔ شاید جاچکی ہے۔"

اس سرکاری عہدے دار نے کہا "ناظرین! ہماری دنیا بہت بڑے چیلنج سے دوچار ہورہی ہے۔ منکی مخلوق کے بعد خلائی زون سے آنے والی یہ نئی مخلوق ہے جس کی گفتگو آپ نے سنی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلائی مخلوقات نے ہماری دنیا کا راستہ دیکھ لیا ہے۔ آئندہ بھی ایسی مخلوقات آتی رہیں گی۔ ہمیں حوصلہ رکھنا چاہیے۔ ہم پورے حوصلے اور ذہانت سے خلائی حملہ آوروں کا مقابلہ کریں گے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں' گڈ نائٹ۔"

ایک اعلیٰ حاکم کے شاندار بنگلے میں ڈنر پارٹی جاری تھی۔ بنگلے کے وسیع و عریض لان پر دور تک میزیں بچھی ہوئی تھیں۔ مرد اور عورتیں کافی تعداد میں تھے۔ تمام مہمان کھانے سے پہلے پی رہے تھے اور ٹی وی اسکرین پر خلائی زون سے آنے والی کی باتیں سن رہے تھے۔ لان کے مختلف حصوں میں بڑے بڑے ٹی وی رکھے ہوئے تھے۔ شی شی کی گفتگو ختم ہونے کے بعد تمام ٹی وی آف کردیے گئے۔ تمام مہمان شی شی پر تبصرے کرنے لگے۔ کچھ پریشان تھے کہ نئی بلائیں آگئی ہیں۔ کچھ فوجی افسران ڈینگیں مار رہے تھے کہ انہیں بھی منکی مخلوق کی طرح بھگا دیا جائے گا۔

اعلیٰ حاکم چند اعلیٰ فوجی افسران کے ساتھ پی رہا تھا اور کہہ رہا تھا "منکی مخلوق کو روس کی طرف بھگانے کا سہرا الپا کے سر ہے لیکن یہ نئی مخلوق الپا کے لیے نہیں' ہمارے لیے چیلنج بن گئی ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "ابتدا میں ہم منکی مخلوق کی آمد سے کمزور ہوگئے تھے کیونکہ ہمارے پاس ان کی طرح غیر معمولی صلاحیتیں نہیں تھیں۔ اب ہم نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تیار کررہے ہیں۔ لیزر گنیں بھی تیار کی جارہی ہیں۔ اب منکی فوج ہو یا نئی مخلوق' ان میں سے کوئی ہماری زمین پر قدم نہیں رکھ سکے گا۔ یہاں جو آئے گا' وہ منہ کی کھائے گا۔"

ایک نسوانی آواز سنائی دی "زیادہ خوش فہمی اچھی نہیں ہوتی۔"

سب نے آواز کی طرف دیکھا۔ ایک دراز قد حسینہ نظر آئی۔ اس نے جینز اور جرسی پہنی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا نازک سا جام تھا۔ وہ ایک ادائے ناز سے چلتی ہوئی ان کے درمیان آگئی اور بولی "تم کہتے ہو کہ تمہاری زمین پر کوئی قدم نہیں



رکھ سکے گا۔ یہ دعویٰ تو غلط ہوگیا۔ شی شی اپنے جیسی بلاؤں کے ساتھ اس ملک میں موجود ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "وہ سب روپوش ہیں۔ جب سامنے آئیں گی تو انہیں بھگانے میں دیر نہیں لگے گی۔ بائی داوے' تم کون ہو؟"

"میں ہی شی شی ہوں۔"

چند لمحوں کے لیے سب پر سکتہ سا طاری ہوگیا۔ وہ ایسے ساکت ہوکر اسے تکنے لگے جیسے پتھر کے ہوگئے ہوں۔

انہیں پھر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ سب نے ادھر دیکھا۔ کچھ فاصلے پر شی شی کی طرح دوسری قد آور حسینہ ایک ٹی وی کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے بھی جینز اور جرسی پہنی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں بھی شیشے کا ایک نازک سا جام تھا۔ وہ کہہ رہی تھی "منکی فوج اس دنیا میں ہتھیاروں سے لڑنے آئی ہے اس لیے ایک ملک سے دوسرے ملک بھاگتی پھر رہی ہے۔ دیکھ لو' ہمارے پاس ہتھیار نہیں' ذہانت ہے اور ذہانت سے زیادہ مضبوط اور قابلِ اعتماد ہتھیار کوئی نہیں ہوتا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی تیسری سمت سے تیسری نسوانی آواز سنائی دی۔ سب نے سر گھما کر ادھر دیکھا۔ وہاں بھی ایک دراز قد حسینہ تھی۔ وہ شیشے کے جام کو فضا میں بلند کرتے ہوئے کہہ رہی تھی "ہائے! میں بھی ہوں۔ اے لیڈی فرام اسپیس ...!"

اعلیٰ حکاّم اور فوجی افسران کے درمیان کھڑی ہوئی شی شی نے کہا "بس کرو۔ تم دو کافی ہو۔ باقی یہاں جتنی نادیدہ ہیں' میں انہیں حکم دیتی ہوں' وہ نمودار نہ ہوں۔ تم دونوں کی بھی ضرورت نہیں ہے' جاؤ۔"

وہ دونوں فوراً نادیدہ ہوگئیں۔ اس پارٹی میں چند امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے شی شی کے دماغ میں پہنچنے کی کوشش کی مگر خیال خوانی کی لہریں واپس آگئیں۔ شی شی کے سر کے پچھلے حصے سے برین گارڈ چپکا ہوا تھا۔ اس آلے نے ٹیلی پیتھی کی لہروں کو روک دیا تھا۔ شی شی نے کہا "اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے کہہ دو' وہ میرے دماغ میں آنے کی زحمت نہ کریں ورنہ میں تم لوگوں کی کھوپڑیوں کے اندر گھومنا پھرنا شروع کردوں گی۔"

ایک فوجی افسر نے خلا میں تکتے ہوئے کہا "جیری ہڈسن! اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں سے کہو' وہ یہاں خیال خوانی نہ کریں۔"

دوسرے افسر نے کہا "میڈم! کیا تمہارے ساتھ صرف عورتیں ہیں؟ کوئی مرد نہیں ہے؟"

وہ بولی "ہمارے زون میں مرد پیدا نہیں ہوتے۔ وہاں صرف عورتیں ہوتی ہیں۔"

"تعجب ہے۔ تمہارے زون میں مردوں کے بغیر عورتیں کیسے پیدا ہوجاتی ہیں؟"

"ہم اپنی ضرورت کے مطابق دوسرے زون سے مرد امپورٹ کرتے ہیں۔ جب وہ بوڑھے ہوجاتے ہیں تو انہیں زون کے باہر پھینک دیتے ہیں۔"

"یہ تو مردوں پر ظلم ہے۔"

"کوئی ظلم نہیں ہے۔ گٹھلی چوس کر پھینک دی جاتی ہے۔ کام کی بات کرو۔"

"کام کی بات یہ ہے کہ ہمارے ملک میں چند روز یا چند ہفتے مہمان بن کر رہو پھر واپس چلی جاؤ۔"

"میں تو واپسی کا راستہ بھول گئی ہوں۔ اب تو جینا مرنا یہیں ہوگا۔"

"تو پھر سمجھو' جینا نہیں مرنا ہی مرنا ہوگا۔"

ایک شخص اس کے سامنے آکر بولا "میں بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہوں اور چشم زدن میں نادیدہ ہوجاتا ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ تم پر حملہ کیا جائے گا یا تمہیں ہاتھ لگایا جائے گا تو تم فوراً نادیدہ ہوجاؤگی۔ تم نقصان پہنچانا چاہوگی' ہم بھی نادیدہ ہوجایا کریں گے لیکن ایسے تماشے کب تک ہوتے رہیں گے؟"

"جب تک تم ہمیں محبت سے رہنے نہیں دوگے۔ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ میں تمہیں نقصان پہنچانا چاہوں گی۔ تم مجھ پر حملہ کرو' میں جواباً تم پر حملہ نہیں کروں گی۔ تمہارے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی' آزما کر دیکھ لو۔"

وہ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا جیری ہڈسن تھا۔ اس نے اچانک ہی شی شی کو دونوں ہاتھوں سے دبوچ کر کہا "میں آزما رہا ہوں۔ تمہیں تھوڑا نقصان پہنچاؤں گا۔ دیکھوں گا کہ تم کیا کروگی؟"

وہ دوسرے ہی لمحے نادیدہ ہوگئی۔ اعلیٰ حاکم کے پاس پہنچ کر اس کی زبان سے بولی "میں اپنی زبان پر قائم ہوں۔ تمہیں اور تمہارے کسی بھی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو نقصان نہیں پہنچاؤں گی کیونکہ میرا ہدف تم لوگ نہیں ہو۔ تم لوگ تو محض مُہرے ہو۔ میں تو شہ مات دوں گی۔ تمہارے اعلیٰ حکاّم اور فوج کے اعلیٰ افسران کو نقصان پہنچاؤں گی۔"

یہ کہتے ہی شی شی نے اعلیٰ حاکم کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا لان کی گھاس پر گر کر تڑپنے لگا۔ تمام مہمان دوڑتے ہوئے اس کی طرف جانے لگے۔ ایسے ہی وقت فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے چیخ ماری' لڑکھڑاتا ہوا اس میز سے ٹکرایا جس پر شراب کی بوتلیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کے دماغ میں پھر ایک بار زلزلہ پیدا ہوا تو وہ چیخیں مارتا ہوا' بوتلوں سے ٹکراتا ہوا میز کے دوسرے سرے پر جاکر گھاس پر گر پڑا۔

کچھ مہمان اسے بھی سنبھالنے لگے لیکن کتنوں کو سنبھالا جاسکتا تھا؟ وہاں بڑی بڑی اہم شخصیات تھیں۔ ان کے حلق سے بھی چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ کبھی ایک دوسرے سے اور کبھی کھانے کی میزوں سے ٹکرانے لگے۔ مہمانوں پر دہشت طاری ہوگئی۔ سب نے سوچا

کہ ان کے ساتھ بھی یہی ہونے والا ہے۔ وہاں کوئی محفوظ نہیں رہے گا۔ یہ سوچ کر وہ وہاں سے بھاگنے لگے۔ اس پارٹی میں شریک ہونے والی عورتیں پہلے ہی چیختی چلاتی اس بنگلے کے احاطے سے نکل کر دور چلی گئی تھیں۔

تھوڑی سی دیر میں منظر بدل گیا۔ کتنے ہی اکابرین دماغی تکلیف کے باعث بے ہوش پڑے تھے۔ جو ہوش میں تھے' وہ تکلیف سے تڑپ رہے تھے۔ کھانے کی میزیں الٹ گئی تھیں۔ پلیٹیں بکھر گئی تھیں۔ شراب کی بوتلیں ٹوٹ گئی تھیں۔ سب کچھ تہس نہس ہو کر رہ گیا تھا۔

جو بھاگنے کے قابل تھے' وہ اب وہاں نہیں تھے۔ جیری ہڈسن اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت' مجبور اور بے بس تماشائیوں کی طرح کھڑے رہ گئے تھے۔ وہ جوابی حملے کس پر کرتے؟ حملے کرنے والیاں نظر نہیں آرہی تھیں۔ اگر ایک بھی نظر آتی تو جیری ہڈسن فوراً اسے گولی مار دیتا۔

ایک اعلیٰ افسر دونوں ہاتھوں سے سر تھامے گھاس پر بیٹھا ہوا تھا اور دماغی تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ شی شی نے اس کی زبان سے کہا "ہائے' جیری! دیکھو تم اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ بخیریت ہو۔ میں نے وعدے کے مطابق تم میں سے کسی کو نقصان نہیں پہنچایا۔ آئندہ بھی تم لوگ محفوظ رہو گے۔ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو' یہ ایک چھوٹا سا نمونہ ہے۔ ہم نے یہاں رہائش کے لیے یہ پہلی ہلکی سی دستک دی ہے۔ اب میں جارہی ہوں' کل تمہارے بڑوں سے بات کروں گی۔"

جیری ہڈسن غصے سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ وہ ہوا سے نہیں لڑ سکتا تھا اور نہ ہوا کو مٹھی میں جکڑ سکتا تھا۔ وہ میز پر ایک گھونسا مار کر رہ گیا۔

○☆○

طیارہ بہت بلندی پر پرواز کر رہا تھا۔ تمام مسافر بڑے آرام سے سفر کر رہے تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آرام دہ سفر تکلیف دہ ہوگیا ہے۔ صرف علی' سائرہ' کامران اور جمال پیش آنے والے خطرے کو سمجھ رہے تھے۔

علی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر سائرہ سے کہا "تم بچوں کے ساتھ رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

"تم کہاں جارہے ہو؟"

جمی نے کہا "براور! پلیز نہ جاؤ۔"

علی نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا "تم تو بہت بہادر ہو پھر کیوں ڈرتے ہو؟ میں اسی طیارے میں ہوں۔ ابھی آجاؤں گا۔"

وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا طیارے کے آخری سرے تک جانے لگا۔ یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ جہاز کے اندر ایسا کون ہے جو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا آلۂ کار بنا ہوا ہے اور جس کے ذریعے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے جہاز کے اندر پہنچے ہوئے ہیں۔

وہ مسافروں کو ٹٹولتی ہوئی نظروں سے دیکھتا ہوا جارہا تھا۔ طاہرہ نے اسے دور سے آتے ہوئے دیکھا تو اپنے چہرے کے سامنے اخبار رکھ لیا۔ افضال احمد ایک رسالہ کھول کر سر جھکا کر پڑھنے لگا۔

طاہرہ نے لرزتی ہوئی آواز میں آہستگی سے پوچھا "کیا وہ ہمیں پہچان لے گا؟"

"ڈرتی رہو گی تو پہچان لے گا۔"

"اوہ گاڈ! اسے گولی لگی تھی۔ تم نے اسے مرنے کیوں نہیں دیا؟ یہ زندہ بچ کر پھر ہمارے لیے مصیبت بن گیا ہے۔"

"اخبار اونچی آواز میں نہیں پڑھا جاتا۔ خاموش رہو۔"

علی ٹہلنے کے انداز میں چلتا ہوا قریب آیا پھر ان پر سرسری نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

طاہرہ' افضال کی طرف جھک کر بولی "تھینکس گاڈ! اس نے ہمیں نہیں پہچانا ہے۔ میں عبادت گاہ کی تعمیر کے لیے دو سو پاؤنڈ دوں گی۔"

"اپنے گاڈ سے وعدہ نہ کرو۔ وہ ابھی واپس آئے گا' اپنی سیٹ پر جانے کے لیے....."

اس نے پھر سہم کر اخبار کو اپنے چہرے کے سامنے کرلیا۔ افضال نے کہا۔ "اس طرح مجرم چہرہ چھپاتے ہیں۔ وہ شبہ کرے گا ہے۔ اخبار سامنے سے ہٹالو۔"

وہ اخبار ایک طرف ہٹا کر بولی "سچ بتاؤ' میں پہچانی جارہی ہوں؟"

"بالکل نہیں۔ میں شوہر ہو کر نہیں پہچان رہا ہوں۔ یوں لگ رہا ہے' بڑھاپے میں نئی عورت مل گئی ہے۔"

"یہاں جان پر بنی ہے اور تمہیں نئی عورت کی سوجھ رہی ہے۔ تم اتنی زندہ دلی کیوں دکھا رہے ہو؟"

"اس لیے کہ ہم محفوظ ہیں۔ دشمن ہمیں نہیں پہچانے گا۔ اس بات کا مجھے یقین ہے' اس لیے میں مطمئن ہوں۔ تم بھی میری طرح زندہ دلی دکھاؤ۔"

علی ٹہلتا ہوا جہاز کے آخری سرے تک گیا تھا پھر وہاں سے پلٹ کر آنے لگا۔ واپسی میں بھی ان کے قریب سے گزرتے وقت اس نے ایک نظر ان پر ڈالی مگر پہچان نہ سکا۔

جب وہ دور جا کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گیا تو طاہرہ نے کہا "وہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغ میں نہیں آرہا ہے۔ وہ آئے گا تو کہوں گی' اسی جہاز کے اندر علی کو ہلاک کردے۔ علی یہاں ہے۔ کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے یہودی اس کے ٹکڑے کرسکتے ہیں۔"

الپا سوچ رہی تھی' اس سے اچھا موقع پھر نہیں ملے گا۔ طیارے کو تباہ کردیا جائے تو علی کی ہلاکت کا الزام اس پر نہیں آئے گا۔ یہی رائے قائم کی جائے گی کہ طیارے میں کوئی خرابی پیدا ہوگی اسی لیے حادثہ پیش آیا اور علی مارا گیا۔



الپا نے طاہرہ اور افضال کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا' وہ دونوں علی کو اور اپنے بچوں کو پہچان رہے ہیں لیکن علی اور وہ بچے انہیں نہیں پہچان رہے ہیں۔

وہ رائٹ بوائے سے بولی "تم ان کے دماغوں میں رہو اور انہیں بچوں سے دور ہی رہنے دو۔ میں پائلٹ کے پاس جارہی ہوں۔"

اس نے افضال احمد کے ذریعے ایئر ہوسٹس کی آواز سنی پھر ایئر ہوسٹس کے دماغ میں آگئی۔ اسے پائلٹ کے کیبن میں لے گئی۔ ایئر ہوسٹس نے پائلٹ سے پوچھا "کوئی مشروب لا کر دوں؟"

پائلٹ نے کہا "ابھی پندرہ منٹ پہلے تم نے کافی پلائی ہے۔ پھر اتنی جلدی کچھ پلانا چاہتی ہو۔ اتنی مہربان کیوں ہو؟"

اس بات پر کو پائلٹ ہنسنے لگا۔ الپا پائلٹ کے اندر پہنچ گئی۔ علی کو ہلاک کرنے کے لیے طیارے کو تباہ کرنا لازمی تھا۔ اس طیارے میں کئی ممالک اور کئی مذاہب کے لوگ سفر کر رہے تھے۔ وہ بے قصور مسافر اور معصوم بچے اپنی طبعی عمر تک جینے کا حق رکھتے تھے لیکن الپا ان کا حق چھیننا چاہتی تھی۔ انہیں ہولناک موت کے منہ میں جھونکنے کا فیصلہ کرچکی تھی۔

اس نے پائلٹ کے دماغ میں پہنچ کر اسے مخاطب کیا "ہیلو' کیا تم جانتے ہو کہ ٹیلی پیتھی کی لہریں موت بن کر دماغوں میں پہنچتی ہیں؟"

پائلٹ نے پہلی بار خیال خوانی کی لہروں کو سنا تھا۔ وہ پریشان ہوگیا۔ الپا کو علی کی آواز سنائی دی "میں جانتا تھا' تم جہاز کو تباہ کرنے کے لیے پائلٹ کے دماغ میں آؤ گی۔ اس لیے میں یہاں پہلے سے موجود ہوں۔"

الپا نے پوچھا "کیا تم میرا راستہ روکو گے؟"

"میں پائلٹ کو تم سے بچانا چاہوں گا تو تم کو پائلٹ کے ذریعے جہاز کو تباہ کرو گی۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو پائلٹ اور ایئر ہوسٹس کو تحفظ دیں گے تو تم مسافروں کو پائلٹ کیبن میں لا کر ہنگامہ کرو گی۔"

"تم اپنی بات کرو۔ کیا تم اس طیارے سے باہر جاسکو گے۔ اپنا بچاؤ کرسکو گے؟"

"تم کتنی ظالم اور بے رحم ہو۔ صرف مجھے ہلاک کرنے کے لیے اس جہاز کے نوّے مسافروں کو بھی بیک وقت ہلاک کردینا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "میں مجبور ہوں۔ تم ایک چوہے کی طرح اس جہاز کے چوہے دان میں پھنس گئے ہو۔ تمہیں ختم کر ڈالنے کا ایسا موقع شاید پھر نہیں ملے گا۔ تم زمین اور آسمان کے بیچ میں ہو۔ یہاں سے بھاگنے کا تمہیں راستہ نہیں ملے گا۔"

"کیا گھاس کھا گئی ہو؟ میری ہلاکت کا یہ سنہری موقع دیکھ رہی ہو اور بھول رہی ہو کہ تمام مسافر مارے جائیں گے صرف میں سائرہ اور اس کے بھائیوں کے ساتھ زندہ سلامت رہوں گا۔ بلندی سے زمین پر گرنے والے طیارے کے ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے لیکن ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ہم زمین پر گرنے سے پہلے سایہ بن جائیں گے۔ سائے کو نہ چوٹ لگتی ہے اور نہ سایہ آگ میں جلتا ہے۔"

الپا کو اپنی حماقت کا احساس ہوا۔ وہ کامیابی کی خوشی میں بھول رہی تھی کہ وہ نادیدہ بنانے والی گولی کے ذریعے سایہ بن جائے گا۔ ہزاروں فٹ کی بلندی سے گرنے والے طیارے کے ساتھ سب کچھ فنا ہوجائے گا۔ صرف وہ زندہ رہے گا' جسے وہ مارنا چاہتی ہے۔

علی نے اسے مخاطب کیا "تم خاموش کیوں ہو؟ کیا اب بھی اس طیارے کو تباہ کرنے کی نادانی کرو گی اور ایسا کرو گی تو یاد رکھو' میں تباہ شدہ طیارے کے ملبے سے نکل کر سیدھا تمہارے پاس آؤں گا پھر تمہارا جینا حرام کردوں گا۔"

وہ متوقع کامیابی کے نشے میں بہت اونچی اڑ رہی تھی۔ اب ایک دم سے نیچے گر کر چپ سی لگ گئی تھی۔ وہ بولا "خاموش نہ رہو۔ ورنہ میں انتقاماً تمہارے خلاف کچھ بھی کرسکتا ہوں۔"

وہ بولی "تمہارے پاپا نے ہمارے خلاف کارروائی کی تھی۔ منگی ماسٹر میری قید میں ٹوٹ چکا تھا۔ انہوں نے اسے رہائی دلا کر تمام منگی مخلوق کو نئی زندگی اور نئی توانائی دی ہے۔ ابھی میں نے پھر تمہاری جان لینا چاہی۔ کیا تم انتقام نہیں لو گے؟"

"تمہارے جیسی سنگدل اور بے رحم عورت کو معاف نہیں کرنا چاہیے لیکن اس طیارے کے تمام مسافروں کو نئی زندگی اور سلامتی مل رہی ہے۔ ان کے طفیل تمہیں معاف کر رہا ہوں۔ جاؤ بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

یوں دھتکارنے پر اسے اپنی توہین کا احساس ہوا۔ وہ جھنجلا کر رائٹ بوائے سے بولی "ان موساد کے ایجنٹوں کے باعث میری بڑی انسلٹ ہوئی ہے۔ ان کم بختوں کو ختم کر ڈالو مگر ہاں طیارے کو کوئی نقصان نہ پہنچانا۔ ان دونوں سے پیچھا چھڑا کر چلے آؤ۔"

وہ چلی گئی۔ رائٹ بوائے نے طاہرہ کے دماغ میں آکر کہا "تم میاں بیوی کی وجہ سے ہمیں فرہاد اور اس کے بیٹے سے دشمنی کرنی پڑی۔ ہم نے بہت نقصان اٹھایا ہے۔ آج بھی بہت نقصان اٹھانے والے تھے۔ بہتر یہی ہے کہ تم دونوں یہاں سے رخصت ہوجاؤ۔"

"ہم اس طیارے سے کس طرح رخصت ہوں گے؟"

"طیارے سے نہیں' دنیا سے رخصت ہوجاؤ۔ ہمیں تمہارے معاملات سے نجات مل جائے گی۔"

"یہ کیا کہہ رہے ہو مسٹر! ہم موساد کے پرانے ایجنٹ ہیں۔ ہم سے ایسی باتیں نہ کرو۔"

پھر طاہرہ نے افضال احمد سے کہا "یہ ہمارا یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمنوں جیسی باتیں کر رہا ہے۔ ہم لندن پہنچ کر اس کے

خلاف رپورٹ کریں گے۔"

رائٹ بوائے نے کہا "ابھی لندن دور ہے۔ اس سے پہلے تم جہنم میں پہنچ جاؤ گے۔"

اس نے طاہرہ کے دماغ کو ہلکا سا جھٹکا پہنچایا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر تکلیف برداشت کرنے لگی۔ کئی مسافر اپنی اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ افضال احمد نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "پریشانی کی بات نہیں ہے۔ یہ میری بیوی ہے۔ یہ ہمیشہ مجھے چیخ چیخ کر گالیاں دیتی ہے۔ ابھی اس نے جس طرح چیخ ماری ہے' میں اسی طرح چیخ مار کر تکلیف سے تڑپنے کا تماشا دکھا رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس نے بہت زور سے چیخ ماری پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ رائٹ بوائے نے اس کے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا تھا۔ ایک مسافر نے کہا "یہ تو ایسے تماشا دکھا رہا ہے جیسے سچ مچ تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہو۔"

طاہرہ اپنے سر کی تکلیف برداشت کرتے ہوئے' کراہتے ہوئے بولی "یہ تماشا نہیں دکھا رہا ہے۔ ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا دشمن ہمیں یہاں مار ڈالنا چاہتا ہے۔"

یہ کہتے ہی اس نے دوبارہ چیخ ماری پھر افضال کے پاس فرش پر گر کر تڑپنے لگی۔ لوگ اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی طرف آنے لگے۔ ائیر ہوسٹس اور اسٹیورڈ بلند آواز سے کہنے لگے "پلیز' اپنی سیٹوں پر جائیں۔ ہمیں راستہ دیں۔ انہیں ابتدائی طبی امداد پہنچائی جائے گی۔"

وہ ایسی تکلیف میں مبتلا ہونے سے پہلے جب بول رہے تھے تب ہی علی ان کے دماغوں میں پہنچ گیا تھا۔ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ طاہرہ اور افضال عارضی میک اپ کے ذریعے چہرے بدل کر اسی طیارے میں سفر کر رہے ہیں۔

افضال تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا "تم یہودی ہو' ہمارے بھائی ہو۔ ایسی تکلیف کیوں پہنچا رہے ہو؟ کیا ہمیں مار ڈالو گے؟"

رائٹ بوائے نے کہا "تم دونوں کو اب زندہ نہیں رہنا چاہیے۔ جتنی جلدی ہو سکے' مر جاؤ۔ ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

"ہم آئندہ تمہیں اپنی مدد کے لیے نہیں بلائیں گے۔ تم ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

اسٹیورڈ پوچھ رہا تھا' انہیں کیا تکلیف ہے۔ علی نے کہا "ان دونوں کی تکالیف ایسی ہیں' جو طبی امداد سے دور نہیں ہوں گی۔ مرنے کے بعد جہنم میں جو تکلیف ہوتی ہے' وہی تکلیف انہیں دنیا میں مل رہی ہے۔"

طاہرہ نے کہا "علی ایسا نہ کہو' ہمیں دشمن سے بچالو۔ تم ہمارے داماد ہو۔"

سائرہ دونوں بھائیوں کے ساتھ وہاں آ گئی تھی۔ اس نے کہا۔ "تم میری ممی کی طرح بول رہی ہو مگر میری ممی نہیں ہو۔"

علی نے کہا "یہ تمہاری ممی اور پیپا ہیں۔ ہم سے چھپنے کر چہرے بدل کر سفر کر رہے ہیں۔"

کامی اور جمی دوڑتے ہوئے جا کر اپنے ماں باپ سے گئے۔ کامی نے علی سے التجا کی۔ "برادر! فار گاڈ سیک۔ ہمارے اور پیپا کو دشمنوں سے بچالیں۔ دیکھیں ان کی کیا حالت ہے۔"

علی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بابا صاحب کے ادارے دو ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے پاس پہنچ کر کہا "میرے ساتھ چلو دو افراد کے دماغوں پر قبضہ جمالو۔ ایک دشمن انہیں دماغی طور نقصان پہنچا رہا ہے۔ دشمن کی سوچ کی لہروں کو حاوی نہ ہونے دو۔"

وہ علی کے ساتھ ان دونوں کے دماغوں میں آئے۔ ایک طاہرہ کے اور دوسرے نے افضال کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ رائٹ بوائے نے کئی بار ان پر حاوی ہونے کی کوششیں کیں مگر کامیاب ہو سکا۔ ناکام ہو کر واپس چلا گیا۔

کامی' جمی اور سائرہ نے اپنے ماں باپ کو سہارا دے کر ان سیٹوں پر بٹھایا۔ جمی نے کہا "ممی! آپ نے ہمیں چھوڑ دیا پیپا کے ساتھ چھپ کر جا رہی تھیں۔"

دونوں کے سر جھک گئے۔ افضال نے کہا "ہم علی سے خوفزدہ .... ہو کر بھاگ رہے تھے۔"

سائرہ نے کہا "جس سے خوف زدہ تھے اسی علی نے آپ دونوں کو دشمنوں سے بچایا ہے۔ یہ کیسی بات ہے کہ جس سے خوف کھا رہے تھے' اس کے پاس اپنے بچوں کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔"

باپ نے کہا "بیٹی! ہمیں اور شرمندہ نہ کرو۔ جب تم پیدا ہوئی تھیں تب سے میں گمراہ ہوں۔ تمہاری ماں کو چھوڑ کر یہودیوں کے راستے سے واپس نہیں آسکوں گا۔ علی سے کہو' یہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دے۔"

سائرہ نے علی کو دیکھ کر اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔ علی نے کہا۔ "اچھی بات ہے' تم دونوں اپنے راستے پر چلو مگر تمہارے بابا صاحب کے ادارے میں تعلیم و تربیت حاصل کریں گے۔ تم دونوں بچوں سے اس وقت تک نہیں مل سکتے جب تک بچے خود تم سے ملنا نہیں چاہیں گے۔"

ان دونوں نے سائرہ اور دونوں بیٹوں کو دیکھا۔ وہ تو پہلے ہی بچوں کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ بچے اب بابا صاحب کے ادارے میں رہتے' تب بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ انہوں نے علی کے سامنے سر جھکا لیا۔

○☆○

سونیا منکی مخلوق کے معاملات میں ہر پہلو سے ملوث تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ منکی فوج کبھی کسی اسلامی ملک کا ساتھ کرے۔ مسلمانوں کو اپنا ہمدرد اور دوست سمجھیں۔ اگر کبھی رنجشیں اور شکایات پیدا ہوں تو دوستانہ ماحول میں شکایات دور



جائیں۔

منکی ماسٹر الپا کی قید سے رہائی پا کر روس کے شمالی حصے کی نئی بستی میں آ گیا تھا۔ اس بستی کا نام خلائی زون ٹور رکھا گیا تھا۔ ارضی دنیا میں آنے کے بعد یہ منکی مخلوق کی پہلی بہت بڑی کامیابی تھی۔ انہوں نے اس دنیا کے ایک چھوٹے حصے میں اپنے لیے جگہ بنالی تھی۔

یہ پوری منکی مخلوق تسلیم کرتی تھی کہ سونیا کے مشوروں پر عمل کرنے کے باعث اتنی بڑی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ منکی ماسٹر اب سونیا کے مشوروں کے بغیر کوئی بڑا قدم نہیں اٹھاتا تھا۔ اس کے بھائی منکی برادر اور کمانڈر کی موت نے اس کی کمر توڑ دی تھی۔ وہ شکستہ دلی کے باعث کسی اہم معاملے میں کوئی معقول فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کا ذہن کام نہیں کرتا تھا۔ ایسے وقت سونیا ہی منکی قوم کے بارے میں بڑے بڑے فیصلے کرتی تھی۔ ان کے لیے تحفظ' طاقت اور کامیابی کے راستے ہموار کرتی اور ان کا اعتماد حاصل کرتی جاتی تھی۔ گویا وہ بالواسطہ اس قوم کی سربراہ بنتی جا رہی تھی۔

اس نے سیٹلائٹ کے ذریعے ٹی وی اسکرین پر شی شی کو دیکھا تھا۔ اسے منکی ماسٹر نے بھی دیکھا پھر کہا "یہ شی شی کوئی فراڈ حسینہ ہے۔ وہ خلائی زون سے نہیں آئی ہے۔"

سونیا نے پوچھا "یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ وہ خلائی زون سے نہیں آئی ہے؟"

"میری معلومات کے مطابق خلا میں کوئی ایسا زون نہیں ہے' جہاں صرف عورتیں رہتی ہوں اور مرد پیدا نہ ہوتے ہوں۔ یہ بالکل بے تکی سی بات ہے۔ وہاں تمام زونوں میں مرد زیادہ ہیں اور عورتیں بہت کم ہیں۔"

"اگر وہ خلا سے نہیں آئی ہیں تو پھر خود کو خلائی مخلوق کیوں کہہ رہی ہیں۔ کیا وہ ہماری ہی دنیا کی عورتیں ہیں اور اپنی انفرادیت اور رعب و دبدبہ قائم کرنے اور زمین کے ایک حصے کی مالکہ بننے کے لیے خود کو خلائی مخلوق کہہ رہی ہیں؟"

"شاید یہی بات ہے۔ انہوں نے ہماری کامیابی کو پیش نظر رکھا ہے اس لیے خلائی مخلوق بن کر یہاں اپنی ایک الگ ریاست قائم کرنے کے منصوبوں پر عمل کر رہی ہیں۔"

میں نے سونیا سے کہا "پچھلے چوبیس گھنٹوں میں دو زبردست عورتیں ظاہر ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام بلی ڈونا ہے۔ وہ تمام جدید غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہے۔ اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس بلی ڈونا نے اپنی ایک ڈمی کے ذریعے علی کو ٹریپ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔"

"علی تک پہنچنے کی جرأت کرنے والی بلی ڈونا نے دوستانہ رویہ اختیار نہیں کیا ہے۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ وہ کون ہے اور اچانک کہاں سے پیدا ہو گئی ہے۔"

"جیسا کہ علی نے بتایا ہے' وہ بلی ڈونا اسے بیمار اور کمزور سمجھ کر ٹریپ کرنے آئی تھی۔ یقیناً اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا تابعدار بنانا چاہتی ہو گی اور اپنی قوتوں میں اضافہ کرنا چاہتی ہو گی۔ وہ ناکامی کے بعد پھر کسی وقت ہماری طرف رخ کرے گی۔"

"ان عورتوں کے بارے میں معلوم کرو جو خلائی زون سے آنے کا دعویٰ کر رہی ہیں۔"

میں نے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا پچھلی رات ڈنر پارٹی تھی۔ شی شی اور اس کی ساتھی عورتوں نے وہاں اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو بہت پریشان کیا تھا۔ ان کے دماغوں میں زلزلے پیدا کیے تھے۔ کھانے پینے کا تمام سامان برباد کیا تھا۔ جتنی عورتیں اور مرد مہمان تھے' وہ سب خوف زدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کوئی جوابی کارروائی نہ کر سکے کیونکہ وہ یوگا کی ماہر تھیں۔ ان سے زیر نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ہی انہیں گولی ماری جا سکتی تھی کیونکہ وہ نادیدہ ہو جایا کرتی تھیں۔

ان عورتوں کے پاس ایسی دماغی صلاحیتیں تھیں' جن کے ذریعے وہ اپنا بچاؤ کرتی تھیں۔ ان پر حملے کرنے والے ناکام رہتے تھے۔ جب ایسی ناکامیاں ہوں تو پھر مذاکرات کے ذریعے ہی معاملات طے کیے جاتے ہیں۔

جب میں فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچا تو وہ ایک خفیہ اجلاس میں شریک تھا۔ تمام اعلیٰ حکام اور فوجی افسران ایک بڑی سی میز کے اطراف بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اجلاس دوسروں کے لیے خفیہ ہو سکتا تھا لیکن نادیدہ ہو جانے والیوں کے لیے خفیہ نہیں تھا۔ شی شی اپنی ماتحتوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔

ایک اعلیٰ افسر شی شی سے کہہ رہا تھا "تم نے پچھلی رات ہمارے ملک کے اکابرین کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ تم اپنی اہمیت تسلیم کرانے کے لیے ایسی حرکتیں کرو گی تو تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا۔"

وہ بولی "ہمیں کیا حاصل ہو گا' یہ رفتہ رفتہ سب دیکھیں گے۔ ہم پچھلی رات اپنی طاقت کا مظاہرہ نہ کرتے تو تم ہمیں برابری کا درجہ نہ دیتے اور ابھی مذاکرات کے لیے کبھی تیار نہ ہوتے۔"

ایک افسر نے کہا "یہ دنیا بہت بڑی ہے۔ زمین کے کتنے ہی حصے ابھی غیر آباد ہیں۔ تم اپنی قوم کے ساتھ غیر آباد علاقوں میں جا کر رہ سکتی ہو۔"

"ہم جانور نہیں ہیں کہ جنگلوں میں اور غیر آباد علاقوں میں جا کر رہیں۔ ہمیں ضروریاتِ زندگی پوری کرنے کے لیے اس ملک کی شہری آبادیوں کے آس پاس رہنا ہے اور ہم یہیں رہیں گے۔"

"اگر تم کسی غیر آباد علاقے میں جا کر رہو گی اور ہمارے ملک سے دور رہو گی تو ہم تمہاری پوری قوم کے لیے ضروریاتِ زندگی کا سامان فراہم کرتے رہیں گے۔"

"تمہارے خیال میں ہمیں کہاں رہنا چاہیے؟"

"افریقہ میں ایسی اسلامی ریاستیں ہیں جن کے آس پاس گھنے جنگلات ہیں۔ ان جنگلات میں قیمتی معدنیات اور جڑی بوٹیاں ہیں۔ وہاں تمہاری ضروریات کی تمام چیزیں مہیا کردی جائیں گی۔"

میں نے ایک افسر کی زبان سے کہا "تم سب اتنے کمینے کیوں ہو؟ اپنے حصے کی دکھ بیماریاں اور بلائیں مسلمانوں پر کیوں مسلط کرتے ہو؟ جب منگی مخلوق یہاں آئی تو تم نے انہیں اسلامی ملکوں پر قبضہ جمانے کا مشورہ دیا۔ یہودیوں اور ہندوؤں نے بھی یہی کیا اور اب ان نئی آنے والیوں کو بھی تم اسلامی ممالک کا راستہ دکھا رہے ہو۔ کیا تم لوگوں کی دُم کبھی سیدھی نہیں ہوگی؟"

تمام حکّام اور اعلیٰ افسران اپنے اس افسر کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے پھر ایک نے پوچھا "مسٹر رابرٹ! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

رابرٹ نے کہا "یہ میں نہیں کہہ رہا تھا' کوئی میرے دماغ پر حاوی ہے۔ ابھی میں بے اختیار بولتا جارہا تھا۔"

شی شی نے کہا "اچھا تو کوئی تیسرا ہمارے درمیان موجود ہے۔ ذرا معلوم تو ہو کہ یہ کیا چاہتا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ کوئی مسلمان ہے۔ یہ نہیں چاہتا کہ تم اپنی مخلوق کے ساتھ اسلامی ملکوں میں جاؤ۔ ہم تمہیں وہاں جانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ تم ان ملکوں میں جاؤگی تو وہاں کے خوب صورت نظاروں میں کھو جاؤگی پھر وہیں رہ جانا پسند کروگی۔"

"میں اس اجنبی سے بات کرنا چاہتی ہوں جو ابھی ٹیلی پیتھی کے ذریعے بول رہا تھا۔ ہم اسلامی ملکوں میں جائیں گے تو اس کا ردِّعمل کیا ہوگا اور یہ بھی معلوم ہو کہ وہ کون ہے اور ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اس کی کیا حیثیت ہے؟"

میں نے کہا "تم عورت ہو۔ میں تمہارے مرد سربراہ سے بات کروں گا۔"

"ہم عورتیں کسی مرد سے کم نہیں ہیں۔ میں سربراہ ہوں' مجھ سے بات کرو۔"

"میں صرف امریکی حکّام اور اعلیٰ افسران سے باتیں کروں گا۔ تمہارا مرد سربراہ مجبور ہو کر خود بولنے لگے گا۔"

"اور اگر ہم نے کسی اسلامی ملک پر حملہ کیا تو تم مجبور ہو کر بولنے لگوگے۔"

میں نے ایک اعلیٰ افسر سے کہا "تم لوگ انہیں اسلامی ممالک کا راستہ ایسے دکھا رہے ہو' جیسے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ ایک ذرا موٹی عقل سے سوچا جاسکتا ہے کہ آج تک منگی فوج کسی اسلامی ملک میں کیوں نہیں گئی؟"

یہ سوال قابلِ غور تھا۔ شاشا اور اس کے پانچ حواری ہمیشہ شی شی اور اس کی ماتحت عورتوں کی پشت پر رہتے تھے۔ شی شی ان سے راہنمائی حاصل کرتی رہتی تھی۔ شاشا نے اس کے دماغ میں کہا۔

"شی شی! ہمیں سنجیدگی سے سوچنا اور سمجھنا چاہیے کہ منگی ماسٹر کسی اسلامی ملک کا رخ کیوں نہیں کرتا ہے۔"

"مسلمانوں کی حکمتِ عملی کچھ ایسی ہوگی جس کے نتیجے میں منگی ماسٹر کسی اسلامی ملک کا رخ نہیں کرتا ہے لیکن ہم ادھر جائیں گے۔"

"اس سے پہلے ان کی حکمتِ عملی کو سمجھنا ہوگا۔ مجھے اس شخص سے بات کرنا چاہیے۔"

"اس نے ابھی چیلنج کیا تھا کہ تم خود اس سے بولوگے۔ کیا وہ پیش آنے والی باتیں پہلے سے جانتا ہے؟"

"یہ ارضی دنیا والے پیش گوئیاں کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ باتیں درست ہوتی ہیں اور باقی غلط ہوجاتی ہیں۔"

اس نے بلند آواز میں مجھے مخاطب کیا "مسٹر! تم نے درست کہا تھا۔ میں خلائی مخلوق کا سربراہ ہوں اور خود تم سے مخاطب ہو رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمیں اسلامی ممالک کے بارے میں مکمل صحیح معلومات حاصل ہوں۔"

میں نے کہا "معلومات حاصل ہوجائیں گی۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ اور بتاؤ کہ حسیناؤں کی یہ فوج ظفر موج کہاں سے لائے ہو؟"

"میرا نام شاشا ہے۔ میں مالک ہوں اور یہ میری ملکہ شی شی ہے۔ میں نے ایسی فوج بنائی ہے جو اس دنیا اور دنیا سے باہر خلا میں کہیں نہیں ہے۔ کیا تم سب نے کبھی حسین عورتوں کی فوج دیکھی ہے؟"

"عالمی سطح پر پہلی بار دیکھ رہے ہیں۔ یہ حسیناؤں کی فوج یہاں جنگ کرے گی یا عشق کیا کرے گی؟"

"ان حسیناؤں نے پچھلی رات جیسا عشق کیا ہے' ویسا ہی آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔"

"تمہاری دنیا کے چند لوگ خلائی زونوں میں جاچکے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہاں عورتیں بہت کم تعداد میں ہیں اور مرد بہت زیادہ ہیں۔ منگی ماسٹر بھی یہی کہہ رہا ہے کہ تم حسیناؤں کی یہ فوج کسی خلائی زون سے نہیں لائے ہو۔ کیا تم نے اس دنیا کی عورتوں کو یکجا کرکے یہ فوج بنائی ہے؟"

"یہ ایک لمبی بحث ہوگی کہ ہم کہاں سے آئے ہیں؟ ہم چاہے کہیں سے بھی آئے ہوں' ہم ایک چھوٹی سی آزاد ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں زمین کا ایسا حصہ چاہیے جو انسانی آبادی سے قریب ہو۔"

میں نے کہا "یہ تو امریکی حکومت کا مسئلہ ہے کہ وہ تمہاری حسیناؤں کو گود میں بٹھائیں گے یا ٹھوکروں میں رکھیں گے۔ میں تو یہ سمجھانے آیا ہوں کہ منگی مخلوق نے ہمارے تعاون سے روس میں ایک نئی آزاد ریاست قائم کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں' تمہاری بھی ایک آزاد ریاست قائم ہو اور وہ اسی ملک میں ہو۔"

وہاں بیٹھے ہوئے تمام حکّام اور افسران غصے سے بھڑک گئے۔



ایک نے کہا "ہمیں پتا ہے' روس میں سونیا کے تعاون سے منگی ماسٹر نے اپنی ایک الگ ریاست قائم کی ہے۔ تم سونیا کے آدمی ہو۔"

دوسرے فوجی افسر نے کہا "سونیا نے یہ پلان بنایا ہے کہ خلا سے جو بھی مخلوق آئے' اسے اسلامی ممالک کی طرف نہ جانے دیا جائے' اسے ہمارے سر منڈھ دیا جائے۔"

"ہم سے پہلے تم لوگوں نے ایسا کیا۔ یہ چالبازی ہم نے تم ہی لوگوں سے سیکھی ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "مسٹر شاشا! ہم تم سے کہتے ہیں کہ ہمیں روس کی طرح کمزور نہ سمجھنا۔ ہمارے پاس بھی نادیدہ بنانے والی گولیاں' فلائنگ کیپسول' لیزر گنیں اور جدید ہتھیار ہیں۔ ہم سے جنگ کروگے تو بڑے نقصان میں رہوگے۔ اس کے برعکس دوستی کروگے تو فائدے میں رہوگے۔"

شاشا نے کہا "اب ہمیں سوچنا ہوگا کہ دوستی کس سے کی جائے۔ پچھلے حالات سے ظاہر ہے کہ تم نے اور حکومتِ اسرائیل نے منگی مخلوق کو اپنی زمینوں پر رہنے نہیں دیا۔ انہیں بھاگنے پر مجبور کردیا۔ تم ہمارے ساتھ بھی یہی سلوک کرسکتے ہو۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ نہ دیکھو کہ ہم اپنے ملک میں تمہیں رہنے نہیں دیں گے۔ یہ دیکھو کہ ہم کسی بھی ملک میں تمہاری رہائش کا انتظام کردیں گے۔ اس طرح وہاں تمہاری مستقل رہائش کی بنیاد پڑجائے گی۔"

شاشا نے کہا "فی الحال ہمارا رابطہ دونوں سے رہے گا۔ ہم دیکھیں گے کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر امریکی حکومت ہمارے لیے کیا کرے گی اور منگی ماسٹر کے کام آنے والی سونیا' ہمارے کام کیسے آئے گی۔"

میں نے کہا "چوبیس گھنٹے بہت ہوتے ہیں۔ تم ابھی میرے دماغ میں آؤ۔ جس طرح منگی مخلوق روس کے شمال میں آباد ہوگئی ہے اسی طرح میں تمہیں امریکا کے شمال میں ایک وسیع و عریض علاقہ دکھاؤں گا۔ وہ تمہیں بہت پسند آئے گا۔ تم راضی خوشی اپنی ریاست قائم کروگے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے بھڑک کر کہا "مسٹر شاشا! ہم ابھی تمہیں ایک اسلامی ملک میں لے جائیں گے بلکہ کئی ملکوں میں لے جائیں گے۔ تمہیں جو ملک پسند آئے گا' ہم اسی ملک میں تمہاری ایک علیحدہ حکومت قائم کرنے میں تمہاری مدد کریں گے۔"

میں نے کہا "شاشا! یہ تمہاری مدد کریں گے' تم بھی انہیں اس عذاب سے نجات دلانے کی کوشش ضرور کرنا' جو مسلمانوں کی طرف سے نازل ہونے والا ہے۔"

"کیا تم یہ چیلنج کررہے ہو کہ سونیا ہمارے لیے مسائل کھڑے کرے گی؟"

"سونیا نے اس ملک اور اسرائیل میں بڑے مسائل پیدا کیے۔ آخر روس میں منگی قوم کی ایک ریاست قائم کردی۔ اب وہ تمام منگی ریاستی معاملات سے مطمئن ہو کر امریکا اور اسرائیل کا رخ کرنے والے ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سونیا منگی قوم کے معاملات میں مصروف ہے۔ میں شاشا اور اس کی لیڈیز آرمی کے معاملات میں مصروف رہوں گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے ناگواری سے پوچھا "تم ہو کون؟ تمہاری حقیقت کیا ہے؟"

"میں فرہاد علی تیمور بول رہا ہوں۔"

ان سب کے دماغوں میں جیسے بم کا دھماکا ہوا ہو۔ وہ چونک کر اس افسر کو دیکھنے لگے جس کی زبان سے میں بول رہا تھا۔ وہ افسر اپنی کرسی پر تن کر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تمام حکّام اور افسران اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے اس کے پیچھے مجھے تلاش کررہے ہوں۔

ایک حاکم نے پوچھا "کیا تم واقعی فرہاد علی تیمور ہو؟"

"یقین کرلو۔ یقین نہ کرنے سے میرے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہزاروں منگی مین کو اسلامی ممالک کی طرف جانے سے روکنا' تقریباً ناممکن تھا لیکن سونیا ہماری اور اسرائیل کی چالوں کو ناکام بنا کر منگی فوج کو اسلامی ملکوں کی طرف جانے سے روکتی رہی تھی اور اب اس نے تمام منگی فوج کو اپنی مٹھی میں کرلیا ہے۔"

میں نے کہا "بے شک سونیا کے مقابلے میں ہندو' یہودی اور عیسائی تھے اور خلا سے آنے والی منگی فوج تھی۔ اس نے ان سب بڑی طاقتوں پر غالب آکر اسلامی ممالک کو علاقۂ ممنوعہ بنادیا ہے۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "اب آپ شاشا اور اس کی لیڈیز آرمی کا راستہ روکنے آئے ہیں۔ آپ بھی سونیا جیسی چالیں چلیں گے۔"

"میری چال سونیا سے مختلف ہے۔ اسے کامیابی حاصل کرنے میں کافی وقت لگ گیا۔ میں تو صرف چوبیس گھنٹے کے اندر شاشا کے لیے ایک آزاد ریاست قائم کردوں گا۔ اگر میں نے ناممکن کو ممکن نہ بنایا تو پھر مجھے فرہاد علی تیمور کون کہے گا؟"

شاشا نے کہا "اگر سونیا تمہاری ساتھی ہے تو پھر تم لوگ بڑے باکمال ہو۔ الپا نے منگی ماسٹر کو قیدی بنا کر پوری منگی فوج کو اس دنیا سے واپس جانے پر مجبور کردیا تھا لیکن سونیا نے منگی ماسٹر کو رہائی بھی دلائی اور ان کی ایک علیحدہ ریاست بھی قائم کردی۔ اب تم دعویٰ کررہے ہو کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر ہماری بھی ایک ریاست قائم کردوگے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تم ایسا کرسکوگے یا نہیں۔"

میں نے کہا "تو پھر چوبیس گھنٹوں تک مجھ سے رابطہ رکھو اور دیکھتے جاؤ کہ یہ بندۂ خدا کیا کرتا ہے اور بندگانِ شیطان کیا کرتے ہیں۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر فرہاد! یہ آپ اچھا نہیں کررہے ہیں۔ ہمارے ملک کے کسی بھی حصے میں شاشا کی ریاست قائم کرنا چاہیں گے تو ہمارے ہزاروں نادیدہ فوجی جوان وہاں تعمیر

سے پہلے تخریبی کارروائیاں شروع کردیں گے۔ آپ شاشا کے لیے وہاں ایک مکان تو کیا' ایک خیمہ بھی نصب نہیں کراسکیں گے۔"

میں نے کہا "نادیدہ فوج اب صرف تمہارے پاس نہیں ہے۔ اسرائیلی یہودیوں کے پاس بھی ہے۔ منگی ماسٹر کے پاس بھی ہے اور منگی فوج سونیا کی کمانڈ میں ہے۔ اس نے میری مدد کرنے کے لیے دو ہزار منگی فوجی بھیجے ہیں۔ یہ تمام فوجی ابھی تم لوگوں کے آس پاس اس ہال میں اور ہال کے باہر موجود ہیں۔ ملاحظہ کرو۔"

میرے آلۂ کار نے ایک ہاتھ فضا میں بلند کرکے ایک چٹکی بجائی۔ اس کے ساتھ ہی ایک ایک منگی مین نمودار ہونے لگا۔ وہ تمام حکّام اور اعلیٰ افسران بوکھلا کر اپنے سر گھما گھما کر دائیں بائیں' آگے اور پیچھے دیکھنے لگے۔ منگی مین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔ حتیٰ کہ وہ ہال بندروں سے کھچا کھچ بھر گیا۔

میں نے کہا "فون کرکے سکیورٹی فورس سے باہر کے حالات معلوم کرو۔"

ایک اعلیٰ افسر نے فوراً ہی فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے سکیورٹی فورس کے ایک افسر نے کہا "سر! یہاں اچانک سیکڑوں منگی مین نمودار ہوگئے ہیں۔ سب ہی کے ہاتھوں میں لیزر گنیں ہیں۔ عمارت کے دوسرے حصے سے ابھی خبر ملی ہے کہ وہاں بھی منگی مین ہیں اور وہ بھی مسلح ہیں۔ سر! ہم نے مجبور ہوکر ہتھیار ڈال دیے ہیں۔"

اس اعلیٰ افسر نے فون بند کرکے کہا "مسٹر فرہاد! پلیز انہیں حکم دیں کہ یہ نادیدہ ہوجائیں۔ اگر یہ منگی فوج عمارت کے باہر جائے گی تو شہر میں دہشت پھیل جائے گی۔ پلیز' انہیں فوراً غائب کریں۔"

میرے آلۂ کار نے پھر ہاتھ اٹھا کر چٹکی بجائی۔ تمام منگی مین ایک ایک کرکے نظروں سے اوجھل ہونے لگے۔

میں نے کہا "اب اپنے حالات پر غور کرو۔ تمہارے نادیدہ فوجی ایک نئی ریاست قائم ہونے کے سلسلے میں رکاوٹ ڈالیں گے تو سونیا کے نادیدہ فوجی تمہارے اس پُررونق شہر کے امن وامان کو تباہ کردیں گے۔ کیا ایسا ہونا چاہیے؟"

"نہیں' آپ ایسا کریں گے تو یہ پُرامن شہریوں پر ظلم ہوگا۔"

"اور تم ریاست کے قیام میں رکاوٹیں پیدا کروگے تو شاشا اور اس کی لیڈیز آرمی پر ظلم ہوگا۔"

"پلیز' چوبیس گھنٹوں میں نئی ریاست قائم کرنے کی ضد نہ کریں۔ ہمیں تھوڑا وقت دیں۔ ہم شاشا اور اس کی لیڈیز آرمی کی رہائش کا معقول انتظام کریں گے۔"

میں نے کہا "شاشا! اگر تم انہیں مہلت دینا چاہتے ہو تو کچھ وقت بڑھا سکتے ہو ورنہ میں اپنے مقررہ وقت پر کام دکھادوں گا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "فرہاد صاحب! آپ نے شاشا کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا ہے' ہم اس سے بھی اچھے وسیع وعریض علاقے میں ان کی ریاست قائم کریں گے۔"

شاشا نے پوچھا "وہ علاقہ کہاں ہے؟"

"ہم ایک خوب صورت علاقہ تلاش کریں گے لیکن اس کے لیے ہمیں کچھ وقت تو چاہیے۔"

"پوری دنیا کا نقشہ تم لوگوں کے ذہن میں نقش رہتا ہے۔ چند گھنٹوں میں ہمارے لیے کوئی علاقہ پسند کرسکتے ہو۔ ہم تمہیں بارہ گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں۔ اگر اتنے وقت میں ہماری پسند کا علاقہ ہمیں نہیں دے سکوگے تو مسٹر فرہاد اگلے چوبیس گھنٹوں میں کارنامہ دکھائیں گے۔"

ایک حاکم نے کہا "بارہ گھنٹے تو دیکھتے ہی دیکھتے گزر جائیں گے۔ ہمیں کچھ زیادہ وقت دو۔"

شاشا نے کہا "زیادہ پھیلنے کی کوشش نہ کرو۔ ہم بارہ گھنٹے سے ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دیں گے۔ مسٹر فرہاد' آپ گھڑی دیکھیں۔ دن کا ایک بجا ہے۔ میں بارہ گھنٹے بعد رات کے ایک بجے آپ سے رابطہ کروں گا۔"

میں نے کہا "ٹھیک ہے' یہ معاملہ طے ہوچکا ہے۔ رات ایک بجے تم میرے دماغ میں آسکتے ہو' اب میں جارہا ہوں۔"

میرے آلۂ کار افسر نے اطمینان کی ایسی سانس لی جیسے میں جاچکا ہوں لیکن میں اس کے اندر موجود تھا۔ اس نے مطمئن ہوکر کہا "تھینکس گاڈ! مسٹر فرہاد جاچکے ہیں۔"

ایک افسر نے کہا "شاشا! تمہیں ہم پر اعتماد کرنا چاہیے۔ تمہارے لیے جو علاقہ پسند کریں گے وہ خوب سے خوب تر ہوگا۔ فرہاد ہم سے انتقام لینے اور تمہیں ہمارے سروں پر مسلط کرنے کے لیے تمہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اس پر اعتماد کروگے تو بعد میں نقصان اٹھاؤگے۔"

شاشا نے کہا "ہم نادان نہیں ہیں۔ ہم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے' اس سے دوست اور دشمن کے چہرے سامنے آجائیں گے۔"

ایسے ہی وقت ایک نسوانی آواز سنائی دی "ہیلو ایوری باڈی!" سب نے آواز کی سمت دیکھا۔ وہاں ایک حسین دوشیزہ کھڑی ہوئی تھی۔ اعلیٰ حکّام اور اعلیٰ افسران سب ہی اس حسینہ کو پہچانتے تھے۔ ایک افسر نے ناگواری سے کہا "لِلی ڈونا... تم!"

دوسرے افسر نے کہا "تم نے ہمارے اعتماد کو دھوکا دیا۔ ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا۔ لیبارٹری سے نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول لے گئیں۔ اب کیا لینے آئی ہو؟"

لِلی ڈونا نے کہا "میں پیدائشی امریکن ہوں۔ میں نے جو حاصل کیا ہے' اپنے ملک سے حاصل کیا ہے۔ اپنے حقوق حاصل کرنا جرم نہیں ہے لیکن میں نے اپنے امریکا کو نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ یہ میرا عزم ہے کہ میرے ملک پر جب بھی برا وقت آئے گا میں ایک امریکن سپاہی کی طرح برا وقت لانے والوں سے لڑنے یہاں آجایا کروں گی۔"



"اچھا تو تم ہمارے دشمنوں سے نمٹنے آئی ہو؟"

"ہاں' میں نے پچھلی رات ٹی وی اسکرین پر شی شی کی باتیں سنی تھیں اور یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ منگی مخلوق کے بعد ایک دوسری خلائی مخلوق ہمارے ملک کے لیے مصیبت بن کر آگئی ہے۔"

لِلی ڈونا نے ایک طرف بیٹھے ہوئے شاشا اور شی شی کو دیکھا پھر کہا "میں نے عورتوں کی ایک تنظیم قائم کی ہے۔ مجھے یہ سن کر حیرانی نہیں ہوئی کہ خلا سے بھی عورتیں ایک تنظیم کی صورت میں آئی ہیں لیکن یہاں آکر مایوسی ہوئی۔ پتا چل رہا ہے کہ اس خلائی تنظیم میں تمام عورتیں نہیں ہیں بلکہ شاشا کی طرح مرد بھی ہیں اور سربراہ شی شی نہیں ہے' شاشا ہے۔"

شی شی نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں اس تنظیم کی سربراہ ہوں۔ یہ شاشا میرا لائف پارٹنر اور میرا مشیر ہے۔"

لِلی ڈونا نے کہا "میری برتری یہ ہے کہ میں تمہاری طرح کسی مرد کی محتاج نہیں ہوں۔ نہ میں نے کسی مرد کو لائف پارٹنر بنایا ہے اور نہ ہی کسی مرد سے مشورہ لینے کے لیے اسے مشیر بنایا ہے۔"

"اتنا غرور نہ کرو۔ ہر عورت کو کسی نہ کسی مرحلے پر ایک مرد کی ضرورت ہوتی ہے۔ میں نے اپنے مرد کو ظاہر کیا ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ تم نے اپنا غرور قائم رکھنے کے لیے اپنے مرد کو چھپا رکھا ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو بتاؤ' مرد کی ضرورت کیسے پوری کرتی ہو؟"

"مجھ پر کیچڑ نہ اچھالو۔ میں تمہاری بھلائی کے لیے مشورہ دے رہی ہوں کہ ہمارے حکّام اور فوجی افسران پر بھروسا کرو۔ تم ان کے تعاون سے ہماری دنیا میں اپنی ایک مضبوط ریاست قائم کرسکوگی۔ میں اس بات کی ضمانت دیتی ہوں۔"

"پہلے یہ تو معلوم ہو کہ تمہاری اہمیت اور حیثیت کیا ہے اور کس بل بوتے پر تم اپنی ضمانت دے رہی ہو؟"

لِلی ڈونا نے کہا "میرے پاس وہ تمام صلاحیتیں اور قوتیں ہیں جو منگی مخلوق اور خلائی زون کی مخلوق کے پاس ہیں۔ مثلاً میرے پاس نادیدہ بنانے والی گولیوں' فلائنگ کیپسولوں' لیزر گنوں اور دیگر جدید اسلحے کی کمی نہیں ہے۔ میرے ایک اشارے پر جان دینے والے جنگجو جوان بے شمار ہیں۔ یہ سب رفتہ رفتہ معلوم ہوگا کہ میں کسی سپرپاور سے کم نہیں ہوں۔ فی الحال میری ضمانت قبول کرو اور اس ملک کے حکّام کو کچھ زیادہ وقت دو تاکہ تمہارے لیے ایک مضبوط ریاست قائم کی جائے۔"

شاشا نے کہا "اب وقت اور مہلت کی بات نہ کرو۔ ہماری آزاد ریاست کے لیے بارہ گھنٹے کے اندر کسی بہترین علاقے کا انتخاب کرو۔"

لِلی ڈونا نے پوچھا "اگر بارہ گھنٹے کے بعد فرہاد اپنے وعدے سے پھر جائے اور تمہارے کسی بھی کام آنے سے انکار کردے تو کیا تم ہمیں زیادہ وقت دوگے؟"

"نہیں' ہم مزید وقت نہیں دیں گے۔ اس کے بعد ہم خود اپنے طور پر یہاں اپنے قدم جمائیں گے۔"

"ٹھیک ہے۔ ہمیں بارہ گھنٹے منظور ہیں۔ ہم دوستانہ ماحول میں تمہارے لیے ایک بہترین علاقے کا انتخاب کریں گے تاکہ آئندہ بھی ہماری دوستی قائم رہے۔"

شی شی اور شاشا اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے پھر یہ کہہ کر نادیدہ ہوگئے کہ وہ رات کے ایک بجے ان سے رابطہ کریں گے۔

منگی مخلوق کے بعد کسی نئی مخلوق کا زمین پر آنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ بے شمار ممالک اس تشویش میں مبتلا ہوگئے تھے کہ وہ مخلوق ان کے ملکوں میں بھی آسکتی ہے۔ اس سلسلے میں اسرائیل سب سے زیادہ تشویش میں مبتلا ہوگیا تھا۔

الپا اور دوسرے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ایسے وقت وہ دو زبردست مخالفین سے ٹکرانے کی حماقت کرچکے تھے۔ ایک تو یہ کہ منگی ماسٹران کا جانی دشمن بن گیا تھا اور کسی دن بھی ان کے ملک پر حملہ کرسکتا تھا۔ دوسرا یہ کہ الپا نے علی پر قاتلانہ حملے کرنے کی بہت بڑی غلطیاں کی تھیں۔ ان کے نتیجے میں سراسر ناکامی ہوئی تھی۔ پہلے دو طرف سے اس نے دشمن بنائے۔ اب تیسری طرف سے نئی خلائی مخلوق کسی دن اور کسی وقت بھی ان کے ملک میں اسی طرح پہنچنے والی تھی جیسے منگی مخلوق پہلے پہنچی تھی۔

وہ امریکی حکّام اور فوجی افسران سے رابطہ کرکے اس مخلوق کے متعلق معلومات حاصل کررہی تھی اور امریکی حکّام سے کہہ رہی تھی کہ امریکا اور اسرائیل کو متحدہ محاذ بنا کر خلائی مخلوق کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ جس طرح منگی فوج کو اسرائیل سے بھگایا گیا تھا اسی طرح نئی مخلوق کو امریکا سے بھگانا چاہیے۔ ایسا صرف اتحاد سے ہوسکتا ہے۔

امریکی حکّام نے بتایا کہ اتحاد سے کام نہیں بنے گا کیونکہ سونیا جس طرح منگی فوج کی ریڑھ کی ہڈی بنی ہوئی ہے اسی طرح فرہاد اس مخلوق کی پشت پناہی کرنے والا ہے۔

میرا نام سن کر الپا جھاگ کی طرح بیٹھ گئی اور کہنے لگی "یہ کیا ہورہا ہے؟ ایک طویل مدت کے بعد سونیا اور فرہاد میدانِ عمل میں کیوں آئے ہیں؟ کیا وہ اپنی اولاد کو کافی نہیں سمجھ رہے ہیں؟"

"جب ان کی اولاد کارنامے انجام دیتی ہے' تب ہم ان سے مرعوب ہوتے ہیں لیکن سونیا اور فرہاد کی تو آہٹ سنتے ہی ہوش اڑجاتے ہیں۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ان دونوں نے ایسی حکمت عملی اختیار کی ہے کہ ہم اپنے اپنے ملک کو بچانے کی فکر میں لگ گئے ہیں اور یہ سازش کرنے کا وقت نہیں پارہے ہیں کہ خلائی مخلوق کو کسی اسلامی ملک میں پہنچاسکیں۔"

ہم ان کے حواس پر چھارہے تھے۔ اس کے باوجود وہ پست

ہمت نہیں تھے' ہمارے مقابلے میں اس نئی خلائی مخلوق کو اپنے زیرِ اثر رکھنا چاہتے تھے جیسا کہ سونیا نے منکی مخلوق کو اپنے زیرِ اثر رکھا ہوا تھا۔

○☆○

دیوی شی تارا اسی ہوٹل کے سوئٹ میں پارس کے ساتھ ہنی مون منا رہی تھی۔ اس کے ذہن سے منکی مخلوق کی موجودگی کا بوجھ اتر گیا تھا۔ منکی برادر اپنے بندروں کے ساتھ ہندوستان سے جا چکا تھا۔ فی الحال شی تارا کے لیے کوئی پرابلم اور کوئی پریشانی نہیں تھی۔

وہ عارضی طور پر تمام مصروفیات کو چھوڑ کر صرف پارس کے پہلو میں وقت گزارنے لگی تھی۔ پارس کے ساتھ گھومتی پھرتی' کھاتی پیتی اور اس کے ساتھ سوتی جاگتی تھی۔ اس بات سے وہ بہت خوش تھی کہ پارس اس کا پتی دیو بھی تھا اور غلام بھی۔ وہ جب تک اسے سونے کا حکم نہ دیتی' وہ جاگتا رہتا تھا۔ جاگنے کے دوران اس کی مرضی کے مطابق خدمات انجام دیتا رہتا تھا۔

اس کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری سے یقین ہو چکا تھا کہ وہ ذہنی طور پر اس کا غلام بن چکا ہے۔ اس نے کہا "تین دن اور تین راتیں گزر چکی ہیں۔ ہمیں دنیا کی بھی خبر رکھنی چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ ہماری بے خبری میں کوئی دشمن ہمیں نقصان پہنچانے چلا آئے۔"

وہ بولی "مجھے مشورے نہ دو۔ میں نادان نہیں ہوں۔ جب تم سو جاتے ہو تو میں خیال خوانی کے ذریعے ان آلۂ کاروں کے دماغوں میں پہنچتی رہتی ہوں جو امریکا اور اسرائیل میں ہیں۔ میں نے روس میں دو آدمیوں کو آلۂ کار بنایا ہے' ان کا تعلق روس کی فوج اور انٹیلی جنس سے ہے۔ ان کے جاسوس جہاں جاتے ہیں' میں وہاں پہنچ جاتی ہوں۔"

"کیا منکی ماسٹر اور دوسرے بندروں کے دماغوں میں پہنچ سکتی ہو؟"

"نہیں' ان کے سروں سے برین گارڈ چپکا رہتا ہے۔ میری خیال خوانی کی لہریں واپس آجاتی ہیں۔"

"کیا ان بندروں کی مصروفیات سے بے خبر ہو؟"

"روسی سراغ رسانوں کے ذریعے میں کبھی کبھی تمہاری مما (سونیا) تک پہنچ جاتی ہوں۔ وہ تو منکی ریاست پر حکومت کر رہی ہیں۔ وہ جو حکم دیتی ہیں' تمام بندر بے چون و چرا اس پر عمل کرتے ہیں۔"

"میری مما ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہیں۔ کسی پر تنویمی عمل نہیں کرتی ہیں۔ وہ کسی طرح بھی سحر زدہ نہیں کرتی ہیں۔ اس کے باوجود ہزاروں منکی مین ان کے وفادار اور جان نثار ہیں۔"

"اپنی ماں کی زیادہ تعریفیں نہ کرو۔ میں بھی چاہوں تو ان بندروں پر حکومت کر سکتی ہوں۔"

"جب وہ تمہارے دیس میں تھے' تب تم پریشان رہا کرتی تھیں۔ اس وقت تم نے ان پر حکمرانی کیوں نہیں کی؟"

"ان کے سروں پر برین گارڈز لگے رہتے ہیں۔ ان کے دماغوں میں پہنچنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔"

"مما' ان کے دماغوں میں نہیں پہنچتیں پھر بھی ان سے اپنے احکامات کی تعمیل کراتی ہیں۔"

"تم میرے حکم کی تعمیل کرو اور اپنی ماں کی تعریف کرنا بھول جاؤ۔"

پارس نے ایک تابعدار کی طرح سر جھکا لیا۔ بڑی دیر تک خاموش رہا۔ وہ بولی "چپ کیوں ہو گئے؟ تم پچھلے تین دنوں سے وہ پارس والی ذہانت کا مظاہرہ نہیں کر رہے ہو۔ مجھے ایسا لگتا ہے' جیسے تم اصلی پارس نہیں ہو۔ تمہارے چور خیالات پڑھتی ہوں تو کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہوتی ہے۔"

"تم کیا معلوم کرنا چاہتی ہو؟"

"مجھے تمہارے ذریعے معلوم ہونا چاہیے کہ تمہاری مما اور پاپا کی مصروفیات کیا ہیں اور تمہارا بھائی علی کہاں ہے اور کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

"تم مجھے ان کے پاس جانے کا حکم دو گی تو میں خیال خوانی کے ذریعے جاؤں گا۔ تم میرے دماغ میں رہ کر ان کے دماغوں میں پہنچ سکو گی۔"

"میں بڑی دیر سے یہی سوچ رہی ہوں کہ ہم ہنی مون منا رہے ہیں۔ اس دوران اب دنیاوی معاملات میں بھی دلچسپی لینا چاہیے۔"

"پہلے کس معاملے میں دلچسپی لو گی؟"

"مجھے منکی مخلوق سے اندیشہ ہے' کہیں وہ واپس نہ آجائے۔ تم اپنی مما سے کہو گے کہ وہ کسی بھی بندر کو میرے دیس میں نہ آنے دیں تو وہ پھر کبھی نہیں آئیں گے۔"

"ٹھیک ہے' تم جب کہو گی' میں اپنی مما سے اس سلسلے میں بات کروں گا۔"

"تم ابھی بات کرو۔"

پارس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے پاس پہنچ کر کہا "مما! میں ہوں پارس۔ میرے ساتھ شی تارا بھی ہے۔"

"بیٹے! شی تارا کا انتقال ہو گیا تھا۔ اب تمہارے ساتھ کون سی شی تارا ہے؟ کیا تمہیں یاد ہے کہ کتنی شی تارائیں تمہاری زندگی میں آچکی ہیں؟"

"یہ آخری اور اصلی شی تارا ہے۔ یہ وہی ہے جو دیوی کہلاتی تھی۔"

"کیا اب نہیں کہلاتی ہے؟"

"کہلانا نہیں چاہتی کیونکہ دیوی کہنے سے ایسا لگتا ہے جیسے کوئی عمر رسیدہ عورت ہو جس کی پوجا ہزاروں سالوں سے کی جا رہی ہو۔"

"اچھا تو اب وہ تمہارے ساتھ ہے؟"

"جی ہاں۔"

"اور تم اس کے ساتھ ہو؟"

"جی ہاں۔"

"اور تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو؟"

"مما! وہ میرے ساتھ ہو یا میں اس کے ساتھ ہوں' بات ایک ہی ہے۔"

"بات ایک نہیں ہے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ ہو تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ وہ اپنا گھر چھوڑ کر تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم اس کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ اور تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی بن چکے ہو یا بننے والے ہو۔"

"ہم بن چکے ہیں' ہماری شادی ہو چکی ہے۔"

"کیا شادی کے وقت تم یتیم تھے یا تمہاری ماں مر چکی تھی؟"

"آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں۔ آپ میری ماں ہیں اور زندہ ہیں اور میرے پاپا بھی زندہ ہیں۔"

"کیا ماں باپ تمہاری شادی میں شریک تھے؟"

"جی نہیں' وہ بات یہ ہے کہ۔۔۔۔"

"جو ماں باپ اتنی بڑی خوشی میں شریک نہ ہوں' وہ گویا اولاد کے لیے مر جاتے ہیں۔"

"یہ مجھ سے بھول ہوئی کہ میں نے آپ کو اور پاپا کو شریک نہیں کیا۔ دراصل یہ شادی جلدی میں ہوئی تھی۔"

"شادی جلدی میں کیوں ہوئی تھی؟ کیا لڑکی گھر سے بھاگ کر آئی تھی؟"

"مما! آپ عجیب طرح کے سوالات کر رہی ہیں۔"

"تعجب ہے' تمہیں یہ سوالات عجیب سے لگ رہے ہیں جبکہ تم نے ماں باپ کی مرضی اور موجودگی کے بغیر شادی کی ہے اور اپنے بزرگوں کو اپنی خوشیوں میں شریک ہونے کے قابل ہی نہیں سمجھا ہے۔"

"میں اس غلطی کی معافی چاہتا ہوں۔"

"یعنی تسلیم کرتے ہو کہ تم نے شادی کر کے غلطی کی ہے۔"

"نہیں۔ شادی کر کے غلطی نہیں کی' غلطی یہ ہے کہ آپ کو شریک نہیں کیا۔ آپ یہ غلطی معاف کر دیں۔"

"غلطی معاف کرتی ہوں لیکن شادی کیسے تسلیم کروں؟ یہ ہماری موجودگی میں نہیں ہوئی۔ اگر ہوئی تو کہاں ہوئی؟ کب ہوئی؟ مسجد میں ہوئی یا مندر میں یا کورٹ میرج ہوئی؟"

"ہماری شادی مندر میں ہوئی تھی۔"

"تم مسلمان ہو' پھر شادی مندر میں کیوں ہوئی؟"

شی تارا نے کہا "اب یہ ہندو ہے اور میرا پتی ہے۔ آپ ہمیں آشیرباد دیں۔"

"میں دعائیں نہیں دے سکتی۔ تم نے میرے بیٹے پر تنویمی عمل کیا ہو گا اور اس کی مرضی کے بغیر اسے ہندو بنایا ہو گا۔"

"اس نے مجھ سے شادی کرنے کے لیے میرا دھرم قبول کیا ہے۔ میں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ آج شام تک روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے معلوم ہو جائے گا کہ پارس نے اپنی مرضی سے تمہارا دھرم قبول کیا ہے یا تم نے اس پر تنویمی عمل کیا ہے۔"

سونیا نے سانس روک لی۔ پارس دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ شی تارا نے پریشان ہو کر کہا "تم بندروں کا راستہ روکنے اپنی ماں کے پاس گئے تھے لیکن وہاں سے روحانی ٹیلی پیتھی کی مصیبت لے آئے ہو۔"

"اس میں مصیبت کی بات کیا ہے؟ میں نے تو اپنی مرضی سے دھرم قبول کیا ہے۔"

"نہیں۔ میں نے تم پر تنویمی عمل کیا ہے۔ تم میرے معمول اور تابعدار ہو۔ تم نے میرے حکم کے مطابق میرا دھرم قبول کیا ہے۔"

"پھر تو مما اور پاپا کو یہ حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ میری ممی روحانی ٹیلی پیتھی کی حامل ہیں۔ وہ مجھے شام تک مسلمان بنا دیں گی۔"

"نہیں' میں تمہیں مسلمان نہیں بننے دوں گی۔ میں نے اپنے دھرم کے مطابق تم سے شادی کی ہے۔ تمہیں اپنا جسم دیا ہے' اپنی آبرو دی ہے۔"

"تم نے اپنی پلاننگ کے مطابق اپنی آبرو دی ہے۔ میں نے تمہیں مجبور نہیں کیا تھا۔ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے' تمہاری مرضی سے ہو رہا ہے۔ میں تمہیں زبردستی نہیں لوٹ رہا ہوں۔"

"میں تمہیں الزام نہیں دے رہی ہوں۔ تم خود کو تنویمی عمل کا پابند نہیں رکھ سکو گے۔ مسلمان بن جاؤ گے اور میں ایک مسلمان کی بیوی کہلانا پسند نہیں کروں گی۔"

"کیا تمہاری جوتش ودیا نے یہ نہیں بتایا تھا کہ تم ایک مسلمان سے شادی کرو گی اور مسلمان ہی کی بیوی کہلاؤ گی؟"

"ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنی کوششوں سے مقدر بدل دیتا ہے۔ میرا علم بھی مجھے کہہ رہا تھا کہ میں اپنی حکمتِ عملی سے تمہیں ہندو بنا لوں گی پھر تم میرے پتی بن کر رہو گے۔ پلیز پارس کوئی تدبیر کرو۔ کوئی ایسی مکاری دکھاؤ کہ روحانی ٹیلی پیتھی تم پر اثر نہ کرے' ہم ہمیشہ پتی پتنی بن کر رہیں۔"

"تم ناحق پریشان ہو رہی ہو۔ ہماری شادی ہو چکی ہے۔ میرا دھرم بدلنے کے باوجود ہم میاں بیوی ہی رہیں گے۔"

"ہرگز نہیں۔ تم مسلمان بنو گے تو میں تم سے دور ہو جاؤں گی۔"

"دور ہو کر بھی بیوی ہی رہو گی۔"

"میں طلاق لے لوں گی۔"

"تم تو حیا والی ہو۔ کیا طلاق کے بعد دوسرے کے ساتھ ہنی مون مناؤ گی؟"
"میں کبھی شادی نہیں کروں گی۔"
"پہلے تم شادی نہ کرنے کے عزم پر قائم رہی تھیں لیکن اب تمہیں ایک مرد کا چسکا پڑ گیا ہے۔ تم شادی کے بغیر نہیں رہ سکو گی۔"
"جب ایسا وقت آئے گا تو میں تمہارے بغیر جی لوں گی لیکن ایسا وقت نہ آنے دو۔ میں تمہیں کھونا نہیں چاہتی۔"
"میں بھی تمہیں کھونا نہیں چاہتا لیکن تم جانتی ہو' دین اسلام کے سلسلے میں بابا صاحب کا ادارہ کتنا سخت ہے۔ دین پر ذرا سی آنچ نہیں آنے دی جاتی۔ شام تک میری پٹڑی بدل جائے گی۔ میری گاڑی تمہارے دھرم اسٹیشن سے چھوٹ کر دین اسٹیشن پر جا کر ٹھہرے گی۔ کیا تم پیچھے رہ جاؤ گی؟"
"میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔ تمہاری وہ برادر کبیر والی عیاری کہاں گئی؟"
"تم مجھے اس کے مقابلے میں عیاری دکھانے کا کہہ رہی ہو' جو میرا باپ ہے۔ میری دونوں مائیں بھی سیر پر سوا سیر ہیں۔"
"تم مجھے مایوس کر رہے ہو۔"
"آئندہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہم دونوں دنیا والوں کو دکھانے کے لیے علیٰحدگی اختیار کر لیں لیکن چھپ کر ملا کریں۔"
"ہرگز نہیں' تم مسلمان ہو جاؤ گے تو میں تمہارے سائے سے بھی دور ہوتی رہوں گی۔"
ان کی گفتگو کے دوران ٹی وی آن تھا۔ اچانک ایک چینل کا پروگرام تبدیل ہو گیا۔ ایک نیوز ریڈر جو خبریں پڑھ رہا تھا وہ نسوانی آواز میں بولنے لگا۔
ثی تارا اور پارس چونک کر بستر پر اٹھ بیٹھے۔ دراصل ثی ثی اس نیوز ریڈر کی زبان سے بول رہی تھی۔ یہ وہی وقت تھا جب پہلی بار ثی ثی نے امریکا میں اپنی موجودگی کا اعلان کیا تھا اور ارضی دنیا کے کسی اچھے علاقے میں آباد ہونے کا عزم ظاہر کیا تھا۔
وہ دونوں توجہ سے سن رہے تھے۔ انہوں نے خیال خوانی کی پرواز کی لیکن سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ ثی تارا نے کہا "وہ یوگا کی ماہر ہے۔"
پارس نے کہا "وہ یوگا کی ماہر نہیں ہے۔ اس کے سر سے برین گارڈ چپکا ہوا ہے۔ سوچ کی لہریں اس کے دماغ میں پہنچنے سے پہلے ہی برین گارڈ سے ٹکرا کر واپس آ گئی ہیں۔ اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا ہے۔"
"خلا سے یہ کون سی نئی مخلوق آ گئی ہے بلکہ مصیبت آ گئی ہے؟ یہ میں پہلی بار سن رہی ہوں کہ خلا کے کسی زون میں صرف عورتیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔"
پارس نے کہا "تم آنے والیوں کو مصیبت کہہ رہی ہو لیکن مرد حضرات کے لیے وہ راحت ہوں گی۔ پتا نہیں کیسی ہوں گی مگر کچھ کی چیز ہوں گی۔"
"پہلے مرد تم ہی ہو جو اسے راحتِ جاں سمجھ رہے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی' ایسی باتیں کرتے ہوئے؟"
"تم مجھے شرم دلاؤ گی یا نئی مصیبت پر تبادلۂ خیال کرو گی۔"
"ہمیں جلد سے جلد معلوم کرنا چاہیے کہ یہ کیسی بلائیں ہیں۔"
"چلو معلوم کرتے ہیں۔"
"کہاں چلیں' کیسے معلوم کریں؟"
"عقل سے سوچو' ہم سے زیادہ امریکی حکام ان بلاؤں کی آمد سے فکرمند ہوں گے اور اس مخلوق کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہم ان حکام اور فوجی افسران کے دماغوں میں رہیں گے تو ضرور ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہو گا۔"
وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے مختلف امریکی اکابرین کے دماغوں میں جانے لگے۔ اس طرح اس ڈنر پارٹی میں پہنچے جہاں اعلیٰ حکام اور فوجی افسران موجود تھے۔ وہاں ثی ثی نے نمودار ہو کر اپنی قوت کا مظاہرہ کیا۔ کتنے ہی اکابرین کے دماغوں میں زلزلے پیدا کیے۔ کچھ بے ہوش ہوئے' کچھ زخمی ہوئے۔ کھانے پینے کی چیزیں برباد ہو گئیں۔ وہاں مزید پانچ عورتیں نمودار ہوئی تھیں۔ ان سب کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تھے اور وہ سب ٹیلی پیتھی جانتی تھیں۔ وہاں جو امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' وہ ان کے سامنے اس لیے بے بس ہو گئے تھے کہ ان کے سر سے لگے ہوئے برین گارڈز نے انہیں پرائی سوچ کی لہروں سے بچا رکھا تھا۔ ان پر حملے بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ وہ چشمِ زدن میں نادیدہ ہو جاتی تھیں۔
انہوں نے پندرہ بیس منٹ کے اندر عملی طور پر یہ ثابت کر دیا کہ وہ اس دنیا کے لوگوں کی طرح غیر معمولی صلاحیتوں کی حامل ہیں اور یہ بھی دعویٰ کیا کہ وہ لیزر گن جیسے جدید ہتھیاروں سے لیس ہیں۔
ثی تارا نے کہا "یہ پہلی خلائی مخلوق ہے جو ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ اس طرح یہ عورتیں منکی مخلوق سے زیادہ باصلاحیت اور طاقتور ہیں اور ہمارے لیے زیادہ پریشانی کا سبب بننے والی ہیں۔"
"تم منکی فوج کی طرف سے اندیشوں میں مبتلا تھیں کہ وہ بندر پھر یہاں آ سکتے ہیں۔ اب ان نئی بلاؤں کے متعلق کیا خیال ہے؟"
"میں ابھی یہی سوچ رہی تھی کہ یہ بلائیں بھی بھارت کا رخ کر سکتی ہیں۔ ہمیں پہلے سے حفاظتی تدبیر کرنی چاہیے۔"
پارس نے جواب نہیں دیا' خاموش رہا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں اور آگے کی طرف یوں جھکتا جا رہا تھا جیسے سجدے میں جا رہا ہو۔
ثی تارا نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا پھر مخاطب کیا



"پارس! یہ کیا کر رہے ہو؟"
وہ سجدے کی صورت میں جھک گیا تھا' جواب نہیں دے رہا تھا۔ وہ اسے جھنجوڑ کر بولی "تمہیں کیا ہو گیا ہے؟"
"آں؟" اس نے چونک کر سر اٹھایا پھر بیٹھ کر ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بڑبڑانے لگا۔ "میں کہاں ہوں؟ یہ..... یہ تو وہی جگہ ہے گزرے تھے ہم جہاں سے۔ خدا نہ کرے کہ میں جہاں سے گزر جاؤں۔ گزریں میرے دشمن لیکن یہ وہی تاج محل ہوٹل کا سوئٹ ہے۔"
اس نے مخاطب کیا "پارس!"
اس نے چونک کر سر گھما کر ثی تارا کو دیکھا پھر بستر پر ذرا دور ہو کر بولا "کون ہو تم؟ یہاں کب آئیں' کیسے آئیں؟"
"کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ میں ثی تارا ہوں۔"
"ثی تارا! مگر وہ تو رات گیارہ بجے آنے والی تھی۔"
"رات گیارہ بجے؟" ثی تارا نے پوچھا پھر بولی "تم تین دن پہلے کی باتیں کر رہے ہو۔ میں تین دن پہلے یہاں وعدے کے مطابق گیارہ بجے آئی تھی۔"
"میں تمہاری نہیں' ثی تارا کی بات کر رہا ہوں۔"
"میں ہی تمہاری ثی تارا ہوں۔"
پھر اسے خیال آیا کہ اس نے پلاسٹک سرجری کے ذریعے اپنے چہرے پر تبدیلی کی تھی۔ ابھی پارس کے سامنے اپنی اصل شکل و صورت میں ہے۔ پارس پر تنویمی عمل کرنے سے پہلے اس کی شکل کچھ اور تھی اور اب وہ وہی شکل ڈھونڈ رہا تھا۔
وہ اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اس کی سوچ کہہ رہی تھی "اللہ ہو۔ اللہ ہو۔ یا اللہ! میں معافی چاہتا ہوں۔ پتا نہیں میں کن اندھیروں میں بھٹک رہا تھا؟ مجھے کچھ یاد آ رہا ہے۔ اندھیرا تھا گہری تاریکی تھی اور ایک چڑیل میری عزت لوٹ رہی تھی۔"
وہ چڑ کر بولی "یہ کیا بکواس ہے' کیوں الٹی سیدھی باتیں سوچ رہے ہو؟"
وہ بولا "اچھا تو تم ٹیلی پیتھی جانتی ہو۔ ابھی میرے خیالات پڑھ رہی تھیں۔"
"پلیز مجھے پہچانو۔ میں تمہاری ثی تارا ہوں۔ یہ میرا اصلی روپ ہے۔ یہ میرا پیدائشی چہرہ ہے۔"
وہ اسے غور سے دیکھتے ہوئے بولا "سچ کہہ رہی ہو؟"
"ہاں' سچ کہہ رہی ہوں۔ ہماری شادی ہو چکی ہے۔"
وہ خوش ہو کر بولا "ہماری شادی ہو چکی ہے؟ یعنی کہ تم میری دلہن ہو' آؤ میرے کلیجے سے لگ جاؤ۔"
اس نے ہاتھ پکڑ کر اسے کھینچ لیا۔ اسے دونوں بازوؤں میں بھر کر بولا "یہ چہرہ کتنے میں بنوایا؟ پہلے سے زیادہ حسین لگ رہی ہو۔"
"چھوڑو مجھے۔"
"کیوں چھوڑوں؟ ابھی تو تم نے کہا تھا' شادی ہو چکی ہے۔"
"ہاں مگر تم ابھی اللہ کو یاد کر رہے تھے۔"
"آئندہ بیوی کے ساتھ بستر پر بیوی کو ہی یاد کرتا رہوں گا۔"
"پہلے یہ بتاؤ' تم ہندو ہو یا نہیں؟"
"تم برسوں سے جانتی ہو کہ میں پیدائشی مسلمان ہوں۔"
"لیکن میں نے تمہیں ہندو بنایا تھا۔ مندر میں ہماری شادی ہوئی تھی۔"
"کیا تم نے مجھ پر تنویمی عمل کیا تھا؟"
"ہاں۔ کیا تم میرے معمول اور تابعدار نہیں ہو؟"
"میں! یعنی کہ پارس یعنی کہ فرہاد علی تیمور کا بیٹا اور تمہارا تابعدار؟ کیا گھاس کھا گئی ہو؟"
وہ پریشان ہو کر اسے دیکھنے اور سوچنے لگی پھر اس سے ذرا دور ہو کر بولی "معلوم ہوتا ہے' تم پر روحانی عمل ہو چکا ہے اور میرے تنویمی عمل کا اثر زائل ہو چکا ہے۔"
"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تم نے مجھ پر تنویمی عمل کیوں کیا؟ اس عمل کے نتیجے میں کتنے دنوں تک تم نے مجھے اپنا یار بنا کر رکھا؟"
"یار نہیں' اپنا پتی بنایا تھا۔"
"جو پتی چار دن کی چاندنی کی طرح ہوتا ہے' وہ یار کہلاتا ہے۔"
"کیا تم میرے پتی بن کر نہیں رہو گے؟"
"ضرور رہوں گا لیکن تم میری شریکِ حیات نہیں رہنا چاہو گی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہارا پتی دیو بن کر رہوں اور تم میری تارا بیگم بن کر رہا کرو؟"
"ہرگز نہیں" وہ بیڈ سے اتر کر دور کھڑی ہو گئی "تم مسلمان ہو۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"
"الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ تم نے دھوکے سے مجھ پر تنویمی عمل کیا۔ میری مرضی کے خلاف مجھے ہندو بنایا۔ یہ عقل نہیں آئی کہ میرے چاروں طرف ٹیلی پیتھی کا جال بچھا رہتا ہے اور اس جال کے اندر روحانی ٹیلی پیتھی کی کارفرمائی بھی رہتی ہے۔"
"میں کچھ نہیں جانتی' میں تمہیں محبت کا واسطہ دیتی ہوں۔ تم میرے دھرم میں رہو۔"
"محبت میں دھوکا نہیں دیا جاتا اور تم نے صرف محبت دھوکے سے نہیں کی' دھوکے سے مذہب بھی بدل دیا۔ تم نے جو غلطیاں کی ہیں' انہیں تسلیم کرو۔ اب ہمارے لیے یہ بہتر ہے کہ ہم نئے سرے سے ازدواجی زندگی گزاریں۔ تم اپنے دھرم میں رہو' میں اپنے دھرم پر قائم رہوں گا۔"
"میں تمہیں حکم دیتی ہوں۔ تم..... تم....."
وہ غصے میں بولنے لگی تھی۔ اچانک یاد آیا کہ وہ اب معمول اور تابعدار نہیں رہا پھر بے بسی سے بولی "تم سمجھتے کیوں نہیں' میں نے تمہیں اپنا مرد مان کر اپنا سب کچھ تمہارے حوالے کر دیا۔ میں

اپنا آپ ہارنے کے بعد جیتے جی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی اور تم نے ساتھ چھوڑا تو تمہیں لے مروں گی۔"

"مقدر میں دونوں کی تاریخ وفات ایک ہی ہوگی تو بخوشی تم سے پہلے میں تمہیں لے ڈوبوں گا ورنہ موت سے پہلے تم میری زندگی کا تماشا دیکھتی رہ جاؤ گی۔"

"اتنی بحث کے بعد میں اچھی طرح سمجھ گئی ہوں کہ تم میرا ساتھ چھوڑ دو گے۔"

"اتنی بحث کے بعد بھی وہی الٹی بات کر رہی ہو۔ خود میرا ساتھ چھوڑنے کے لیے نخرے کر رہی ہو کہ میں مسلمان ہوں۔ لیکن تمہاری جوانی کے حلف نامے پر ایک مسلمان کے دستخط ہو چکے ہیں۔ اس دستخط کو مرتے دم تک نہیں مٹا سکو گی۔"

اس نے پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کیا۔ پھر سانس روک لی۔ شی تارا نے پوچھا "سانس کیوں روک لی؟ مجھے آنے دو۔"

"جب روبرو گفتگو ہو رہی ہے تو میرے دماغ میں کیوں آنا چاہتی ہو؟ کیا زلزلہ پیدا کرو گی؟"

"روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے دن رات تمہاری حفاظت نہیں کی جاتی ہوگی۔ میں چاہتی ہوں' پھر ایک بار تمہارے دماغ کو کمزور بناؤں اور یہ میرے لیے کچھ مشکل نہیں ہے۔ تم نے دماغ تک پہنچنے کا راستہ بند کر دیا ہے لیکن میں خیال خوانی کے ذریعے اپنے ماتحتوں کو بلا چکی ہوں۔ وہ ان لمحات میں یہاں موجود ہیں۔"

"اچھا سمجھ گیا' یہ جو یہاں موجود ہیں' نادیدہ ہیں۔ میرے پاس نادیدہ بنانے والی ایک بھی گولی نہیں ہے۔ تین دن پہلے جس طرح تمہارے نادیدہ ماتحتوں نے اچانک میرے پیچھے نمودار ہو کر حملے کیے تھے' اس وقت بھی یہی کریں گے۔"

"خوب سمجھ رہے ہو۔ یہاں سے نہ فرار ہو سکو گے' نہ خود کو زخمی ہونے سے بچا سکو گے۔ اگر زخمی نہیں ہونا چاہتے تو مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"

وہ بات ختم کرتے ہی چیخ پڑی۔ پیچھے سے اس کی گردن پر ایک زبردست ہاتھ پڑا۔ اس کے منہ سے گولی نکل کر فرش پر گر پڑی۔ بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والی ایک عورت اور ایک جوانمرد نمودار ہوئے۔ ایسے وقت شی تارا کے ماتحت بھی نمودار ہوئے' وہ پارس پر حملہ کرنا چاہتے تھے لیکن پتا چلا کہ ان کے آس پاس بھی درجنوں افراد موجود ہیں۔ انہوں نے شی تارا کے ماتحتوں کو گن پوائنٹس پر رکھ لیا تھا۔

جو پارس پر حملہ کرنے آئے تھے' وہ گم صم رہ کر شی تارا کے آئندہ حکم کا انتظار کرنے لگے۔ ایک عورت نے شی تارا کے لباس کی تلاشی لے کر نادیدہ بنانے والی گولیوں اور خلائی کیپسولوں کی ڈبیا نکال لی۔ پارس نے اس کے ماتحتوں سے کہا "تمہاری دیوی ہماری گرفت میں ہے۔ اب نادیدہ بن کر فرار نہیں ہو سکے گی۔ اگر اپنی دیوی کی سلامتی چاہتے ہو تو اپنے منہ میں رکھی ہوئی گولیاں تھوک دو۔"

انہوں نے بے بسی سے اسے دیکھا' اس نے کہا "پارس! آج تک میری ایسی توہین نہیں ہوئی۔ آج تک کسی نے مجھے اس طرح بے دست و پا نہیں بنایا۔ میں تمہاری عزت ہوں اور تم اپنی ہی بے عزتی کر رہے ہو۔"

"تم نے تین دن پہلے میرے ساتھ یہی سلوک کیا تھا۔ اپنے ماتحتوں کے ذریعے مجھ پر حملہ کرایا' مجھے زخمی کیا پھر مجھے معمول اور تابعدار بنا لیا۔ کیا اس وقت تم میری توہین نہیں کر رہی تھیں؟ تم نے تین دن پہلے جو بویا تھا' وہ کاٹ رہی ہو۔"

وہ غصے اور بے بسی سے اسے دیکھنے لگی۔ اس نے کہا "وقت ضائع نہ کرو۔ اپنے جیالوں کو گولیاں تھوکنے کا حکم دو ورنہ انہیں یہاں قتل کیا جائے گا۔ اگر یہ نادیدہ بن جائیں گے تو تمہیں اذیتوں میں مبتلا کیا جائے گا پھر تمہارا نازک بدن اذیتوں کا متحمل نہیں ہو سکے گا۔"

اس نے مجبور ہو کر ماتحتوں کو حکم دیا۔ انہوں نے گولیاں فرش پر تھوک دیں۔ ان کے لباسوں کی تلاشی لی گئی پھر انہیں ہوٹل سے باہر جانے کا حکم دیا گیا۔ وہ سر جھکا کر چلے گئے۔

پارس نے گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیا لے لی۔ ایک گولی اپنے منہ میں رکھی پھر اپنے لوگوں سے کہا "شکریہ! اب تم لوگ جاؤ۔ ضرورت ہوگی تو خیال خوانی کے ذریعے کال کروں گا۔"

وہ سب نادیدہ ہو گئے۔ وہاں سے چلے گئے۔ شی تارا سوئٹ کے اس کمرے میں تنہا پارس کے سامنے کھڑی رہ گئی۔ اس نے کہا "تم اپنے مرد پر حکومت کرنے کے خواب دیکھتی رہو گی۔ اپنی تمام صلاحیتیں اور تمام قوتیں آزماتی رہو گی لیکن مرد پھر مرد ہے۔ اسے زیر اثر رکھنے کی حسرت دل ہی میں رہ جائے گی۔"

"تم نے میرے ماتحتوں کو نقصان نہیں پہنچایا۔ انہیں صرف بھاگنے پر مجبور کیا۔ میری گولیاں اور کیپسول چھین لیے۔ میرے فرار ہونے کے راستے بند کر دیے۔ فی الحال میں تمہارے رحم و کرم پر ہوں۔ بتاؤ میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟"

"وہی سلوک کروں گا جو تم مجھ سے کرنا چاہتی تھیں۔"

"کیا مطلب؟"

"تم میرے دماغ کو کمزور بنا کر مجھے دوبارہ اپنا تابعدار بنانا چاہتی تھیں۔ اب اپنے دماغ کے دروازے کھول دو۔ میں تمہیں اپنی معمولہ اور تابعدار بناؤں گا۔"

"نہیں' میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گی۔"

پارس نے فضا میں ہاتھ بلند کر کے چٹکی بجائی۔ اس کے ساتھ ہی شی تارا کے منہ سے ایک کراہ نکلی۔ ایک شخص نے اس کے پیچھے نمودار ہو کر اس کی گردن میں ایک سوئی پیوست کی پھر نادیدہ ہو گیا۔



وہ اچانک کمزوری محسوس کرنے لگی۔ بڑی مشکل سے دو قدم چل کر بیڈ پر آ کر گر پڑی۔ گہری گہری سانسیں لیتی ہوئی پارس کو یوں دیکھنے لگی جیسے کہہ رہی ہو کہ اسے تابعدار نہ بنایا جائے۔ جو دوسروں کے ساتھ جیسا کرتا ہے' ویسا ہی ایک دن اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ کمزوری کے باعث سو گئی۔ پارس اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

○☆○

شاشا اور اس کے پانچ حواری' شی شی اور اس کی پانچ ماتحت حسینائیں ایک بڑے سے شاہانہ طرز کے بنگلے میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی رہائش کا طریقہ یہ تھا کہ شاشا اپنی محبوبہ شی شی کے ساتھ اس بنگلے میں نظر آتا تھا۔ باقی پانچ حواری اور پانچ ماتحت حسینائیں نادیدہ رہتی تھیں۔ اس بنگلے کے باہر کوئی انہیں دیکھ نہیں سکتا تھا۔ بنگلے کے اندر دروازے بند کرنے کے بعد وہ سب نمودار ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارتے تھے۔ وہاں جتنے ملازم تھے' وہ سب معمول اور تابعدار تھے۔ احکامات کی تعمیل کے لئے بنگلے کے اندر آتے تھے پھر باہر چلے جاتے تھے۔ جب تک انہیں دوبارہ نہ بلایا جاتا' وہ دروازے کے قریب بھی نہیں آتے تھے۔

اس وقت شاشا اور شی شی اپنے تمام ماتحتوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے کافی پی رہے تھے اور موجودہ حالات پر بحث کر رہے تھے۔ انہیں امریکی حکام نے اطمینان دلایا تھا کہ بارہ گھنٹوں کے اندر ان کے لیے ایک بہترین علاقہ مخصوص کر دیں گے۔ ان کی ناکامی کی صورت میں وہ مجھ سے رابطہ کرنے والے تھے۔ میں نے بھی ان کی ایک الگ ریاست قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

امریکی حکام نے بارہ گھنٹے کا جو وقت لیا تھا' اس میں سے نو گھنٹے گزر چکے تھے۔ شی شی نے کہا "وقت ضائع ہو رہا ہے۔ کسی اعلیٰ حاکم سے پوچھا جائے کہ وہ ہمارے سلسلے میں کیا کر رہے ہیں۔"

شاشا نے کہا "وہ لوگ ہم سے خوف زدہ ہیں۔ اپنے ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے وہ ضرور ہمارے لیے کچھ کر رہے ہوں گے۔"

"وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے خلاف بھی کچھ کر سکتے ہیں۔"

امریکی فوجی اور سراغ رساں اسی کوشش میں تھے کہ اس مخلوق کے اہم افراد کا سراغ لگایا جائے اور کسی طرح ان کی خفیہ رہائش گاہ تک پہنچا جائے۔

پورے شہر میں سراغ رساں انہیں تلاش کر رہے تھے۔ ان میں امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے ایسے دو جوان تھے جن کی قوت سماعت اور بصارت غیر معمولی تھیں۔ جن دنوں پاشا امریکا میں قید تھا' انہی دنوں ٹرانسفارمر مشین سے پاشا کے ساتھ ان دونوں کو گزارا گیا تھا۔ تیسری بار پاشا کے ساتھ اس مشین سے گزرنے والی بلی ڈونا تھی۔

وہ بھی ایک کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھی ہوئی پوری توجہ سے شاشا اور شی شی کی گفتگو سن رہی تھی۔ وہ آوازیں پہلے اسے دور سے سنائی دے رہی تھیں۔ اس نے ڈرائیور سے کہا تھا "گاڑی کو دائیں سمت موڑ کر آہستہ آہستہ ڈرائیو کرو۔"

ڈرائیور نے حکم کی تعمیل کی تھی۔ جب دائیں سمت کار گھما کر ڈرائیو کرنے لگا اور آگے بڑھنے لگا تب پتا چلا کہ وہ آوازوں کے ذرا اور قریب پہنچتی جا رہی ہے۔ وہ غیر معمولی سماعت کے ذریعے سن رہی تھی۔ شاشا کہہ رہا تھا "ہاں' یہ زمین والے مہلت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے خلاف بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ویسے ہم نے جس طرح روپوشی اختیار کی ہے' کوئی ہمیں تلاش نہیں کر سکے گا اور نہ ہی ہمارے اس خفیہ بنگلے کو دیکھ کر یہ سمجھ سکے گا کہ ہم یہاں اطمینان سے رہتے ہیں۔"

اس دوران بلی ڈونا نے اس کی باتوں سے اندازہ لگایا جیسے کوئی شاشا سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

امریکی فوج کا ایک میجر شاشا سے کہہ رہا تھا "ایک ضروری بات ہے۔ پلیز سانس نہ روکئے گا' نہ برین گارڈ لگایئے گا۔"

"تم شی شی کے دماغ میں آ کے بات کرو۔"

وہ شی شی کی زبان میں بولا۔ "ہم نے آپ کی رہائش کے لیے خوب صورت علاقہ دیکھا ہے۔ آپ ایک گھنٹے بعد ہمارے ساتھ وہاں چلیں گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر تسلیم کریں گے کہ وہ واقعی خوب صورت علاقہ ہے۔"

"دنیا کے کس حصے میں وہ علاقہ ہے؟"

"یوں تو ہم نے دو علاقے دیکھے ہیں لیکن آپ دونوں علاقوں میں جانے کی زحمت نہیں کریں گے۔"

"ہم ضرور جائیں گے۔ یہ بتائیں' کہاں جانا ہے؟"

دونوں سراغ رساں جوان اپنی اپنی موٹر سائیکل پر تھے اور غیر معمولی سماعت کے ذریعے شاشا اور میجر کی گفتگو سن رہے تھے اور ان کی آوازوں کی سمت کا تعین کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

میجر شاشا سے کہہ رہا تھا۔ "ان میں سے ایک علاقہ لیبیا میں ہے۔ یہ ملک لیبیا افریقہ کے شمالی ساحل پر ہے اور بہت ہی سرسبز و شاداب علاقہ ہے۔"

شاشا نے کہا "ہم نے دنیا کے نقشے میں یہ ملک دیکھا ہے۔ ہمیں سمندر کا ساحلی علاقہ پسند ہے لیکن یہ افریقہ اور یورپ کے کئی ممالک کے درمیان گھرا ہوا ہے۔ آس پاس کے ممالک ہم سے خوف زدہ رہیں گے اور ہمارے خلاف محاذ بناتے رہیں گے۔ ہم بیک وقت کئی ممالک سے جنگ نہیں کر سکیں گے۔"

"کوئی بات نہیں۔ دوسرا علاقہ بھی ہے۔ فرانس کے شہر پیرس کے مضافات میں کئی کلومیٹر دور تک پھیلا ہوا ایک ادارہ ہے۔

اسے بابا صاحب کا ادارہ کہتے ہیں۔ اس ادارے میں دنیا کی جدید ترین طبی اور سائنسی لیبارٹری ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق آج کل وہاں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول تیار ہو رہے ہیں۔"

شاشا نے کہا "بس تو پھر ہمارے لیے یہ جگہ بہتر ہے۔ ہمیں فوری طور پر ایسی ہی جدید لیبارٹری کی ضرورت ہے۔ کیا وہاں قبضہ جمانے کے لیے ادارے کے گارڈز سے جنگ لڑنی ہوگی؟"

"جنگ لازمی ہے۔ اگر کھل کر نہ ہو تو بہتر ہے۔ وہاں بہت سی نامور ہستیاں ہیں جو نہایت ہی ذہین اور حاضر دماغ ہیں۔ انہیں آپ کی موجودگی کا علم ہوگا تو وہ آپ کو اس ادارے میں قدم رکھنے نہیں دیں گے۔"

"ہم نادیدہ بن کر جائیں گے۔ پہلے وہاں کے تمام اہم افراد کو ایسی حکمتِ عملی سے قتل کریں گے کہ انہیں ہماری موجودگی کا شبہ نہیں ہوگا۔ ہمیں وہاں کے اہم افراد کے نام اور ان کی شناخت بتائیں۔"

"وہاں دینی پیشوا کا نام علی اسد اللہ تبریزی ہے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک چھوٹے سے حجرے میں رہتے ہیں اور عبادت میں مصروف رہا کرتے ہیں۔ دوسرا اہم شخص فرہاد علی تیمور ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق وہ حجرے کے قریب ایک کوارٹر میں رہتا ہے۔ وہ قد آور اور چٹانی جسم کا حامل ہے۔ عمر رسیدہ ہے لیکن جوانوں کی طرح سینہ تان کر چلتا ہے۔ اس ادارے میں پہنچنے کے بعد ہم صحیح طرح اس کی نشاندہی کریں گے۔"

"تیسری اہم ہستی کون ہے؟"

"اس کا نام سونیا ہے۔ وہ آج کل روس کے شہر ماسکو یا منکی ریاست میں رہتی ہے۔ ادارے کے اہم افراد کو قتل کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ ٹھیک ایسے ہی وقت سونیا کو بھی ہلاک کیا جائے ورنہ وہ قاتلوں کی بُو سونگھتی ہوئی آپ لوگوں کی... شہ رگ تک پہنچ جائے گی۔"

"اگر صرف تین اہم افراد ہیں تو انہیں ہلاک کرنے میں دیر نہیں لگے گی۔ ہماری دو ذہین اور حاضر دماغ لیڈی فائٹر روس جائیں گی۔ اگر سونیا نادیدہ نہیں رہے گی تو ہماری دونوں فائٹر اسے نادیدہ بننے کا موقع نہیں دیں گی۔ ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی مار دیں گی۔"

"ان کے علاوہ پارس اور علی تیمور ہیں۔ یہ ابھی فی الوقت ادارے سے باہر ہیں۔ ان سے بعد میں نمٹا جا سکے گا۔ اس ادارے میں اور بھی ایسے ذہین اور خطرناک افراد ہیں جن کی نشاندہی ہم وہاں پہنچ کر کریں گے۔"

"ہم آپ سے کہاں ملیں گے؟"

"ہم ایک گھنٹے بعد یہاں سے روانہ ہوں گے اور فلائنگ کیپسول کے ذریعے پیرس میں ایفل ٹاور کے پاس آپ سے ملاقات کریں گے۔"

بلی ڈونا کی کار اس بنگلے کے سامنے پہنچ گئی۔ گفتگو کی آوا[ز] اب بہت قریب سے آ رہی تھیں۔ یہ پورا یقین ہو رہا تھا کہ آوا[ز] اسی بنگلے کے اندر سے آ رہی ہیں۔ وہ ڈرائیور سے بولی "یہ کار [یہاں] سے دور لے جاؤ۔ میں ضرورت کے وقت بلاؤں گی۔"

اس نے کار سے باہر آ کر دروازہ بند کیا۔ آس پاس [...] کوئی اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ چشم زدن میں نادیدہ ہو گئی۔ کا[ر] سے چلی گئی۔

وہ دو سراغ رساں اس بنگلے کے پیچھے سے موٹر سائیکل [...] کرتے ہوئے گزرے پھر آگے جا کر اپنی گاڑیاں ایک جگہ [...] کر دیں۔ وہاں سے پیدل اس بنگلے کے پچھلے حصے کی طرف [...] لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا "جیمس! ہم دونوں مسلسل گفتگو [کی] آواز سن رہے ہیں۔ میرا خیال ہے، ہم صحیح جگہ پہنچ گئے ہیں۔"

دوسرے نے کہا "جیرالڈ! ہم میں سے کوئی ایک ہوتا تو [...] دھوکا کھا جاتا لیکن ہم دونوں ایک ہی آواز سن رہے ہیں اور [...] کی صحیح سمت کا تعین کر چکے ہیں۔ ابھی چند منٹوں میں شاید ہم ا[نہیں] گوشت پوست کے جسموں کے ساتھ دیکھ سکیں۔"

"بے شک وہ چار دیواری کے اندر نادیدہ نہیں ہوں [گے] لیکن اب ہمیں نادیدہ بن جانا چاہیے۔"

ان دونوں نے دائیں بائیں، آگے پیچھے دیکھا پھر چلتے [...] اچانک نادیدہ ہو گئے۔ احاطے کی دیوار کو پھلانگ کر بنگلے کے [...] دروازے کی طرف جانے لگے۔ چند مسلح افراد نظر آ رہے تھے [...] بنگلے کے چاروں طرف ٹہل رہے تھے لیکن ان کی نظریں جیمس [اور] جیرالڈ کو نہیں دیکھ رہی تھیں۔

دروازے اندر سے بند تھے۔ وہ دونوں روشندان کے راستے [...] اندر جانا چاہتے تھے۔ ایسے ہی وقت کال بیل کی آواز سنائی [دی] ایک مسلح گارڈ نے دروازے کے قریب آ کر جیب سے چابی [...] اس چابی سے دروازہ کھول کر اندر جانے لگا۔ اس کے ساتھ [...] دونوں بھی آ گئے۔

ایک بہت بڑے ہال نما ڈرائنگ روم میں چھ مرد اور [...] عورتیں تھیں۔ یعنی شاشا اپنے پانچ ماتحت اور شی شی اپنی [...] ماتحت حسیناؤں کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ وہ مسلح گارڈ ان [کے] قریب آ کر اٹینشن ہو گیا۔ شی شی نے کہا۔ "اور ایک بار کافی لے آؤ۔ یہ کپ وغیرہ یہاں سے اٹھا لو۔"

وہ تمام برتن ایک بڑی سی ٹرے میں رکھ کر وہاں سے کچن [میں] لے آیا۔ وہ دونوں اس کے ساتھ تھے۔ اس نے چولہا سلگا کر کیتلی میں پانی چولہے پر رکھ دیا پھر دوسری طرف جا کر پیالیاں دھو[نے] لگا۔

ایسے ہی وقت وہ دونوں نمودار ہو گئے۔ ایک نے جیب [سے] ایک کیپسول نما ڈبیا نکالی۔ اسے کھولا، پھر اس میں سے تھو[ڑا سا] سفوف کیتلی میں ڈال دیا۔ بلی ڈونا وہاں موجود تھی۔ ان دونوں کو نمودار ہوتے، کیتلی میں کچھ ڈالتے اور دوبارہ نادیدہ ہوتے دیکھ رہی تھی پھر دل میں بولی "شکر ہے، پہلے میں نمودار نہیں ہوئی ورنہ وہ دونوں مجھے دیکھ لیتے۔ میری لاعلمی میں وہ مجھے بھی نقصان پہنچا سکتے تھے۔"

کافی تیار ہو گئی۔ اس نے ایک چھوٹی سی ٹرالی میں بارہ پیالیاں، چینی، دودھ، کریم پاٹس اور کافی سے بھری ہوئی کیتلی رکھی پھر اس ٹرالی کو ڈرائنگ روم میں ان سب کے درمیان لے آیا۔ ایک حسینہ ان کے لیے الگ الگ کپ میں کافی انڈیلنے لگی۔ ان کی ضرورت کے مطابق کافی میں چینی، دودھ اور کریم ڈالنے لگی۔ وہ کافی کے کپ کو منہ لگانے سے پہلے اپنے منہ میں رکھی ہوئی گولی نکال نکال کر سامنے سینٹر ٹیبل پر رکھ رہے تھے۔

اگلا ایک منٹ بڑا سنسنی خیز تھا۔ نامعلوم خلائی زون کی اہم ہستیاں بیک وقت نابود ہونے والی تھیں۔ بلی ڈونا، جیمس اور جیرالڈ بڑی توجہ سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ ایک نے پیالی ہونٹوں سے لگا کر چسکی لی پھر منہ بنا کر بولا "عجیب سا ذائقہ ہے۔"

دوسرے نے کہا "ہاں ذائقہ مختلف ہے۔"

تیسرے نے بھی تائید کی۔ اس طرح چکھنے کی غرض سے سب نے ایک ایک گھونٹ پیا۔ کافی میں جو زہر ملایا گیا تھا، وہ زود اثر تھا۔ اس کافی کا ایک ہی گھونٹ کافی تھا۔ وہ سب اچانک ہی بدحواس ہو کر اپنی اپنی گولی کی طرف یوں ہاتھ بڑھانے لگے، جیسے نادیدہ بن کر موت سے چھپ جائیں گے۔

جیمس اور جیرالڈ کو اندیشہ ہوا کہ زہر نے اثر نہ کیا تو وہ نادیدہ بن کر روپوش ہو جائیں گے پھر کبھی ہاتھ نہیں آئیں گے۔ دونوں نے فوراً ہی نمودار ہو کر اپنی اپنی گن سنبھالی پھر سینٹر ٹیبل پر رکھی ہوئی گولیوں کی طرف جو بھی ہاتھ بڑھا رہا تھا، اسے گولیوں سے چھلنی کرنے لگے۔

وہ زہر سے اور گولیوں سے مرنے لگے۔ چند سیکنڈ میں صوفوں پر اور فرش پر لاشیں نظر آنے لگیں۔ فائرنگ کے وقت بلی ڈونا وہاں موجود نہیں تھی۔ اس نے شاشا اور شی شی کو وہاں غیر حاضر پایا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ جیمس اور جیرالڈ نے بھی ان کی غیر حاضری کا نوٹس لیا ہوگا۔ ایسے میں وہ فائرنگ کر کے غیر حاضر رہنے والوں کو خطرے سے آگاہ نہیں کریں گے۔

بلی ڈونا ان غیر حاضر رہنے والوں کو تلاش کرنے کے لیے دوسرے کمروں میں گئی۔ پتا چلا شاشا اور شی شی ایک بیڈ روم میں ہیں۔ اس نے بیڈ روم میں جانا مناسب نہیں سمجھا۔ اسی وقت فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ شاشا اور شی شی خود ہی پریشان ہو کر بیڈ روم سے باہر آئے پھر خطرہ محسوس کرتے ہی نادیدہ ہو گئے۔

انہوں نے ڈرائنگ روم میں آ کر دیکھا۔ ان کے دس ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور دو آدمی گن لیے کھڑے تھے۔ شاشا اور شی شی نے انہیں غصے اور نفرت سے دیکھا پھر ان کے پیچھے جا کر نمودار ہو گئے۔ جیمس اور جیرالڈ نے یہی نادانی کی تھی کہ وہاں بارہ میں سے دو افراد کی کمی پر دھیان نہیں دیا تھا۔ اس خوش فہمی میں تھے کہ انہوں نے تمام اہم افراد کو مار ڈالا ہے۔

ان کی نادانی سے دو بچ گئے تھے، وہ ان کے پیچھے موت بن کر پہنچ گئے۔ جیمس اور جیرالڈ لاشوں پر جھک کر ان کے لباس کے اندر سے گولیوں اور کیپسولوں کی ڈبیا نکال رہے تھے۔ شاشا اور شی شی نے اپنی گنیں سیدھی کیں پھر دوسرے ہی لمحے میں انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا۔

بلی ڈونا نہیں چاہتی تھی، شاشا اور شی شی نظروں سے اوجھل ہو جائیں۔ وہ ان کے قریب آئی پھر شاشا کے جسم میں سما گئی۔

شی شی نے کہا "کیا ہم نے انہیں ہلاک کرنے میں جلدی نہیں کی؟ ہمیں معلوم کرنا چاہیے تھا کہ یہ دونوں دشمن کون ہیں؟"

"یہ اسی ملک کے ہوں گے۔ ہم انہیں زخمی کر کے سوالات کرتے تو یہ جواب میں گولیاں نگل کر نادیدہ ہو جاتے۔ اب یہاں سے نکل چلو۔ یہ جگہ خفیہ نہیں رہی۔"

وہ اپنے مردہ ساتھیوں اور دشمنوں کے لباس سے گولیاں اور کیپسول حاصل کرنے لگے۔ ان سب کے سامان میں بھی سیکڑوں گولیاں اور کیپسول تھے۔ انہوں نے ان سب کو ایک بڑے پلاسٹک کے بیگ میں رکھا پھر وہاں سے نادیدہ ہو کر باہر آ گئے۔

باہر مسلح گارڈز خاموش کھڑے بنگلے کے بند دروازے کو دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اتنی زبردست فائرنگ کے بعد شاید انہیں اندر بلایا جائے گا لیکن انہوں نے کال بیل کی آواز نہیں سنی۔ صرف اس دروازے کو خود بخود کھلتے دیکھا۔ اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا۔

وہ نادیدہ ہو کر جا رہے تھے اور ان میں سے ایک کے اندر بلی ڈونا سمائی ہوئی تھی۔ احاطے کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ پولیس کی دو گاڑیاں احاطے میں داخل ہو رہی تھیں۔ وہ قانون کے محافظ فائرنگ کی وجوہات معلوم کرنے آئے تھے۔

وہ دونوں احاطے سے باہر آ کر ایک طرف چلنے لگے پھر ایک دیوار کے پیچھے سے گزرتے ہوئے نمودار ہو گئے۔ انہیں خلائی مخلوق کی حیثیت سے کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ ویسے بھی شی شی اسی ارضی دنیا کی رہنے والی تھی۔ شاشا نے اسے اپنی معمولہ بنا کر خلائی زون سے اس کا رشتہ جوڑ دیا تھا اور شاشا بھی اسی ارضی دنیا کا باشندہ دکھائی دیتا تھا۔ پلاسٹک سرجری کے نتیجے میں اب بندر نظر نہیں آتا تھا۔

وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر اس شہر کے ایک دور افتادہ علاقے میں آئے۔ وہاں ایک مکان مقفل تھا۔ شاشا نے کہا "میں اس مکان کو کئی دنوں سے ویران اور غیر آباد دیکھ رہا ہوں، یہاں ہم محفوظ رہیں گے۔"

وہ دروازہ مقفل رہا اور وہ روشندان کے راستے اندر آ گئے۔
وہاں آرام و آسائش اور ضروریات کا تمام سامان موجود تھا۔ شاشا نے وہاں اطمینان سے بیٹھ کر خیال خوانی کی۔ میجر کے خیالات پڑھے۔ وہ میجر چند اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ان سب کو یہ اطلاع مل گئی تھی کہ خلائی زون کا شاشا اور شی شی اپنے ساتھیوں کے ساتھ مارے گئے ہیں۔

یہ اطلاع جیمس نے خیال خوانی کے ذریعے اپنی موت سے پہلے دی تھی اور انہیں اس بنگلے کا پتا بھی بتایا تھا۔ فوج کے ایک سراغ رساں نے ان لاشوں کے درمیان جیمس اور جیرالڈ کی بھی لاشیں دیکھیں۔ یہی بات سمجھ میں آئی کہ وہ دونوں مقابلے کے دوران مارے گئے ہیں۔

امریکی اکابرین خوش تھے۔ دو سراغ رسانوں کی قربانی کے نتیجے میں ان کا ملک کسی نامعلوم خلائی زون کی مخلوق سے نجات حاصل کر چکا تھا۔ وہ اکابرین خوش ہو کر بول رہے تھے۔ شاشا نے وہاں بیٹھے ہوئے ایک افسر کی زبان سے کہا "تم سب کو زیادہ خوش نہیں ہونا چاہیے۔ تم بڑی حد تک کامیابی حاصل کرنے کے بعد کسی حد تک ناکام ہو چکے ہو۔"

تمام اکابرین اسے غور سے دیکھ رہے تھے پھر ایک نے پوچھا۔ "تم کون ہو؟"

"میری آواز تم سب پہچان رہے ہو مگر تمہیں یقین نہیں آرہا ہے کہ شاشا بول رہا ہے۔"

پھر انہیں شی شی کی آواز سنائی دی "میری آواز بھی پہچانو۔ کیا یہ بتانا ضروری ہے کہ میں شی شی ہوں۔"

سب ہی کو چپ سی لگ گئی۔ وہ ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ خاموش نظروں سے پوچھنے لگے کہ یہ کیا ہو گیا؟ وہ جیتی ہوئی بازی کیسے ہار گئے؟ خلائی مخلوق کے سربراہ شاشا اور شی شی زندہ کیسے رہ گئے؟

شی شی نے کہا "تم لوگ بہت ہی مکار اور کمینے ہو۔ دوست بن کر بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے والے تھے۔ دوستی کا فریب دے کر ہمارے جان نثاروں کو مار ڈالا۔ اب تمہارا کیا بنے گا؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "اب تو جو ہونا ہے' وہ ضرور ہوگا۔ یہ سمجھنا چاہیے کہ انتقامی کارروائی سے دونوں کو نقصان پہنچے گا۔"

"اب ہمیں نقصان کی پروا نہیں ہے۔ ہم چند روز تک اپنے ساتھیوں کا سوگ منائیں گے پھر اینٹ کا جواب پتھر سے دینے آئیں گے۔ فی الحال ہم جا رہے ہیں۔"

شاشا دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ شی شی سے کہنے لگا "ہمارے ساتھیوں کی موت سے میری کمر ٹوٹ گئی ہے۔ ہماری ٹیم میں باصلاحیت افراد نہیں رہے۔ بے شمار حسین عورتیں ہماری آلۂ کار ہیں۔ وہ لکیر کی فقیر ہیں۔ جتنا حکم دیا جاتا ہے' اتنا ہی کرتی ہیں۔ اپنی عقل سے کوئی کام نہیں کرتی ہیں۔"

وہ بولی "ہمیں پھر سے ایک مضبوط ٹیم بنانے میں کچھ وقت لگے گا۔ بہتر یہی ہے' ہم کچھ عرصے تک روپوش رہیں۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

وہ دونوں تھکے ہوئے انداز میں بستر پر لیٹ گئے۔ رات کو کھانے کے لیے اس مکان سے باہر نکلے۔ قریب ہی ایک ریستوران میں کھانے گئے۔ وہاں للی ڈونا نے موقع پا کر ان کے کھانے میں اعصابی کمزوری کی دوا ملا دی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ انہیں بھی زہر دے کر مار ڈالتی۔ اس طرح اپنے ملک امریکا کو آخری دشمنوں سے بھی نجات دلا دیتی لیکن للی ڈونا ان کی ٹیلی پیتھی کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتی تھی۔

جب وہ دونوں کھانے کے بعد اس مکان کے اندر آئے تو کسی قدر کمزور ہو گئے تھے۔ بیڈ روم میں آتے ہی بستر پر گر پڑے۔ آنکھیں بند کرنے سے پہلے اپنے اپنے منہ سے گولی نکال کر سرہانے رکھ لی۔ تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند میں ڈوب گئے۔ للی ڈونا نے ان کے سروں سے برین گارڈ ہٹا دیا پھر شاشا کے خوابیدہ دماغ میں پہنچ کر تنویمی عمل کرنے لگی۔

O☆O

میں نے گھڑی دیکھی۔ رات کا ایک بجا تھا۔ شاشا نے امریکی اکابرین کو بارہ گھنٹوں کی مہلت دی تھی اور کہا تھا کہ ان کی ریاست قائم کرنے کے لیے کوئی معقول علاقہ انہیں نہ دیا گیا تو وہ میرے تعاون سے امریکا کے شمالی علاقے میں اپنی ریاست قائم کریں گے۔

میں نے ٹھیک ایک بجے خیال خوانی کی پرواز کی اور شاشا کے دماغ میں پہنچنا چاہا لیکن خیال خوانی کی لہریں بھٹک گئیں۔ شاشا کا دماغ نہیں ملا۔ یا تو وہ مر چکا تھا یا تنویمی عمل کے ذریعے اس کی آواز اور لہجے کو بدل دیا گیا تھا۔ جب تک مجھے اس کی نئی آواز اور نیا لہجہ سنائی نہ دیتا' میں اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا یا پھر اس کے سر سے لگا ہوا برین گارڈ میرا راستہ روک رہا ہوگا۔

میں نے امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا کہ انہوں نے اس خلائی زون کی کئی اہم ہستیوں کو فنا کر دیا ہے۔ صرف شاشا اور شی شی بچ گئے ہیں اور انہوں نے چیلنج کیا ہے کہ چند دنوں کے بعد امریکا پر عذاب بن کر نازل ہوں گے۔

اس اعلیٰ افسر کے خیالات پڑھ کر یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ شاشا اور اس کی نادیدہ فوج کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے والے تھے۔ میں نے اس افسر سے کہا "تم لوگ ماں کے پیٹ سے قسم کھا کر آئے ہو کہ جب تک دنیا میں رہو گے' مسلمانوں سے دشمنی کرتے رہو گے۔ تم نے نئی خلائی مخلوق کو بابا صاحب کے ادارے میں پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں تمہیں کامیابی نہیں ہوئی لیکن ہم کامیاب ہو جائیں گے۔ امریکا کے شمالی حصے میں ایک نئی ریاست قائم کریں گے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "شاشا ابھی چند روز تک سوگ منائے گا۔ ہم نے اس کی کمر توڑ دی ہے' وہ اب اپنی ایک علیحدہ ریاست کا مطالبہ نہیں کرے گا پھر آپ اس ملک کے شمالی حصے میں کس کے لیے ریاست قائم کرنا چاہتے ہیں؟"

"میں نے فیصلہ کیا ہے کہ منکی ماسٹر اپنی آدھی فوج دوسری نئی ریاست میں رکھے گا۔"

"نہیں۔ ہم آپ کو ایسا نہیں کرنے دیں گے۔ وہ تمام بندر ابھی ایک ہی ریاست میں آرام سے ہیں۔ آپ انہیں ہمارے ملک میں بھی لانا چاہتے ہیں۔ اس طرح تمام بندروں کو ساری دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں۔ ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے۔"

"کل سے تمہارے شمالی علاقے میں ہزاروں مکانات' اسکول اسپتال' پارلیمنٹ' طبی اور سائنسی لیبارٹری کے لیے تعمیری سامان پہنچنا شروع ہو جائے گا۔ تمہاری طرف سے وہاں رکاوٹیں پیدا کی جائیں گی تو ہم واشنگٹن میں دہشت گردی اور تخریب کاری کریں گے۔"

"کیا آپ سمجھتے ہیں' ہم ایسی ہی دہشت گردی اسلامی ملکوں میں نہیں کر سکیں گے؟"

"وہ تو ہمیشہ سے کرتے آرہے ہو۔ آئندہ بھی کرو گے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ پہلے مسلمانوں کی طرف سے تمہارے ملک میں جوابی کارروائی کبھی نہیں ہوئی' اب ہوگی۔ جب تمہارے شہروں میں بدامنی پھیلتی ہے تو ایسے چیخنے لگتے ہو جیسے قیامت آگئی ہو۔ اب واقعی واشنگٹن میں قیامت آئے گی۔"

وہ فوج کے دوسرے اعلیٰ افسران اور اعلیٰ حکام سے رابطے کرنے لگا اور انہیں میرے عزائم بتانے لگا۔ وہ سب سمجھ رہے تھے کہ وہ نئی ریاست کے قیام میں رکاوٹیں پیدا کریں گے تو میں اس ملک کے بڑے بڑے شہروں میں تباہی پھیلاؤں گا۔ وہ کسی بھی حکمتِ عملی سے مجھے روک نہیں سکیں گے۔ یوں ان کے ملک میں تباہی پھیلے گی۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا اور ان کے سروں پر ایک نئی ریاست قائم ہو جائے گی۔

انہوں نے جناب تبریزی سے رابطہ کیا۔ ان سے التجا کی۔ "جناب! یہ فرہاد علی تیمور کا جارحانہ عزم ہے۔ وہ ہمارے ملک کے ایک حصے پر قبضہ جما رہا ہے اور وہاں ایک خلائی مخلوق کو آباد کرنا چاہتا ہے۔"

"فرہاد ایسا کیوں کر رہا ہے؟"

"جناب! وہ خلائی مخلوق کو دوست بنانے کے لیے ایسا کر رہا ہے۔"

"اور تم لوگ خلائی مخلوق کو دوست بنانے کے لیے انہیں اسلامی ملکوں کا راستہ بتاتے رہتے ہو۔"

"ہم انکار نہیں کریں گے۔ ہم ایسی غلطیاں کرتے رہے ہیں۔ آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں کریں گے۔ کسی خلائی مخلوق کو اسلامی ممالک میں پہنچانے والی دشمنی نہیں کریں گے۔"

"خلا سے پہلے منکی مخلوق آئی اب یہ عورتوں کی فوج آئی۔ آئندہ کسی اور مخلوق کے آنے کی توقع نہیں ہے اس لیے تم آئندہ دشمنی نہ کرنے کا وعدہ کر رہے ہو۔"

"آپ یقین کریں' ہم سچے دل سے وعدہ کر رہے ہیں۔ خلائی مخلوق آئندہ بار بار آئے' تب بھی ہم مسلمانوں سے دشمنی نہیں کریں گے۔"

"اگر کوئی دشمن مخلوق ہمارے ادارے میں آئے گی تو اس کا الزام تمہارے سر ہوگا کیونکہ تم لوگوں نے شاشا کو سبز باغ دکھائے ہیں۔ اسے ہمارے ادارے سے دلچسپی پیدا ہو گئی ہے۔"

"ہم نے شاشا کو بہت کمزور بنا دیا ہے۔ وہ بابا صاحب کے ادارے میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کر سکے گا۔"

"اور اگر بابا صاحب کے ادارے میں آنے کی جرأت کرے گا تو فرہاد سزا دینے کے لیے تمہارے ملک میں ایک نئی ریاست قائم کرے گا۔"

"ہمیں ایسی سزا منظور ہوگی۔ پلیز آپ ابھی فرہاد کو اس کے عزائم سے باز رکھیں۔"

جناب تبریزی نے مجھے مخاطب کیا "انہیں ذرا ڈھیل دو۔ اگرچہ ان کی ٹیڑھی دُم کبھی سیدھی نہیں ہوگی۔ اس کے باوجود انہیں سیدھا ہونے کا ایک موقع دو۔ جلد ہی ان کی اصلیت سامنے آجائے گی۔"

میں نے امریکی اکابرین سے کہا "میں فی الحال تم لوگوں کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھاؤں گا لیکن یہ وارننگ یاد رکھنا کہ کسی بھی خلائی مخلوق نے کسی بھی اسلامی ملک میں قدم رکھا تو اس کی سزا تمہیں ملے گی۔ تمہارے ملک کا ایک شمالی علاقہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اگر ایسا نہیں چاہتے تو تمام اسلامی ممالک کی سرحدوں کی حفاظت کرو۔ کبھی کسی دشمن کو ان ممالک میں داخل نہ ہونے دو۔ اسی میں تمہارے ملک کی بھی سلامتی ہے۔"

یہ ان کی خوش قسمتی تھی کہ پہلے انہیں شاشا اور اس کی لیڈیز آرمی سے نجات ملی پھر جناب تبریزی نے انہیں مجھ سے نجات دلائی۔ میں نے بھی ان کے پاس زیادہ وقت ضائع نہیں کیا کیونکہ علی' سائرہ اور اس کے دونوں بھائیوں کے ساتھ بابا صاحب کے ادارے میں آیا تھا۔ میں نے اپنی ہونے والی بہو کا پیار سے استقبال کیا۔ اس کی پیشانی کو چوما۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعائیں دیں۔ جناب تبریزی نے سائرہ' کامی اور جمی کو اپنے حجرے میں بلایا۔ وہ تینوں اس حجرے میں تنہا گئے۔ باقی سب باہر کھڑے رہے۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ باہر آئے۔ تینوں بہن بھائی خوش تھے اور کہہ رہے تھے کہ اس ادارے میں رہ کر تعلیم و تربیت حاصل کریں گے۔ پہلے سائرہ کا خیال تھا کہ وہ علی سے دور نہیں رہ سکے گی۔ جناب تبریزی کے سامنے پہنچتے ہی اس کے خیالات بدل گئے۔ وہ علی

سے بولی "میں یہاں تربیت حاصل کروں گی۔ تم بہت باکمال ہو۔ مجھے تمہارے شایانِ شان بننے کے لیے یہاں محنت کرنی چاہیے تاکہ تم مجھے شریکِ حیات بنا کر فخر کرسکو۔"
علی نے کہا "تم بہت اچھی ہو۔ مجھے یقین ہے کہ پوری لگن اور توجہ سے تربیت حاصل کروگی اور میں ضرور تم پر فخر کروں گا۔"
وہ اس سے رخصت ہو کر جانے لگا۔ اس وقت ایک نہایت حسین اور نوجوان لڑکی آئی۔ اس نے علی کو سلام کیا پھر کہا "آپ مجھے نہیں پہچانتے۔ میں فہمیدہ عرف فہمی ہوں۔ آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ صرف خیال خوانی کے ذریعے میری حالتِ زار سے آگاہ ہوئے۔ پھر میرے ابا کے ساتھ لاہور سے یہاں ٹریننگ کے لیے بھیج دیا۔"
علی نے کہا "اچھا تو تم وہی فہمی ہو۔ کراچی سے لاہور تک ٹرین میں سفر کرنے کے دوران میں نے تمہیں دیکھا نہیں تھا۔ صرف تمہارے حالات معلوم کیے تھے۔ خدا کا شکر ہے، تم یہاں خوش نظر آرہی ہو۔"
"میں بیان نہیں کرسکتی کہ کتنی خوش ہوں۔ میں نے یہاں ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے اور ایسی ایسی تربیت حاصل کررہی ہوں، جس کے بارے میں کبھی سوچا بھی نہیں تھا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا، میں کس طرح آپ کا شکریہ ادا کروں۔"
"جب تم اس ادارے سے باہر جاکر ہماری طرح کارنامے انجام دوگی تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ میں نے اس ادارے کے لیے تمہارا صحیح انتخاب کیا تھا۔ تم اپنے کارناموں کے ذریعے میرا شکریہ ادا کرسکوگی۔"
وہ ان سب سے رخصت ہو کر پیرس آگیا۔ وہاں جھیل کے کنارے اس کا ایک کاٹیج تھا۔ وہ کاٹیج میں آکر آرام کرنے اور سوچنے لگا کہ کچھ عرصے پہلے دیوی نے فرانس کے اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ بے شمار فرانسیسی جوانوں کو ٹیلی پیتھی بھی سکھائی تھی اور حکومتِ فرانس کو بابا صاحب کے ادارے کے خلاف بھڑکاتی رہی تھی۔
اس سلسلے میں دیوی شی تارا کچھ حاصل نہیں کرسکی۔ اس کی ایک ڈمی تمام فرانسیسی معمول اور تابعدار جوانوں کی نگرانی کرتی رہتی تھی۔ لیکن دیوی کو کبھی اتنا موقع نہیں ملا کہ وہ فرانس جیسے بڑے ملک سے خاطر خواہ فائدے اٹھاسکے۔
علی نے کاٹیج میں آکر آرام کرنے کے دوران پارس سے رابطہ کیا پھر اس سے پوچھا "دیوی سے تمہارے تعلقات کیسے ہیں؟"
"میں ایک بھائی کو تعلقات کے بارے میں کیسے بتاؤں۔ مجھے شرم آتی ہے۔"
"یعنی شرمندہ ہو، بتا نہیں سکتے؟"
"شرمندہ ہونے اور حیا سے شرمانے کے فرق کو سمجھو۔"
"یعنی تم حیا والے ہو اور اپنی بے حیائی پر شرما رہے ہو؟"
"میں باقاعدہ بیوی کے ساتھ ہوں، بے حیائی کے ساتھ نہیں ہوں۔"
"تمہاری محترمہ نے کچھ عرصے پہلے فرانس کے کئی اکابرین کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں، کیا دیوی اب بھی ان فرانسیسی تابعداروں پر حکومت کررہی ہے؟"
"میں دیوی کے دماغ پر حکومت کررہا ہوں۔ ایک مدت کے بعد اونٹنی پہاڑ کے نیچے آئی تو میں نے تنویمی عمل کے ذریعے اسے دبوچ لیا ہے۔ اب وہ ایک سگھڑ بیوی ہے۔ میرے پاؤں دابتی ہے اور سر مالش کرتی ہے۔ خدا سب کو ایسی خدمت گزار بیوی دے، بولو آمین۔"
"وہ بے چاری اسی خوف سے شادی نہیں کرتی تھی۔ آخر تم نے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا ہی لیا۔"
"میں کسی پر جبر نہیں کرتا۔ دیوی شی تارا کو جبراً معمول اور تابعدار نہ بناتا لیکن اس نے مجبور کردیا۔ اس نے مجھے غلام بنانے کی حماقت کی اور مجھے یہ سمجھا دیا کہ میں نے اس کی کھوپڑی کو اپنے شکنجے میں نہ رکھا تو وہ آئندہ بھی مجھ پر حملے کراتی رہے گی اور تابعدار بنانے کی ناکام کوشش کرتی رہے گی۔"
"تم دونوں کہاں ہو؟"
"میں تمہیں شی تارا کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں، معلوم کرلو کہ ہم کہاں ہیں؟ یہ بھی معلوم کرسکتے ہو کہ فرانسیسی اکابرین کے دماغوں پر اس کی حکمرانی ہے یا ختم ہوچکی ہے۔"
علی، پارس کے دماغ میں تھا۔ پارس شی تارا کے اندر آگیا۔ وہ کاٹیج کی کھڑکی کے پاس بیٹھی جھیل کا نظارہ کررہی تھی۔ علی نے چونک کر کہا "ارے! تم دونوں پیرس میں ہو اور میرے ساتھ والے کاٹیج میں ہو، یہاں کب آئے؟"
شی تارا نے پوچھا "پارس! یہ میرے اندر کون بول رہا ہے؟"
"میرا بھائی علی تیمور ہے۔"
"ہائے شی تارا! تمہارے پاس آکر خوشی ہورہی ہے۔ میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ ساری دنیا میں دیوی کہلانے والی کے دماغ میں بھی پہنچ سکوں گا۔"
"میرے دماغ میں پہلی بار میرا مرد آیا۔ کوئی دوسرا آنے کی جراُت نہیں کرسکتا۔ تم پارس کے ذریعے آئے ہو۔ اس لیے برداشت کررہی ہوں۔"
"تم پہلے پارس کو بھی برداشت نہیں کرتی تھیں۔"
"پہلے کی بات اور ہے۔ اب میں پارس کی دھرم پتنی ہوں۔ میں اپنے سوامی کی خوشی میں خوش ہوں۔"
"کیا، فرانس کے اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والے اب بھی تمہارے تابعدار ہیں؟"
"یہ میرے ذاتی معاملات ہیں۔"
پارس نے کہا "میں حکم دیتا ہوں، علی کے سوالوں کے جواب



دو۔" وہ بولی "ہاں، فرانس کے اکابرین اور ٹیلی پیتھی جاننے والے آج بھی میرے زیرِ اثر ہیں۔"
"تم اتنے عرصے سے فرانس میں کیا کررہی ہو؟"
"میں یہاں نہیں آسکی۔ مصروفیات کے باعث یہاں کے تابعداروں پر توجہ نہ دے سکی لیکن میری ڈمی ون نے اب تک انہیں غلام بنا رکھا ہے۔"
"اب کیا کرنے کا ارادہ ہے؟"
"جو میرے سوامی چاہیں گے، وہی کروں گی۔"
پارس نے کہا "میں چاہتا ہوں، تم اپنی ڈمی ون اور دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے اندر جاتی رہو۔ ہم تمہارے ذریعے ان سب کے دماغوں میں پہنچتے رہیں گے۔"
اس نے پارس کے حکم کی تعمیل کی۔ پہلے خیال خوانی کے ذریعے ڈمی ون کے اندر پہنچنا چاہا لیکن اس نے سانس روک لی۔ شی تارا کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔
پارس نے کہا "تمہاری ڈمی تمہارے اثر سے نکل چکی ہے۔"
اسی وقت ڈمی کی آواز سنائی دی "ہیلو دیوی جی! یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں؟ آپ کے دماغ میں کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا لیکن میں پہنچ گئی ہوں اور مجھ سے بھی پہلے کوئی دوسرا بھی پہنچا ہوا ہے۔"
"ابھی میں تمہارے پاس آئی تھی۔ تم نے سانس کیوں روک لی؟"
"آپ سمجھ سکتی ہیں جو تنویمی عمل مجھ پر کیا گیا تھا اس کی مدت ختم ہوچکی تھی۔ آپ نے دوبارہ عمل نہیں کیا، میں آزاد ہوگئی۔"
"میں حکم دیتی ہوں، مجھے اپنے دماغ میں آنے دو۔"
"اپنا حکم رہنے دیں۔ فرانس میں پچیس ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والے جوان ہیں، جو میرے زیرِ اثر رہتے ہیں۔ آپ ہم میں سے کسی کے اندر نہیں آسکیں گی۔"
"اس کا مطلب ہے، تم نے میرے خلاف محاذ بنالیا ہے؟"
"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔ صرف آزادی حاصل کی ہے اور پچیس ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک ٹیم بنائی ہے۔"
"ایک ٹیم یا تنظیم بنانا اور اس کا سربراہ بن کر رہنا بچوں کا کھیل نہیں ہے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑے زبردست لوگ ہیں۔ ان میں سے کوئی تمہیں ٹریپ کرلے گا۔"
"کوئی مجھے اس وقت ٹریپ کرے گا، جب میں اسے چیلنج کروں گی۔ آج آپ میرے دماغ میں آنا چاہتی تھیں اس لیے اتنی دیر باتیں ہوگئیں، میں جلد ہی اپنا لب و لہجہ بدل لوں گی تو آپ کی سوچ کی لہروں کو میرا دماغ نہیں ملے گا۔ آئندہ میں کسی سے نہ رابطہ کروں گی اور نہ کسی کے مقابلے میں آؤں گی۔ گمنام رہ کر عیش و عشرت کی زندگی گزارتی رہوں گی۔ یہ آپ سے آخری ملاقات تھی، میں جارہی ہوں۔"
وہ چلی گئی۔ شی تارا کے قبضے سے پچیس ٹیلی پیتھی جاننے والے نوجوان نکل چکے تھے۔ یہ بہت بڑا نقصان تھا۔ وہ مایوس ہو کر سوچ رہی تھی کہ اپنی ڈمی ون کو کس طرح دوبارہ اپنی گرفت میں لے سکے گی؟
پارس نے کہا "اسے آزاد رہنے دو۔ آزادی اس کا حق ہے۔ اسے دوبارہ کیوں تابعدار بناؤگی — کیوں دوسروں کو اپنا محتاج اور تابعدار بنا کر حکومت کرنا چاہتی ہو؟"
"میں اس دنیا میں حکومت کرنے کے لیے پیدا ہوئی ہوں۔ تم میرا ساتھ دوگے تو میں پھر ایک بار امریکا اور اسرائیل پر چھا جاؤں گی۔ اس دنیا کے نصف سے زیادہ ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے دماغوں پر حکومت کرنے لگوں گی۔ پلیز میرا ساتھ دو۔"
"میں کیوں ساتھ دوں۔ آرام سے زندگی گزار رہا ہوں۔ آرام اور اطمینان چھوڑ کر کیوں پریشانیاں مول لوں؟"
"وہ ڈمی ون اور اس کے پچیس ماتحت بابا صاحب کے ادارے کے قریب اسی شہر میں رہتے ہیں۔ وہ سب اس ادارے کے دشمن ہیں۔ کیا تم ان دشمنوں کو مغلوب نہیں کروگے؟"
"فرانس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور دوسرے اکابرین پہلے بابا صاحب کے ادارے کے دشمن نہیں تھے۔ تم نے انہیں مسلمانوں کے اس ادارے کے خلاف بھڑکایا تھا۔ اب تم مجھے ان کے خلاف بھڑکا رہی ہو۔"
"پہلے میں غلطی پر تھی۔ اب صحیح راستے پر چل رہی ہوں۔ بابا صاحب کے ادارے کی بھلائی چاہتی ہوں۔"
"خدا تمہیں بھلائی کی توفیق دے۔ میرے ساتھ بھی بھلائی کرو۔ مجھے آرام کرنے دو۔ تم اپنے طور پر جو کرنا چاہو، اس میں مجھے نہ گھسیٹو۔"
"ٹھیک ہے۔ میں پھر ڈمی ون کے دماغ میں جانے کی کوشش کروں گی۔ ہوسکتا ہے، اس بار کامیابی سے اس کے خیالات پڑھ سکوں اور اسے پھر سے اپنے زیرِ اثر لاسکوں۔"
اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر ایک منٹ کے اندر ہی واپس آکر بولی "پارس! مجھے اس کے اندر جگہ مل گئی ہے۔ وہاں مجھ سے پہلے ہی ایک عورت پہنچی ہوئی ہے۔ فوراً میرے ساتھ آؤ۔"
پارس نے شی تارا کے ساتھ اس کی ڈمی ون کے اندر آکر سنا، ایک نسوانی آواز کہہ رہی تھی "مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ تمہیں دیوی کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی اور اس نے تمہیں اپنے اندر گفتگو کرنے کا موقع دیا تھا۔"
"میڈم! اس دیوی کے اندر پارس موجود تھا۔ اس لیے دیوی نے پہلے محسوس نہیں کیا پھر جب محسوس کیا تو مجھے اپنے اندر سے نہیں نکالا۔ میں اپنی باتیں پوری کرنے کے بعد خود ہی چلی آئی۔"
"ہائے، پارس دیوی کے اندر ہے۔ میں جاؤں گی، اس کی آواز سنوں گی۔ اس کے بھائی علی کو اسلام آباد کے ایک اسپتال میں دیکھ

چکی ہوں۔ کسی طرح پارس کو بھی دیکھنا چاہتی ہوں۔"
"لیکن آپ خیال خوانی کے ذریعے صرف اس کی آواز سنیں گی' دیکھ نہیں سکیں گی۔"
"پہلے آواز تو سن لوں پھر اسے دیکھنے کا راستہ بھی نکال لوں گی۔"

پارس اور دیوی فوراً ہی ڈی ون کے اندر سے نکل آئے' وہ بولا "شی تارا! میں تمہارے دماغ میں رہوں گا' تم بیزاری ظاہر کرو' تاکہ میں تمہیں اپنے دماغ میں بلاؤں۔ اس طرح وہ دونوں بھی میرے اندر آئیں گی۔"

اس نے مختصر الفاظ میں شی تارا کو ضروری ہدایات دیں۔ وہ اس کی ہدایات کے مطابق بولی "تم اور کتنی دیر میرا سر کھاؤ گے۔ کوئی میرے اندر آئے تو میرا دماغ بوجھ محسوس کرتا ہے۔"

پارس نے کہا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا؟ کیا واقعی بوجھ محسوس کرتی ہو۔"

"کیا میں مذاق کر رہی ہوں؟"

"ناراض نہ ہو۔ چلو ایسا کرو' میرے دماغ میں آجاؤ۔"

چند لمحوں کے بعد جگہ بدل گئی۔ دیوی شی تارا پارس کے دماغ میں آگئی۔ اس کے ذرا دیر بعد ہی ڈی ون اور اس کی میڈم بھی وہاں آگئی۔ پارس نے کہا "اب تمہارا دماغ ہلکا ہو گیا ہو گا لیکن میں محسوس کر رہا ہوں جیسے تم اکیلی نہیں ہو' اپنی بچیوں کے ساتھ آئی ہو۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو۔ میری بچیاں کہاں سے آجائیں گی۔ ہماری شادی کو ابھی صرف تین دن ہوئے ہیں۔"

ڈی ون اور میڈم اس کے چور خیالات پڑھ رہی تھیں۔ پارس کے چور خیالات تو شیطان بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ وہ بھلا کیا پڑھتیں؟ انہوں نے وہی پڑھا جو پارس چاہتا تھا۔

اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے "کیا مصیبت ہے' یہ شی تارا میرا پیچھا نہیں چھوڑ رہی ہے۔ میں نے اپنی نئی گرل فرینڈ لوسی کو ٹائم دیا ہے وہ ایک گھنٹے بعد لاروش ریستوران میں آئے گی۔ مجھے کسی طرح شی تارا کو اُلو بنا کر یہاں سے جانا چاہیے۔"

یہ اس کے چور خیالات بول رہے تھے اور وہ شی تارا سے بول رہا تھا "تم کاٹیج میں آرام کرو۔ مجھے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔"

"ایسا کیا ضروری کام ہے کہ تنہا جا رہے ہو۔ کیا میں ساتھ نہیں چل سکتی؟"

"اس کام کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے ہے اور اس ادارے میں ابھی تک تمہیں میری بیوی تسلیم نہیں کیا گیا ہے۔ تم میرے ساتھ جاؤ گی تو ادارے کے اکابرین اعتراض کریں گے۔"

"تم کب تک واپس آؤ گے؟"

"دو چار گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے۔ اب میرے دماغ سے جاؤ۔"

شی تارا سے پہلے ڈی ون اور میڈم چلی گئیں۔ اب یہ عقل سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ دونوں لاروش ریستوران میں پارس کو ٹریپ کرنے یا کم از کم اسے دیکھنے ضرور آئیں گی۔

شی تارا نے پوچھا "کیا واقعی تم بابا صاحب کے ادارے کے کسی کام سے جا رہے ہو؟"

پارس نے کہا "میں ان دونوں کو ٹریپ کرنے والا ہوں۔ انہوں نے میرے چور خیالات سے یہ معلوم کیا ہے کہ میں ریستوران میں لوسی نام کی حسینہ سے ملنے جا رہا ہوں۔"

"یہ لوسی کون ہے؟"

"تم ہو۔ ڈی ون کے علاوہ کسی نے بھی تمہارا یہ چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ وہ اور اس کی میڈم تمہیں لوسی سمجھیں گی۔"

"میں بہت دیر سے سوچ رہی ہوں' یہ میڈم کون ہے؟"

"ڈی ون کے انداز سے پتا چلتا ہے کہ وہ میڈم کی تابعدار ہے۔ بہرحال تم فوراً لباس تبدیل کرو۔ یہ ساڑی اتارو' جینز اور شرٹ پہن کر لوسی بنو اور لاروش ریستوران جاؤ۔ میں دس یا پندرہ منٹ کے بعد وہاں پہنچوں گا۔"

وہ لباس تبدیل کرنے لگی۔ پارس نے سوچا' میڈم کہہ رہی تھی کہ اس نے علی کو اسلام آباد کے اسپتال میں دیکھا تھا پھر تو اسے جاننا ہو گا۔

وہ خیال خوانی کے ذریعے علی کے پاس آ کر بولا "ابھی میں ڈی ون کے دماغ میں جا کر ایک نسوانی آواز سنی۔ ڈی ون اسے میڈم کہہ کر مخاطب کر رہی تھی اور وہ میڈم کہہ رہی تھی کہ اس نے تمہیں اسلام آباد کے ایک اسپتال میں دیکھا ہے' کیا تم اسے جانتے ہو؟"

علی نے کہا "اسپتال کے کمرے میں صرف سائرہ' نرس یا لیڈی ڈاکٹر آتی تھی۔ وہ تینوں ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہیں۔ جبکہ وہ میڈم خیال خوانی کے ذریعے ڈی ون کے اندر تھی۔"

پھر وہ چونک کر بولا "او۔ یس' ایک حسین لڑکی دشمن بن کر آئی تھی۔ بڑی تیز طرار تھی۔ نادیدہ بن جاتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ میں زخمی اور کمزور ہوں' وہ مجھ پر تنویمی عمل کر سکے گی لیکن ناکام ہو کر چلی گئی۔"

پارس نے کہا "جو تمہارے مقابلے پر آنے کی جرأت کرے وہ بہت گہری اور باصلاحیت ہو گی۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے ڈی ون کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رکھا ہے۔"

"اب تم یقیناً اپنی فطرت کے مطابق اس لڑکی کا جغرافیہ معلوم کرنے کی کوشش کرو گے۔"

"میں نے ایسا چکر چلایا ہے کہ وہ ڈی ون کے ساتھ لاروش ریستوران میں ابھی آئے گی۔"

پارس نے اسے بتایا کہ شی تارا وہاں لوسی بن کر جا رہی ہے اور وہ لوسی کا عاشق بن کر وہاں پہنچے گا' علی نے کہا "لیکن وہ میڈم غلط کہہ رہی تھی کہ اس نے اسپتال میں مجھے دیکھا ہے۔"

"ابھی تم کہہ رہے تھے کہ وہ اسپتال میں تمہارے سامنے آئی تھی۔"

"ہاں' مگر اس نے بتایا تھا کہ وہ اصلی میڈم نہیں ہے بلکہ میڈم کی ڈمی ہے اور دیوی شی تارا کی طرح کبھی کسی کے سامنے نہیں آتی ہے۔"

"اس کا مطلب ہے' ریستوران میں اصلی میڈم نہیں آئے گی۔ کوئی بات نہیں' اس کی ڈمی کے ذریعے معلوم کیا جائے گا کہ وہ تازہ وارد ہونے والی میڈم کس قسم کی بلا ہے؟ پھر یہ کہ شی تارا... دوبارہ اپنی ڈمی کو اپنے قابو میں کرنا چاہتی ہے۔"

شی تارا ایک گھنٹے بعد لاروش ریستوران میں پہنچی پھر ایک کیبن میں آگئی۔ اسے کیبن کے باہر دور ایک میز پر دو حسین عورتیں نظر آئی تھیں۔ وہ دونوں اپنی جگہ بیٹھی اسے دیکھ رہی تھیں۔

پھر پارس وہاں آگیا۔ وہ دو حسینائیں وہاں سے اٹھ کر اس کیبن کے قریب آکر ایک میز کے اطراف بیٹھ گئیں۔ ڈی ون نے کہا "ہمیں یہاں سے ان کی باتیں سنائی نہیں دیں گی۔ آپ کرنا کیا چاہتی ہیں؟"

وہ بولی "میں غیر معمولی سماعت اور بصارت کی حامل ہوں۔ یہاں سے ان کی باتیں سن رہی ہوں۔ ذرا خاموش رہو' مجھے سننے دو۔"

وہ دونوں خاموش بیٹھی رہیں۔ پھر اس نے ڈی ون سے کہا "پارس بہت مکار ہے۔ ابھی اس کی باتوں سے پتا چل رہا ہے کہ کیبن میں کوئی لوسی نہیں ہے' وہ شی تارا ہے۔ اصلی دیوی شی تارا۔"

"کیا واقعی! آج تک کسی نے دیوی کو جسمانی طور پر کہیں موجود نہیں دیکھا۔ یہ کتنی حیرانی اور بے یقینی کی بات ہے کہ دیوی یہاں کیبن میں موجود ہے۔"

"تمہارے لیے دیوی اہم ہے اور میرے لیے پارس۔ یہ دونوں ہمیں ٹریپ کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے سوچا ہے کہ ہمیں دیکھتے ہی سایہ بن کر ہمارے اندر سما جائیں گے۔ اس سے پہلے ہی ہمیں سایہ بن جانا چاہیے۔ تم دیوی کے جسم میں سما جاؤ۔"

وہ دونوں ایک قریبی کیبن میں گئیں۔ وہ خالی تھا۔ دونوں چشم زدن میں نادیدہ بن گئیں۔

دوسرے کیبن میں شی تارا نے کہا "میں نے ریستوران میں دو عورتوں کو دیکھا ہے۔ جب میں یہاں آئی تو وہ مجھے دیکھ رہی تھیں۔"

پارس نے کہا "ہمیں نادیدہ بن کر ان دونوں کے قریب جا کر معلوم کرنا چاہیے۔"

وہ اس بات سے بے خبر تھے کہ جنہیں ٹریپ کرنے آئے ہیں' وہ پہلے ہی ان کے پاس آکر ان کے اندر سما گئی ہیں۔

اب دیوی اور پارس ان دونوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکیں گے۔ ڈی ون اپنی سابقہ مالکہ دیوی کو نہیں چھوڑے گی اور وہ میڈم جو یقیناً لیلی ڈونا تھی' وہ پارس کو آخری سانس تک نہ چھوڑنے کی قسم کھا چکی تھی۔

**شی تارا** اور پارس خوش فہمی میں رہ کر دھوکا کھا گئے۔ ان کا خیال تھا' للی ڈونا اور ڈمی ون لاروش ریستوران میں پارس کو دیکھنے آئیں گی اور یہ تصدیق ہونے کے بعد کہ وہ پارس ہے' للی ڈونا اسے ٹریپ کرے گی۔

پارس کی اصلیت معلوم کرنا آسان نہ ہوتا۔ اس کے لیے ذرا وقت لگتا۔ ریستوران میں پارس کی موجودگی کی تصدیق کرنے میں ضرور کچھ دیر لگتی۔ لیکن شی تارا اور پارس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ للی ڈونا غیر معمولی سماعت و بصارت کی حامل ہے۔ وہ دور بیٹھی پارس کی گفتگو سن رہی تھی۔ اس گفتگو سے یہ پتا چلا کہ اصل پارس اور دیوی شی تارا کیبن میں ہیں اور وہ دونوں اسے ٹریپ کرنے آئے ہیں۔

اس سے پہلے کہ پارس ان دونوں کی موجودگی سے واقف ہوتا' وہ دونوں سایہ بن گئیں۔ ڈمی ون سایہ بن کر دیوی شی تارا کے اندر سما گئی اور للی ڈونا پارس کے جسم کے اندر پہنچ گئی۔

پارس کے ساتھ پہلی بار ایسا ہوا۔ اس نے للی ڈونا کو پھانسنے کے لیے جال پھینکا تھا' خود اس جال میں الجھ کر رہ گیا تھا۔

شی تارا نے اس سے کہا تھا "اس ریستوران میں مَیں نے دو عورتوں کو دیکھا ہے۔ شاید وہی ڈمی ون اور اس کی میڈم ہوں گی۔"

ان دونوں عورتوں کو دیکھنے کے لیے وہ دونوں سایہ بن کر کیبن سے باہر آئے۔ ریستوران میں دور تک دیکھنے لگے۔ وہ دو عورتیں نظر نہیں آرہی تھیں۔ پارس نے شی تارا کے دماغ میں آکر کہا "وہ دونوں نہیں ہیں۔"

وہ بولی "میں نے ابھی انہیں یہاں دیکھا تھا۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دونوں کوئی خطرہ محسوس کرکے نادیدہ بن گئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو وہ یہاں موجود ہیں اور اب ہمیں نظر نہیں آئیں گی۔"

"یہ تو ہمارے لیے خطرہ بن گئی ہیں۔ ہمیں بھی اسی طرح نادیدہ رہنا چاہ[illegible] خیال خوانی کے ذریعے گفتگو کرنا چاہیے۔"

پارس سوچ میں پڑ گیا۔ اب اس کے ذہن میں یہ بات آرہی تھی کہ وہ دو بلا میں شاید کوئی چال چل چکی ہیں۔ اسی لیے ان کی طرف سے مستقل خاموشی ہے۔

ان دونوں کے سلسلے میں یہ معلوم تھا کہ للی ڈونا زیادہ طاقتور اور زیادہ صلاحیتوں کی مالکہ ہے اور ڈمی ون اس کی تابعدار ہے۔ اگر وہ خیال خوانی کی پرواز کرے گا تو للی ڈونا سانس روک لے گی۔ ڈمی ون بھی اپنے دماغ میں پرائی سوچ کی لہروں کو نہیں آنے دیتی تھی لیکن للی ڈونا اس کے اندر جاتی تھی۔ ایسے وقت پارس بھی اس کے خیالات پڑھ سکتا تھا۔

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ڈمی ون کے اندر پہنچا مگر اس نے فوراً سانس روک لی۔ اس نے پارس کو محسوس کرلیا تھا۔

دوسری بار پارس نے للی ڈونا کی آواز اور لہجہ اختیار کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچا تو جگہ مل گئی۔ ڈمی ون اپنے اندر للی ڈونا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ اس لیے اب وہ پارس کو بھی محسوس نہیں کررہی تھی۔

اس کے چور خیالات سے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ سایہ بن کر شی تارا کے اندر سمائی ہوئی ہے اور للی ڈونا نے سایہ بن کر پارس کے اندر جگہ بنالی ہے۔

پارس کو تشویش میں مبتلا ہونا چاہیے تھا۔ للی ڈونا اس کے اندر رہ کر اسے طرح طرح سے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ وہ جہاں جاتا اور مصروف رہتا' وہ اس کی مصروفیات اور اس کے راز معلوم کرسکتی تھی۔

وہ للی ڈونا کو اپنے اندر سے جبراً نہیں نکال سکتا تھا۔ کسی حکمت عملی سے ہی اس سے نجات حاصل کی جاسکتی تھی۔ شی تارا نے اس کے اندر آکر کہا "پارس! ابھی میرے اندر کوئی آنا چاہتا تھا۔ میں نے سانس روک لی۔ شاید وہ تمہارے اندر آئے گا۔"

"تم ابھی موجود ہو۔ اس لیے میں آنے والے یا آنے والی کو محسوس نہیں کرسکوں گا۔ بہتر ہے' تم چلی جاؤ۔"

وہ جیسے ہی گئی' پارس نے پرائی سوچ کو محسوس کیا پھر کہا "تم جو کوئی بھی ہو' یہ سن لو کہ میں بھی تمہارے دماغوں میں آسکتا ہوں۔ میں سب سے پہلے للی ڈونا اور ڈمی ون کے اندر آنے کی کوشش کررہا ہوں۔"

اس کے اندر آنے والی فوراً چلی گئی۔ پارس سوچ میں پڑ گیا کہ ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگر وہ شی تارا کو یہ بتاتا کہ اس کے اندر ڈمی ون سمائی ہوئی ہے تو یہ بات للی ڈونا اور ڈمی ون کو معلوم ہوسکتی تھی اور وہ یہ سمجھ سکتی تھیں کہ پارس کو بھی اپنے اندر للی ڈونا کی موجودگی کا علم ہوگیا ہے اور پارس یہ نہیں چاہتا تھا۔ وہ اپنے طریقہ کار کے مطابق للی ڈونا کو خوش فہمی میں مبتلا رکھنا چاہتا تھا کہ وہ انجان ہے اور للی ڈونا کی موجودگی سے بے خبر ہے۔

معاملہ بری طرح الجھ گیا تھا۔ اس نے شی تارا سے کہا "تم کاٹیج میں واپس جاؤ۔ میں بعد میں آجاؤں گا۔"

"تم یہاں رکنا چاہتے ہو؟"

"میں یہاں سے دوسری جگہ جاؤں گا۔ اب یہ نہ پوچھنا' کہاں جاؤں گا؟ اور کیوں جاؤں گا۔ ان دونوں کو تلاش کرنے کے لیے ہمیں ایک دوسرے سے الگ رہنا چاہیے تاکہ وہ ہمیں ایک ساتھ ٹریپ نہ کرسکیں۔"

"ہاں اس طرح ہم ٹریپ کیے جاسکتے ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے سے دور رہنا چاہیے۔ مگر رات کو ڈنر سے پہلے آجانا۔ میں کھانے پر انتظار کروں گی۔"

وہ جس کار میں ریستوران آئی تھی اسی میں واپس چلی گئی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ یہ جدائی لمبی ہوجائے گی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ خیال خوانی کے ذریعے پارس سے رابطہ رکھے گی۔



اور پارس چاہتا تھا' وہ خیال خوانی کے ذریعے بھی رابطہ نہ رکھے تاکہ للی ڈونا جو چال چلنا چاہتی ہے' جلد سے جلد چلے اور وہ اس کا توڑ کرسکے۔

اس نے کاٹیج میں آکر اپنے لیے کافی تیار کی۔ دو منٹ کے لیے باتھ روم میں گئی۔ پھر کچن سے کافی کی پیالی لے کر بیڈ روم میں آگئی۔ اس نے باتھ روم میں جو دو منٹ گزارے وہ ڈمی ون کے لیے بہت تھے۔ وہ اس کے اندر سے نکل کر کچن میں گئی تھی۔ کافی میں اعصابی کمزوری کی تھوڑی سی دوا ملائی تھی۔ پھر بدستور سایہ بن کر رہی اور تماشا دیکھتی رہی۔

ہونا وہی تھا' جو وہ چاہتی تھی۔ دیوی شی تارا عارضی طور پر اعصابی کمزوری میں مبتلا ہوگئی۔ بستر پر آکر لیٹ گئی۔ ٹیلی پیتھی اور پناٹزم کی دنیا میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے' مقابلے میں دشمن زبردست ہو تو پہلے اسے اعصابی کمزوری میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر تنویمی عمل کرکے اسے تابعدار بنایا جاتا ہے۔

دیوی جیسی زبردست ہستی کے ساتھ ایسا پہلی بار ہورہا تھا۔ وہ ہمیشہ غالب آتی رہی تھی۔ جسے چاہتی تھی' اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیتی تھی۔ ایسا پہلی بار ہوا کہ اس کے اشاروں پر ناچنے والی اس کی ڈمی ون نے اس پر تنویمی عمل کیا اور مالکہ بن کر رہنے والی دیوی کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالیا۔

پارس ایک ریستوران میں تھا۔ اس نے ایک مشروب کا آرڈر دیا۔ یہ یقین تھا کہ للی ڈونا اس ویٹر کے ساتھ جائے گی اور اس کے مشروب میں کوئی دوا حل کرے گی۔ پارس کو قابو میں کرنے کا یہی ایک راستہ تھا اور وہ یہی کررہی تھی۔

ویٹر نے وہ مشروب لاکر اس کے سامنے رکھا۔ پارس نے ایک گھونٹ پیا اور سمجھ گیا کہ جو سوچا تھا' وہی ہورہا ہے۔ اس نے صرف آدھا گلاس پیا۔ پھر یوں ظاہر کرنے لگا جیسے اس پر اچانک کمزوری غالب آرہی ہو۔ وہ بل ادا کرکے لڑکھڑاتا ہوا باہر آیا۔ پھر اپنی کار کی اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا اور گہری گہری سانس لینے لگا۔

للی ڈونا کو اس کے دماغ میں جگہ مل گئی تھی اور وہ اس کے خیالات پڑھ کر سمجھ رہی تھی کہ شکار اس قدر کمزور ہوگیا ہے کہ اب کار بھی ڈرائیو نہیں کرسکے گا۔

ٹیلی پیتھی جاننے والے پارس کے چور خیالات پڑھنے میں ناکام رہا کرتے تھے۔ جناب تبریزی ...... نے روحانی عمل سے اس کے دماغ کو کچھ ایسا بنایا تھا کہ اس پر کیا جانے والا تنویمی عمل بھی پائیدار نہیں ہوتا تھا۔ وہ چند گھنٹوں میں اس عمل کے اثر سے نکل جاتا تھا۔

جب للی ڈونا کو یقین ہوگیا کہ پارس کمزوری کے باعث نیم بے ہوشی کی حالت میں ہے اور کار ڈرائیو نہیں کرسکے گا تو وہ کار کے اندر ٹھوس جسم کے ساتھ ظاہر ہوگئی۔ مسکرا کر بولی "ہیلو فرہاد علی تیمور کے شہزادے! میں ایسا ہی بڑا شکار کھیلتی ہوں۔ تمہارا باپ بھی کیا یاد کرے گا کہ کسی للی ڈونا سے پالا پڑا تھا۔"

پارس کا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ ایک نہایت حسین و جمیل دوشیزہ نظر آئی۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنے پرس میں سے ایک شیشی نکال کر اپنے لباس پر پرفیوم اسپرے کررہی تھی۔ بڑی اچھی خوشبو تھی۔ پارس کی آنکھیں بند ہوگئیں۔

جب اس نے آنکھ کھولی تو خود کو ایک آرام دہ بستر پر پایا۔ یہ بھول گیا کہ پہلے کہاں تھا؟ وہ تنویمی عمل کے زیرِ اثر آچکا تھا۔ للی ڈونا نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔

یہ خوش فہمی تھی۔ اس سے پہلے دیوی شی تارا نے بھی اس کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ پھر اسے معمول اور تابعدار بنانے کے بعد اپنے دھرم میں لے آئی تھی۔ اسے ہندو بنا کر شادی کی تھی اور اس حقیقت سے بے خبر رہی تھی کہ وہ اس کے تنویمی عمل کے اثر سے نکل چکا ہے۔ اگلے چند گھنٹوں کے بعد للی ڈونا کی بھی خوش فہمی ختم ہونے والی تھی۔

وہ بستر پر لیٹا ہوا تھا' اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایسے وقت للی ڈونا کمرے میں آئی۔ مسکرا کر بولی "ہیلو پرنس! کیا حال ہے؟"

"کیا میں پرنس ہوں۔"

"ہاں شہزادے ہو۔ ایک ناقابلِ شکست بادشاہ کے بیٹے ہو۔ اسی لیے میں تمہیں پرنس کہتی ہوں۔"

"تم میری کون ہو؟"

"میں تمہاری کوئی نہیں ہوں۔ تم میرے دیوانے ہو۔"

"ہاں میں تمہیں دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوں۔ تم حسن و شباب کا ایک شاہکار مجسمہ ہو۔ جس فیکٹری سے بن کر آئی ہو' وہ فیکٹری بھی بے مثال ہوگی۔ تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام للی ڈونا ہے۔ میں ہوں تو امریکن مگر انڈونیشیا میں رہتی ہوں۔ دو گھنٹے بعد ایک فلائٹ سے ہم جکارتا جائیں گے۔"

"کیا میرا پاسپورٹ اور ٹکٹ ہے؟"

"مجھے ایسی فضول چیزوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہم نادیدہ بن کر سفر کریں گے۔ چلو اٹھو۔ سفر کی تیاری کرو۔"

"ہم نادیدہ کیسے بن سکتے ہیں؟"

"تمہاری جیب میں ایک ڈبیا ہے۔ اس میں چند گولیاں ہیں۔ اس میں سے ایک گولی نگل کر نادیدہ بن سکتے ہو۔ پھر اسے اگل کر جسمانی طور پر دوبارہ ظاہر ہوسکتے ہو۔"

اس نے جیب سے ڈبیا نکال کر ایک گولی نکالی۔ وہ بولی "ابھی اسے منہ میں رکھو۔ جب میں حکم دوں تو اسے نگل کر نادیدہ بن جانا۔ پھر جب کہوں تو اسے اگل کر حاضر ہوجایا کرو۔ جاؤ لباس تبدیل کرو۔ ہم روانہ ہونے والے ہیں۔"

وہ چند منٹ کے بعد اس بنگلے سے باہر آئے۔ پھر ایک ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ کر ائرپورٹ کی طرف جانے لگے۔ پارس نے کہا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ ہم عجیب و غریب انداز میں سفر کریں گے۔"

وہ پارس کے دماغ میں آکر بولی "تمہاری باتیں ٹیکسی ڈرائیور سن رہا ہے۔ سفر کے سلسلے میں باتیں نہ کرو۔"

وہ سوچ کے ذریعے بولا "تم بہت حسین ہو۔ کیا میں تمہارا ہاتھ پکڑلوں؟"

"نہیں۔ میں دور سے دیکھنے کی چیز ہوں۔ تم میری مرضی کے بغیر مجھے چھو نہیں سکو گے۔"

"یہ مجھ پر ظلم ہوگا۔ کیا میں دور سے دیکھتا رہوں اور للچاتا رہوں؟"

"مگر مجھے اچھا لگتا ہے کہ تمہارے جیسے مرد مجھے طلب کرتے رہیں اور میں سامنے رہ کر بھی ہاتھ نہ آؤں۔"

"جو پھول ہاتھ میں نہ آئے وہ شاخ پر مرجھا جاتا ہے۔"

"پھول اس کے ہاتھ کبھی نہیں آتا' جو اسے توڑ نہ سکے۔"

"میں تمہیں توڑلوں گا۔ اپنے کلیجے سے جوڑلوں گا۔"

"میرے پاس ایسی قوتیں ہیں جن کے سامنے بڑے بڑے شہ زور گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔ جیسے تم ٹیک رہے ہو۔ میرے تابعدار ہو۔ پاس بیٹھے ہو مگر میری اجازت کے بغیر مجھے چھو نہیں سکتے۔"

"سرِعام کیا کروں؟ تنہائی ملنے دو' دبوچ لوں گا۔"

وہ مسکرا کر بولی "یہ حسرت دل ہی میں رہ جائے گی۔"

ٹیکسی ائرپورٹ کے قریب پہنچ رہی تھی۔ بلی ڈونا نے کہا "اب ہم گولی نگل کر نادیدہ بنیں گے اور انڈونیشیا جانے والی فلائٹ میں سفر کریں گے۔ میں جب تک حکم نہ دوں' تم میرے ساتھ نادیدہ بنے رہو گے۔"

ائرپورٹ کے پارکنگ ایریا میں ڈرائیور نے ٹیکسی روکی۔ پھر پلٹ کر دیکھا تو ایک دم سے چونک گیا۔ اس کی ٹیکسی میں سفر کرنے والے مسافر اب پچھلی سیٹ پر نہیں تھے۔ وہ ٹیکسی سے باہر آکر چیخنے لگا "ارے وہ دونوں کہاں گئے؟ ابھی یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔"

کچھ لوگ قریب آئے۔ ایک سپاہی نے پوچھا "کیوں چلّا رہے ہو؟"

"وہ غائب ہوگئے ہیں۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ کیا یہ کہنا چاہتے ہو' یہاں کچھ لوگ تھے' جو غائب ہوگئے ہیں؟ یعنی کہ پہلے نظر آرہے تھے اب نظر نہیں آرہے ہیں؟"

"جی ہاں۔ وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے راستے میں گاڑی کہیں نہیں روکی۔ یہاں روک کر دیکھا تو وہ غائب ہوچکے تھے۔"

"کیا تم نشہ کرتے ہو؟ اگر اب چلّاؤ گے تو پولیس اسٹیشن لے جاؤں گا۔"

وہ پولیس اور تھانے کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتا تھا' مجبوراً چپ رہا۔ دل ہی دل میں سوچتا رہا کہ وہ غائب کیسے ہوگئے؟ کیا وہ پھر پچھلی سیٹ پر نمودار ہوں گے؟

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر پچھلی سیٹ کی طرف دیکھنے لگا' جو کچھ ہو چکا تھا' وہ اس کی سمجھ میں آنے والا نہیں تھا۔

○☆○

پچھلی قسط میں شاشا اور شی شی کا ذکر ہوچکا ہے۔ شاشا نے امریکی اکابرین کو چیلنج کیا تھا۔ بہت پریشان کیا تھا اور یہ طے تھا کہ شاشا اور شی شی امریکا کے کسی حصے میں اپنی ریاست ضرور قائم کریں گے۔ ایسے وقت بلی ڈونا نے بڑی چالاکی سے انہیں ٹریپ کیا۔ پھر ان دونوں پر تنویمی عمل کرکے انہیں اپنا تابعدار بنالیا۔ دشمن پہلے سے یہ منصوبہ بنا رہے تھے کہ خلائی مخلوق کو کسی طرح اسلامی ممالک میں پہنچایا جائے۔ سونیا نے ان کا راستہ روک رکھا تھا۔ اس نے اب تک کسی خلائی مخلوق کو کسی بھی اسلامی ملک کا رخ کرنے نہیں دیا تھا۔ اب اس کے خلاف یہ پلاننگ کی گئی تھی کہ خفیہ طور سے بابا صاحب کے ادارے میں داخل کرنے کے لیے خلائی مخلوق کا راستہ ہموار کیا جائے۔

بلی ڈونا نے اس پلاننگ پر عمل کرنے کی ابتدا کی۔ اپنے تابعدار شاشا اور شی شی کو امریکا سے پیرس لے آئی۔ ان دونوں کو سمجھا دیا کہ کس طرح انہیں بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کی کوشش کرنا چاہیے۔ وہ آئندہ خیال خوانی کے ذریعے انہیں گائیڈ کرتی رہے گی۔

وہ پیرس میں ہی رہ کر ان دونوں کو آلۂ کار بنائے رکھنا چاہتی تھی لیکن ایسے ہی وقت دیوی شی تارا اور پارس نظروں میں آگئے۔ وہ پارس کو ٹریپ کرنا چاہتی تھی۔ اسے یقین تھا کہ پارس اس کے زیرِ اثر آئے گا اور تابعدار بن کر رہے گا تو وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بہت بڑی طاقت بن جائے گی۔

کچھ عرصہ پہلے دیوی بھی یہی سوچتی تھی کہ کسی طرح پارس کو اپنے زیرِ اثر لے آئے گی تو تمام مخالفین کے مقابلے میں بہت بڑی طاقت بن جائے گی۔ اس کی یہ حسرت اس حد تک پوری ہوگئی تھی کہ وہ پارس کو اپنے زیرِ اثر لے آئی تھی۔ بعد میں اس کی خوش فہمی ختم ہوگئی۔ بازی پلٹ گئی اور وہ پارس کے زیرِ اثر آگئی تھی۔

بہرحال بلی ڈونا نے بھی یہی راستہ اختیار کیا۔ پارس کو اپنا معمول اور تابعدار بنانے کے بعد وہ پیرس میں نہیں رہنا چاہتی تھی۔ اندیشہ تھا کہ میری فیملی کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اسے چھین کر لے جائیں گے۔ اس نے انڈونیشیا میں رہائش اختیار کی تھی۔ وہ پہلی ٹیلی پیتھی جاننے والی تھی' جس نے اس خطے کو اپنا مسکن بنایا تھا۔ اب سے پہلے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے نے مشرقِ بعید کا رخ نہیں کیا تھا۔

کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بلی ڈونا وہاں کے کسی ملک میں رہتی ہے۔ وہ پارس کو بھی اپنی خفیہ رہائش گاہ کی طرف لے جارہی تھی۔ ہم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کے خیال کے مطابق نہ اس کے مقفل دماغ میں پہنچ سکتے تھے اور نہ ہی یہ سوچ سکتے تھے کہ ہمارا گمشدہ پارس انڈونیشیا میں ہوگا۔



اب پارس اور بلی ڈونا کا ذکر بعد میں ہوگا۔ ابھی یہ دیکھیں کہ شاشا اور شی شی بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کے لیے کیا کر رہے ہیں؟

وہ دونوں ایک چھوٹے سے بنگلے میں رہائش پذیر تھے۔ انہیں بابا صاحب کے ادارے کے بارے میں تفصیل سے بتادیا گیا تھا کہ آج تک اس ادارے میں کسی ایسے شخص نے قدم رکھنے کی جرأت نہیں کی' جو اس ادارے کے لیے ناپسندیدہ ہو۔ کسی دشمن تنظیم کے جیالوں کو بھی حوصلہ نہ ہوسکا کہ اس ادارے میں جھانک کر دیکھ سکیں۔ لیکن اب نادیدہ بن کر جانے کی سہولت حاصل ہوگئی تھی۔ اس طریقۂ کار سے اجازت حاصل کیے بغیر وہاں کے اندرونی حالات معلوم کیے جاسکتے تھے۔

شی شی نے کہا "وہ ادارہ بہت خطرناک ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ اس دنیا کا کوئی شخص اجازت حاصل کیے بغیر وہاں نہ جاسکا۔ تم خلائی مخلوق ہو' تمہیں آلۂ کار بنا کر بھیجا جارہا ہے۔"

شاشا نے کہا "یہ میں سمجھ رہا ہوں' ہمیں موت کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔ لیکن ہم اپنی عاملہ کی حکم عدولی نہیں کرسکتے۔ وہ جو احکامات دے چکی ہے' ان پر ہمیں عمل کرتے رہنا ہوگا۔"

"پھر کیا کہتے ہو' کیا ہم نادیدہ بن کر جائیں؟"

"میں نے ایک شخص کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔ میں چاہتا ہوں' اسے نادیدہ بنا کر پہلے وہاں بھیج دوں۔ ہم اس کے دماغ میں رہ کر معلوم کرتے رہیں گے کہ اس کے وہاں قدم رکھنے سے کسی کو خبر ہوتی ہے یا نہیں؟ ہمیں اس کے ذریعے وہاں کے تمام شعبوں کے متعلق معلومات حاصل ہوں گی۔ جب کوئی خطرہ نہیں ہوگا تو ہم دونوں اس ادارے میں جائیں گے۔"

"شاشا! یہ طریقہ اچھا ہے۔ اس طرح ہم محفوظ رہیں گے؟"

ایسے وقت بلی ڈونا نادیدہ بن کر پارس کے ساتھ طیارے میں سفر کر رہی تھی۔ اس نے شاشا کے دماغ میں آکر اس کے طریقۂ کار کو سمجھا پھر کہا "شاشا! یہ طریقہ درست ہے۔ پہلے اس آلۂ کار کو جانے دو۔ مجھے اس کے دماغ میں پہنچاؤ۔ میں بھی اس کے ذریعے اس ادارے کے اندرونی معاملات اور حالات کو سمجھوں گی۔"

شاشا اپنے اس آلۂ کار کے اندر پہنچا۔ وہ ایک کار ڈرائیو کرتا ہوا بابا صاحب کے ادارے کے قریب پہنچ گیا تھا اور شاشا کے اگلے حکم کا منتظر تھا۔ شاشا نے کہا "میں تمہیں حکم دیتا ہوں' گولی نگل کر نادیدہ ہوجاؤ اور وہاں سے پیدل ادارے کی طرف جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

وہ گولی نگل کر نادیدہ ہوگیا۔ جہاں اس نے کار روکی تھی' وہاں سے وہ ادارہ پندرہ منٹ کے فاصلے پر تھا۔ بلی ڈونا نے امریکی اکابرین سے کہا "میں وہ کام کر رہی ہوں' جو آج تک تم جیسی سپر پاور بھی نہ کرسکی۔ میرا ایک آلۂ کار چند منٹ بعد بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے والا ہے اور میں اس کے ذریعے اس ادارے کے ایسے اندرونی راز معلوم کرنے والی ہوں' جن کا علم آج تک کسی کو نہ ہوسکا۔"

امریکی اکابرین نے تسلیم کیا کہ وہ بہت ذہین اور تیز طرار ہے۔ اس نے اپنی ذہانت سے اپنے ملک امریکا کو شاشا سے نجات دلائی تھی۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بلی ڈونا! تم بابا صاحب کے ادارے کے اہم راز معلوم کرنے والی ہو۔ اگر تمہیں کامیابی ہوگی تو ہمارے لیے بھی راستہ کھل جائے گا۔ ہم بھی اپنے کسی آلۂ کار کو نادیدہ بنا کر وہاں بھیجیں گے۔ ہم چاہتے ہیں تم ایک آدھ گھنٹے میں ہمیں اپنی کامیابی کی خوش خبری سناؤ۔"

"میں ضرور رابطہ کروں گی۔ ابھی جارہی ہوں۔"

وہ اس آلۂ کار کے اندر آگئی۔ اب وہ آلۂ کار بابا صاحب کے ادارے کے مین گیٹ تک پہنچ گیا تھا۔

جناب علی اسد اللہ تبریزی محوِ عبادت تھے۔ قبلہ رو دو زانو ہوکر اپنے حجرے میں بیٹھے ساری دنیا سے لاتعلق ہوگئے تھے۔ وہ یادِ الٰہی میں اتنے غرق ہوگئے تھے کہ انہیں اپنی بھی خبر نہیں تھی۔

اچانک ہی انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ آگاہی حاصل ہوئی کہ کوئی غیر معمولی بات ہوئی ہے۔ انہوں نے "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدہ کیا۔ سجدے میں تین بار "سبحان ربی الاعلیٰ" پڑھا۔ ان کی

بالطنی آنکھ نے دیکھا کہ ادارے میں کوئی غیر متعلق شخص داخل ہو چکا ہے۔ اس نادیدہ کو انسانی آنکھیں نہیں دیکھ سکتی تھیں مگر باطنی آنکھ دیکھ رہی تھی اور اس کے دماغ کے اندر جھانک رہی تھی۔ وہ "اللہ اکبر" کہتے ہوئے سجدے سے اٹھ گئے۔

اب وہ مراقبے میں تھے اور اس آلۂ کار کے اندر پہنچ گئے تھے۔ وہ ایک عمارت کے اندر گیا۔ وہاں ٹی وی، کمپیوٹر اور فیکس مشینیں وغیرہ تھیں۔ عورتیں اور مرد مصروف نظر آرہے تھے۔

بلی ڈونا نے آلۂ کار سے کہا "یہ پورے ادارے کے انتظامات سنبھالنے والا دفتر ہے۔ آگے بڑھو۔"

وہ عمارت کے دوسرے حصے میں آیا۔ وہاں ایک وسیع و عریض ریکارڈ روم تھا۔ مختلف کمروں کے دروازوں میں نیم پلیٹ کی طرح تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ ان سے پتا چل رہا تھا کہ کسی کمرے میں دنیا کی خطرناک تنظیموں کے تفصیلی ریکارڈز تھے۔ کسی میں مختلف ممالک کے اہم راز تحریری دستاویزات کی صورت میں تھے اور وہ راز آڈیو اور وڈیو کیسٹس میں بھی تھے۔

وہ طبی اور سائنسی تجربہ گاہوں میں گیا۔ وہاں اس نے نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول بنتے دیکھے۔ ایک اسلحہ فیکٹری میں لیزر گن جیسے جدید ہتھیار دیکھے۔ پتا چلا ایک جگہ... تہ خانے میں ٹرانسفارمر مشین بھی ہے جس کے ذریعے نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

بلی ڈونا اور شاشا اس آلۂ کار کے دماغ میں تھے۔ اس سے باتیں کررہے تھے اور تسلیم کررہے تھے کہ بابا صاحب کا ادارہ ایسے تمام ممالک سے زیادہ مستحکم ہے جو سپرپاور کہلاتے ہیں۔

بلی ڈونا نے شاشا سے کہا "پہلے ارادہ تھا کہ اس ادارے میں داخل ہونے کا راستہ ملے گا تو فرہاد جیسی تمام اہم ہستیوں کو ہلاک کیا جائے گا لیکن اب ارادہ بدل رہی ہوں۔ وہاں سے تمام اہم راز چرا کر لائے جائیں گے۔ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول زیادہ سے زیادہ تعداد میں حاصل کیے جائیں گے۔"

"کیا آپ ایسا کریں گی؟"

"یہ کام تم شی شی کے ساتھ کروگے۔"

اس آلۂ کار کو واپس آنے کے لیے کہا گیا۔ وہ ادارے سے باہر آگیا۔ باہر گیٹ سے پیدل چلتا ہوا بہت دور کھڑی ہوئی کار کے پاس آیا۔ پھر گولی کو اگل کر جسمانی طور پر نمودار ہوگیا۔ اس کے بعد بولا "ہیلو بلی ڈونا اور شاشا! تم دونوں کئی گھنٹوں سے میرے دماغ میں بکواس کررہے ہو۔ میرا سر دکھنے لگا ہے۔ اتنی دیر تک کتے بھی نہیں بھونکتے ہیں۔"

بلی ڈونا غصے سے بولی "شاشا! تمہارا یہ آلۂ کار ہمیں کتا کہہ رہا ہے۔ میں اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کررہی ہوں۔ اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ اسے مرجانا چاہیے۔"

یہ کہتے ہی بلی ڈونا نے اس کے دماغ کو جھٹکا دیا۔ وہ ایسا جھٹکا تھا



کہ دماغ کی چولیں ہل جاتیں۔ تکلیف کی شدت سے چیخیں نکلنے لگتیں۔ لیکن اس آلۂ کار کا کچھ نہیں بگڑا، وہ اسی طرح سکون سے بیٹھا رہا۔

دوسری بار شاشا نے اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ بلی ڈونا نے بھی دوسری بار کوشش کی۔ آلۂ کار نے کہا "تھک جاؤ گے۔ میرے دماغ پر روحانی ٹیلی پیتھی کا اثر ہے۔ میرا دماغ تمہارے زلزلوں کو قبول نہیں کررہا ہے اور میں شاشا کے تنویمی عمل سے آزاد ہوچکا ہوں۔"

بلی ڈونا نے پوچھا "یہ تم بول رہے ہو یا تمہارے دماغ میں کوئی اور بول رہا ہے؟"

"میں بول رہا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لیے مجھے روحانی ٹیلی پیتھی کی قوت عطا کی گئی ہے۔ میں اس قوت کے ذریعے شاشا کے دماغ میں پہنچ رہا ہوں۔"

یہ کہہ کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر شاشا کے اندر پہنچ کر بولا "اسے کہتے ہیں نہلے پہ دہلا۔ میں تمہارا معمول تھا۔ تم میرے عامل تھے۔ اب میں تم پر حاوی ہورہا ہوں۔ تمہارا تنویمی عمل بے اثر ہوگیا ہے۔"

شاشا نے سانس روک لیا۔ وہ بولا "سانسیں روکتے رہو۔ میں روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے آیا ہوں۔ مجھے دماغ سے نہیں نکال سکو گے۔"

بلی ڈونا نے اس آلۂ کار کے دماغ میں پہنچ کر زلزلہ پیدا کرنا چاہا۔ وہ بولا "کیا کرتی ہو بی بی؟ مجھے شاشا سے نمٹنے دو۔ تم سے بھی نمٹ سکتا ہوں مگر تمہیں ڈھیل دی جارہی ہے۔ کیونکہ تم اپنے ساتھ خود ہی اپنی شامت لے جارہی ہو۔"

پھر وہ شاشا سے بولا "تجھے اس لیے ادارے میں قدم رکھنے اور وہاں کے کچھ راز معلوم کرنے کا موقع دیا گیا ہے کہ تیرے ذریعے بلی ڈونا اور اس کے ذریعے سپرپاورز کو اب ہماری قوت کا علم ہوجائے۔"

بلی ڈونا نے پوچھا "کیا بابا صاحب کے ادارے والوں کو تمہاری موجودگی کا علم تھا؟"

"نہیں تو علم تھا مگر تمہیں اب تک یہ علم نہیں ہورہا ہے کہ وہ ادارہ ابھی تم دونوں کے درمیان ہے۔"

"او گاڈ! مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"

"یقین کرنے کے لیے اور کیا رہ گیا ہے؟ میں ٹیلی پیتھی نہیں جانتا مگر خیال خوانی کررہا ہوں۔ میں شاشا کا معمول تھا۔ میرے کسی عمل کے بغیر اب وہ میرا معمول ہے۔ ابھی تم دیکھو گی کہ میری خیال خوانی ختم ہوتے ہی شاشا اور شی شی کی تمام غیر معمولی صلاحیتیں ختم ہوجائیں گی۔ بابا صاحب کے ادارے میں بغیر اجازت قدم رکھنے کی یہ سزا ہے۔ جاؤ بلی ڈونا اپنے امریکی اکابرین سے کہہ دو۔ یہ سزا ایک نمونہ ہے، آئندہ ہمارے اس ادارے کی طرف رخ کرنے والوں کے لیے......"

وہ آلۂ کار شاشا کے دماغ سے گم ہوگیا۔ بلی ڈونا بھی اس کے دماغ سے نکل آئی۔ اس نے دوسری بار اس کے اندر جانے کی کوشش کی لیکن وہ دماغ نہیں ملا۔ اس نے شی شی سے رابطہ کرنا چاہا۔ وہ بھی نہیں ملی۔ وہ زندگی میں پہلی بار روحانی ٹیلی پیتھی کے اثرات اور نتائج دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔

اس نے امریکی اکابرین کو مخاطب کیا اور کہا "وہ ادارہ بہت خطرناک ہے۔ وہاں ایک شخص نے قدم رکھا۔ اس کے ذریعے شاشا اور شی شی کو یہ سزا ملی کہ ان کی تمام غیر معمولی صلاحیتیں ختم ہوگئیں۔ اب ہم میں سے کوئی یہ نہیں جان سکتا کہ وہ دونوں کہاں ہیں؟ زندہ بھی ہیں یا مرچکے ہیں۔"

"کیا اس ادارے کے کچھ اندرونی راز معلوم ہوئے؟"

"سب سے بڑا راز یہی معلوم ہوا کہ وہ ادارہ کسی بھی سپرپاور ملک سے کم نہیں ہے۔ اپنی یہ خوش فہمی ختم کردو کہ ٹرانسفارمر مشین صرف امریکا میں ہے۔ یہ اس ادارے میں بھی ہے۔"

ایک امریکی جنرل نے کہا "ہمیں اندازہ تھا کہ وہ ادارہ اندر ہی اندر آتش فشاں بن رہا ہے۔ ویسے یہ ہمارے حق میں اچھا ہوا ہے کہ ان کی روحانی قوتوں کے ذریعے شاشا زیرو پاور بن کر کہیں گم ہوگیا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "کسی طرح منکی ماسٹر اور اس کی منکی مخلوق بھی تباہ و برباد ہوجائے تو ہم زمین والوں کو بہت بڑے عذاب سے نجات مل جائے گی۔"

امریکی اکابرین سے زیادہ اسرائیلی اکابرین اندیشوں میں مبتلا تھے کہ وہ منکی ماسٹر کسی وقت بھی انتقام لینے کے لیے ان کے ملک پر حملہ کرے گا۔ وہ دعا مانگتے تھے کہ منکی ماسٹر کو ان پر حملہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے اور ابھی تک ان کی دعا قبول ہورہی تھی۔

○☆○

منکی ماسٹر اپنے ہزاروں جاں نثاروں کے ساتھ ایک علیحدہ اور آزاد ریاست قائم کرچکا تھا۔ روسی حکومت نے پانی، بجلی، گیس اور ٹیلی فون کے علاوہ دوسری ضروریات کی چیزیں بھی فراہم کردی تھیں۔

ان روسیوں نے پہلے ہی دن سے یہ طے کرلیا تھا کہ ان منکی مخلوق کو عورتوں کا چسکا لگایا جائے گا۔ ویسے بھی وہ عورتوں کے دیوانے تھے۔ منکی برادر اور کمانڈر ایک عورت ہی کے فریب میں آکر مارے گئے تھے۔ منکی ماسٹر بھی تل ابیب میں ایک عورت سے دھوکا کھا کر اس کا قیدی بن گیا تھا۔

اس منکی ماسٹر نے توبہ کرلی تھی کہ آئندہ کسی عورت سے کوئی تعلق نہیں رکھے گا۔ اس نے اپنے جان نثاروں کو حکم دیا تھا کہ وہ عورتوں سے دور رہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں، اس نے اپنی ریاست میں عورتوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا تھا۔

اور یہ بات فطرت کے خلاف تھی۔ عورت کو ممنوعہ قرار دیا جائے تو مرد گمراہ ہوجاتے ہیں۔ باغی بن جاتے ہیں اور چوری چھپے گناہ کرنے لگتے ہیں۔

انہوں نے کچھ عرصے تک محرومی برداشت کی۔ اس کے بعد نہ کرسکے۔ وہ راتوں کو نادیدہ بن کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے آدھے گھنٹے میں روس کے شہروں اور دوسرے آباد علاقوں میں پہنچ جاتے تھے۔ پھر وہاں کی عورتوں کو شکار کرتے تھے۔

اکثر عورتیں ان کے آگے مجبور ہوجاتی تھیں۔ لیکن بعض عورتیں ان منکی مین کو ٹریپ کرتی تھیں۔ داد عیش دینے کے دوران ان کے کھانے پینے کی چیزوں میں زہر ملا دیتی تھیں۔ پھر اپنے لوگوں کی مدد سے گڑھے کھود کر ان کی لاشوں کو دفن کردیتی تھیں۔

پولیس اور انٹیلی جنس والے بھی ان عورتوں کی مدد کرتے تھے۔ تقریباً ایک ہفتے میں ایک ہزار سے زیادہ منکی مین لاپتا ہوگئے۔ منکی ماسٹر نے پریشان ہوکر سونیا سے کہا "میڈم! میرے جان نثار اتنی بڑی تعداد میں کہاں گم ہوگئے ہیں؟ میرے دوسرے جان نثار اپنے گمشدہ ساتھیوں کو تلاش کررہے ہیں۔ لیکن گم ہونے والوں میں سے کسی ایک کا بھی سراغ نہیں مل رہا ہے۔"

سونیا نے کہا "یہ تشویش کی بات ہے۔ تمہاری ریاست میں کوئی روسی آکر نہ جھگڑا کرتا ہے نہ کسی پر گولیاں چلاتا ہے۔ کوئی کسی کو

ہلاک نہیں کرتا پھر بھی تمہارے جان نثار نابود ہورہے ہیں۔"

"ہمیں روسی حکّام سے شکایت کرنا چاہیے۔"

"کس بات کی شکایت کروگے؟ تمہارا کوئی جان نثار روس کے کسی بھی شہر اور قصبے میں ہلاک نہیں ہوا ہے۔ بلکہ کوئی جان نثار ریاست سے باہر نہیں جاتا ہے۔ ریاست کے باہر ان کی ہلاکت کا کوئی ثبوت تمہارے پاس نہیں ہے۔"

"پھر میرے جان نثار کہاں گم ہورہے ہیں؟"

سونیا نے کہا "میرا اندازہ ہے کہ منکی مین راتوں کو نادیدہ بن کر ریاست سے باہر جاتے ہیں۔ دوسرے علاقوں میں اپنی ہوس پوری کرتے ہیں۔ ایسے وقت انہیں ہلاک کرکے ان کی لاشوں کو چھپایا جاسکتا ہے یا پھر وہ جس عورت کے پاس جاتے ہیں' اس کے دیوانے ہوکر اس کے ساتھ کہیں روپوش ہوجاتے ہیں۔"

ان کے ساتھ جو وارداتیں ہورہی تھیں ان کی تہ تک پہنچنا سونیا کے لیے مشکل نہ تھا۔ لیکن جناب تبریزی سے ہدایت مل چکی تھی کہ وہ ان معاملات میں دلچسپی نہ لے۔ خلائی مخلوق کا برا وقت آپہنچا ہے۔ وہ واپس چلی آئے۔

سونیا نے ہدایت پر عمل کیا۔ اس نے منکی ماسٹر سے کہا "میں گمشدہ جان نثاروں کی تلاش میں جارہی ہوں۔ جلد ہی واپس آجاؤں گی۔"

وہ بابا صاحب کے ادارے میں چلی آئی۔ جب پوری قوم گمراہ ہوجائے تو اس کے راہنما اسے راہِ راست پر لاتے ہیں یا وہ قوم خود سمجھتی ہے اور سنبھلتی ہے ورنہ تباہ ہوجاتی ہے۔

ارضی دنیا والے خلائی مخلوق کو اپنی دنیا میں برداشت نہیں کررہے تھے۔ سونیا انہیں اسلامی ممالک کی طرف جانے سے روکنے کے لیے جدوجہد کرتی رہی تھی۔ یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ وہ کب تک ان کا راستہ روکتی رہے گی؟

جب تک وہ ارضی دنیا میں رہتے' یہی اندیشہ رہتا کہ حالات کے تیور بدلتے ہی وہ سونیا کے قابو سے بھی باہر ہوسکتے ہیں۔ ان سے نجات کا ایک ہی راستہ تھا کہ وہ اپنے خلائی زون میں واپس چلے جائیں۔

اور کافی عرصے کے بعد ان کی واپسی کا راستہ ہموار ہورہا تھا۔ منکی ماسٹر یہ دیکھ کر بوکھلا گیا کہ ایک ماہ کے اندر تین ہزار سے زیادہ جان نثار لاپتا ہوگئے تھے اور اب تقریباً آٹھ سو رہ گئے تھے۔

اس نے نئے کمانڈر سے کہا "میڈم گمشدہ جان نثاروں کو تلاش کرنے گئی تھی' وہ بھی لاپتا ہوگئی ہے۔ ضرور اسے بھی ہلاک کردیا گیا ہے۔"

کمانڈر نے کہا "ماسٹر! وہ بہت ذہین لیڈی تھی۔ ہمیں بہت اچھے مشورے دیتی تھی۔ اب ہم کس سے مشورے لیں گے کہ ہمیں کرنا کیا ہے؟"

"کرنا کیا ہے؟ اپنے برے حالات کو سمجھنا ہے۔ ہم ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ اب سیکڑوں میں رہ گئے ہیں۔ ہماری تعداد ... کا عمل جاری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سیکڑوں بھی نہ رہیں' مرنے ... جائیں۔"

"یہ ارضی دنیا والے بڑے مکار ہیں۔ انہوں نے رازداری سے ہماری تعداد کم کی ہے کہ ہم شکایت بھی نہ کرسکتے۔ کسی کو الزام نہیں دے سکتے۔ ایک بات طے ہے کہ ... قوم کو عورتوں نے تباہ کیا ہے۔"

منکی ماسٹر نے کہا "عقل کہتی ہے کہ یہاں سے کوچ کر... ہم بھی دھوکے سے مارے جائیں گے۔"

انہوں نے باقی ماندہ جان نثاروں کو یکجا کرکے پوچھا "... کیا چاہتے ہو؟"

ایک نے کہا "یہ دنیا بہت خوبصورت ہے۔ یہاں سے ... جی بھی نہیں چاہتا ہے لیکن ہمارے لیے خطرہ بڑھ گیا ہے۔ ... لیے موت لکھ دی گئی ہے اور یہ موت چند دنوں میں یا چند ... میں آنے والی ہے۔"

"پھر کیا کیا جائے؟"

"ایک بار روسی حکّام سے کہا جائے کہ وہ چاہیں تو ... لوگوں کی پراسرار گمشدگی کا سلسلہ ختم کرسکتے ہیں۔ اگر وہ ... تباہی اور بربادی کی ذمے داریاں قبول نہیں کریں گے تو ہم ... چھوڑ کر خلائی زون میں واپس چلے جائیں گے۔ لیکن جانے ... یہاں کی تمام اہم تنصیبات کو تباہ کردیں گے اور تمام اکا... ہلاک کردیں گے۔"

"ہاں جب مرنا ہی ٹھہرا تو پھر دشمنوں کو مارتے ہوئے ... گے۔"

انہوں نے روسی حکّام سے شکایتیں کیں۔ انہوں ... "تمہارے فوجی افسران تمہاری ریاست میں آرہے ہیں۔ ا... جان نثاروں کو ایک میدان میں بلاؤ۔ وہاں عدالت قائم ہو... شکایات دور کی جائیں گی۔"

مقررہ وقت پر منکی ماسٹر' کمانڈر اور تقریباً آٹھ سو ... ایک میدان میں جمع ہوکر ان فوجی افسران کا انتظار کرنے ... اس بات سے بے خبر تھے کہ مسلح فوجی ان کے چاروں طرف ... بنے ہوئے تھے۔ جب یقین ہوگیا کہ وہاں تمام منکی مین آچکے ... انہوں نے اچانک نمودار ہوکر فائرنگ شروع کردی۔

ان سب کے پاس لیزر گنیں تھیں۔ ان گنوں کی شعاعیں ... دور جاتی تھیں کہ ان کی زد میں درجنوں افراد آکر ٹکڑے ... ہوجاتے تھے' وہ صرف چند سیکنڈ کی فائرنگ تھی۔ اس کے بعد ... مین بچے وہ فوراً ہی نادیدہ ہوگئے۔

لیکن بچنے والوں کی تعداد برائے نام رہ گئی۔ تقریباً ... روسی فوجیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر لیزر گنوں کا صرف ... ہی برسٹ مارا تھا۔ پھر دور تک جانے والی شعاعوں نے تقریباً ... منکی جان نثاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

... انہیں بڑی چالبازی سے گھیر کر ختم کیا گیا۔ منکی ماسٹر کی کمر ٹوٹ گئی۔ اس کے پاس فوج نام کی کوئی چیز نہیں رہ گئی تھی۔ وہ غصے اور جنون میں اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ماسکو پہنچا۔ فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں تک پہنچنے میں صرف آدھا گھنٹا لگا۔ وہ شہر سے دور ایک ایٹمی تنصیب کے پاس آئے۔ پھر نمودار ہوکر لیزر گن سے فائرنگ کی۔

وہ نادان نہیں تھے۔ یہ جانتے تھے کہ منکی ماسٹر ایسی جوابی کارروائی کرے گا۔ انہوں نے وہاں حفاظت کا پورا انتظام کیا تھا۔ جب وہ نمودار ہوکر فائرنگ کرنے لگے تو ان کے پیچھے روسی فوجیوں نے نمودار ہوکر فائرنگ کی۔ وہ پھر بے خبری میں مارے گئے۔

منکی ماسٹر اور کمانڈر نادیدہ تھے اس لیے بچ گئے۔ اس آخری حملے میں کوئی منکی مین نہ بچ سکا۔ خلائی زون سے آنے والے صرف دو رہ گئے۔ ان کے ہاتھوں سے ہتھیار چھوٹ گئے۔ انہوں نے صدمات سے چور ہوکر فلائنگ کیپسول کو منہ میں رکھا۔ پھر پرواز کرتے ہوئے اس دنیا سے دور خلا کی وسعتوں میں گم ہوگئے۔

خلائی مخلوق۔ ہائے خلائی مخلوق۔ آہ خلائی مخلوق۔ واہ خلائی مخلوق۔ بڑا احسان کیا۔ خس کم جہاں پاک کیا۔

○☆○

دیوی شی تارا بستر پر پڑی ہوئی تھی۔ آنکھیں کھول کر اس ماحول کو دیکھ رہی تھی اور سوچ رہی تھی "میں کہاں ہوں؟"

"تم میرے بنگلے میں ہو۔"

"کون؟ میری ڈی سجاتا؟ میرے دماغ میں کیوں آئی ہو۔ جاؤ میں ابھی تمہارے اندر آؤں گی۔"

اس نے سانس روک کر اپنی ڈی سجاتا کو اپنے اندر سے نکالنا چاہا مگر سانس نہ روک سکی۔ سجاتا نے کہا "تم مجھے اپنی ذات سے الگ نہیں کرسکو گی۔ پہلے میں تمہاری ماتحت اور تابعدار تھی۔ اب تم میری داسی اور خدمت گار بن کر رہو گی۔"

"کیا تم نے مجھ پر تنویمی عمل کیا ہے؟"

"کیا اب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ تم مجھے اپنے اندر سے نکال نہیں پارہی ہو۔ اپنے اختیار میں نہیں ہو۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی پھر بولی "ہاں۔ اب سمجھ میں آرہا ہے۔ تم نے ریستوران سے میرا تعاقب کیا ہوگا۔ سایہ بن کر میرے اندر رہ کر مجھے ٹریپ کیا ہے۔"

"میں نے جیسے بھی کیا ہے' تم ٹریپ ہوچکی ہو۔"

"تم پچھتاؤ گی۔"

"ابھی تم پچھتاؤ۔ وہ میرا بستر ہے۔ وہاں سے اٹھو اور ایک ملازمہ کی اوقات میں رہو۔"

اس نے سجاتا سے نفرت محسوس کرنے کے باوجود اس کے حکم کی تعمیل کی۔ بستر سے اتر کر کھڑی ہوگئی۔ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی بیڈ روم سے باہر ایک کاریڈور میں آگئی۔ پھر اس کاریڈور سے گزر کر بڑے سے ڈرائنگ روم میں آئی۔ وہاں ایک صوفے پر سجاتا بڑے شاہانہ انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔ شی تارا اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔

وہ بولی "آؤ دیوی جی! تم بڑے عرصے تک دیوی بن کر حکمرانی کرتی رہی ہو۔ آج سے میں تم پر حکومت کروں گی۔"

شی تارا اس کے قریب آئی۔ پھر ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔ سجاتا نے کہا۔ "کھڑی ہوجاؤ۔ کنیزیں اپنی مالکہ کے آگے کھڑی رہتی ہیں۔"

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی' کہنے لگی "مجھ میں آتما شکتی ہے۔ تم ہمیشہ مجھے تابعدار بناکر نہیں رکھ سکو گی۔ میں جلد ہی تم سے نجات حاصل کرلوں گی۔"

"میں جانتی ہوں' تم آتما شکتی والی ہو۔ میرا تنویمی عمل ذرا بھی کمزور ہوگا تو تم میری گرفت سے نکل جاؤ گی۔"

"ہاں ایسے وقت سے ڈرو۔"

"میں ایسا وقت نہیں آنے دوں گی۔ ہر رات سونے سے پہلے تم پر تنویمی عمل دہراتی رہوں گی۔ اس طرح یہ عمل نہ کبھی کمزور ہوگا اور نہ تم مجھ سے نجات حاصل کرسکو گی۔"

دیوی خاموش رہی۔ سجاتا نے کہا "تم نے فرانس کے اکابرین کو اور کئی جوانوں کو ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی تھی پھر انہیں میرے حوالے کردیا تھا۔"

"ہاں مجھے یقین تھا کہ تم ہمیشہ میری تابعدار رہو گی اور تمہارے ذریعے وہ درجنوں فرانسیسی اکابرین اور جوان بھی میرے تابعدار رہیں گے لیکن افسوس میری برتری ختم ہوچکی ہے۔"

"اس ملک کے اکابرین اور جوان میرے تابعدار ہیں لیکن ان میں سے کچھ آزاد ہوگئے ہیں۔ ان آزاد ہونے والوں میں میجرنی ہنٹر میرا جانی دشمن ہے۔ کیا تمہیں میجرنی ہنٹر یاد ہے؟"

"نہیں۔ میں بھول چکی ہوں۔"

"میجرنی ہنٹر نے کئی فرانسیسی جوانوں کو اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے۔ اپنی ایک الگ تنظیم بنائی ہے۔ وہ ان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی ٹریپ کرتا رہتا ہے' جو میرے زیرِ اثر ہیں۔ اس طرح میرے تابعداروں کی تعداد کم ہورہی ہے۔"

"حکومت کرنا اور دوسروں کو غلام بنائے رکھنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے۔ تمہاری یہ برتری عارضی ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ جو کہتی ہوں' وہ کرو۔ تم آتما شکتی کے ذریعے یوگا جاننے والوں کے بھی دماغوں میں پہنچ جاتی ہو۔ اس میجر کے اندر بھی پہنچ کر اسے ٹریپ کرسکتی ہو۔"

"آتما شکتی اسی وقت کام آتی ہے' جب میں آزاد رہتی ہوں۔ ابھی میں اس شکتی سے محروم ہوں۔ محروم نہ رہتی تو ابھی معمولہ اور تابعدار بنانے کا مزہ چکھادیتی۔"

سجاتا نے اس کے اندر پہنچ کر زلزلہ سا پیدا کیا۔ دیوی چیخ مارتی

ہوئی فرش پر گر پڑی۔ وہ غصے سے بولی "کتیا کہیں کی۔ دیوی سے داسی بن گئی مگر اکڑ نہیں گئی۔ اپنی مالکہ سے منہ زوری کرتی ہے۔ مجھے مزہ چکھانے کی بات کرتی ہے۔ لے اب مزہ چکھتی رہ۔"

اس کا دماغ پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ وہ تکلیف برداشت کررہی تھی اور بڑی نقاہت سے کراہ رہی تھی۔ ایسے وقت میجرنی ہنٹر نے سجاتا کے اندر آکر کہا "ہیلو۔ سانس نہ روکنا۔ میں ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ بولی "میں نے پہلے بھی کہا تھا' میرے پاس براہِ راست نہ آؤ۔"

"تم سے رابطے کا سلسلہ کیا ہوسکتا ہے؟"

"میں تمہارے دماغ میں آؤں گی۔ تم مجھے اپنے کسی آلۂ کار کے دماغ میں پہنچاؤ۔ ہم اس کے اندر رہ کر گفتگو کرسکیں گے۔"

میجر نے اسے ایک فون نمبر بتایا۔ ایسے وقت دیوی شی تارا کراہتے ہوئے کہہ رہی تھی "میں دماغی تکلیفیں برداشت کرتے کرتے مرجاؤں گی لیکن تمہیں اپنی مالکہ تسلیم نہیں کروں گی۔"

میجر نے سجاتا سے باتیں کرنے کے دوران دیوی کی آواز اور لہجے پر توجہ دی۔ پھر چشم زدن میں اس کے اندر پہنچ گیا۔ سجاتا نے اس کے دماغ کو لاک کیا تھا لیکن اس وقت دیوی کا دماغ کمزور تھا اس لیے میجر کو اس کے اندر جگہ مل گئی۔

اس کے خیالات پڑھ کر میجر خوش ہوگیا کہ وہ دیوی شی تارا تک پہنچ گیا ہے۔ سجاتا نے توجہ نہیں دی۔ وہ میجر کے آلۂ کار کے نمبر ڈائل کررہی تھی اور رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ فون میں کوئی خرابی پیدا ہوگئی تھی۔ میجر کو دیر تک دیوی کے اندر رہنے اور اس کے حالات معلوم کرنے کا موقع مل گیا۔

پھر وہ اس کے ذریعے معلوم کرنے لگا کہ وہ پیرس کے کس علاقے اور بنگلے میں رہتی ہے۔ یہ باتیں دیوی سے معلوم نہیں ہوسکتی تھیں۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ سجاتا نے اسے کس بنگلے میں تابعدار بنا کر رکھا ہے۔

سجاتا حقارت سے کہہ رہی تھی "دیکھو۔ تم کس طرح میرے قدموں میں پڑی ہوئی ہو۔ چلو اپنا یہ سرِ پُرغرور میرے پیروں پر رکھ دو۔"

دیوی اس سے نفرت کررہی تھی لیکن اس کے حکم سے انکار نہیں کرسکتی تھی۔ یہ نہیں چاہتی تھی کہ جو اس کی خادمہ رہ چکی ہے اس کے قدموں پر سر رکھے لیکن تنویمی عمل کی شدت اسے تابعداری پر مجبور کررہی تھی۔ وہ فرش پر سے ذرا اٹھی۔ سجاتا سے ایک گز کے فاصلے پر تھی' اس کے قدموں تک پہنچنے سے پہلے لڑکھڑا کر ایسے گری کہ میز پر رکھے ہوئے پھلوں کی ٹرے بھی اس کے ساتھ فرش پر آگئی۔

ان پھلوں کے ساتھ ایک چاقو بھی لگا ہوا تھا۔ میجر نے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ دیوی کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ سجاتا کہہ رہی تھی "سؤر کی بچی! ایک قدم چل نہیں سکتی؟"

اسے آگے کہنے کا موقع نہیں ملا۔ دیوی نے یکبارگی چاقو کو گرفت میں لے کر اس پر حملہ کیا۔ اس نے چیخ مارتے ہوئے بچنے کی کوشش کی۔ بچ تو گئی مگر زخمی ہوگئی۔ دیوی سے دور جاکر فرش پر گر پڑی ملازموں کو آوازیں دینے لگی۔

میجر نے اس کے اندر آکر کہا "ہیلو سجاتا! کیا مجھے اپنے اندر سے نکال سکتی ہو؟"

اس کے دیدے پھیل گئے۔ وہ چیخ کر بولی "نہیں۔ جاؤ' چلے جاؤ۔ میرے اندر سے نکل جاؤ۔"

"شامت جانے کے لیے نہیں آتی۔ اب تمہارے مقدر میں جو ہے اسے بھگتنا ہے۔ پہلے اپنے ملازم سے کہو' دیوی شی تارا سے اچھا سلوک کرے اور تمہاری مرہم پٹی کرے۔"

سجاتا نے ایک ملازم سے کہا "دیوی جی کو میرے بیڈ روم میں لے جاؤ اور ان کے آرام کا خاص خیال رکھو۔"

ملازم نے پوچھا "کیا ڈاکٹر کو بلاؤں؟"

"نہیں۔ فرسٹ ایڈ باکس لاؤ اور میری مرہم پٹی کرو۔"

پھر وہ میجرنی ہنٹر سے بولی "میں تمہاری باتیں مان رہی ہوں۔ پلیز اب جاؤ۔ مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

"کیا تم چاہتی ہو' میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں؟"

"نہیں۔ پلیز ایسا نہ کرنا۔"

"پھر یہاں سے اٹھو اور دوسرے بیڈ روم میں جاکر آرام سے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

"میں بستر پر جاؤں گی تو تم مجھے سلا کر تنویمی عمل کروگے۔"

"یہ تو کرنا ہی ہے۔ اگر چاہتی ہو کہ جبر نہ کروں تو خوشی سے راضی ہوجاؤ۔"

وہ بڑی بے بسی سے اٹھ کر دوسرے بیڈ روم کی طرف جانے لگی۔ میجرنی ہنٹر کو اچانک ہی بہت بڑی کامیابی حاصل ہو رہی تھی۔ ایک طرف سجاتا اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے اس کی گرفت میں آرہے تھے۔ دوسری طرف ٹیلی پیتھی کی دنیا میں دیوی بن کر حکومت کرنے والی بھی اس کی معمولہ اور تابعدار بننے والی تھی۔

○☆○

ملی ڈونا اور پارس نادیدہ بن کر طیارے میں سفر کر رہے تھے۔ پارس نے کھڑکی کے پار دیکھا' وہ طیارہ انڈونیشیا کی فضاؤں میں پرواز کر رہا تھا۔

دور پستیوں میں وسیع و عریض سمندر کی آغوش میں بے شمار چھوٹے بڑے جزیرے نظر آرہے تھے۔ وہ تیرہ ہزار چھ سو ستتر ۱۳۶۷۷ سے کچھ زیادہ ہی جزیرے تھے۔ ان جزیروں کا مجموعہ انڈونیشیا کہلاتا ہے۔ انڈونیشیا کے پانچ بڑے جزیروں میں سے جاوا' سماترا' اور بالی بہت مشہور ہیں اور ملی ڈونا کی رہائش جاوا کے دارالسلطنت جکارتا میں تھی۔



ان دونوں نے طیارے میں نادیدہ رہ کر اچھا وقت گزارا تھا۔ ان دونوں مسافروں کی ایسی حرکتیں بھی دیکھتے رہے تھے' جو دوسرے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ان مسافروں میں ایک لڑکی بہت سہمی ہوئی تھی۔ اس کے خیالات پڑھنے سے پتا چلا کہ اس کا تعلق ایک غریب گھرانے سے ہے۔ ذہین اور تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود اسے کہیں ملازمت نہیں ملتی تھی۔ ایسے میں وہ ایک اسمگلر کے ہتھے چڑھ گئی۔ اس اسمگلر نے پوچھا "کیا نام ہے تمہارا؟ اور اچھا کمانے کے لیے کیا کرسکتی ہو؟"

"میرا نام اناتا ہے۔ حالات نے مجھے اس قدر مجبور کردیا ہے کہ میں کچھ بھی کرسکتی ہوں۔"

"ہیروئن کے کچھ پیکٹس جکارتا پہنچانا ہے۔"

وہ گھبرا کر بولی "میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا۔"

"تمہاری معصومیت سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایسا دھندا نہیں کیا ہے۔ اتنی معصوم ہو کہ کسٹم والے دھوکا کھاجائیں گے۔"

"میں نہیں جانتی یہ مال کیسے لے جانا ہوگا۔"

"ایک عام سا لیڈیز بیگ اپنے ساتھ رکھوگی۔ اسی میں پیکٹس ہوں گے۔ وہ تمہارے ضروری سامان کے نیچے چھپے ہوں گے۔"

"کسٹم والے چیک کریں گے۔"

"میں پیرس کے کسٹم والوں سے مال نکال کر جہاز تک پہنچادوں گا۔ تمہارے ساتھ سفر بھی کروں گا لیکن جکارتا کے ائرپورٹ سے تم تنہا وہ بیگ لے کر نکلوگی۔"

"اگر پکڑی گئی تو؟"

"ہم تمہیں ضمانت پر رہا کرائیں گے۔ تمہاری ہر طرح سے مدد کریں گے۔"

"مجھے کتنی رقم ملے گی؟"

"پیشگی دس ہزار ڈالر ملیں گے۔ جکارتا میں جہاں مال پہنچاؤگی وہاں دس ہزار مزید ملیں گے۔"

اناتا کے لیے یہ بہت بڑی رقم تھی۔ وہ راضی ہوگئی۔ اس نے ایڈوانس لے کر اپنے بوڑھے والدین کو دیے پھر پہلی بار منشیات کی اسمگلر بن کر اس طیارے میں سفر کرنے لگی۔

پارس نے ملی ڈونا سے کہا "یہ مظلوم ہے۔ اس کی مدد کرنا چاہیے۔"

"کیوں مدد کرنا چاہیے؟ کیا یہ تمہاری کوئی سگی ہے؟"

"میں انسانیت کے ناتے سے کہہ رہا ہوں۔"

"یہ کیوں نہیں کہتے کہ اناتا پر دل آگیا ہے۔ میں تمہاری اس کمزوری جانتی ہوں۔ حسین چہرے دیکھ کر پھسل جاتے ہو۔"

"میں بیک وقت دو جگہ نہیں پھسلتا' ابھی تم ہی کافی ہو۔"

"میں تم سے کہہ چکی ہوں' میری مرضی کے بغیر کبھی مجھے ہاتھ بھی نہیں لگا سکوگے اور میرے حکم کے بغیر کسی حسینہ سے نہ دل لگا سکوگے اور نہ ہی کسی سے ہمدردی کرسکوگے۔"

پارس ایک تابعدار کی طرح خاموش رہ گیا۔ رات کو سفر کے دوران کچھ مسافر سو رہے تھے' کچھ جاگ رہے تھے۔ ملی ڈونا بھی رات دیر تک جاگتی رہی پھر سو گئی۔

پارس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ بابا صاحب کے ادارے سے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے کو بلایا پھر کہا "میں تمہیں ایک اسمگلر کے دماغ میں پہنچا رہا ہوں۔ تم اس کے دماغ پر اچھی طرح قبضہ جماؤگے۔ اس کے ساتھ والی سیٹ پر ایک لڑکی بیٹھی ہے۔ وہ میرے زیرِ اثر رہے گی۔ ہم ان کے اندر رہ کر سامان کا تبادلہ کریں گے۔"

اس نے اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے کو اسمگلر کے اندر پہنچا دیا پھر خود اناتا کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ اناتا پریشانی اور خوف سے جاگ رہی تھی۔ اسمگلر بے فکری سے سو رہا تھا' پھر وہ اچانک بیدار ہوگیا۔

اس نے اپنا بریف کیس اٹھا کر کھولا پھر اس کا کچھ سامان ایک طرف رکھنے لگا۔ اناتا اپنے بیگ سے ہیروئن کے پیکٹس نکال کر اسے دینے لگی۔ وہ انہیں اپنے بریف کیس میں رکھنے لگا۔ اس طرح تمام پیکٹس رکھنے کے بعد اس نے اپنا دوسرا سامان رکھا۔ یوں اس سامان کے نیچے وہ پیکٹس چھپ گئے۔

اس عمل کے بعد انہوں نے اپنا بریف کیس اور بیگ سیٹوں کے نیچے رکھ دیا پھر وہ اسمگلر سو گیا۔ پارس نے اناتا کو تھپک کر سونے پر مجبور کردیا۔

دوسری صبح وہ جکارتا پہنچ گئے۔ اناتا ائرپورٹ پر بری طرح گھبرائی ہوئی تھی۔ اسمگلر اسے دھیمی آواز میں ڈانٹ رہا تھا اور سمجھا رہا تھا کہ چہرے سے گھبراہٹ ظاہر نہ ہونے دے۔ اس کی معصومیت دیکھ کر کوئی اسے چیک نہیں کرے گا۔

جب وہ کسٹم والوں کے سامنے گئی تو اسمگلر اس سے دور ہوگیا۔ ایک افسر نے اس کے بیگ کو کھول کر اس میں ہاتھ ڈال کر تلاشی لی پھر کہا "مس! ہم چہروں سے مجرموں کو تاڑ لیتے ہیں۔ تمہاری پریشانی بتا رہی تھی کہ تم قانون کے خلاف کوئی کام کر رہی ہو لیکن تعجب ہے' تمہارے بیگ میں کوئی خلافِ قانون چیز نہیں ہے۔ ہم نے پہلی بار کسی چہرے کے تاثرات سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ تم جاسکتی ہو۔"

وہ خوشی سے کھل گئی۔ بیگ اٹھا کر آگے بڑھ گئی۔ اسمگلر بھی بہت خوش تھا کہ تقریباً تین لاکھ ڈالر کا مال نکل گیا ہے۔ وہ اپنا سامان لے کر کاؤنٹر کے پاس آیا۔ وہاں کا عملہ ایک ایک چیز کو چیک کرنے لگا پھر اس بریف کیس میں سے وائٹ پاؤڈر کے پیکٹس نکل آئے۔ وہ حیرت سے چیخ پڑا "نہیں' یہ نہیں ہوسکتا۔ یہ...... یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ چیزیں میرے بریف کیس میں کیسے آگئیں؟"

افسر نے کہا "سارے ہی اسمگلر گرفتار ہو کر یہی کہتے ہیں کہ یہ ان کا مال نہیں ہے لیکن یہ بریف کیس تمہارا ہے۔ اس میں

تمہارے نام کے یہ کاغذات رکھے ہوئے ہیں۔"

دور کھڑی ہوئی اناتا اپنے بیگ میں ہاتھ ڈال کر حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ اس میں رکھے ہوئے پیکٹس کیسے غائب ہوگئے اور ویسے ہی پیکٹس اس اسمگلر کے بریف کیس میں کیسے پہنچ گئے؟

للی ڈونا بھی حیران تھی۔ اناتا کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتی۔ اسے شبہ ہوا' کیا پارس نے ہیرا پھیری کی ہے جبکہ وہ تابعدار ہے۔ اس کے حکم کے خلاف ایسا کرنے کی توقع اس سے نہیں کی جاسکتی تھی۔

اس نے پارس کے چور خیالات پڑھے۔ پتا چلا' وہ پچھلی رات طیارے میں گہری نیند سو رہا تھا اور اناتا کے معاملے سے بالکل بے خبر ہے۔

وہ بولی "پارس! کچھ گڑبڑ ہے۔ معاملہ عجیب ہے۔ کسی نے اناتا کی مشکل آسان کی ہے اور ایسا کرنے والا ضرور ٹیلی پیتھی جانتا ہوگا۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اناتا کا دوست ہے اور وہ اس کے ساتھ طیارے میں موجود تھا۔"

"ہاں۔ مگر اناتا ایسے کسی دوست سے بے خبر ہے۔ وہ خود حیران ہے کہ مال اِدھر سے اُدھر کیسے ہوگیا؟"

"اناتا انجان ہونے کے باوجود پراسرار ہے۔ اب تو تم اس کے پیچھے پڑجاؤ گی۔"

"ہاں۔ یہ ضرور معلوم کروں گی کہ اس کے دماغ میں کون چھپا ہوا ہے۔"

"تم کہو تو میں اس کے دماغ میں چھپ کر رہوں اور اس پراسرار ٹیلی پیتھی جاننے والے کو پکڑنے کی کوشش کروں۔"

"کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میرے ٹیلی پیتھی جاننے والے کئی ماتحت ہیں' میں ان سے کام لوں گی۔"

گرفتار ہونے والے اسمگلر کا بڑا بھائی وزیٹرز لابی میں اپنے حواریوں کے ساتھ موجود تھا۔ بھائی کی گرفتاری کی خبر ملتے ہی اس کی رہائی کے لیے وہاں کی اونچی شخصیات سے رابطے کرنے لگا۔

دوسری طرف للی ڈونا نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کو اناتا کے دماغ میں پہنچایا اور حکم دیا کہ اس کے اندر آتا جاتا رہے اور اس کے اندر آنے والے پراسرار شخص کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا رہے۔

پارس نے کہا "اسمگلر گرفتار ہوگیا ہے اور وہ بے چاری اناتا بے سہارا ہوگئی ہے۔ اس انجانے شہر میں کہاں جائے گی؟"

"جہنم میں جائے۔ تم اس کے بارے میں کچھ نہ سوچو' یہ میرا حکم ہے۔"

"کیا میں اسے بھول جاؤں؟"

"ہاں میں حکم دیتی ہوں' اسے بالکل بھول جاؤ۔"

"تم حکم بہت دیتی ہو۔ ٹھیک ہے' میں اسے بھول چکا ہوں۔"

بابا صاحب کے ادارے کی اب ایک نہیں دو ہستیاں … نگرانی کرنے لگی تھیں۔ وہ اپنا بیگ شانے سے لٹکائے' و… میں آئی۔ اسمگلر کے بھائی نے اس کے سامنے آکر پوچھا "… ہو؟"

"ہاں۔ کیا تم مجھے جانتے ہو؟"

"اب جان رہا ہوں۔ تمہارے پاس یہ جو بیگ ہے یہ … قسم کا ہے۔ ہماری آلۂ کار لڑکیاں ایسے بیگ رکھتی ہیں۔"

"آپ کون ہیں؟"

"میں جیمز کا بڑا بھائی کرسٹوفر ہوں۔ یہ بتاؤ' جس … تمہارے بیگ سے نکلنا چاہیے تھا' وہ مال میرے بھائی کے … سے کیسے برآمد ہوا؟"

"میں خود حیران ہوں۔ میری کچھ سمجھ میں نہیں آرہا … شاید مسٹر جیمز مجھے بچانا چاہتے تھے۔ انہوں نے میری نظر … دوران وہ پیکٹس نکال کر اپنے بریف کیس میں رکھ لیے۔"

"ہوں۔ تم چیز ہی ایسی ہو۔ تمہارے لیے کوئی بھی خو… مول لے سکتا ہے۔"

"میرا کیا ہوگا؟ میں یہاں پہلی بار آئی ہوں۔ میرے … واپسی کا ٹکٹ ہے مگر رقم نہیں ہے۔"

"تمہاری جیسی حسینائیں چلتا پھرتا بینک ہوتی ہیں۔ اپنی … کے کاؤنٹر پر منہ مانگا کیش حاصل کرلیتی ہیں۔ میرے آدمیوں … ساتھ جاؤ۔ یہاں تم آرام سے رہوگی۔ میں جیمز کو رہا کرا… بعد تم سے ملوں گا۔"

اس نے اپنے ایک ماتحت کو حکم دیا کہ اناتا کو اس … میں پہنچا دیا جائے۔ وہ اس کے دو ماتحتوں کے ساتھ چلی گئی۔

للی ڈونا نے خیال خوانی کے ذریعے اپنے تابعداروں کو … تھا کہ اس کے لیے کار لائی جائے۔ وہ کار ائرپورٹ کے باہر … ایریا میں آئی۔ اس کے ساتھ مزید چار گاڑیاں تھیں' جن … گارڈز بیٹھے ہوئے تھے۔

کار بہت مہنگی' بہت شاندار تھی۔ اس کا پچھلا دروا… گیا۔ وہ پارس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔ پھر دروازہ بند ہو… جسمانی طور پر نمودار ہوگئی۔ پارس بھی جسمانی طور پر ظاہر…

"خدا کا شکر ہے۔ سایہ بننے سے نجات مل گئی۔"

"کیا تمہیں سایہ بن کر رہنے سے تکلیف ہوتی ہے؟"

"اس سے بڑی تکلیف کیا ہوگی کہ تمہارے حسن و شبا… جلوے دکھائی نہیں دیتے۔"

"بڑے ڈھیٹ ہو۔ زیادہ فری ہونے کی کوشش کروگے … قریب بیٹھنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

وہ کھڑکی کے باہر جکارتا شہر کا نظارہ کرنے لگا۔ بڑی … وہاں کی مقامی زبان میں جلان کہا جاتا ہے۔ اس وقت ان کی … مسلح گارڈز کی گاڑیاں جلان گاجہ سے گزر رہی تھیں۔ شہر…



رونق تھی۔ مقامی باشندوں کے علاوہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی خاصی تعداد میں نظر آرہے تھے۔

پارس نے جلان بستوایر سے گزرتے ہوئے ایک وسیع و عریض نہایت خوب صورت مسجد دیکھی۔ اس کی زبان سے بے اختیار نکلا "سبحان اللہ۔"

للی ڈونا نے پوچھا "کیا کہا؟"

"اس عبادت گاہ کو دیکھ رہا ہوں۔ بہت شاندار مسجد ہے۔"

وہ بولی "یہ مسجد استقلال ہے۔ اسے جنوب مشرقی ایشیا کی سب سے بڑی مسجد کہتے ہیں۔ میں نے اس ملک میں رہائش تو اختیار کرلی ہے مگر یہاں مسلمان ہی مسلمان ہیں۔"

"میں نے سنا ہے' نوّے فیصد مسلمان ہیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہے؟"

"اونہہ! مجھے کیا تکلیف ہوگی۔ میں تو دنیا کی ہر قوم پر حکومت کرسکتی ہوں۔ یہاں بھی ایک بہت بڑی مسلمان فیملی پر حکومت کررہی ہوں۔"

وہ قافلہ ایک بہت بڑی محل نما عمارت کے احاطے میں داخل ہوا۔ اس احاطے میں دور تک ہریالی تھی اور رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ جگہ جگہ مسلح گارڈز نظر آرہے تھے۔ وہ ایسی شان و شوکت سے رہتی تھی جیسے کسی بہت بڑی ریاست کی شہزادی ہو۔

ایک باوردی ملازم نے کار کا دروازہ کھولا۔ وہ دونوں باہر آئے' محل کے دروازے پر ادھیڑ عمر کا ایک خوش پوش شخص کھڑا ہوا تھا۔ للی ڈونا نے پارس سے کہا "یہ میرے فادر سلطان صالح ہیں۔ جزیرہ ساؤ کے مالک۔ اور پاپا! یہ پارس ہے' میرا نیا دستِ راست۔"

سلطان صالح نے پارس سے مصافحہ کیا۔ وہ اندر آئے' پارس نے وہاں کی شاہانہ سجاوٹ دیکھی۔ پتا چلتا تھا کہ واقعی سلطان صالح ایک جزیرے کا مالک ہے۔ وہ کس قدر امیر و کبیر ہوگا' اس کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔

للی ڈونا نے پارس پر تنویمی عمل کرنے کے دوران اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ اپنی مالکہ کی اجازت حاصل کیے بغیر خیال خوانی نہیں کرے گا اور تب سے وہ خوش فہمی میں مبتلا تھی کہ اس کا تابعدار بڑا ہی فرمانبردار ہے۔ اس کی اجازت حاصل کیے بغیر خیال خوانی نہیں کرتا ہے۔

اس نے موقع پاکر سلطان صالح کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا اس کی ایک جوان بیٹی صالحہ شکاگو یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ جب للی ڈونا نے مشرق بعید میں اپنا خفیہ رہائشی اڈا بنانے کا ارادہ کیا تو اس نے صالحہ کو ٹارگٹ بنایا۔ وہ بھی شکاگو یونیورسٹی کی طالبہ رہی تھی اور صالحہ کو جانتی تھی جو اس سے جونیئر تھی۔

ایک بار سلطان صالح اپنی بیٹی سے ملنے شکاگو آیا تو للی ڈونا نے اسے ٹریپ کرلیا۔ تنویمی عمل کے ذریعے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ اس کے دماغ میں اپنی صورت نقش کرتے ہوئے حکم دیا کہ وہ آئندہ اسے اپنی بیٹی صالحہ تسلیم کرتا رہے گا اور اپنی بیٹی کو بالکل بھول جائے گا۔ کبھی اس کی صورت بھی اسے یاد نہیں آئے گی۔

وہ دس برس سے شکاگو میں تھی۔ اس طویل عرصے میں سلطان صالح کے خاندان کے دوسرے افراد نے صالحہ کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ آٹھ برس کی عمر میں امریکا گئی تھی۔ اب اٹھارہ برس کی ہوگئی تھی۔ بچپن اور جوانی کے چہرے مختلف ہوجایا کرتے ہیں۔ جب وہ شہزادی صالحہ بن کر جکارتا آئی تو اس خاندان کے تمام افراد نے اسے اس لیے شہزادی صالحہ تسلیم کرلیا کہ سلطان صالح اسے بیٹی تسلیم کررہا تھا۔

بے چارہ معمول سلطان نہیں جانتا تھا کہ اس کی اپنی بیٹی کہاں ہے اور کس حال میں ہے۔ یہ بات صرف للی ڈونا جانتی تھی۔ پارس نے طے کیا کہ صالحہ کا سراغ لگانے کے لیے وہ رات کے وقت للی ڈونا کے دماغ میں ضرور گھسے گا۔

للی ڈونا کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول اور تابعدار تھے۔ ان میں سے کوئی اپنی مالکہ کی اجازت حاصل کیے بغیر خیال خوانی نہیں کرتا تھا۔ یہ پابندی اس لیے تھی کہ کوئی سلطان کے چور خیالات پڑھ کر اس کی اپنی بیٹی صالحہ کے بارے میں کچھ نہ معلوم کرسکے۔

پابندی کی ایک اور اہم وجہ تھی۔ سلطان صالح کے دماغ میں ایک بیش بہا خفیہ خزانے کا راز محفوظ تھا۔ اس کے جزیرہ ساؤ میں جو محل تھا' اس کے تہ خانے میں وہ خزانہ تھا۔ بیش قیمت ہیرے موتیوں کے علاوہ سونے کی اینٹوں کا ذخیرہ تھا۔ اتنی دولت تھی کہ اس دولت کے ایک چوتھائی حصے سے وہ پورا انڈونیشیا خرید سکتا تھا لیکن اس نے حکومت سے اور خاندان کے تمام افراد سے اس خزانے کو چھپا رکھا تھا۔ یہ راز باپ دادا کے زمانے سے صرف اپنی اولاد کو بتایا جارہا تھا۔ وہ آئندہ اپنی بیٹی صالحہ کو یہ راز بتانے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی للی ڈونا اس کے دماغ سے وہ راز پڑھ چکی تھی۔

○☆○

روسی حکّام نے یہ خوش خبری امریکی اور اسرائیلی حکّام کو سنائی۔ انہیں یقین نہیں آیا کہ تمام منکی مخلوق ماری گئی ہے اور منکی ماسٹر اپنی جان بچا کر اپنے کمانڈر … کے ساتھ خلائی زون میں واپس چلا گیا ہے۔

یہ بہت بڑی خبر تھی۔ انہوں نے جناب علی اسد اللہ تبریزی سے رابطہ کیا اور کہا "آپ سچے ہیں۔ سچ بولتے ہیں۔ ہمیں بتائیں' کیا منکی مخلوق فنا ہوچکی ہے؟"

انہوں نے جواب دیا "پیدا کرنے اور فنا کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہ بہتر جانتا ہے کہ کسے رکھنا ہے اور کسے

اٹھاتا ہے۔ بے شک منکی مخلوق ہماری ارضی دنیا میں فنا ہو گئی ہے لیکن خلائی زون میں باقی ہے۔ اپنے اعمال درست رکھو۔ خلا میں اور بھی بلائیں ہیں۔"

انہوں نے رابطہ ختم کردیا۔ جن کی نیت درست نہ ہو ان کے اعمال کیا درست ہوں گے۔ انہوں نے اعمال والی نصیحت کو نظرانداز کیا اور خوشی سے ناچنے لگے۔ آسمان سے نازل ہونے والے بہت بڑے عذاب سے نجات حاصل ہوئی تھی۔ انہوں نے عالمی رابطوں کے ذریعے اعلان کیا کہ تمام دنیا میں یومِ نجات منایا جائے اور تین دن تک خوب خوشیاں منائی جائیں۔

اسرائیل کے برین آدم نے روسی حکّام سے پوچھا "سونیا کہاں ہے؟ وہ ان بندروں کی سرپرست بنی ہوئی تھی۔ اسے بھی منکی مخلوق کے ساتھ فنا ہو جانا چاہیے تھا۔"

ایک روسی فوجی افسر نے کہا "سونیا کسی اہم کام سے کہیں گئی تھی پھر واپس نہیں آئی۔ ہم نے اس کی غیر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر منکی فوج کو ہلاک کیا ہے۔"

"کیا سونیا نے واپس آ کر ان کے بارے میں استفسار نہیں کیا؟"

"میں نے کہا نا' وہ واپس ہی نہیں آئی۔ جہاں گئی ہے' وہاں سے بھی رابطہ کر کے نہیں پوچھا کہ منکی مخلوق کا کیا حشر ہوا ہے۔"

"وہ دنیا کی پہلی اور آخری مکار عورت ہے۔ پہلے تو ان کے سروں پر ہاتھ رکھ کر انہیں اسلامی ممالک کی طرف جانے سے روکتی رہی۔ پھر اچانک ہی انہیں مرنے کے لیے چھوڑ کر چلی گئی۔ وہ سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق انہیں چھوڑ کر گئی تھی۔ ان کا انجام وہ پہلے سے جانتی تھی۔ اسی لیے پلٹ کر اس منکی ریاست میں نہیں گئی' جو اب ویران ہو چکی ہے۔"

ایک امریکی حاکم نے کہا "فرہاد بھی دوسری خلائی مخلوق شاشا وغیرہ کی سرپرستی کرنے والا تھا۔ ان کے لیے امریکا کے شمال میں ایک نئی ریاست قائم کرنے والا تھا لیکن اس سے پہلے ہی بلی ڈونا نے شاشا کو کچل ڈالا ہے۔ یہ مسلمان کبھی ہمارے دوست نہیں رہے۔ انہوں نے خلائی مخلوق کے ذریعے ہمیں بہت پریشان کیا ہے۔"

فوج کے اعلیٰ افسر نے کہا "اب ہماری باری ہے۔ ہم انہیں سکون سے نہیں رہنے دیں گے۔ ان کی زندگی عذاب بنا دیں گے۔"

"انہوں نے خلائی مخلوق کو اسلامی ممالک کی طرف جانے نہیں دیا لیکن ہمارا راستہ نہیں روک سکیں گے۔ ہم ان پر ثقافتی حملے کریں گے۔"

"درست ہے۔ یہ مسلمان طاقت سے اور ہتھیاروں سے نہیں' بے حیائی کے مختلف ذرائع سے کمزور اور مغلوب ہو سکتے ہیں۔ ان خلائی بندروں کی طرح یہ بھی بڑے عیاش ہوتے ہیں۔"

"عورت ہماری دنیا کا سب سے خطرناک ہتھیار ہے۔ عورتوں نے منکی قوم کو نابود کر کے اپنے ہلاکت خیز ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ہم انہیں مسلمانوں کے خلاف پہلے بھی استعمال کرتے رہے تھے۔ اب اور منظم طریقوں سے کریں گے۔"

وہ لوگ اب ہمارے خلاف نئے محاذ کھولنے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ یہ سب نے طے کیا کہ کھل کر محاذ آرائی نہیں کریں گے۔ ہماری نظروں میں دشمن کی حیثیت سے ظاہر نہیں ہوں گے ورنہ ہم ہمیشہ کی طرح ان پر چڑھ دوڑیں گے۔

روس' امریکا اور اسرائیل کے منصوبہ سازوں نے اپنے اپنے طور پر یہ منصوبہ بنایا کہ وہ دہشت گردوں کا گروہ تیار کریں گے۔ تمام دہشت گرد امریکا اور... اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے زیرِ اثر رہیں گے۔ انہیں کبھی یہ معلوم نہیں ہو سکے گا کہ وہ کس ملک کے پُراسرار لوگوں کے تابعدار رہ کر دہشت گردی اور تخریب کاری کر رہے ہیں۔

وہ اس نئی معلومات سے پریشان ہو گئے تھے کہ بابا صاحب کے ادارے میں بھی ٹرانسفارمر مشین ہے۔ وہ سوچتے تھے اور تصور میں دیکھتے تھے کہ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہوتے جا رہے ہیں اور ان مسلم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی فوج بنتی جا رہی ہے۔

بلی ڈونا نے انہیں بتایا تھا کہ شاشا اور شی شی نے اپنا آلۂ کار بابا صاحب کے ادارے میں بھیجا تھا جس کے نتیجے میں ان دونوں کی غیر معمولی صلاحیتیں چھن گئی تھیں اور وہ ایسے گم ہو گئے تھے کہ ان کا سراغ نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ ان سے دماغی رابطہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس زمین پر کہیں بھی ان کے نقشِ قدم نہیں مل رہے تھے۔ یہ گمان ہوتا تھا کہ وہ نابود ہو گئے ہیں۔

ان کے بعد اب کسی کی اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ نادیدہ بن کر اس ادارے میں جائے اور ٹرانسفارمر مشین کو تباہ کرے۔ وہ ادارہ مسلمانوں کی قوت کا سرچشمہ تھا۔ اب روس' امریکا اور اسرائیل کی متفقہ سوچ اسی ایک بات پر مرکوز ہو گئی کہ اس ادارے کو نقصان پہنچایا جائے۔ اسے کمزور کیا جائے۔ مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداد کم کرتے کرتے انہیں ختم کر دیا جائے تو میں بھی اپنی پوری فیملی کے ساتھ کئی پہلوؤں سے کمزور ہو جاؤں گا۔

وہ پہلے یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ سونیا ماسکو چھوڑنے کے بعد کہاں گئی ہے اور کیا کر رہی ہے؟

وہ میرے بارے میں بھی بے خبر تھے۔ جب شاشا ایک چیلنج بن گیا تھا' تب امریکا میں انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ ان کا اندازہ تھا کہ شاید میں امریکا کے شمال میں ہوں لیکن ان کے اندازے کی تصدیق نہ ہو سکی۔

تب انہوں نے ادارے کے رابطہ افسر سے گفتگو کی اور کہا "ہم تمام ممالک کی بڑی بڑی تنظیموں کے سربراہوں کی کانفرنس کا بندوبست کر رہے ہیں۔ اس کانفرنس کے ایجنڈے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ آئندہ ہم زمین کے لوگ کسی بھی خلائی مخلوق سے



کس طرح متحد ہو کر نمٹ سکیں گے اور کس طرح انہیں شرمناک شکست دے کر یہاں سے بھگاتے رہیں گے۔"

رابطہ افسر نے متعلقہ افسر سے رابطہ کرایا۔ اس نے کہا۔ "ہمارے ادارے کا ایک اعلیٰ عہدے دار کانفرنس اٹینڈ کرنے پہنچے گا۔"

امریکی حاکم نے کہا "خلائی مخلوق کے سلسلے میں میڈم سونیا اور مسٹر فرہاد علی تیمور مصروف رہے ہیں۔ وہ دونوں اس کانفرنس میں مفید مشورے دے سکیں گے۔ اگر وہ کانفرنس میں شریک ہوں گے تو ہمارا دفاعی مسئلہ بہتر طور پر حل ہو گا۔"

"اگر وہ کہیں مصروف نہ رہے تو کانفرنس میں ضرور شریک ہوں گے۔"

لندن کے ایسٹ بورن میں اس کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ تمام بڑے ممالک کے فوجی سربراہوں نے شرکت کی۔ ان میں فرانس کا میجر ٹی ہنٹر بھی تھا۔ ٹی ہنٹر اپنے ملک کے فوجی سربراہ کے ساتھ آیا تھا۔ ابھی یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس نے ایک خفیہ تنظیم قائم کی ہے۔ اس کی قوت' ذہانت اور مکاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا تھا کہ اس نے دیوی شی تارا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا تھا۔ اس کی ڈی ون بھی اس کی کنیز بن گئی تھی اور فرانس کے جتنے جوان اور فوجی اعلیٰ افسران ٹیلی پیتھی جانتے تھے' وہ سب اس کے تابعدار بن چکے تھے۔

اس کانفرنس میں سونیا اور فرہاد مرکزِ نگاہ تھے۔ تمام سربراہ ان کے قریب رہنے اور زیادہ سے زیادہ گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تھے اور پوچھتے تھے۔ "کیا خلائی مخلوق واپس آ سکتی ہے؟"

جواب ہوتا تھا "یہ دنیا بہت خوب صورت ہے۔ ہم پیدا ہونے کے بعد مرنا اور اس دنیا کو چھوڑنا نہیں چاہتے پھر خلائی مخلوق یہاں کے حسن کو کیسے بھلا پائے گی؟"

"لیکن وہ بری طرح تباہ و برباد ہو کر گئے ہیں۔ کیا پھر ایسی جگہ آئیں گے؟"

"اگر ایک عورت اپنے بستر سے دھکے دے کر بھگا دے تو ہم کسی دوسری عورت کے پاس جاتے ہیں۔ وہ دنیا کے ایک حصے سے دھکے کھا کر گئے ہیں' کسی دوسرے حصے میں آ سکتے ہیں۔"

"آپ آئندہ انہیں یہاں آنے سے کیسے روکیں گے؟"

"ہم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب آئیں گے۔ ہو سکتا ہے نہ آئیں' ہو سکتا ہے آ جائیں۔"

سونیا نے کہا "اور جب آئیں گے تو یہاں کی عورتوں سے محتاط اور دور دور رہیں گے۔ انہیں بھگانے کے لیے دوسرے انداز سے جنگ لڑنی ہو گی۔"

"آپ انہیں کس طرح بھگائیں گے؟"

"ہم نے نہ پہلے بھگایا نہ آئندہ بھگائیں گے۔ روس' امریکا اور اسرائیل ہم سے دشمنی کریں گے۔ ہم جوابی کارروائی کے طور پر خلائی مخلوق کو ان کے ہی ممالک میں مصروف رکھیں گے۔ اس طرح وہ انہیں بھگانے کی کوشش کرتے رہیں گے اور ہم پہلے کی طرح تماشا دیکھتے رہیں گے۔"

"یہ تو آپ کی خود غرضی ہو گی۔"

"جب تک مسلمانوں سے دشمنی کی جاتی رہے گی' ہم بھی خود غرضی دکھاتے رہیں گے۔"

انفرادی ملاقاتوں کے علاوہ سونیا اور فرہاد نے کانفرنس میں بھی یہی کہا کہ وہ پچھلی اسلام دشمنی سے سبق حاصل کریں۔ ان کا فرض تھا کہ وہ خلائی مخلوق سے جنگ لڑتے۔ دنیا کی تمام طاقتوں کو' تمام ملکوں اور قوموں کو متحد کرتے تو اتنے بڑے اتحاد کے سامنے خلائی مخلوق کے قدم اکھڑ جاتے لیکن پہلے امریکا نے انہیں کٹھ پتلی بنا کر کسی اسلامی ملک میں پہنچانا چاہا پھر اسرائیل نے بھی یہی کرنا چاہا' ایسے وقت ہم نے جوابی کارروائی کی اور ان کے ہی ملکوں میں اس مخلوق کو ان کے لیے عذاب بنا دیا۔

روس کو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ انہوں نے چالاکی سے اور لیڈیز فورس کے ذریعے انہیں تباہ و برباد کیا ہے اور منکی ماسٹر کو خلا میں واپس جانے پر مجبور کیا ہے۔ اگر ہم ان کی لیڈیز فورس کو ناکام بنانا چاہتے تو منٹوں میں ان کا یہ منصوبہ ناکام بنا دیتے لیکن ہم نے نظرانداز کیا اور سونیا جان بوجھ کر انہیں وہاں چھوڑ کر چلی گئی۔

یہ خدا جانتا ہے کہ کائنات میں کتنے زون ہیں جہاں مخلوقات آباد ہیں۔ ہر مخلوق کے لیے اس کا اپنا ایک مخصوص زون ہے۔ خدا نے جسے جہاں پیدا کیا ہے' اسے اسی زون میں رہنا اور پنپنا چاہیے۔ اگر وہ دوسرے زون اور سیاروں تک پہنچنا اور وہاں اپنی مستقل رہائش گاہ بنانا چاہتے ہیں تو انہیں خود کو اس زون یا سیارے کے قابل بنانا ہو گا۔ منکی مخلوق ہماری دنیا کے قابل نہیں تھی۔ ہم سے جسمانی طور پر اور ذہنی طور پر مختلف تھی۔

موجودہ رپورٹ کے مطابق امریکا' روس اور اسرائیل میں چند عورتوں نے بچوں کو جنم دیا ہے۔ وہ بچے بندر نما ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ہم منکی مخلوق کو یہاں رہنے اور یہاں کی عورتوں کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے دیں تو ہماری انسانی نسل کے مقابلے میں بندر نما نسلیں پیدا ہوتی اور ساری دنیا میں پھیلتی چلی جائیں گی۔ اس طرح ہماری یہ حسین دنیا رفتہ رفتہ بدصورت ہوتی چلی جائے گی۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری دنیا کو جیسا بنایا ہے' ہم اس کے حسن کو اسی طرح برقرار رکھیں گے۔ اس کے حسن میں اپنے اعمالِ حسنہ سے اضافہ کریں گے اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ ہم کسی بھی خلائی مخلوق کو یہاں قدم جمانے کا موقع نہ دیں۔

اگر ہم سے اتحاد کے لیے کہا جائے گا' ہم سب سے آگے بڑھ کر اتحاد کریں گے۔ اگر اتحاد کے پسِ پردہ فریب دینے کی حماقت کی جائے گی تو ہم سب سے آگے بڑھ کر دشمنی کریں گے۔ لہٰذا ہماری

پہلی اور آخری نصیحت یہی ہے کہ وہ پچھلی اسلام دشمنی سے سبق حاصل کرتے رہیں۔

انہوں نے میری اور سونیا کی سخت باتیں سنیں۔ دبی زبان سے اعتراض کیا کہ ہمیں بھری کانفرنس میں ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں لیکن وہ ہماری باتیں سننے پر مجبور تھے۔ ہمیں خاموش رہنے کا حکم نہیں دے سکتے تھے اور نہ ہی کانفرنس میں ہمارے خلاف ووٹ لے کر ہمیں ناپسندیدہ قرار دے سکتے تھے۔

وہ ایسا کرنا بھی نہیں چاہتے تھے کیونکہ ہمیں بلا کر یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ میں اور سونیا کہاں ہیں اور کن معاملات میں مصروف ہیں؟

وہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف بہت بڑا آپریشن شروع کرنے سے پہلے مجھے اور سونیا کو پوری طرح اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتے تھے۔ چوبیس گھنٹے ہمیں اپنی نظروں میں رکھنے کا ایک طریقہ تھا۔

یہ طریقہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اب عام ہو رہا تھا۔ امریکا اور اسرائیل میں نادیدہ بنانے والی گولیاں تھیں۔ دیوی اور میجرٹی ہنٹر کے پاس بھی تھیں اور بلی ڈونا بھی اس گولی کے ذریعے پارس کے اندر سما کر اسے اپنی دانست میں اپنا تابعدار بنا چکی تھی۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ جان کولن تھا۔ اس نے یہ منصوبہ بنایا تھا کہ وہ اپنے دو آلۂ کار نادیدہ بنا کر سونیا اور میرے جسم میں داخل کرائے گا۔۔ اور ان کے ذریعے ہماری مصروفیات سے آگاہ ہوتا رہے گا۔۔۔ پھر موقع پا کر ہمیں اعصابی کمزوریوں میں مبتلا کیا جائے گا اس کے بعد جان کولن اور اس کا ماتحت ہم دونوں کے دماغوں پر حاوی ہو جائیں گے اور ہمیں اپنا معمول اور تابعدار بنا لیں گے۔

یہ منصوبہ صرف امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جان کولن نے ہی نہیں اسرائیل کی الپا نے بھی بنایا تھا۔ دیوی شی تارا کو اپنی تابعدار بنانے کے بعد میجرٹی ہنٹر کے حوصلے بڑھ گئے تھے۔ اب وہ مجھے اور سونیا کو اپنا تابعدار بنانے کا ارادہ کر کے اس کانفرنس میں آیا تھا۔

سونیا کانفرنس میں کہہ چکی تھی کہ اتحاد قائم کرنے کے پس پردہ ہمیں فریب دینے کی حماقت نہ کی جائے ورنہ فریب اور مکاری انہیں بہت مہنگی پڑے گی۔ وہ مجھے اور سونیا کو فریب دیتے دیتے ہمیں مغلوب کرنے کی کوشش کرتے کرتے بوڑھے ہو گئے تھے اور ہمارے بیٹے جوان ہو چکے تھے۔ ہو سکتا ہے' ہمارے بیٹوں کے بیٹے بھی جوان ہو جائیں۔ تب بھی یہ ستم ظریف مشقِ ستم جاری رکھیں گے اور ہمیں مٹانے کی اپنی سی کوششیں کرتے رہیں گے۔

کانفرنس کے اختتام سے پہلے ہی وہ اپنے منصوبوں پر عمل کر چکے تھے۔ میجرٹی ہنٹر نے اپنے ایک معمول کو سایہ بنا کر میرے اندر پہنچا دیا تھا اور ایک معمولہ کو سونیا کے جسم میں سما کر رہنے کا حکم دیا تھا۔ ان کے علاوہ مزید چار تابعدار تھے جو ہر چھ گھنٹے کے بعد ہمارے اندر ڈیوٹی بدلنے والے تھے۔

امریکی جان کولن اور اسرائیلی الپا نے بھی یہی کیا۔ اپنے اپنے معمول اور تابعداروں کو ہمارے اندر پہنچا دیا۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ خیال تھا کہ صرف وہی ایسی چالاکی سے کام کر رہے ہیں' باقی دوسروں نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا ہے۔

اب وہ بہت محتاط تھے۔ ہمیں اپنا تابعدار بنانے کے لیے اگلا قدم اٹھانے کی جلدی نہیں کر رہے تھے۔ یہ اطمینان تھا کہ ہم چوبیس گھنٹے ان کی نظروں میں رہا کریں گے۔

میجرٹی ہنٹر' دیوی شی تارا کی طرف سے بھی بہت محتاط تھا۔ وہ دیوی کی آتما شکتی سے بھی خوف زدہ تھا۔ یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ تنویمی عمل ذرا بھی کمزور ہو گا تو وہ اس کے سحر سے نکل جائے گی پھر اس کے لیے مصیبت بن جائے گی۔

وہ پیرس میں مسلسل تین راتوں تک شی تارا پر عمل کرتا رہا اور بڑے مستحکم انداز میں اسے اپنی معمولہ بناتا رہا۔ لندن میں کانفرنس کے دوران اس نے ایک رات عمل کے وقت اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ وہ اس کی بیوی ہے' اپنا جسم' اپنی آبرو اس کے حوالے کر چکی ہے۔

ویسے بھی میجرٹی ہنٹر اس کے حسن و شباب کا طالب تھا۔ چونکہ وہ اندیشوں میں گھرا رہتا تھا اور آتما شکتی کو بالکل ہی کچل ڈالنے کی فکر میں لگا رہتا تھا اس لیے اس نے شی تارا کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اب اتنے دنوں تک مسلسل عمل کرتے رہنے کے بعد ذرا اطمینان ہوا کہ وہ اس کی گرفت سے نہیں نکل سکے گی۔

پھر عقل نے سمجھایا کہ عورت کو جسمانی طور پر حاصل کر لیا جائے تو پھر وہ کسی دوسرے کا تصور نہیں کرتی' جسے اپنا آپ دے دیتی ہے' اسی کی ہو کر رہ جاتی ہے۔ شی تارا بھی ایک مشرقی عورت ہے۔ ایک بار میجر سے ہار کر ہمیشہ کے لیے اس کے گلے کا ہار بن جائے گی۔

وہ کانفرنس کے سلسلے میں ایسٹ بورن کے ایک ساحلی ہوٹل میں قیام پذیر تھے۔ ایک رات ڈنر کے وقت میجرٹی ہنٹر نے کہا "شی تارا! میں پچھلے دنوں بہت مصروف رہا۔ تمہارے ساتھ راتیں نہ گزار سکا۔ آج کی رات تمہارے ساتھ گزاروں گا۔"

وہ بولی "تم کہتے ہو' میں تمہاری بیوی ہوں۔ مجھے یاد کیوں نہیں آتا کہ ہماری شادی کب اور کہاں ہوئی تھی؟"

"تمہیں ایک حادثہ پیش آیا تھا جس کے نتیجے میں تم پچھلی زندگی بھول چکی ہو۔ رفتہ رفتہ تمہیں ماضی یاد آ جائے گا۔"

وہ کھانے کے بعد سمندر کے ساحل پر ٹہلتے رہے۔ میجر رومانی اور جذباتی گفتگو کرتا رہا' وہ بولی "مجھے یہ باتیں اچھی نہیں لگ رہی ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے تم اجنبی ہو اور ایک اجنبی کو مجھ سے ایسی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔"



میجر کو شبہ ہوا کہ اس کے عمل کا اثر شاید ختم ہو رہا ہے۔ اس نے اس کے اندر جھانک کر دیکھا۔ پھر اس کی سوچ میں کہا "یہ جو میرے ساتھ ہے' میرا مالک اور مختار ہے۔ میں اس کی تابعدار ہوں کیا مجھے اس حقیقت سے انکار ہے؟"

"نہیں۔ انکار نہیں ہے۔ میں اس سے متاثر ہوں۔ یہ میرے دماغ پر چھایا رہتا ہے۔ اس کے باوجود یہ مجھے اپنا نہیں پرایا لگتا ہے۔"

وہ اس کی سوچ میں بولا "آج رات میں اس کے ساتھ گزاروں گی تو یہ مجھے بالکل اپنا لگے گا۔"

اس کی سوچ نے اپنے طور پر کہا "نہیں' یہ بات مجھے گراں گزر رہی ہے کہ میں اس کے ساتھ رات گزاروں گی۔ ہرگز نہیں' میرا دل اس کی طرف مائل نہیں ہو رہا ہے۔"

وہ اس کی سوچ میں بولا "مجھے اس کی مخالفت میں نہیں' حمایت میں سوچنا چاہیے۔ یہ میرا ہے' میرے جسم و جان کا مالک ہے۔"

اس کی سوچ نے کہا "یہ گدھا مجھے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور سمجھ نہیں پا رہا ہے کہ میں اس کے آگے گھاس نہیں ڈالوں گی۔"

وہ غصے سے بولا "تم مجھے گدھا کہہ رہی ہو؟"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ کیا تم میرے خیالات پڑھ رہے ہو؟"

"ہاں پڑھ رہا ہوں اور حکم دے رہا ہوں' ابھی ہوٹل چلو۔ ہم ایک کمرے میں رات گزاریں گے۔"

"کیا تم گھاس کھاتے ہو۔ کیا یہ نہیں جانتے کہ فرہاد علی تیمور کی بہو ہوں' جسے پارس ہاتھ لگا چکا ہے۔ مجھے اب کوئی دوسرا چھو بھی نہیں سکے گا۔"

وہ ساحل پر چلتے چلتے ٹھٹک گیا۔ اس سے ایک قدم دور ہو کر بولا "کیا تمہیں یاد ہے کہ تم فرہاد علی تیمور کی بہو ہو؟ پارس کی بیوی ہو؟"

"ہاں ساحل کی کھلی فضا میں دماغ کو تازہ ہوا لگ رہی ہے اور یہ دماغ تمہیں دوست نہیں دشمن سمجھ رہا ہے۔"

اس نے پریشان ہو کر اسے دیکھا پھر اس کی کلائی پکڑ کر کہا۔ "ابھی ہوٹل چلو' میں پھر تم پر عمل کروں گا۔"

وہ ایک جھٹکے سے کلائی چھڑا کر بولی "کیا میں پاگل ہوں کہ تمہیں اپنے اوپر مسلط کرنے کے لیے تنویمی عمل کرنے دوں گی۔"

وہ پلٹ کر جانے لگی۔ اس نے دوڑ کر پھر اسے پکڑ لیا۔ وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی۔ سامنے سے دو افراد آ رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا "اے مسٹر! کیوں اس سے زبردستی کر رہے ہو؟"

میجر نے کہا "تم لوگ اپنا راستہ لو' یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ یہ میری بیوی ہے۔"

اس شخص نے کہا "یہ تمہاری بیوی کیسے ہو سکتی ہے؟"

"کیوں نہیں ہو سکتی؟"

"اس لیے کہ یہ میری بیوی ہے۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

"سچ کہہ رہا ہوں' یہ میری بیوی ہے اور میں پارس ہوں۔"

دیوی شی تارا اور میجرٹی ہنٹر نے چونک کر اس شخص کو دیکھا۔ اس شخص کے ساتھی نے کہا "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارا نام پارس نہیں رابرٹ ہے۔"

"میں رابرٹ ضرور ہوں لیکن میری کھوپڑی میں پارس مسلط ہے۔ یہ پارس ابھی اس حسینہ شی تارا کے دماغ میں تھا۔ وہاں سے پھر میرے دماغ میں آ گیا ہے۔ اب یہ بات اس گدھے کی سمجھ میں آ رہی ہو گی اس لیے اس نے پارس کی گھر والی کی کلائی چھوڑ دی ہے۔"

شی تارا خوشی سے قہقہے لگانے لگی۔ میجر کی سمجھ میں آ گیا کہ دیوی کو ہار چکا ہے اور خود کو خطرات میں ڈال چکا ہے۔ یہ سمجھتے ہی وہ گولی نگل کر نادیدہ ہو گیا۔

وہ دو افراد اس کے غائب ہونے سے بوکھلا گئے۔ پارس نے دونوں کے اندر باری باری جا کر کہا "یہ جن بھوت کے معاملات ہیں۔ بھاگ جاؤ ورنہ بری طرح پھنسو گے۔"

وہ دونوں پلٹ کر بھاگنے لگے۔ شی تارا نے آواز دی "پارس رک جاؤ۔"

پھر اس نے اپنے دماغ میں اسے محسوس کیا' وہ بولا "میں تمہیں چھوڑ کر بھلا کہاں جا سکتا ہوں؟"

"اتنے دنوں تک کہاں تھے؟"

"میں تو بہت دور مشرقِ بعید میں ہوں لیکن بلی ڈونا ڈی ون ۔۔۔۔ کے ذریعے تمہارے آس پاس رہتی ہے۔"

"اس کمینی نے مجھے اپنی تابعدار کنیز بنایا تھا۔ میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ ابھی اس کے اندر زلزلے پیدا کروں گی۔"

"میری زلزلہ بیگم! صبر کرو۔ غصہ تھوک دو۔ ڈی ون کی آواز' لہجہ اور شخصیت بدل گئی ہے۔ تم اس کے اندر نہیں پہنچ سکو گی۔"

"تم بڑی دیر سے میرے دماغ میں چھپے ہوئے تھے۔ میری اور میجر کی باتیں سن رہے تھے۔"

"ہاں ابھی تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ تمہاری چھپی ہوئی آتما شکتی نے تمہیں میجر کے تنویمی عمل سے نکال دیا ہے۔"

"تم نے پہلے مجھے کیوں نجات نہیں دلائی؟"

"میں خاموشی سے میجر اور اس کی نئی تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کر رہا تھا۔ تمہارے سلسلے میں اطمینان تھا کہ جب چاہوں گا' تمہیں ان کے شکنجے سے نکال لاؤں گا۔"

"میجرٹی ہنٹر اور ڈی ون میرے شکار ہیں۔ تم ان سے دور

رہو گے‘ میں ان سے نمٹ لوں گی۔ انہیں اپنا غلام اور تابعدار بناؤں گی۔“

”میں ان معاملات سے دور رہوں گا۔ ہوٹل میں جاکر آرام کرو‘ اپنی جسمانی اور دماغی توانائی بحال کرو۔“

”تم کسی روک ٹوک کے بغیر میرے دماغ میں آرہے ہو۔ دوسرے بھی آتے ہوں گے۔ یہ مجھے پسند نہیں ہے۔“

”اسی لیے کہہ رہا ہوں‘ آرام کرو اور دماغی توانائی دوبارہ حاصل کرو۔ توانائی حاصل کرنے تک میں تمہاری حفاظت کرتا رہوں گا۔“

”مجھے نادیدہ بنانے والی گولیوں کی ضرورت ہے۔“

”تم ہوٹل جاؤ۔ تمہارے سامان میں گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کی ایک ڈبیا ملے گی۔“

”کیا یہاں تمہارے آلۂ کار موجود ہیں؟“

”تم میری مما اور پاپا کو یہاں دیکھ رہی ہو۔ ان کے کئی نادیدہ ماتحت ہوٹل کے اندر اور باہر رہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آلۂ کار وہ ڈبیا تمہارے سامان میں رکھ چکا ہے۔“

وہ ساحلی ریت پر چلتے ہوئے ہوٹل میں آئی۔ کاؤنٹر سے اپنے کمرے کی چابی طلب کی۔ کاؤنٹر گرل نے چابی دیتے ہوئے کہا۔ ”آپ کے ساتھی میجرٹی ہنٹر نے اپنا کمرا چھوڑ دیا ہے۔ آپ شاید رہیں گی۔“

”ابھی میں نے فیصلہ نہیں کیا۔“

وہ چابی لے کر لفٹ کے ذریعے پانچویں فلور پر آئی۔ پھر اپنے کمرے میں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کی تلاشی لی۔ اسے وہ ڈبیا مل گئی اس نے کھول کر دیکھا۔ چھ عدد گولیاں اور چار عدد فلائنگ کیپسول رکھے ہوئے تھے۔

اس نے آئینے کے سامنے آکر ایک گولی کو حلق سے اتارا۔ اسے آئینے میں اپنا عکس نظر آرہا تھا‘ وہ غائب ہوگیا۔ یقین آگیا کہ پارس نے دھوکا نہیں دیا ہے۔ گولیاں اور کیپسول اصلی ہیں۔

وہ ہر معاملے میں پارس کا بھرپور تعاون حاصل کرتی تھی مگر اس پر بھروسا نہیں کرتی تھی۔ یہ سوچ کر اسے غصہ آتا تھا کہ اس نے ہندو دھرم قبول نہیں کیا تھا۔ اسے دھوکا دیتا رہا تھا۔

وہ پارس کی دوست تھی‘ نہ دشمن۔ فی الحال وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھی۔

○☆○

علی کو پھر لاہور جاکر اپنی ماما آمنہ فرہاد کے ساتھ رہائش اختیار کرنی تھی۔ اس نے ایک ہفتے بعد جانے کا ارادہ کیا تھا لیکن اچانک ہی دوسرے دن اسے سفر کی تیاری کرنی پڑی۔ کیونکہ وہاں فخرالدین کو کسی نے قتل کردیا تھا۔

پچھلے باب میں فخرالدین اور اس کی بیٹی فہمیدہ عرف فہمی کا ذکر ہوچکا ہے۔ علی اور آمنہ نے ان باپ بیٹی کو بابا صاحب کے ادارے میں ٹریننگ کے لیے بھیجا تھا۔ فخرالدین وہاں سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرکے لاہور واپس آگیا تھا۔ فہمیدہ مزید ٹریننگ حاصل کرنے کے لیے وہاں رہ گئی تھی۔

اس عرصے میں فہمی تربیت کے کئی مراحل سے گزر چکی تھی۔ مزید تربیت حاصل کرنے کے لیے وہاں رہنا چاہتی تھی لیکن باپ کے قتل کی خبر سنتے ہی علی کے ساتھ لاہور آگئی۔

بیٹی کے وہاں پہنچنے کے بعد مقتول باپ کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ آمنہ نے فہمی کو سینے سے لگا کر تسلیاں دیں۔ اسے اپنی کوٹھی میں لے آئی تاکہ وہ باپ کی کوٹھی میں تنہا نہ رہے۔

علی نے کہا ”میں فخر انکل کے ساتھ ان کی کوٹھی میں رہا کرتا تھا‘ اس لیے کوٹھی کو خالی نہیں چھوڑوں گا۔“

فہمی نے کہا ”کل صبح ہم ان پولیس افسران سے ملیں گے جو ابو کے قتل کے سلسلے میں تفتیش کررہے ہیں۔“

وہ آمنہ کے پاس رہی۔ علی وہاں سے فخرالدین کی کوٹھی میں آگیا۔ اس گتھی کو سلجھانا تھا کہ قاتل کون ہے؟ اسے فخرالدین جیسے نیک اور شریف انسان سے کیا دشمنی تھی؟

کہتے ہیں‘ جن کے دوست نہیں ہوتے‘ ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ لیکن فخرالدین کے نہ دوست تھے اور نہ ہی دشمن تھے۔ اس شریف آدمی سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ بھی نہیں سوچا جاسکتا تھا کہ کسی دشمنی کے بغیر اس بے چارے کو قتل کیا گیا ہے۔

علی نے ریسیور اٹھا کر پولیس اسٹیشن کے نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا ”میرا نام علی تیمور ہے۔ کل میرے انکل کا قتل ہوا تھا۔ آج تدفین ہوئی ہے۔ میں اس سلسلے میں آفیسر آن ڈیوٹی سے بات کرنا چاہتا ہوں۔“

جواب ملا ”وہ جی! ہمارے سر جی ڈیوٹی پر نہیں۔ میرا مطلب ہے راؤنڈ پر گئے ہیں‘ آپ صبح بات کریں۔“

ادھر سے ریسیور رکھ دیا گیا۔ علی نے بولنے والے کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھے۔ پتا چلا جس انسپکٹر کی ڈیوٹی ہے‘ وہ اپنے گھر میں آرام کررہا ہے۔ علی نے اس کے دماغ سے انسپکٹر کے گھر کا فون نمبر معلوم کیا پھر اس نمبر پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے کسی خاتون نے کہا ”ہیلو؟“

علی نے کہا ”میں ڈی آئی جی بول رہا ہوں۔ انسپکٹر راشد کو فون دو۔“

چند سیکنڈ کے بعد ہی انسپکٹر کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی ”یس سر! میں انسپکٹر راشد حمید بول رہا ہوں۔“

”گھر سے کیوں بول رہے ہو‘ تمہیں تھانے میں ہونا چاہیے تھا۔“

”وہ سر! بات یہ ہے سر! میں ڈاکٹر کے پاس گیا تھا۔ وہاں سے دوا لے کر گھر آگیا‘ ڈاکٹر نے آرام کرنے کو کہا ہے۔“



”لیکن حوالدار نے کہا ہے‘ تم موبائل لے کر راؤنڈ پر گئے ہو؟“

”وہ سر! میں راؤنڈ پر ہی تھا۔ اسی وقت طبیعت خراب ہوگئی لیکن سر! آپ کی آواز ایسی بھاری بھرکم کیسے ہوگئی؟ آواز تو بالکل بدل گئی ہے۔“

”اس لیے بدل گئی ہے کہ میں ڈی آئی جی نہیں ہوں۔ آپ لوگ ڈیوٹی چھوڑ کر گھر میں آرام کرتے ہیں‘ کیا یہ فرض شناسی ہے؟“

”اوئے! کون ہے بے تو؟ وڈا افسر بن کر دھوکا دیتا ہے۔ سامنے آ‘ تیری کھال اتار کے جوتے بنا کر پہنوں گا۔“

”کیا موچی ہو؟ جوتے بناتے ہو؟“

”اوئے چپ‘ شٹ اپ۔“

اس نے اتنی زور سے حلق پھاڑ کر کہا کہ کھانسی آنے لگی۔ وہ ریسیور رکھ کر کھانستے کھانستے دہرا ہوگیا۔ اس کی گھر والی پانی لاکر پلانے لگی۔ علی خاموشی سے اس کے خیالات پڑھ رہا تھا۔

فہمی بھی اپنے ابو کے قاتل کا سراغ لگانے کے لیے بے چین تھی۔ اس نے تھانے فون کیا تو اسے بھی وہی جواب ملا کہ سر جی راؤنڈ پر گئے ہیں۔

اس نے حوالدار کے دماغ سے انسپکٹر راشد حمید کا فون نمبر معلوم کیا پھر اس نمبر پر رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے خاتون نے پوچھا ”ہیلو کون ہے؟“

”میں بیگم ڈی آئی جی بول رہی ہوں۔ انسپکٹر کو فون دو۔“

چند سیکنڈ کے بعد ہی انسپکٹر نے فون پر کہا ”جی بیگم صاحبہ! میں انسپکٹر راشد بول رہا ہوں۔“

”تم تھانے سے کیوں نہیں بول رہے ہو؟“

”وہ جی‘ بیگم صاحبہ جی! بات یہ ہے۔۔۔“

پھر وہ چونک کر بولا ”سر جی کی بیگم تو پچھلے برس مرچکی ہے۔ اے کون ہے تو؟ میرے سے فراڈ کررہی ہے۔“

”فراڈ تو تم لوگ وردی پہن کر کرتے ہو۔ راؤنڈ پر جانے کے بہانے گھر جاکر سو جاتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی؟“

”شرم کی بچی! میں تیری ہڈیاں توڑ دوں گا۔ تیرا قیمہ بنا ڈالوں گا۔“

”کیا قسائی کی اولاد ہو؟“

”اوئے شٹ اپ۔۔۔“

چیخنے کے باعث پھر کھانسی کا دورہ پڑا۔ ہاتھ سے ریسیور چھوٹ گیا۔ بیوی پھر پانی لے کر دوڑتی ہوئی آئی‘ کہنے لگی ”یہ کون لوگ ہیں؟ آپ غصہ کیوں دکھا رہے ہیں۔ آپ کو پانی پینا چاہیے‘ پانی پی پی کر غصہ دکھانے سے کھانسی نہیں آتی ہے۔“

علی نے انسپکٹر کے دماغ میں رہ کر فہمی کی آواز پہچان لی تھی۔ اس کے پاس آکر بولا ”سانس نہ روکنا‘ میں ہوں علی۔“

”آپ سوئے نہیں‘ جاگ رہے ہیں؟“

”تمہارے ابو کے پراسرار قتل نے الجھا دیا ہے۔ میں معلومات کے لیے اسی انسپکٹر کے پاس پہنچا‘ جہاں تم ابھی پہنچی ہوئی تھیں۔“

”آپ بہت اچھے ہیں۔ میرے ابو کے قاتل کا سراغ لگانے کے لیے جاگ رہے ہیں۔“

”انسپکٹر کے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ وہ اور انٹیلی جنس کے سراغ رساں اندھیرے میں بھٹک رہے ہیں۔ یہ پتا نہیں چل رہا ہے کہ وہ کن لوگوں سے ملتے تھے؟ میری غیر موجودگی میں کسی سے شناسائی پیدا ہوئی ہو تو میں اس شناسا کو نہیں جانتا ہوں۔“

”کل میں کوٹھی میں آؤں گی اور ابو کا سامان دیکھوں گی۔ ان کے سامان سے شاید کوئی سراغ مل جائے۔“

پھر علی نے ذرا توقف کرکے کہا ”فہمی‘ ذرا ایک منٹ۔ میں کچھ آہٹیں سن رہا ہوں۔ میرا یہاں دماغی طور پر حاضر رہنا ضروری ہے۔“

وہ دماغی طور پر حاضر ہونے کے بعد زیرو پاور کے بلب کو بجھا کر کھڑکی کے پاس آگیا۔ غیر معمولی سماعت کے ذریعے کسی کی سرگوشی سنائی دی۔ کوئی کسی سے کہہ رہا تھا۔ ”ابھی ایک کمرے میں ہلکی روشنی تھی۔ میں نے دیکھا تھا۔ اب وہاں اندھیرا ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی یہاں ہے اور وہ جاگ رہا ہے۔“

ایسے وقت فہمی نے دماغ میں آکر کہا ”معافی چاہتی ہوں۔ تجسس کے باعث رہ نہ سکی۔ آپ کے ذریعے معلوم کرنا چاہتی ہوں‘ کوٹھی میں کون آیا ہے‘ کیا آپ رہنے دیں گے۔“

”ضرور رہو۔ میں نے غیر معمولی سماعت سے کسی مرد کی سرگوشی سنی ہے۔ اس کے دماغ میں پہنچ سکتا ہوں لیکن وہ یوگا کا ماہر بھی ہوسکتا ہے۔“

”جی ہاں‘ اگر وہ یوگا کا ماہر ہوگا تو ہاتھ آنے سے پہلے فرار ہوجائے گا۔“

”اسی لیے انتظار کررہا ہوں۔ تم خاموش رہ کر میرے ذریعے ان کی دھیمی سرگوشیاں بھی سن سکو گی۔“

وہ دونوں خاموش رہے۔ قدموں کی چاپ اتنی دھیمی تھی کہ صرف علی ہی سن سکتا تھا اور اس کا دماغ فہمی کو سنا رہا تھا۔ وہ چاپ ٹھہر ٹھہر کر سنائی دے رہی تھی۔ پھر وہ آواز دور ہونے لگی۔ علی نے کہا ”وہ آنے والے اب جارہے ہیں۔ پتا نہیں وہ کون ہیں۔ وہ جانے کے بعد شاید پھر ہاتھ نہ آئیں۔“

”آپ اس کے دماغ میں جائیں۔“

جب وہ ہاتھ سے نکل ہی رہے تھے تو احتیاط ضروری نہیں رہی تھی۔ علی نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سانس روک لی۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ فہمی نے کہا ”آپ کا اندازہ

درست نکلا۔ وہ یوگا کا ماہر ہے۔ یہاں آپ کی موجودگی کو پہلے ہی سمجھ گیا تھا۔ اب آپ کی خیال خوانی نے اسے چونکا دیا ہوگا۔ آئندہ وہ ادھر کا رخ نہیں کرے گا۔"

"یہ برا ہوا۔ شاید قاتل گرفت میں آنے والا تھا۔ میں باہر جا کر دیکھتا ہوں۔ ہو سکتا ہے' باہر جا کر وہ کہیں چھپا ہو اور میرے سونے کا انتظار کر رہا ہو۔"

"خدا کے لیے آپ باہر نہ جائیں۔ وہ چھپ کر حملہ کر سکتا ہے۔"

"تم نے ادارے میں ٹریننگ حاصل کی ہے کہ تاریکی میں چھپ کر حملہ کرنے والوں سے کس طرح اپنا بچاؤ کرنا چاہیے اور کس طرح چھپنے والوں کو باہر نکلنے پر مجبور کرنا چاہیے۔"

"جی ہاں میں نے یہ ٹریننگ حاصل کی ہے۔"

"ہم سب نے حاصل کی ہے اور میں اپنی زندگی میں ایسے حالات سے کئی بار گزر چکا ہوں۔ پھر تم مجھے کیوں روک رہی ہو؟"

"میں سوچ رہی ہوں کہ وہ اگر قاتل تھا تو جائے واردات پر دوبارہ آنے کا خطرہ کیوں مول لے رہا ہے؟ یہاں ایسی کیا بات ہے؟"

"شاباش۔ تم بڑی ذہانت سے سوچ رہی ہو۔ یہاں ضرور ایسی کوئی چیز ہے جسے وہ حاصل کرنے آیا تھا۔ اگر ایسی کوئی چیز یہاں ہے تو اس کے ذریعے قاتل کا سراغ مل سکتا ہے۔"

علی نے تسلیم کیا' باہر جانا اس لیے مناسب نہیں ہے اور نہ فائدہ مند کیونکہ دیر ہو چکی ہے۔ وہ چھپ کر آنے والا جا چکا ہوگا اور اگر کہیں چھپا ہوا ہے تو علی کے سونے کا انتظار کر رہا ہوگا۔

اس نے کہا "نفی! میں اسی تاریکی میں رہوں گا۔ شاید وہ میرے سونے کا انتظار کر رہا ہے۔ میں بھی اس کا انتظار کروں گا۔"

"کیا آپ تمام رات جاگتے رہیں گے؟"

"اپنے دماغ کو ہدایات دے کر سو جاؤں گا۔ کوئی بھی غیر معمولی بات ہوگی اور کوئی کوٹھی میں قدم رکھے گا تو میری آنکھ کھل جائے گی۔"

"یہ ٹھیک ہے۔ آپ سو جائیں۔ میں بھی جاتی ہوں لیکن ایک وعدہ کریں۔"

"کیسا وعدہ؟"

"یہی کہ کسی کی آمد پر آنکھ کھلے گی تو آپ مجھے اپنے دماغ میں بلا لیں گے۔"

"اس شرط پر بلاؤں گا کہ فوراً سو جاؤ۔ میرے انتظار میں نہ جاگو۔"

وہ خدا حافظ کہہ کر چلی گئی۔ علی نے بھی دماغ کو ہدایات دیں پھر گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا۔

○☆○

اناتا پہلی بار جکارتا آئی تھی اور آتے ہی بری طرح پھنس گئی تھی۔

پہلے اندیشہ تھا کہ کسٹم والے اسے گرفتار کرلیں گے لیکن اس کے لیے کرشمہ ہو گیا۔ اس کے بیگ میں ہیروئن کے جتنے پیکٹس تھے' وہ جیمز کے بریف کیس میں پہنچ گئے تھے۔ یہ کیسے ہو گیا کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

جیمز نے چاہا تھا کہ ہیروئن اسمگل کرتے وقت پکڑا نہ جائے۔ اس نے اناتا سے یہ کام لیا تھا تاکہ مصیبت آئے تو اناتا پر آئے لیکن پارس کی ہیرا پھیری سے اناتا کے لیے گڑھا کھودنے والا جیمز خود ہی پھنس گیا۔ اناتا وہاں سے بچ کر نکلی تو باہر جیمز کے بھائی کرسٹوفر نے اسے پکڑ لیا۔ وہ تنہا بے یار و مددگار تھی۔ کرسٹوفر نے اسے سہارا دینے کے بہانے اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے بنگلے میں بھیج دیا جہاں وہ خود کو مہمان سمجھ رہی تھی لیکن قیدی بن چکی تھی۔

بنگلا بہت شاندار تھا۔ فی الحال وہ آرام سے تھی اور کرسٹوفر کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اپنے بھائی جیمز کو کسٹم والوں سے رہائی دلانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔ جب واپس آیا تو بہت غصے میں تھا۔ اناتا کو دیکھتے ہی بولا "تم نے کوئی چالاکی دکھائی ہے۔ میرے بھائی کو پھنسا دیا ہے۔ یہاں منشیات کا دھندا کرنے والوں کو سزائے موت دی جاتی ہے۔ اگر میرے بھائی کو سزائے موت ہوئی تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

وہ سہم کر بولی "میرا کوئی قصور نہیں۔ میں نے کوئی چالاکی نہیں کی ہے۔ آپ ظالم نہ بنیں۔ یہاں میرا کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کے اور صرف آپ کے رحم و کرم پر ہوں۔"

"یہ اچھی بات ہے کہ تم میرے رحم و کرم پر رہو گی۔ میں نے پیرس کا حسن دیکھا ہے مگر چکھا نہیں ہے۔ آج یہ حسرت بھی پوری ہو جائے گی۔"

"فار گاڈ سیک' ایسی باتیں نہ کریں۔ میں نے آپ کے بھائی جیمز سے کہہ دیا تھا کہ روزی حاصل کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں لیکن اپنا جسم کسی کو نہیں دوں گی۔"

"یہ تو دینا ہی ہوگا۔ تم نے میرے بھائی کو پھنسایا ہے۔ اس کی سزا یہی ہے کہ مجھے خوش کرو اور منشیات کی خرید و فروخت کے لیے جو پارٹیاں یہاں آتی ہیں' ان پارٹیوں کے بڑوں کو بھی خوش کرتی رہو۔"

"نہیں' میں یہاں نہیں رہوں گی۔ ابھی چلی جاؤں گی۔"

وہ جانا چاہتی تھی مگر نہ جا سکی۔ پارس نے بابا صاحب کے ادارے کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو اناتا کی حفاظت کے لیے مامور کیا تھا۔ وہ باری باری اس کے دماغ میں رہتے تھے۔ اس وقت بھی ایک ٹیلی پیتھی جاننے والا اناتا کے ساتھ تھا۔ اس نے اسے کرسٹوفر کے بنگلے سے جانے نہیں دیا۔ اسے روک دیا پھر کرسٹوفر کے دماغ میں پہنچ کر اس کی سوچ میں کہا "مجھے ایک دو پیگ پینے



چاہئیں تاکہ میں سرور میں آکر اس حسینہ کی بوٹی بوٹی نوچ سکوں۔"

وہ وہسکی کی بوتل کھولتے ہوئے بولا "تم میری اجازت کے بغیر یہاں سے باہر قدم نہیں رکھ سکو گی۔ بنگلے کے احاطے میں خونخوار کتے ہیں' وہ تمہیں چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے۔"

وہ پینے لگا اور اناتا سہمی ہوئی سی بیٹھی رہی۔ اس نے ایک ہی گھونٹ میں پہلا پیگ حلق سے اتار لیا پھر کہا "اب میں تمہیں پکڑوں گا۔ تم بھاگو گی' میں پیچھا کروں گا۔ چوہے بلی کے کھیل میں بڑا مزہ آئے گا۔"

وہ سہم کر کھڑی ہو گئی۔ وہ فرش پر بیٹھ گیا پھر بولا "میں تو بیٹھ گیا' اب کیسے پیچھا کروں گا' مجھے کھڑا ہونا چاہیے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوا' دوسرا پیگ لے کر اسے حلق سے اتارا پھر اناتا کے قدموں میں آکر بیٹھ گیا۔ اناتا نے اسے حیرانی سے دیکھا۔ وہ کہہ رہا تھا "میں تمہیں پکڑ رہا ہوں۔ آہا! کتنا مزہ آرہا ہے' یہ تمہارے پیر ہیں۔ ذرا مجھے ایک لات مارو۔"

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے کہا "پیچھے نہ جاؤ۔ آگے آؤ' اگر مجھے لات نہیں مارو گی تو میں کتے چھوڑ دوں گا۔"

"یہ کیسا حکم دے رہے ہو' میں تمہیں ٹھوکر کیسے مار سکتی ہوں' تم توہین محسوس کرکے اور ظالم بن جاؤ گے۔"

"میں اور مہربان ہو جاؤں گا' مجھے حسیناؤں کی لاتیں کھانے میں مزہ آتا ہے' کم آن کک می۔"

اس نے مجبور ہو کر ہلکی سی لات ماری۔ پھر اس کے اصرار پر زور سے لات مار دی۔ وہ خوشی سے جھوم گیا۔ تیسرا پیگ لے کر پیا پھر کہا "تم اس گھر کی ملکہ ہو۔ کھاؤ پیو' سیر کرو۔ ہزاروں ڈالر کی روز شاپنگ کیا کرو۔"

اس نے ایک مسلح گارڈ کو بلا کر کہا "آج سے یہ یہاں کی مالکہ ہیں' انہیں سلام کرو۔"

گارڈ نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا' وہ بولا "میں ابھی پینے کے بعد لمبا ہو جاؤں گا۔ یہ شہر میں جہاں تفریح کے لیے جانا چاہے' اسے لے جاؤ۔ ڈرائیور سے کہو گاڑی تیار رکھے۔"

وہ گارڈ چلا گیا۔ کرسٹوفر نے اٹھ کر کہا "میرے ساتھ آؤ۔"

وہ جانے لگا۔ وہ اس کے پیچھے چلنے لگی۔ دونوں ایک بیڈ روم میں آئے۔ اس نے ایک الماری کھولی۔ الماری کے اندر ایک آہنی سیف تھا۔ اس نے اناتا کو سیف کھولنے کا نمبر بتایا۔ اس کے حکم کے مطابق اناتا نے سیف کھولا۔ اندر بڑے نوٹوں کی گڈیاں رکھی ہوئی تھیں۔ پاؤنڈ اور ڈالر کے علاوہ مقامی کرنسی کے نوٹ بھی رکھے ہوئے تھے۔

وہ بولا "یہ دولت تمہاری ہے۔ نکالتی جاؤ اور خرچ کرتی جاؤ۔ یہ کم پڑے گی تو بینک سے اور آجائے گی۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولی "تم چاہے جتنی دولت دو' میں اپنا جسم نہیں دوں گی' یہ اس کے لیے ہے جس پر میرا دل آئے گا۔"

"کون کم بخت تم سے جسم مانگتا ہے۔ تم بس لاتیں مارتی رہو۔ چلو ایک لات مارو اور ایک گڈی اٹھا لو۔"

وہ قدموں میں بیٹھ گیا' وہ بولی "تم ہوش مند بھی ہو اور پاگل بھی۔ میں نے تمہارے جیسا انسان پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا پھر لات ماروں؟"

"دولت کمانا چاہتی ہو تو میرے حکم کی تعمیل کرو۔"

اس نے ایک لات ماری اور سیف سے ایک بڑے نوٹوں کی گڈی نکالی۔ اس نے اب سے پہلے اتنے پاؤنڈ کبھی ہاتھوں میں نہیں لیے تھے۔ وہاں ایک بریف کیس رکھا ہوا تھا۔ اس نے بریف کیس کو خالی کیا۔ اس میں وہ موٹی سی گڈی رکھی پھر دوسری لات مار کر اس میں دوسری گڈی رکھی۔ اس طرح لاتیں مارتی گئی اور گڈیاں رکھتی گئی۔

شاید ہی دنیا میں ایسی کوئی ہوگی' جو لاتیں مار کر دولت حاصل کرتی ہو۔ اس کا بریف کیس نوٹوں سے بھر گیا۔ سیف کو اور الماری کو بند کر دیا گیا۔ وہ دونوں ڈرائنگ روم میں آئے۔ کرسٹوفر نے بوتل اٹھا کر منہ سے لگالی پھر غٹاغٹ پینے لگا۔

اناتا نے بنگلے سے باہر آکر دیکھا۔ خونخوار کتے نہیں تھے۔ مسلح گارڈز اور ڈرائیور کھڑے ہوئے تھے۔ ڈرائیور نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ پیچھے بیٹھ گئی۔ مسلح گارڈ ڈرائیور کے ساتھ سامنے بیٹھ گیا۔ پھر وہ کار وہاں سے چل پڑی۔

○☆○

ہر صبح کی طرح بلی ڈونا نے آنکھ کھولی تو وہی بستر تھا اور وہی صبح تھی مگر کچھ بدل سا گیا تھا۔ اس کے اندر کچھ ایسی تبدیلی آئی تھی جسے وہ سمجھ نہیں سکتی تھی۔

البتہ یہ فکر تھی کہ پچھلی رات اسے کیا ہو گیا تھا؟ اچانک سر چکرا گیا تھا۔ پارس نہ سنبھالتا تو وہ گر پڑتی۔ اس نے دونوں بازوؤں میں اسے اٹھا کر بستر پر لا کے لٹا دیا تھا۔ پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ اس کے بعد پتا نہ چلا کہ وہ کب گہری نیند سو گئی تھی۔

دوسری صبح وہ ایسے ہی بیدار ہوئی جیسا کہ ہر صبح ہوتی ہے۔ وہ ایک بھرپور انگڑائی لے کر اپنے گورے بدن کو کمان کی طرح کھینچ کر اٹھ بیٹھی۔ غسل وغیرہ کے لیے باتھ روم میں چلی گئی۔ پھر دیر تک ٹھنڈے پانی سے لطف اٹھاتی رہی۔

اس دوران اس نے پارس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ وہ اس محل کے وسیع و عریض باغ میں جوگنگ کر رہا تھا اور بلی ڈونا کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اس جیسی مکمل حسین دوشیزہ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ بلی ڈونا اس کے خیالات پڑھ کر خوش ہو رہی تھی۔

اس نے یہ طے کر لیا تھا کہ پارس کو روز صبح اور شام چیک کرتی رہے گی۔ اس کے خیالات پڑھ کر معلوم کرتی رہے گی کہ پارس کے دماغ میں اس کے تنویمی عمل کا اثر کس حد تک ہے؟ اگر

اثر زائل ہونے لگے گا تو وہ دوبارہ اس پر عمل کرے گی۔

صبح اس کے خیالات پڑھتے وقت یاد آیا کہ پچھلی رات پارس کے خیالات نہیں پڑھے تھے۔ اور نہ ہی اپنے دماغ کو ہدایات دی تھیں۔ بس اچانک ہی بے وقت سو گئی تھی۔

اس نے لباس تبدیل کرنے کے بعد پارس کو بلایا پھر پوچھا۔ "مجھے پچھلی رات کیا ہوا تھا؟"

"وہی جو عام طور پر جوان لڑکیوں کو ہوتا ہے۔"

"کیا ہوتا ہے؟"

"جو پھل کی طرح پک جاتی ہیں' نہ کھاتی ہیں' نہ کھانے دیتی ہیں' انہیں ہسٹریا کے دورے پڑنے لگتے ہیں۔ تم پر بھی یہی دورہ پڑا تھا۔"

"بکواس کرتے ہو۔ کیا تم کوئی ڈاکٹر ہو؟"

"اپنے منہ سے کیا تعریف کروں۔ مریضہ بن کر آؤ۔ شفا پاؤ' یقین آجائے گا۔"

"اے! گھما پھرا کر گفتگو نہ کیا کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ' پچھلی رات مجھے کیا ہوا تھا؟ کچھ پتا ہی نہ چلا کہ میں کب سو گئی تھی۔"

"انسان کے اور اس کے نصیب کے سونے کا کوئی وقت نہیں ہوتا۔"

"پھر الجھی ہوئی بات کہہ رہے ہو۔"

"سلجھی ہوئی بات یہ ہے کہ تم نے کبھی اجازت نہیں دی کہ میں تمہیں چھو سکوں۔ لیکن کل بڑی فراخ دلی سے میرے دونوں بازوؤں میں آگئی تھیں۔ میں تمہیں بازوؤں میں اٹھا کر بستر پر لایا تھا۔ تم میرے کلیجے سے لگ گئی تھیں۔ الگ نہیں ہونا چاہتی تھیں۔"

وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ چور خیالات میں کبھی جھوٹ اور کھوٹ نہیں ہوتا۔ جو اس کے اندر تھا' وہی وہ بول رہا تھا پھر بھی وہ بولی "تم جھوٹ بول رہے ہو۔"

"میں جھوٹا ہی سہی مگر جو کچھ ہوا اس پر میں رات بھر شرماتا رہا۔"

"اے بکواس مت کرو۔ شرمانے کی کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد ہو کر شرما رہے تھے۔ جھوٹے' مکار....."

"میں تمہارا معمول اور تابعدار ہوں۔ کیا تمہیں اپنے تنویمی عمل پر بھروسا نہیں ہے؟ کیا کوئی معمول اپنے عامل سے جھوٹ بول سکتا ہے؟"

وہ الجھ کر سوچنے لگی اور سوچ سوچ کر الجھنے لگی پھر اس کے چور خیالات پڑھنے لگی۔ خیالات نے بتایا کہ اس نے اپنے بیڈ روم میں تمام رات پارس کو پریشان کیا تھا۔

وہ جھنجلا کر بولی "میں تو سو گئی تھی۔"

"مدہوشی میں ایسا ہی لگتا ہے جیسے سوتے سوتے وقت گزرا ہو۔ ویسے جو گزر چکی ہے' اسے بھول جاؤ۔"

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی' دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔"

وہ جانے لگا' وہ بولی "کہاں جا رہے ہو' جواب دے کر جاؤ۔ جب میں نے نشہ نہیں کیا تھا تو پھر میں مدہوش کیسے ہو گئی تھی؟"

"میں ایک ڈاکٹر کے تجربات کے مطابق جواب دوں گا تو یقین نہیں کرو گی۔"

"مجھے جواب چاہیے' میں نشے کے بغیر مدہوش کیسے ہو گئی؟"

"ہسٹریا کا ایک درجہ ایسا ہے' جہاں مریضہ نشے کے عالم میں رہتی ہے۔ اسے انگریزی میں ایموشنل ہسٹریا انٹوکزیکیشن اور ... میں الشباب المدہوش الشٹیریا کہتے ہیں۔"

"میں پہلی بار ایسی بیماری کا نام سن رہی ہوں۔"

"بیماری نہ بڑھاؤ' صدقہ دو۔ صدقے میں گوشت بانٹنے ... بانٹا نہ جائے تو رکھے ہی رکھے خراب ہو جاتا ہے۔"

"جاؤ۔ بھاگ جاؤ یہاں سے۔ گیٹ لاسٹ۔"

وہ چلا گیا۔ وہ بستر پر اوندھے منہ گر پڑی۔ تکیے کو سینے سے لگا... بھینچ کر سوچنے لگی۔ اس کے چور خیالات جھوٹ نہیں کہہ سکتے ہیں..... یہ میری مرضی کے بغیر کیا ہو گیا؟ یہ تو اب میرا معمول تابعدار ہے۔ میرا مفتوح ہے مگر فاتح بن گیا ہے۔

دنیا میں عجیب و غریب وارداتیں ہوتی ہیں جن کے ہو... یقین نہیں آتا۔ لیکن وہ ہو چکی ہوتی ہیں۔ واردات کی بات ... ڈونا کو یاد آیا کہ اناتا کے ساتھ کچھ ایسا عجیب واقعہ ہوا تھا۔ ... کے بیگ میں ہیروئن کے جو پیکٹس تھے' وہ کسی کے علم میں آ... خود بخود جیمز کے بریف کیس میں منتقل ہو گئے تھے۔

یلی ڈونا کا خیال تھا کہ اناتا کی پشت پر کوئی پراسرار قوت ... اس قوت نے اسے گرفتار ہونے اور سزائے موت پانے سے ... تھا۔ یہ غیر معمولی بات تھی۔ یلی ڈونا تجسس میں مبتلا ہو گئی تھی۔ ... نے سوچا تھا کہ اناتا کے دماغ میں جاتی رہے گی اور اس کے چھپی ہوئی پراسرار قوت کا سراغ لگاتی رہے گی۔

بڑی دیر بعد اناتا کا خیال آیا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کر... اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے خیالات بتانے لگے "اگر جیم... پھنستا تو میں پھنس جاتی۔ گاڈ از گریٹ۔ اس نے مجھے بچالیا۔ ... ائرپورٹ سے باہر آئی تو جیمز کے بھائی کرسٹوفر نے مجھے قیدی بنا... وہ میری عزت سے کھیلنا اور پھر مجھے ایک بازاری لڑکی بنانا... تھا۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکا۔ نشے میں کہنے لگا۔ میں اسے لا... ماروں' میں نے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔ اس نے میری ہر لات پر نو... کی ایک گڈی دی' مجھے آزاد چھوڑ دیا۔

"میں اس کی کار میں مسلح گارڈ کے ساتھ باہر گئی اور اس شہر کی رونقیں دیکھتی رہی۔ میں نے سوچا' کسی فلائٹ سے واپس پیرس... جاؤں' پھر سوچا یہ شہر میرے لیے لکی ہے۔ یہاں خدا مجھے مصا... سے بچا رہا ہے اور دولت مند بنا رہا ہے۔ میں اس شہر میں چھپ... رہوں گی اور کرسٹوفر پر نظر رکھوں گی۔ اگر وہ آئندہ بھی پاگل... کرے گا تو میں اس سے اور زیادہ دولت حاصل کروں گی۔

... میں گارڈ اور ڈرائیور کو دھوکا دے کر ایک چھوٹے سے کاٹیج ... آئی ہوں۔ ایک بوڑھی اور ایک بوڑھا یہاں رہتے ہیں۔ میں ... پے انگ گیسٹ کی حیثیت سے کاٹیج میں رہنے لگی ہوں۔ میرے اندر یہ اعتماد پیدا ہو گیا ہے کہ کوئی دشمن مجھے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا میری مدد کر رہا ہے۔

"تھینکس گاڈ' میں بڑی بے فکری سے تمام رات گہری نیند سوتی رہی۔ صبح بیدار ہوئی تو محسوس ہوا مجھے ایک نئی زندگی مل گئی ہے اور جینے کے لیے ایک نامعلوم طاقت حاصل ہو گئی ہے۔"

یلی ڈونا اس کے یہ خیالات پڑھ رہی تھی اور یہ سمجھ رہی تھی کہ اناتا خود اس پراسرار قوت کے بارے میں نہیں جانتی ہے جو اسے حاصل ہو رہی ہے۔ وہ کسی کی معمولہ اور تابعدار بھی نہیں تھی۔ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے لیے لازمی تھا کہ اس کے دماغ میں مسلسل رہا جائے یا پھر ایسے وقت رہا جائے جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ اس کی مصیبت میں کام آنے والا ایسے ہی وقت پہچانا جا سکتا تھا۔

یلی ڈونا کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا تھا کہ وہ بار بار اس کے پاس جاتی آتی رہے۔ اس نے اپنے ایک ٹیلی پیتھی جاننے والے معمول کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا اور اسے سمجھا دیا کہ جب بھی اس کے ساتھ کوئی غیر معمولی بات ہو تو وہ فوراً اسے آگاہ کرے۔

اس نے اپنے معمول کو کرسٹوفر کے دماغ میں بھی پہنچایا کیونکہ وہ اور اس کے حواری اناتا کو تلاش کر رہے تھے۔ پچھلی رات کرسٹوفر بوتل سے نیٹ وہسکی پی کر ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا تھا۔ دوسری صبح دیر تک سوتا رہا تھا۔ جب آنکھ کھلی تو وہ سوچنے لگا' اتنی دیر تک کیوں سوتا رہا۔ وہ صبح پانچ بجے جاگنے کا عادی تھا۔ وہ اپنے دماغ پر بوجھ محسوس کر رہا تھا۔ نڈھال اور کمزور ہو گیا تھا۔

پھر اسے یاد آیا کہ وہ پانی یا سوڈا ملائے بغیر خالص وہسکی پیتا رہا تھا۔ جبکہ پہلے اس نے اس طرح کبھی نہیں پی تھی۔ پھر اسے اناتا کا خیال آیا' وہ فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسے یاد آنے لگا جب پہلے اور دوسرے پیگ کا نشہ نہیں چڑھا تھا' تب سے وہ بہکی بہکی باتیں اناتا سے کرتا رہا تھا۔ پھر یہ بھی یاد آیا کہ وہ لاتیں مارنے کے لیے کہتا رہا اور وہ لاتیں مارتی رہی اور اس کے سیف سے نوٹوں کی گڈیاں نکالتی رہی۔

وہ فوراً ہی بستر سے اتر کر الماری کے پاس آیا۔ اسے کھولنے کے بعد آئرن سیف کو کھول کر دیکھا تو آدھے سے زیادہ سیف خالی نظر آیا۔ وہ بہت زیادہ رقم سمیٹ کر لے گئی تھی۔

اس نے ملازموں کو اور باہر پہرا دینے والے گارڈز کو بلایا۔ ان سے پوچھا "اناتا کہاں ہے؟"

گارڈ نے کہا "آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ جہاں جانا چاہے' میں اسے لے جاؤں اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتا رہوں۔"

"یہ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

"پتا نہیں سر! اس نے ایک شاپنگ سینٹر کے سامنے مجھے اور ڈرائیور کو گاڑی میں رہ کر انتظار کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر وہ شاپنگ سینٹر کے اندر گئی۔ ہم دو گھنٹے تک اس انتظار میں رہے کہ وہ شاپنگ کر رہی ہے لیکن وہ واپس نہیں آئی۔"

"یعنی وہ تمہیں الو بنا کر چلی گئی؟ یونان سنس! میں تمہیں گولی مار دوں گا' جاؤ اسے تلاش کرو۔"

"سر! ہم پچھلی رات سے اب تک اسے تلاش کرتے رہے۔ ہم تیس بندے تھے۔ پورے شہر میں کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی' جہاں اس کے چھپنے کا امکان تھا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آئی۔"

دوسرے گارڈ نے کہا "شاید وہ یہ شہر چھوڑ کر جا چکی ہے۔"

کرسٹوفر نے الماری کی ایک دراز کو کھول کر کہا "میں نے اس کا پاسپورٹ چھین کر رکھ لیا تھا' یہ دیکھو پاسپورٹ۔ وہ ملک سے باہر نہیں گئی ہے۔ اسے پورے جاوا میں تلاش کرو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ آس پاس کے جزیروں میں چھپی ہو۔ اسے کہیں سے بھی پکڑ کر لاؤ۔"

اناتا تفریح اور کھیل تماشوں میں مگن تھی۔ جکارتا کے جنوب میں میلوں دور تک پھیلا ہوا پارک ہے۔ اس پارک کا نام تمان منی ہے۔ اس کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پیدل تفریح کرنا مشکل ہے۔ اس مشکل کو آسان کرنے کے لیے کئی منی ٹرینیں مختلف حصوں میں چلتی رہتی ہیں۔ ان کے علاوہ منی کاریں بھی ہیں۔ ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی تک فاصلہ طے کرنے کے لیے کیبل چیئر ہیں۔ ان میں بیٹھ کر بلندی سے اس خوب صورت پارک کا نظارہ کیا جا سکتا ہے۔

اناتا کبھی منی ٹرین میں اور کبھی منی کاروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جا رہی تھی۔ وہاں ایک مصنوعی جنگل اور مصنوعی آبشار بنایا گیا ہے جہاں پہنچ کر یوں لگتا ہے' جیسے شہر سے اور انسانوں سے دور واقعی کسی ہرے بھرے جنگل میں آ گئے ہوں۔

اناتا نے بھی یہی محسوس کیا۔ جنگل میں پہنچ کر آبشار کے قریب آ کر یوں لگ رہا تھا جیسے کسی جنگل میں کھو گئی ہو۔

نوٹس بورڈ پر لکھا ہوا تھا کہ تنہا جنگل میں نہ جائیں۔ ایک گروہ کی صورت میں رہنا بہتر ہے۔ جنگل پھر جنگل ہوتا ہے' خواہ وہ اصلی ہو یا مصنوعی۔ واردات کہیں بھی ہو جاتی ہے۔

یلی ڈونا کے ماتحت خیال خوانی کرنے والے نے آ کر کہا "میڈم! اس وقت اناتا تمان منی پارک کے جنگل میں گئی ہے۔ جبکہ اسے تنہا نہیں جانا چاہیے۔ وہاں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"

یلی ڈونا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔ اس جنگل میں ایسے انتظامات تھے کہ خفیہ اسپیکر جگہ جگہ لگے ہوئے تھے جن کے ذریعے وقفے وقفے سے مختلف جانوروں کی

آوازیں سنائی دیتی رہتی تھیں۔ چوپایوں کے علاوہ پرندوں کی بھی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔

کچھ دور جانے کے بعد اناتا نے دو جنگلی دیکھے۔ انسان تھے مگر جنگلی تھے۔ بدن پر لباس نہیں تھا۔ کمر سے درخت کے پتّے باندھے ہوئے' ہاتھوں میں تیز نکیلے بھالے لیے اسے گھور رہے تھے۔

ایسے کئی جنگلی باشندے پارک انتظامیہ کے ملازم تھے۔ وہاں آنے والوں کی تفریح کے لیے جنگلیوں جیسی حرکتیں کرتے تھے لیکن وہ دو ملازم جو جنگلی بنے ہوئے تھے' اناتا پر ان کی نیت خراب ہوگئی تھی۔

وہ ان کی نیت کو بھانپ کر ان سے کترا کر جانے لگی۔ وہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگے۔ وہ دوڑنے لگی تو وہ اور اسے دوڑانے لگے۔ وہ ہانپتے ہوئے بولی "میرے پیچھے کیوں آرہے ہو؟"

ایک نے کہا "تم سامنے آجاؤ تو ہم پیچھے نہیں آئیں گے۔"

دوسرے نے کہا "تم بڑی خوبصورت ہو۔ ہماری خواہش پوری کردو۔ دوست بن جاؤ' پھر ہم تمہیں پورے جنگل کی سیر کرائیں گے۔"

وہ چیخنے لگی "چلے جاؤ' میرے پیچھے نہ آؤ۔"

بلی ڈونا ان دونوں کے اندر پہنچ گئی تھی اور یہ معلوم کرچکی تھی کہ وہ اس کے لیے للچا رہے ہیں اور اس کی عزت سے کھیلنے کا ارادہ کرچکے ہیں۔

وہ چاہتی تو اناتا کو ان سے بچاسکتی تھی لیکن وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اس بار بھی کوئی پراسرار قوت اسے بچاتی ہے یا نہیں؟

اگر وہ اس کی عزت لوٹ لیتے تو بلی ڈونا کا کچھ نہ جاتا۔ یہ معلوم ہوجاتا کہ اس کی پشت پر کوئی پراسرار قوت نہیں ہے۔

اچانک اناتا کے دماغ میں اندھیرا پھیل گیا۔ اس کے اندر ایسی ویرانی اور سناٹا چھاگیا جیسے اس کی موت واقع ہوگئی ہو۔ خود اناتا کی سوچ کی لہریں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔

بلی ڈونا حیران رہ گئی' اناتا کی دماغی حالت سمجھ میں نہیں آئی۔ اگر اس کی سوچ کی لہریں گم ہوگئی تھیں اور دماغ تاریک ہوچکا تھا تو اسے مرجانا چاہیے تھا۔ لیکن اس کی زندگی کے آثار مل رہے تھے۔ اس تاریکی میں جنگلی درندوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ان دو جنگلیوں کی آوازیں بھی یوں آرہی تھیں جیسے وہ آپس میں لڑ رہے ہوں اور ایک دوسرے سے مار کھا کر چیخیں مار رہے ہوں۔

وہ دماغی طور پر حاضر ہوکر حیرانی سے سوچنے لگی' ایسا تو کبھی نہیں ہوتا کہ دماغ تاریک ہوجائے' اپنی سوچ کی لہریں بھی ڈوب جائیں اور پھر بھی انسان زندہ رہے۔

اس نے پارس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "ایک عجیب و غریب بات ہورہی ہے۔ وہ پراسرار لڑکی اناتا جو پیرس سے یہاں تک ہماری ہم سفر تھی' اس کا دماغ مردہ ہوچکا ہے' اس کے باوجود وہ زندہ ہے۔"

پارس نے کہا "یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اگر تم مجھے خیال خوا... اجازت دو تو میں اس کی دماغی حالت کے بارے میں معلوم ... گا۔"

وہ پارس کے ساتھ اناتا کے دماغ میں آئی' اس وقت ... تماشا ختم ہوچکا تھا۔ اس کے دماغ سے تاریکی چھٹ گئی تھی ... روشن ہوگیا تھا اور وہ دونوں جنگلی کہیں گم ہوگئے تھے۔

اناتا کی سوچ پڑھتے رہنے سے اسے معلوم ہوا کہ وہ ... اس کے لیے لڑ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا تھا کہ ... وہ اسے حاصل کرے۔ عورت کے لیے ساری دنیا لڑتی ہے۔ ... لڑ پڑے۔ ان کی لڑائی ایک دوسرے کے لیے جان لیوا ثابت ہو... تھی۔ وہ بری طرح زخمی ہوتے رہے پھر زمین پر گر پڑے۔ اناتا ... سے بھاگتی ہوئی آبشار کے پاس آگئی تھی۔ اور اب اس جنگل ... نکل رہی تھی۔

پارس نے کہا "تم کہہ رہی تھیں' اناتا کا دماغ مردہ ہوچکا ... وہ تو زندہ ہے۔"

"تم نے اس کی وہ دماغی حالت نہیں دیکھی جو میں دیکھ... ہوں۔ اس کا دماغ تاریک ہوچکا تھا۔ سوچ کی لہریں گم ہو... تھیں۔ کوئی زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کا محافظ بنا... ہے۔"

"ٹیلی پیتھی یا تنویمی عمل کے ذریعے نہ کسی کے دماغ ... اندھیرا کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی کسی کی سوچ کی لہروں کو ختم کیا... ہے۔ ایسا تو کسی کی موت واقع ہوجانے کے بعد ہی ہوتا ہے۔"

"ہاں درست کہتے ہو۔ میں خود ٹیلی پیتھی کے ذریعے ایسا ... کرسکوں گی۔ پتا نہیں وہ کیسی پراسرار قوت ہے جو اس کی محافظ ... ہوئی ہے۔"

پارس نے پوچھا "کیا تم نے کسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کو ... کے دماغ میں بولتے سنا ہے؟"

"نہیں' اس کے دماغ میں کوئی نہیں بولتا ہے۔ میرا ... ماتحت صبح سے اس کے دماغ میں چھپا ہوا تھا۔ اس کی رپورٹ ... یہی ہے کہ کوئی اس کے اندر نہیں آتا۔"

"پھر تو کوئی جن ہے۔ اس پر عاشق ہوگیا ہے۔ اپنی معشو... معیبت سے بچاتا رہتا ہے۔"

"یہ بکواس ہے۔ میں کسی جن کو نہیں مانتی۔"

"جب کوئی تم پر عاشق ہوگا تو مان جاؤگی۔ لیکن نہیں' کوئی ... جن کسی باسی حسینہ پر سوار نہیں ہوتا ہے۔"

"تم مجھے باسی کہہ رہے ہو' میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

"سوری۔ میں بھول گیا تھا' مجھے پچھلی رات کی بات ... نہیں چاہیے۔"

وہ جھنجلا کر بولی "بکواس مت کرو۔ میں سوچ سوچ کر ... ہو رہی ہوں' میرے ساتھ کچھ نہیں ہوا ہے اور اگر کچھ ہونے کا یقین ہوجائے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

"مجھے مارنے کی کیوں دھمکی دے رہی ہو۔ تم مدہوشی میں جو ... تم دیتی رہیں' میں عمل کرتا رہا۔ لیکن نہیں' مجھے الشباب الدہوش الفشرلا کی بات دہرانا نہیں چاہیے۔"

وہ کھسیانی ہوکر ہنسنے لگی' کہنے لگی "تم پر غصہ آتا ہے۔ مگر تمہیں سزا دینے کو جی نہیں چاہتا۔ شاید میں غیر شعوری طور پر تم سے متاثر ہوں لیکن خبردار! زیادہ فری ہونے کی کوشش نہ کرنا۔"

"مجھے فری ہونے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔ بس' کبھی کبھی نی ریشماں جوان الفشرٹیا ہوجایا کرو۔"

"یہ کون سی زبان ہے؟"

"یہ آدھی عربی آدھی پنجابی ہے۔"

"تم مجھے کن باتوں میں الجھا رہے ہو۔ میں اناتا کی حقیقت معلوم کرنا چاہتی ہوں۔ ہمیں اس کے پیچھے چھپی ہوئی قوت کا سراغ لگانا چاہیے۔"

"تم مجھے اس سے عشق کرنے کی اجازت دوگی تو سراغ مل جائے گا۔"

"فضول بات ہے۔ تم عشق کروگے تو کیسے سراغ ملے گا؟"

"پرانی بات ہے' رقابت اندھا کردیتی ہے۔ ایک حسینہ کا دوسرا عاشق پیدا ہوجائے تو پہلا عاشق خم ٹھونک کر میدان میں اتر آتا ہے۔ میں اناتا سے عشق کروں گا تو اس کا عاشق مجھ سے مقابلہ کرنے کے لیے ضرور سامنے آئے گا۔"

"ہوں۔ آئیڈیا اچھا ہے۔ تمہیں تو نہیں' اپنے کسی آلۂ کار کو اس کا عاشق بنا کر یہ ڈراما کرسکتی ہوں لیکن وہ جن.... نہیں جن نہیں خواہ مخواہ تم اسے جن کہتے ہو' پتا نہیں وہ کون ہے' کبھی سامنے نہیں آتا ہے۔"

"جن کی یہی پہچان ہے' وہ کبھی نظر نہیں آتا ہے۔"

"پھر وہی جن؟ جو میں کہہ رہی ہوں' اسے سمجھو۔ جب اس کے بیگ سے ہیروئن بریف کیس میں منتقل ہوئی' وہ نظر نہیں آیا۔ پھر اس نے کرسٹوفر کو زیادہ سے زیادہ شراب پلاکر اور اسے ٹھوکریں مار کر اس کی آدھی تجوری صاف کی تب بھی اس کا پراسرار محافظ نظر نہیں آیا۔ تمان منی پارک کے جنگل میں بھی دو جنگلی مرد اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے۔ وہ مرد بھی رقیب بن کر آئے تھے لیکن پراسرار محافظ نے انہیں کس طرح بھاگنے پر مجبور کیا' یہ ہم اس کے تاریک دماغ سے نہ دیکھ سکے۔"

"تم ٹھیک کہتی ہو لیکن ہوسکتا ہے' وہ اس بار ہمیں نظر آجائے۔ تم کسی کو اس کا عاشق بنا کر اس کے پیچھے لگادو۔ آزمانے میں کیا حرج ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم میرے پاس آؤ۔ ہم اناتا کی طرف جائیں گے اور دور سے اس کے عاشق اور رقیب کا تماشا دیکھیں گے۔"

وہ پارس سے رابطہ ختم کرکے بیڈ روم میں آئی اور لباس تبدیل کرنے کے بعد جب وہ ڈرائنگ روم میں آئی تو پارس آچکا تھا۔ اس نے کہا "میں نے عاشق والا آئیڈیا ایسا بتایا ہے کہ وہ پراسرار محافظ ضرور سامنے آئے گا۔"

یہ کہتے ہی وہ چونک گیا۔ ایک سمت دیکھ کر بولا "کون ہو تم؟"

بلی ڈونا نے کہا "تمہارے سامنے کوئی نہیں ہے۔ کس سے پوچھ رہے ہو؟"

"یہ میرے سامنے سات فٹ کا جن کھڑا ہے اور تمہیں نظر نہیں آرہا ہے!"

بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والا ایک جوان نادیدہ بنا ہوا تھا۔ وہ بھاری بھرکم آواز میں بولا "العاشقہ المعشوقہ۔ والجنات المذاق۔"

پارس نے کہا "یہ کہہ رہا ہے' جنات سے عاشق و معشوق والا مذاق کرتے ہو' تمہیں اس کی سزا ملے گی۔"

بلی ڈونا کو وہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے پارس کے چور خیالات سے معلوم کیا تو یقین کرنا پڑا کہ واقعی کوئی سات فٹ کا جن وہاں موجود ہے۔ پھر بلی ڈونا نے اس کی عربی زبان سنی تھی۔ اگر وہ یہ زبان جانتی تو بولنے والے کے دماغ میں پہنچ جاتی۔ لہٰذا وہ پارس پر بھروسا کرنے پر مجبور تھی۔ یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ پارس کے چور خیالات جھوٹ بول کر گمراہ کرتے ہیں۔

پارس نے کہا "جن صاحب! یہ میری مالک ہے۔ میں اس کا معمول اور تابعدار ہوں۔ اسے یقین دلاؤ کہ جنات کا وجود ہوتا ہے۔"

جن کی آواز ابھری "المرد العورت الغلام' شرم شرم ستیاناس۔"

"جن صاحب کہہ رہے ہیں' میں مرد ہوکر عورت کا غلام بن گیا ہوں۔ یہ مجھے شرم دلا رہے ہیں۔"

"جن صاحب سے کہو' میں انہیں دیکھنا چاہتی ہوں۔"

پارس نے کان کے پاس یوں ہاتھ رکھا جیسے کچھ سن رہا ہو۔ پھر اس نے کہا "یہ کان میں کہہ رہے ہیں کہ کسی عورت کے سامنے نہیں آسکتے۔"

"کیوں نہیں آسکتے؟"

"شرم آتی ہے۔"

"کیوں شرم آتی ہے؟"

"دراصل انہوں نے پیدا ہوتے وقت کپڑے نہیں پہنے تھے تب سے ناراض ہیں کہ کپڑا لپیٹ کر کیوں پیدا نہیں ہوئے؟ تب سے احتجاجاً یہ لباس ہڑتال کر رہے ہیں۔ کیا تم چاہوگی کہ یہ سامنے آئیں؟"

"نن.... نہیں۔ مگر میں یقین کرنا چاہتی ہوں۔ کسی بھی انسان کے چور خیالات جھوٹ نہیں بولتے۔ تمہارے خیالات بھی سچ بول

رہے ہوں گے۔ پھر بھی یقین کرنا چاہتی ہوں' یہ سامنے نہ آئیں لیکن یقین دلائیں۔"

"ٹھیک ہے' یقین دلا رہے ہیں۔ سنبھل جاؤ۔"

وہ جن بننے والا للی ڈونا کے پیچھے آگیا۔ اس نے گولی حلق سے نکال کر جسمانی طور پر نمودار ہوتے ہی ایک زور کا طمانچہ رسید کیا پھر گولی نگل کر نادیدہ ہوگیا۔

وہ طمانچہ کھا کر چیختی ہوئی' لڑکھڑاتی ہوئی صوفے پر گر پڑی۔ فوراً ہی پلٹ کر مارنے والے کو دیکھنا چاہا مگر وہ نظر نہیں آیا۔

وہ اپنا گال سہلاتے ہوئے بولی "میں نے اس طرح یقین دلانے کو نہیں کہا تھا۔"

"یہ جنات کا اسٹائل ہے۔ ذرا ایک منٹ یہ کچھ کہہ رہے ہیں۔"

وہ کان کے پاس ہاتھ رکھ کر سننے لگا پھر بولا "یہ پھر مجھے شرم دلا رہے ہیں کہ میں ایک عورت کا غلام کیوں بن گیا ہوں؟ یہ مجھے تمہاری غلامی سے نجات دلانا چاہتے ہیں۔"

"خبردار! میں نجات دلانے نہیں دوں گی۔ تم ہمیشہ میرے معمول اور تابعدار بنے رہو گے۔"

وہ پھر کان کے پاس ہاتھ رکھ کر سننے کے بعد بولا "یہ فرماتے ہیں' تم انا تا کا ایک نیا عاشق پیدا کرنے اور جن صاحب کا سراغ لگانے کی سازش کر رہی تھیں۔ تمہیں سزا دینے کے لیے یہ مجھے تمہارے شکنجے سے نکال رہے ہیں۔ تھینک یو جن صاحب! آپ مجھے اس مغرور حسینہ سے کس طرح نجات دلائیں گے؟"

وہ پھر سننے لگا پھر پریشان ہو کر بولا "آپ میری کمر پر لات ماریں گے۔ اوہ' یہ بھی کوئی طریقہ ہے؟ لیکن مجھے رہائی چاہیے۔ پلیز لات ذرا دھیرے سے ماریں۔"

دوسرے ہی لمحے میں پارس کے منہ سے چیخ نکلی۔ وہ ٹیڑھا ہوگیا جیسے کمر پر لات پڑی ہو۔ پھر وہ لڑکھڑاتا ہوا للی ڈونا کے پاس آکر صوفے پر گر پڑا۔ وہاں تھوڑی دیر تک یونہی جھکا رہا۔ پھر سر اٹھا کر للی ڈونا کو اور اس ماحول کو یوں دیکھنے لگا جیسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

پھر اس نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ حیرانی سے بولی "کیا؟ کیا تم مجھ سے پوچھ رہے ہو؟"

"اور نہیں تو کیا تمہاری اماں سے پوچھ رہا ہوں۔ یہاں صرف تم ہو' جواب دو۔ تم کون ہو اور یہ کس کا مکان ہے؟"

"پارس! تمہیں کیا ہوگیا ہے؟"

"پارس؟ تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا؟"

"سیدھی طرح بات کرو۔ تم میرے تابعدار..."

وہ بولتے بولتے رک گئی پھر پریشان ہو کر بولی "کیا واقعی جن صاحب نے تمہیں میرے عمل سے نجات دلائی ہے؟"

"جن صاحب؟ کون جن صاحب!"

"وہ جو یہاں موجود ہیں۔ دیکھو' ابھی وہ تمہیں نظر آرہے تھے۔"

وہ اٹھ کر چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولا "یہاں تو کوئی ... ہے۔ کیا تم پاگل ہو؟ جو یہاں موجود نہیں ہے' وہ تمہیں نظر ... ہے۔ اور یہ جن ہوتا کیا ہے؟ کبھی تمہارے باپ نے بھی کہا ... ہے؟"

"اے زبان کو قابو میں رکھو' میں سمجھ گئی ہوں۔ اس ... تمہیں میرے سحر سے نجات دلائی ہے۔ وہ تمہیں نظر نہیں ... ہے۔ چلا گیا ہے لیکن میں تمہیں جانے نہیں دوں گی۔"

"تم مجھے کیسے روکو گی؟"

"میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کر کے پھر تم پر تنویمی ... کروں گی' تمہیں پھر غلام بناؤں گی۔"

"زلزلہ کیسے پیدا کرو گی۔ میں سانس روک لوں گا۔ اپنے ... میں آنے نہیں دوں گا۔"

وہ قہقہہ لگا کر نادیدہ بن گئی۔ اس کے اندر سما گئی۔ وہ سر کھجاتے ہوئے سوچنے لگا پھر بولا "اچھا تو تم میرے اندر چھپی رہو گی اور ... وقت بھی موقع پا کر میرے کھانے پینے کی کسی چیز میں ... کمزوری کی دوا ملا دو گی۔ ویسے یہ گھسا پٹا طریقہ ہوگیا ہے۔"

وہ وہاں سے چلتا ہوا ایک بیڈ روم میں آیا پھر بولا "اندر ... والوں کو باہر نکالنا ممکن نہیں ہوتا لیکن میرے پاس ایک نیا ... ہے۔"

وہ ٹائلٹ کے دروازے پر آکر بولا "میں لباس اتار کر ... صاف کرنے جا رہا ہوں۔ اس حالت میں میرے اندر رہ سکتی ... ناک پر رومال رکھ لو اور بے شرم بن جاؤ۔"

وہ ٹائلٹ میں آکر بٹن کھولنے لگا۔ اسی وقت باہر ... آئی۔ "تم بہت بدمعاش ہو۔ میں بھی دیکھوں گی کہ تم کتنی دیر ... میں رہو گے۔ کسی وقت باہر آنا ہوگا۔ تمہارے پاس نادیدہ ... والی گولیاں نہیں ہیں۔ جب بھی تم باہر آؤ گے' میں تمہارے ... میں سما جاؤں گی۔"

اسے خوش فہمی تھی کہ اسے معمول اور تابعدار بنا کر رکھا ... اس کے پاس کوئی گولی نہیں تھی۔

وہ ایک گھنٹے تک ٹائلٹ کے دروازے کے سامنے بیٹھی ... پھر بیزار ہو کر بولی "باہر آؤ۔ تمہاری چالاکی نہیں چلے گی۔ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑوں گی' اب تو جن بھی نہیں آئے گا۔"

اسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ اس نے اپنی جگہ سے ... دروازے کے پاس آکر اسے ذرا سا کھولا۔ وہ نظر نہیں آیا ... نے پوری طرح دروازہ کھولا۔ پھر حیران رہ گئی۔ یہ خوش فہمی ... ہوگئی کہ اس کے پاس گولی نہیں تھی۔

وہ گھبرا گئی۔ دماغ نے کہا "بازی پلٹ گئی ہے۔ وہ نادیدہ ... میرے اندر سما گیا ہے۔ کسی وقت بھی مجھے نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

وہ انکار میں سر ہلانے لگی۔ یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ... کسی کو بھی اپنی شکست کا یقین مشکل سے ہوتا ہے۔ وہ بیڈ روم ... سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ صوفوں کے درمیان سینٹر ٹیبل پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ اس نے قریب آکر اسے اٹھا کر پڑھا' لکھا ہوا تھا۔

"جن صاحب' ناک پر رومال رکھ کر آئے تھے۔ مجھے ایک گولی کھلا کر نادیدہ بنا دیا ہے۔ اب میرا نیا جنم ہونے والا ہے' مبارک ہو' میں تمہارے پیٹ میں پل رہا ہوں۔"

○☆○

دیوی شی تارا خوش نصیب تھی۔ اسے میجر ٹی ہنٹر کے تنویمی عمل سے جلد ہی رہائی مل گئی تھی۔ یہ رہائی پارس کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں تھی۔ اگر وہ رہائی پانے کے بعد کیپسول اور گولیوں سے محروم رہتی تو میجر ٹی ہنٹر پھر کسی وقت اسے اپنی معمولہ اور کنیز بنا لیتا۔

پارس نے اس اندیشے سے بھی نجات دلائی۔ اس کے کمرے میں کیپسول اور گولیوں کی ڈبیا پہنچا دی گئی۔ اس کے بعد اس کے لیے کوئی اندیشہ' کوئی خطرہ نہ رہا۔ وہ سب سے پہلے ڈی ون سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتی تھی لیکن میجر نے اس کی آواز اور لہجہ بدل رہا تھا۔ شی تارا فی الحال اس کے دماغ میں نہیں جا سکتی تھی۔

وہ کانفرنس میں میجر ٹی ہنٹر کو شکار کر سکتی تھی لیکن وہ اسی رات وہاں سے غائب ہوگیا تھا۔ شاید پیرس بھاگ گیا تھا یا پھر نادیدہ بن کر کانفرنس اٹینڈ کرتا رہا لیکن شی تارا کے ہاتھ نہیں آیا۔

فی الحال ڈی ون اور میجر ٹی ہنٹر نہ اس کی گرفت میں آسکتے تھے اور نہ ہی نظروں میں آسکتے تھے' وہ روپوش ہوگئے تھے۔ آئندہ ان تک پہنچنے کے لیے صبر اور انتظار ضروری تھا۔

اس نے امریکا اور اسرائیل کے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی طرف توجہ دی۔ ٹیلی پیتھی کے بڑوں میں سے الپا اور جان کولن کانفرنس میں جسمانی طور پر موجود نہیں تھے۔ وہ اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کے دماغوں میں موجود تھے۔ جب کانفرنس ہوئی اور شرکا اپنے اپنے ممالک کی طرف روانہ ہونے لگے تو شی تارا امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے کے اندر سما گئی۔

اس نے اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ماتحت رائٹ بوائے کو اچھی طرح پہچان لیا تھا۔ سوچا تھا کہ امریکا میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد وہ اسرائیل جائے گی تو وہ رائٹ بوائے کو تلاش کر کے اسے ضرور ٹریپ کرے گی۔

وہ جس امریکی ماتحت خیال خوانی کرنے والے کے جسم میں سمائی تھی اس کا نام وائز ٹرومین تھا۔ اس کا باس جان کولن اس کے اندر جاتا رہتا تھا اور اس کے ذریعے دشمنوں کی چالوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہتا تھا۔ اس کانفرنس میں وہ صرف مجھے اور سونیا کو دشمن سمجھتا تھا۔ ہمارے جسموں میں وہ اپنے آلۂ کاروں کو پہنچا چکا تھا۔ اس نے شی تارا کو وہاں نہیں دیکھا تھا اس لیے اس سے بالکل بے خبر تھا۔

وہ وائز ٹرومین کے اندر سما کر واشنگٹن پہنچ گئی۔ وائز ایک چھوٹے سے بنگلے میں رہتا تھا۔ اسے حکم دیا گیا کہ وہ بنگلے سے باہر نہیں جائے گا۔ اس کا اعلیٰ افسر جان کولن اس سے ملنے آرہا ہے۔

جان کولن نادان نہیں تھا۔ اس نے اپنی ڈمی کو بھیجا۔ وائز نے اسے اپنا اعلیٰ افسر جان کولن سمجھ کر کہا۔ "سر! آپ کانفرنس کے دوران میرے پاس آتے رہے اور تمام ضروری معلومات حاصل کرتے رہے۔ کیا آپ میرے کام سے مطمئن ہیں؟"

"ہاں۔ کانفرنس میں تم میرے بہت اچھے معاون بنے رہے۔ میں ابھی جزیرے میں جا رہا ہوں۔ وہاں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے دو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا اضافہ کیا جائے گا۔ تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے۔"

"کیسی خوش خبری؟"

"میں تمہارے کام سے بہت خوش ہوں۔ آج جو نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے تیار ہوں گے' ان میں سے ایک کو تمہارا ماتحت بناؤں گا۔"

"تھینک یو سر!"

"تم اسی بنگلے میں رہو۔ میں جزیرے سے واپس تمہارے پاس آؤں گا۔"

شی تارا اس ڈمی جان کولن کے اندر سما گئی۔ اس نے سوچا کہ اس کے دماغ میں جائے گی تو وہ سانس روک لے گا۔ یہ بھید کھل جائے گا کہ دشمن آس پاس موجود ہیں۔

وہ دھوکا کھا گئی۔ ٹرانسفارمر مشین سے پیدا ہونے والوں کے دماغوں پر قبضہ جمانے کے لیے وہ جان کولن کے اندر سما کر اس کے ساتھ جانے لگی۔

وہ ڈرائیو کرتا ہوا یونیورسٹی کے گیٹ پر آیا۔ وہاں ایک نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی تھی۔ کار رکتے ہی وہ دروازہ کھول کر اگلی سیٹ پر آگئی۔ ڈمی جان کولن نے کار اسٹارٹ کر کے آگے بڑھاتے ہوئے کہا "جینی! تم نے یوگا میں مہارت حاصل کی ہے اس لیے تم سے دوستی کر رہا ہوں ورنہ میرے بے شمار نادیدہ دشمن ہیں۔ وہ تمہارے دماغ میں پہنچ کر میرے بہت سے راز معلوم کر سکتے تھے۔"

وہ سمجھ رہا تھا کہ لندن کانفرنس سے جتنے بھی نادیدہ دشمن وائز کے اندر سما کر آئے ہوں گے' اب وہ اسے جان کولن سمجھ کر اس کے اندر چھپے ہوں گے۔ اس نے انہیں یہ سنانے کے لیے کہا کہ جینی یوگا میں مہارت حاصل کر چکی ہے تاکہ کوئی اس کے دماغ میں نہ جائے۔

اس وقت شی تارا کے علاوہ میجر ٹی ہنٹر اور الپا کا ایک ایک نادیدہ آلۂ کار بھی اس ڈمی کے اندر تھا۔ یعنی تین شکاری تھے اور شیر کی جگہ گدھے کو شکار کرنے کے راستے پر چل پڑے تھے۔

جینی کار میں بیٹھنے کے بعد رومانس کرنے لگی تھی۔ ایسی حرکتیں کرنے لگی تھی کہ ثی تارا ان کے درمیان موجود نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ اس کے اندر سے نکل کر پچھلی سیٹ پر آگئی اور ان کی طرف سے منہ پھیر کر کھڑکی کے باہر دیکھتی رہی اور دل ہی دل میں انہیں گالیاں دیتی رہی۔

وہ کار ایک جیل کے بہت بڑے احاطے میں داخل ہوئی۔ وہ کار روک کر جینی سے بولا "میرا انتظار کرو' میں ابھی آتا ہوں۔ پھر ہم جزیرے میں جاکر عیش کریں گے۔"

وہ کار سے نکل کر جیل کی عمارت کے اندر آیا پھر جیلر کے کمرے میں پہنچا۔ جیلر نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کیا پھر کہا "آیئے مسٹر جان! آپ کے لیے ایک کمرا خالی ہے۔"

وہ دونوں جیل کی کوٹھریوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک کوٹھری میں پہنچے۔ جیلر نے تالا کھولا۔ ڈی جان کولن اس کوٹھری کے اندر گیا۔ جیلر نے اس کے آہنی سلاخوں والے دروازے کو دوبارہ لاک کردیا۔

اس کے اندر سما کر آنے والے حیران تھے کہ وہ آہنی سلاخوں کے پیچھے قیدی کیوں بن گیا ہے؟

وہ ایک کرسی پر بیٹھ کر بولا "جو لوگ میرے اندر سمائے ہوئے ہیں' وہ اب میرے خیالات پڑھ سکتے ہیں۔"

وہ تینوں اس کے دماغ میں گھس کر خیالات پڑھنے لگے۔ پتا چلا وہ اصلی جان کولن نہیں ہے بلکہ اس کی ڈی ہے۔ اس نے کہا۔ "ہاں' میں فوج کا ایک معمولی سپاہی ہوں۔ مجھے جان کولن بنایا گیا ہے۔ یہ یقین کی حد تک اندازہ کیا گیا تھا کہ بہت سے دشمن وائز ٹرومین کے جسم میں سما کر لندن کانفرنس سے یہاں آئیں گے۔ وائز ٹرومین کے اندر سے تمام کچرا صاف کرنے کے لیے یہ چال چلی گئی ہے۔ تم سب میرے ساتھ جیل میں آئے ہو اور وائز جیسا قابل ماتحت تم لوگوں سے نجات پا چکا ہے۔"

ثی تارا فوراً ہی جیل سے باہر احاطے میں آئی تاکہ جینی کو ٹریپ کرے اور اس کی اصلیت معلوم کرے لیکن جینی جاچکی تھی۔ کار وہاں نہیں تھی' وہ چڑیا اڑ چکی تھی۔

ثی تارا نے منہ میں کیپسول رکھ کر پرواز کی۔ سیدھی وائز کے بنگلے میں پہنچی۔ بنگلا مقفل ہوگیا تھا۔ اس نے اندر جاکر ہر جگہ دیکھا۔ وائز ٹرومین نہیں تھا۔ وہ پرندہ بھی اڑ چکا تھا۔

○☆○

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے مجھے بتایا کہ بلی ڈونا نے ساؤ جزیرے کے مالک سلطان صالح کو اپنا معمول بنایا ہے اور اس کی بیٹی صالحہ بن کر وہاں عیش و آرام سے رہتی ہے۔

سلطان سحر زدہ ہے اور اسے اپنی بیٹی سمجھ رہا ہے جبکہ اس کی اپنی بیٹی صالحہ قید و بند کی صعوبتیں اٹھا رہی ہے۔

پارس نے بلی ڈونا کو اپنے زیرِ اثر لاکر اس کے خیالات پڑھے تھے اور یہ معلوم کیا تھا کہ بلی ڈونا نے صالحہ پر تنویمی عمل کرکے ا[illegible] کا برین واش کیا ہے۔ اس کے ذہن سے ماضی کی تمام باتیں بھلا[illegible] ہیں اور اسے ایک مکان میں قید رکھا ہے۔ وہ معمولہ ہے' اس[illegible] حکم کے بغیر باہر نہیں نکلتی ہے۔ اس کی نگرانی کے لیے ایک مو[illegible] عورت کو رکھا گیا ہے۔

پارس چاہتا تھا کہ دوبارہ صالحہ کا برین واش کرکے اس[illegible] ماضی کی تمام باتیں اسے یاد دلائی جائیں اور اسے باپ کے[illegible] پہنچا کر اس کے تمام حقوق واپس دلائے جائیں۔

میں نے کہا "بیٹے! یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے لیکن میں ا[illegible] تمہاری مما اس سلسلے میں کچھ نہیں کریں گے کیونکہ ہمارے جسم[illegible] میں کئی دشمن سایہ بن کر سمائے ہوئے ہیں۔ ہم ان سے نمٹنے[illegible] بعد ہی کوئی کام کریں گے۔"

پارس نے کہا "میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ اور مما صالحہ کی[illegible] کرنے جائیں گے تو آپ کے اندر چھپے ہوئے دشمن صالحہ سے[illegible] کر سلطان اور بلی ڈونا تک بہت سی اہم باتیں معلوم کرتے رہ[illegible] گے۔"

"بالکل یہی بات ہے۔ میں بابا صاحب کے ادارے سے[illegible] ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو شکاگو بھیج دوں گا۔ وہ صالحہ کو بابا صا[illegible] کے ادارے میں لے آئیں گے۔"

میں نے جناب تبریزی سے اس سلسلے میں بات کی۔ انہوں[illegible] کہا "صالحہ جس حال میں بھی ہے' فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ جو کرتا[illegible] بہتری کے لیے کرتا ہے۔ صالحہ اس ادارے میں آجائے گی۔"

کانفرنس ختم ہوچکی تھی۔ تمام شرکا واپس جارہے تھے۔[illegible] اور سونیا باتیں کرتے وقت یہ خیال رکھتے تھے کہ ہمارے اندر ا[illegible] آس پاس جو نادیدہ لوگ ہیں' وہ ہماری باتیں سن رہے ہیں۔

اگر کوئی اہم راز کی بات ہوتی تو میں سونیا کے دماغ میں پہنچ[illegible] وہ بات کرتا تھا ورنہ ہم ایسی گفتگو کرتے تھے۔ جس سے دشمنوں[illegible] اطمینان ہوتا تھا کہ ہم ان سے بالکل بے خبر ہیں۔

سونیا نے کہا "سب لوگ جارہے ہیں۔ تمہارا کیا خیال[illegible] کیا کسی مشن پر جانے کا ارادہ ہے؟"

"ہاں میں اسرائیل جاؤں گا' کچھ عرصے تک تل ابیب[illegible] رہوں گا۔"

"یعنی یہودیوں کے خلاف کسی مشن پر جارہے ہو؟"

اسرائیل کے جو یہودی جاسوس ہمارے اندر چھپے ہوئے[illegible] ہماری یہ بات سن کر ان کے کان کھڑے ہوگئے۔

میں نے کہا "ہاں' بات یہ ہے کہ الپا ماں بننے والی ہے۔ ج[illegible] وہ زچگی کے وقت دردِ زہ میں مبتلا ہوگی تو میری سوچ کی لہروں[illegible] محسوس نہیں کرے گی۔ میں آسانی سے اسے اپنی معمولہ ا[illegible] تابعدار بنالوں گا۔"

"بہت اچھا آئیڈیا ہے۔ میں نے بھی اس کے ماں بننے[illegible] بات سنی ہے مگر مجھے یہ خیال نہیں آیا کہ زچگی کے وقت اسے ٹریپ کیا جاسکتا ہے۔ یہ بہت زبردست آئیڈیا ہے۔ کب جارہے ہو؟"

"کل صبح کی فلائٹ سے جاؤں گا۔ تم سناؤ' تمہارا ارادہ کیا ہے؟"

"میں کل دوپہر کی فلائٹ سے امریکا جاؤں گی۔"

"وہاں جاکر کیا کرو گی؟ اس ملک میں اب ہماری کسی سے دوستی نہیں رہی۔ کیا وہاں تمہارا کوئی ذاتی کام ہے؟"

"فی الحال ذاتی ہے لیکن کسی بھی ملک نے میرے خلاف کوئی حرکت کی تو میرا وہ کام ذاتی نہیں رہے گا۔ سب کے لیے عذاب بن جائے گا۔"

"بھئی ایسا کیا کام ہے؟"

"تم جانتے ہو' خلائی زون کے منکی ماسٹر سے میری کتنی دوستی تھی۔ آج بھی ہے' وہ مجھ پر اندھا اعتماد کرتا ہے۔"

"وہ تو جاچکا ہے۔"

"نہیں' آچکا ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو؟"

"سچ کہہ رہی ہوں۔"

"کیا وہ خلائی زون میں نہیں گیا ہے؟ واپس زمین پر آگیا ہے؟"

"ہاں۔ تم پہلے شخص ہو جسے میں یہ راز بتا رہی ہوں۔ اس نے آج صبح مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ کہہ رہا تھا' واشنگٹن میں ایک جگہ چھپا ہوا ہے لیکن ہمیشہ روپوش رہنا نہیں چاہتا۔ میں اس کی مدد کروں۔"

"اچھا تو تم اس کی مدد کرنے جارہی ہو؟"

"ہاں۔ بے چارہ' منکی ماسٹر۔"

"وہ واقعی بے چارہ ہے۔ اس کی فوج نہیں رہی۔ اس کی طاقت نہیں رہی۔ اسے امریکا میں جو دیکھے گا' گولی ماردے گا۔"

"اسے مار ڈالنا اتنا آسان نہیں ہے۔ وہ عارضی طور پر یہاں آیا ہے۔ اس کے ساتھ کمانڈر اور چند منکی مین زندہ بچ گئے تھے۔ وہ خلائی زون میں گئے ہیں۔ منکی ماسٹر نے حکم دیا ہے کہ اس بار زیادہ تعداد میں جان نثار بندروں کی فوج تیار کرے۔ نادیدہ بنانے والی گولیوں' فلائنگ کیپسولوں اور جدید ہتھیاروں کی کمی نہ رہے۔ جب وہ زمین سے سگنل دے تو خلائی زون سے بندروں کی فوج کی فوج چلی آئے۔"

"یعنی ہماری دنیا میں خلائی مخلوق کا خطرہ باقی ہے۔ تم جب چاہو گی منکی ماسٹر کے ذریعے اس مخلوق کو یہاں بلالو گی۔"

"یہاں نہیں' جہاں ہمارے خلاف اور اسلامی ممالک کے خلاف سازشیں ہوں گی' میں وہاں انہیں بلاؤں گی۔"

"لیکن سونیا' تم انہیں ایک ملک کے خلاف بلاؤ گی' وہ پوری دنیا میں پھیل جانے کی کوشش کریں گے۔"

"نہیں کریں گے' پہلے بھی ہم نے انہیں روس' امریکا اور اسرائیل سے آگے نہیں بڑھنے دیا تھا۔ آئندہ بھی وہ تین ممالک تک محدود رہیں گے' کسی چوتھے ملک میں قدم نہیں رکھیں گے۔"

"یہ تو ٹھیک ہے لیکن ان خلائی بندروں کی سب سے بڑی کمزوری عورتیں ہیں۔ وہ یہاں آکر عورتوں کے جال میں پھر پھنسیں گے اور پھر بے موت مارے جائیں گے۔"

"ایسا نہیں ہوگا۔ ہماری دنیا میں آنے سے پہلے تمام بندروں کو ایک مخصوص انجکشن لگایا جائے گا' جس کا اثر ایک برس تک رہے گا۔ ایک برس تک کوئی خلائی بندر یہاں کی کسی عورت میں دلچسپی نہیں لے گا۔"

"اگر عورت دلچسپی لے تو؟"

"تو وہ اسے بہن بنالے گا۔ وہ بہن بنانے والا انجکشن ارضی دنیا میں بھی لائیں گے اور یہاں کے عیاش اور بدمعاش مَردوں کو لگایا کریں گے۔"

"سونیا! میرا مشورہ ہے کہ خلائی بندروں کو یہاں نہ آنے دو۔"

"میں بھی نہیں چاہتی کہ وہ یہاں آئیں لیکن جب ہماری دنیا کے لوگ ہم سے دشمنی کریں گے تو ہمیں جوابی کارروائی کرنی ہوگی۔ منکی فوج میرا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ میں کسی بھی دشمن ملک کے خلاف انہیں کسی وقت بھی استعمال کرسکتی ہوں۔"

"یہ بھی درست ہے۔ ہمیں اپنے ہاتھوں میں ایک زبردست ہتھیار رکھنا چاہیے۔ یہ سپر پاور کہلانے والے ملکوں کو سوچنا سمجھنا چاہیے اور ہم سے کبھی دشمنی نہیں کرنا چاہیے۔"

دوسرے دن صبح میں اسرائیل کے لیے روانہ ہوگیا۔ دوپہر کی فلائٹ سے سونیا واشنگٹن چلی گئی لیکن ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے کھلبلی پیدا ہوگئی تھی۔ امریکی اور اسرائیلی نادیدہ جاسوس جو ہماری گفتگو سنتے رہے تھے' وہ خیال خوانی کے ذریعے ہماری باتیں اپنے اکابرین تک پہنچاتے رہے تھے۔

اسرائیلی اکابرین کے لیے یہ مسئلہ پیدا ہوگیا کہ الپا کی زچگی کیسے کرائی جائے اور کہاں چھپ کر کرائی جائے کہ میں اس کے اندر نہ پہنچ سکوں۔

یہ تو ایک معمولی سا مسئلہ تھا۔ شاید وہ کسی طرح الپا کو مجھ سے بچالیتے لیکن منکی فوج اسرائیل' امریکا اور روس کے لیے پھر عذاب بننے والی تھی۔ حالانکہ دور دور تک خلاؤں میں منکی مخلوق کا کوئی پتا نہ تھا۔ منکی ماسٹر بھی ہمیشہ کے لیے جاچکا تھا۔ اس کے فرشتوں کو بھی یہ علم نہیں تھا کہ سونیا انہیں یہاں کے بڑے ممالک کے لیے ہوّا بنا رہی ہے۔

ہیرو نیویارک میں جمیلہ کے ساتھ تھا۔ اس نے لائٹ پلاسٹک سرجری کرائی تھی تاکہ عام انسان کی طرح نظر آئے اور لوگ اسے منکی مین نہ سمجھیں۔ سونیا نے اسے سمجھادیا کہ وہ پھر پلاسٹک سرجری کرائے اور منکی ماسٹر کی صورت اختیار کرے۔

وہ حکم کی تعمیل کر رہا تھا۔ سونیا کے واشنگٹن پہنچنے سے پہلے منگی ماسٹرین کر واشنگٹن میں جگہ جگہ اپنی جھلک دکھانے والا تھا۔

○☆○

علی صبح چھ بجے تک گہری نیند سوتا رہا ہدایات کے مطابق اس کے دماغ نے اسے جگا دیا۔

اسے توقع تھی کہ فخرالدین کا قاتل رات کو کسی وقت بھی کوٹھی میں داخل ہوگا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وہ قاتل بہت محتاط تھا۔ اس نے پلٹ کر آنے کی غلطی نہیں کی تھی۔

دوسری طرف فہمی کو بھی اپنے باپ کے قاتل کا انتظار تھا۔ وہ آمنہ کے پاس تھی۔ قاتل کے انتظار میں جاگنا چاہتی تھی۔ علی نے کہا کہ وہ سو جائے۔ اگر کوئی واردات کے لیے کوٹھی میں داخل ہوگا تو وہ اسے جگا دے گا۔

وہ علی سے وعدہ کر کے سو گئی تھی۔ صبح بیدار ہوتے ہی اس نے خیال خوانی کے ذریعے علی سے پوچھا "کیا پچھلی رات وہ نہیں آیا تھا؟"

"اگر آتا تو میں تمہیں ضرور جگاتا۔ میں دماغ کو ہدایات دے کر سو گیا تھا۔ ابھی بیدار ہوا ہوں۔ ایسا کرو، تم یہاں چلی آؤ۔ اپنے ابا مرحوم کے سامان کو چیک کرو۔ شاید اس قاتل کا سراغ مل جائے۔"

"میں غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر آ رہی ہوں۔ میرے آنے تک آپ سامان چیک کریں۔"

"نہیں فہمی! ہو سکتا ہے ان کے سامان میں کوئی ایسی چیز ہو جس کا تعلق صرف تم باپ بیٹی سے ہو۔ شاید انہوں نے کوئی تحریر صرف تمہارے لیے چھوڑی ہو۔ تم اطمینان سے یہاں آؤ۔ میں تمہارے آنے تک ان کے سامان کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

"آپ بہت اچھے ہیں۔ میں آپ کے لیے ناشتا لے کر آ رہی ہوں۔"

علی رابطہ ختم کر کے غسل خانے میں چلا گیا۔ واپس آیا تو فون کی گھنٹی مخاطب کر رہی تھی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر پوچھا "ہیلو؟"

دوسری طرف خاموشی رہی۔ اس نے پھر پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

جواب پھر نہیں ملا۔ دوسری طرف کسی نے فون بند نہیں کیا تھا۔ ریسیور اٹھائے ہوئے تھا۔ علی نے کہا "کیا یہ معلوم کرنا چاہتے ہو کہ پچھلی رات سے اس کوٹھی میں کوئی ہے یا نہیں؟"

اس بار جواب میں رونے اور سسکنے کی دھیمی دھیمی سی آواز سنائی دی۔ وہ آواز نسوانی تھی۔ اس نے حیرانی سے پوچھا "تم کون ہو؟ کیوں رو رہی ہو؟"

وہ سسکتے ہوئے بولی "کیا تم فخرالدین کے منہ بولے بھتیجے اور ان کے محسن ہو؟"

"ہاں۔ میں علی تیمور ہوں، وہ میرے انکل تھے۔"

"بے شک، انہوں نے تمہارا یہی نام بتایا تھا۔"

"پلیز، یہ بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

"میرا نام زلیخا ہے۔ میں بدنصیب ان کی بیوی تھی، اب بیوہ ہوں۔"

"کیا؟" علی نے حیرانی سے پوچھا "بیوہ! لیکن... انکل نے کبھی ہم سے تمہارا ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے کب تم سے شادی کی تھی؟"

کار کا ہارن سنائی دیا۔ علی نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ انکل کی صاحب زادی آئی ہیں۔ میں گیٹ کھول کر آتا ہوں، ہولڈ آن۔"

وہ ریسیور رکھ کر تیزی سے چلتے ہوئے کوٹھی کے باہر آیا۔ احاطے سے گزر کر اس نے آہنی گیٹ کھولا۔ فہمی کار ڈرائیو کرتے ہوئے اندر آئی۔ اس نے گیٹ کو بند کر کے اسے دیکھا۔ وہ لا... رنگ کے سوٹ میں گلاب کی طرح کھلی ہوئی تھی۔ اس احاطے باغیچے میں جیسے بہار آ گئی تھی۔

اس نے علی کو سلام کیا۔ وہ جواب دیتے ہوئے بولا "ایک انکشاف ہو رہا ہے۔ تمہارے ابو نے شادی کر لی تھی۔"

"کب! کیا یہاں لاہور میں؟"

"شاید اسی شہر میں۔ ابھی وہ محترمہ مجھ سے فون پر باتیں کر رہی ہیں۔ آؤ کمرے میں چلو۔ جب تک میں اس سے گفتگو کرتا رہوں، تم اس کے دماغ میں رہ کر اس کے چور خیالات پڑھتی رہو۔"

وہ علی کے دماغ میں آ گئی۔ علی خیال خوانی کی پرواز کر کے... کے اندر آ گیا پھر فہمی کو زلیخا کے اندر چھوڑ کر دماغی طور پر حاضر ہو گیا۔ بیڈ روم کے سرہانے ریسیور کریڈل سے الگ رکھا ہوا تھا۔ ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر بولا "ہیلو۔ معذرت چاہتا ہوں۔ تم... اتنی دیر انتظار کرنا پڑا۔"

وہ بولی "اِٹس آل رائٹ۔ کیا فہمی آئی ہے؟"

"ہاں ابھی وہ تم سے گفتگو کرے گی۔ پہلے تم اپنا مکمل تعارف کراؤ۔"

"سمجھ گئی۔ تم فون پر بول رہے ہو۔ وہ میرے چور خیالات... رہی ہو گی۔"

"کیا تمہارے بارے میں ہمیں صحیح معلومات حاصل نہیں... چاہئیں؟"

"ضرور۔ یہی دانش مندی ہے۔ اب میں اپنا تعارف... کراؤں گی۔ فہمی میرے دماغ سے سب کچھ معلوم کر لے گی... الحال میں بہت اہم بات کہنا چاہتی ہوں۔"

"ہاں کہو۔ میں سن رہا ہوں۔"



"تمہارے انکل کی ہلاکت کے باعث میں مشکل میں پڑ گئی ہوں۔"

"کیسی مشکل؟"

"میرا نکاح نامہ فخر کے پاس ہے۔ وہ اس کی فوٹو اسٹیٹ کاپی مجھے دینے والے تھے۔ پتا نہیں، وہ نکاح نامہ انہوں نے کہاں رکھا ہے؟"

"اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔ وہ کوٹھی میں یا بینک کے لاکر میں ہوگا، مل جائے گا۔"

"...سے ملنا چاہیے ورنہ مجھ پر مصیبت آئے گی۔ مجھے اپنے خاندان میں اور اونچی سوسائٹی میں ثابت کرنا ہوگا کہ میری شادی فخر سے ہوئی تھی۔"

"ہم تمہارے خیالات پڑھ کر تمہیں ان کی بیوہ تسلیم کر لیں گے تمہارے دعوے کی صداقت پر یقین کریں گے۔"

"صرف تمہارے اور فہمی کے کہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ نکاح نامہ ضروری ہے۔"

"کیوں ضروری ہے؟"

"کیونکہ میں ان کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔"

"کیا؟" علی نے پوچھا "واقعی!"

"ہاں۔ میں اپنے بچے پر بدنامی کی آنچ نہیں آنے دوں گی۔ وہ نکاح نامہ ثبوت ہوگا کہ میں فخر کی بیوی تھی اور ان کے بچے کی ماں بننے والی ہوں۔"

"آپ ہمارے لیے محترم ہو گئی ہیں۔ آپ کی اور بچے کی کفالت ہماری ذمے داری ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ ہم سے ملاقات کریں۔"

"میں نکاح نامے کے بغیر تمہیں اور فہمی کو اپنی کوٹھی میں نہیں بلا سکوں گی۔ رشتے داروں کے سامنے تم دونوں سے کوئی رشتہ ثابت نہیں کر سکوں گی۔"

"آپ یہاں آ جائیں۔ انکل کی یہ کوٹھی اب آپ کی ہے۔"

"میں وہاں بھی نہیں آ سکوں گی۔ اگر فہمی میرے خیالات پڑھ رہی ہے تو وہ تمہیں میری مجبوریاں بتائے گی۔ کیا ہم رازداری سے کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتے؟"

"ضرور مل سکتے ہیں۔ کیا یادگارِ پاکستان کے سائے میں ملاقات مناسب رہے گی؟"

"وہاں کافی لوگ ہوتے ہیں۔ شاہی مسجد کے مینار پر ملاقات مناسب رہے گی۔"

"اس مینار سے خودکشی کرنے کے کئی واقعات ہو چکے ہیں۔ سبب سے مینار پر چڑھنے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔"

"اسی لیے کہہ رہی ہوں۔ مینار کی بلندی پر کوئی نہیں آ سکے گا۔ تم اور فہمی خیال خوانی کے ذریعے مینار پر جا سکو گے اور مجھے بھی اوپر بلا سکو گے۔ کوئی ہمیں وہاں جانے اور ملاقات کرنے سے روک نہیں سکے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ ہم ایک گھنٹے بعد ٹھیک دس بجے مینار کی پہلی سیڑھی کے پاس پہنچ جائیں گے۔"

علی نے ریسیور رکھ کر فہمی کو دیکھا۔ وہ بولی "میں نے اچھی طرح خیالات پڑھے ہیں۔ وہ فراڈ نہیں ہیں۔ ہمارے لیے واقعی قابلِ احترام ہیں۔ وہ ابو کی شریکِ حیات تھیں۔ انہوں نے چند ماہ ان کے ساتھ گزارے اور ان کی بہت خدمت کرتی رہیں۔ میں ساری عمر ان کی عزت کروں گی۔"

وہ دونوں باتوں کے دوران فخرالدین کا سامان چیک کرنے لگے۔ علی نے پوچھا "وہ ہم سے تنہائی میں ملنا چاہتی ہیں، ان کی مجبوری کیا ہے؟"

"میری مجبوری یہ ہے کہ میں انہیں ماں کیسے کہوں؟ وہ میری ہم عمر ہیں۔"

"تعجب ہے۔ تمہارے ابّو نے اتنی کم سن لڑکی سے کیوں شادی کی؟"

"ابو کسی بیوہ سے شادی کرنا چاہتے تھے لیکن یہ انہیں پسند کرتی تھیں اور انہوں نے ہی ابو کو اپنی طرف مائل کیا تھا۔ میں انہیں ماں نہیں، سہیلی کہوں گی۔"

"ٹھیک ہے، سہیلی ہی کہو مگر ان کے حالات بتاؤ۔"

"وہ اپنے والد مرحوم کی دولت اور جائیداد کی تنہا وارث ہیں۔ ان کے دو سوتیلے بھائی اور سوتیلی ماں ان پر ظلم کرتی تھیں۔ ابو نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے کئی بار انہیں تحفظ دیا تھا اسی لیے انہوں نے ابو کو اپنا محافظ بنا لیا تھا۔ چپ چاپ کورٹ میرج کی تھی۔ ابو نے کہا تھا کہ میں بابا صاحب کے ادارے سے واپس آؤں گی تو شادی کا اعلان کیا جائے گا۔"

"پھر تو تمہاری سہیلی واقعی مسائل میں الجھی ہوئی ہیں۔"

فہمی نے ایک فائل سے کاغذات نکالتے ہوئے کہا "یہ دیکھیں۔ یہی وہ کورٹ کے کاغذات ہیں۔ ان کاغذات کے مطابق ان کا نکاح ہو چکا تھا۔"

علی نے ان کاغذات پر سرسری سی نگاہ ڈالی۔ فہمی نے کہا۔ "اس ڈائری میں بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ اسے توجہ سے پڑھنا ہوگا۔"

علی نے کہا "ایک گھنٹے کے اندر شاہی مسجد پہنچنا ہے۔ ایسا کرو، تم نہ جاؤ۔ یہ ڈائری پڑھو۔ انکل کا بینک اکاؤنٹ چیک کرو۔ لاکر وغیرہ کی چابیاں بھی یہیں کہیں ہوں گی میں تنہا جا رہا ہوں۔"

وہ کوٹھی سے باہر نکلتے ہوئے بولا "تمام دروازے اندر سے بند کر لو۔ جب تک میں خیال خوانی کے ذریعے مخاطب نہ کروں، تب

تک دروازہ نہ کھولنا۔"

فہمی نے بڑے سے آہنی گیٹ کو کھولا۔ وہ ڈرائیو کرتے ہوئے چلا گیا۔ فہمی نے آہنی گیٹ کو بند کیا پھر احاطے کے باغیچے سے گزرنے لگی۔ دور ایک کوٹھی کے ٹیرس پر ایک عورت کھڑی ہوئی تھی۔ ایک مرد آنکھوں سے دوربین لگائے کہہ رہا تھا "وہ ڈرائیو کرتا جارہا ہے۔ مین روڈ پر اس کی کار پہنچ گئی ہے۔ اب نظروں سے اوجھل ہورہی ہے۔"

اس عورت نے کہا "ہم کل رات سے نوٹ کررہے ہیں۔ وہ بالکل اکیلا تھا۔ صبح یہ لڑکی آئی تھی' اب یہ اکیلی ہے' کیا خیال ہے؟"

مرد نے کہا "یہ تمہارا شکار ہے۔ تم جاؤ' فخرالدین کے بیڈ روم میں لاکرز کی چابیاں ضرور ہوں گی۔"

اس عورت نے ریلنگ پر چڑھ کر ٹیرس کی بلندی سے چھلانگ لگائی اور زمین پر پہنچ کر کھڑی ہوگئی۔ اس کی چھلانگ بتارہی تھی کہ وہ زبردست ہے۔

فہمی نے دروازوں کو اندر سے بند کرلیا تھا پھر اپنے باپ کی ڈائری پڑھنے بیٹھ گئی تھی۔ ایسے ہی وقت کال بیل کی آواز سنائی دی۔ وہ بیڈ روم سے نکل کر گیٹ پر آئی پھر پوچھا "کون ہے؟"

باہر سے آواز آئی "میں ساتھ والی کوٹھی میں رہتی ہوں۔ میرا فون خراب ہوگیا ہے۔ کیا میں یہاں سے ایک فون کرسکتی ہوں؟"

فہمی نے اتنی دیر میں اس کے خیالات سے معلوم کیا کہ وہ تنہا ہے مگر غلط عورت ہے۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ اندر آئی تو دروازے کو لاک کردیا۔ اتنی سی دیر میں اس نے پھر اس کے خیالات پڑھے۔ آنے والی نے پوچھا "تم مقتول فخرالدین کی کون ہو؟"

"تم یہ پوچھ کر کیا کرو گی؟ تم تو لاکرز کی چابیاں حاصل کرنے آئی ہو۔"

یہ سنتے ہی آنے والی نے فہمی پر چھلانگ لگائی۔ فہمی ایک طرف ہوگئی۔ نتیجے کے طور پر وہ فرش پر چاروں شانے چت ہوکر گری لیکن دوسرے ہی لمحے پھر اچھل کر کھڑی ہوگئی۔

فہمی نے کہا "تمہارا انداز بتارہا ہے کہ تم زبردست فائٹر ہو۔"

اس نے گھوم کر ایک کک ماری۔ فہمی کا کچھ نہیں بگڑا۔ کک مارنے والی کی لات گھوم کر رہ گئی۔ اس نے پینترا بدل کر کراٹے کا ہاتھ چلایا۔ وہ ہاتھ صرف گھوم کر رہ گیا۔ اس نے پھرتی سے ایک پنچ مارا' وہ پنچ بھی ہوا کو لگا۔

فہمی اس کے نشانے پر نہیں آرہی تھی۔ وہ جتنی پھرتی سے حملے کرتی تھی اتنی ہی پھرتی سے فہمی جگہ تبدیل کرلیتی تھی۔ وہ اسے مارنا تو کیا' اب تک اسے ہاتھ بھی نہیں لگا پائی تھی۔

پھر ادارے کی اس تربیت یافتہ نے کہا "حملے ایسے نہیں کرتے' ایسے کرتے ہیں۔"

یہ کہتے ہی فہمی نے اس کے منہ پر ایک پنچ مارا "آ۔۔۔ آ۔۔۔" فائٹ کے وقت فہمی کے منہ سے ایسی ہی آوازیں نکلتی ر
"آ۔ آ۔" اس نے ایک کراٹے کا ہاتھ جماتے ہوئے کہا "آ۔ آ
گھوم کر ایک کک ماری۔ "آ۔۔۔ آ۔۔۔ آ۔۔۔" ایک کھڑا ہاتھ گر
"آ۔ آ۔" ایک پنچ پیٹ میں "آ۔۔۔ آ۔" دوسرا پنچ نا
"آ۔۔۔ آ۔ آ۔"

اس کی ناک سے اور باچھوں سے لہو رس رہا تھا۔ ایک آ کے کنارے کی جلد پھٹ گئی تھی۔ وہ ڈگمگا رہی تھی۔ اپنے پاؤں پر کھڑی رہنے کی کوشش کررہی تھی۔ فہمی نے اچھل کر اپنے سر اس کے سر پر ٹکر ماری۔ آنکھوں کے سامنے قمقمے جلنے بجھنے لگ وہ گرنے والی تھی۔ اس سے پہلے ہی فہمی نے اسے کاندھے پر لاد لیا۔ اسے اٹھا کر دوڑتے ہوئے باہر نکلی اور اسے کچرے کی پھینک دیا۔ اندر آکر دروازے کو بند کیا پھر ایک جگہ بیٹھ کر زخمی کے خیالات پڑھنے لگی۔

علی مینار کی سیڑھیاں چڑھتا جارہا تھا اور زلیخا کے دماغ میں کر معلوم کررہا تھا کہ وہ کیوں نہیں آئی؟ پتا چلا وہ اپنے بیڈ روم اپنی سوتیلی ماں سے جھگڑا کررہی تھی۔ ماں اسے باہر جانے روک رہی تھی لیکن وہ زبردستی بیڈ روم سے نکل کر اس کوٹھی باہر آگئی۔ اپنی کار میں بیٹھ کر شاہی مسجد کی طرف آرہی تھی۔

مینار بہت بلند تھا۔ وہ سیڑھیاں چڑھتے چڑھتے اوپر پہنچ گیا چاروں طرف لوہے کی جالیاں لگادی گئی تھیں تاکہ کوئی وہاں چھلانگ لگا کر خودکشی نہ کرے لیکن ایک جگہ لوہے کی جالیوں کو نے توڑ دیا تھا۔

علی قریب جاکر ٹوٹی ہوئی جالیوں کو دیکھنے لگا۔ ایسے ہی پیچھے سے کسی نے زور کا دھکا دیا۔ وہ سنبھل نہ سکا' ایک د مینار کے باہر الٹ گیا۔

دھکا دینے والے دوست نہیں ہوسکتے تھے۔

انہوں نے ٹوٹی ہوئی جالیوں سے نیچے جھانک کر دیکھا۔ علی اس مینار کی جان لیوا بلندی سے گہری پستی میں جا جہاں موت ہی موت تھی۔

موت جب آجائے تو کوئی بچ نہیں پاتا۔ اتنی بلندی سے والے کی موت لازمی تھی۔

گرنے والے کو ہوا میں کوئی روک نہیں سکتا تھا لیکن دینے والوں نے حیرانی سے دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھا' وہ گر نیچے جاتے جاتے یوں غائب ہوگیا تھا جیسے ہوا میں تحلیل ہوگیا یا حیرت! دیکھنے والے اور زیادہ حیرت سے دیکھتے تو ان دیدے پھٹ جاتے۔

ان کی شامت آگئی تھی' نیچے جانے والا اب اوپر آ تھا۔



علی کو بلندی سے دھکا دینے والے پہلے تو خوش ہوئے کیونکہ علی سے مقابلے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ انہیں سمجھایا گیا تھا کہ مقابلہ ہوگا تو وہ اس تنہا کو قابو میں نہیں کرسکیں گے۔ اس جگہ وہ ا دھکا کر بلندی سے پستی کی طرف جائیں گے۔

وہ ہتھیار بھی لے کر آئے تھے تاکہ ہاتھا پائی سے قابو میں نہ آئے تو اسے گولیوں سے چھلنی کردیا جائے۔ مینار کی بلندی پر ہتھیار استعمال کرنے اور خون بہانے کی نوبت نہیں آئی۔ انہوں نے پیچھے سے دھکا دے کر اسے دور موت کی پستی میں جاتے ہوئے دیکھا اور خوشی کا نعرہ لگایا۔

ایسے ہی وقت ایک نے چونک کر کہا "ارے وہ غائب ہوگیا ہے۔"

سب نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ وہ گرنے والا نظر نہیں آیا۔ دوسرے نے کہا "نیچے مرا پڑا ہوگا۔ ہمیں اتنی بلندی سے نظر نہیں آرہا ہے۔"

پہلے شخص نے کہا "میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہ نیچے گرتے گرتے اچانک غائب ہوگیا تھا۔"

"کیا وہ جن بھوت ہے جو نیچے جاکر نہیں مرے گا؟"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ وہ بلندی اور پستی کے درمیان ہی غائب ہوگیا تھا۔"

تیسرے نے کہا "یار! یہ چرسی کش نہ لگائے' تب بھی نشے میں رہتا ہے۔"

وہ دونوں اپنے ساتھی پر ہنسنے لگے پھر وہ چونک گئے۔ ہنسی یکلخت رک گئی۔ انہیں آواز سنائی دی۔ علی پوچھ رہا تھا "کس بات پر ہنس رہے ہو؟"

ایک نے چاقو اور دوسرے نے پستول نکال لیا۔ وہ تینوں چوکنے ہوکر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

اس کی آواز آرہی تھی' وہ کہہ رہا تھا "تم تینوں کے مقدر میں لکھا ہے کہ اس بلندی سے گرو اور نیچے جاکر مرو۔"

"تم کون ہو' کہاں ہو؟"

"کیا موت کسی کو نظر آتی ہے؟ موت ایک ایسی چیز ہے' جسے نہ زندگی میں دیکھ سکتے ہو اور نہ مرنے کے بعد۔ البتہ زندگی میں اس کا ذائقہ چکھتے ہو۔"

"تم کہیں چھپ کر ہمیں خوف زدہ نہیں کرسکتے۔ میں تمہیں دیکھتے ہی گولی ماردوں گا۔"

دوسرے نے کہا "اور میں چاقو ایسے پکڑوں گا اور ایسے تم پر حملہ کروں گا۔"

پستول والے کے حلق سے چیخ نکلی۔ حملہ کرنے کا انداز بتانے والے نے اس کے بازو میں چاقو گھونپ دیا تھا۔ علی اس کے اندر سے نکل کر پستول والے کے اندر پہنچا پھر اس کے ذریعے فائر کیا۔ گولی چاقو والے کے ایک گھٹنے میں لگی۔ وہ فرش پر گر پڑا۔ علی نے تیسرے سے پوچھا "تم نے اپنا پستول کیوں چھپا رکھا ہے؟"

وہ پستول نکال کر پھینکتے ہوئے بولا "میں حملہ نہیں کروں گا۔ مجھے معاف کردو۔"

علی نے نمودار ہوکر پستول کو فرش سے اٹھایا۔ دوسرے پستول کو بھی اپنے قبضے میں لیا پھر پوچھا "اب کون سچ بولے گا؟ مجھ سے دشمنی کی وجہ کیا ہے؟"

وہ اسے زندہ دیکھ کر حیران ہورہے تھے اور سوچ رہے تھے' وہ کوئی جادوگر ہے اور وہ اب وہاں سے زندہ نہیں جاسکیں گے۔

گولی لگنے کے باعث گھٹنے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ وہ تکلیف سے تڑپتے ہوئے بولا "ہمیں معاف کردو۔ ہمیں نہیں بتایا گیا تھا کہ تم جادوگر ہو۔"

"کس نے تمہیں نہیں بتایا تھا؟ کون ہے وہ؟"

"وہ ہمارا باس ہے۔ اس کا نام جبران ہے۔ وہ کسی نامعلوم اور خطرناک آدمی کے لیے کام کرتا ہے اور اس کے الٹے سیدھے کام ہم سے کراتا ہے۔"

جسے چاقو کا زخم لگا تھا اس نے کراہتے ہوئے کہا "ہمارا ایک ساتھی ایک بار اس کے حکم سے کسی کو قتل کرنے گیا تھا لیکن ناکام رہا۔ اس نامعلوم شخص نے سزا کے طور پر اس کی ماں کو قتل کرادیا۔ ہم یہاں سے ناکام جائیں گے تو پتا نہیں ہمارا انجام کیا ہوگا۔"

علی نے کہا "یہاں سے زندہ بچ کر جاؤ گے تو وہاں سزا ملے گی۔"

"ہمیں معاف کردو۔ ہم تمہارے غلام بن کر رہیں گے۔ ہم یہاں سے جاکر جبران کو قتل کردیں گے۔"

"اس کی ہلاکت سے مجھے فائدہ نہیں پہنچے گا۔ یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ میرا جانی دشمن کیوں ہے۔"

"جب وہ ہم سے کوئی بڑی واردات کراتا ہے تو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا۔ صرف اس کی نشاندہی کرتا ہے' جسے قتل کرنا ہوتا ہے۔"

وہ ان کے چور خیالات بھی پڑھتا جارہا تھا۔ وہ درست کہہ رہے تھے۔ اس نے اپنا موبائل فون دیتے ہوئے کہا "جبران سے رابطہ کرو۔ اسے بتاؤ کہ تم تینوں نے مجھ سے مقابلہ کیا تھا جس کے نتیجے میں دو زخمی ہوگئے۔ تیسرا محفوظ ہے۔ آخرکار تم تینوں مجھے بلندی سے نیچے پھینکنے میں کامیاب ہوگئے ہو اور مجھے ہلاک کرچکے ہو۔"

"خدا آپ کو لمبی عمر دے۔ ایسا کہنے سے ہم اس نامعلوم شخص کے قہر سے محفوظ رہیں گے۔"

اس نے نمبر ملایا' رابطہ ہوگیا۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ہیلو کون ہے؟"

"میں بالے بول رہا ہوں' باس سے بات کراؤ۔"

چند سیکنڈ کے بعد جبران کی آواز سنائی دی "ہاں بولو؟ کیا رہا؟"

"باس! ہم نے اسے ختم کردیا ہے لیکن صفدر اور گامے زخمی ہوگئے ہیں۔ انہیں یہاں سے اسپتال پہنچانا ضروری ہے۔ آپ اپنے آدمیوں کو ایمبولینس کے ساتھ فوراً بھیج دیں۔ یہ بہت تکلیف میں مبتلا ہیں۔"

"ابھی میرے آدمی ایمبولینس لے کر پہنچیں گے۔ کیا اس شخص کی لاش وہاں موجود ہے؟"

"نہیں باس! ہم نے اسے مینار کی بلندی سے نیچے پھینک دیا تھا۔ اس کی لاش نیچے ہوگی۔"

"لاش نیچے نہیں ہے۔ میں مسجد کے پیچھے مینار سے کچھ فاصلے پر اپنی کار میں موجود تھا۔ میں نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ تم لوگوں نے جسے نیچے پھینکا تھا وہ نیچے گرنے سے پہلے غائب ہوگیا تھا۔"

جبران کے آلۂ کار نے کہا "پھر تو وہ کوئی جادوگر ہوگا۔ باس! آپ اس بات کے چشم دید گواہ ہیں کہ ہم اسے بلندی سے نیچے پھینک چکے تھے اور اس کی موت لازمی تھی۔ اگر وہ زندہ رہے گا تو کیا ہمیں سزا دی جائے گی۔"

"نہیں۔ تم تینوں اپنا کام پورا کرچکے تھے۔ تمہیں طبی امداد پہنچائی جائے گی اور پولیس تھانے سے بچایا جائے گا۔"

پھر اس نے کچھ سوچ کر پوچھا "تمہیں مینار پر فون کی سہولت کیسے مل گئی ہے۔"

وہ ذرا ہچکچایا پھر بولا "یہ اس جوان کا موبائل فون ہے۔ مقابلہ کرتے وقت اس کے لباس سے گر پڑا تھا۔"

جبران نے فون بند کردیا۔ علی اس سے موبائل فون لے کر نادیدہ ہوگیا پھر فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کی۔ مسجد کے پیچھے والی سڑک کے کنارے پہنچ کر جبران کی کار تلاش کرنے لگا۔

اس نے جبران کی آواز اور لہجے کی سختی سے اندازہ لگایا تھا کہ وہ یوگا کا ماہر ہوسکتا ہے۔ اس کے دماغ میں جاکر اسے چوکنا نہیں کرنا چاہیے۔

سڑک کے کنارے دو کاریں ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھیں۔ علی نے ایک کار کے پاس آکر دیکھا۔ اگلی سیٹ پر ایک عورت ایک مرد کے شانے پر سر رکھے ہوئے تھی۔ مرد کہہ رہا تھا۔ "میری جان! پہلے میں تمہارے لیے بہت بڑا پلاٹ خریدوں گا پھر وہاں ایک عالی شان کوٹھی بناؤں گا۔ تم جوانی کی رشوت دیتی رہو میں دولت سے تاج محل بناتا رہوں گا۔"

وہ اس کے چہرے پر جھک کر بہکنے لگا۔ علی نے کہا "کتو! تم لوگوں کو گھر کی چار دیواری نہیں ملتی؟"

وہ دونوں ہڑبڑا کر الگ ہوگئے۔ کسی بولنے والے کو آس پاس دیکھنے لگے۔ علی نے کہا "بے شرمو! بھاگ جاؤ یہاں سے۔"

وہ شخص سہم کر فوراً ہی کار اسٹارٹ کرنے لگا۔ کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی دوسری کار بھی اسٹارٹ ہوکر جارہی تھی۔ وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے اس کار کے اندر پہنچ گیا۔

اسے ڈرائیو کرنے والا موبائل فون کان سے لگائے کہہ رہا تھا "میں مانتا ہوں، یہ ناقابل یقین بات ہے۔ اگر میں اپنی آنکھوں سے اسے غائب ہوتے نہ دیکھتا تو کبھی یقین نہ کرتا۔ میں کار سے اتر کر مینار کے نیچے دور تک گیا تھا۔ مجھے کوئی لاش دکھائی نہیں دی۔"

وہ دوسری طرف کی باتیں سن کر بولا "جی ہاں، یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ وہ روپوش ہوگیا ہے۔ فخرالدین کی بیٹی فہمیدہ بھی قابو میں نہ آسکی۔ ایک زبردست فائٹر اس کی کوٹھی میں گیا لیکن فہمیدہ سے مار کھا کر واپس آگئی.... ہاں... کیا؟ آپ نے اس لڑکی پر حملہ کرایا تھا؟"

وہ دوسری طرف کی باتیں سن کر بولا "اچھا فخرالدین کی کوٹھی خالی تھی۔ فہمیدہ کہیں گئی ہے۔ جناب عالی! آپ کے لیے وہ لاکرز کی چابیاں اہم ہیں اور وہ ہمارے ہاتھ نہیں آرہی ہیں۔ ان چابیوں کے حصول کے لیے کچھ کرنا ہی ہوگا۔"

وہ ذرا خاموش رہا پھر خوش ہوکر بولا "واہ جناب عالی! آپ کا جواب نہیں ہے۔ اس بینک میں ڈاکا پڑے گا۔ ڈاکو فخرالدین کے دونوں لاکرز توڑ کر ساری چیزیں نکال لائیں گے۔ واہ! آپ کے لیے کوئی کام ناممکن نہیں ہوتا۔"

علی نے فہمی کے دماغ پر دستک دی۔ "میں ہوں علی، تم کہاں جارہی ہو؟"

وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے بولی "جہاں ابو کے دو لاکرز ہیں اس بینک میں جارہی ہوں۔ مجھے ان کی چابیاں بیڈ روم سے مل گئی ہیں۔"

"تم انکل کی بیٹی ہو۔ ان کے بینک اکاؤنٹ کی تمام رقم اور لاکرز کی تمام چیزیں نکال سکتی ہو لیکن اس کے لیے اتھارٹی لیٹر تمہیں حاصل کرنا ہوگا۔"

"اتھارٹی لیٹر حاصل کرنے میں بہت وقت لگے گا۔ میں بینک منیجر کو ٹریپ کرکے لاکرز سے سامان نکالوں گی۔"

"میں اس وقت جبران نامی شخص کی کار میں نادیدہ ہوں۔ اس نے مجھے قتل کرنے کے لیے مسجد کے مینار پر بلایا تھا۔"

"وہاں تو میری سوتیلی ماں ملاقات کے لیے آنے والی تھی؟"

"ہاں مگر جان کے دشمن آگئے۔ اِدھر میرے لیے موت کا اہتمام کیا گیا تھا، اُدھر تم پر حملہ کرنے کے لیے کچھ لوگوں کو کوٹھی میں بھیجا گیا تھا مگر تم وہاں سے نکل چکی تھیں۔ انہوں نے کوٹھی کی تلاشی لی مگر لاکرز کی چابیاں نہیں ملیں۔"

"وہ چابیاں میرے پاس ہیں۔"

"جبران کا باس خطرناک ذرائع کا مالک ہے۔ ابھی اس کے آدمی بینک میں ڈاکا ڈالیں گے اور وہ دونوں لاکرز توڑ کر اس کا سامان لے جائیں گے۔"

وہ کار کی رفتار بڑھاتے ہوئے بولی "پھر تو مجھے جلد وہاں پہنچنا چاہیے۔"

"یہ معاملہ ابھی تک سمجھ میں نہیں آیا کہ جبران اور اس کے باس کو تمہارے ابا مرحوم سے کیا دشمنی تھی؟ اب وہ ہم سے اس وقت تک دشمنی کریں گے جب تک لاکرز سے ان کی مطلوبہ چیزیں حاصل نہ ہوجائیں۔"

جبران بھی کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس بینک کے سامنے آکر کچھ فاصلے پر رک گیا۔ وہ واردات کی کامیابی تک وہاں رہنے والا تھا۔ علی کار سے نکل کر بینک میں آگیا۔ منیجر اپنی سیٹ پر نہیں تھا۔ فہمی کے خیالات نے بتایا کہ وہ منیجر کو سحر زدہ کرکے لاکرز روم میں لے گئی ہے۔

علی نے لاکرز روم میں جاکر دیکھا۔ فہمی اور منیجر اپنی اپنی چابیوں سے لاکرز کھول رہے تھے۔ اسی وقت بینک کے ایک حصے سے فائر کی آواز سنائی دی۔ علی نے نمودار ہوکر کہا "فہمی! ہری اپ، شاید ڈاکا ڈالنے والے آگئے ہیں۔"

وہ دونوں لاکرز کا سامان اپنے بیگ میں رکھنے لگی۔ علی نے کہا "ہم یہاں سے جبران کی کار میں جائیں گے۔ ہوسکتا ہے، یہاں سے ناکامی کے بعد وہ اپنے باس کے پاس جائے۔"

اسی وقت دو مسلح افراد لاکرز روم میں داخل ہوئے۔ ایک نے للکار کر کہا "خبردار! کوئی حرکت نہ کرے، ہاتھ اوپر اٹھالو۔"

یہ کہتے ہی خود اس نے ہتھیار پھینک کر ہاتھ اٹھالیے۔ علی اس کے دماغ پر قبضہ جماچکا تھا۔ دوسرے ساتھی نے کہا "تم نے ہتھیار کیوں پھینکا؟ ہاتھ نیچے کرو۔ فوراً ہتھیار اٹھاؤ۔"

یہ کہتے ہی اس نے بھی ہتھیار پھینک کر ہاتھ اٹھالیے۔ فہمی نے منیجر سے کہا "ان کے ہتھیار لے جاؤ اور پولیس کو بلاؤ۔ پولیس کے آنے تک انہیں لاکرز روم میں بند رکھو۔"

ان تینوں نے باہر آکر ان دونوں کو لاکرز روم میں لاکڈ کردیا۔ بینک کے دوسرے حصے میں تین مسلح بدمعاشوں نے بینک کے عملے کو مجبور اور بے بس بنایا ہوا تھا۔ وہ انہیں حکم دے رہے تھے کہ دونوں ہاتھ اپنی اپنی گردن پر رکھ کر زمین پر گھٹنے ٹیک کر جھکے رہیں۔

علی اور فہمی نے ان کی آوازیں سن کر ان کے دماغوں پر قبضہ جمالیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار پھینک دیے۔ ان کے ہاتھوں سے ہتھیار نکلتے ہی بینک کا پورا عملہ ان پر پل پڑا۔ ان کی پٹائی کرنے لگا۔ منیجر پولیس کو فون کررہا تھا۔ فہمی اور علی نادیدہ ہوکر جبران کی کار میں آگئے۔

جبران کار کی کھڑکی سے باہر بینک کی طرف متجسس نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہاں لوگوں کا شور سنائی دے رہا تھا۔ کتنے ہی لوگوں کے اندر جانے سے یہ اندازہ ہوا کہ بینک کے اندر ڈاکوؤں سے خطرہ نہیں ہے۔ شاید وہ زیر کرلیے گئے ہیں۔ اس نے موبائل پر رابطہ کیا۔

دوسری طرف سے اس کے جناب عالی کی آواز سنائی دی۔

"کون جبران؟"

"یس باس! میں بینک کے سامنے ہوں۔ یہاں کچھ ایسی گڑبڑ ہورہی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈکیتی ناکام رہی ہے۔"

"اوہ شٹ۔ کل رات سے ہر جگہ ناکامی ہورہی ہے۔"

"جناب عالی! وہ دونوں غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ ایک کو تو میں نے بلندی سے گرتے وقت غائب ہوتے دیکھا ہے۔ شاید دوسری بھی غائب ہونا جانتی ہو اسی لیے کوٹھی میں وہ نظر نہیں آئی تھی۔"

"مجھے شبہ ہے کہ وہ باپ کی طرح ٹیلی پیتھی جانتی ہے۔ میرے لیے وہ بہت زبردست چیلنج بن گئی ہے۔"

"جناب عالی! آپ مناسب سمجھیں تو مجھے بتائیں۔ فہمی سے دشمنی کیا ہے؟"

فہمی اور علی سایہ بن کر اس موبائل فون اور جبران کے کان کے درمیان پہنچے ہوئے تھے۔ دوسری طرف کی باتیں بھی سن رہے تھے۔ وہ کہہ رہا تھا "میں فخرالدین کے بارے میں یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ ویسے تو میں یوگا کا ماہر ہوں لیکن رات کو شراب پینے کے دوران فخرالدین نے میرے خیالات پڑھے تھے۔ وہ میرے انڈر گراؤنڈ معاملات سے پوری طرح واقف ہوگیا تھا۔"

جبران نے پوچھا "اس لیے آپ نے اسے قتل کرادیا؟"

"ہاں، مجھے پتا چلا تھا کہ اس نے میرے اہم رازوں کی تفصیلات ایک ڈائری میں لکھی ہیں۔ وہ علی نامی اپنے کسی بھتیجے کا انتظار کررہا ہے اور اس کی آمد پر مجھے نیست و نابود کردینا چاہتا ہے۔"

"آپ اس ڈائری کو حاصل کرنے کے لیے لاکرز کی چابیاں حاصل کرنا چاہتے تھے؟"

"ہاں۔ میری ایک آلۂ کار نے بتایا تھا کہ فخرالدین نے وہ ڈائری اپنے کسی لاکر میں رکھی ہے۔"

"جناب عالی! آپ کے بھیجے ہوئے ڈاکو گرفتار ہوگئے ہیں۔ میں یہاں سے دیکھ رہا ہوں۔ پولیس انہیں ہتھکڑیاں پہنا کر لے جارہی ہے۔"

"ہوں۔ وہ بینک میری کامیابی کی آخری جگہ تھی۔ اب ڈائری وہاں سے بھی نہیں مل سکے گی۔"

"جناب عالی! حکم کریں۔ میں کس طرح وہ ڈائری حاصل کروں؟"

"شاید وہ حاصل نہیں ہوسکے گی۔ کسی طرح بھی ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتارنا ہوگا۔"

"وہ رات گزارنے کے لیے فخرالدین کی کوٹھی میں جائیں گے۔ کیا میں چھٹے ہوئے قاتلوں کو وہاں پہنچادوں؟"

"رات ابھی بہت دور ہے۔ انہیں ابھی تلاش کرو۔ کوئی اچھی خبر ہو تو رابطہ کرنا۔ میں بری خبریں سن سن کر تنگ آگیا ہوں۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ جبران اپنا فون بند کرکے کار اسٹارٹ کرنے لگا۔ تب اسے دھیمی سی آواز سنائی دی۔ فہمی نے علی سے سرگوشی میں کہا "یہ جبران ہمارے کسی کام کا نہیں ہے۔ یہ اپنے جناب عالی کے خفیہ گورکھ دھندوں سے واقف نہیں ہے۔"

جبران سر گھما گھما کر کار کے اندر دیکھ رہا تھا۔ اسے بولنے والی نظر نہیں آرہی تھی پھر اسے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ علی بھی سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔ "ہاں۔ اس کم بخت نے مجھے مینار کی بلندی سے گرا کر مارنا چاہا تھا۔ اب اسے مرجانا چاہیے۔"

"لیکن یہ شرم سے نہیں مرے گا۔"

"شرم سے نہ سہی' کرم سے مرے گا۔"

وہ دہشت زدہ تھا' پوچھنے لگا "کون ہے؟ یہاں کون بول رہا ہے؟"

"یہ لوہگتا پوچھ رہا ہے' ہم کون ہیں؟"

"کہتے ہیں' برے وقت میں دوست پہچانے جاتے ہیں۔ یہ برے وقت میں دشمنوں کو نہیں پہچان رہا ہے۔"

وہ خوف سے چیخ مار کر کار کا دروازہ کھول کر باہر آگیا اور مدد کے لیے پکارنے لگا "بچاؤ' بچاؤ' یہ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں۔"

لوگ جمع ہونے لگے۔ ایک نے پوچھا "کیا پریشانی ہے؟"

"وہ..... وہ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں۔"

"وہ کون ہیں' کہاں ہیں؟"

"کار کے اندر ہیں۔ نظر نہیں آئیں گے۔"

کئی لوگوں نے کار کے اندر دیکھا پھر پوچھا "کیا تم نے نشہ کیا ہے؟"

"میں نشے میں نہیں ہوں۔ سچ کہتا ہوں' وہ اندر ہیں۔ وہ باہر ہوں تب بھی نظر نہیں آتے ہیں' وہ نادیدہ ہیں۔"

بھیڑ میں سے ایک نے کہا "سالا' پاگل کا بچہ ہے۔"

کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر چپت ماری۔ وہ پلٹ کر بولا۔ "دیکھو' اس نے میرے سر پر چپت ماری ہے۔ تم لوگوں کو نظر نہیں آئے گا۔"

سب ہنسنے لگے۔ وہ لوگوں کو ہٹا کر وہاں سے جاتے ہوئے بولا۔ "میں اس کار میں نہیں جاؤں گا۔ وہ مجھے چپت مارتا ہے۔ گولی بھی مار سکتا ہے۔"

وہ تیزی سے سڑک کے کنارے چلنے لگا۔ اسے فہمی کی آواز سنائی دی "کہاں جارہے ہو' موت تو ہر جگہ ہوتی ہے۔"

وہ چلتے چلتے ٹھٹک گیا۔ علی نے کہا "اگر تم اپنے مقصد میں کامیاب ہوجاتے تو ہم ابھی مردہ ہوتے۔ یہ ناکامی اب تمہیں مردہ بنائے گی۔"

وہ چیخنے لگا "نہیں' میں نہیں مرنا چاہتا۔ تم لوگ مجھے نہیں مار سکو گے۔"

وہ بھاگنے لگا۔ علی اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اگر وہ یوگا کا ماہر ہوتا تو علی اسے زخمی کرکے اس کے اندر پہنچ جاتا۔ بہرحال ا[illegible] نوبت نہیں آئی۔

سامنے سے ایک بڑا آئل ٹینکر اپنی مخصوص رفتار [illegible] آرہا تھا۔ علی نے اس بھاگنے والے کو اچھال کر اس ٹینکر [illegible] ٹکرادیا۔ اس کی آخری چیخ سنائی دی۔ ٹینکر رک گیا۔ لوگ [illegible] ادھر جانے لگے۔

علی وہاں سے واپس فہمی کی کار میں آگیا۔ فہمی نے اس [illegible] بینک کے قریب چھوڑا تھا۔ وہ دونوں اس کے اندر آکر [illegible] ہوگئے۔ علی نے موبائل کے ذریعے رابطہ کیا۔ دوسری طرف [illegible] آواز آئی "ہیلو' کون ہے؟"

علی نے آواز بنا کر کہا "میں جبران ہوں' جناب عالی سے [illegible] کراؤ۔"

چند سیکنڈ بعد جناب عالی کی آواز سنائی دی۔ علی نے فون [illegible] دیا۔ وہ بولی "مجھے آواز سے نہیں پہچان سکو گے۔ میں فخر [illegible] مرحوم کی بیٹی ہوں۔ وہ ڈائری میرے پاس ہے۔ وہ ڈائری تمہاری شہ رگ تک پہنچائے گی۔"

"ابھی میرے آدمی نے فون پر جبران کی آواز سنی تھی۔ [illegible] تمہاری قید میں ہے؟ اس سے میری بات کراؤ۔"

"وہ دنیا کی ہر قید سے آزاد ہوچکا ہے۔ آئندہ وہ قیامت [illegible] دن بولے گا۔ تم نے میرے باپ کو قتل کرکے اپنی زندگی کی [illegible] بڑی غلطی کی ہے۔ اس کے بعد دوسری غلطی کی مہلت نہیں [illegible] گی۔ میں آرہی ہوں۔"

فہمی نے فون بند کردیا۔ علی نے کار اسٹارٹ کرکے اسے [illegible] بڑھادیا۔

O☆O

دشمنوں سے دور رہنا اور انہیں دور بھگاتے رہنا دانش [illegible] ہے۔ سونیا اور میری دانش مندی اوروں سے جدا تھی۔ ہم نے [illegible] بوجھ کر دشمنوں کو موقع دیا تھا کہ وہ سایہ بن کر ہم دونوں کے [illegible] سماجائیں۔

دشمن اس سنہری موقع سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتے؟ الپا [illegible] اپنے دو آلۂ کاروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر انہیں [illegible] بنانے والی گولیاں دی تھیں۔ ان میں سے ایک سایہ بن کر سو[illegible] اندر سماگیا۔ دوسرا میرے اندر آکر چھپ گیا۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے سربراہ جان کولن نے [illegible] یہی کیا۔ فرانس کا میجرٹی ہنٹر بھی پیچھے نہیں رہا۔ سب نے اپنے [illegible] آلۂ کاروں کو میرے اور سونیا کے اندر پہنچادیا۔

کسی کے گہرے رازوں تک پہنچنے کے لیے اس کے اندر [illegible] پڑتا ہے اور وہ سب ہمارے اندر اتر چکے تھے۔ وہ ہمارے دل [illegible] کے ایک ایک لمحے کی رپورٹ اپنے عاملوں کو دے سکتے تھے [illegible] رپورٹس وہ دیتے وہ سب کی سب مستند سمجھی جاتیں۔



میں نے اور سونیا نے انہیں گمراہ کرنے کے لیے جو منصوبے بنائے' ان کا ذکر پچھلے ایک باب میں ہوچکا ہے۔ الپا' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر نے اپنے اپنے آلۂ کاروں کے اندر پہنچ کر ان کے خیالات پڑھے تو ان کی پریشانیاں بڑھ گئیں۔

میں نے سونیا سے کہا تھا کہ الپا ماں بننے والی ہے۔ اس کی زچگی کا وقت قریب آچکا ہے۔ میں اس کی زچگی کے دوران تل ابیب میں رہوں گا۔ ایسے وقت اس کا دماغ کمزور رہے گا۔ میں اس کے اندر پہنچ کر اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنالوں گا۔

اسرائیلی حکومت نے اس بات کو راز رکھا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ دوست اور دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو الپا کی زچگی کا علم ہوگا تو سب ہی الپا کے کمزور دماغ میں پہنچ کر اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے کی کوشش کریں گے۔

لیکن یہ بات راز نہ رہی۔ میرے اندر چھپے ہوئے آلۂ کاروں نے امریکا اور فرانس تک اپنے آقاؤں کو یہ بات بتادی۔ جان کولن نے اپنے آلۂ کار سے اور میجرٹی ہنٹر نے اپنے آلۂ کار سے یہ باتیں معلوم کیں اور فیصلہ کیا کہ اب وہ دن رات الپا کی نگرانی کریں گے۔ جب بھی وہ زچگی کے وقت تکلیف میں مبتلا رہے گی' وہ اس کے دماغ پر حاوی ہوجائیں گے۔

وہ خوش تھے کہ ان کے آلۂ کاروں کو ہمارے ذریعے صحیح معلومات حاصل ہورہی تھیں۔ اگر وہ ہمارے اندر نہ ہوتے تو انہیں الپا کی خفیہ زچگی کا علم کبھی نہ ہوتا۔

اسرائیلی حکام اور ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی یہ کوشش تھی کہ الپا کے دماغ کو تنویمی عمل کے ذریعے لاکڈ کردیا جائے تاکہ کوئی دشمن اس ماں بننے والی کے اندر نہ پہنچ سکے۔

انہوں نے اپنے طور پر الپا کی حفاظت کے بھرپور انتظامات کیے تھے لیکن یہ یقین نہیں تھا کہ وہ محفوظ رہ سکے گی کیونکہ زچگی کے وقت لاکڈ کیا ہوا دماغ خود بخود کمزور ہونے والا تھا۔ تمام تر انتظامات کے باوجود وہ مایوس تھے اور سمجھ رہے تھے کہ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی سربراہ دشمنوں کے ہتھے چڑھ جائے گی اور اگر ایسا ہوگا تو اسرائیل کو بہت زبردست نقصان پہنچے گا۔ یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا سے محروم ہوکر کمزور پڑجائیں گے۔

بہرحال ابھی الپا کی زچگی کا انتظار ہورہا تھا۔ ابھی اس کے ماں بننے کا وقت نہیں آیا تھا۔

دوسری طرف سونیا کے اندر رہنے والوں نے یہ انکشاف کیا تھا کہ منگی ماسٹر خلائی زون میں واپس نہیں گیا۔ وہ اسی دنیا میں ہے اور واشنگٹن میں وہ سونیا سے ملاقات کرنے والا ہے۔

روس' امریکا اور اسرائیل کے لیے منگی مخلوق عذاب بنے ہوئے تھے۔ کچھ دنوں کے لیے انہیں یہ خوشی حاصل ہوئی کہ یہ مخلوق ختم ہوگئی ہے۔ ان میں جو باقی بچے تھے وہ زون کی طرف فرار ہوگئے ہیں لیکن سونیا نے یہ کہہ کر ان کی خوشیاں خاک میں ملادیں کہ منگی مخلوق کا سربراہ منگی ماسٹر اب تک اس دنیا میں ہے۔ وہ اس دنیا کو نہیں چھوڑے گا' آئندہ چند برسوں میں خلائی زون سے پھر اپنی نئی فوج زمین پر بلائے گا۔

روس' امریکا اور اسرائیل میں یہ انکشاف دھماکوں کی طرح گونجنے لگا اور سب ہی اس بات پر غصہ دکھانے لگے اور تلملانے لگے کہ منگی ماسٹر سے سونیا کا رابطہ ہے اور سونیا نے ہی اسے اس ارضی دنیا سے جانے نہیں دیا ہے۔ امریکا میں کہیں اس کے لیے چھپنے کی سہولتیں فراہم کی ہیں۔

سونیا چہرہ بدل کر واشنگٹن آئی۔ یہ جانتی تھی کہ دشمن سایہ بن کر اندر چھپے ہوئے ہیں اور اسے بہروپ بدلتے دیکھ چکے ہیں۔ وہ تو یہی ظاہر کررہی تھی کہ اپنے اندر روپوش رہنے والے دشمنوں سے بے خبر ہے۔

ان چھپنے والوں نے اپنے بڑوں کو اطلاع دی کہ وہ ایک نئے روپ میں واشنگٹن پہنچ گئی ہے۔ اس نے ایک چھوٹا سا بنگلا کرائے پر حاصل کیا تھا۔ امریکی فوجیوں نے اس بنگلے کو چاروں طرف سے گھیر لیا لیکن وہ سب نادیدہ رہ کر محاصرہ کررہے تھے۔ اس طرح سونیا کو مطمئن کررہے تھے کہ اس کی آمد سے بے خبر ہیں۔

جمیلہ اور ہیرو نیویارک میں تھے۔ سونیا نے ہیرو کو سمجھادیا تھا کہ آئندہ اسے منگی ماسٹر کا رول ادا کرنا ہے۔ ہیرو پلاسٹک سرجری کے ذریعے منگی ماسٹر بن چکا تھا اور سونیا کے اگلے حکم کا منتظر تھا۔

سونیا نے اس بنگلے میں آکر موبائل فون کے ذریعے ہیرو سے

رابطہ کیا۔ رابطہ کرنے سے پہلے اس نے کھڑکیوں اور دروازوں کو اچھی طرح بند کرلیا۔ جان کولن، میجرٹی ہنٹر اور اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والا رائٹ بوائے اس وقت خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے قریب موجود تھے۔ اپنے آلۂ کاروں کے اندر رہ کر سونیا کی حرکتیں دیکھ رہے تھے اور اس کی باتیں سن رہے تھے۔

سونیا فون پر ہیرو سے کہہ رہی تھی "ہیلو منکی ماسٹر! میں تمہاری دوست سونیا بول رہی ہوں۔"

"ہیلو میڈم! کئی دنوں کے بعد آپ نے اس خادم کو یاد کیا ہے۔"

"ماسٹر! تم میرے خادم نہیں، دوست ہو۔ اگر میں برے وقتوں میں کام آتی ہوں، تمہیں دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہوں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم میرے خادم بن جاؤ۔ ہم ہمیشہ دوست رہیں گے۔"

"یہ آپ کا بڑا پن ہے۔ کیا میں آپ کے پاس واشنگٹن آجاؤں؟"

"ہاں، یہاں آجاؤ لیکن نادیدہ بن کر آؤ۔ میرے بنگلے کے اندر آنے کے بعد نمودار ہو کر ٹھوس جسمانی حالت میں رہو گے۔"

"میڈم! آپ کی باتیں کوئی سن سکتا ہے؟"

"میری باتیں کوئی نہیں سن سکتا۔ میں نے دروازوں اور کھڑکیوں کو اچھی طرح بند کیا ہے۔ یہاں مجھے سونیا کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا ہے۔ میرے پیچھے جاسوس نہیں لگیں گے۔ کوئی دشمن میرے اس نئے روپ پر شبہ نہیں کرے گا۔ اچھا میں فون بند کررہی ہوں۔ تم چلے آؤ۔"

اس نے رابطہ ختم کردیا۔ فون پر گفتگو کے دوران میں سونیا کے اندر آگیا تھا۔ وہاں جتنے دشمن چھپے ہوئے تھے، وہ سونیا کی باتیں سن کر بھڑک رہے ہوں گے۔ میں نے کہا "یہ دشمن میرے اور تمہارے اندر چھپ کر فائدے سے زیادہ، نقصان اٹھا رہے ہیں۔ ٹینشن میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ان کا بلڈ پریشر بڑھ رہا ہے۔"

سونیا نے کہا "خیال خوانی کے ذریعے امریکی اکابرین کے پاس جاؤ اور معلوم کرو کہ میرے خلاف کیا کھچڑی پکائی جارہی ہے۔"

"آئندہ تمہارے پاس ہمارے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے آتے جاتے رہیں گے۔ یہ دشمن تمہیں دھوکے سے ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر کامیاب ہوجائیں گے تو یہ صفائی پیش کریں گے کہ تم میک اپ میں تھیں۔ تمہیں سونیا کی حیثیت سے نہیں پہچانا گیا تھا۔ تمہیں نادانستگی میں ہلاک کیا گیا تھا۔"

میں نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے پاس پہنچ کر دیکھا۔ اس کے ساتھ مزید چار اعلیٰ افسر تھے۔ وہ ایک کمپیوٹر سے منسلک اسکرین کے سامنے تھے۔ اسکرین پر امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ جان کولن نظر آرہا تھا اور کہہ رہا تھا "میں اپنی کمپیوٹر کی۔۔۔ اسکرین پر امریکی اعلیٰ حکام، اعلیٰ فوجی افسران اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے خوشی ہے کہ آپ ایک اہم مسئلے پر گفتگو کرنے کے لیے یکجا ہوئے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر کولن! ہمیں یقین نہیں آرہا ہے کہ وہ شکست کھا کر جانے والا منکی ماسٹر ابھی تک زندہ ہے اور ہماری دنیا میں موجود ہے۔"

جان کولن نے کہا "ابھی سونیا نے پندرہ منٹ پہلے فون کے ذریعے منکی ماسٹر سے گفتگو کی ہے۔ وہ منکی ماسٹر آج رات واشنگٹن پہنچنے والا ہے۔"

"کیا یہاں اسے دیکھتے ہی گولی نہیں ماری جاسکتی؟"

"نہیں۔ وہ نادیدہ بن کر یہاں آئے گا پھر سونیا کے بنگلے کے اندر نمودار ہو کر اپنے ٹھوس جسم کے ساتھ رہے گا۔"

"کوئی بات نہیں، اسے بنگلے کے اندر گولی ماری جاسکتی ہے۔"

"ایسا کرنے سے سونیا محتاط ہوجائے گی۔ وہ سمجھ لے گی کہ یہاں نئے روپ میں محفوظ نہیں ہے۔ ہم اسے پہچان رہے ہیں اور اس کی خفیہ رہائش گاہ سے واقف ہیں۔"

ایک حاکم نے تائید کی "پھر سونیا کو شبہ ہوسکتا ہے کہ ہمارے آدمی سایہ بن کر اس کے اندر اور آس پاس چھپے رہتے ہیں۔"

"سونیا کو کبھی شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی اور فرہاد کی مصروفیات سے باخبر رہنے کا ہمیں سنہری موقع ملا ہے۔ ہمارے آلۂ کار ۔۔۔ ان دونوں کے اندر آئندہ بھی چھپے رہیں گے۔"

"سوال یہ ہے، منکی ماسٹر کا کیا کیا جائے؟"

جان کولن نے کہا "وہ آج رات سونیا کے بنگلے میں آئے گا۔ میں اسے قریب سے دیکھ کر یقین کرنا چاہوں گا کہ واقعی وہ ہماری دنیا میں بلکہ واشنگٹن میں موجود ہے۔ جب یقین ہوجائے گا تو محتاط انداز میں فوری کارروائی کی جائے گی۔ جتنی جلدی ممکن ہوگا، اسے ہلاک کردیا جائے گا۔"

"سونیا بہت عرصے سے ہمارے خلاف منکی مخلوق کے لیے سہولتیں فراہم کرتی رہی ہے۔ اب بھی یہی کررہی ہے۔ کیا ہم اس کے خلاف کچھ نہیں کریں گے؟"

"سونیا تو اب ہمارے شکنجے میں ہے۔ ہمارا ایک آلۂ کار کسی وقت بھی اس کے جسم سے نکل کر جسمانی طور پر نمودار ہوتے ہی اسے گولی مار سکتا ہے۔"

"ہمارا مشورہ ہے، ایک لمحہ بھی ضائع کیے بغیر اسے گولی ماردی جائے۔"

"ہماری جلد بازی سے ہمیشہ اسے فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ بہت شاطر ہے۔ گولی مارنے والے کو جہنم میں پہنچادے گی پھر تمہاری معلومات کا ذریعہ بن کر نہیں رہے گی۔ اپنے اندر چھپ کر رہنے والوں کو مکاری سے نکال کر ہلاک کرے گی اور ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"بہتر ہے، ہم آج رات منکی ماسٹر کی موجودگی کی تصدیق کرلیں اس کے بعد اسی طرح کمپیوٹر کے ذریعے ۔۔۔۔۔ ایک دوسرے سے رابطہ کریں اور اس وقت کسی نتیجے پر پہنچیں کہ منکی ماسٹر اور سونیا کو کس طرح ہمیشہ کے لیے ختم کیا جاسکتا ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے کہا "جسٹ اے منٹ۔ ایک اہم اطلاع ہے۔ نیویارک کی ملٹری انٹیلی جنس اطلاع دے رہی ہے کہ انہوں نے ایک منکی مین کو ایک فلائنگ کمپنی میں دیکھا تھا۔ وہ منکی مین واشنگٹن آنے کے لیے ایک طیارہ چارٹرڈ کرانا چاہتا تھا لیکن آرمی کے افسر اور جوانوں نے اسے گرفتار کرلیا ہے۔ وہ ہیڈ کوارٹر سے پوچھ رہے ہیں کہ اس منکی مین کو کہاں پہنچایا جائے؟"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "وہ واشنگٹن آنے والا منکی مین یقیناً منکی ماسٹر ہوگا۔ ملٹری انٹیلی جنس سے کہو، منکی مین یا منکی ماسٹر کی گرفتاری کی تشہیر نہ کریں۔ اسے بڑی رازداری سے انڈر گراؤنڈ ٹارچر سیل میں پہنچادیں۔ سونیا اور فرہاد وغیرہ کو اس کی گرفتاری کا علم نہیں ہونا چاہیے۔"

یہ میرے لیے چونکا دینے والی خبر تھی کہ منکی ماسٹر یا کوئی دوسرا منکی مین گرفتار ہوگیا ہے۔ میں نے فوراً ہیرو کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ واقعی وہ گرفتار ہوچکا تھا۔

میں نے پوچھا "تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تھی؟"

"ابھی نہیں کی ہے۔ میں نے سوچا، پہلے یہ یقین کرلیں کہ میں منکی ماسٹر ہوں پھر انہیں دوڑاؤں گا تو یہ تمام عمر میرے پیچھے دوڑتے رہیں گے۔"

"یہ تمہیں انڈر گراؤنڈ ٹارچر سیل لے جانے والے ہیں۔ ان کی آواز سناؤ۔"

ایک افسر نے خود ہی اس سے سوال کیا "تم اتنے دنوں تک کہاں چھپے ہوئے تھے؟ کیا اسی شہر میں تھے؟"

"ہاں۔ ایک گوشے میں بیٹھا اپنی منکی قوم کی تباہی کا ماتم کررہا تھا۔"

دوسرے افسر نے پوچھا "تم واشنگٹن کیوں جارہے تھے؟"

"واشنگٹن دارالسلطنت ہے۔ وہاں بیٹھ کر پورے امریکا پر بلکہ دنیا پر حکومت کی جاتی ہے۔ میں وہاں بیٹھ کر حکومت کرنے جارہا ہوں۔"

ملٹری انٹیلی جنس والے اس بات پر قہقہے لگانے لگے۔ میں ان

افسروں کے اندر جھانکنے لگا۔ جان کولن ان میں سے ایک افسر کے اندر تھا۔ اس نے افسر کے ذریعے پوچھا "کیا تم منکی ماسٹر ہو؟"

ہیرو نے کہا "اچھا تو مجھے پہچان گئے ہو۔ حالانکہ میں نے اپنے چہرے پر تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔ جب پہچان گئے ہو تو تسلیم کررہا ہوں' میں منکی ماسٹر ہوں۔"

جان کولن نے کہا "اسے اچھی طرح شکنجے میں رکھو' میں آرہا ہوں۔"

ہیرو نے کہا "تم کیوں آرہے ہو' آرام سے بیٹھو' میں آرہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ نادیدہ ہوگیا۔ دونوں کلائیوں میں جو ہتھکڑیاں تھیں' وہ فرش پر گر پڑیں کیونکہ ہتھکڑیوں کے اندر رہنے والی کلائیاں بھی سایہ بن گئی تھیں۔ وہ افسران اور دوسرے جاسوس حیرانی سے اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ اِدھر اُدھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔

جان کولن نے غصے سے پوچھا "کیا تم لوگ نہیں جانتے تھے کہ خلائی مخلوق کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں رہتی ہیں؟ تمہیں منکی ماسٹر کی تلاشی لینی چاہیے تھی۔"

"ہم نے ان کے متعلق بہت کچھ سنا ہے لیکن آنکھوں سے پہلی بار ایک منکی مین کو غائب ہوتے دیکھا ہے۔"

"اب اس منکی مین کو نمودار ہوتے بھی دیکھ لو۔"

انہوں نے آواز کی سمت دیکھا۔ ہیرو ایک کرسی پر آرام سے بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "اگر بہت کچھ دیکھنا اور سمجھنا چاہتے ہو تو واشنگٹن چلو کیونکہ میں اس فلائنگ کیپسول کے ذریعے پندرہ یا بیس منٹ میں وہاں پہنچ جاؤں گا۔ چلو چلو واشنگٹن چلو۔"

جان کولن نے اسے باتوں میں مصروف سمجھ کر ایک آلۂ کار کے ذریعے اس کا نشانہ لیا اور گولی چلادی۔ اس سے پہلے ہی وہ نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ پیچھے سے ایک مسلح افسر اسے دبوچنے آرہا تھا۔ ہیرو کے حصے کی گولی اسے لگی۔ وہ چیخ مار کر فرش پر گرا پھر تڑپ کر ٹھنڈا پڑگیا۔

ہیرو دوسری بار نظر نہیں آیا۔ اس کی آواز سنائی دی "حملہ کرنے سے پہلے آگے پیچھے اپنے آدمیوں کو دیکھ لیا کرو۔ تمہارا ٹیلی پیتھی جاننے والا گدھا ہے۔ اس نے ایک اچھے افسر کی جان لے لی۔"

جان کولن نے کہا "منکی ماسٹر! ہم تم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔"

"میں واشنگٹن آرہا ہوں۔ باتیں ضرور ہوں گی۔ میں ایک چارٹرڈ طیارے میں آرام سے جانا چاہتا تھا۔ اب فلائنگ کیپسول کے ذریعے تیز ہواؤں سے گزرنا ہوگا۔"

جان کولن نے کہا "میں ابھی تمہارے لیے ایک طیارہ ریزرو کرادیتا ہوں۔ تم آرام سے آسکوگے۔"

"آرام سے سفر کرنے کے لیے جسمانی طور پر طیارے میں رہوں گا اور طیارے کے جس حصے میں رہوں گا' ادھر کسی کو آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ جو بھی آئے گا' اسے دیکھتے ہی گولی ماردوں گا۔"

"طیارے کے اس مخصوص حصے میں کوئی نہیں جائے گا۔ تم فلائنگ کلب جاؤ' تمہارے لیے طیارہ وہاں تیار رہے گا۔"

جان کولن کے حکم پر فوراً ایک طیارہ ہیرو کے لیے ریزرو کیا گیا۔ اسے رن وے پر لاکر کھڑا کیا گیا۔ ہیرو فلائنگ کمپنی کے تمام عملے کو چیک نہیں کرسکتا تھا۔ میں نے خیال خوانی کے ذریعے معلوم کیا۔ جان کولن نے ایک آدمی کے ذریعے ایک ریموٹ کنٹرول بم طیارے میں رکھوادیا تھا۔ یہ کوشش کی گئی تھی کہ ہیرو اس جان لیوا بم سے بے خبر رہے۔

وہ طیارہ آدھے گھنٹے تک رن وے پر کھڑا رہا۔ ایک افسر مائیک اور اسپیکر کے ذریعے کہتا رہا "منکی ماسٹر سے گزارش ہے کہ وہ طیارے میں اپنی موجودگی ظاہر کرے تاکہ پرواز کی جاسکے۔"

آدھے گھنٹے بعد ملٹری انٹیلی جنس کا ایک افسر طیارے کے اندر گیا۔ جس شخص نے ریموٹ کنٹرولر کو چھپا رکھا تھا' میں نے اس کے ذریعے اس کے بٹن کو دبایا۔ یکلخت ایک زبردست دھماکا ہوا اور طیارے کے پرخچے اڑ گئے۔ پائلٹ کے ساتھ انٹیلی جنس کا افسر بھی نابود ہوگیا۔

میں نے اس ریموٹ کنٹرولر والے کے اندر جان کولن کی آواز سنی۔ وہ غصے سے پوچھ رہا تھا "تم نے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن کیوں دبایا؟"

"میں نہیں جانتا سر! میں حیران ہوں کہ میں نے بٹن کیوں دبادیا؟"

"تمہارے دماغ میں کون گھسا ہوا ہے؟"

"آپ ہی ہیں سر! میں کسی اور کو محسوس نہیں کررہا ہوں۔"

"یہاں سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں۔ وہ منکی ماسٹر کی حفاظت کررہے ہیں۔ اگر کوئی چھپا ہوا ہے تو میں اس کے ذریعے منکی ماسٹر کو وارننگ دیتا ہوں کہ وہ واشنگٹن میں قدم نہ رکھے۔ وہاں اسے موت ہی موت ملے گی۔"

میں نے سونیا کو نیویارک کے حالات بتائے کہ وہاں ہیرو کو کس طرح ہلاک کرنے کی کوششیں کی گئی ہیں۔ اس نے کہا "اب میرے لیے خطرہ ہے۔ وہ انتقاماً مجھے مار ڈالنے کی کوشش کریں گے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹائلٹ جانے لگی۔ لندن سے امریکا تک یہ ہوتا تھا کہ جب بھی وہ ٹائلٹ جاتی' تمام دشمن آلۂ کار اس کے اندر سے نکل کر ٹائلٹ کے باہر اس کی واپسی کا انتظار کرتے تھے۔

انہیں یقین تھا کہ سونیا ان سے بے خبر ہے پھر جسمانی طور پر



ٹائلٹ سے نکلے گی اور ایسا ہی ہوتا آرہا تھا۔ سونیا باہر آتی تھی اور انہیں اپنے جسم میں سمانے کا موقع دیتی تھی۔

اس بار وہ اندر گئی تو واپس نہیں آئی۔ باہر کھڑے ہوئے آلۂ کار اس کی واپسی کا انتظار کرنے لگے۔ بڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد ایک نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ ٹائلٹ خالی تھا۔ وہ اندر نہیں تھی۔

میجر ٹی ہنٹر اور یہودی آلۂ کار بھی پریشان ہوکر اسے تلاش کرنے لگے۔ ایسے وقت جان کولن نے اپنے آلۂ کار کے پاس آکر کہا "میں حکم دیتا ہوں' سونیا کے جسم سے باہر آؤ اور جسمانی طور پر نمودار ہوتے ہی سونیا کو گولیوں سے چھلنی کردو۔"

"میں سونیا کے اندر نہیں ہوں' اسے تلاش کررہا ہوں۔ وہ نظر نہیں آرہی ہے۔"

"تم اس کے اندر سے کیوں نکلے تھے؟"

"وہ ٹائلٹ گئی تھی۔ ایسے وقت ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ ہم ٹائلٹ کے باہر رہتے ہیں۔ وہ واپس آتی ہے' ہم پھر اس میں سماجاتے ہیں لیکن اس بار وہ جسمانی طور پر نظر نہیں آئی ہے۔ وہ اسی بنگلے کے اندر ہوگی۔"

"بے شک یہیں ہوگی۔ بیڈ روم میں دیکھو' اس کا اہم سامان ہے یا نہیں؟"

اس نے دیکھنے کے بعد کہا "یس سر! سامان موجود ہے۔ وہ شاید بنگلے سے باہر کا جائزہ لینے گئی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ اس کا انتظار کرو۔"

جان کولن دماغی طور پر کمپیوٹر کے سامنے حاضر ہوگیا۔ اس نے کمپیوٹر کو آن کیا۔ اس سے منسلک اسکرین پر وہاں کے چند اعلیٰ حکّام نظر آنے لگے۔

دوسری ...... اسکرین پر فوج کے اعلیٰ افسران دکھائی دے رہے تھے۔ ایک اعلیٰ افسر نے کہا "مسٹر کولن! ابھی میڈم سونیا نے مجھ سے بات کی تھی۔ اس نے کہا ہے' وہ یہاں کے ایک گورنر کے ساتھ رہے گی۔ ہم اسے اپنی اپنی کمپیوٹرائز اسکرین پر دیکھ سکیں گے اور اس سے اہم باتیں کرسکیں گے۔"

دوسرے اعلیٰ افسر نے پوچھا "مسٹر کولن! منکی ماسٹر کی کیا رپورٹ ہے؟"

"وہ نادیدہ بن کر فرار ہوگیا ہے۔"

"یہ غیر ذمے داری کی بدترین مثال ہے۔ کیا اسے گرفتار کرنے والے یہ نہیں جانتے تھے کہ منکی ماسٹر کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں ہوں گی۔"

"انتہائی غیر ذمے داری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں بحث کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وہ منکی ماسٹر اس شہر میں کسی وقت بھی پہنچنے والا ہے۔"

جس اسکرین پر اعلیٰ حکّام نظر آرہے تھے' وہاں سے منکی ماسٹر کی آواز سنائی دی۔ "میں یہاں پہنچ چکا ہوں۔"

تمام اعلیٰ حکّام اپنے آس پاس دیکھنے لگے۔ ہیرو عرف منکی ماسٹر نے کہا "میں کیسے نظر آؤں۔ نظر آتے ہی مجھے گولی ماردی جائے گی۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "ہم سب یہاں نہتّے ہیں۔ مسلح سیکیورٹی گارڈ اس کمرے کے باہر ہیں۔ تم نظر آؤ' یہاں تم پر کوئی حملہ نہیں کرے گا۔"

"تمہارے جان کولن نے بھی یہی کہا تھا کہ طیارے میں میرے قریب کوئی نہیں آئے گا لیکن اس نے طیارے میں بم رکھ کر مجھے مار ڈالنا چاہا۔"

"لیکن یہاں ہم ہیں' اس ملک کے حکمران ہیں۔ اگر تم پر حملہ ہوگا تو ہم پر بھی حملہ ہوگا' پلیز ظاہر ہوجاؤ۔ ہم ضروری باتیں کرنا چاہتے ہیں۔"

پھر وہ دوسری آواز سن کر چونک گئے "میں سونیا بول رہی ہوں۔"

ایک نے حیرانی سے پوچھا "میڈم! آپ یہاں کیسے؟"

وہ بولی "لندن میں کانفرنس کے دوران میں نے اور فرہاد نے کہا تھا کہ اپنی دنیا کو خلائی مخلوق کے حملوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ہم سب کو متحد رہنا پڑے گا اور متحد رہنے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ ہم آپس کی دشمنی بھول جائیں۔"

ایک حاکم نے کہا "ہم تو بھول چکے ہیں لیکن آپ منکی ماسٹر کی صورت میں یہ ثابت کررہی ہیں کہ آپ پہلے کی طرح ہم سے دشمنی کررہی ہیں۔"

"میں تمہارے اس الزام کا جواب دوں گی۔ پہلے ہماری باتیں یاد کرو۔ ہم نے کانفرنس میں تقریر کے دوران کہا تھا کہ اتحاد کے پردے میں اسلام دشمنی نہ کی جائے۔ اگر کی جائے گی تو ہم دوستی بھول کر دشمنی شروع کردیں گے۔"

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟ کیا ہم دشمنی کررہے ہیں؟"

"کیا تم نے ہمیں اتنا نادان سمجھا ہے کہ تمہارے جاسوس ہمارے اندر سایہ بن کر رہیں گے اور ہم ان سے بے خبر رہیں گے۔ تم لوگ لندن میں دوستی اور اتحاد کے لیے کانفرنس کر رہے تھے اور درپردہ اپنے آلۂ کاروں کو نادیدہ بنا کر ہمارے اندر چھپا رہے تھے۔"

"یہ جھوٹ ہے۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے۔"

"ہمیں پتا تھا' جب تمہاری یہ کم ظرفی ظاہر ہوگی تو تم یہ الزام اپنے سر نہیں لوگے اور ہم الزام ثابت نہیں کریں گے کیونکہ ہمیں دنیا والوں کو تمہاری دوغلی صورت نہیں دکھانی ہے۔ اس معاملے میں ہم خود تم سے نمٹ لیں گے اور نمٹ رہے ہیں۔"

"میڈم! دشمنی پہلے آپ نے کی ہے۔ آپ نے ہمارے خلاف منکی ماسٹر کو یہاں چھپا رکھا تھا۔ آپ نے کانفرنس میں سچ کیوں نہیں کہا کہ منکی ماسٹر کو ہمارے خلاف ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے والی ہیں؟"

"میں نے منکی ماسٹر کو کہیں نہیں چھپایا تھا۔ یہ خلائی زون میں جا چکا تھا۔ جب میں نے اور فرہاد نے دیکھا کہ جان کولن' الپا اور میجرٹی ہنٹر کے بھیجے ہوئے سائے ہمارے ساتھ دن رات رہائش اختیار کر رہے ہیں' ہمارے اہم راز اپنے اپنے آقاؤں تک پہنچا رہے ہیں تو پھر ہم نے دشمنی کا آغاز کیا۔ میں نے کل منکی ماسٹر سے رابطہ کیا تھا اور سگنل کوڈز کے ذریعے اس سے کہا تھا کہ یہ پھر عارضی طور پر ہماری زمین پر آئے تاکہ تم سب کو معلوم ہو اور یقین آجائے کہ میں جب چاہوں' خلا سے ہزاروں کی تعداد میں منکی فوج بلا سکتی ہوں۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ کوئی جواب میں کچھ نہ بول سکا پھر جان کولن نے کہا "آپ کی باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ منکی مخلوق ہماری دنیا میں نہیں ہے لیکن آپ کی ایک کال پر یہاں آسکتی ہے۔ جیسا کہ منکی ماسٹر آیا ہے۔"

ہیرو نے کہا "میں اور میری پوری برادری میڈم کی تابعدار ہے۔ اگر میڈم کو کوئی تکلیف پہنچائے گا تو ہم اسے عذاب میں مبتلا کرنے زمین پر آجائیں گے۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ منکی مخلوق یہاں نہ ہوتے ہوئے بھی میڈم کی صورت میں.... موجود رہے گی۔"

سونیا نے کہا "میں نے پہلے بھی سیدھی سی بات کی تھی۔ اب بھی وہی کہتی ہوں کہ اسلام دشمنی نہ کرو۔ تم نے' روس نے اور اسرائیل نے یہ منصوبہ بنایا کہ بابا صاحب کے ادارے کے اہم رازوں تک پہنچو گے لیکن اس سے پہلے مجھے اور فرہاد کو ختم کرو گے۔"

"ہم ایسے کسی منصوبے میں روس اور اسرائیل کے ساتھ شریک نہیں ہیں۔"

"کوئی اپنا بڑے سے بڑا جرم اور چھوٹی سے چھوٹی غلطی تسلیم نہیں کرتا اور تمہارے تسلیم نہ کرنے سے ہمارے لیے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔"

"منکی ماسٹر یہاں کب تک رہے گا؟"

"یہ دیکھو کہ جب سے تم لوگوں کو منکی ماسٹر کی موجودگی کی اطلاع ملی ہے تب سے تم بابا صاحب کے ادارے سے دشمنی بھول کر اپنے اپنے ملک کو بچانے کی فکر کر رہے ہو۔ فی الحال تم لوگوں کا علاج یہی ہے۔ تم ستم شعار رہو۔ ہم ستم ظریفی دکھاتے رہیں گے۔"

پھر تھوڑی دیر کے لیے خاموشی چھاگئی۔ اس کے بعد جان کولن نے کہا "آپ لوگوں سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی۔ آپ کے پاس معلومات حاصل کرنے کے بڑے وسیع ذرائع ہیں۔ اس بار ہم پر بھروسا کریں۔ ہم نے بابا صاحب کے ادارے کے خلاف جو کاغذی منصوبہ بنایا ہے' اسے پھاڑ کر پھینک دیں گے۔ آئندہ ایسا ہوگا تو آپ خلا سے منکی فوج کو بلانے پر حق بجانب ہوں گے لیکن پلیز' آپ منکی ماسٹر کو واپس خلا میں جانے کا مشورہ دیں۔"

"جب ہم سے دشمنی نہیں کرو گے تو پھر منکی ماسٹر سے نہ ڈرو۔ ویسے یہ کرسکتی ہوں کہ منکی ماسٹر کو تمہارے ملک سے لے جاؤں لیکن یہ ابھی ہماری دنیا میں رہے گا کیونکہ ابھی روس اور اسرائیل کا محاسبہ کرنا رہ گیا ہے۔"

سونیا نے منکی ماسٹر کو اس ملک سے دور لے جانے کا وعدہ کیا تو وہ مطمئن ہو کر اس کا شکریہ ادا کرنے لگے۔

○☆○

سونیا کی طرح میں نے بھی ان آلۂ کاروں سے نجات حاصل کرلی جو میرے اندر سایہ بن کر چھپے ہوئے تھے۔ اسرائیلی اکابرین نے الپا سے شکایت کی کہ اسے اپنے آلۂ کاروں کو سایہ بنا کر میرے اندر نہیں چھپانا چاہیے تھا۔

ایک حاکم نے کہا "میڈم الپا! یہ بات فرہاد کو معلوم ہوچکی ہے۔ وہ تمہارے آلۂ کاروں سے نجات حاصل کرچکا ہے۔ اب وہ تم سے انتقام لے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ایک تو تمہاری زچگی ہونے والی ہے۔ تمہاری حفاظت ہمارے لیے بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہے۔ اس پر تمہارے نادیدہ جاسوس فرہاد کے لیے چیلنج بن گئے تھے۔ اب تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

برین آدم نے کہا "الپا نے کوئی غلطی نہیں کی۔ یہ ایک طویل مدت سے اپنی یہودی قوم کی بہتری کے لیے دن رات محنت کرتی رہی ہے اور اپنے ملک وقوم کے لیے خطرات سے کھیلتی رہی ہے۔ آج بھی یہ ہماری ہی خاطر خطرات میں گھری ہوئی ہے۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم اپنی ملکی تاریخ میں الپا کی خدمات کو کبھی نہیں بھلا سکیں گے۔ ہماری کوشش یہی ہے کہ اس کی زچگی خیروعافیت سے ہوجائے اور کوئی دشمن اس کے دماغ میں نہ آ سکے۔ اب دیکھیں' آئندہ کیا ہوتا ہے۔"



تل ابیب کے مضافات میں ایک بہت بڑی سرکاری کوٹھی تھی۔ اس کوٹھی کے اطراف پانچ میل کے رقبے تک بستیاں خالی کرادی گئی تھیں۔ تمام مکانات گرا کر عارضی فوجی کوارٹرز بنائے گئے تھے۔ پانچ میل کے رقبے میں چاروں طرف دیواریں اٹھادی گئی تھیں اور اس علاقے کو ممنوعہ قرار دیا گیا تھا۔

اس علاقے میں عام لوگ تو کیا' عام فوجی بھی داخل نہیں ہوسکتے تھے۔ صرف ان فوجی افسران اور جوانوں کی وہاں ڈیوٹی رہا کرتی تھی جو یوگا کے ماہر تھے اور ان پر کوئی جبراً تنویمی عمل نہیں کرسکتا تھا۔

اس بڑی سی محل نما کوٹھی میں الپا کی رہائش تھی۔ اس کی خدمت کے لیے جو کنیزیں تھیں وہ بھی یوگا میں مہارت رکھتی تھیں۔ جاسوسی ادارے کی تربیت یافتہ تھیں۔ لیڈی ڈاکٹرز اور نرسیں بھی غیر معمولی تھیں۔ کوٹھی کے دو بڑے کمروں میں کمپیوٹرز اور بڑے بڑے درجنوں ٹی وی نصب کئے گئے تھے۔ ٹی وی کیمرے بھی جگہ جگہ تھے۔ کوئی چھپ کر اس الپا محل میں داخل نہیں ہوسکتا تھا۔

کوٹھی کے چاروں طرف جو کمرے اور کوریڈور تھے وہاں تیز روشنی رہا کرتی تھی۔ ان نادیدہ بنانے والی گولیوں کی خاصیت یہ ہے کہ انسانی ٹھوس جسم نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہے اور سایہ بن جاتا ہے۔ اگر تیز روشنی ہو تو یہ سایہ زمین پر یا دیواروں پر دکھائی دیتا ہے۔

نادیدہ بننے والے معمولی روشنی میں آسانی سے اپنے سائے کو چھپالیتے تھے لیکن الپا محل میں یہ ناممکن تھا۔ محل کے اندر اور باہر جتنے مسلح محافظ تھے' وہ بھی سایہ بن کر رہتے تھے تاکہ دشمن سایہ بن کر ان کے ٹھوس جسموں میں نہ سما سکیں۔

الپا اور اس کے جتنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت تھے' وہ تمام فوجیوں کے اندر جاکر صورتِ حال سے آگاہ ہوسکتے تھے۔ ان تمام نادیدہ فوجیوں کی مخصوص شناخت رکھی گئی تھی تاکہ کوئی دشمن نادیدہ بن کر دھوکا نہ دے سکے۔

مختصر یہ کہ ہر پہلو سے الپا کی حفاظت کے لیے زبردست اقدامات کئے گئے تھے۔ ایک ٹیلی پیتھی ایسا مسئلہ تھی جو پریشانی کا سبب بنی ہوئی تھی۔ ایک تو الپا خود یوگا کی ماہر تھی۔ عام حالات میں کوئی اس کے اندر نہیں آسکتا تھا لیکن مسئلہ زچگی کا تھا۔ وہ ماں بننے کے لمحات میں دماغی طور پر کمزور ہونے والی تھی۔

ایسے وقت میں یہی سوچا جارہا تھا کہ تمام یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا کے دماغ میں یکجا ہوں گے اور پوری قوتوں اور صلاحیتوں کے ساتھ دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا راستہ روکتے رہیں گے۔

دشمن اپنے طور پر منصوبے بنا رہے تھے۔ امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ جان کولن الپا تک پہنچنے کی پلاننگ کر رہا تھا۔

وہ کئی اسرائیلی حکام اور فوجی افسران کے اندر جگہ بنا چکا تھا۔ حتیٰ کہ ہپناٹائز کرنے والے کو بھی ٹریپ کرچکا تھا جس نے الپا پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس کی آواز اور لہجے کو بدل دیا تھا۔ اس طرح وہ الپا کے نئے لہجے اور نئی آواز سے اچھی طرح واقف ہوگیا تھا۔

فرانس کا ٹیلی پیتھی جاننے والا میجرٹی ہنٹر بھی الپا کے اندر رہنے کی پوری تیاری کرچکا تھا۔ وہ دیوی کو چند دنوں تک اپنی معمولہ اور تابعدار بنائے رکھنے میں کامیاب رہا تھا پھر دیوی شی تارا اس کے سحر سے نکل گئی تھی۔

دیوی کی ڈمی ون سجاتا ابھی تک میجر کی معمولہ تھی۔ دیوی نے قسم کھائی تھی کہ سجاتا اور میجرٹی ہنٹر سے بدترین انتقام لے گی کیونکہ ان دونوں نے دیوی جیسی ہستی کو معمولہ اور تابعدار بنانے کی احمقانہ جرأت کی تھی۔

فی الحال دیوی کی توجہ بھی الپا پر تھی۔ وہ یہ سنہری موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔ الپا کو اپنی معمولہ بنا کر وہ تمام اسرائیلی اکابرین پر حاوی ہوسکتی تھی اور یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو بھی اپنے زیرِ اثر لاسکتی تھی۔

اسی طرح کے فائدے دوسرے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ روسی بے چارے ٹیلی پیتھی سے محروم تھے۔ کبھی ماسک مین کے زمانے میں وہاں بھی خیال خوانی کرنے والے ہوا کرتے تھے۔ جب سے ایوان راسکا یعنی موجودہ ساجد علی غلامی کی زنجیریں توڑ کر پاکستان آیا تھا' تب سے روس میں ماسک مین کا عہدہ بھی ختم ہوگیا تھا اور وہ ملک ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے بھی محروم ہوگیا تھا۔

ویسے اب روسی بھی کچھ ایسے منصوبوں پر عمل کر رہے تھے' جن کے نتیجے میں کامیابی ہوتی تو ان کے پاس بھی خیال خوانی کرنے والے خاصی تعداد میں جمع ہوجاتے۔

ویسے یہ بعد کی باتیں تھیں۔ ابھی الپا سب ہی کی مشترکہ ٹارگٹ بنی ہوئی تھی۔ وہ الپا محل میں اس لیے رکھی گئی تھی کہ اسے اگر کوئی اپنی معمولہ بنالیتا تب بھی اسے اس محل سے نہ لے جا پاتا۔ کوئی دشمن اسے سحرزدہ کرکے محل سے باہر لے جانا چاہتا تو نادیدہ مسلح فوجی اسے روک سکتے تھے۔

یوں الپا عارضی طور پر دشمنوں کے زیرِ اثر رہتی پھر اسے رفتہ رفتہ دشمنوں کے سحر سے نکالا جاسکتا تھا۔ صرف چند ماہ میں وہ پھر محبِ وطن ٹیلی پیتھی جاننے والی خودسر الپا بن جاتی۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ الپا کو جسمانی طور پر اغوا کیا جائے اور کوئی اسے اپنے پاس قیدی بنا کر رکھے اس لیے اسے الپا محل میں مستقل رکھنے کے لیے زبردست انتظامات کئے گئے تھے۔

آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوگئیں۔ اس کی زچگی کا دن آگیا۔ وہ صبح سے تکلیف میں مبتلا تھی۔ پھر تکلیف بڑھنے لگی۔ دماغ کمزور ہونے لگا۔ جان کولن اس کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے اسے تکلیف

سے کراہتے ہوئے سنا پھر کہا "ہیلو الپا! یہ تکلیف عارضی ہے' جلد ہی ختم ہو جائے گی۔ میں تمہیں ماں بننے کی پیشگی مبارک باد دے رہا ہوں۔ جیسے ہی تم ایک بچے کو جنم دو گی اور تمہیں قدرے آرام آئے گا' میں تم پر تنویمی عمل شروع کر دوں گا۔"

الپا کراہتی رہی۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

میجرٹی ہنٹر کی آواز سنائی دی "یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ الپا جیسی اہم ہستی کو تم لے جاؤ اور میں منہ دیکھتا رہوں۔"

جان کولن نے پوچھا "کیا تم میجرٹی ہنٹر ہو؟"

"ہاں۔ میں اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کے ذریعے فرانس کو امریکا سے بڑا سپر پاور ملک بنا رہا ہوں۔ الپا کو حاصل کرنے کے بعد میری قوتوں میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔"

"کیا تم دن میں بھی خواب دیکھتے رہتے ہو؟"

"جب تم الپا کو حاصل کرنے میں ناکام ہو جاؤ گے تو پتا چلے گا' خواب میں نہیں' تم دیکھ رہے تھے۔"

پھر انہوں نے دیوی شی تارا کی آواز سنی۔ وہ کہہ رہی تھی "تم دونوں کو شرم آنی چاہیے۔ ایک عورت ماں بننے والی ہے۔ ایسے وقت عورت کا بدن اس کے مرد سے بھی چھپایا جاتا ہے اور تم دونوں بے شرموں کی طرح اس کے پاس موجود ہو۔"

جان کولن نے کہا "او گاڈ! تم بھی پہنچ گئیں۔"

ٹی ہنٹر نے کہا "یہ ہمیں شرم دلا کر اپنے لئے راستہ صاف کرنا چاہتی ہے۔"

دیوی نے کہا "میجرٹی ہنٹر! جلد ہی تمہاری شامت آئے گی۔ مجھے الپا کے معاملے سے فرصت پا لینے دو۔"

جان کولن نے کہا "اگر ہم تینوں نے عقل سے کام نہ لیا تو یہ کسی کے ہاتھ نہیں آئے گی۔ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ابھی فرہاد آنے والا ہے یا شاید آ چکا ہے۔"

"جب ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا میلہ لگ رہا ہے تو فرہاد ضرور آئے گا اور یہ معلومات تو اسی نے فراہم کی تھیں کہ الپا ماں بننے والی ہے۔"

"الپا کی حالت بتا رہی تھی کہ یہ ایک آدھ گھنٹے میں ماں بن جائے گی۔ کیا یہ غور کرنے کی بات نہیں ہے کہ فرہاد ابھی تک نہیں آیا ہے۔"

دیوی نے کہا "اس میں غور کرنے کی کیا بات ہے؟ وہ نہیں آیا ہے تو آ جائے گا اور نہیں آئے گا تو ہمارے لیے فائدہ ہی ہے۔"

میجرٹی ہنٹر نے پوچھا "تم فرہاد کو کیا کہتی ہو؟"

"فرہاد کو فرہاد ہی کہوں گی اور کیا کہوں گی۔"

"وہ تمہارا سسر ہے۔ اس کا بیٹا تمہارا شوہر ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے اسے ہندو سمجھ کر اپنا پتی بنایا تھا لیکن بعد میں پتا چلا' وہ مجھے دھوکا دے رہا تھا۔ اس نے میرا دھرم قبول نہیں کیا تھا۔ وہ مسلمان تھا اور مسلمان ہے۔"

"تم نے اس کے ساتھ دن رات گزارے ہیں۔ وہ تمہارا کچھ تو لگتا ہوگا؟"

"مسٹر ہنٹر! فضول باتوں میں وقت ضائع نہ کرو۔ وہ میرا کچھ نہیں لگتا ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کچھ نہیں لگتا ہے تو پھر تمہارا ... ہوگا۔"

"میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔ تمہاری زبان کاٹ کے پھینک دوں گی۔ تمہاری زندگی بہت تھوڑی ہے۔ مجھے اس معاملے سے نمٹ لینے دو۔"

جان کولن نے پوچھا "کیا تم دونوں جھگڑا کرتے ہوئے وقت ضائع کرو گے؟"

دیوی نے کہا "اسے ماں بننے دو پھر ہم وقت ضائع نہیں کریں گے۔ ہمارے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ ہم تنویمی عمل کے دوران الپا کے ذہن میں اپنی اپنی آواز نقش کریں گے۔ وہ ہم تینوں کی معمولہ اور تابعدار رہے گی۔"

جان کولن نے کہا "ہاں' مجبوری ہے۔ ہم تینوں میں سے کوئی اسے نہیں چھوڑے گا۔"

"تینوں نہ کہو' چاروں کہو۔ فرہاد کو کیوں بھول جاتے ہو۔"

"ہاں' لیکن اس کی عدم موجودگی کھٹک رہی ہے۔ وہ کیوں نہیں آیا ہے؟"

دیوی نے کہا "میں ایک اور بات محسوس کر رہی ہوں۔"

دونوں نے پوچھا "کیا محسوس کر رہی ہو؟"

"ہم تینوں اتنی دیر سے الپا کے اندر ہیں لیکن یہ ہماری موجودگی پر اعتراض نہیں کر رہی ہے۔"

"ہاں' یہ ہماری آمد پر نہ خوش ہے' نہ حیران ہے اور نہ پریشان ہے۔"

دیوی نے اسے مخاطب کیا "ہیلو الپا! کیا بہت تکلیف ہو رہی ہے؟"

وہ پہلے کی طرح کراہتی رہی۔ جان کولن نے کہا "ہم سے بات کرو۔ تمہارے دکھ درد میں کمی ہوگی۔"

وہ جواب نہیں دے رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ان کی آوازیں نہیں سن رہی ہے۔ ان تینوں کو حیرانی ہوئی۔ وہ بار بار اسے مخاطب کرنے لگے لیکن نتیجہ وہی رہا۔ وہ ان سے لاتعلق رہی۔

جان کولن اور میجرٹی ہنٹر اس کے دماغ کو پوری طرح قبضے میں لینے کی کوشش کرنے لگے۔ دیوی نے آتما شکتی کا زور لگایا۔ ... کے لیے بڑی حیرانی کی بات تھی کہ الپا کے دماغ میں تھے لیکن اس کے دماغ پر قبضہ جمانے میں ناکام ہو رہے تھے حتیٰ کہ اپنی آواز کی لہروں کے ذریعے بھی پہنچا نہیں پا رہے تھے۔

الپا ان تینوں سے بے خبر تھی۔ نہ یہ جانتی تھی کہ دشمن اس کے اندر ہیں اور نہ ہی ان کی موجودگی سے اسے کوئی نقصان ...

ایک تو وہ دردِ زہ سے پریشان تھی۔ دوسرے یہ دھڑکا لگا ہوا تھا نہ جانے کتنے دشمن اس کے دماغ میں گھس آنے والے ہیں۔ دشمن نہ آئیں تو خوشی ہوتی ہے لیکن ان کے نہ آنے سے وہ اور زیادہ گھبرا رہی تھی۔ یہ سمجھ رہی تھی کہ وہ شاید موجود ہیں اور وہ دماغی کمزوری کے باعث انہیں محسوس نہیں کر پا رہی ہے۔

اس نے اپنے یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو باری باری طلب کیا۔ پتا چلا' وہ اس کے دماغ میں نہیں ہیں۔ کوئی نہیں ہے۔ سب ہی ایک ساتھ غیر حاضر ہیں۔ اس نے سیکیورٹی افسر کے ذریعے اعلیٰ حکام اور فوجی افسران کو اطلاع بھیجی کہ وہ خطرے میں ہے اور کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کی حفاظت کے لیے موجود نہیں ہے۔

اسے جواب ملا' تمام یہودی ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا کے دماغ میں جا رہے ہیں۔ اسے آوازیں دے رہے ہیں لیکن وہ اپنے خیال خوانی کرنے والے ماتحتوں کی آوازیں نہیں سن رہی ہے اور نہ ہی انہیں جواباً کچھ کہہ رہی ہے۔

وہ تکلیف کے باعث اس سلسلے میں بحث نہ کر سکی۔ یہ سمجھتی رہی کہ دشمنوں نے کوئی ایسا عمل کیا ہے جس کے نتیجے میں اس کے اپنے اس سے دماغی رابطہ قائم کرنے میں ناکام ہو رہے ہیں۔

الپا کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تھا پھر بھی وہ خوف اور دہشت میں مبتلا رہی۔ آخر ولادت کا وقت آ گیا۔ ایک نوزائیدہ بچے کے رونے کی آواز آئی۔

یہ آوازیں الپا کے ماتحت خیال خوانی کرنے والوں نے سنیں۔ دیوی' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر کو بھی یہی آوازیں سنائی دیں۔ ان سب نے پھر الپا کے دماغ کو گرفت میں لینے کی کوششیں کیں پھر کوشش کرتے ہی رہ گئے۔

پتا چلا کہ بیٹی ہوئی ہے۔ اسے نہلا دھلا کر صاف ستھرے کپڑے میں لپیٹا گیا پھر الپا اور اس کے آس پاس موجود رہنے والی کنیزیں اذان کی آواز سن کر حیران رہ گئیں۔

وہاں کوئی مرد نہیں تھا لیکن اس ننھی سی بچی کے کان میں کوئی اذان دے رہا تھا۔ الپا نے پچھلی رات ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا "تو ایک بیٹی کو جنم دینے والی ہے۔ وہ بیٹی بابا صاحب کے ادارے کی امانت ہے۔ جوان ہونے تک تیرے پاس رہے گی۔ اس بچی کے طفیل تجھے اب سے پہلے تنویمی عمل کے اثر سے بچایا گیا تھا۔ اس بار بھی کوئی تجھے اپنی معمولہ اور تابعدار نہیں بنا سکے گا۔"

اور الپا دیکھ رہی تھی کہ یہی ہو رہا ہے۔ اب تک کوئی دشمن اس کے دماغ میں نہیں آیا تھا۔ جو آئے تھے' وہ خاموش تماشائی بن کر رہ گئے اور بڑی حیرانی سے اذان کی دھیمی دھیمی آواز سن رہے تھے۔

بہت پہلے انہی بزرگ نے الپا کو بشارت دی تھی کہ وہ ایک بیٹی کی ماں بننے والی ہے۔ اس وقت پارس اور بار بار اس نے اسے ٹریپ کر کے اپنی تابعدار بنایا تھا لیکن بزرگ نے کہا تھا کہ پیدا ہونے والی بچی کے طفیل اسے تنویمی عمل کے اثر سے نجات دلائی جا رہی ہے۔ وہ بچی آئندہ فرہاد کی فیملی ممبر بننے والی ہے۔

وہ بچی دنیا میں آ چکی تھی۔ اس کے کان میں اذان مکمل ہو چکی تھی۔

○☆○

یلی ڈونا کے ہاتھ میں جو کاغذ تھا اس پر پارس نے بے تکی سی باتیں لکھی تھیں کہ یلی ڈونا کو مبارک ہو۔ وہ اس کے پیٹ میں ہے اور وہ ماں بننے والی ہے۔

یلی ڈونا کے ہاتھ سے وہ کاغذ چھوٹ گیا۔ فضا میں لہراتا ہوا فرش پر آ گرا۔ اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ پیٹ پر یوں رکھ لیا جیسے سچ مچ ماں بننے والی ہو۔

پھر وہ جھنجلا گئی۔ آج تک اتنا بڑا دھوکا اسے کسی نے نہیں دیا تھا۔ وہ اس کا معمول اور تابعدار بن کر پیرس سے جکارتا آیا تھا۔ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتا تھا۔ اسے خوش فہمی میں مبتلا رکھتا تھا اور نہ جانے کیسے کیسے راز معلوم کرتا رہا تھا۔

اس نے پریشان ہو کر آواز دی "پارس! میرے اندر نہ رہو۔ باہر آؤ۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں تو نو ماہ کے بعد ہی نکلوں گا۔"

"یہ کیا مذاق ہے' باہر آؤ۔"

"یہ زچگی کا کیس ہے۔ کسی ڈاکٹر سے رجوع کرو۔"

"تم نہیں جانتے' میں تمہیں چپکے چپکے' دل ہی دل میں کتنا چاہتی ہوں۔"

"اب تم پیٹ ہی پیٹ میں چاہو۔"

"میری جان! کیا تم اپنی جان کو پریشان کرو گے؟"

"تم دنیا کی پہلی عورت نہیں ہو' سبھی نو ماہ تک پریشان رہتی ہیں۔"

"یہ کیا تم نے نو ماہ کی رٹ لگا رکھی ہے۔ کیا تم سنجیدہ نہیں ہو گے؟"

"پیرس میں تم میرے اندر گھس آئی تھیں۔ کیا سنجیدگی سے آئی تھیں؟ پھر مجھے اپنا معمول اور تابعدار بنایا تھا۔ کیا وہ بھی سنجیدگی تھی؟"

"میں تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں۔ تمہیں اپنا بنائے رکھنے کے لیے میں نے تم پر تنویمی عمل کیا تھا۔"

"یہ اپنا بنائے رکھنے کا اچھا طریقہ ہے۔ میں بھی تم پر تنویمی عمل کروں گا۔"

وہ گھبرا کر بولی "نہیں۔ ہرگز نہیں۔ میں تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دوں گی' سامنے آ کر دوستی کرو۔"

"میں سامنے آؤں گا تو تم سایہ بن جاؤ گی پھر مجھے اپنے جسم میں

داخل نہیں ہونے دوگی۔ میں تمہارے سائے کو ڈھونڈتا رہ جاؤں گا۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں' سایہ نہیں بنوں گی۔ یہ جسم تمہارے حوالے کردوں گی۔"

"سچ کہہ رہی ہو؟ یہ حسن و شباب میرا ہو جائے گا؟"

"ہاں' نمودار ہو جاؤ اور مجھے حاصل کرو۔"

پارس اس کے اندر سے نکل آیا۔ اس کے سامنے نمودار ہو گیا۔ وہ اسے دیکھتے ہی بولی "مکار! فریبی! میں تمہارے سایہ بننے سے پہلے خود سایہ بن جاؤں گی اب تمہارے دباؤ میں نہیں آؤں گی۔"

"نہ میں تمہیں دباؤں گا اور نہ تم دباؤ میں آؤ۔ ہم تو بڑے پیار سے محبت محبت کھیلیں گے۔"

"یو شٹ اپ' سچ بتاؤ' میرے تنویمی عمل سے کیسے آزاد ہو گئے؟"

"تم خود آزما چکی ہو۔ جن صاحب آئے تھے' تمہیں ایک تھپڑ مارا تھا پھر مجھے عورت کی غلامی سے نجات دلا کر چلے گئے تھے۔"

"میں یقین نہیں کروں گی کہ وہ کوئی جن تھا۔"

"کیا تم دوسری بار تھپڑ کھانا چاہتی ہو۔ جن صاحب ابھی آکر ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔"

وہ گھبرا کر بولی "اچھا بس رہنے دو' تم مکار ہو' حقیقت نہیں بتاؤ گے۔"

"تم نے کہا تھا' میں نمودار ہوں گا تو یہ حسن و شباب میرا ہو گا۔"

"تم ہینڈسم ہو' اسمارٹ ہو۔ میں جھوٹ نہیں کہوں گی' تم پر دل آگیا ہے لیکن تم مکار ہو' ہرجائی ہو۔ کسی دن مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔"

"ہو سکتا ہے' مجھ سے پہلے تم چلی جاؤ۔"

"تم بہت باتیں بناتے ہو' کیا اپنی سچائی اور محبت کا ثبوت دو گے؟"

"زیادہ بولوگی تو دل چیر کر رکھ دوں گا۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے سوال کا صحیح جواب دو۔ کیا مجھ پر تنویمی عمل کر چکے ہو؟"

"مجھے اس کا موقع نہیں ملا۔ اگر پیار سے موقع دوگی تو کروں گا۔ اس طرح ساری زندگی تمہیں اپنا بنا کر رکھوں گا۔"

"بکواس مت کرو۔ یہ بتاؤ' میں تمہارے آگے مجبور کیوں ہو رہی ہوں؟ کئی بار ارادہ کر چکی ہوں کہ تمہارے دماغ کے اندر جاؤں گی لیکن ارادہ کرنے کے باوجود خیال خوانی نہیں کر رہی ہوں۔"

"پھر تو یہ تشویش کی بات ہے۔ ذرا سوچو کہ تم سے کون دشمنی کر سکتا ہے یا کر سکتی ہے؟"

"میرا کوئی دشمن میرے اندر نہیں پہنچ سکتا۔"

"اگر یہ تمہارا دعویٰ ہے تو اناتا کے اندر جا کر اس کے خیالات پڑھو۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس کے خیالات نہیں پڑھ سکوں گی؟"

"مجھے شبہ ہے کہ وہ پراسرار لڑکی تمہاری دشمن بن گئی ہے کیونکہ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئی تھیں۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اناتا کے دماغ میں پہنچی لیکن اناتا نے سانس روک لی۔ بلی ڈونا نے ناکام ہو کر کہا "وہ تو معصوم تھی' ان پراسرار قوتوں کے بارے میں نہیں جانتی تھی۔ اس کی مدد کیا کرتی تھیں۔ وہ یوگا کی بھی ماہر نہیں تھی لیکن اب اس نے سانس روک لی ہے۔"

بابا صاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے باری باری اناتا کے پاس آتے تھے' اس کی نگرانی کرتے تھے اور اسے دشمنوں سے محفوظ رکھتے تھے۔ اب انہوں نے اناتا کے دماغ کو لاک کر دیا تھا۔ یہ پارس جانتا تھا کہ کسی آواز اور لہجہ اختیار کر کے اس کے دماغ میں پہنچا جا سکتا ہے۔

پارس نے بلی ڈونا کے اندر آکر اناتا کی آواز اور لہجے میں کہا "ہیلو بلی ڈونا! تم ابھی میرے اندر کیوں آئی تھیں؟"

بلی ڈونا نے سانس روک کر اسے بھگانا چاہا۔ وہ اناتا کوئی اور ہستی ہوتی تو دماغ سے نکل جاتی لیکن وہ پارس تھا۔ اس کی سوچ کی لہریں موجود رہیں۔ پارس نے اناتا کی آواز اور لہجے میں کہا "تم میرے اندر آیا کرتی تھیں۔ میں نے کبھی اعتراض نہیں کیا۔ آج سے میں بھی آیا کروں گی' تم بھی اعتراض نہ کرو۔"

"بکواس مت کرو' یہاں سے چلی جاؤ۔"

"ڈانٹنے سے بچے سہم کر بھاگتے ہیں۔ میں بچی نہیں ہوں۔"

"کیا تم نے مجھ پر عمل کیا ہے؟"

"میں ہمیشہ اچھے عمل کرتی رہتی ہوں۔ اپنے اچھے عمل سے تمہیں بھی غلطیوں سے بچانا چاہتی ہوں۔"

"تم کون ہوتی ہو' مجھے غلطیوں سے بچانے والی؟"

"ٹھیک ہے۔ آئندہ نہیں بچاؤں گی۔"

"تم نے میرے دماغ میں آکر میرے بہت سے راز معلوم کیے ہوں گے۔"

"تمہارے دماغ میں کچرا بہت ہے اس لیے میں نے صرف دو ہی راز معلوم کیے ہیں۔"

"کون سے دو راز؟"

"ایک تو یہ کہ تم سلطان صالح کی بیٹی صالحہ بن کر یہاں رہتی ہو اور اس کی اپنی بیٹی صالحہ امریکا میں تمہاری قیدی بن کر رہتی تھی۔"

بلی ڈونا نے کہا "رہتی تھی نہیں' اب بھی وہ میری قیدی ہے۔"



"یہ سن کر مایوس ہو جاؤ کہ وہ قید سے آزاد ہو چکی ہے۔"

"کیا بکواس کر رہی ہو؟"

اس نے فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کی۔ وہ صالحہ کے اندر پہنچ کر اس کے قیدی ہونے کا یقین کرنا چاہتی تھی لیکن صالحہ نے سانس روک لی۔ اس نے حیران ہو کر پھر صالحہ کے اندر پہنچنا چاہا مگر وہ پھر ناکام ہو گئی۔

اس نے صالحہ پر تنویمی عمل کر کے اسے ایک معمولی میاں بیوی کی نگرانی میں رکھا تھا۔ وہ ان میاں بیوی کے اندر پہنچی۔ ان کے خیالات سے پتا چلا کہ وہ صالحہ کی گمشدگی سے پریشان ہیں اور اسے تلاش کر رہے ہیں۔

اس نے پوچھا "وہ کیسے گم ہو گئی۔ تم نے اسے باہر کیوں جانے دیا؟"

"ہم نہیں جانتے کہ ہم صبح دس بجے تک کیسے سوتے رہے جبکہ ہم صبح پانچ بجے بیدار ہو جاتے ہیں۔ جب اٹھ کر دیکھا تو مکان کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ نہیں تھی۔"

اس نے پریشان ہو کر اناتا سے پوچھا "صالحہ کہاں ہے؟"

"جہاں بھی ہے' محفوظ ہے اور عزت و آبرو سے ہے۔"

"تمہیں مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"تمہیں مجھ سے کیا دشمنی تھی۔ تم جب چاہتی تھیں' میرے دماغ میں گھس آتی تھیں۔ کیا یہ تمہارے باپ کا دماغ ہے۔ میرے پراسرار ہونے کا راز معلوم کرنے کے لیے باؤلی ہو رہی تھیں۔ اب معلوم کرو۔"

"پہلے تمہیں کمتر سمجھتی تھی۔ کسی کمتر سے دوستی نہیں کی جاتی لیکن اب تم میرے برابر ہو' میں دوستی کرنا چاہتی ہوں۔"

"تم برابری کی بات نہ کرو۔ تم میرے دماغ میں نہیں آسکتیں۔ میں تمہارے اندر ہمیشہ آسکتی ہوں اس لیے تم کمتر ہو اور کمتر سے دوستی نہیں کی جاتی۔"

"تم میری توہین کر رہی ہو۔ مجھے برداشت کرنا ہی ہوگا۔ اناتا بتاؤ' کیا صالحہ کو یہاں لا کر اسے سلطان کی بیٹی اور مجھے فراڈ ظاہر کرو گی؟"

"ابھی ایسا ارادہ نہیں ہے۔ مجھے ایک خاص مدت تک انتظار کرنا ہے۔"

"تم ایک خاص مدت تک کس بات کا انتظار کر رہی ہو؟"

"یہ انتظار تمہارے دوسرے راز کے سلسلے میں ہے۔"

"ہاں۔ تم نے کہا تھا' میرے دو رازوں سے واقف ہو۔ ایک راز تو صالحہ کا ہے۔ اسے تم نے مجھ سے چھین لیا ہے' دوسرا راز کون سا ہے؟"

"وہ خزانے کا راز ہے۔"

"خزانے کا راز!" بلی ڈونا نے انجان بن کر پوچھا "کون سا خزانہ؟ تم کس خزانے کی بات کر رہی ہو؟"

"وہی جو جزیرہ ساؤ میں ہے۔"

"او گاڈ! تم نے میرے چور خیالات پڑھ کر یہ راز معلوم کیا ہے۔"

"اور یہ بھی معلوم کیا ہے کہ اس خزانے تک پہنچنا اور اسے حاصل کرنا دشوار ہے۔ اس میں خاصا وقت لگے گا لیکن تمہارا یہ ساتھی اگر میرا ساتھ دے گا تو میں چند دنوں میں وہ خزانہ حاصل کر لوں گی۔"

"کیا تم پارس کو بھی ٹریپ کر رہی ہو؟"

"ہاں پھانس رہی ہوں مگر یہ نہیں پھنس رہا ہے۔ میں اب تک اس پر دوبار تنویمی عمل کر چکی ہوں۔ یہ چند گھنٹوں کے لیے معمول بنتا ہے۔ جب تابعداری کا وقت آتا ہے تو میرے سحر سے نکل جاتا ہے۔"

بلی ڈونا نے خوش ہو کر کہا "اس کا دماغ کچھ غیر معمولی ہے۔ میں بھی اسے معمول اور تابعدار نہ بنا سکی اس لیے اسے اپنا یار بنا رہی ہوں۔ یہ مجھے بھی تمہارے تنویمی عمل کے سحر سے نجات دلائے گا۔"

یہ کہتے ہوئے بلی ڈونا نے پارس کی طرف دیکھا۔ وہ بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا۔ یعنی سونے کے بہانے اناتا بن کر اس کے دماغ میں اتنی دیر سے بول رہا تھا۔

بلی ڈونا نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے آواز دی۔ "پارس!"

وہ نیند میں بولا "ہائے اناتا! اتنی محبت سے آواز نہ دو۔ میں تمہاری نہیں بلی ڈونا کی زلفوں کا اسیر ہوں۔ حالانکہ بلی ڈونا کی زلفیں بوائے کٹ ہیں۔"

"پارس! میں بول رہی ہوں' اٹھو!"

اس نے ہڑبڑا کر آنکھیں کھول دیں پھر کہا "سوری! تم خیال خوانی میں مصروف ہو گئی تھیں اس لیے میں نے سوچا' موقع سے فائدہ اٹھا کر سو جانا چاہیے۔"

"تم نے درست کہا تھا۔ اناتا مجھ سے دشمنی کر رہی ہے۔ اس وقت بھی میرے اندر موجود ہے۔"

"اس سے کہو' میرے پاس آئے۔ میں اسے سمجھاؤں گا کہ تم میری وہ ہو۔ مجھ سے بہت وہ کرتی ہو۔ لہٰذا تمہیں وہ نہ کرے۔"

"کیا وہ وہ کر رہے ہو؟ پلیز جس طرح تم تنویمی عمل کے سحر سے نجات حاصل کر لیتے ہو اسی طرح مجھے اناتا کے سحر سے نجات دلاؤ۔"

"تم دیکھ چکی ہو' جن صاحب نے میری کمر پر لات ماری تھی اور میں چشم زدن میں تمہارے تنویمی عمل کی گرفت سے نکل گیا تھا۔ اناتا نے دوبار چھپ کے مجھ پر عمل کیا تھا۔ دو بار جن صاحب نے لاتیں ماری تھیں اور میں نے اناتا سے بھی نجات حاصل کر لی تھی۔"

وہ بولی "یعنی تم تین بار لاتیں کھا چکے ہو؟"
"مجبوری ہے۔ جنات کا یہ دستور ہے' وہ لاتیں مار کر مشکلیں آسان کرتے ہیں۔ تم سوچ لو۔"
وہ پریشان ہو کر بولی "کیا لات زور سے لگتی ہے؟"
"بھئی لات انسان کی تو نہیں ہے۔ ایک جن کی ہے۔ چودہ طبق روشن ہو جاتے ہیں۔"
"پھر بھی جن صاحب عورت سے تو رعایت کریں گے۔"
"عورت ان کی کمزوری ہے۔ وہ تو اسے اور دل و جان سے لات رسید کرتے ہیں۔"
"نہیں۔ میں تو مر جاؤں گی۔ مجھے کسی دوسری طرح اناتا سے نجات دلاؤ۔"
"میں اور کوئی راستہ نہیں جانتا ہوں۔ تم اچھی طرح سوچ لو۔ جلدی نہیں ہے۔ جب بھی اناتا سے نجات حاصل کرنا چاہو' میں جن صاحب کی خدمات پیش کردوں گا۔"
اس نے فکر میں مبتلا ہو کر اناتا کو آواز دی "اے! کیا تم موجود ہو؟"
اسے جواب نہیں ملا۔ اس نے دوبارہ مخاطب کیا پھر کہا "شاید چلی گئی ہے اور اگر چھپی ہوگی تو میں اس کا کیا بگاڑ لوں گی۔"
"فکر کرنے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اپنا دھیان بٹانے کے لیے مجھ سے پیار بھری باتیں کرو۔"
"بکواس مت کرو۔ میرا بہت نقصان ہو رہا ہے۔ اس نے میرے اندر رہ کر خزانے کا راز معلوم کرلیا ہے۔"
پارس نے کہا "ہاں۔ یاد آرہا ہے۔ اناتا مجھے اپنا معمول بنا کر کہہ رہی تھی کہ میں اس کے ساتھ جزیرہ ساؤ جاؤں گا۔ وہ میری مدد سے صدیوں پرانا خزانہ حاصل کرسکتی ہے۔"
"کیا تم اناتا کی مدد کرو گے؟"
"تم بھی حسین ہو اور اناتا بھی کچھ کم نہیں ہے۔ ابھی میں نے فیصلہ نہیں کیا ہے۔ شاید تم میں سے جو جیت لے' وہی مجھے پالے۔"
"ایک ہرجائی جیسی باتیں نہ کرو۔ تم اس پر تھوکو گے بھی نہیں۔"
"بالکل نہیں۔ ویسے بھی اچھی چیز پر تھوکنا نہیں چاہیے۔"
وہ جھنجلا کر بولی "تم اس پر تھوکو گے۔"
"اس کے لیے قریب جانا ہوگا۔ جاؤں؟"
"بکواس مت کرو۔ کام کی باتیں کرو۔ کوئی ایسی تدبیر کرو کہ اناتا اس خزانے کی طرف کبھی نہ جاسکے۔"
"تم اس خزانے کو اہمیت کیوں دے رہی ہو جب کہ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے قدموں میں ساری دنیا کی دولت آسکتی ہے؟"
"وہ تاریخی خزانہ ہے۔ ہزاروں سال پرانا ہے۔ اس خزانے میں ایسے ہیرے جواہرات ہیں جنہیں آج کی دنیا دیکھے تو حیران رہ جائے۔"
"اسے حاصل کرنے میں دشواری کیا ہے؟"
"اناتا نے میرے چور خیالات پڑھے ہیں۔ اس نے تمہیں بتایا ہوگا کہ اس خزانے تک پہنچنے میں مشکلات کیا ہیں؟"
"اناتا نے مجھے نہیں بتایا تھا۔ مجھ سے کہا تھا جب ہم جزیرہ ساؤ کے محل میں پہنچیں گے تو وہ مجھے بتائے گی۔ پلیز تم مجھے بتا دو۔"
"ساری دنیا میں یہ مشہور ہے کہ زمین میں دبے ہوئے خزانے پر سانپ پہرا دیتے ہیں لیکن ساؤ کے خزانے پر سانپ نہیں ہیں۔"
"پھر پریشانی کیا ہے؟"
"وہ خزانہ محل کے تہ خانے میں ہے۔ اس تہ خانے میں جانے والے پھر واپس نہیں آتے۔ جو انہیں واپس لانے جاتا ہے وہ بھی نیچے جا کر ہمیشہ کے لیے گم ہو جاتا ہے۔"
پارس یہ باتیں چور خیالات پڑھ کر معلوم کرچکا تھا۔ یلی ڈونا نے ایک شخص پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنا معمول بنا کر اس تہ خانے میں بھیجا تھا اور اس کے دماغ میں رہ کر وہاں کے حالات معلوم کرتی رہی تھی۔
جب اس آلۂ کار نے تہ خانے میں قدم رکھا تو اسے سونے کی اینٹیں اور آنکھوں کو چکاچوند کرنے والے ہیرے جواہرات نظر آئے۔ وہاں اسے کوئی روکنے ٹوکنے والا نظر نہیں آیا لیکن جب اس نے ایک جگمگاتے ہوئے ہیرے کو اٹھانا چاہا تو وہ ہیرا خود ہی بڑی تیزی سے آکر اس کی پیشانی پر لگا اور یوں لگا جیسے بندوق کی گولی لگی ہے۔
وہ چکرا کر گر پڑا۔ اس ہیرے کی چوٹ سے پیشانی پر گڑھا پڑ گیا تھا۔ یلی ڈونا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سنبھالا۔ اسے حکم دیا کہ ہیرے جواہرات ایک بیگ میں بھر کر فوراً اوپر آجائے۔
وہ حکم کی تعمیل کرنا چاہتا تھا لیکن سونے کی اینٹیں اپنی جگہ سے اٹھ اٹھ کر تیزی سے آکر اس کے سر' منہ اور جسم کے دوسرے حصوں پر لگنے لگیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں نادیدہ پہرے دار ہیں۔ وہ دکھائی نہ دینے والے اسے اینٹوں سے مار رہے ہیں۔
وہ چیخیں مارتا ہوا زینے کی طرف بھاگنے لگا تاکہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاسکے لیکن کسی نے اس کے منہ پر کسی چیز سے ضرب لگائی۔ وہ الٹ کر گر پڑا اور تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگا۔
لیکن اس کے منہ اور جسم پر زوردار ضربیں پڑتی رہیں۔ حتیٰ کہ مار کھاتے کھاتے اس کا دم نکل گیا۔
یلی ڈونا کو ایک آلۂ کار کی موت سے کوئی نقصان نہیں پہنچا بلکہ اہم معلومات ہوئیں۔ اس نے دوسری بار دوسرے آلۂ کار کو ایک گولی دی۔ وہ تہ خانے میں قدم رکھتے ہی گولی نگل کر نادیدہ ہو گیا۔ تہ خانے میں ہر جگہ گھومنے لگا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے بولی "وہاں جو نادیدہ پہرے دار ہیں' ان کے لیے تم بھی نادیدہ بن گئے ہو۔ وہ تم پر حملے نہیں کرسکیں گے۔"
آلۂ کار نے پوچھا "میڈم! مجھے کیا کرنا چاہیے؟"
"اپنے لباس میں چھپایا ہوا بیگ نکالو۔ اس میں ہیرے جواہرات بھر دو۔ اس وقت جب کوئی چیز تمہاری طرف آئے' تم نادیدہ بن جانا۔"
اس نے آس پاس دیکھا پھر گولی اگل کر اپنی داڑھ میں دبالی۔ نادیدہ بن کر ہیرے موتی اٹھا نہیں سکتا تھا۔ اٹھانے کے لیے ٹھوس جسم لازمی تھا اس لیے وہ تہ خانے میں نمودار ہو گیا۔
اس نے بھی پہلے آلۂ کار کی طرح ایک ہیرے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے اٹھاتا' ہیرا خود اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی پیشانی پر لگا۔ پہلی مار کھاتے ہی وہ گولی نگل کر نادیدہ ہو گیا۔
وہ بولی "تم تو ایک ہیرا بھی اٹھا نہ سکے۔ یہ خزانہ کچھ اس طرح حاصل کرو کہ ایک ایک ہیرے' ایک ایک موتی کو اٹھاتے جاؤ اور فوراً نادیدہ ہوتے رہو۔"
اس نے یہی کیا۔ نمودار ہوتے ہی خزانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ نادیدہ پہرے داروں کو اس کی موجودگی کا علم ہو چکا تھا۔ وہ بھی نمودار ہو گئے تھے۔ اس کے نمودار ہوتے ہی سونے کی اینٹیں آکر اسے لگنے لگیں۔ وہ پھر نادیدہ ہو گیا' کہنے لگا "میڈم! یہ ممکن نہیں ہے۔ خزانے کو ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا۔ چند سیکنڈ میں ہی کئی اینٹوں نے مجھے بری طرح زخمی کردیا ہے۔"
"واپس آؤ۔ میں کوئی دوسری تدبیر کروں گی۔"
وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا چور دروازے کے پاس آیا۔ وہاں سے باہر جانے کے لیے چور دروازے کو کھولنا تھا اور کھولنے کے لیے ٹھوس جسم میں نمودار ہونا ضروری تھا۔ وہ پھر ایک بار نمودار ہوا۔ چاہتا تھا' دروازہ کھولتے ہی نادیدہ ہو جائے گا۔
لیکن نادیدہ بلائیں بہت پھرتیلی تھیں۔ دروازہ کھولنے سے پہلے ہی ایک تیر آکر اسے لگا۔ وہ کراہتے ہوئے گرا پھر سیڑھیوں پر سے لڑھکتا ہوا نیچے تہ خانے میں آکر ہمیشہ کے لیے ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہاں کئی انسانی ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ وہ بھی چند دنوں میں ڈھانچا بننے والا تھا۔
یلی ڈونا اس کے مردہ دماغ سے واپس آگئی۔ یہ معلوم ہو گیا کہ وہاں ایسے نادیدہ پہرے دار ہیں' جو تیر بھی چلاتے ہیں۔ جب تک خزانے کو ہاتھ نہ لگایا جائے تب تک وہ پہرے دار حملہ نہیں کرتے اور جو خزانہ حاصل کرنے کی نیت سے آئے' اسے مار ڈالتے ہیں اور تہ خانے سے واپس نہیں جانے دیتے۔
پارس یہ تمام معلومات یلی ڈونا کے چور خیالات سے حاصل کرچکا تھا لیکن یہی ظاہر کرتا رہا تھا کہ وہ اس کے دماغ میں نہیں جاتا ہے اور نہ ہی اس کے خیالات پڑھتا ہے۔ اس نے انجان بن کر یلی ڈونا کی زبان سے تہ خانے اور خزانے کے بارے میں یہ سب کچھ سنا پھر کہا "تمہاری کوششیں ناکام ہو گئیں۔ وہاں نادیدہ بن کر جانے سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ خزانہ سمیٹ کر لانے کے لیے ٹھوس جسم لازمی ہے۔"
"یہی تو سمجھ میں نہیں آتا۔ بڑی مشکلات ہیں۔ پتا نہیں وہ کس قسم کی نادیدہ بلائیں ہیں؟"
"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ نادیدہ کیسے ہو جاتی ہیں۔ ہم تو گولیوں کے ذریعے دکھائی نہیں دیتے لیکن ان پہرے داروں کے پاس گولیاں کہاں سے آگئیں جب کہ وہ ہزاروں برسوں سے اس خزانے کی حفاظت کر رہے ہیں۔"
"یہ سوچنے کی بات ہے کہ وہ ہزاروں برسوں سے نادیدہ ہیں اور زندہ ہیں۔ کیا ہزاروں برس پہلے جو نادیدہ تھے' یہ ان کی اولادیں ہیں؟"
"کاش ہماری بھی اولاد نادیدہ ہوتی۔"
"بکواس نہ کرو۔"
"یہ بکواس نہیں ہے۔ جب ان کی ہو سکتی ہیں تو ہماری بھی ہو سکتی ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہوگا کہ خاندانی منصوبہ بندی والوں کو ہماری اولادیں نظر نہیں آئیں گی۔ وہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ ہم آبادی بڑھا رہے ہیں۔"
"پلیز کام کی بات کرو۔ خزانہ حاصل کرنے کی تدبیر کرو۔"
"میرا خیال ہے' جزیرہ ساؤ چلیں۔ وہیں محل میں رہ کر تدبیریں کریں گے۔"
"او گاڈ! میں تو یہ بھول ہی گئی کہ اناتا میرے اندر چھپی ہوگی اور ہماری تمام باتیں سن رہی ہوگی۔"
"پریشانی کیا ہے۔ تم باتیں نہیں کرو گی' تب بھی وہ تمہارے خیالات پڑھ کر معلوم کرتی رہے گی کہ ہم کیسے منصوبے بنا رہے ہیں۔ تم اس سے چھپ کر جزیرہ ساؤ جاؤ گی اور وہ تمہارے دماغ میں چھپی رہے گی۔"
"کیا مصیبت ہے۔ میں اس سے کیسے پیچھا چھڑاؤں؟"
"صرف ایک لات۔"
اس نے چونک کر پارس کو دیکھا۔ وہ لات والی بات بھول گئی تھی۔ اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ جن صاحب کی ایک لات کھا کر پارس تنویمی عمل کے سحر سے آزاد ہو گیا تھا۔ وہ بھی اناتا سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی لیکن لات کھانے سے ڈر رہی تھی۔
اس دوران پارس نے اپنے ایک خیال خوانی کرنے والے کو بلایا تھا تاکہ وہ جن صاحب کا کردار ادا کرسکے۔ یلی ڈونا نے کہا۔ "پارس! میرے لیے کچھ کرو۔ میں نجات حاصل کرنا چاہتی ہوں مگر لات نہیں کھانا چاہتی۔"
پارس اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا' ایک سمت دیکھنے لگا۔ وہ بولی۔ "کیا ہوا؟"
وہ ایک سمت اشارہ کرتے ہوئے بولا "جن صاحب آگئے

ہیں۔ کیا تمہیں نظر نہیں آرہے ہیں؟"

وہ سہم کر بولی "نہیں۔ یہ پہلے بھی مجھے نظر نہیں آئے تھے۔ اب بھی دکھائی نہیں دے رہے ہیں لیکن یہ کیوں آئے ہیں؟"

وہ کان پر ہاتھ رکھ کر کچھ سننے لگا پھر بولا "جن صاحب فرما رہے ہیں' تم لات کھانے سے انکار کر رہی ہو۔ عورتاً الالات توہین الجنات۔"

"اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"یہ عورت جنات کی لات کی توہین کر رہی ہے اس لیے ناقابلِ البرداشت انالات ٹھوکم ٹھاکم یعنی جن صاحب توہین برداشت نہیں کریں گے اور تمہیں اچھی طرح ٹھوک کر لات ماریں گے۔ میں جاتا ہوں۔ تمہاری نجات کی گھڑی آگئی ہے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ جلدی سے آکر اس سے لپٹ گئی۔

"نہیں' میں لات نہیں کھاؤں گی۔ مجھے بچالو۔"

پارس کے حلق سے ایک کراہ نکلی۔ وہ بلی ڈونا سے الگ ہو کر ایک طرف جا کر گرتے ہوئے بولا "جن صاحب! کیا کر رہے ہیں۔ یہ اِدھر تھی اور آپ نے اُدھر لات ماردی۔ ہائے۔ آہ!"

وہ دوڑتی ہوئی صوفے کے پاس آکر بولی "پارس! جلدی بتاؤ یہ جن صاحب اس وقت کہاں ہیں؟ دروازے کی طرف تو نہیں ہیں۔ کیا میں باہر بھاگ جاؤں؟"

"میں کچھ نہیں بتاؤں گا ورنہ پھر مجھے لات پڑے گی۔"

وہ سہم کر آہستہ آہستہ پیچھے جانے لگی۔ پارس نے کہا "جن صاحب کی توہین نہ کرو۔ لات کھالو۔ فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اناتا کے تنویمی عمل سے نجات مل جائے گی۔"

"میں اناتا سے مقابلہ کروں گی۔ بازی پلٹ دوں گی۔ جلد ہی اناتا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنالوں گی۔"

"اناتا کے خلاف نہ بولو۔ جن صاحب اس کے عاشق ہیں۔ اب تو تمہاری شامت آگئی ہے۔"

بلی ڈونا کے پیچھے پارس کا ایک ماتحت نمودار ہوا۔ اس نے ایک زور کی لات ماری پھر نادیدہ ہوگیا۔

وہ دہشت زدہ ہو کر چیخیں مارتے ہوئے سامنے صوفے سے ٹکرائی پھر صوفے پر سے الٹ کر فرش پر آکر گر پڑی۔

ایک تو دہشت طاری تھی۔ دوسرے یہ کہ لات زوردار تھی۔ نتیجتاً بے ہوش ہوگئی۔ جب ہوش میں آئے گی تو مطمئن ہوگی کہ اسے اناتا سے نجات مل گئی ہے جب کہ بیچاری اناتا اسے جانتی بھی نہیں تھی۔

○☆○

منکی مخلوق اب قصۂ پارینہ بننے والے ہیں لیکن ان کے حوالے سے کچھ باتیں رہ گئی ہیں۔

جیسا کہ معلوم ہے' منکی فوج کو ہلاک کرنے اور منکی ماسٹر کو اس دنیا سے بھگانے کے سلسلے میں روسی عورتوں نے اور وہاں کے سراغرسانوں نے اہم رول ادا کیا تھا۔ ان کی اس کمزوری کو طرح سمجھ لیا گیا تھا کہ وہ تمام بندر عورتوں کے دیوانے ہیں عورتیں ہی انہیں ٹھکانے لگا سکتی ہیں۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح اور تیز طرار روسی عورتیں ان بندروں کو فرداً فرداً پھانس تھیں۔ وہ اپنے منکی ماسٹر اور کمانڈر سے چھپ کر نادیدہ بن کر عورتوں کے گھروں میں رات گزارنے جاتے تھے۔ ان کا خیال ایک رنگین رات گزار کر صبح سے پہلے اپنے منکی شہر میں پہنچ جائیں گے۔

لیکن ان کی رات کی صبح نہیں ہوتی تھی۔ وہ دھوکے سے ہلاک کیے جاتے تھے اور ان کی لاشیں چھپادی جاتی تھیں۔ اس طرح منکی ماسٹر اور کمانڈر حیران ہوتے رہتے تھے کہ ان کے جاں نثار کہاں غائب ہو رہے ہیں اور ان کی تعداد تیزی سے کون گھٹا رہا ہے؟

روسی حکام پسِ پردہ ان کی ہلاکت کا سامان کرتے رہے اور دکھاوے کے طور پر انکوائری کرتے رہے کہ منکی فوج کے سپاہی ہلاک کیے جا رہے ہیں یا وہ اپنی اپنی عورتوں کے ساتھ فرار ہو رہے ہیں۔

انکوائری کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ سارے منکی فوجی مارے گئے اور منکی ماسٹر اپنے کمانڈر اور چند جاں نثاروں کے ساتھ خلائی زون کی طرف چلا گیا۔

جن عورتوں کے گھروں میں واردات ہوتی تھی اور وہاں کوئی منکی مین مارا جاتا تھا اس منکی مین کے لباس سے وہ ڈبیا حاصل ہو جاتی تھی جس میں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول ہوا کرتے تھے۔ اس کے سر سے برین گارڈ بھی نکال لیا جاتا تھا جس کے ذریعے وہ ٹیلی پیتھی کے حملوں سے محفوظ رہتا تھا۔

اس طرح روسی فوج اور انٹیلی جنس والوں کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیوں' فلائنگ کیپسول اور برین گارڈز کا ذخیرہ ہو گیا تھا۔ اب روسی ڈاکٹر اور سائنس دان بھی یہ چیزیں تیار کرنے میں مصروف ہو گئے تھے۔

وہاں کے چھ سراغرسانوں نے چوبیس تربیت یافتہ فوجیوں کی الگ الگ ٹیمیں بنائیں۔ یعنی ہر ٹیم میں چار فوجی جوان اور ایک سراغرساں افسر تھا۔ ان کا عزم تھا کہ وہ سب امریکا جائیں گے اور ہر ٹیم اپنے اپنے طور پر نادیدہ بن کر ٹرانسفارمر مشین سے گزرنے کی کوشش کرے گی۔

اور اب وہ ایسا کر رہے تھے۔ وہ جدید ہتھیار اور نادیدہ بنانے والی غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرنے کے بعد ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کی ایک کامیاب جدوجہد کر رہے تھے۔

ان سارے ہنگاموں کے دوران دو روسی بہنیں بڑی رازداری سے اپنا اُلّو سیدھا کرتی رہیں۔ ان میں سے ایک بہن کا نام نتاشا تھا اور دوسری کا نام نتالیہ تھا۔ ایک پچیس برس کی جہاں دیدہ اور بھرپور عورت تھی۔ جہاں دیدہ کہلانے کے لیے پچیس برس کم ہوتے ہیں لیکن نتاشا نے اتنی سی عمر میں بڑے نشیب و فراز دیکھے تھے۔ روسی انٹیلی جنس میں رہ کر بڑے خطرات سے کھیلتی رہی تھی۔ چونکہ فوج میں تھی اس لیے زبردست فائٹر بھی تھی۔

نتالیہ بیس برس کی تھی۔ اس نے اپنی بہن کی تمام مکاریاں سیکھی تھیں۔ حسین اور ذہین بھی تھی اور خطرناک حد تک سنگین بھی۔

روس میں جب سرکاری سطح پر منکی فوج کو ہلاک کرنے کا مشن شروع ہوا تو نتاشا نے میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ذریعے خود کو بیمار ثابت کر کے چھٹی لے لی۔ اس طرح سرکاری مشن سے الگ ہو گئی۔

پھر اس نے درپردہ ایک منکی مین کو پھانسا۔ منکی مین نے کہا کہ وہ رات کو نادیدہ بن کر اپنے منکی شہر سے نکلے گا اور فلائنگ کیپسول کے ذریعے چند منٹوں میں ماسکو اس کے گھر پہنچ جائے گا۔

دونوں بہنوں نے گھر کے احاطے میں ایک گڑھا کھودا۔ جب وہ منکی مین رات کی تاریکی میں آیا تو گھر کے اندر پہلے اسے کھانے پینے کی چیزیں پیش کی گئیں۔ اس نے کھایا۔ وہ اس کی زندگی کا پہلا اور آخری زہریلا کھانا تھا۔ کھانے کے بعد ان کے کھودے ہوئے گڑھے میں پہنچ گیا۔

اس رات ان بہنوں نے بیس عدد نادیدہ بنانے والی گولیاں اور چار فلائنگ کیپسول حاصل کیے۔ ایک برین گارڈ بھی حاصل ہو گیا۔

اس پہلی کامیابی کا یہ فائدہ ہوا کہ دونوں بہنیں نادیدہ بن کر منکی شہر میں پہنچ گئیں۔ وہاں انہوں نے دو منکی مین کو اپنے حسن و شباب کی جھلک دکھائی۔ اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ جب وہ آئے تو ان کا انجام بھی پہلے منکی مین کی طرح ہوا۔

اس طرح انہوں نے ہر دوسرے تیسرے دن واردات کر کے تقریباً بیس منکی مین کو ٹھکانے لگایا اور تقریباً چار سو نادیدہ بنانے والی گولیاں' پچاس کیپسول اور بیس عدد برین گارڈ حاصل کیے۔ نتاشا نے کہا "ہمارے پاس ان غیر معمولی چیزوں کا بڑا ذخیرہ ہو گیا ہے۔ ہم بڑے بڑے شہ زور مخالفین کا سامنا کر سکتے ہیں۔ برین گارڈز کے باعث کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہمارے دماغ کے اندر نہ آسکے گا اور نہ چور خیالات پڑھ سکے گا۔"

نتالیہ نے کہا "سسٹر! میرا بڑا دل چاہتا ہے کہ ٹیلی پیتھی سیکھ لوں۔ اس کے لیے میں نئی ترکیبیں سوچتی رہتی ہوں۔"

"یہی سوچتی ہوگی کہ نادیدہ بن کر ٹرانسفارمر مشین کے قریب ہوگی۔ جب بھی کسی امریکی کو اس مشین سے گزارا جائے گا' تم اس کے اندر سما کر اس مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر لو گی۔"

"بالکل یہی۔ میں یہی سوچتی ہوں۔"

نتاشا نے کہا "ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے۔ میں نے بھی یہی منصوبہ بنایا ہے۔ ہم امریکا جائیں گے۔"

پھر انہوں نے امریکا پہنچ کر یہی کیا۔ اس جزیرے میں گئیں جہاں وہ ٹرانسفارمر مشین تھی۔ وہاں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا۔ چند نئے تربیت یافتہ امریکی جوانوں کو اس مشین سے گزارا جا رہا تھا۔ دونوں بہنوں نے بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھو لیا۔

سپر پاور بننے کے لیے جتنی قوتوں اور غیر معمولی صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے' وہ سب انہیں حاصل ہو گئی تھیں۔ وہ واشنگٹن میں ایک بنگلا حاصل کر کے رہنے لگیں۔

یہ وہ وقت تھا' جب لندن میں سربراہوں کی کانفرنس ہو رہی تھی۔ میں سونیا کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ وہ دونوں بہنیں بھی نادیدہ بنی ہوئی تھیں۔ نتالیہ نے مجھے اور سونیا کو دیکھ کر کہا "سسٹر! بڑی خواہش تھی کہ انہیں کبھی دیکھوں۔ کیا یہ اصلی ہیں۔"

"یقین سے نہیں کہا جا سکتا۔ جب بھی انہیں ٹریپ کیا گیا تو پتا چلا' اصلی نہیں ہیں۔ دشمن ہمیشہ اصلی فرہاد اور سونیا پر حملے کرنے میں ناکام رہے ہیں۔"

"لیکن میں ان کی اصلیت معلوم کر سکتی ہوں۔ جب یہ دونوں بند کمرے میں تنہا ہوں گے تو ان کی پرائیویٹ گفتگو سے ان کے اصلی یا نقلی ہونے کا پتا چل جائے گا۔"

"تم ایسا کر سکتی ہو لیکن محتاط رہنا ہوگا۔ سونیا اور فرہاد کو تمہاری موجودگی کا علم ہوگا تو پھر تمہاری شامت آجائے گی۔"

"سسٹر! مانا کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے لوگ بڑے شہ زور اور ناقابلِ شکست ہیں لیکن ایسے بھی سپرمین نہیں ہیں کہ کبھی شکست یا دھوکا نہ کھاتے ہوں۔ تم جانتی ہو' میں کس طرح دوسروں کو اُلّو بناتی ہوں۔"

"زیادہ نہ بولو۔ میں ایسی قوتیں حاصل کرنے کے پہلے دن سے تمہیں سمجھاتی آرہی ہوں کہ فرہاد اور اس کی فیملی سے ہمیشہ کتراتے رہنے کی کوشش کرتی رہنا۔"

"میں کوشش کروں گی لیکن سسٹر! ابھی سونیا کے قریب رہوں گی۔"

"اس شرط پر اجازت دے رہی ہوں کہ تم کبھی خود کو ظاہر نہیں کرو گی۔ اپنی آواز بھی نہیں سناؤ گی اور کبھی ان کے دماغ میں جانے کی حماقت نہیں کرو گی۔"

"میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔ آپ کو بھی فرہاد کے قریب رہنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے' ہمیں خلافِ توقع کچھ اہم معلومات حاصل ہو جائیں۔"

"یہاں بڑے ممالک اور خطرناک تنظیموں کے سربراہان ہیں۔ میں ہر ایک کے بند کمرے میں جا کر ان کی پرائیویٹ باتیں سنوں گی۔ تمہیں سونیا کے پاس جانے کی اجازت اس لیے دے

رہی ہوں کہ تم اس کے ایکشن اور ری ایکشن سے بڑا تجربہ حاصل کرسکو گی۔ بشرطیکہ کوئی حماقت نہ کرو۔"

ثنالیہ نے یہی کیا' بہت محتاط رہی۔ میری اور سونیا کی خفیہ گفتگو سن کر نتاشا کو بتایا کہ منکی ماسٹر خلا میں نہیں گیا ہے۔ ابھی اسی دنیا میں ہے اور اسرائیل میں الپا ماں بننے والی ہے۔ ایسے وقت الپا کو اپنی معمولہ بنایا جاسکتا ہے۔

نتاشا نے کہا "یاد رکھو' ہم ابھی تجربات حاصل کرنے کے مرحلوں سے گزر رہے ہیں۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور نادیدہ بننے والوں کے تماشے دیکھیں گے۔ ہمیں گونگے اور بہرے بن کر رہنا ہے۔ ان سب کے مزاج اور طریقہ کار کو سمجھنا ہے۔ اس طرح ہمیں بڑے تجربات حاصل ہوں گے۔"

نتاشا کا اس قدر محتاط رہنا ثنالیہ کو پسند نہیں تھا لیکن وہ بہن کو اپنی ماں کا رتبہ دیتی تھی۔ کوئی حکم مزاج کے خلاف ہو' اس پر بھی عمل کرتی تھی۔

آخر چند روز میں ہی پتا چل گیا کہ سونیا جان بوجھ کر اپنے اندر چھپے ہوئے دشمنوں سے بے خبر رہتی تھی۔ بعد میں اس نے امریکی اکابرین کے سامنے انکشاف کیا تھا کہ وہ چھپے ہوئے امریکی اور اسرائیلی آلہ کاروں سے بے خبر نہیں تھی۔ ان کے ذریعے ان کے آقاؤں کو بے وقوف بنا رہی تھی۔

پھر دونوں بہنوں نے زچگی کے وقت الپا کے اندر رہ کر جان کولن' دیوی اور میجرٹی ہنٹر کی ناکامیاں دیکھیں۔ نتاشا نے کہا "ان تمام واقعات سے تجربات حاصل کرو۔ اگر تم سونیا کے قریب نادیدہ بن کر رہنے کے دوران مجھ سے رابطہ کرتیں اور تمہاری باتوں میں آکر میں کچھ کرنا چاہتی تو ہم دونوں سونیا کی نظروں میں آجاتے اور الپا کو معمولہ بنانے کی حماقت کرتے تو وہاں بھی ہم ظاہر ہوجاتے۔"

"واقعی سسٹر! تم بہت ذہین ہو۔ اب میں خاموش تماشائی بن کر مخالفین کی مصروفیات پر نظر رکھوں گی اور تمہاری طرح تجربات حاصل کرتی رہوں گی۔"

"ویسے یہ حیرانی کی بات ہے کہ جان کولن اور میجرٹی ہنٹر جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے اور دیوی جیسی آتما شکتی والی' سب ہی الپا کے دماغ میں ناکام رہے اور کوئی پراسرار قوت اس ماں بننے والی کی حفاظت کرتی رہی۔"

"سسٹر! صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کی روحانی قوت اپنا کام دکھا رہی تھی۔ ہم نے اذان کی آواز سنی تھی۔"

"اسی لیے سمجھاتی ہوں۔ ان مسلمان ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہا کرو۔ خاموش تماشائی بن کر ان کی زیادہ سے زیادہ کمزوریاں معلوم کرتی رہو۔ بعد میں ان کی کمزوریوں سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔"

"لیکن اب سونیا اور فرہاد کہاں ہیں' یہ کیسے معلوم ہوگا؟"

"معلوم کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ ہم نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں قدم رکھا ہے۔ آئندہ سونیا اور فرہاد کے علاوہ دوسرے مخالفین سے بھی سامنا ہوتا رہے گا۔ اب ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ ہمارے چھ روسی سراغ رساں اپنی اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں رہ کر کیا کررہے ہیں۔"

نتاشا نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک روسی فوجی افسر کے پاس پہنچ کر بولی "ہیلو! میں نتاشا بول رہی ہوں۔"

"کون نتاشا؟"

"میں کبھی تمہاری ملٹری انٹیلی جنس میں فرسٹ رینک کی جاسوسہ تھی۔"

"اچھا تو تم ہو مگر تم ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھیں۔"

"اب جان گئی ہوں۔ میری بہن ثنالیہ نے بھی غیر معمولی علوم حاصل کئے ہیں۔ ہمارا فرسٹ آفیسر کرسٹوو سکی کہاں ہے؟"

"نتاشا! تم بہت مکار ہو۔ تم نے بہانے سے چھٹی لی اور ان بندروں کو ٹریپ کرکے انہیں ہلاک کرتی رہیں۔ ان کی لاشوں سے گولیاں' کیپسول اور برین گارڈز حاصل کرتی رہیں اور اب تو تم بہنوں نے ٹیلی پیتھی کا بھی علم حاصل کرلیا ہے۔"

"ہم نے یہ سب کچھ اپنے ملک اور قوم کی خدمت کرنے کے لیے حاصل کیا ہے۔"

"تم محب وطن نہیں ہوسکتیں۔ تم نے فوج کے ڈسپلن اور اصولوں کے خلاف کام کیا ہے۔ تم یہ سب کچھ ہمیں اعتماد میں لینے کے بعد کرسکتی تھیں۔"

"اعلیٰ حکام کبھی ایک گولی یا کیپسول مجھے نہ دیتے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے ایک بار کہا تھا کہ میں روسی ہوں مگر یہودی ہوں۔ مجھ پر مکمل بھروسا نہیں کیا جاسکتا۔"

"اور تم نے مکاری دکھا کر اپنے یہودی ہونے کا ثبوت دے دیا ہے۔"

"فضول باتیں کرنے سے بہتر ہے تم مجھے کرسٹوو سکی کا رابطہ نمبر بتاؤ۔"

"تم زبردستی میرے دماغ سے معلوم کرسکتی ہو۔"

"تم نہیں بتاؤ گے تو مجھے کیا پڑی ہے کہ میں اس سے رابطہ کروں۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ اعلیٰ افسر کے اندر خاموش رہی۔ اس نے مخاطب کیا "کیا تم جاچکی ہو؟"

نتاشا نے جواب نہیں دیا۔ وہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ پھر رابطہ ہونے پر ایک ماتحت کی آواز سنائی دی "ہیلو! کون؟"

"میں کرنل وزڈم بول رہا ہوں۔ فرسٹ آفیسر سے بات کراؤ۔"

تھوڑی دیر بعد آواز آئی "ہیلو! میں کرسٹوو سکی بول رہا ہوں۔"



کرنل وزڈم نے کہا "آفیسر! تمہیں فرسٹ رینک کی نتاشا یاد ہے؟"

"اس غدار کو کیسے بھلایا جاسکتا ہے؟ اسے تو ہم دیکھتے ہی گولی ماردیں گے۔"

"اس مکار اور غدار نے ابھی مجھ سے رابطہ کیا تھا۔"

"اچھا؟ کہاں ہے وہ؟ اس نے کہاں سے فون کیا تھا؟"

"اس نے فون نہیں کیا تھا۔ تم یہ سن کر حیران ہوگے کہ وہ ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرچکی ہے۔ میرے دماغ میں آئی تھی۔"

"کیا واقعی؟ کیا وہ اس حد تک غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کرچکی ہے؟"

"صرف وہی نہیں' اس کی بہن ثنالیہ نے بھی بہت کچھ حاصل کیا ہے۔"

"اس نے کب رابطہ کیا تھا؟"

"ابھی کچھ منٹ پہلے۔"

"پھر تو وہ موجود ہوگی اور ہماری باتیں سن رہی ہوگی۔"

"میں نے اسے آواز دی تھی۔ مجھے جواب نہیں ملا۔ وہ جاچکی ہے۔"

"کیا تم نے اسے بتایا ہے کہ ہم فرسٹ رینک کے چھ افسروں نے نادیدہ بن کر ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کرلیا ہے؟"

"نہیں۔ مجھے بتانے کا موقع نہیں ملا۔ میں نے اسے غدار کہا۔ وہ ناراض ہوکر چلی گئی۔"

"اب اسے ناراض نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اس کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ہمارے ملک میں دو ٹیلی پیتھی جاننے والی بہنوں کا اضافہ خوش آئند ہے۔"

"کیا ہم ان یہودی بہنوں پر بھروسا کریں گے؟"

"ہرگز نہیں۔ اگر یہودی جلتے ہوئے توے پر بھی بیٹھ کر سچ بولیں تو ہم کبھی یقین نہیں کریں گے لیکن ان بہنوں کو یقین دلائیں گے کہ ہم ان پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ ان سے ہمیں بڑے فائدے پہنچیں گے۔"

دونوں بہنیں دماغی طور پر ایک دوسرے کے سامنے حاضر ہوگئیں۔ ثنالیہ نے کہا "سسٹر! تم نے درست کہا تھا کہ ہمیں خاموش رہ کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور نادیدہ بننے والوں کا تماشا دیکھنا چاہیے۔ یہ لوگ کتنے کمینے ہیں۔ ہم یہودیوں پر بالکل بھروسا نہیں کرتے ہیں۔"

نتاشا نے کہا "اس میں شبہ نہیں ہے کہ ہمیں اپنے مذہب اور اپنی قوم سے محبت اور لگاؤ ہے۔ صدیوں سے ہمارے دادا اور پردادا روس کے باشندے رہے۔ ہم بھی روسی ہیں لیکن ناقابلِ اعتبار ہیں۔ ہمیں عقل سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے یہودی ہی ہمارے رہیں گے۔ ہماری قدر اسرائیل میں ہوگی۔ ہمیں اسرائیل میں رہنا اور اپنی قوم کے لیے کام کرنا چاہیے۔"

"ہم نے الپا کی زچگی کے بعد اس کی خبر نہیں لی۔ کیا اس سے بات کی جائے؟"

"اس سے بات کرو گی؟ کیا اتنی جلدی بھول گئیں کہ گونگی بہری بن کر ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا تماشا دیکھنا چاہیے۔"

"سوری..... بھول گئی تھی۔ میں وعدہ کرتی ہوں۔ ساری دنیا کے لیے گونگی اور بہری بن جاؤں گی.... آؤ الپا کے پاس چلیں۔"

انہوں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر الپا کے اندر پہنچ گئیں۔ وہ بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ اس کے قریب ایک کرسی پر برین آدم بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا "تم مسلمانوں سے متاثر ہو' یہ ایک فطری سی بات ہے۔ ایک انجانی روحانی قوت نے تمہاری حفاظت کی ہے۔ بچی کے کان کے پاس اذان کی آواز نے یہ تصدیق کردی ہے کہ تمہیں بابا صاحب کے ادارے سے تحفظ ملا ہے۔"

الپا نے کہا "پہلی بار ایک بزرگ نے خواب میں بشارت دی تھی کہ میں ایک بیٹی کو جنم دوں گی۔ آئندہ اس بیٹی کا فرہاد کی فیملی سے گہرا تعلق ہوگا۔"

"کیا یہ مسلمان بن جائے گی؟"

"اذان کی آواز سے تو یہی شبہ ہوتا ہے۔"

"یہ نامناسب ہے۔ یہ یہودی ہے۔ ہماری ہے۔ اگر ہم اس پر پوری توجہ دیں گے تو یہ فرہاد کی فیملی میں کبھی نہیں جائے گی۔"

"میں خود نہیں چاہتی کہ یہ پرائی ہوجائے لیکن ایک مسلمان بزرگ کا مجھ پر احسان ہے۔ اگر میری بیٹی ادھر مائل ہوگی تو میں اسے نہیں روکوں گی۔ میں اسے اس کی مرضی پر چھوڑ دوں گی۔"

"ایسی باتیں نہ کرو۔ ہمارے یہودی اکابرین سنیں گے تو تمہیں بھروسے کے قابل نہیں سمجھیں گے۔ تم پر شبہ کریں گے۔"

"میں اپنے ملک اور قوم کی وفادار تھی اور مرتے دم تک رہوں گی۔ یہاں کے اکابرین شبہ کریں گے تو میری وفاداری پر فرق نہیں آئے گا۔"

"مجھ سے زیادہ تم پر کوئی بھروسا نہیں کرتا ہے۔ میں تمہاری وفاداری کی قسمیں کھاسکتا ہوں لیکن آئندہ اپنی بیٹی کے سلسلے میں مسلمانوں کی حمایت نہ کرو۔ اگر بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے تم پر احسان کیا گیا ہے تو اس احسان کا بدلہ دوسری طرح چکایا جاسکتا ہے۔"

وہ نیم دلی سے بولی "ٹھیک ہے۔ میں ان کی حمایت میں نہیں بولوں گی۔"

دل کی بات برین آدم نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن نتاشا اور ثنالیہ اس کے چور خیالات پڑھ کر سمجھ رہی تھیں کہ وہ جناب تبریزی سے متاثر ہوگئی ہے اور اب بھی یہی سمجھ رہی ہے کہ ان کی روحانیت کا سایہ اس پر ہے اس لیے کوئی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں آرہا ہے اور نہ ہی کوئی اسے نقصان پہنچا رہا ہے۔

دونوں بہنیں دماغی طور پر ایک دوسرے کے سامنے حاضر

ہوگئیں۔ نتاشا نے کہا "الپا مملکتِ اسرائیل کا بہت مضبوط ستون ہے۔ اس ستون کو کمزور نہیں ہونا چاہیے۔"

"ہم اسرائیل اور یہودی قوم کو کمزور نہیں ہونے دیں گے۔ ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔"

"ہم اس اصول پر قائم رہیں گے کہ ہمیں گونگی اور بہری بن کر رہنا ہے۔ ہماری کوشش رہے گی کہ کسی پر ظاہر نہ ہوں۔"

"اس طرح اپنی قوم کی خدمت کیسے ہوگی؟"

"میں الپا کو کمزور نہیں ہونے دوں گی۔ وہ یہودی ہے۔ کٹر یہودی رہے گی۔ ابھی میں اسے سلاؤں گی اور اس پر تنویمی عمل کروں گی۔ وہ آئندہ میری معمولہ بن کر رہے گی۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر اس طرح مملکتِ اسرائیل اور یہودی قوم کی خدمت کروں گی کہ سب ہی اسے الپا کی وفاداری اور خدمت گزاری سمجھتے رہیں گے۔"

"واقعی اس طرح ہم خاموش اور گمنام رہیں گے۔ کبھی کوئی دشمن ہمارا سراغ نہیں لگا سکے گا۔"

"سلامتی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ گمنام رہو۔ کوئی تمہاری شہ رگ تک نہیں پہنچے گا۔"

○☆○

میرا کام اتنا ہی تھا کہ میں الپا کے ماں بننے کی خبر عام کروں۔ دشمنوں کو الپا کی طرف متوجہ کروں اور جب وہ تمام مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا کے دماغ میں پہنچنے لگیں تو میں ان کے معاملات سے دور ہو جاؤں۔

جناب تبریزی نے ہدایات دی تھیں، جن پر میں عمل کر رہا تھا۔ انہوں نے کہا تھا، الپا کو کسی سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ میں دور سے تماشا دیکھوں گا تو مجھے کچھ معلومات حاصل ہوں گی۔

معلوم یہ ہوا کہ فرانس کا میجر ٹی ہنٹر کچھ عرصہ پہلے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں داخل ہوا تھا۔ اس نے اپنے ملک کی بہتری کے لیے کچھ کارنامے انجام دیے ہیں۔ اس نے ڈی ون سجاتا کو اپنی معمولہ بنا رکھا ہے، دیوی جیسی آتما شکتی والی کو بھی چند روز کے لیے اپنی معمولہ بنایا تھا پھر وہ میرے اور پارس کے تعاون سے میجر ٹی ہنٹر کے شکنجے میں نہیں رہی۔ اسے اس کے تنویمی عمل سے نجات مل گئی تھی اور وہ ایسی بے مروت تھی کہ اس نے پلٹ کر پارس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ نہ ہی کبھی رابطہ کر کے یہ معلوم کیا کہ وہ کہاں ہے اور کن حالات سے گزر رہا ہے؟

اس ٹی ہنٹر نے الپا کو بھی اپنی گرفت میں لے کر اپنی معمولہ اور تابعدار بنانے کی کوششیں کیں اور دوسروں کی طرح ناکام رہا۔ مجھے ٹی ہنٹر جیسے شخص کا پتا چلا جو فرانس کے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سربراہ تھا اور دیوی اور الپا جیسی بڑی بڑی ہستیوں کو شکار کرنے کی تدابیر کرتا رہتا تھا۔

میں نے الپا کی زچگی کے دوران دیوی کو دیکھا۔ وہ بھی اسے اپنی معمولہ بنانے کے لیے آئی تھی۔ میجر ٹی ہنٹر اور جان کولن سے سمجھوتا کر رہی تھی کہ وہ تینوں مل کر الپا کو اپنے قبضے میں رکھیں گے اور اپنے احکامات پر اس سے عمل کرائیں گے لیکن وہ تینوں ہی ناکام ہو کر الپا کے دماغ سے چلے گئے تھے۔

میں نے فون کے ذریعے امریکا کے جان کولن سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا "میں ہوں فرہاد علی تیمور!"

وہ حیرانی سے بولا "آپ....؟ آپ مجھ سے مخاطب ہیں؟ مجھے یقین نہیں آ رہا ہے لیکن آپ کہہ رہے ہیں تو پھر آپ ہی ہیں۔"

"تمہیں یاد ہے۔ تمہارے آلۂ کار میرے اور سونیا کے اندر تھے اور میں نے سونیا سے کہا تھا کہ الپا جلد ہی ماں بننے والی ہے۔"

"جی...جی ہاں، میرے آلۂ کاروں نے مجھے الپا کی یہ خبر سنائی تھی۔"

"صرف تمہارے نہیں، میجر ٹی ہنٹر اور الپا کے بھی آلۂ کار ہمارے اندر تھے۔ سب ہی کو ہمارے ذریعے یہ خبر ملی تھی۔"

"میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ نے کسی زبردست پلاننگ کے تحت یہ خبر ہم سب کے پاس پہنچائی تھی۔"

"وہ زبردست پلاننگ یہی تھی کہ تم تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے الپا کے دماغ میں آؤ اور اپنے ارادوں میں ناکام ہو جاؤ۔ تمہیں یہ سبق حاصل ہو جائے کہ کاتبِ تقدیر کو الپا کی سلامتی منظور ہے اس لیے تم سب کی ٹیلی پیتھی اور غیر معمولی صلاحیتیں اسے نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو لامحدود علوم، صلاحیتیں اور قوتیں دی ہیں لیکن قدرت کے آگے تمام قوتیں اور صلاحیتیں سکڑ کر حقیر سا ذرہ بن جاتی ہیں۔"

جان کولن نے پوچھا "ایک بات سمجھ میں نہیں آئی کہ آپ لوگ الپا کی حفاظت کیوں کر رہے ہیں؟ کیا آپ کے پچھلے تجربات نے یہ نہیں سکھایا کہ الپا اور اس کے ذریعے دوسرے یہودی بھی آپ کے سچے دوست نہیں بن سکیں گے؟"

"ایسا دوستی کے لیے نہیں کیا گیا ہے۔ ہم نے نیکی کی ہے اور اسے دریا میں ڈال دیا ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ کسی سے کچھ حاصل کرنے کے لیے نیکی کی جائے۔"

"آپ چھپا رہے ہیں، بتانا نہیں چاہتے۔"

"چلو یہی سمجھ لو۔ جب یہ دیکھ رہے ہو کہ ہم اس کی حفاظت کر رہے ہیں تو پھر آئندہ بھی تمہیں الپا کے دماغ میں نہیں جانا چاہیے۔"

"کیا آپ مجھے روکنے کے لیے میرے پاس آئے ہیں؟"

"ہاں۔ یہ میرا مشورہ نہیں، وارننگ ہے۔ پہلی بار تم سب اس کے دماغ میں پہنچ کر ناکام واپس آ گئے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن اس بار خاصا نقصان اٹھاؤ گے۔"

"مثلاً کیسا نقصان؟"

"منکی ماسٹر سونیا کے ساتھ ایک جزیرے میں گیا ہے۔ تم الپا



کے پاس جاؤ گے تو منکی ماسٹر واشنگٹن پہنچ کر تمہارے سروں پر سوار ہو جائے گا۔ اس وارننگ کے بعد بھی تم الپا کے پاس جانا چاہو تو ضرور جاؤ۔"

میں نے فون کا رابطہ ختم کر دیا۔ مجھے یقین تھا کہ جان کولن اور تمام امریکی اکابرین کبھی منکی ماسٹر کی واپسی نہیں چاہیں گے۔ اگر منکی ماسٹر تنہا ہوتا تو وہ اس سے ... نمٹ لیتے لیکن سونیا اس کی سرپرستی کر رہی تھی اور کسی پلاننگ سے منکی فوج کو خلائی زون سے بلا کر مسائل پیدا کر سکتی تھی۔

پھر میں نے فرانس کے ایک اعلیٰ فوجی افسر سے رابطہ کیا اور اس سے کہا "میں ہوں فرہاد علی تیمور!"

"آپ ہیں؟ لیکن جناب! میں کیسے یقین کروں؟"

میں نے فون بند کر دیا۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر کہا "اب میں تمہاری کھوپڑی کے اندر ہوں۔ فون بند کر کے پھر میجر ٹی ہنٹر سے رابطہ کرو۔"

"لیکن میں... میں میجر ٹی ہنٹر کے نمبر نہیں جانتا ہوں۔"

"میں تمہارے چور خیالات پڑھ کر نمبر بتا سکتا ہوں۔ بہتر ہے خود ہی رابطہ کرو۔"

وہ تذبذب میں تھا کہ مجھے میجر تک پہنچانا چاہیے یا نہیں۔ میں نے کہا "تم احمق ہو، دیکھو میں اس کے پاس کیسے پہنچتا ہوں۔"

وہ چند سیکنڈ بعد ہی دوبارہ ریسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔ رابطہ ہونے پر میجر ٹی ہنٹر کی آواز سنائی دی "ہیلو کون ہے؟"

میں نے اس اعلیٰ فوجی افسر کی زبان سے کہا "میں جنرل بول رہا ہوں۔ میرے دماغ میں فرہاد صاحب ہیں۔ آپ بھی آ جائیں۔"

میجر فون بند کر کے اس کے دماغ میں آیا پھر بولا "کیا واقعی فرہاد صاحب موجود ہیں؟"

"ہاں۔ میں بول رہا ہوں۔ تم ایک بار الپا کو ٹریپ کرنے میں ناکام رہے۔ دوسری بار کب اس کے پاس جاؤ گے؟"

"یہ میری مرضی پر ہے۔ میں جب چاہوں گا، اس کے دماغ میں جاؤں گا۔"

"تم نے پہلی بار جانے کا انجام دیکھ لیا۔ کیا یہ سمجھ میں آیا کہ جان کولن اور دیوی کے تعاون کے باوجود تم ناکام کیوں رہے؟"

"میں روحانیت کو نہیں مانتا لیکن ایسی ہی کسی پراسرار قوت نے اس کی حفاظت کی ہے اور ایسی قوت کا تعلق آپ سے ہے۔"

"کیا تم دوبارہ الپا کے پاس جاؤ گے تو یہ پراسرار قوت پھر تمہیں ناکام نہیں بنائے گی؟"

"ہاں، مجھے ناکامی ہو سکتی ہے۔ کیا آپ نے الپا کے دماغ پر قبضہ جما لیا ہے؟ اسی لیے آپ نہیں چاہتے کہ میں اسے چھیڑوں۔"

"اگر میں قبضہ جما لیتا تو تم بار بار اس کے پاس جا کر ناکام رہتے۔ الپا کسی کے قبضے میں نہیں ہے اور نہ آئندہ کسی کے زیرِ اثر آئے گی۔"

"جب وہ میرے بھی زیرِ اثر نہیں آئے گی تو آپ کو پریشانی کیا ہے؟ میں اس کے پاس جاتا رہوں گا اور ناکام ہوتا رہوں گا۔"

"تم نہیں جاؤ گے۔ پہلی بار تمہیں اس کے پاس جانے کی سزا نہیں ملی۔ اس بار جیسے ہی الپا کے اندر پہنچو گے، تمہارے آرمی ہیڈ کوارٹر کے بارود اور اسلحہ خانے میں زبردست دھماکے ہوں گے۔"

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ سخت حفاظتی انتظامات کروں گا۔"

"میرے نادیدہ آلۂ کار کئی ریموٹ کنٹرولر بم چھپانے جائیں گے۔ انہیں کون دیکھے گا؟ کون پکڑے گا؟"

اسے چپ سی لگ گئی پھر وہ سوچ کر بولا "آپ الپا کو اپنی معمولہ نہیں بنا رہے ہیں پھر ہمیں کیوں روک رہے ہیں؟ کیوں اس کی حفاظت کر رہے ہیں؟"

"یہ میرے ذاتی معاملات ہیں۔ کیا میری وارننگ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ میں جا رہا ہوں۔ تم غور کرو، اپنی شامت لانا چاہو تو الپا کے پاس آ جانا۔"

میں نے جنرل کے دماغ میں خاموشی اختیار کی۔ اس نے مجھے دو چار بار آوازیں دیں۔ میں نے جواب نہیں دیا۔ جنرل نے کہا۔ "میجر! وہ جا چکا ہے لیکن ہمارے بارود اور اسلحہ خانے کے لیے چیلنج بن گیا ہے۔ کیا میں فوراً حفاظتی انتظامات شروع کر دوں؟"

"ایسا نہ کرو۔ فرہاد کے چیلنج کے سلسلے میں کسی سے کچھ نہ کہو ورنہ پورے آرمی ہیڈ کوارٹر میں افراتفری اور کھلبلی پیدا ہو جائے گی۔"

"پھر آپ فرہاد کو اس کے ارادے سے کیسے باز رکھیں گے؟"

"میں الپا کے دماغ میں نہیں جاؤں گا۔ اسے نقصان نہیں پہنچاؤں گا تو فرہاد بھی ہمارے آرمی ہیڈ کوارٹر کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

میں مطمئن ہو کر جنرل کے دماغ سے چلا آیا۔ اس طرح میں نے جان کولن اور میجر ٹی ہنٹر کو الپا کے پاس جانے سے روک دیا تھا۔

پھر میں نے خیال خوانی کی پرواز کی اور دیوی شی تارا کے دماغ میں پہنچا۔ اس سے پہلے کہ وہ سانسیں روکے، میں نے کہا "میں ہوں فرہاد۔ تم اپنے دماغ میں رہنے نہیں دوگی۔ سانس روک لوگی لہٰذا میرے پاس آؤ۔"

میں دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوا۔ وہ میرے پاس آ کر بولی۔ "میں حیران ہوں۔ آپ کو میری یاد کیوں آئی ہے؟"

"میں یاد نہیں کرتا کیونکہ تمہارا یاد کرنے کا رشتہ پارس سے ہے۔"

"پلیز، آپ پارس کا ذکر نہ کریں۔ میں اس ہرجائی کا نام بھی سننا پسند نہیں کرتی۔"

"اگر وہ ہرجائی ہوتا تو تمہیں میجر ٹی ہنٹر سے نجات نہ دلاتا اور

ہمارے ذریعے تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول نہ پہنچاتا۔"
"آپ احسان نہ جتائیں۔ وہ احسان کرتا ہے تو نقصان بھی پہنچاتا ہے۔ اس نے مجھے ہندو بن کر دھوکا دیا اور اپنی دھرم پتنی بنا کر فریب دیتا رہا۔"
"الزام نہ دو۔ تم نے اس پر تنویمی عمل کر کے اسے ہندو بنایا تھا۔ اس سے شادی کرنے کے لیے خود اسے مندر لے گئی تھیں۔ اسے دھوکا دے کر اور ہندو بنا کر خوش ہو رہی تھیں۔ جب میرے بیٹے نے تمہارے عمل کا توڑ کیا تو تمہاری انا کو ٹھیس پہنچ رہی ہے۔"
"میں بحث نہیں کرنا چاہتی۔ آپ نے مجھ سے رابطہ کیوں کیا ہے؟"
"تم الپا کے پاس گئی تھیں اور اپنی آتما شکتی کے باوجود اسے اپنی معمولہ اور تابعدار نہ بنا سکیں۔"
"میں ناکامی سے مایوس نہیں ہوئی۔ اس انتظار میں ہوں کہ جان کولن اور میجرٹی ہنٹر کو ڈاج دوں اور تنہا الپا پر تنویمی عمل کروں۔"
"کیا تم اس پراسرار قوت سے لڑ سکو گی جو الپا کی حفاظت کر رہی ہے؟"
"ایسا آپ لوگ کر رہے ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ آپ میرا راستہ روکیں گے؟"
"راستہ روکنے ہی کے لیے تمہیں اپنے پاس بلایا ہے۔ تمہیں سمجھانا چاہتا ہوں۔ دوسری بار الپا کے دماغ میں جاؤ گی تو بہت نقصان اٹھاؤ گی۔"
"آپ دھمکی دے رہے ہیں؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ میں دھمکی سے سہم جاؤں گی؟"
"کیا اس سوال کا جواب دو گی کہ روحانی قوت کے آگے تمہاری آتما شکتی کام کیوں نہیں آئی؟"
"میں نے جان کولن اور ٹی ہنٹر کی موجودگی میں آتما شکتی سے کام نہیں لیا۔ آئندہ میں آتما شکتی سے الپا کے دماغ پر حاوی ہو جاؤں گی۔"
"ابھی پانچ منٹ کے بعد تمہیں نیند آئے گی اور تم سو جاؤ گی۔"
"ایسا نہیں ہوگا۔ میں جاگتی رہوں گی۔"
"تم آتما شکتی کو آزماؤ۔ میں پیش گوئی کر کے جا رہا ہوں۔ تم پانچ منٹ کے بعد سو جاؤ گی پھر پانچ منٹ تک سوتے رہنے کے بعد خود ہی بیدار ہو جاؤ گی۔"
میں نے آمنہ سے رابطہ کر کے کہا "تمہیں الپا کے سلسلے میں معلوم ہوگا کہ جناب تبریزی نے اسے تحفظ دیا ہے۔"
"میں جانتی ہوں' آپ کیا چاہتے ہیں؟"
"جناب تبریزی نے ایک بار روحانی قوت کا مظاہرہ کیا تھا۔ دوسری بار تم ایک چھوٹا سا مظاہرہ کرو۔ دیوی شی تارا کو صرف پانچ منٹ کے لیے سلا دو۔ اس طرح کہ وہ پانچ منٹ کے بعد خود جاگ جائے۔"
میں دماغی طور پر حاضر ہوگیا۔ جو روحانی قوتوں کے حامل ہوتے ہیں وہ دنیاوی معاملات میں اپنی روحانی قوت کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ البتہ قدرت کی طرف سے اشارہ ملتا ہے' تب روحانیت سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ الپا کی بیٹی کی اہمیت تھی اور جناب تبریزی نے اس سلسلے میں مخالفانہ قوتوں کو مات دینے کے لیے روحانی قوت کا مظاہرہ کیا تھا اس لیے آمنہ بھی ایک چھوٹے سے روحانی مظاہرے پر آمادہ ہو گئی تھی۔
دس منٹ کے بعد دیوی نے میرے دماغ میں آ کر کہا "میں ہوں شی تارا۔"
"کیا پریشانی ہے' دوسری بار کیوں آئی ہو؟"
"میں واقعی پانچ منٹ کے لیے سو گئی تھی۔"
"تمہیں آتما شکتی کے ذریعے جاگنا چاہیے تھا۔"
"میں نے بہت کوششیں کی تھیں۔ میں حیران ہوں کہ آتما شکتی کے باوجود سو گئی اور پھر خود ہی بیدار ہو گئی۔"
"اچھا تو کچھ عقل آئی؟"
"ہاں۔ مگر یہ کیسے ہوا؟ کوئی میرے اندر نہیں آیا تھا۔ اگر کوئی آ کر مجھے سلاتا تو مجھے اس کی موجودگی کا علم ہو جاتا۔ میں خود بخود کیسے سو گئی تھی؟"
"ابھی صرف پانچ منٹ کے لئے سوئی تھیں۔ اگر الپا کے پاس جاؤ گی تو ہمیشہ کے لیے سو جاؤ گی۔ اب میرے دماغ سے جاؤ اور سوچو' کیا قیامت تک سونے کے لیے الپا کے پاس جانا چاہو گی؟"
میں نے سانس روکی۔ وہ میرے اندر سے نکل گئی۔
اسرائیل میں آدھی رات گزر چکی تھی۔ الپا گہری نیند سو رہی تھی۔ میں نے اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھا۔ نتاشا کی سوچ کی لہریں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ الپا پر تنویمی عمل کر رہی تھی۔ اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا رہی تھی۔
میں الپا کے دماغ سے نکل آیا۔ اب تک سبھی کو الپا کے اندر آنے سے روکتا رہا تھا لیکن نتاشا کو نہیں روکا۔ اسے چھوٹ دے دی۔ یہ جناب تبریزی کی ہدایت تھی۔

○☆○

بابا صاحب کے ادارے کے جاسوس دنیا کے تمام اہم ممالک کے تمام اہم شعبوں میں موجود تھے۔ خصوصاً روس' امریکا اور اسرائیل کے جتنے حساس ادارے تھے ان میں وہ کسی نہ کسی حیثیت سے موجود تھے۔ پہلے ان اداروں میں رہنے کا یہی ایک طریقہ تھا کہ وہاں ملازمت حاصل کی جاتی تھی اور اعلیٰ عہدوں پر ترقی کر کے ان اداروں میں اپنے لیے بھرپور اعتماد قائم کیا جاتا تھا لیکن نادیدہ بنانے



گولیوں نے کسی ادارے میں گھس کر جاسوسی کرنے والی مشکلیں آسان کر دی تھیں۔
اب بابا صاحب کے ادارے کے ہزاروں جاسوس ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کر چکے تھے۔ اس ادارے میں جو ٹرانسفارمر مشین تھی اس سے ہزاروں ٹیلی پیتھی جاننے والے پیدا ہو گئے تھے اور انہیں نادیدہ بنانے والی گولیاں دی گئی تھیں۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو کر خاص اداروں میں جاتے تھے اور ان ممالک کے اکابرین کے خفیہ اجلاس میں پہنچ کر ان کے خفیہ منصوبے معلوم کر لیتے تھے۔
روس' امریکا اور اسرائیل نے ایک خفیہ اجلاس میں یہ طے کیا تھا کہ کسی بھی طرح بابا صاحب کے ادارے کو ختم کیا جائے کیونکہ یہ ادارہ قائم رہے گا تو سپر پاور ممالک سے ٹکراتا رہے گا اور اسلامی ممالک کے لیے ہمیشہ ڈھال بنتا رہے گا۔
بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونا تقریباً ناممکن تھا۔ نتاشا اور شی شی نے ایک آلۂ کار کو نادیدہ بنا کر بھیجا تھا مگر وہ ناکام رہے تھے۔ اس نادیدہ کو بھی ٹریس کر لیا گیا تھا۔ نتاشا اور شی شی کو ایسی جرأت کرنے کی ایسی سزا ملی تھی کہ وہ دنیا سے نابود ہو گئے تھے۔
مخالفین کے سامنے یہی مسئلہ تھا کہ وہ نادیدہ ہو کر بھی اس ادارے میں نہیں جا سکتے تھے۔ ایک نے کہا "پلاسٹک سرجری کے ذریعے چہرے بدل کر جا سکتے ہیں۔ وہاں جو بڑے عہدے دار ہیں یا دوسرے ٹیلی پیتھی جاننے والے ہیں' ہم انہیں ٹریپ کریں گے۔ انہیں قیدی بنائیں گے پھر میک اپ کے ذریعے ان کی صورت اور ان کی شخصیت اختیار کر کے اس ادارے کے اندر جائیں گے اور ہم پر شبہ نہیں کریں گے۔"
ایک نے کہا "تدبیر اچھی ہے لیکن وہ روحانیت کے ذریعے نظر نہ آنے والوں کو دیکھ لیتے ہیں تو کیا بہروپ میں آنے والوں کو پہچان نہیں سکیں گے؟"
"ہو سکتا ہے' پہچان لیں۔ ہو سکتا ہے' نہ پہچان سکیں۔ ہمیں ایک بار یہ طریقہ بھی آزمانا چاہیے۔"
"ٹھیک ہے' آزمایا جائے گا لیکن ہمیں یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ ہم روحانی قوتوں سے مقابلہ کرنے کی تدابیر کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے مذہبی پیشواؤں سے معلوم کرنا چاہیے کہ ان کی روحانی قوتوں کا توڑ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔"
"ہم آج ہی اپنے عالموں اور پیشواؤں سے رجوع کریں گے۔"
ایک نے کہا "اب وہ دور نہیں رہا کہ کسی ملک سے کھلی جنگ کی جائے۔ اب ہتھیاروں سے کم اور حکمتِ عملی سے زیادہ کام لیا جاتا ہے۔"
دوسرے نے کہا "ایک ثقافتی جنگ ہوتی ہے۔ رسائل' لٹریچر' تصاویر اور فلموں کے ذریعے بے شرمی پھیلائی جاتی ہے۔ کسی ملک اور قوم کو اخلاقی اور تہذیبی طور پر کمزور کیا جائے تو وہ قوم آپ ہی آپ تباہ ہوتی جاتی ہے۔"
"ایسا تو ہم کتنے ہی اسلامی ممالک میں کر رہے ہیں۔ ان اسلامی ملکوں میں ایسی ادویات اور انجکشن وغیرہ پہنچا رہے ہیں جن کے استعمال کے نتیجے میں ایک بیماری دور ہوتی ہے لیکن دوسری چار بیماریاں لگ جاتی ہیں۔"
"میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ میں نے ہارمونز کا انجکشن تیار کیا ہے۔ اگر صرف ایک انجکشن کسی مرد کو لگا دیا جائے تو چوبیس گھنٹوں کے اندر اس کی جنس تبدیل ہو جائے گی۔ وہ مرد نہیں رہے گا لیکن مکمل عورت بھی نہیں بن سکے گا۔ درمیان کی چیز بن کر رہ جائے گا۔"
"مسلمانوں کو کمزور کرنے اور ان کا سر جھکانے کے لیے ایسی ہی مہم شروع کرنا چاہیے لیکن انجکشن بہت زود اثر ہے۔ اس کے اثر کو ذرا کم کیا جائے۔ اگر فوراً ہی جنس تبدیل ہوگی تو شبہ ہوگا کہ سازش کے تحت ایک مسلمان مرد کو خسرا بنایا گیا ہے۔"
دوسرے نے کہا "یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے۔ انجکشن کا پاور کم کرو۔ جسے انجکشن لگایا جائے' اس کی جنس رفتہ رفتہ سال دو سال میں تبدیل ہو۔ کسی بھی اسلامی ملک میں رفتہ رفتہ خسروں کی تعداد بڑھے گی اور مردوں کی تعداد کم ہوتی جائے گی تو سب ہی تشویش میں مبتلا ہوں گے لیکن کسی کو ہماری طبی لیبارٹریوں پر شبہ نہیں ہوگا۔"
"یہ انجکشن اس ملک میں اسمگل کیے جائیں گے تو بڑے بڑے سراغ رساں بھی یہ معلوم نہیں کر سکیں گے کہ جنس تبدیل کرنے والی دوائیں کہاں سے آ رہی ہیں؟"
میامی کے قریب ایک جزیرے میں یہ خفیہ اجلاس ہو رہا تھا۔ اس اجلاس میں شریک ہونے والے ڈاکٹر' سائنس داں' سیاست داں اور فوجی افسران شریک تھے۔ انہیں فوج کی نگرانی میں وہاں پہنچایا گیا تھا۔ کسی بھی غیر ضروری شخص کو اس جزیرے میں جانے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔
لیکن نادیدہ سراغ رساں اجازت کے محتاج نہیں تھے۔ وہ کسی روک ٹوک کے بغیر اس اجلاس کی کارروائیاں دیکھ رہے تھے۔ پتا نہیں وہاں کتنے نادیدہ ہوں گے' ان میں سے دو کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے تھا۔
ان میں سے ایک جاسوس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے پاس آ کر کہا "میڈم! آرمی آئی لینڈ کی رپورٹ ہے۔"
"ہاں۔ سناؤ۔"
وہ اجلاس کی رپورٹ تفصیل سے سنانے لگا۔ وہ سنتی رہی پھر بولی "واقعی ہتھیاروں سے لڑنے اور ملکوں کو فتح کرنے کا دور گزر چکا ہے۔ خفیہ حملے کئی طرح سے کیے جا سکتے ہیں۔ سب سے خطرناک حملہ یہ ہے کہ بڑی رازداری سے دو نمبر دواؤں کے ذریعے اپنے مطلوبہ ملک میں بیماری پھیلائی جائے۔"

جاسوس نے کہا "مرد جنگیں لڑتے ہیں۔ مرد امورِ مملکت سنبھالتے ہیں۔ اگر انہیں خسرا بنادیا جائے تو دشمن کی اس سے بڑی کامیابی اور کیا ہوگی کہ اس ملک میں مرد ہی نہیں رہیں گے۔"

"ہاں۔ انسانی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی ناقابلِ فراموش اور خاموش جنگ ہوگی۔ کوئی ہتھیار استعمال نہیں ہوگا۔ کسی کی جان نہیں جائے گی لیکن اس ملک سے مردانگی ختم ہوجائے گی اور یہ اس قوم کی بڑی ہی ذلت آمیز شکست ہوگی۔"

"میڈم! جس نے یہ انجکشن تیار کیا ہے' اسے ڈاکٹر گارسن کہتے ہیں۔ وہ شکاگو میڈیکل لیبارٹری کا انچارج ڈاکٹر ہے۔"

"کیا وہ انجکشن شکاگو لیبارٹری سے باہر دوسرے ممالک میں سپلائی کئے گئے ہیں؟ تم نے اس ڈاکٹر کے خیالات پڑھے تھے؟"

"یس میڈم! ڈاکٹر گارسن نے ایک بہت بڑے بزنس ڈیلر کو لاکھوں کی تعداد میں یہ انجکشن فروخت کئے ہیں اور لاکھوں ڈالر کمائے ہیں۔ اس نے یہ بات اجلاس میں نہیں بتائی ہے۔ وہ حکومت سے اپنی بزنس ڈیلنگ چھپارہا ہے۔"

"اس بزنس ڈیلر کا نام اور پتا معلوم کرو۔"

"بزنس ڈیلر کا نام جیمس کارٹر ہے۔ وہ نیویارک میں رہتا ہے۔ میں ابھی ڈاکٹر گارسن کو مائل کرتا ہوں کہ وہ فون پر اپنے بزنس ڈیلر جیمس کارٹر سے بات کرے۔ اس طرح میں اس کے دماغ میں پہنچ جاؤں گا۔"

"جیمس کارٹر کے دماغ میں جگہ مل جائے تو یہ معلوم کرو کہ اس کا بزنس کہاں تک پھیلا ہوا ہے اور وہ کن ممالک میں وہ انجکشن فروخت کرے گا؟"

سونیا کا ماتحت جاسوس ڈاکٹر گارسن کے دماغ میں آیا....

اجلاس ختم ہوچکا تھا۔ ڈاکٹر گارسن دوسرے اکابرین کے ساتھ جزیرے سے واپس آگیا تھا۔ وہ رات میامی کی ایک سرکاری رہائش گاہ میں گزارنے والا تھا۔ اس کے خیالات بتارہے تھے کہ وہ ڈنر کے بعد بزنس ڈیلر جیمس کارٹر سے فون پر گفتگو کرے گا۔

جاسوس نے اس وقت تک انتظار کیا۔ جب ان کے درمیان رابطہ ہوا تو جاسوس نے گارسن کے ذریعے جیمس کارٹر کی آواز سنی۔

کارٹر نے پوچھا "ہیلو ڈاکٹر! تم بڑوں کی خفیہ میٹنگ کیسی رہی؟"

ڈاکٹر گارسن نے حیرانی سے پوچھا "ہماری خفیہ میٹنگ کے بارے میں تم کیسے جانتے ہو؟"

"میں ایک بہت بڑے خفیہ ریکٹ کو چلاتا ہوں۔ اپنے معاملات سے تعلق رکھنے والی ہر بات سے باخبر رہتا ہوں۔"

"میں نے ایک ضروری بات سمجھانے کے لیے فون کیا ہے۔"

"تم یہی سمجھاؤ گے کہ انجکشن بہت پاورفل ہے۔ یہ جسے لگایا جائے اس کی جنس چوبیس گھنٹوں میں تبدیل نہ ہو۔ رفتہ رفتہ چوبیس مہینوں میں تبدیل ہو تو مناسب ہوگا۔ کسی کو شبہ نہیں ہوگا کہ ایسا باقاعدہ سازش کے تحت کیا جارہا ہے۔"

"یس مسٹر کارٹر! خفیہ اجلاس میں یہی باتیں ہورہی تھیں۔ خفیہ باتیں آپ کو کیسے معلوم ہوگئیں؟"

"یہ نہ پوچھو۔ ہمارے کچھ خفیہ ذرائع ہیں۔ تم یہ بتاؤ' انجکشن کا اثر کیسے کم کیا جائے؟"

گارسن نے کہا "انجکشن کی ایک شیشی سے چوتھائی حصہ لی جائے۔ باقی تین حصہ ڈسٹلڈ واٹر لیا جائے۔ تب اسے انجکشن کیا جائے۔"

جیمس کارٹر نے کہا "آل رائٹ۔ ہر انجکشن کے ساتھ یہ ہدایت نامہ رکھا جائے گا۔"

جاسوس نے سونیا کے پاس آکر اسے یہ بات بتائی پھر کہا "جیمس کارٹر ایک بہت بڑا ڈرگ ریکٹ چلارہا ہے۔ اس کے ذرائع ایسے ہیں کہ وہ خفیہ اجلاس کی باتیں بھی جانتا ہے۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ جیمس کارٹر ٹیلی پیتھی جانتا ہے یا پھر اس نے ہماری طرح نادیدہ بن کر خفیہ اجلاس کی کارروائی دیکھی ہے۔"

سونیا نے تائید کی "ہاں۔ وہ زبردست ہوسکتا ہے اور یوگا کا ماہر بھی ہوسکتا ہے۔ اگر تم نے اس کے دماغ میں جانے کی کوشش نہیں کی تو دانش مندی کی ہے۔"

"شکریہ میڈم! مجھے آپ کا ماتحت بننے کا اعزاز حاصل ہے۔ میں سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہوں۔ اب اس کارٹر کے پاس پہنچنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ میں نیویارک جاؤں اور اس کے پتے پر پہنچ کر اسے زخمی کروں پھر اس کے دماغ میں پہنچوں۔"

"کیا تم نے گارسن کے دماغ سے اس کا پتا معلوم کیا ہے؟"

"یس میڈم! وہ پتا غلط نہیں ہے۔ گارسن اس پتے پر ایک بار کارٹر سے مل چکا ہے۔"

"مجھے پتا بتاؤ اور فلائنگ کیپسول کے ذریعے آدھے گھنٹے میں نیویارک پہنچو۔ میں بھی آرہی ہوں۔"

جاسوس نے پتا بتایا پھر میامی سے نیویارک کے لیے روانہ ہوگیا۔

جیمس کارٹر نیویارک کی تیسویں (30th) اسٹریٹ کے ایک اپارٹمنٹ میں تھا۔ وہ ان امریکی تربیت یافتہ فوجی جوانوں میں سے تھا جنہیں ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی سکھائی گئی تھی۔

ٹھیک ایسے وقت جب کارٹر کو مشین سے گزارا جارہا تھا تو روس کا فرسٹ رینک کا فرسٹ آفیسر کرسٹودسکی بھی وہاں موجود تھا۔ اس نے سایہ بن کر جیمس کارٹر کے ساتھ اس مشین سے ٹیلی پیتھی سیکھی تھی۔

کارٹر کو سرکاری طور پر صرف ٹیلی پیتھی سکھائی گئی تھی۔ ابھی اسے نادیدہ بنانے والی گولیاں نہیں دی گئی تھیں۔ کرسٹودسکی نادیدہ بن کر اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اس نے کارٹر پر غالب آکر اس پر تنویمی عمل کیا پھر اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔

اسے امریکا کا مخالف اور روس کا حمایتی بنا کر پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کا چہرہ اور شخصیت بدل دی پھر وہ اپارٹمنٹ حاصل کرکے کارٹر کے ساتھ رہنے لگا۔

اس دوران کرسٹودسکی کو گارسن کے دماغ میں اتفاق سے پہنچنے کا موقع ملا تو اسے ہارمونز کے جنس تبدیل کرنے والے انجکشن کے بارے میں معلوم ہوا۔ اس نے جیمس کارٹر کو بزنس مین بنا کر گارسن سے ملایا۔ اس انجکشن کو خریدنے کا سودا کیا۔ اگر گارسن راضی نہ ہوتا تب بھی اس کے دماغ پر قبضہ جما کر ان انجکشن کا اسٹاک حاصل کرلیا جاتا۔

ڈاکٹر گارسن لالچی تھا' آسانی سے سودے پر راضی ہوگیا۔ کرسٹودسکی نے کارٹر کو بزنس ڈیلر بنا کر انجکشن کی سیکڑوں پیٹیاں حاصل کیں پھر انہیں کسی دوسری جگہ لے گیا۔ کارٹر کو حکم دیا کہ وہ نیویارک ہی میں رہے۔ وہ جلد واپس آنے کی کوشش کرے گا۔

کارٹر اپنے اپارٹمنٹ میں تنہا نہیں تھا۔ دل بہلانے کے لیے ایک روسی حسینہ بھی تھی۔ جب سونیا اپنے ماتحت کے ساتھ وہاں پہنچی تو حسینہ ساقی بن کر کارٹر کو شراب پلارہی تھی۔

سونیا نے ایک کھڑکی سے جھانک کر انہیں دیکھا پھر ماتحت سے کہا "وہ پی رہا ہے۔ تم اس کے دماغ میں جاسکتے ہو۔"

"میں ابھی اس کے اندر گیا تھا۔ اس کے مختصر سے خیالات پڑھے ہیں۔ وہ وہسکی میں سوڈا ملا کر پینے کا عادی ہے۔ فریج میں سوڈے کی بوتلیں نہیں ہیں۔ اس کا ایک ماتحت بوتلیں لانے گیا ہے۔ ابھی آتا ہوگا۔ ہمیں نادیدہ بن کر رہنا چاہیے۔"

وہ دونوں نادیدہ ہوگئے۔ ماتحت کارٹر کے خیالات پڑھ کر سونیا کو بتانے لگا "میڈم! یہ کوئی بزنس ڈیلر نہیں ہے۔ یہ ایک روسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کرسٹودسکی کا ماتحت ہے۔ یہ پہلے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا اپنی قوم کا وفادار تھا۔ بعد میں کرسٹودسکی نے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا ہے۔"

"کیا کرسٹودسکی یہاں موجود ہے؟"

"نہیں۔ وہ انجکشن کی تمام پیٹیاں لے کر کہیں گیا ہے۔ جب وہ روس سے آیا تو اس کے چار ماتحت تھے۔ ان ماتحتوں میں سے ایک وہ حسینہ تھی جو کارٹر کو شراب پلارہی تھی۔ دوسرا ماتحت وہ تھا' جو سوڈے کی بوتلیں لانے گیا تھا۔ تیسرا ماتحت اپنے آقا کرسٹودسکی کے ساتھ گیا تھا۔ چوتھے کے بارے میں کارٹر نہیں جانتا ہے کہ وہ کہاں گیا ہے۔"

تھوڑی دیر بعد دوسرا ماتحت سوڈے کی بوتلیں لے کر آگیا۔ پہلو میں شباب ہو تو شراب اور مستی میں پی جاتی ہے۔ وہ مست ہوکر پینے لگا۔

ماتحت نے کہا "میڈم! کارٹر کے خیالات بتارہے ہیں کہ تمام ماتحتوں کے پاس گولیاں ہیں۔ وہ جب چاہتے ہیں' نادیدہ بن جاتے ہیں۔"

سونیا نے کہا "ہم بھی نادیدہ رہ کر کارٹر کے مدہوش ہونے کا انتظار کریں گے۔ ہمیں ان دو ماتحتوں کے بارے میں بھی کچھ معلوم کرنا چاہیے۔"

"یہ دونوں یوگا کے ماہر ہوسکتے ہیں۔ کیا انہیں زخمی کیا جائے؟"

"ابھی نہیں۔ کارٹر کو پہلے مدہوش ہونے دو۔ اس کے خیالات پڑھو۔ میں کرسٹودسکی کے بارے میں زیادہ معلومات چاہتی ہوں۔"

"وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں ہیں۔ فلائنگ کیپسول اور برین گارڈز ہیں۔ وہ روس کی ملٹری انٹیلی جنس میں فرسٹ رینک کا فرسٹ آفیسر تھا۔ وہ اپنی مصروفیات اور دوسرے خفیہ اڈوں کے بارے میں کارٹر کو کچھ نہیں بتاتا ہے اس لیے ہمیں اس کے چور خیالات سے اور کچھ معلوم نہیں ہوسکے گا۔"

"کیا کرسٹودسکی رات کو شراب پیتا ہے؟"

"میں ابھی معلوم کرتا ہوں۔"

وہ اس کے دماغ میں گیا پھر واپس آکر بولا "میڈم! وہ نشے کی چیزوں کو ہاتھ نہیں لگاتا ہے۔ کارٹر مدہوش ہوگیا ہے۔ کیا ہمیں اس کے کمرے میں جانا چاہیے؟"

وہ دونوں بیڈ روم میں آئے۔ کارٹر بستر پر ہاتھ پیر پھیلائے لیٹا ہوا تھا اور بڑبڑا رہا تھا "میں کسی کا غلام نہیں ہوں۔ کہاں ہے کرسٹودسکی؟ بڑا آقا بنتا ہے۔ میں اس کا تابعدار نہیں ہوں۔"

کرسٹودسکی کے دونوں ماتحت ہنسنے لگے۔ حسینہ نے کہا۔ "ہمارے آقا نے اس کی مرضی کے خلاف اسے اپنا تابعدار بنایا ہے۔ یہ نشے کے وقت اپنے اندر کی نفرت ظاہر کرتا ہے۔"

کارٹر مدہوشی میں کہہ رہا تھا "میں امریکی ہوں۔ کسی روسی کی تابعداری نہیں کروں گا' کبھی نہیں کروں گا۔"

دوسرے ماتحت نے حسینہ کو اپنے قریب کھینچ کر کہا "یہ تو ابھی سوجائے گا' آؤ ہم اپنی رات رنگین کریں۔ تم مجھے پلاؤ' میں تمہیں پلاؤں۔"

وہ بوتل اور گلاس لے کر ایک میز کے پاس آئے پھر پینے سے پہلے اپنی داڑھ میں دبی ہوئی گولیاں منہ سے باہر نکالیں۔ انہیں میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اپنے لیے پیگ بنانے لگے۔

ایسے ہی وقت سونیا اور جاسوس نمودار ہوئے۔ انہیں دیکھ کر وہ بوکھلا گئے۔ انہوں نے نادیدہ ہونے کے لیے گولیوں کی طرف اپنے ہاتھ بڑھائے مگر انہیں اٹھا کر منہ میں نہ رکھ سکے۔ دونوں کے منہ پر ایک ایک گھونسا پڑا۔ انہوں نے سنبھلنے کی کوششیں کیں لیکن اچھے فائٹر نہیں تھے' ناکام حملے کرتے رہے اور کامیاب حملوں سے مار کھاتے رہے حتیٰ کہ لہولہان ہوکر چکرا کر گر پڑے۔

سونیا ان کے زخمی ہوتے ہی نادیدہ بن گئی۔ اپنے ماتحت سے کہا "ان کے خیالات پڑھو پھر جیمس کارٹر پر تنویمی عمل کرو۔ میں

اس اپارٹمنٹ کی تلاشی لیتی ہوں۔"

وہ دونوں فرش پر پڑے کراہ رہے تھے۔ سونیا کے ماتحت نے کہا۔ "اپنی اور کرسٹوسکی کی ہسٹری بیان کرتے رہو۔ میں تمہارے چور خیالات سے تمہارے بیان کی تصدیق کرتا رہوں گا۔"

وہ دونوں اپنی حقیقت بیان نہیں کرنا چاہتے تھے مگران کے چور خیالات سچ اگل رہے تھے کہ وہ اپنے لیڈر کرسٹوسکی کے ساتھ روس سے آئے ہیں۔ یہاں ان سب نے ٹرانسفارمر مشین کے ذریعے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے۔

تمام روسی سونیا کو اپنی بدترین دشمن سمجھتے تھے کیونکہ اس نے روس کے شمالی حصے میں منکی مخلوق کے لیے ایک شہر آباد کیا تھا۔ کرسٹوسکی اور دوسرے فرسٹ رینک کے افسروں نے قسم کھائی تھی کہ سونیا سے انتقام لیں گے اور اسلامی ملکوں میں تخریبی کارروائیاں کریں گے۔

فرسٹ رینک کے باقی پانچ افسروں نے بھی کرسٹوسکی کی طرح ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا اور وہ سب اپنے اپنے طور پر مختلف اسلامی ممالک کو ٹارگٹ بنانے کی ابتدا کر رہے تھے۔

سپرپاور کہلانے والے ممالک ایران اور لیبیا کو اپنا بدترین دشمن سمجھتے تھے۔ ان زخمی ماتحتوں کے چور خیالات نے بتایا کہ پہلے ان ممالک میں اپنی خفیہ ایجنسیاں قائم کی جائیں گی پھر ہارموز کے انجکشن کو آزمائشی طور پر دوسروں پر استعمال کرکے اس کے نتائج دیکھے جائیں گے۔

روسی انٹیلی جنس کے ان چھ افسروں نے بڑی قوتیں اور غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی تھیں اور پوری طرح منظم ہو کر چھ مختلف ممالک میں پھیل رہے تھے۔ ان چھ ممالک میں تین اسلامی تھے اور باقی تین میں سے امریکا' اسرائیل اور فرانس تھے۔ ان روسیوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جہاں ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی تعداو زیادہ ہے اور جو ملک طاقتور بن کر ابھرنا چاہتا ہے' اس ملک میں ہارموز کے حملے کئے جائیں گے۔

سونیا ایک چھوٹا سا پیکٹ لے کر آئی۔ اس میں انجکشن کی ننھی شیشیاں اور ڈسپوزل سرنج تھیں۔ اس نے اپنے جاسوس ماتحت سے کہا "دوسرے کمرے میں ایک بڑا سا کارٹن ہے۔ اس میں یہ انجکشن رکھے ہوئے ہیں۔ ہم وہ کارٹن لے جائیں گے... فی الحال انجکشن کو ان پر آزماؤ۔"

کرسٹوسکی کے ماتحت نے گڑگڑا کر کہا "نہیں۔ یہ انجکشن مجھے نہ لگاؤ۔ مجھے اپنا تابعدار بنالو مگر مجھ سے میری مردانگی نہ چھینو۔"

جاسوس ماتحت نے ایک سرنج میں انجکشن والی دوا لی۔ اس روسی کے دماغ پر قبضہ جمایا تاکہ وہ اعتراض اور جدوجہد نہ کرسکے۔ پھر وہ دوا اس کے کولھے میں انجکٹ کردی۔

سونیا نے کہا "جیمس کارٹر پر تو یہی عمل کرکے وقت ضائع نہ کرو۔ اسے بھی انجکشن لگاؤ۔"

جاسوس ماتحت نے حکم کی تعمیل کی۔ کارٹر کو بھی انجکشن لگادیا۔ اس کے بعد روسی حسینہ پر بھی وہ دوا آزمائی گئی۔ وہ حسینہ ہارموز کی زیادتی کے باعث جنسی جنونی ہوسکتی تھی۔ بہرحال اس کا نتیجہ چوبیس گھنٹوں کے بعد ظاہر ہونے والا تھا۔

سونیا نے پھر نادیدہ ہو کر کہا "انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ مقررہ وقت کے بعد ان کا انجام دیکھا جائے گا۔ دوسرے کمرے سے وہ کارٹن اٹھالو۔"

وہ دوسرے کمرے میں آیا۔ وہاں ایک میز پر کھلا ہوا کارٹن رکھا ہوا تھا۔ اس میں ہارموز انجکشن کے کئی پیکٹس تھے۔ اس نے کارٹن کو اچھی طرح باندھ کر اٹھالیا۔ اسی وقت اچانک ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی۔ وہ گولی سیدھی سونیا کے ماتحت کے سینے میں آکر پیوست ہوئی۔ وہ کارٹن کے ساتھ فرش پر گر پڑا۔

اس بے چارے کی موت آگئی تھی۔ کرسٹوسکی کا تیسرا ماتحت جو کہیں گیا ہوا تھا' وہ اچانک آگیا تھا۔ اس نے ایک اجنبی کو کارٹن اٹھا کر جاتے دیکھا تو فوراً ہی نمودار ہو کر اسے گولی ماردی۔ سونیا کے اس ماتحت کو گولی نگلنے اور نادیدہ ہونے کا موقع نہیں ملا۔ ناگہانی موت نے اسے دبوچ لیا۔

کرسٹوسکی کا وہ ماتحت تیزی سے چلتا ہوا دوسرے کمرے میں آیا۔ وہاں جیمس کارٹر بستر پر تھا اور دوسرے دو ماتحت فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ اس آنے والے ماتحت کو ان کے ذریعے سونیا کی موجودگی کا علم ہونے والا تھا۔ اس سے پہلے ہی سونیا نے اس کے پیچھے نمودار ہو کر اس کی گردن پر ایک زبردست گھونسا مارا۔ مار کھانے والے کا منہ کھلا اور رواڑھ میں دبی ہوئی گولی منہ سے باہر آکر فرش پر گر گئی۔

اس نے نادیدہ بننے کے لیے گولی کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس سے پہلے سونیا وہاں پہنچ گئی۔ وہ فرش پر گولی کی طرف جھک رہا تھا۔ جھکتے ہوئے منہ پر ایک لات پڑی۔ وہ الٹ کر دوسری طرف جاگرا۔ ایک عورت سے مار کھا کر جھنجلا گیا تھا۔ اس نے پھرتی سے اٹھ کر حملہ کرنا چاہا لیکن وہ نظر نہیں آئی۔

اس نے دیکھا' دور فرش پر وہ نادیدہ بنانے والی گولی پڑی ہوئی تھی اور آس پاس وہ دشمن نظر نہیں آرہی تھی۔ وہ یک بارگی چھلانگ لگا کر گولی کے پاس پہنچ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی اسے اٹھا کر منہ میں ڈال کر فوراً حلق سے نیچے اتار لیا۔

پھر اسے اطمینان ہوا کہ وہ نادیدہ بن چکا ہے۔ اس نے سونیا کو دیکھا۔ وہ نمودار ہو کر اسے تلاش کررہی تھی۔ وہ اس کی طرف جانے لگا۔ وہ خلا میں تکتے ہوئے بولی "میری طرف کیوں آرہے ہو؟ پھر شامت آئی ہے؟؟"

وہ ٹھٹک گیا۔ حیرانی سے بولا "کیا تم مجھے دیکھ رہی ہو؟"

وہ پلٹ کر بولی "ہاں۔ ادھر سے آواز آرہی ہے۔ تم ادھر ہو۔"



اسے اطمینان ہوا کہ وہ نہیں دیکھ رہی ہے۔ وہ قریب جاکر اچانک نمودار ہو کر اس کی گردن دبوچ سکتا ہے۔ وہ فوراً ہی قریب آیا لیکن اس سے پہلے کہ نمودار ہونے کے لیے گولی کو حلق سے نکالتا' اس کے منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے گیا۔ سونیا نے گھوم کر ایک کک ماری۔ وہ چکرا کر رہ گیا۔ آگے پیچھے ڈگمگانے لگا۔ وہ سنبھل کر اپنے پیروں پر کھڑا رہنا چاہتا تھا لیکن سونیا کی دوسری ٹھوکر کھاتے ہی زمین بوس ہوگیا۔

اس کی ناک اور باچھوں سے لہو رِس رہا تھا۔ سر بری طرح چکرا رہا تھا۔ اس نے دھندلائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ سونیا کی چٹکی میں ایک گولی دبی ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی "یہ تمہاری اصلی گولی ہے۔ میں نے فرش پر ایک ننھا سا سفید پتھر رکھا تھا۔ تم نے اسے نگل لیا۔ وہ چونے کا پتھر تھا۔ تمہارے معدے میں چونا پک رہا ہوگا۔"

اس نے ایک دم سے اٹھ کر سونیا پر چھلانگ لگائی۔ سونیا ایک طرف ہٹ گئی۔ وہ اوندھے منہ گر پڑا۔ تکلیف سے کراہتے ہوئے اٹھنے لگا۔ اس بار سونیا نے اس پر تابڑتوڑ حملے کئے۔ سنبھلنے اور بچ نکلنے کا موقع نہیں دیا۔ ایسے حملوں کے نتیجے میں وہ ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا۔ فرش پر سے اٹھنے کے قابل نہیں رہا۔

سونیا ایک سرنج اٹھا کر اس میں دوا بھرنے لگی۔ وہ تڑپ کر بولا۔ "نن.... نہیں۔ یہ انجکشن مجھے نہ لگاؤ۔ میں نہیں لگانے دوں گا۔"

وہ تڑپنے لگا تاکہ وہ سرنج کی سوئی پیوست نہ کرسکے۔ سونیا نے اس کے منہ پر ایک ٹھوکر ماری پھر دوسری ٹھوکر کھانے کے بعد اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

کرسٹوسکی ان انجکشن کے تمام کارٹن کو مختلف مقامات تک پہنچانے میں مصروف تھا اس لیے کئی گھنٹوں تک اپنے ماتحتوں سے رابطہ نہ کرسکا پھر اس نے رات کو سونے سے قبل جیمس کارٹر سے دماغی رابطہ کیا۔ پتا چلا اس نے بہت زیادہ پی لی تھی۔ اب وہ گہری نیند میں ہے۔

اس نے ماتحت حسینہ کے دماغ میں آکر اس کے خیالات پڑھے۔ معلوم ہوا وہاں ایک صحت مند نوجوان عورت ایک جوان مرد کے ساتھ آئی تھی۔ اس نے ان تینوں کو ہارموز کے انجکشن لگائے ہیں۔ اس کے بعد تیسرے ماتحت نے آکر اس عورت کے ساتھی کو گولی ماردی لیکن وہ عورت زبردست فائٹر تھی۔ اس نے تیسرے ماتحت کو مار مار کر بے ہوش کردیا پھر اسے بھی انجکشن لگا کر وہ پورا کارٹن اٹھا کر لے گئی ہے۔

کرسٹوسکی نے پوچھا "وہ کون تھی؟"

"معلوم نہیں کون تھی۔ اس کا ساتھی اسے یوں میڈم کہتا تھا جیسے اس کا تابعدار ہو۔"

"اس کا ساتھی مارا گیا۔ وہ تنہا تھی اور تم چار تھے پھر بھی اسے ختم نہ کرسکے۔"

"وہ عجیب قسم کی فائٹر تھی۔ ایسے لڑتی تھی جیسے کھیل رہی ہو۔ اس کی باتوں سے پتا چلا' وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی ہے۔ اس کے ساتھی نے ہمارے چور خیالات پڑھ کر ہمارے اور آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔"

"یہ بہت برا ہوا کہ ہمارا کام شروع ہونے سے پہلے کسی خطرناک عورت کو ہمارے تخریبی ارادوں کا پتا چل گیا ہے۔ اس عورت کی حقیقت معلوم کرنا بہت ضروری ہوگیا ہے۔"

"سر! ہمارے لیے کچھ کریں۔ اس نے چھ گھنٹے پہلے وہ دوا ہمارے اندر انجکٹ کی تھی۔ ہمارے اندر تبدیلی آرہی ہوگی۔ باقی اٹھارہ گھنٹوں کے بعد ہماری جنس تبدیل ہوجائے گی۔ پلیز اس دوا کا توڑ کریں۔"

"میں کیسے توڑ کروں؟ میں ڈاکٹر نہیں ہوں۔ کوشش کرتا ہوں۔ شاید اس مصیبت کا حل نکل آئے۔"

اس نے فون کے ذریعے ڈاکٹر گارسن سے رابطہ کیا پھر کہا۔ "میں جیمس کارٹر بول رہا ہوں۔ ایک دشمن نے ہارموز کے وہ انجکشن میرے چار ماتحتوں کو لگادیے ہیں۔ اگر ان کی جنس تبدیل ہوگی تو یہ میرے لیے شرم کی بات ہوگی اور میرا بہت نقصان بھی ہوگا۔ پلیز اس کا توڑ کرنے کے لیے کوئی دوسری دوا دو۔"

ڈاکٹر گارسن نے کہا "سوری۔ میں نے اس کے توڑ کے لیے کوئی دوا نہیں بنائی ہے۔ ویسے میں اس سلسلے میں سوچ رہا ہوں۔"

"تمہارے سوچنے سے میرے آدمیوں کا بھلا نہیں ہوگا۔ کوئی تدبیر کرو۔"

"ایک دوا نوٹ کرو۔ اسے ہر تین گھنٹے کے بعد کھلاتے رہو۔ اس دوا سے ہارموز کی زیادتی میں کمی ہوسکتی ہے۔"

"ڈاکٹر! ان کی جنس تبدیل نہیں ہونی چاہیے۔"

"وہ تو ہوگی۔ میرے انجکشن بہت پاورفل ہیں۔ ان کے توڑ کے لیے جو دوائیں انہیں کھلاؤ گے وہ کئی مہینوں میں اثر کرے گی۔"

"ڈاکٹر! تم جتنی دولت چاہو گے' میں تمہیں دوں گا۔ تم اس کے توڑ کے لیے دوا تیار کرو۔"

"میں مانتا ہوں' تم بڑی فراخ دلی سے رقم دیتے ہو لیکن کوئی دوا تیار کرنے' اسے آزمانے پھر اس کی خامیاں دور کرنے میں مہینوں لگ جاتے ہیں۔"

"پھر بھی کوشش کرو۔ چند ماہ میں اس کا توڑ دریافت کرلو۔"

اس نے جو دوا نوٹ کی تھی اسے اپنے ماتحتوں کو بتایا۔ انہیں ہدایات دیں کہ ہر تین گھنٹے بعد اسے استعمال کرتے رہیں۔ پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگا۔ کون ہے وہ عورت؟ کون ہے وہ بلا جو اس کے تخریبی منصوبوں سے آگاہ ہوچکی ہے؟

آج وہ تنہا تھی۔ آئندہ منظم ہو کر مقابلے پر آئے گی تو پرابلم

بن جائے گی۔

وہ پریشان ہو کر ٹہلنے لگا۔ سوچتے سوچتے ایک دم سے ذہن میں بات آئی کہ جو عورت آئی تھی وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتی تھی۔

اور ٹیلی پیتھی نہ جاننے والی اور نہ سیکھنے والی ایک ہی زبردست عورت تھی...... سونیا۔

وہ مکارِ زمانہ کسی بھی ٹرانسفارمر مشین سے گزر سکتی تھی۔ بابا صاحب کے ادارے میں بھی یہ مشین تھی لیکن اس نے ٹیلی پیتھی نہیں سیکھی۔ اسے اپنی ذہانت پر اتنا اعتماد تھا کہ وہ ٹیلی پیتھی کے مخالفانہ ہتھیاروں کو اپنی حکمت عملی سے کند کردیتی تھی۔ اس کا نام سنتے ہی لوگ کہتے تھے "A THUNDERBOLT FROM THE BLUE" آسمان سے لپکنے والی بجلی.....

کرسٹو دکی دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر یوں بیٹھنے لگا جیسے جھاگ بیٹھ رہا ہو۔

○☆○

فہمی اور علی اب تک فخرالدین کے قتل کے کیس میں الجھے ہوئے تھے۔ یہ الجھن کسی حد تک سلجھ رہی تھی۔ ایک جبران نامی شخص نے فہمی اور علی پر بھی قاتلانہ حملے کرائے تھے اور ناکام رہ کر خود حرام موت مارا گیا تھا۔

فخرالدین کی ڈائری پڑھنے سے معلوم ہوا' ایک صاحبِ ثروت پیر ابنِ پیر سکندر ثانی ہیں' جو یہاں سے امریکا تک بے حساب دولت اور جائداد کے مالک ہیں۔ ان کے علاقے میں بچے سے بوڑھے تک سب ہی ان کے مرید تھے۔ وہاں کے ناخواندہ لوگ ان کے سامنے عقیدت سے سجدے کرتے تھے۔

ان کی سیاسی حیثیت بھی بہت مضبوط تھی۔ ہر نئی حکومت قائم کرنے والے ان پیر صاحب کو خوش رکھنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ ان کے علاقے میں جتنے پولیس تھانے تھے' وہ ان کے... خودساختہ قوانین کے مطابق کام کرتے تھے۔

اتفاقاً فخرالدین سے پیر صاحب کا سامنا ہوگیا۔ وہ ایک محفل میں ثابت کررہے تھے کہ وہ پہنچے ہوئے پیر ہیں۔ وہ اپنے خاندانی پیروں اور بزرگوں کی طرح لوگوں کے دلوں کے بھید معلوم کرلیتے ہیں۔ سب ان کی تعریفیں کررہے تھے۔ پیر ابنِ پیر سکندر ثانی نے ایک شخص سے کہا "بھئی تم اپنی پریشانیاں چھپا کر اس محفل میں مسکرا رہے ہو۔ مسکرانا آدابِ محفل ہی سہی لیکن اپنے دل کا خون نہیں کرنا چاہیے۔"

وہ بولا "پیر صاحب! کوئی آپ سے اپنا راز نہیں چھپا سکتا لیکن آپ مجھے محفل میں مسکرانے کی اجازت دیں۔"

"شوق سے مسکراؤ۔ ہم نے تمہاری پریشانیاں دور کردی ہیں۔ تمہارا بیٹا گھر واپس آگیا ہے۔ اس پر جو الزام لگایا گیا تھا' ہم نے اسے غلط ثابت کردیا ہے۔ تمہارے بیٹے نے پچاس ہزار روپے چرائے نہیں تھے' اپنی محنت سے کمائے تھے۔"

وہ خوش ہو کر بولا "آپ بہت عظیم ہیں۔ واقعی پیر ابنِ پیر ہیں۔"

"بھئی تعریف نہ کرنا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ ہم اپنی تعریفیں سننا پسند نہیں کرتے ہیں۔"

پھر انہوں نے فخرالدین سے کہا "آپ ہماری محفل میں نئے ہیں۔ خاموش ہیں۔ کیا یہاں بور ہو رہے ہیں؟"

"آپ میرے بھی دل کا حال معلوم کرسکتے ہیں کہ میں بور ہو رہا ہوں یا نہیں؟"

پیر صاحب نے فخرالدین کی آواز اور لہجہ سنتے ہی اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ فخرالدین نے سوچ کے ذریعے کہا "آیئے پیر صاحب! مجھے یقین تھا کہ آپ پہنچے ہوئے نہیں ہیں' ٹیلی پیتھی کے ذریعے لوگوں کو اُلّو بناتے ہیں۔"

"تم کون ہو؟"

"تم نہیں آپ۔ میں آپ کو "تم" سے بھی نیچے لا سکتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کی قدر کرتا ہوں۔ ہم بعد میں تفصیلی گفتگو کریں گے۔ آپ ابھی میرا بھرم رکھیں۔"

"میں ایک ہی شرط پر بھرم رکھوں گا۔ آپ ابھی یہ محفل برخاست کریں گے اور آج کے بعد پیر بن کر فراڈ نہیں کریں گے۔"

"آپ کیسی باتیں کررہے ہیں۔ یہ پیری مریدی ہمارے آباو اجداد کے زمانے سے چلی آرہی ہے۔"

"بڑے شرم کی بات ہے کہ آپ باپ دادا کے زمانے سے جھوٹ بولتے اور مکاری کرتے آرہے ہیں۔"

پیر سکندر ثانی نے گھور کر دیکھا پھر حاضرین سے نرم لہجے میں کہا "فخرالدین صاحب پہلی بار تشریف لائے ہیں۔ میں ان سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ آپ سے گزارش ہے کہ کل اسی وقت تشریف لائیں۔"

وہاں جتنے لوگ بیٹھے تھے' ایک ایک کرکے اٹھ کر چلے گئے۔ وہ دونوں تنہا رہ گئے۔ پیر سکندر ثانی نے کہا "پلیز آپ اپنا تعارف کرائیں۔"

"بندے کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا ہے۔ میں اپنے رب سے ڈرتا ہوں اس لیے نہ کبھی جھوٹ بولتا ہوں اور نہ کسی کو دھوکا دیتا ہوں۔"

"کیا آپ میرے راستے کی دیوار بننے آئے ہیں؟"

"میں اتفاق سے ادھر چلا آیا۔ آپ کی نیک نامی سنی تھی مگر یہاں آکر افسوس ہو رہا ہے۔"

"آپ میرے خلاف محاذ بنائیں گے؟"

"مجھے آپ سے ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ آپ اللہ کے بندوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔"

"آپ خدائی خدمت گار نہیں ہیں۔"



"میں زبان سے برائی نہیں کرتا۔ کانوں سے برائی نہیں سنتا آنکھوں سے برائی نہیں دیکھتا۔ آپ کے حوالے سے ہونے والی برائیاں بھی نہیں دیکھوں گا۔"

"میں سمجھ گیا۔ آپ ضدی ہیں۔ فرمائیں مجھے کیا کرنا ہے؟"

"آپ فراڈ پیری مریدی سے باز آجائیں۔"

"ٹھیک ہے۔ مجھے کم از کم ایک ہفتے کی مہلت دیں۔"

"توبہ کرنے کے لیے صرف ایک پل کافی ہوتا ہے پھر بھی میں سنبھلنے کی مہلت دیتا ہوں۔"

فخرالدین وہاں سے چلا آیا۔ وہ اپنی کوٹھی میں تنہا تھا۔ آدھی رات سے پہلے دروازے پر دستک ہوئی۔ کوئی دروازے کو زور زور سے پیٹ رہا تھا۔ فخرالدین نے پوچھا "کون ہے؟"

"میں ہوں... ایک مصیبت کی ماری۔ پلیز جلدی دروازہ کھولیں۔"

فخرالدین نے اس کے دماغ میں پہنچ کر دیکھا۔ وہ ایک جوان لڑکی تھی۔ بالکل تنہا تھی۔ اس کے قریب یا دور کوئی چھپا ہوا نہیں تھا۔ اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ تیزی سے اندر آئی پھر اپنے ہاتھوں سے دروازے کو بند کردیا۔

فخرالدین نے اسے دیکھا۔ وہ بھرپور جوان تھی۔ ہانپنے کے دوران اس نے کہا "اس سے پہلے کہ آپ مجھے کمسن سمجھ کر کوئی رشتہ جوڑیں' میں صاف صاف کہتی ہوں کہ میں آپ سے محبت کرتی ہوں۔ آپ کی دیوانی ہوں اور آپ کے لیے گھر سے بھاگ کر آئی ہوں۔"

فخرالدین بوکھلا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ تقریباً پچاس برس کا تھا۔ پہلی بار ایک نوجوان لڑکی بڑی بے باکی سے اپنے عشق کا اظہار کر رہی تھی۔ یہ بات اس کی توقع کے خلاف تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کہنا چاہیے۔ وہ یہ بھی بھول گیا کہ اسے خیال خوانی کے ذریعے اس لڑکی کے بارے میں کچھ معلوم کرنا چاہیے۔

وہ بولی "آپ حیران کیوں ہیں؟ کیا مجھے جوان اور خود کو بوڑھا سمجھ رہے ہیں؟ آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ محبت کی عمر مقرر نہیں ہوتی اور محبت کبھی بوڑھی نہیں ہوتی۔"

"تم..... تم ایب نارمل ہو۔"

"میں نارمل ہوں۔ میں نے پہلی بار آپ کو بینک کے چیف اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے دیکھا تھا۔ دوسری بار آپ بینک میں نظر نہیں آئے۔ میں آپ کو تلاش کرتی رہی پھر میں نے آپ کو انارکلی میں دیکھا۔ آپ کا تعاقب اس کوٹھی تک کیا۔ مجھے اطمینان ہوا کہ کبھی مجھ پر مصیبت آئے گی تو مجھے یہاں ضرور پناہ ملے گی۔"

تھوڑی دیر بعد فخرالدین کو خیال خوانی کا ہوش آیا۔ وہ اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ چور خیالات نے بتایا کہ وہ درست کہہ رہی ہے۔ اس کی ایک سوتیلی ماں اور سوتیلا بھائی ہے۔ باپ مرچکا ہے۔ دولت اور جائداد پر قبضہ جمانے کے لیے اس لڑکی کو مار ڈالنے کی سازشیں کی جارہی ہیں۔

لیکن دشمن چالاک ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ لڑکی گھر سے باہر کہیں جائے اور اسے اغوا کرلیا جائے پھر اسے قتل کردیا جائے۔ وہ بولی "فخر صاحب! میرا نام زلیخا ہے۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں۔ میں یہاں سے جاؤں گی تو قتل ہو جاؤں گی۔ میرے قتل کا الزام سوتیلی ماں اور بھائی پر نہیں آئے گا کیونکہ میں وہاں یہ تحریر چھوڑ آئی ہوں کہ اپنی مرضی سے وہ گھر چھوڑ کر جارہی ہوں۔"

"تم نے یہ اچھا نہیں کیا۔"

"کیا مجھے قتل ہو جانا چاہیے؟"

"میرا مطلب ہے' تمہیں وہاں کوئی خط لکھ کر نہیں آنا چاہیے تھا۔"

"میں نے سوچا' شاید اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں کہ میں ان کے راستے سے ہٹ گئی ہوں۔ میں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ مجھے باپ کی دولت اور جائداد نہیں چاہیے۔"

"تم نے کیا سوچ کر گھر چھوڑا ہے؟"

"میں آپ کے ساتھ رہوں گی۔ آپ کے ساتھ زندگی گزاروں گی۔"

"پاگل ہوئی ہو؟ کس رشتے سے میرے ساتھ رہو گی؟"

"آپ مجھ سے نکاح پڑھوا لیں۔"

"تم..... تم ہوش میں ہو۔ میں...... میں تمہارے بزرگوں جیسا ہوں۔"

"تین بار قبول کرنے کے بعد بزرگ نہیں رہیں گے۔ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ آپ دنیا والوں سے ڈر رہے ہیں۔ کیا دنیا والوں کے ڈر سے مجھے قتل ہونے دیں گے۔ میرے محافظ نہیں بنیں گے؟"

"میں تمہاری حفاظت دوسرے پہلو سے کروں گا اور کسی اچھی جگہ تمہاری شادی کرادوں گا۔"

"میں آپ کے سوا کسی کو اپنا مجازی خدا نہیں بناؤں گی۔ آپ مجھ سے محبت نہ کریں' ہمدردی تو کریں۔"

"ہمدردی کرنے کے کچھ شریفانہ طور طریقے ہوتے ہیں۔"

"کیا میں آپ کو بدمعاشی کے لیے کہہ رہی ہوں۔ کیا مجھ سے نکاح پڑھوانا بدمعاشی ہوگی؟"

"تم سمجھتی کیوں نہیں؟ ہماری عمروں میں اتنا زیادہ فرق ہے کہ ہم مذاق بن جائیں گے۔"

"اگر آپ کو اندیشہ ہے کہ تماشا بن جائیں گے تو میں گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلوں گی۔ کسی کے سامنے نہیں آؤں گی۔ کوئی مجھے نہ دیکھ سکے گا اور نہ میری آپ کی عمر کا فرق معلوم کرسکے گا۔"

"زلیخا! مجھے امتحان میں نہ ڈالو۔ میری ایک جوان بیٹی ہے۔ میں اس بیٹی سے کیسے نظریں ملاؤں گا؟"

"میں آپ کی بیٹی کے سامنے بھی نہیں آؤں گی۔ اس شہر سے دور کہیں گمنام زندگی گزاروں گی۔ آپ کبھی میری خیریت معلوم کرنے آئیں گے تو میری عید ہو جائے گی۔"

"تم جوش اور جذبات میں ہو۔ میری بات مانو، گھر واپس جاؤ۔ میں تمہاری حفاظت کروں گا۔ کوئی تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔"

"میں سمجھ گئی۔ آپ کو مجھ سے محبت تو کیا، ہمدردی بھی نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر وہ دروازہ کھول کر جانے لگی۔ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے کہ وہ اپنے گھر نہیں جائے گی، کہیں جاکر جان دے دے گی۔

فخرالدین نے مجبور ہو کر اس کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اسے واپس آنے پر مجبور کیا۔ اس نے دوبارہ اندر آکر دروازے کو بند کیا پھر حیرانی سے کہا "میں واپس نہیں آنا چاہتی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا، کیوں بے شرم بن کر پھر آگئی ہوں۔"

"میں نے تمہیں مجبور کیا ہے۔ میں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔ اس علم کے ذریعے تمہارے دشمنوں کو تمہارے قدموں میں جھکا سکتا ہوں۔"

"اگر آپ کا علم سچا ہے تو صرف مجھے اپنے قدموں میں جھکا رہنے دیں۔"

"میں تمہاری ماں اور بھائی کے دماغ میں پہنچ کر ضروری معلومات حاصل کروں گا۔ انہیں فون پر مخاطب کرو۔"

زلیخا نے فون کے پاس آکر ریسیور اٹھایا۔ نمبر ڈائل کیے پھر رابطہ ہونے پر کہا "میں بول رہی ہوں۔"

سوتیلی ماں نے پوچھا "تم.... تم کہاں منہ کالا کرنے گئی ہو؟"

فخرالدین نے ریسیور رکھوا دیا۔ اس کی سوتیلی ماں کے دماغ میں پہنچ گیا اور اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ وہ بڑبڑا رہی تھی کہ لائن کٹ گئی ہے یا کاٹ دی گئی ہے؟

زلیخا کی سوتیلی ماں کا ایک بیٹا پہلے شوہر سے تھا۔ وہ چاہتی تھی کہ اس کے بیٹے کی شادی زلیخا سے ہو جائے تاکہ دولت اور جائداد کا بٹوارا نہ ہو۔ زلیخا اپنے حصے کی دولت لے کر دوسرے گھر نہ جائے۔

یہ تو اس کے گھریلو معاملات تھے لیکن فخرالدین کو یہ بات کھٹک رہی تھی کہ پیرابنِ پیر سکندر ثانی اسے پھانسنے کے لیے کوئی گہری چال نہ چل رہا ہو۔

فخرالدین نے اس کی سوتیلی ماں اور سوتیلے بھائی کے چور خیالات اچھی طرح پڑھے۔ ان لوگوں کا پیرابنِ پیر سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا۔ یہ قصہ ہی الگ تھا۔

اس نے زلیخا سے کہا "میں کسی گہری سازش کا شکار ہو رہا ہوں۔ ایسے میں تم آگئی ہو۔ سمجھنے کی کوشش کرو۔ مجھ پر جو مصیبت آئے گی، وہ تم پر بھی آئے گی۔"

"آپ کی تمام مصیبتیں میرے سر آئیں۔ میں خود کو خوش نصیب سمجھوں گی۔ یہ اچھا ہے کہ آپ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ میرے اندر کی بات جان سکتے ہیں کہ میں جان دینے کی حد تک آپ کو چاہتی ہوں۔ آپ کو چھوڑ کر مر سکتی ہوں، جی نہیں سکتی۔"

"میں نہیں چاہتا، تم قتل ہو جاؤ یا مجھ سے مایوس ہو کر کہیں جاکر اپنی جان دے دو۔ میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔ تمہیں تحفظ دوں گا لیکن میرے ذہن میں دشمن کی طرف سے ایک پھانس رہ گئی ہے۔ ابھی وہ پھانس نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے تھوڑی دیر خاموش رہنے دو۔"

اس نے آنکھیں بند کر کے پیرابنِ پیر سکندر ثانی کا تصور کیا۔ اس کی آواز اور لہجے کو اپنی گرفت میں لیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔

وہ سمجھ رہا تھا، پیر سکندر صحت مند ہے۔ اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لے گا۔ اسے اپنے دماغ سے بھگا دے گا لیکن اس نے اس کی آمد کو محسوس نہیں کیا کیونکہ وہ رات کے اس حصے میں شراب پی رہا تھا۔

وہ پیر بے انتہا دولت مند تھا۔ یورپ اور امریکا میں رنگین راتیں گزارتا تھا۔ پینے کی عادت تھی اس لیے پی رہا تھا۔ اس کے چور خیالات بتانے لگے کہ وہ دو جڑواں بھائی ہیں۔ دونوں ہم شکل ہیں مگر ہم مزاج نہیں ہیں۔

ایک بھائی شراب و شباب کا رسیا تھا۔ دوسرا پانچوں وقت کا نمازی تھا۔ مصر میں مسلمانوں کی سب سے بڑی یونیورسٹی کی انتظامیہ کا ایک ممبر تھا۔ دراصل اسی کا نام سکندر ثانی تھا اور جو یہاں فراڈ پیر بنا ہوا تھا، اس کا نام مختار شاہ تھا۔ چونکہ سکندر ثانی بچپن سے نیک اور دیندار تھا اور پورے علاقے میں عزت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا اس لیے مختار شاہ خود کو سکندر ثانی ظاہر کرتا تھا اور بھائی کی نیک نامی سے فائدے اٹھاتا رہتا تھا۔

سکندر ثانی مصر میں کیوں رہتا تھا؟ پاکستان کیوں نہیں آتا تھا؟ اس کا ذکر بعد میں ہوگا۔ فی الحال جو شراب پی رہا تھا اور فخرالدین جس کے خیالات پڑھ رہا تھا، اس کا نام مختار شاہ تھا۔

اس پیرابنِ پیر کہلانے والے مختار شاہ کا تعلق ایک بہت بڑے انڈر گراؤنڈ ڈرگ مافیا سے تھا۔ اس نے فخرالدین سے ایک ہفتے کی مہلت لی تھی لیکن وہ نہ تو جعلی پیری مریدی سے باز آنا چاہتا تھا اور نہ ہی ڈرگ مافیا سے الگ ہونا پسند کر سکتا تھا۔

اس نے سوچا تھا کہ پاکستان سے کچھ روز کے لیے چلا جائے گا۔ اپنے دین دار بھائی سکندر ثانی کو بہلا پھسلا کر جھوٹ سچ بول کر یہاں بھیج دے گا۔ ایسے میں فخرالدین اسے فراڈ پیر ثابت



کر سکے گا بلکہ فخرالدین کو کوئی بہت بڑا قدم اٹھانے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ اس سے پہلے ہی اسے قتل کرا دیا جائے گا۔

○☆○

فخرالدین اب اس دنیا میں نہیں رہا تھا۔ فہمی اور علی اس کی ڈائری پڑھ رہے تھے۔ اس میں لکھا تھا کہ دوسرے دن فخرالدین نے زلیخا سے کورٹ میرج کر لی تھی۔ کورٹ میرج کے لیے پہلے درخواست دینی پڑتی ہے۔ میڈیکل سرٹیفکیٹس وغیرہ کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اس سلسلے میں کئی دن لگ جاتے ہیں لیکن فخرالدین نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تمام کام ایک ہی دن میں نمٹا لیے تھے۔

پھر اس نے زلیخا کے ساتھ ایک ہفتے تک ازدواجی زندگی گزاری تھی۔ زلیخا کو اس کی سوتیلی ماں کے پاس لے جاکر دھمکی دی تھی کہ آئندہ اس کے خلاف سازش کی گئی تو وہ دماغی مریض بنا دیے جائیں گے۔

اس نے نمونے کے طور پر سوتیلے بھائی سے پاگلوں کی طرح حرکتیں کرائیں تو ماں سہم گئی۔ اپنے بیٹے کی قسم کھائی کہ کبھی زلیخا کے خلاف نہیں سوچے گی۔

ایک ہفتے بعد فخرالدین کو کسی نے قتل کر دیا۔ ڈائری کے باقی اوراق سادہ رہ گئے۔

فہمی نے کہا "اس ڈائری کو پڑھ کر یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ اس فراڈ پیر مختار شاہ نے میرے ابا کو قتل کرایا ہے۔"

علی نے کہا "ہاں۔ اگر کچھ شبہ رہ گیا ہے تو اس فراڈ پیر کی گردن دبوچنے سے بہت کچھ معلوم ہو جائے گا۔"

"اس سلسلے میں میری نئی ممی زلیخا کا کردار کچھ مشکوک ہے۔"

"وہ کیسے؟"

"اس نے آپ کو مسجد کے مینار پر ملاقات کرنے کے لیے بلایا تھا۔ آپ اس مینار پر گئے لیکن وہ نہیں گئی، اپنی جگہ قاتلوں کو بھیج دیا۔"

علی نے کہا "ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے زلیخا ممی کے چور خیالات پڑھے تھے۔ انہیں سوتیلی ماں اور بھائی نے ایک کمرے میں قید کر دیا تھا۔ تمہارے ابا کی ہلاکت کے بعد وہ پھر زلیخا ممی پر ظلم کرنے لگے ہیں۔"

فہمی نے خیال خوانی کے ذریعے زلیخا کو مخاطب کیا۔ اس نے پوچھا "فہمی! یہ تم ہو، خدا کا شکر ہے، تم نے مجھ سے رابطہ کیا ہے۔"

"آپ نے علی کو مینار پر بلایا تھا۔ خود کیوں نہیں آئیں؟"

"تم دیکھ سکتی ہو، میں اس کمرے میں قید ہوں۔ دروازے اور کھڑکیوں کو باہر سے بند کیا گیا ہے۔"

"آپ ان ظالموں کو مخاطب کریں۔"

زلیخا زور زور سے دروازہ پیٹنے لگی اور کہنے لگی "امی! مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔ میں عدت کے دن پورے ہونے کے بعد آپ

کے بیٹے سے شادی کروں گی' پلیز دروازہ کھولیں۔"

بند دروازے کے دوسری طرف سے آواز آئی "میں تیرے جھانسے میں نہیں آؤں گی۔ اب تو تجھے اغوا کیا جائے گا۔ میں تیرے اغوا ہونے کی رپورٹ درج کراؤں گی۔ جب پولیس تجھے تلاش کرے گی تو انہیں کسی جھاڑی یا ندی نالے سے تیری لاش ملے گی۔"

فہمی اس بولنے والی کے اندر پہنچ گئی۔ اس کا بیٹا کہہ رہا تھا۔ "امی! آج ہی رات کو یہ کام ہو جانا چاہیے۔"

فہمی نے اس عورت کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا "کتے! یہ کام آج ہی رات کو تیرا باپ کرے گا؟"

یہ کہتے ہی اس نے بیٹے کو زوردار تھپڑ مارا۔ وہ بھنّا کر بولا "کیا آپ پاگل ہو گئی ہیں۔ اگر میں آپ کی پٹائی کروں تو؟"

یہ کہتے ہی وہ اپنی ماں کے بال دونوں مٹھیوں میں جکڑ کر جھنجوڑنے لگا۔ علی اس سے ایسی حرکت کرا رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "مقتول فخرالدین نے تمہیں وارننگ دی تھی کہ زلیخا پر ظلم کیا جائے گا تو تمہیں دماغی مریض بنا دیا جائے گا۔"

فہمی نے کہا "تم نے سوچا' وہ بے چارے قتل ہو چکے ہیں۔ اب زلیخا کو کوئی تمہاری سازشوں سے نہیں بچائے گا۔"

وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر اور کان پکڑ کر گڑگڑانے لگی "ہمیں معاف کر دو۔ ہم آئندہ کبھی زلیخا پر ظلم نہیں کریں گے۔"

انہوں نے دروازہ کھول دیا' زلیخا باہر آ گئی۔

فہمی نے کہا "آپ اپنی کار میں ابھی آ جائیں۔ ہم کوٹھی میں ہیں۔"

زلیخا نے سوتیلی ماں اور بھائی کو ناگواری سے دیکھا پھر ان کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک کمرے میں گئی۔ وہاں سے ایک اٹیچی لی پھر کوٹھی کے باہر آ کر کار میں بیٹھ گئی۔ فہمی اور علی اس وقت تک اس کے دماغ میں رہے' جب تک کہ وہ کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس کوٹھی سے دور نہیں چلی گئی۔

پھر وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ فہمی نے کہا "فراڈ پیر مختار شاہ کا پتا معلوم ہے۔ آپ بتائیں' اس سے کس طرح نمٹا جائے؟"

علی نے کہا "آج اس نے جبران اور دوسرے آلۂ کاروں کے ذریعے ہم پر کئی قاتلانہ حملے کرائے ہیں' بے چارہ تھک گیا ہو گا۔"

"آپ اسے بے چارہ کہہ رہے ہیں؟"

"ہاں۔ جس کی زندگی کے چند گھنٹے باقی رہ گئے ہوں اسے بے چارہ ہی کہنا چاہیے۔ شام کے سائے گہرے ہو چکے ہیں۔ رات ہو رہی ہے۔ اب وہ غم غلط کرنے کے لیے بوتل کھولے گا۔"

"ہم یہاں سے کب چلیں گے؟"

"تمہاری نئی ممی آ رہی ہیں۔ ان کے ساتھ ابھی ڈنر کرنا چاہیے۔ ڈنر کے بعد ہم انہیں یہاں چھوڑ کر اس پیرابنِ پیر کے پاس جائیں گے۔"

آدھے گھنٹے بعد زلیخا وہاں پہنچ گئی۔ وہ ان کی پہلی ملاقات تھی۔ فہمی اور زلیخا ایک دوسرے سے لپٹ کر رونے لگیں۔ بیوہ ماں سے لپٹ کر باپ یاد آ رہا تھا اور زلیخا یتیم بیٹی سے لپٹ کر شوہر کو یاد کر رہی تھی۔

پھر وہ تینوں کوٹھی کے اندر آئے۔ علی نے کہا "فہمی! ہم نے ہوٹل سے جو کھانا منگایا ہے' اسے گرم کر لو۔"

فہمی نے زلیخا سے کہا "آپ واش روم میں جائیں اور فریش ہو جائیں۔ میں کھانا لگا رہی ہوں۔"

وہ دونوں کچن اور واش روم میں چلی گئیں۔ علی کھڑکیوں اور دروازوں کو اندر سے بند کرنے لگا۔

پندرہ منٹ کے بعد وہ تینوں کھانے کی میز کے اطراف آ کر بیٹھ گئے۔

علی نے کہا "آہا۔ کھانے کی مہک ایسی ہے کہ بھوک بڑھ گئی ہے۔"

فہمی اور علی نے اپنی اپنی داڑھ میں دبی ہوئی گولیاں نکال کر ایک چھوٹی سی پلیٹ میں رکھیں۔ زلیخا نے پوچھا "یہ کیا ہے؟"

"یہ ایسی گولیاں ہیں جنہیں نگل کر ہم نادیدہ بن جاتے ہیں۔ کوئی ہمیں دیکھ نہیں سکتا۔"

"یہ تو بڑی حیرت انگیز گولیاں ہیں۔ یہ منہ میں رکھی گئی تھیں لیکن تم دونوں نظر آ رہے تھے۔"

"ہم اسے ہمیشہ داڑھ میں دبا کر رکھتے ہیں۔ نادیدہ ہونے کے لیے اسے نگلنا پڑتا ہے۔"

فہمی نے کہا "کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

وہ اپنی اپنی پسند کی ڈش لینے لگے۔ زلیخا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ علی نے پوچھا "آپ کیوں نہیں کھا رہی ہیں؟"

زلیخا کے دونوں ہاتھ میز کے نیچے تھے۔ جب اس نے اوپر کیے تو پتا چلا' وہ پستول پکڑے ہوئے تھی۔

فہمی اور علی ٹھٹک گئے۔ زلیخا نے کہا "تم دونوں کتنے پھرتیلے ہو؟ کتنی پھرتی سے گولیاں اٹھا کر نگل سکو گے اور میں کتنی پھرتی سے گولیاں تمہارے جسموں میں اتار سکوں گی۔ ایک ذرا حرکت کرو اور دیکھو کہ کس طرح پلک جھپکنے سے پہلے موت آتی ہے۔

"اور ہاں' میرے دماغ میں گھس کر زلزلہ پیدا کرنا چاہو گے تو یہ حسرت ہی رہ جائے گی۔ یہاں پیرابنِ پیر کا قبضہ ہے۔ تمہاری سوچ کی لہریں ناکام واپس جائیں گی۔"

علی نے فوراً ہی اس کے دماغ میں چھلانگ لگائی۔ زلیخا نے سانس روک لی۔ سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔

زلیخا نے پوچھا "حسرت پوری ہو گئی؟ اب میں اپنی حسرت پوری کر رہی ہوں۔"

اس نے علی کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔

کیا اسی طرح قصے تمام ہوتے ہیں؟



یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ موت جدھر رخ کرے ادھر بندہ مر جائے۔ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جو موت کا راستہ بدل دیتے ہیں۔ اسے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں یا آگے ٹرخا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ٹاٹا پھر ملیں گے۔"

علی اور فہمی کے لیے موت لازمی ہو گئی تھی اور بچاؤ کا کوئی راستہ نہ تھا۔ نادیدہ بنا دینے والی گولیاں جو ان کی داڑھ میں دبی رہتی تھیں وہ کھانے سے پہلے منہ سے نکال دی گئی تھیں اور سامنے ایک پلیٹ میں رکھی ہوئی تھیں۔ موت انہیں اتنی مہلت نہیں دے رہی تھی کہ وہ پھرتی سے گولی اٹھا کے منہ میں ڈالتے' اسے نگلتے اور پھر غائب ہو جاتے۔ اتنی مہلت موت کبھی نہیں دیتی۔ یہ ایک سوچی سمجھی پلاننگ تھی کہ جب وہ دونوں کھانا کھانے سے پہلے گولیاں منہ سے نکال دیں اور اس بات کی ذرا سی بھی گنجائش نہ رہے کہ وہ کسی لمحے میں نادیدہ بن سکتے ہیں تو فوراً انہیں پستول کی زد پر رکھا جائے۔ ان کا یہ پلان کامیاب ہو گیا تھا۔ وہ دونوں موت کی ٹھوکروں میں آ گئے تھے۔ زلیخا نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ پہلے علی کا نشانہ لیا پھر ٹریگر دبا دیا۔ ایک بار نہیں دو بار پھر تیسری بار بھی لیکن.....

علی اور فہمی کھانے میں مصروف تھے جیسے پہلے سے یقین ہو کہ موت ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ زلیخا نے حیرانی و پریشانی سے اپنے پستول کو دیکھا۔ جس طرح علی اور فہمی نادیدہ گولیوں سے خالی ہو گئے تھے اسی طرح زلیخا کا پستول بھی گولیوں سے خالی تھا۔ میگزین میں کچھ نہیں تھا۔

علی نے لقمہ چباتے ہوئے کہا "کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے اور کھانا پستول سے نہیں چمچے اور کانٹے سے کھایا جاتا ہے۔ کم آن ٹیک یور میل۔"

زلیخا حیرانی سے سوچ رہی تھی "میں نے اسے پوری طرح لوڈ کیا تھا اور..... میں نے اسے خود سے الگ نہیں کیا تھا۔ پرس میرے ساتھ ساتھ تھا پھر..... پھر یہ خالی کیسے ہو گیا؟"

فہمی نے لقمہ چباتے ہوئے کہا "ممی! آپ خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہیں۔ جب آپ واش روم میں گئی تھیں تبھی میں نے آپ کا پستول خالی کر دیا تھا۔"

اس نے پستول کو ایک طرف پھینک دیا اور دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ کچھ مضطرب سی رہی پھر بولی "میں کچھ کہنا چاہتی ہوں!"

"آپ کچھ نہ کہیں اس لیے کہ ہم آپ کے خیالات پڑھ رہے ہیں۔"

وہ چیخ کر بولی "میں بولنا چاہتی ہوں۔ جب تک اپنی زبان سے کچھ نہیں بولوں گی' میرے اندر کا غبار باہر نہیں آئے گا۔ میں بہت پریشان ہوں۔"

"اچھی بات ہے' ہم اس شرط پر سنیں گے کہ آپ کھانا شروع کریں گی اور باتوں کے دوران کھاتی رہیں گی۔"

"میں تم دونوں کو اسی میز پر قتل کرنا چاہتی تھی۔ کیا اسی میز پر مجھ سے کھایا جائے گا؟ پلیز کھانے کی ضد نہ کرو' میں نہیں کھاؤں گی۔ پہلے میری بات سن لو۔"

علی نے کہا "پیرابنِ پیر! تم ممی کے دماغ پر قبضہ جمائے یہاں ہمارا تماشا دیکھ رہے ہو۔ ہم اتنے نادان نہیں ہیں کہ تم ممی کو اپنا آلۂ کار بنائے رکھتے اور ہم فریب کھاتے رہتے۔"

فہمی نے کہا "اور اب تم ممی کے ذریعے یہ صفائی پیش کرنا چاہتے ہو کہ یہ بیچاری بے قصور ہیں۔ بے شک ہم مانتے ہیں کہ ان کا قصور نہیں ہے۔ تم نے انہیں آلۂ کار بنائے رکھا ہے اور اب انہیں ہمارے سامنے مظلوم ثابت کر کے یہ چاہتے ہو کہ ہم آئندہ بھی ان پر اعتماد کریں۔ تم نے تنویمی عمل کے ذریعے انہیں معمولہ اور تابعدار بنائے رکھا ہے اور یہ چاہتے ہو کہ ہم انہیں تمہاری گرفت سے نجات دلائیں اور ایسی ہی کوششوں کے دوران کسی وقت تمہارے ہاتھوں سے مارے جائیں۔"

علی نے کہا "بہتر ہے کھل جاؤ' انہیں بولنے نہ دو۔ ان کی زبان سے خود بولو ورنہ ہم ان کے اندر آ کر قبضہ جمائیں گے تو تمہیں بھاگنا پڑے گا۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر پیرابن پیر نے زلیخا کی زبان سے کہا "میں مانتا ہوں تم دونوں مل کر اس کے دماغ پر قبضہ جماؤ گے تو میں اکیلا کمزور پڑ جاؤں گا اور مجھے بھاگنا پڑے گا۔"

علی نے کہا "پچھلے چوبیس گھنٹوں میں تم ہم پر کئی جان لیوا حملے کر چکے ہو۔ ابھی ہماری طرف سے حملہ شروع نہیں ہوا ہے۔"

فہمی نے کہا "اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے ہم یقین کر لینا چاہتے تھے کہ میرے ابو کو کس نے قتل کیا ہے۔"

پیرابنِ پیر سکندر ثانی نے پوچھا "کیا تمہیں مجھ پر شبہ ہے۔"

"پہلے شبہ تھا اب یقین ہو گیا ہے۔"

"تم میرے بارے میں غلط رائے قائم کر رہی ہو۔"

"ہرگز نہیں' میں نے اپنے ابو کی ڈائری پڑھی ہے۔ تم نے خود کو قاتل کی حیثیت سے چھپانے کے لیے ڈائری کو چرانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔"

"اچھا تو ڈائری تمہارے پاس ہے لیکن تمہارے ابو نے اگر اپنی ڈائری میں مجھے قاتل لکھا ہے تو میں کسی ثبوت کے بغیر تو قاتل نہیں کہلاؤں گا۔ کون سی عدالت مجھے سزا دے گی۔"

"ہم عام عدالتوں میں نہیں جاتے۔ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ہماری ایک عدالت ہے۔ وہاں دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیتے ہیں۔"

وہ بولا "فرہاد علی تیمور اور اس کی فیملی کی حیثیت تاریخی ہو چکی ہے۔ تمہارے باپ کا بڑا رعب اور دبدبہ ہے۔ ایک دہشت طاری رہتی ہے کہ جنگ جاری رہی تو انجام کار جیت تمہاری اور تباہی

ہماری ہوگی۔" پھر وہ ہنستے ہوئے بولا "مگر ضروری نہیں ہے کہ صرف ایک ہی شخص کے مقدر میں مسلسل جیت رہے اور وہ ہمیشہ فتح حاصل کرتا رہے اور اس کے مقدر میں ناکامی نہ ہو۔ نہیں' ایسا کبھی نہیں ہوتا۔"

وہ بڑے تکبر سے بولا "میں ثابت کردوں گا کہ میرے مقابلے میں آکر تم لوگوں نے اپنے مقدر میں ناکامی اور شکست لکھ لی ہے۔"

علی نے کہا "ہم نے کبھی دشمنوں پر غالب آنے اور ہمیشہ کامیابیاں حاصل کرنے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بعض اوقات ہمیں بھی ناکامیاں ہوئی ہیں' ہم نے بھی ٹھوکریں کھائی ہیں لیکن تم پچھلے چوبیس گھنٹوں سے ہم پر بار بار حملے کرتے رہے اور ناکام ہوتے رہے۔ اس کے باوجود بڑا بول بول رہے ہو۔"

فہمی نے کہا "بہتر ہے اب میری ممی کے دماغ سے چلے جاؤ۔ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوکر عبادت کرو' توبہ کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اس لیے کہ تم اس رات کی صبح نہیں دیکھ سکو گے۔"

"میں جارہا ہوں اور دیکھوں گا کہ تمہارے چیلنج میں کتنا دم ہے۔"

زلیخا کو ایک ہلکا سا جھٹکا لگا جیسے وہ کسی بھیانک خیال سے چونک گئی ہو۔ اس نے خالی خالی نظروں سے ان دونوں کو دیکھا پھر پوچھا "یہ میرے ساتھ کیا ہورہا ہے؟ ابھی میں نہیں بول رہی تھی لیکن میری زبان متحرک تھی۔ کوئی میری زبان سے بول رہا تھا۔"

فہمی نے کہا "یہ ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کی پیچیدگیاں ہیں۔ ایک پیر ابنِ پیر سکندر ثانی نے آپ کے دماغ پر قبضہ جما رکھا ہے۔ آپ ہمیں پستول سے ہلاک کرنا چاہتی تھیں جب کہ آپ ہماری دشمن نہیں ہیں۔ وہ آپ کے ذریعے ہمیں ہلاک کرنا چاہتا تھا۔"

"اس نے مجھے کیوں آلۂ کار بنایا ہے۔ وہ کیوں میرا دشمن ہے؟"

"آپ سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس نے آپ کو محض ایک مہرہ بنایا ہوا ہے۔ آپ کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ آپ کو میرے ابو سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ اس نے آپ کو معمولہ بنا کر میرے ابو سے عشق کرنے اور انہیں پھانسنے پر مجبور کیا تھا۔"

"فہمی! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ میں تمہارے ابو کو دل و جان سے چاہتی تھی اور اب بھی چاہتی ہوں۔"

"آپ اب بھی اس فراڈ پیر کے شیطانی عمل کے زیرِ اثر ہیں۔ جب ہم اس کے عمل کا توڑ کریں گے اور آپ کا برین واش کریں گے تو آپ یہ بھول جائیں گی کہ آپ فخرالدین کی بیوی تھیں پھر بیوہ ہوگئیں۔ آپ کو یقین نہیں آئے گا کہ آپ کنواری نہیں رہی ہیں۔ اس شیطان نے آپ کو سحر زدہ کرکے آپ کی دوشیزگی کے خوابوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔"

زلیخا نے اپنے سر کو تھام کر کہا "دوسرے لفظوں میں مجھ پر جادو کیا گیا ہے۔"

علی نے کہا "آپ یہی سمجھیں۔ ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کی پیچیدگیاں آپ کی سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ بہتر ہے آپ کچھ کھالیں پھر آرام سے سو جائیں۔ اس طرح دماغی تھکن دور ہو جائے گی۔"

"نہیں بیٹے' میں کھا نہیں سکوں گی اور شاید سو بھی نہیں سکوں گی۔ مجھ پر قیامت گزر رہی ہے۔ فہمی کے بیان کے مطابق میری زندگی کچھ سے کچھ ہوگئی ہے اور میں بے خبر ہوں۔ کیا ایسے میں بھوک لگے گی اور نیند آئے گی؟"

فہمی نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "میں آپ کو کھلاؤں گی۔ دیکھیے آپ کیسے کھائیں گی۔"

فہمی اس کے قریب آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ علی نے کہا "اور آپ دیکھیں گی کہ آپ کو نیند کیسے آتی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ زلیخا کے دماغ میں پہنچ گیا اس کے بعد وہ اپنے اختیار میں نہیں رہی۔ فہمی اپنے ہاتھ سے اسے کھلانے لگی اور وہ انکار کیے بغیر کھانے لگی۔ کھانے کے بعد علی نے اسے ایک بیڈ روم میں پہنچا دیا۔ وہ بستر پر لیٹ گئی۔ اس کے ساتھ ایسے حالات پیش آرہے تھے کہ وہ واقعی سو بھی نہیں سکتی تھی لیکن نیند لانے کے لیے ٹیلی پیتھی ایک زود اثر دوا ہے۔ اس کی مدد سے زلیخا گہری نیند میں ڈوبتی چلی گئی۔

پھر فہمی اور علی اس کے خیالات پڑھنے لگے۔ اس کے چور خیالات وہی بتانے لگے جن کا علم پہلے سے تھا۔ یعنی اسے خبر نہیں تھی کہ اس نے ایک سہاگن کی زندگی گزاری ہے اور اب بیوہ ہوگئی ہے اور اپنے مقتول شوہر کے بچے کی ماں بننے والی ہے بیچاری!

علی اس پر تنویمی عمل کرکے پیر سکندر ثانی کے شیطانی عمل کا توڑ کرنے لگا پھر اچھی طرح اس کا برین واش کرنے کے بعد اپنے عمل کے ذریعے یہ باتیں نقش کرنے لگا کہ وہ اپنی دوشیزگی والی زندگی کی طرف لوٹ آئے گی (جب کہ دوشیزگی نہیں رہے گی) اور اس کا دماغ لاک رہے گا۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر دشمنوں کو بھگا دیا کرے گی۔

علی نے تنویمی عمل مکمل کرنے کے بعد اسے صبح تک گہری نیند سونے کا حکم دیا پھر اس کے دماغ سے چلا آیا۔

○☆○

الپا کو جس حد تک تحفظ پہنچانا تھا اس حد تک میں نے جناب تبریزی کے احکامات کی تعمیل کی۔ سب سے پہلے میں نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جان کولن کو دھمکی دی۔ اسے منع کیا کہ آئندہ وہ الپا کے دماغ میں نہ جائے۔ پہلی بار وہ الپا کی زچگی کے دوران گیا تھا۔ اس کے دماغ کو اپنی مٹھی میں لینے کی کوشش کی تھی لیکن ناکام رہا تھا بلکہ اپنے ساتھ ٹی ہنٹر اور دیوی شی تارا کو بھی ناکام ہوتے دیکھا تھا۔



میں نے فون کے ذریعے سب سے پہلے جان کولن سے رابطہ کیا اور الپا کے دماغ میں نہ جانے کی ہدایت کی۔

"کیا آپ مجھے روکنے کے لیے آئے ہیں؟" اس نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہ میرا مشورہ نہیں' وارننگ ہے۔ پہلی بار تم سب اس کے دماغ میں پہنچ کر ناکام واپس آگئے۔ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا لیکن اس بار خاصا نقصان اٹھاؤ گے۔"

"مثلاً کیسا نقصان؟"

"منکی ماسٹر سونیا کے ساتھ ایک جزیرے میں گیا ہے۔ تم الپا کے پاس جاؤ گے تو منکی ماسٹر واشنگٹن پہنچ کر تمہارے سروں پر سوار ہو جائے گا۔ اس وارننگ کے بعد تم الپا کے پاس جانا چاہو تو ضرور جاؤ۔"

یہ ایسی دھمکی تھی کہ اسے چپ لگ گئی۔ ماضی میں منکی مخلوق نے امریکا' روس اور اسرائیل میں ایسے ایسے جان لیوا مسائل پیدا کیے تھے کہ وہ سپر پاور کہلانے والے ممالک انہیں بھلا نہیں سکتے تھے۔ اب تو منکی مخلوق کا تصور کرنا بھی انہیں گوارا نہیں تھا۔ کجا یہ کہ میں منکی ماسٹر کو پھر وہاں پہنچانے کی دھمکی دے رہا تھا۔

جان کولن کو وعدہ کرنا پڑا کہ وہ ایسا نہیں کرے گا۔ اس کے بعد میں نے فرانس کے میجرٹی ہنٹر سے رابطہ کیا اور کہا "تم ایک بار الپا کو ٹریپ کرنے میں ناکام رہے۔ دوسری بار کب اس کے پاس جاؤ گے؟"

"یہ میری مرضی پر ہے۔ میں جب چاہوں گا' اس کے دماغ میں جاؤں گا۔" اس نے جواب دیا۔

میں نے اسے دھمکی دی "پہلی بار تمہیں اس کے اندر جانے کی سزا نہیں ملی۔ اس بار جیسے ہی الپا کے اندر پہنچو گے' تمہارے آرمی ہیڈ کوارٹر کے بارود اور اسلحہ خانے میں زبردست دھماکے ہوں گے۔"

"میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ سخت حفاظتی انتظامات کروں گا۔" وہ بولا۔

"میرے نادیدہ آلۂ کار کئی ریموٹ کنٹرولر بم چھپانے جائیں گے۔ انہیں کون دیکھے گا؟ کون پکڑے گا؟"

میرے اس سوال کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ ان دونوں کو روکنے کے بعد میں نے دیوی شی تارا کی خبر لی۔ اس جیسی مغرور عورت شاید ابھی پیدا نہیں ہوئی ہوگی۔ میری دھمکی سن کر وہ بولی "آپ دھمکی دے رہے ہیں؟ کیا آپ کو یقین ہے کہ میں دھمکی سے سہم جاؤں گی۔"

"کیا اس سوال کا جواب دو گی کہ روحانی قوت کے آگے تمہاری آتما شکتی کام کیوں نہیں آئی؟"

وہ الپا کے پاس جانے سے باز نہ آئی۔ اسے اپنی آتما شکتی پر بھی ناز تھا۔ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا اس کے دماغ میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔ آمنہ فرہاد نے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے تھوڑی دیر کے لیے سلا دیا۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوئی تو اسے تسلیم کرنا پڑا کہ وہ الپا کے پاس جائے گی تو اسے روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے نقصان پہنچ سکتا ہے۔

اس نے بھی یہ طے کیا کہ فی الحال الپا کی طرف رخ نہیں کرے گی۔ میں نے ان تینوں کو عارضی طور پر روک دیا۔ یہ اچھی طرح جانتا تھا کہ چور چوری سے جاتا ہے' ہیرا پھیری سے نہیں۔ الپا سب ہی کے لیے اہم تھی۔ کوئی بھی اسے اپنی معمولہ بنا کر پورے اسرائیل پر حکومت کرسکتا تھا۔

وہ تینوں آئندہ بڑی رازداری سے اس کے پاس جانے والے تھے لیکن جب تک وہ وہاں جاتے تب تک نتاشا نے الپا پر تنویمی عمل کرکے اسے اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا۔

روس کی نتاشا اور نتالیہ کا ذکر پچھلے باب میں ہوچکا ہے۔ ان دونوں بہنوں نے بڑی جدوجہد اور چالبازیوں سے نادیدہ گولیاں' فلائنگ کیپسول اور ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا تھا۔ وہ دونوں یہودی تھیں اور یہ نہیں چاہتی تھیں کہ الپا مسلمانوں سے متاثر ہو۔ جناب تبریزی نے اسے زچگی کے دوران تمام مخالفین سے بچایا تھا۔ اسے ایک نئی زندگی دی تھی اس لیے نتاشا اور نتالیہ کی طرح دوسرے یہودی اکابرین بھی شبہ کر رہے تھے کہ الپا مسلمانوں سے متاثر ہوگی اور آئندہ بابا صاحب کے ادارے کے خلاف کبھی محاذ نہیں بنائے گی۔

میں نے پارس کو مخاطب کیا "ہیلو بیٹے! کیا ہو رہا ہے؟"

"آپ تو جانتے ہیں پاپا! آپ کی طرح ہماری زندگی بھی ہنستے کھیلتے اور خطرات سے پنجے لڑاتے گزر رہی ہے۔ بائی دا وے آپ نے کیسے یاد کیا؟"

میں نے اسے الپا کے بارے میں بتایا کہ کس طرح اس کی زچگی کے دوران کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں نے اس کے دماغ پر قبضہ جمانے کی کوششیں کی تھیں لیکن ہم نے انہیں ناکام بنا دیا تھا۔

چونکہ بابا صاحب کے ادارے کی طرف سے اسے روحانی امداد حاصل ہوئی تھی اس لیے یہودی اکابرین اب اس پر شبہ کر رہے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے متاثر ہے اور آئندہ کبھی بابا صاحب کے ادارے کے خلاف محاذ نہیں بنائے گی۔

پھر میں نے پارس کو نتاشا اور نتالیہ کے بارے میں بتایا کہ انہوں نے الپا کو اپنی معمولہ اور تابعدار بنا لیا ہے۔ وہ دونوں بھی یہودی ہیں اور چاہتی ہیں کہ الپا کے دماغ پہ قبضہ جما کر یہودیوں کے مفادات کے مطابق اسے مسلمانوں کے خلاف کام کرنے پر مجبور کرتی رہیں۔

میں نے کہا "ہم بھی یہی چاہتے ہیں کہ الپا پر مسلمانوں کی حمایت کا الزام نہ آئے۔ ہم الپا کی حمایت کے محتاج نہیں ہیں۔ ہمیں جس حد تک اس کے کام آنا تھا' کام آچکے ہیں۔ اب تمہیں

کام بگاڑنا ہے۔"

"واہ پاپا! کام بگاڑنے کے لیے آپ نے میرا انتخاب کیا ہے۔"

"یہ سب ہی کی رائے ہے کہ تم بنا کر بگاڑنے اور بگاڑ کر بنانے کے ماہر ہو۔ اب کچھ ایسا کرو کہ تمام یہودی اکابرین کا اعتماد الپا پر بحال ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے پاپا! میں اسرائیل پہنچ رہا ہوں۔"

پارس جکارتہ میں تھا۔ یلی ڈونا اور اناتا کے درمیان دیوار گھڑی کے پنڈولم کی طرح لٹکتا ہوا کبھی اِدھر کبھی اُدھر ہو رہا تھا۔ یلی ڈونا نے اس کے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ وہ جزیرہ ساؤ کے محل میں جائیں گے اور وہاں کے تہ خانے میں رکھے ہوئے خزانے کو کسی طرح حاصل کریں گے۔ یہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اس خزانے کو حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ جو چیز حاصل نہ ہو اس کے حصول کے لیے انسان ضدی بن جاتا ہے۔ یہ یلی ڈونا کی ضد تھی کہ جان کی بازی لگا کر بھی وہ خزانہ حاصل کرے گی۔

وہ خزانہ ہتھیاروں' جسمانی قوتوں یا لشکر کشی سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ شاید کسی چالبازی سے حاصل کیا جا سکتا تھا اور اس مقصد کے لیے بھلا پارس سے زیادہ چالباز کون ہو سکتا تھا؟

پارس نے یلی ڈونا سے کہا "میں فی الحال تمہارے ساتھ جزیرہ ساؤ نہیں جا سکوں گا۔ تم خزانہ حاصل کرنے کا پروگرام ایک ہفتے کے لیے منسوخ کر دو۔"

"کیوں منسوخ کروں؟ کیا اناتا تمہیں بہکا رہی ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے۔ تم عورتوں کی یہ بری عادت ہے کہ کسی بھی معاملے میں دوسری عورت کا حوالہ دے کر مرد پر شبہ کرنے لگتی ہو اور سوکن کی طرح لڑنے لگتی ہو جب کہ میں بیچارہ کئی بار شادیاں کرنے کے بعد بھی کنوارا ہوں۔"

"تم یہ بتاؤ کہ میرے ساتھ جزیرہ ساؤ کیوں نہیں جاؤ گے؟"

"مجھے ایک خوش خبری ملی ہے کہ میرے پاؤں بھاری ہو رہے ہیں۔"

"کیا؟ اب تم کوئی فضول سی بات کرو گے۔"

"ہرگز نہیں۔ میں حقیقت پسند ہوں اور یہ حقیقت بیان کر رہا ہوں کہ جب عورت ماں بننے والی ہوتی ہے تو ماں اور ہونے والے بچے کے اخراجات مرد کے سر پر پڑتے ہیں۔ اس پر اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ وہ چل نہیں پاتا۔ پاؤں من من بھر کے ہو جاتے ہیں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ عورت کے پیر بھاری ہوتے ہیں یا مرد کے۔"

"یہ کیا الٹی منطق بیان کر رہے ہو؟ سچ بتاؤ مجھ سے کیوں کترا رہے ہو؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں اور تم یقین نہیں کر رہی ہو۔ میری گھر والی میری ماں بننے والی ہے۔"

"کیا؟"



"میرا مطلب ہے میری گھر والی میرے بچے کی ماں بننے والی ہے۔"

"تمہاری گھر والی کہاں سے آگئی؟ آج کل تمہاری کوئی بیوی نہیں ہے۔ ایک دیوی شی تارا تھی۔ اسے میں نے تم سے چھڑا دیا ہے۔"

"آہ! تمہاری جیسی عورتیں جب یہ نیک کام کرتی ہیں تو ہم مردوں کا بھلا ہوتا ہے۔"

"اب باتوں میں نہ ٹالنا۔ سچ بتاؤ کون تمہارے بچے کی ماں بننے والی ہے؟"

پارس نے سر کھجاتے ہوئے کہا "میں یہی بڑی دیر سے سوچ رہا ہوں کہ وہ کون ہو سکتی ہے۔ اب میں پیرس جاؤں گا' اپنے کانچ میں پہنچ کر ایک لمبی فہرست دیکھوں گا۔ خیال خوانی کے ذریعے ان سب سے رابطہ کروں گا پھر یہ پتا چلے گا کہ کون میرے بچے کی اماں جان بننے والی ہے۔"

"تم کئی مہینوں سے میرے ساتھ ہو۔ مجھ سے پہلے دیوی کے ساتھ تھے۔ ہم میں سے کوئی بھی امید سے نہیں ہے۔ کوئی تیسری اگر یہ دعویٰ کرتی ہے تو تمہیں اُلّو بنا رہی ہے۔ جب تم نے کسی کے ساتھ وقت ہی نہیں گزارا تو کسی کے بچے کے باپ کیسے بن سکتے ہو۔"

"ہماری دنیا میں بڑے بڑے معجزے ہوتے ہیں۔ شاید میری کوئی چاہنے والی کوئی معجزہ دکھا رہی ہو۔"

"میں سمجھ رہی ہوں۔ تم اصل بات بتانا نہیں چاہتے' مجھے ٹال رہے ہو۔"

"تم کتنی سمجھ دار ہو۔ میرا اتنا وقت ضائع کرنے کے بعد تمہاری سمجھ میں آیا ہے کہ میں ٹال رہا ہوں۔"

وہ بڑی لگاوٹ سے بولی "دیکھو ہم ایک جان دو قالب ہو چکے ہیں۔ مجھے اپنا راز دار کیوں نہیں بناتے ہو۔ اگر کہیں جا رہے ہو تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ میں قدم قدم پہ تمہارے کام آؤں گی۔"

"میں نہیں چاہتا تم اتنی کم عمری میں کام آجاؤ اور میں آہیں بھرتا رہوں۔"

"تم میری باتوں کو مذاق میں اڑا رہے ہو۔"

"بہرحال میں کافی وقت ضائع کر چکا ہوں۔ اب سیدھی سی آخری بات یہ ہے کہ اب ایک ہفتے بعد ہماری ملاقات ہوگی۔ اس وقت تک کے لیے گڈ بائے۔"

یہ کہتے ہی وہ نادیدہ بن گیا۔ وہ چیخ کر بولی "سنو! رک جاؤ! ابھی نہ جاؤ۔ پہلے میری بات سن لو۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اچانک چھوڑ کر جا رہے ہو۔ میں ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھ سے بات کرو۔"

وہ تھوڑی دیر بعد بولتے بولتے چپ ہو گئی۔ پارس کی طرف سے جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ جھنجلا گئی۔ خلا میں گھونسا دکھاتے ہوئے بولی "آوارہ! بدمعاش لفنگے! ایک بار میرے سامنے آؤ میں تمہارا منہ توڑ دوں گی۔"

منہ توڑنے کے لیے پھر اس کا منہ دکھائی نہ دیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر رہ گئی۔ اسے پارس پر غصہ آرہا تھا لیکن اندر پیار بھرا ہو تو اس غصے میں نفرت نہیں ہوتی۔ وہ ایک گہری سانس لے کر سوچنے لگی "آخر جائے گا کہاں؟ میں تو پیچھا نہیں چھوڑوں گی۔ نادیدہ بن کر فرانس' انگلینڈ اور امریکا جاؤں گی۔ وہ کسی نہ کسی شہر میں ضرور ملے گا۔ میں دیکھوں گی کہ آخر وہ کیا کرتا رہتا ہے۔"

پارس تل ابیب پہنچ گیا۔ اب تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے مخالفین کو یہ معلوم ہونا چاہیے تھا کہ وہ اسرائیل پہنچا ہوا ہے۔ اخبارات' ریڈیو اور ٹیلی وژن وغیرہ کے ذریعے دور تک خبریں پہنچائی جاتی ہیں لیکن خاص حلقوں میں خبریں پہنچانا ہو تو عورت کے پیٹ میں بات ڈال دی جائے۔ وہ بات نشریاتی اداروں سے پہلے مطلوبہ افراد تک پہنچ جاتی ہے۔

پارس نے دیوی شی تارا کے پیٹ کا انتخاب کیا۔ خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا۔ اس نے سانس روک لی۔ پارس نے دوسری بار اس کے دماغ پہ دستک دیتے ہوئے کہا "میں ہوں تمہارا گمشدہ پتی دیو۔ میرے دل اور دماغ میں کافی جگہ ہے۔ چلی آؤ۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہوا۔ دیوی نے اس کے پاس آکر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ میں کیسے یاد آگئی؟"

"مجھے زور کا ٹھسکا لگا تھا۔ ایسا زبردست ٹھسکا کہ سانس رکتے رکتے رہ گئی۔ میں سمجھ گیا' ایسی جان لیوا دشمنی سے تم ہی نے یاد کیا ہے۔"

"بکواس شروع کر دی؟ کام کی بات کرو میں بہت مصروف ہوں۔"

"اور مجھے فرصت ہی فرصت ہے۔ اس وقت میں ایفل ٹاور کی بلندی پر کھڑا پیرس کا نظارہ کر رہا ہوں اور تمہارے حسن کے گمشدہ نظاروں کو یاد کر رہا ہوں۔"

"جھوٹ مت بولو تم پیرس میں نہیں' تل ابیب میں ہو۔"

"ہائیں!" پارس نے حیرانی ظاہر کی "اس بند ریستوران میں بیٹھا ہوں۔ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ یہ تل ابیب شہر ہے۔"

"تمہارے چور خیالات میں آتما شکتی کے ذریعے بھی نہیں پڑھ سکتی لیکن اس ریستوران اور خصوصاً اس میز کو خوب پہچانتی ہوں۔ یہ یہاں میں تمہارے ساتھ کئی بار آچکی ہوں۔"

"اس کا مطلب ہے تم میرے ساتھ گزارے ہوئے رنگین و دلکش لمحات اور مقامات کو یاد رکھتی ہو۔"

"تم پھر فضول باتیں کر رہے ہو۔"

"تو اور کیا کروں؟ تم نے یاد کیا ہے تو تم ہی بتاؤ اتنے پیار سے کیوں یاد کیا ہے؟"

"میں اور تمہارے جیسے دھوکے باز سے پیار کروں! اب یہ کبھی نہ ہوگا اور یہ کیا بکواس ہے میں نے کب تمہیں یاد کیا ہے؟"

"تو پھر مجھے ٹھسکا کیوں لگا تھا؟"

"یاد کیا ہوگا تمہاری کسی ہوتی سوتی نے۔"

"ہاں جو ہوتی ہے وہ سوتی ہے۔"

"دیکھو میں چلی جاؤں گی۔ میں سمجھ رہی ہوں' تم نے خواہ مخواہ میرا دماغ چاٹنے کے لیے مجھے بلایا ہے۔"

"تم چاٹنے کی نہیں' چبانے کی چیز ہو۔ تمہارے جیسی عورتیں چبائے بغیر ہضم نہیں ہوتیں۔"

"میں جا رہی ہوں۔"

وہ جانے کی دھمکیاں دے رہی تھی مگر جا نہیں رہی تھی۔ پارس نے اس کے اندر یہ تجسس پیدا کر دیا تھا کہ وہ تل ابیب میں ہے مگر کیوں ہے؟ وہ اسی تجسس کی بنا پر اس کے دماغ میں ٹھہری ہوئی تھی۔ سوچ رہی تھی کس طرح وہاں اس کی موجودگی کے اسباب معلوم کیے جائیں۔

پارس نے جب دیکھا کہ وہ تجسس میں مبتلا ہو گئی ہے تو اس نے جماہی لیتے ہوئے کہا "ہا! مجھے نیند آرہی ہے' اب جاؤ۔"

"اتنے فریش موڈ میں باتیں کر رہے تھے' اتنی جلدی نیند آنے لگی؟ تمہاری بدمعاشی سمجھ میں نہیں آتی۔"

"بھئی جب تم کہہ رہی ہو کہ مجھے یاد نہیں کیا تھا تو پھر میں تمہارا وقت کیوں ضائع کروں۔"

اس بار وہ بڑی لگاوٹ سے بولی "میں تمہیں یاد کرتی ہوں۔ عورت کو سمجھا کرو' وہ زبان سے انکار کرتی ہے مگر دل سے پیار ہی پیار کرتی ہے۔"

"ارے تمہارا تو موڈ ہی بدل گیا۔ تو پھر چلو ہم پیار کریں مگر کیسے کریں؟ میں یہاں ہوں اور پتا نہیں تم کہاں ہو؟"

"میں تمہارے پاس آسکتی ہوں مگر کوئی رومینٹک جگہ ہونی چاہیے۔ تل ابیب بھی کوئی رومانس کی جگہ ہے؟"

"میں یہاں عشق و محبت کرنے نہیں آیا' کچھ ضروری کام ہے۔"

اس نے پھر تجسس بھڑکا دیا۔ وہ بولی "ایسا کیا ضروری کام ہے؟"

اس نے پھر جماہی لیتے ہوئے کہا "ہا! مجھے نیند آرہی ہے۔"

"اسرائیل میں اس وقت دوپہر ہے۔ تم کبھی بے وقت نہیں سوتے ہو' نیند کا بہانہ نہ کرو۔"

"میں پچھلی تمام رات جاگتا رہا۔ یہاں کچھ ایسی مصروفیات تھیں کہ میں اب تک سو نہ سکا۔ اب میں کم از کم چھ گھنٹے تک نیند پوری کروں گا۔ اس وقت تک کے لیے مجھے معاف کرو۔"

اس نے سانس روک لی۔ دیوی کی سوچ کی لہریں اس کے دماغ سے نکل آئیں۔ وہ اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو کر جھنجلانے لگی۔

یہ بات اس کے اندر ایک دھماکا بن گئی تھی کہ پارس وہاں کچھ اہم معاملات میں مصروف ہے۔

اب یہ بے چینی پیدا ہو گئی تھی کہ معاملات کیا ہیں؟ فرہاد کی فیملی تو الپا کی دوست بن گئی ہے۔ اب پارس کی جو بھی مصروفیات ہوں گی وہ یقیناً دوستانہ انداز میں ہوں گی۔

وہ تھوڑی دیر تک سوچتی رہی۔ بے چینی سے ادھر اُدھر ٹہلتی رہی پھر ایک جگہ بیٹھ کر خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے جان کولن کے پاس پہنچی۔ اس نے سانس روک لی۔ وہ دوسری بار اس کے دماغ پر دستک دیتے ہوئے بولی "میں ہوں دیوی۔"

جان کولن نے اسے ایک ٹیلی فون نمبر بتا کر پھر سانس روک لی۔ اس نے فون کے ذریعے رابطہ کیا۔ ایک شخص کی آواز سنائی دی "کیا آپ دیوی شی تارا ہیں؟"

"ہاں، میں بول رہی ہوں۔ جان کولن سے بات کرنا چاہتی ہوں۔"

"پلیز آپ میرے دماغ میں چلی آئیں۔ مسٹر جان موجود ہیں۔"

وہ اس شخص کے دماغ میں آئی "ہیلو مسٹر جان! آر یو بیزی؟"

"ہاں، مجھے کیسے یاد کیا؟"

"کیا تمہیں پتا ہے پارس تل ابیب میں ہے؟"

"معلوم تو نہیں تھا لیکن اب یہی توقع رہے گی۔ الپا سے دوستی ہو چکی ہے تو اب فرہاد کے رشتے دار وہاں آتے جاتے رہیں گے۔"

"پارس کی وہاں موجودگی سے ہمیں یہ یقین کر لینا چاہیے کہ ان کے درمیان کوئی اہم معاملہ ہے۔ اگر عام معاملات ہوتے تو بابا صاحب کے ادارے کے عام افراد یہاں آ کر مصروف رہتے۔"

جان کولن نے قائل ہو کر کہا "ہُوں! تمہاری بات دل کو لگتی ہے۔ ہمیں معلوم کرنا چاہیے کہ ان کے درمیان کیا کھچڑی پک رہی ہے۔"

"میں نے کئی یہودی اکابرین کے دماغوں پر قبضہ جما رکھا ہے۔ ان کے ذریعے وہاں کے اہم معاملات کو سمجھ لیتی ہوں۔ تم بھی یہی کرتے ہو گے۔"

"ہاں۔ ہمارے پاس تو معلومات کا یہی ایک طریقہ رہ گیا ہے۔ میں اور میرے جاسوس بھی یہی کرتے ہیں اور اب تو نادیدہ بن کر جاسوسی کرنے کی صلاحیتیں حاصل ہو گئی ہیں۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ شاید کسی اعلیٰ حاکم کے دماغ سے معلوم ہو جائے کہ پارس کیا کر رہا ہے۔"

دیوی دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہو گئی۔ وہ بھی کسی اعلیٰ حاکم یا فوج کے اعلیٰ افسر کے دماغ میں جا کر پارس کے سلسلے میں کچھ معلوم کر سکتی تھی۔ لیکن ابھی اس کا پیٹ ہلکا نہیں ہوا تھا۔ وہ خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے فرانس کے میجر ٹی ہنٹر کے پاس پہنچ گئی۔

میجر نے بھی پہلے جان کولن کی طرح اسے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیا۔ اس نے بھی ایک فون نمبر کے ذریعے رابطہ کر[illegible] میجر کے ایک ماتحت نے فون پر کہا "دیوی جی! آپ میرے د[illegible] آ کر میجر صاحب سے باتیں کر سکتی ہیں۔"

اس نے اس کے اندر آ کر کہا۔ "ہیلو میجر! تمہیں کچھ [illegible] پارس تل ابیب میں ہے۔"

میجر نے پوچھا "کیا وہ تمہیں چھوڑ کر الپا سے دوستی کر[illegible] ہے؟"

"وہ کسی سے بھی دوستی کرے میری بلا سے۔ لیکن الپا [illegible] دوستی صرف میرے لیے ہی نہیں، تم سب کے لیے بھی تشویش [illegible] ہو گی۔ کیا میں غلط کہہ رہی ہوں؟"

"ہُوں! یہ تو سوچنے کی بات ہے۔ جب فرہاد کا بیٹا وہاں [illegible] تو الپا کے ساتھ نہ جانے کیا باتیں ہو رہی ہوں گی اور نہ جانے [illegible] کیسے منصوبے بنائے جا رہے ہوں گے۔"

"جان کولن نے اسرائیل میں اپنے کئی آلۂ کار بنا رکھے [illegible] اس کے علاوہ وہ اپنے نادیدہ جاسوسوں کے ذریعے بھی وہ وہاں کے [illegible] لیتا رہتا ہے۔ کیا تم نے بھی اسرائیل میں اپنے جاسوس چھوڑ [illegible] ہیں؟"

"بے شک۔ جب میں ٹیلی پیتھی کی دشمنوں بھری دنیا میں [illegible] رکھ چکا ہوں تو مجھے مختلف ذرائع سے بہت کچھ معلوم کرنے کے [illegible] بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔"

"ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک دوسرے کے دوست [illegible] ہوتے لیکن کچھ ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ ہم عارضی [illegible] ایک دوسرے سے سمجھوتا کر لیتے ہیں۔ کیا مجھ سے سمجھو[illegible] گے؟"

"کیسا سمجھوتا؟ تم تو ناک پر مکھی بیٹھنے نہیں دیتی ہو۔ مجھ [illegible] نئے ٹیلی پیتھی جاننے والے سے سمجھوتا کر کے مجھے برابری کا [illegible] دے رہی ہو۔"

"طعنے نہ دو۔ یہ پرانی کہاوت ہے کہ وقت پڑنے پر گدھے [illegible] بھی باپ بنا لیا جاتا ہے۔ میں سمجھوتا کر رہی ہوں۔ اسے اپنی [illegible] افزائی سمجھو ورنہ تمہاری کمی سے میرے لیے کوئی فرق نہیں [illegible] گا۔"

"تم تو برا مان گئیں۔ تم جو بھی سمجھوتا کرو، مجھے منظور [illegible] بتاؤ پلاننگ کیا ہے؟"

"تم اپنے مخصوص ذرائع سے یہ معلوم کرو کہ پارس یہاں [illegible] لیے ہے۔ الپا سے کب اس کی ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ تمہارے [illegible] جاسوس اس سلسلے میں جو بھی معلومات حاصل کریں وہ مجھے بتا[illegible] دونوں مل کر سوچیں گے، سمجھیں گے اور ان کی دوستی کو دشمنی [illegible] بدلنے کی تدابیر کریں گے۔"

"ہم سب سے زیادہ تمہارے پاس معلومات کے ذرائع [illegible] کیا تم اپنی معلومات سے آگاہ نہیں کرو گی؟"



"ضرور۔ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ میں الپا کو مسلمانوں کے سحر سے نکالنے کے لیے پوری سنجیدگی کے ساتھ تم سے تعاون کروں گی۔"

دیوی، جان کولن اور ٹی ہنٹر اب خاموش بیٹھنے والے نہیں تھے۔ انہوں نے کئی یہودی اکابرین کے دماغوں میں جگہ بنائی ہوئی تھی۔ وہ ان کے پاس جانے لگے۔ جان کولن نے اسرائیلی فوج کے اعلیٰ افسر سے رابطہ کر کے کہا "تمہارے ملک میں پارس کیا کر رہا ہے؟"

اعلیٰ افسر نے حیرانی سے پوچھا "کیا پارس یہاں ہے؟"

"تعجب ہے، تم بے خبر ہو۔ فرہاد کا بیٹا کوئی معمولی شخص تو نہیں ہے کہ اس کی موجودگی کا تمہیں علم نہ ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ الپا نے پارس کی موجودگی کو راز میں رکھا ہے۔"

"ہُوں! الپا اپنا اعتماد کھو رہی ہے۔ اگر واقعی اس نے پارس کو رازداری سے مہمان بنایا ہے تو اسے یہ میزبانی بڑی مہنگی پڑے گی۔"

میجر ٹی ہنٹر نے ایک اعلیٰ حاکم کے دماغ میں زہر اگلنا شروع کیا۔ دیوی نے بھی وہاں کے اعلیٰ حکّام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو بھڑکانا شروع کیا تاکہ وہ الپا کا محاسبہ کریں اور یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ یہودی کبھی یہ برداشت کر ہی نہیں سکتے تھے کہ کسی یہودی کی مسلمان سے عقیدت مندانہ دوستی ہو۔ یہ بات ان کے دماغوں میں پک رہی تھی کہ الپا جناب تبریزی کی عقیدت مند ہو چکی ہے۔

یہودی اکابرین نے برین آدم سے رابطہ کیا پھر اس سے کہا۔ "آپ اسرائیلی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے انچارج ہیں اور الپا اب تک مملکتِ اسرائیل کا سب سے مضبوط ستون سمجھی جاتی رہی ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب ہمیں اس پر اعتماد نہیں رہا۔"

برین آدم نے پوچھا "ایسی کیا بات ہو گئی ہے؟"

"آپ انجان نہ بنیں۔ الپا کی کوئی بھی بات آپ سے چھپی نہیں رہتی ہے مگر اب آپ بھی ہم سے اس کی باتیں چھپانے لگے ہیں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا، آج آپ لوگ اتنی بے اعتمادی سے کیوں بول رہے ہیں۔"

"جب آپ انجان بن رہے ہیں تو ہم کھل کر سوال کرتے ہیں۔ پارس کتنے دنوں سے الپا کا مہمان بنا ہوا ہے؟"

"پارس اور الپا کا مہمان! آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔ ہمارے یہاں کوئی ایسی خوشی کی تقریب نہیں ہوئی کہ جس میں ہم کسی مسلمان کو مہمان بنائیں۔ پھر بھلا الپا کس خوشی میں پارس کو اپنا مہمان بنائے گی؟"

"اس سے بڑی خوشی اور کیا ہو گی کہ مسلمانوں کے ذریعے اسے ایک نئی زندگی ملی ہے اور جناب تبریزی کی پیش گوئی کے مطابق الپا کی بیٹی آئندہ فرہاد کی فیملی میں شامل ہونے والی ہے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "اسے تو مسلمانوں کے ساتھ جشن منانا چاہیے لیکن وہ چھپ کر پارس کے ساتھ جشن منا رہی ہے۔"

برین آدم نے کہا "دیکھیے آپ الپا کے سلسلے میں ایسی باتیں کر رہے ہیں جن پر میں کبھی یقین نہیں کر سکتا۔ ہم ابتدا سے جانتے ہیں کہ الپا ایک کٹر یہودی ہے۔ اگر کسی مسلمان سے دوستی کرنے کی شرط ہو تو وہ ایسی ہزاروں نئی زندگیاں حاصل کرنے سے انکار کر دے گی۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ہم آپ پر اعتماد کرتے ہیں اور آپ سے کہتے ہیں کہ الپا کو ہمارے سامنے حاضر کریں۔ ہم اسے صفائی کا موقع دیں گے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے گا کہ پارس ہمارے ملک میں موجود نہیں ہے اور مسلمانوں سے الپا کا کوئی رابطہ نہیں ہے تو پھر اس پر ہمارا اعتماد بحال ہو جائے گا۔"

یہ طے پایا کہ شام کو گورنر ہاؤس میں اعلیٰ حکّام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے سامنے الپا کو پیش کیا جائے گا۔ اس سے پہلے برین آدم نے الپا سے کہا "یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیا واقعی پارس یہاں موجود ہے؟"

الپا نے کہا "میں بالکل بے خبر ہوں۔ ایک عرصہ گزر چکا ہے، نہ میں نے اس کی صورت دیکھی ہے اور نہ اس کی آواز سنی ہے۔"

"پھر یہ جھوٹی خبر کیسے پھیل گئی کہ پارس یہاں ہے اور وہ تمہارا خاص مہمان ہے۔ یہ بات مجھے بہت پریشان کر رہی ہے کہ ہمارے تمام اکابرین تمہارے خلاف بول رہے ہیں۔"

"ہو سکتا ہے کسی نے یہاں پارس کو دیکھا ہو۔ بہتر ہے میں اس سے رابطہ کر کے معلوم تو کروں کہ میرے خلاف کیوں ایسی غلط باتیں پھیل رہی ہیں؟"

الپا نے خیال خوانی کے ذریعے پارس کو مخاطب کیا "ہیلو پارس! میں الپا بول رہی ہوں، سانس نہ روکنا۔"

"نہیں روکوں گا۔ ابھی مرنے کا ارادہ نہیں ہے۔"

"کیا تم ہمارے ملک میں ہو؟"

"ہاں۔ پاسپورٹ اور ویزا لانا بھول گیا تھا اس لیے سرکاری طور پر خبر نہ ہو سکی۔ تعجب ہے، تمہیں کیسے خبر ہو گئی؟"

"تمہارے آنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی کی اجازت کے بغیر کسی بھی ملک میں پہنچ جاتے ہیں۔ ہم پر نہ کوئی اعتراض کر سکتا ہے اور نہ کوئی اپنے ملک سے ہمیں نکال سکتا ہے۔"

"تمہیں پریشانی کیا ہے؟"

"میرے اور تمہارے سلسلے میں یہ غلط خبر پھیل رہی ہے کہ میں نے رازداری سے تمہیں اپنا مہمان بنا رکھا ہے۔"

"اس میں رازداری کی کیا بات ہے؟ کیا تمہارے بڑے ایسی مہمان نوازی پر اعتراض کریں گے؟"

"کریں گے نہیں، کر رہے ہیں۔ دیکھو پارس! اب میں مسلمانوں کے خلاف نہ کچھ کہنا چاہتی ہوں نہ کرنا چاہتی ہوں اور میری اس بات کا برا بھی نہ ماننا کہ میں دوستی بھی نہیں کرنا چاہتی۔"

"نہ ہمارے خلاف کچھ کہنا چاہتی ہو نہ دوستی کرنا چاہتی ہو۔ پھر اپنے لوگوں سے صاف صاف کہہ دو کہ نہ میں تمہارا مہمان ہوں اور نہ تم میزبان۔"

"کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ؟"

"میرے جانے سے بات اور بگڑے گی کہ تم نے خود کو الزامات سے بچانے کے لیے مجھے یہاں سے رخصت کیا ہے۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی پھر بولی "ہاں، تم جاؤ گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ مجھ سے دوستی نباہنے کے لیے تم میری بات مان کر یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے ہو۔"

"تم اس لیے مشکل میں پڑ گئی ہو کہ ہم تمہاری مشکل میں کام آئے تھے اگر کام نہ آتے، تمہیں مرنے کے لیے چھوڑ دیتے یا تمہیں دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی معمولہ بننے دیتے تو تمہارے یہودی اکابرین تم سے محروم ہو کر صبر کر لیتے۔ انہیں تمہاری موت منظور ہوتی، تمہاری ہماری دوستی نہیں۔"

یہ ایسی دل کو لگنے والی بات تھی کہ الپا بہت متاثر ہوتی لیکن اس کے دماغ پر نتاشا نے قبضہ جما رکھا تھا اور نتالیہ بھی موجود تھی۔ انہوں نے اسے متاثر نہیں ہونے دیا۔ نتاشا جاننا چاہتی تھی کہ پارس اس ملک میں کیوں آیا ہے۔ الپا نے نتاشا کی مرضی کے مطابق پوچھا "یہ تو معلوم ہو کہ تم یہاں کیوں آئے ہو؟"

"میں اپنے راز دوستوں کو نہیں بتاتا جب کہ تم دوست ہو نہ دشمن۔"

"ہم درپردہ دوست رہیں گے۔"

"اب تمہاری عمر پردے میں دوستی کرنے کی نہیں رہی۔"

"تم ٹال رہے ہو۔ میں جناب تبریزی سے معلوم کر سکتی ہوں۔"

"انہوں نے نیکی کی ہے اور دریا میں ڈال کر گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔"

"ایک بات بتاؤ۔ اگر میرے اکابرین مجھے غدار سمجھیں گے اور مجھے سزا دیں گے تو کیا تم مجھے سزا سے نہیں بچاؤ گے؟"

"میرے بزرگ تمہارے برے وقت میں کام آئے۔ وہ وقت گزر چکا ہے۔ اب ہمارا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہارے اکابرین آئندہ تم سے اچھا سلوک کریں یا برا، اس کے ہم ذمے دار نہیں ہیں۔"

"میری بات سمجھو۔ میں کسی برے وقت میں تمہارے پاس آنا چاہتی ہوں۔"

"مجھ پر کیوں برا وقت لانا چاہتی ہو؟ پلیز جاؤ۔ مجھے اپنا کام کرنے دو۔"

"میری ایک بات مان لو۔ میں تم سے چھپ کر ملنا چاہتی ہوں۔"

"شرم نہیں آتی۔ ماں باپ کو دھوکا دے کر چھپ چھپا کر ملنے آؤ گی۔ اپنے خاندان کی عزت خاک میں ملاؤ گی۔ جاؤ یہاں سے۔"

اس نے سانس روک لی۔ الپا اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ نتاشا جھنجلا گئی۔ وہ پارس سے یہ اگلوانے میں ناکام رہی تھی کہ وہ اس ملک میں کیوں آیا ہے؟ نتالیہ نے بہن سے کہا "سسٹر! یہ تو عجیب قسم کا بندہ ہے۔ بات کو کہیں سے کہیں لے جاتا ہے اور اصل بات کو ٹال دیتا ہے۔"

نتاشا نے کہا "مکارِ زمانہ سونیا نے اس کی پرورش کی ہے۔ بہت زندہ دل ہے اور بہت خطرناک بھی۔"

"مجھے تو خطرناک نہیں، مسخرا لگ رہا تھا۔"

"کبھی اس کے فریب میں نہ آنا۔ اس کے قریب جانے والی لڑکیاں ہنستے ہنستے ایک دن سر پکڑ کر رونے لگتی ہیں۔"

"سسٹر! تم نے میری زبردست تربیت کی ہے۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ میں بھی اس کے فریب میں آجاؤں گی؟"

"اگر میں تمہاری پشت پر رہوں گی اور تمہاری نگرانی کرتی رہوں گی تو وہ کبھی تمہیں دھوکا نہیں دے سکے گا بلکہ دھوکا کھائے گا۔"

"تو پھر مجھے اجازت دو۔ میں اسے ٹریپ کروں گی۔ وہ اپنے دماغ میں گھسنے نہیں دے گا تو اس کے دل میں گھس کر معلوم کروں گی کہ یہاں کیوں آیا ہے۔"

"ہاں۔ اس کی آمد نے تجسس میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہوگا کہ یہاں کیا کرتا پھر رہا ہے؟"

نتالیہ نے کہا "مسلمان کا بچہ ہے۔ یہاں ہماری تباہی کے لیے آیا ہے۔"

دونوں بہنوں نے یہ طے کیا کہ اس کا سراغ لگایا جائے گا۔ وہ کہیں نظر آئے گا تو بہت محتاط رہ کر اسے گھیرنے کی کوششیں کی جائیں گی۔

ادھر الپا نے برین آدم سے کہا "بگ برادر! یہ خبر درست ہے کہ پارس یہاں موجود ہے۔ میں نے ابھی اس سے رابطہ کیا تھا۔ میں نے اس سے معلوم کرنے کی کوششیں کیں کہ وہ یہاں کیا کر رہا ہے لیکن اس نے کوئی خاطر خواہ جواب نہیں دیا۔"

"جب وہ بات چھپا رہا ہے تو پھر یقیناً یہاں ہمیں نقصان پہنچانے آیا ہے۔ انہوں نے پہلے مہربانی کی پھر ہمیں نقصان پہنچا کر اپنی صفائی میں کہیں گے کہ وہ تو مہربان دوست ہیں۔ نقصان کسی اور نے پہنچایا ہے۔"

"بگ برادر! مسلمانوں کی یہ مہربانی ہمیں مہنگی پڑ رہی ہے۔"

شام کو گورنر ہاؤس میں الپا کی پیشی ہوئی۔ اس نے تمام اعلیٰ حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کے سامنے حاضر ہو کر کہا "میں ...ہوں سے اس ملک کی خدمت کرتی آرہی ہوں۔ میں نے اپنی قوم ...کئی بار کتنی ہی مشکلات سے نکالا ہے۔ میں نے تنہا اپنی حکمتِ ...لی سے منگی فوج کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میری بے حساب خدمات کے صلے میں آج مجھ پر غدار ہونے کا شبہ کیا جا رہا ہے۔"

برین آدم نے کہا "اگر الپا کے خلاف ثبوت ہیں تو وہ ہم سب کے سامنے پیش کیے جائیں۔ الپا کوئی معمولی عورت نہیں ہے کہ اس پر بے بنیاد الزام لگا کر اس کی توہین کی جائے۔ اگر الزام ثابت نہ کیا گیا تو میں الپا کے ساتھ یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

فوج کے اعلیٰ افسران نے کہا "بعض جرائم ایسے ہوتے ہیں ...ن کے پیچھے ثبوت نہیں چھوڑے جاتے۔ ایسے جرائم کو حالات کے مطابق عقل سے سمجھا جاتا ہے۔ یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے الپا کو نئی زندگی دی ہے۔ کیا اتنے بڑے احسان کے ...لے وہ کبھی مسلمانوں کے خلاف قدم اٹھائے گی؟"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "جناب تبریزی نے پیش گوئی کی ہے کہ الپا کی بیٹی آئندہ کبھی فرہاد کی فیملی میں شامل ہوگی۔ سوال پیدا ہوتا ہے، بیٹی اپنی ماں کی مرضی کے بغیر ایک مسلمان فیملی میں کیسے جائے گی؟"

الپا نے کہا "جناب تبریزی نے پیش گوئی کی ہے، میں نے تو نہیں کی۔ میں نے تو تسلیم نہیں کیا ہے کہ میری بیٹی ایک دن مسلمان بنے گی۔"

برین آدم نے کہا "الپا کی زچگی کے دوران میں مسلمانوں نے اس کی مدد کی۔ الپا نے انہیں مدد کے لیے نہیں بلایا تھا۔ یہ تو محفوظ رہنے کے لیے خدا سے دعا مانگ رہی تھی۔ دوا مسلمانوں نے کی۔ ...ے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رکھا۔ الپا نے ایسی مہربانیاں کرنے کی التجا نہیں کی تھی۔ انہوں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا ہے پھر الپا کیا کر سکتی ہے؟ یہ خیال کیوں قائم کیا جا رہا ہے کہ الپا مسلمانوں سے دوستی کر رہی ہے؟"

"مسٹر آدم! مسلمانوں نے الپا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیا اس سلسلے میں شبے کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ احسان کا جواب دوستی اور محبت سے دے گی۔"

ایسے ہی ایک اعلیٰ افسر نے اس کانفرنس میں آکر کہا "ابھی فون پر اطلاع ملی ہے کہ جافا میں جو ہماری سب سے بڑی میڈیکل لیبارٹری ہے، وہاں بم دھماکا ہوا ہے۔ پوری لیبارٹری شعلوں میں گھر گئی ہے۔"

"بم کا دھماکا؟ ایسی دشمنی کون کرے گا؟"

"دشمن کریں گے۔ ہمارے ایک نہیں، کئی دشمن ہیں۔"

اطلاع دینے والے افسر نے کہا "جو لوگ اس لیبارٹری سے زندہ بچ نکلے ہیں ان میں سے ایک ڈاکٹر اور ایک اسسٹنٹ کا بیان ہے کہ انہوں نے دھماکے سے پہلے وہاں پارس کو دیکھا تھا۔"

"کیا؟" سب ہی نے چونک کر اس کو دیکھا۔

برین آدم نے پوچھا "آپ حضرات کا کیا خیال ہے؟ کیا اب بھی آپ یہ کہیں گے کہ الپا ہمارے بدترین دشمنوں سے دوستی کر رہی ہے؟"

الپا نے کہا "اس لیبارٹری میں بڑی رازداری سے نادیدہ گولیاں تیار کی جا رہی تھیں۔ یہ گولیاں ہمارے فوجیوں کے لیے بہت اہم ہیں۔ ہمارے جاسوس ان گولیوں کے ذریعے بڑی آسانی سے سراغرسانی کرتے ہیں۔ جو گولیاں میرے ملک کی فوج اور انٹیلی جنس کے لیے بے حد ضروری ہیں، کیا میں انہیں ضائع کر دوں گی؟ جہاں یہ تیار ہوتی ہیں، کیا اس لیبارٹری کو تباہ کر دوں گی؟"

الپا کے ان سوالوں کے جواب میں تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ان حالات میں ہمیں ایک دوسرے کو الزام نہیں دینا چاہیے۔ الپا کے لیے یہ بہترین موقع ہے کہ وہ پارس کے خلاف محاذ بنائے اور اسے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دے۔"

برین آدم نے کہا "ہمیشہ الپا ہی فرہاد اور اس کی فیملی کے افراد سے جنگ کرتی آئی ہے۔ ہمارے کسی فوجی سورما نے یہ جنگ نہیں لڑی۔ کتنے ہی حاکم آئے اور گئے۔ وہ سب الپا کی حب الوطنی کی قسمیں کھاتے رہے۔ اب فرما رہے ہیں کہ الپا اپنی حب الوطنی ثابت کرنے کے لیے پارس کو یہاں سے بھگائے۔ اگر ابھی تک آپ نے اس کی وطن دوستی کو تسلیم نہیں کیا ہے تو لعنت ہے آپ پر۔"

اس اعلیٰ افسر نے غصے سے کہا "مسٹر آدم! مائنڈ یور لینگو تیج۔ تم مجھ پر لعنت بھیج رہے ہو؟ میں تمہیں شوٹ کر دوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی الپا اور برین آدم نادیدہ ہو گئے۔ سب نے چونک کر اِدھر اُدھر دیکھا۔ ایک حاکم نے پوچھا "میڈم! آپ نادیدہ کیوں ہو گئیں؟"

برین آدم کی آواز سنائی دی "اگر ہم ایک لمحے کی بھی دیر کرتے تو وہ اعلیٰ افسر ہمیں گولی مار دیتا۔"

اعلیٰ افسر نے کہا "میں نے غصے سے دھمکی دی تھی۔"

"تم غصے سے گولی بھی مار سکتے تھے۔"

دوسرے نے کہا "اگر یہ گولی چلائے گا تو ہم اسے گولی مار دیں گے۔"

"واہ! کیا لطیفہ ہے۔ جب وہ گولی چلا ہی دے گا اور ہم مر جائیں گے تو کیا ہمارے قاتل کو مارنے سے ہمیں دوسری زندگی مل جائے گی؟

"آپ حضرات نے الپا کو ناقابلِ اعتماد کہا اور یہ بھول گئے کہ برے وقت میں کون اس ملک اور قوم کے کام آئے گا؟ پارس نے ایک تخریبی کارروائی کی ہے۔ آپ جائیں۔ پارس کو گرفتار کریں اور اسے سزا دیں۔ الپا غدار نہیں ہے لیکن یہ ایک ہفتے تک

روپوش رہے گی۔ آپ یہ سمجھیں کہ آپ نے اسے بے اعتمادی سے مار ڈالا ہے یا زچگی کے دوران میں دشمن اسے آپ سے چھین کر لے گئے ہیں۔ اب آپ الپا سے محروم ہو کر کیا کریں گے؟ کس طرح ایک دشمن کو اپنے ملک سے بھاگنے پر مجبور کریں گے؟"

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جان کولن نے اپنے آلۂ کار فوجی افسر کے ذریعے کہا "ہم فوجیوں نے چوڑیاں نہیں پہنی ہیں۔ ہم الپا جیسی ایک عورت کے محتاج نہیں ہیں۔"

فرانس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے میجرٹی ہنٹر کے آلۂ کار ایک افسر نے کہا "ایک الپا کے نہ رہنے سے دنیا کا کاروبار نہیں رکے گا۔ ہمارے نادیدہ فوجی جوان پارس کو تلاش کریں گے۔ وہ جہاں بھی نظر آئے گا' اسے گولی مار دیں گے۔"

الپا نے کہا "یہ تم نہیں بول رہے ہو۔ تمہارے پیچھے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے بول رہے ہیں۔ تم میں سے کتنے ہی فوجی افسران جان کولن' میجرٹی ہنٹر اور دیوی کے معمول اور تابعدار بنے ہوئے ہیں اور یہ راز ہمارے ملک کے اکابرین سے چھپا رہے ہیں لیکن میری اس سچائی پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔"

دیوی کے ایک آلۂ کار افسر نے کہا "تمہارے کہہ دینے سے ہم کسی دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والے کے آلۂ کار نہیں بن جائیں گے۔ تم الزام دے رہی ہو لیکن ہم پارس کو موت کے گھاٹ اتار کر ثابت کردیں گے کہ تم نے اسے یہاں بلایا ہے اسی لیے ایک ہفتے تک روپوش رہنے کے بہانے اسے تخریب کاری کی چھوٹ دے رہی ہو۔"

وہ بولی "ہم میں سے کون کتنے پانی میں ہے' یہ ایک ہفتے میں معلوم ہو جائے گا۔ اگر ایک ہفتے بعد تم سب ناکام رہو گے تو میں پارس کو یہ ملک چھوڑنے پر مجبور کردوں گی اور جب ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گی تو تم تینوں آلۂ کار بننے والے افسروں کو گولی مار دوں گی۔ کسی بھی دشمن کے آلۂ کار کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

برین آدم نے کہا "الپا کے اس چیلنج کے ساتھ ہی ہم جا رہے ہیں۔ آئندہ ایک ہفتے کے بعد ملاقات ہوگی۔"

وہ اجلاس ختم ہوگیا۔ وہ تینوں آلۂ کار افسران اس فکر میں مبتلا ہوگئے کہ پارس کو کس طرح تلاش کرکے اس پر غالب آیا جائے۔ دیوی' جان کولن اور ٹی ہنٹر کی یہ خواہش تھی کہ ایک ہفتے کے اندر کامیابی حاصل کی جائے اور یہ ثابت کردیا جائے کہ اسرائیلی فوج اور انٹیلی جنس بڑی باصلاحیت ہے۔ انہوں نے پارس کو اس کے برے انجام تک پہنچا کر الپا کو غدار ثابت کیا ہے۔

یہ بہت بڑا چیلنج تھا۔ وہ کامیابی حاصل کرکے الپا کو ہمیشہ کے لیے اسرائیل کے تمام اکابرین کی نظروں سے گرا سکتے تھے۔ اسے زیرو بنا کر خود ہیرو بن کر اسرائیلی حکام اور پوری فوج کو اپنے اشاروں پر نچا سکتے تھے۔ انہوں نے اپنے تمام نادیدہ سراغ رسانوں کو تل ابیب اور اس کے مضافاتی علاقوں میں پھیلا دیا۔ وہ اسے تمام چھوٹے بڑے ہوٹلوں میں اور کرائے کے کاٹیجوں اور [illegible] میں تلاش کرنے لگے۔

الپا کے مقابلے میں وہ تین تھے۔ یعنی دیوی' جان کولن اور [illegible] ہنٹر۔ ویسے الپا بظاہر اکیلی تھی۔ ایک تھی مگر تعداد میں تین [illegible] یعنی اس کے ساتھ نتاشا اور نتالیہ بھی تھیں۔

وہ دو بہنیں یہ فیصلہ کرچکی تھیں کہ الپا کی قدر و قیمت [illegible] نہیں دیں گی۔ اسے بدستور مملکت اسرائیل کا اہم ستون بنا [illegible] کی پشت پر رہ کر وہاں حکومت کرتی رہیں گی۔ یہودی ہونے [illegible] حوالے سے وہ نیک نیتی کے ساتھ ایسا کر رہی تھیں۔

انہوں نے الپا کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو حکم [illegible] کہ وہ نادیدہ رہ کر پارس کو تلاش کریں۔ وہ دونوں خود نادیدہ [illegible] ایسی ایسی جگہ جاتی تھیں جہاں پارس کو ڈھونڈ لینے کی توقع [illegible] تھی۔

چھ زبردست ٹیلی پیتھی جاننے والے اور نادیدہ بن جا[نے] والے اپنی اپنی نادیدہ فوج کے ذریعے اس اکیلے کو تلاش کر[رہے] تھے۔ پھر اس اکیلے نے اپنے مخصوص انداز میں شرارتیں شر[وع] کردیں۔ دوسری صبح تمام شہری پریشان ہوگئے۔ تل ابیب کے کسی بھی بازار میں کسی بھی جانور کا گوشت فروخت ہونے [کے] لیے نہیں آیا۔ تمام قسائیوں نے اپنے اپنے علاقوں کے تھا[نوں میں] رپورٹ درج کرائی کہ پچھلی رات انہوں نے اپنے مویشی [باندھ] رکھے تھے۔ صبح چار بجے جب انہیں کاٹنے اور ان کا گوشت بازاروں میں پہنچانے کا وقت آیا تو وہ تمام بندھے ہوئے جانور [غائب] ہوچکے تھے۔ رپورٹ میں یہی لکھوایا گیا کہ چور مویشیوں کو [چرا] لے گئے ہیں۔

شہر میں دو چار جگہ چوری ہوسکتی تھی۔ پچیس' پچاس [جانور] چرائے جاسکتے تھے لیکن ایک ہی دن میں تقریباً پندرہ ہزار [جانوروں کے] چرائے جانے کی رپورٹ حیران کن اور پریشان کن تھی۔ [ان کی] درج کرائی جانے والی رپورٹ کو جھٹلایا نہیں جاسکتا تھا۔ وہ [سب] پیشہ ور قسائی تھے۔ بازار میں گوشت نہ لاکر اپنا نقصان نہیں ک[ر سکتے] تھے۔

پھر چند گھنٹوں کے بعد ہی شہریوں کی طرف سے اور [illegible] پریشان کن اطلاعات ملنے لگیں۔ اطلاعات یہ تھیں کہ [illegible] گلیوں میں' شاہراہوں میں اور بازاروں میں مختلف جانور[وں کی] آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ گائے' بکریوں اور سوروں کی [آوازیں] کبھی اتنے قریب سے آتی ہیں کہ عورتیں اور بچے خوف زدہ [ہو کر] چیختے ہوئے بھاگنے لگتے ہیں اور بھاگ کر جدھر جاتے ہیں [ادھر] بھی آوازیں سنائی دینے لگتی ہیں۔

یہ بات سمجھ میں آنے لگی کہ ان تمام جانوروں کے [illegible] میں نادیدہ گولیوں کا سفوف ملایا گیا ہے اور وہ سب چارا کھا[نے کے] بعد نادیدہ ہوگئے ہیں۔ سب کے ذہنوں میں ایک ہی سوال [illegible]



کس ستم ظریف نے ایسی حرکت کی ہے؟

دیوی نے پارس کے پاس آکر پوچھا "یہ کیا حرکت ہے؟"

"کس حرکت کے بارے میں پوچھ رہی ہو؟"

"انجان نہ بنو۔ تم نے شہر کے بے شمار جانوروں کو نادیدہ بنانے والی گولیاں کھلادی ہیں۔"

"الزام نہ دو۔ میں اکیلا ہوں۔ ہزاروں جانوروں کو کیسے یہ گولیاں کھلا سکتا ہوں۔"

"مجھے بے وقوف نہ سمجھو۔ تم اکیلے نہیں ہو۔ بابا صاحب کے ادارے کے بے شمار جاسوس یہاں نادیدہ بن کر رہتے ہیں۔ وہ تمہارے لیے کام کر رہے ہیں۔"

"بڑی مشکل ہے۔ تمہارے' جان کولن کے اور ٹی ہنٹر کے کئی جاسوس نادیدہ ہیں۔ الپا کے بھی نادیدہ ماتحت ہیں۔ چلو میرے بھی نادیدہ ماتحت ہیں۔ پھر بے چارے جانوروں کا کیا قصور ہے کہ وہ نادیدہ نہیں ہوسکتے؟ بھئی اسے ایک تجربہ سمجھو۔ تجربے نے ثابت کردیا ہے کہ وہ بھی نادیدہ ہوسکتے ہیں۔"

ایسے وقت الپا بھی اس کے اندر پہنچ گئی' کہنے لگی "میں سب سن رہی ہوں۔ تم نے شہر کے جانوروں کو نادیدہ بنا کر اچھا نہیں کیا ہے۔ جگہ جگہ ان کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں لیکن وہ نظر نہیں آرہے ہیں۔ پورے شہر میں خوف اور بے چینی پھیل گئی ہے۔"

الپا کی آمد کا مطلب یہ تھا کہ اس کے ساتھ نتاشا اور نتالیہ بھی آئی تھیں۔ وہ دونوں پہلی بار پارس کے اندر آکر اس کی باتیں سن رہی تھیں۔ نتالیہ کو پارس کی اس شرارت میں بڑا مزہ آرہا تھا کہ اس نے جانوروں کو نادیدہ بنانے والی گولیاں کھلادی تھیں۔ شہریوں کو نادیدہ جانوروں کی آوازوں سے ڈرنا نہیں چاہیے تھا کیونکہ وہ نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ کسی کو سینگ نہیں مار سکتے تھے۔ اس کے باوجود ان کے ڈرنے سے نتالیہ لطف اندوز ہو رہی تھی۔

پارس نے الپا کو جواب دیا "شہری خواہ مخواہ تم لوگوں کی طرح خوف زدہ ہو رہے ہیں۔"

"یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ ہم خوف زدہ ہیں؟"

"کیا تم سب کے دلوں میں یہ خوف نہیں ہے کہ میں یہاں بہت بڑا نقصان پہنچانے آیا ہوں؟"

"یہ غلط نہیں ہے۔ تم نقصان پہنچا رہے ہو۔ تم نے ہماری ایک بہت بڑی لیبارٹری کو تباہ کردیا اور اب شہریوں کا سکون برباد کر رہے ہو۔"

"لیبارٹری کو میں نے تباہ نہیں کیا ہے۔ میں وہاں بے شک گیا تھا لیکن اپنی گھر والی کے تعاقب میں تھا۔ جب عورت کے لچھن خراب ہو جائیں تو مرد کو چھپ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہئیں۔ لیب میں کام کرنے والوں نے مجھے دیکھا مگر وہ بدچلن حرافہ بیوی نادیدہ تھی۔"

دیوی نے تڑخ کر کہا "بدچلن اور بدمعاش تم ہو۔ میں تمہاری بدمعاشیاں دیکھتی رہتی ہوں۔ میں نے تمہیں وہاں ٹائم بم رکھتے دیکھا تھا۔"

"گویا تم نے قبول کیا کہ دھماکے سے پہلے وہاں موجود تھیں۔"

"ہاں تھی۔ کیا مجھے کوئی سزا دے سکتا ہے؟"

"تم نے یہاں فوجی افسران کو اپنا آلۂ کار بنایا ہے۔ ان سے وعدہ کرتی ہو کہ الپا کے خلاف ان کی پوزیشن مضبوط کرو گی اور مملکت اسرائیل کو تباہی سے بچاؤ گی پھر تم نے لیبارٹری کو تباہ کیوں کیا؟"

"میری مرضی ہے۔ تم پوچھنے والے کون......"

دیوی کہتے کہتے رک گئی۔ وہ روانی میں اقرار کر رہی تھی کہ لیبارٹری میں اسی نے دھماکا کیا تھا۔ وہ غصے سے بولی "یو ڈرٹی ڈاگ! مجھے تمہاری مکاریوں سے نفرت ہے۔"

"تم اس ڈرٹی ڈاگ کے ساتھ سوتی رہی ہو۔ بہرحال میں نے الپا کی موجودگی میں ثابت کردیا ہے کہ لیب میں دھماکے کی مجرم تم ہو۔"

"اونہہ! الپا میرا کیا بگاڑ لے گی۔ وہ مملکت اسرائیل کی سب سے اہم ستون کہلاتی ہے۔ میں اس ستون کو گراؤں گی۔ اس کا آخری وقت قریب آچکا ہے۔"

الپا نے کہا "ایک کتیا خود ساختہ دیوی بن کر اپنی اصلیت بھول رہی ہے کہ ایک کتیا کی طرح ماضی میں کتنی ہی ٹھوکریں کھا چکی ہے۔ تازہ ترین ٹھوکر یہ ہے کہ اس کے گھر والے نے اسے لات مار کر اپنے سے دور کردیا۔"

وہ غصے سے چیخ کر بولی "پارس نے مجھے نہیں ٹھکرایا ہے۔ میں نے اسے ٹھوکر ماری ہے۔"

پارس نے کہا "جب تک ٹھوکر مارنے کی معقول وجہ بیان نہ کی جائے تب تک سمجھ میں نہیں آئے گا کہ کس نے کسے ٹھوکر ماری ہے۔ میرے پاس ٹھوکر مارنے کی معقول وجہ ہے۔"

دیوی نے کہا "تم وجہ بیان نہیں کرو گے۔ بکواس کرو گے۔"

"میری معقول بات بھی تمہیں بکواس لگتی ہے۔ میں جانتا ہوں اس وقت میرے دماغ میں صرف تم اور الپا ہی نہیں ہو۔ جان کولن اور میجرٹی ہنٹر بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ وہ سب تسلیم کریں گے کہ میں نے معقول وجہ سے تمہیں ٹھوکر ماری ہے۔"

الپا نے کہا "معقول وجہ بیان کرو؟"

"میں دیوی شی تارا کی ظاہری چمک دمک سے دھوکا کھا گیا۔ سب ہی دیکھ چکے ہیں کہ یہ کتنی حسین اور پرکشش لگتی ہے لیکن شادی کی رات معلوم ہوا کہ پیتل پر سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے۔ اوپر سے پیلی ہے' اندر سے بوجھو تو سیلی ہے۔ شادی کی رات میری آنکھ کھلی۔ آپ میرے ساتھ حساب کریں کہ یہ بیس برس کی عمر میں ٹیلی پیتھی کے میدان میں آئی تھی اور اب بائیس برس گزر

چکے ہیں۔ یعنی اس کی عمر چالیس برس سے زیادہ ہے۔ مجھے غصہ آیا کہ ایک بڑھیا نے سرخ جوڑا پہن کر مجھے دھوکا دیا ہے۔ مجھ سے یہ فریب برداشت نہ ہوا اور میں نے اسے ٹھوکر مار کر اپنی زندگی سے نکال دیا۔"

"تم جھوٹے ہو۔ مکار ہو۔ باتیں بنا رہے ہو۔ میری عمر اتنی نہیں ہے۔ میں بوڑھی نہیں ہوں۔"

"سیکنڈ ہینڈ گاڑی کو اسٹارٹ کرو تو وہ تمہاری طرح گھر گھر۔ گھر گھر کی آواز میں شور مچاتی ہے۔"

"سیکنڈ ہینڈ ہوگے تم اور تمہارا پورا خاندان....."

"کیا میں سانس روک لوں؟"

"بھگوان کرے ہمیشہ کے لیے تمہاری سانس رک جائے۔"

الپا نے کہا "آہ! بے چاری سیکنڈ ہینڈ۔"

وہ الپا کو گالیاں دینے لگی۔ جان کولن نے کہا "یوں گالیاں دینے اور چیخنے چلانے سے دشمن خوش ہوتے رہیں گے۔"

میجرٹی ہنٹر نے کہا "تم یہاں کسی اور مقصد سے آئی تھیں اور کسی اور معاملے میں الجھ رہی ہو۔ کیا اتنی دیر تک پارس کے دماغ میں رہ کر کچھ معلوم ہوا کہ یہ کس علاقے میں ہے۔"

وہ چپ ہوگئی۔ شاید غصے سے ہانپ رہی تھی۔ جان کولن نے کہا "مسٹر پارس! ابھی آدھا گھنٹا پہلے معلوم ہوا تھا کہ تم تل ابیب میں ہو لیکن ابھی تمہارے چور خیالات سے معلوم ہو رہا ہے کہ تم قاہرہ میں دریائے نیل کے ساحل پر ہو۔"

دیوی نے کہا "اس کے چور خیالات سے دھوکا نہ کھاؤ۔ یہ عجیب د غریب دماغ رکھتا ہے۔ پلک جھپکتے ہی دماغ کو مردہ بنا لیتا ہے پھر دوسری آواز اور لہجہ اپنا کر دوسری شخصیت اختیار کر لیتا ہے۔"

ٹی ہنٹر نے کہا "دیوی جی! آپ اسے عجوبہ بنا رہی ہیں۔"

"میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ پورے یقین سے کہتی ہوں کہ یہ ابھی تل ابیب میں موجود ہے۔"

الپا نے کہا "تم سب فضول باتیں کر رہے ہو۔ مجھے پوچھنے تو دو کہ یہ جانوروں کو نادیدہ بنا کر ہمیں کیوں پریشان کر رہا ہے؟"

پھر الپا نے پارس کو مخاطب کیا لیکن جواب نہیں ملا۔ خراٹے سنائی دینے لگے۔ دیوی نے تلملا کر کہا "دیکھو..... اس کی مکاری دیکھو۔ کیا اتنی جلدی کوئی خراٹے لینے والی نیند سو سکتا ہے؟"

جان کولن اور ٹی ہنٹر نے سوچا۔ اگر اچانک اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا جائے تو یہ سنبھل نہیں پائے گا۔

انہوں نے بیک وقت زلزلہ پیدا کیا۔ انہیں ایسا لگا جیسے خالی میدان میں تلوار چلا رہے ہوں۔ کوئی زخمی نہیں ہو رہا ہے۔ جسے ہونا چاہیے' اس کے خراٹے بدستور سنائی دے رہے تھے۔

وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے پہلی بار پارس کے دماغ کو آزمایا تھا۔ دیوی اس سے پہلے کئی بار اس کے دماغ کے عجائب گھر کے تماشے دیکھ چکی تھی۔ یہ ان کے لیے شدید حیرانی کی بات تھی کہ جس کے دماغ میں تمام دشمن آکر جمع ہوئے ہیں' وہ سو رہا ہے۔

الپا نے کہا "پارس! پلیز مذاق نہ کرو۔ تم جاگ رہے ہو۔ میری بات کا جواب دو۔"

جواب نہیں مل رہا تھا۔ کیسے ملتا؟ گہری نیند سونے والے نہ کچھ سنتے ہیں۔ نہ بولتے ہیں۔ وہ سب اسے بار بار آوازیں دے کر' تھک کر' بیزار ہو کر اس کے دماغ سے چلے آئے۔

دیوی' جان کولن اور ٹی ہنٹر نے اپنا ایک مشترکہ آلۂ کار بنایا تھا۔ وہ تینوں اس کے دماغ میں آکر ایک دوسرے سے گفتگو کرتے تھے۔ اس وقت بھی وہ مشترکہ آلۂ کار کے دماغ میں آئے۔ ٹی ہنٹر نے کہا "یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ پارس عجوبہ ہے۔"

جان کولن نے کہا "جتنا عجوبہ ہے' اتنا ہی خطرناک بھی ہے۔"

دیوی نے کہا "خطرناک اسی وقت تک ہے' جب تک کہ روپوش ہے۔ ایک بار ہمارے سامنے آجائے تو ہم اسے بچ نکلنے کا موقع نہیں دیں گے۔ میں تو اسے دیکھتے ہی گولی مار دوں گی۔"

"ہم اسے کب زندہ چھوڑیں گے لیکن معلوم تو ہو کہ وہ کہاں ہے؟"

"وہ قاہرہ میں ہے لیکن دیوی جی کہتی ہیں' تل ابیب میں ہے۔"

دیوی نے کہا "اس کے چور خیالات دشمنوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ تم دونوں بھی بھٹک جاؤ گے۔ میری بات کا یقین نہ ہو تو اسے تلاش کرنے دریائے نیل کے ساحل پر جاؤ۔ میں اسے جلد ہی یہاں ڈھونڈ نکالوں گی۔"

دوسری طرف الپا پریشان تھی۔ اسے پارس سے کام کی باتیں کرنے کا موقع نہیں ملا تھا۔ دیوی وغیرہ کی مداخلت کے باعث وہ یہ بھی نہ کہہ سکی کہ آئندہ وہ جانوروں کو نادیدہ بنانے والی حرکتیں نہ کرے اور بھی بہت سی اہم باتیں کرنی تھیں۔ نتاشا نے اس کی سوچ میں کہا "کوئی بات نہیں۔ جب وہ نیند سے بیدار ہوگا تو دوبارہ اس کے دماغ میں جا کر بات کروں گی۔"

نتالیہ نے رات کے کھانے کے بعد کہا "سسٹر! مجھے نیند آرہی ہے۔ میں سونے جا رہی ہوں۔"

"جاؤ آرام کرو۔ میں صرف پارس کو ہی نہیں' دیوی کو بھی ٹریپ کرنے کی فکر میں ہوں۔ پارس نے جس طرح دیوی کو طیش دلایا تھا' اس سے یہ معلوم ہوا کہ دیوی اپنی توہین برداشت نہیں کرتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسے بہت جلد غصہ آجاتا ہے۔"

"سسٹر! میں پارس کی ذہانت پر حیران ہوں۔ اس نے کس طرح اسے غصہ دلا کر یہ اگلوالیا کہ اسی نے لیب کو بم سے اڑایا تھا۔"

نتاشا نے کہا "غصہ انسان کو احمق بنا دیتا ہے۔ میں دیوی کی اسی کمزوری سے کھیلوں گی۔ جاؤ تم سو جاؤ۔"

نتالیہ اپنے بیڈ روم میں آکر لیٹ گئی۔ اس نے سسٹر سے کہا تھا' نیند آرہی ہے لیکن بستر پر لیٹ کر سوچنے لگی۔ اسے پارس کی باتیں یاد آنے لگیں۔ اس کی باتوں میں جو ہیرا پھیری ہوتی تھی' وہ نتالیہ کو اچھی لگی تھی۔

پھر یہ بات متاثر کر رہی تھی کہ وہ محض دلچسپی پیدا کرنے کے لیے ہیرا پھیری نہیں کرتا تھا بلکہ اس طریقۂ کار سے اپنے مخالفین کو الجھا دیتا تھا اور ان سے اپنے مطلب کی باتیں اگلوا لیتا تھا۔

وہ بستر پر کروٹیں بدل کر یقین سے یہ سوچ رہی تھی کہ وہ نہیں سو رہا ہے۔ سونے کا بہانہ کر کے سب ہی کو اپنے دماغ سے جانے پر مجبور کر چکا ہے۔ بھلا کوئی ایسے وقت سو سکتا ہے' جب کہ دماغ میں ایک نہیں کئی دشمن موجود ہوں؟

وہ کروٹ بدل کر زیر لب بولی "مکار!"

پھر اسے مکار کہہ کر مسکرانے لگی۔ بڑی دیر بعد اسے خیال آیا کہ وہ کروٹیں بدل رہی ہے مگر کسی کروٹ نیند نہیں آرہی ہے۔ اس کے اندر ایک ہی بات گردش کر رہی تھی' کیا واقعی وہ سو رہا ہے؟ کیا سب کو اپنے اندر سے بھگانے کے بعد خراٹے لے رہا ہوگا؟

اس نے ان سوالوں کے جواب میں خود ہی سوچا "نہیں۔ اب کیوں سوئے گا؟ وہ جاگ رہا ہوگا اور جاگنے کے بعد کسی معاملے میں مصروف ہوگا۔"

وہ اٹھ کر بیٹھ گئی "کیا میں اس کے دماغ میں جھانک کر دیکھوں؟ جھانکنے سے کوئی نقصان نہیں ہوگا؟ وہ مجھے نہیں جانتا ہے۔ میں چپ چاپ واپس آجاؤں گی۔"

وہ آرام سے بیٹھ گئی۔ پارس کی آواز اور لہجے کو یاد کر کے اپنی گرفت میں لینے لگی پھر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی اور سیدھی اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

وہ خراٹے نہیں لے رہا تھا مگر سو رہا تھا۔ اپنے دماغ کی اسکرین پر خواب دیکھ رہا تھا۔ اسکرین پر باریک ریشمی پردے لہرا رہے تھے۔ ان پردوں کے پیچھے ایک دوشیزہ اس طرح دکھائی دے رہی تھی کہ صاف چھپتی بھی نہیں تھی اور سامنے آتی بھی نہیں تھی۔

وہ کہہ رہا تھا "ہائے! اب آئی ہو۔ کب سے آوازیں دے رہا ہوں۔ آوازیں دیتے دیتے میرا گلا پنکچر ہوگیا ہے۔"

پنکچر ہونے کی بات پر نتالیہ کو ہنسی آگئی۔ وہ بولا "واہ! کیا سُریلی ہنسی ہے۔ کیا لتا منگیشکر کی اولاد ہو؟"

نتالیہ نے سوچا۔ اسے ہنسنا نہیں چاہیے تھا۔ یہ سمجھ رہا ہے کہ خواب والی دوشیزہ ہنس رہی ہے۔ پھر اس نے سوچا "اسے یہی سمجھنے دیا جائے۔ میں کچھ بولوں گی تو یہ اسے خواب والی کی گفتگو سمجھے گا۔ بڑا مزہ آئے گا۔ یہ دوسروں کو اُلّو بناتا ہے۔ میں اسے اُلّو بناؤں گی۔"

پارس نے پوچھا "اے پردہ نشیں! چپ کیوں ہو؟ میرے سامنے آؤ اور دنیا کی ہر عورت کی طرح بولنے کا ریکارڈ توڑنا شروع کردو۔"

نتالیہ نے کہا "میں روبرو نہیں آؤں گی۔"

"کیوں نہیں آؤ گی؟"

"ایسی ملاقات کا کیا فائدہ؟ آنکھ کھلتے ہی ہم ایک دوسرے کے لیے گم ہو جائیں گے۔ تمہیں تعبیر نہیں ملے گی اور مجھے تم نہیں ملو گے۔"

"ہاں' تم ٹھیک کہتی ہو۔ تم میرے خواب میں آئی ہو' آنکھ کھلتے ہی چلی جاؤ گی لیکن اپنے حسن کا جلوہ تو دکھا دو۔"

"مجھے افسوس ہے میں پردے سے باہر نہیں آسکوں گی۔ صرف اپنی آواز سناتی رہوں گی۔ اگر مجھے دیکھنا اور حاصل کرنا چاہتے ہو تو آگے آؤ۔ پردہ ہٹاؤ اور مجھے دیکھ لو' مجھے پالو۔"

نتالیہ اس کے دماغ میں رہ کر اس کے خواب کی اسکرین دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر باریک ریشمی پردوں کی طرف آرہا تھا لیکن ایک پردہ ہٹا رہا تھا تو وہ دوسرے پردے کے پیچھے سے جھلکنے لگتی تھی پھر دوسرے پردے کی طرف لپک کر جاتا تھا تو وہ تیسرے پردے کے پیچھے پہنچ جاتی تھی۔ پتا نہیں اس کے خواب میں وہ کون تھی؟ وہ جو کوئی بھی تھی' نتالیہ کو اس آنکھ مچولی میں بڑا مزہ آرہا تھا۔

جب وہ خواب والی بار بار چھپنے لگی تو اس کے چھپتے وقت نتالیہ ہنسنے لگی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ خواب والی ہنستے ہنستے چھپ رہی ہو۔ پارس نے پوچھا "آخر تم کتنے پردوں کے پیچھے ہو؟ میں دیکھنا چاہتا ہوں تم کتنی حسین اور دل نشین ہو۔"

"میں تم سے خواب میں نہیں ملوں گی۔ تمہاری کھلی آنکھوں کے سامنے آؤں گی۔ مجھے بتاؤ کہاں ملاقات ہو سکتی ہے؟"

"تم جہاں کہو گی' سر کے بل چلا آؤں گا۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ تم آؤ گے؟ اور آؤ گے تو نظر آؤ گے؟ تم تو نادیدہ بن کر رہتے ہو۔"

"یہ تم سے کس نے کہہ دیا کہ میں نادیدہ بن کر رہتا ہوں۔ ایسا تو میرے دشمن سمجھتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ میں ایک گبرو جوان کے بہروپ میں رہتا ہوں۔"

"اگر میں آؤں گی تو کیسے پہچانوں گی؟ کس بہروپ میں ہو؟"

"ہاں! یہ مسئلہ ہے کہ میں بھی تمہیں کیسے پہچانوں گا کیونکہ یہاں خواب میں تم اپنا جلوہ نہیں دکھا رہی ہو۔"

"یہاں مجھے دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ میں بھی تمہاری طرح روپ بدل کر آؤں گی۔ ہمیں یہ طے کر لینا چاہیے کہ ہم ایک دوسرے کو کیسے پہچانیں گے؟"

"یہ مسئلہ ہونے کے باوجود مسئلہ نہیں ہے۔ میں اپنے کوٹ کے کالر میں پھول لگاؤں گا' تم اپنے بالوں میں پھول لگاؤ گی۔"

"محبت کرنے والے پھولوں' رنگوں اور خوشبوؤں سے پہچانے

جاتے ہیں۔ جہاں ہم ملیں گے وہاں اور دو چار محبت کرنے والے پھول لگا کر آئیں گے تو ہم ایک دوسرے کو کیسے پہچانیں گے؟"

"آسان طریقہ ہے۔ میں اپنے کالر میں اور تم اپنے بالوں میں گوبھی کا پھول لگا کر آؤ گی۔"

"مذاق نہ کرو' مسئلہ حل کرو۔"

"میں نیوی بلیو کلر کا سوٹ پہن کر کالر میں سفید پھول لگاؤں گا۔ تم کیا پہنو گی؟"

"میں اورنج کلر کے بلاؤز اور بلیک اسکرٹ میں رہوں گی۔ میرے بالوں میں زرد رنگ کا پھول ہو گا۔"

"ہائے! اس طرح ملاقات کا وقت مقرر کرتے ہوئے دل اتنی تیزی سے دھڑک رہا ہے کہ اب میری آنکھ کھلنے والی ہے۔ افسوس آنکھ کھلتے ہی تمہاری آواز بھی گم ہو جائے گی۔"

"کوئی بات نہیں۔ ہم کل صبح ریواز گارڈن میں کیوپڈ کے فوارے کے پاس ملیں گے۔"

پارس نے آنکھیں کھول دیں پھر سوچنے لگا "ہم نے کتنی ترقی کی ہے۔ اب خوابوں میں لڑکیوں سے ملنے کا وقت اور جگہ بھی مقرر کر لیتے ہیں۔ پہلے زمانے میں کبوتروں کے ذریعے خط بھیجتے تھے یا معشوق کی گلی میں فراق کے گیت گاتے تھے یا ملاقات کرنے کے لیے پہلے فون کرتے تھے لیکن فون لڑکی کا باپ اٹھا لیتا تھا۔ خواب میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ لڑکی کا باپ آ جائے۔ پتا نہیں کون حسینہ تھی؟ کل اس کا دیدار کروں گا۔ اگر اپنی آواز کی طرح سُریلی ہوئی تو اس کے ساتھ محبت کی ایک لازوال داستان شروع کروں گا۔ پردے والی! تم سن رہی ہو نا؟"

ثنالیہ پہلے تو اس کی باتیں سن کر مسکرا رہی تھی پھر اس نے پردے والی کہہ کر مخاطب کیا تو وہ چونک گئی۔ چونکنے کی بات ہی تھی۔ جب خواب ٹوٹ چکا تھا اور کوئی اس کے مقابل نہیں تھی تو وہ پھر کسے مخاطب کر رہا تھا؟

وہ دھڑکتے ہوئے دل سے سوچنے لگی "مجھے خیال ہی نہ رہا کہ اس کی آنکھ کھلنے سے پہلے چلے جانا چاہیے۔ یہ ابھی مجھے اپنے دماغ میں محسوس کر رہا ہے۔"

پارس نے پوچھا "خاموش کیوں ہو؟ میرے دماغ کے خالی مکان میں آئی ہو تو کچھ بولو۔ اس پردے والی کی طرح آنکھ مچولی نہ کھیلو۔"

ثنالیہ پریشان ہو گئی۔ وہ اس کی موجودگی کو سمجھ رہا تھا اور یہ عجیب بات ہے کہ خواب دیکھنے کے دوران میں سمجھ رہا تھا۔ وہ بولا۔ "میں تو وہی نیوی بلیو کلر کا سوٹ پہن کر آؤں گا۔ تمہیں اپنے لباس اور پھول کی میچنگ یاد ہے نا؟"

وہ حیرت سے چیخ پڑی "تم خواب نہیں دیکھ رہے تھے۔ مجھے اُلّو بنا رہے تھے؟"

"تم بھی تو یوں باتیں کر رہی تھیں جیسے وہ خواب والی حسینہ بول رہی ہو۔ کیا اس طرح تم مجھے اُلّو نہیں بنا رہی تھیں؟"

"تم پکے فراڈ ہو۔"

"مجھے غلط نہ سمجھو۔ میں فراڈ کرنے والوں کے ساتھ فراڈ کرتا ہوں لیکن جسے دل دیتا ہوں اسے دل میں بٹھا لیتا ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں کہ مجھے دھوکا نہیں دو گے؟"

"اس کا انحصار تم پر ہے۔ دل دو گی' دل لو گی۔ دھوکا دو گی تو دھوکا کھاؤ گی۔"

"مجھ سے دل کی نہیں دوستی کی بات کرو۔ تم مجھے اچھے لگتے ہو۔ بڑے مزے مزے کے تماشے کرتے ہو۔ اگر مجھ سے سچی دوستی کرو گے تو میرا وقت بڑے مزے سے گزرے گا۔"

"اگر ریواز گارڈن میں اسی جگہ ملو گی اور میرے خلاف کوئی چال نہیں چلو گی تو ایک سچی دوستی کی حق دار رہو گی۔"

"میں تم سے متاثر ہوں۔ تمہارے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچاؤں گی۔"

"کیا تمہیں پورا یقین ہے کہ تم کسی کی معمولہ اور تابعدار نہیں ہو؟"

"نہیں' میں اس طرح زندگی گزارتی ہوں کہ آج تک کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا مجھے جانتا' پہچانتا نہیں ہے۔ تم پہلے شخص ہو جس نے میری آواز سنی ہے۔"

"کچھ اپنے بارے میں بتاؤ۔ تم کون ہو؟ میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں اور والیوں کو جانتا ہوں۔ تم میرے لیے نئی اور اجنبی ہو۔"

پارس کو اندازہ تھا کہ اس وقت اس کے دماغ میں ثناشا یا ثنالیہ میں سے کوئی ہو گی۔ یہ حقیقت وہ خود اس سے اگلوانا چاہتا تھا۔ وہ بولی "ہاں! میں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں اجنبی ہوں۔ میں چاہوں گی کہ میرے بارے میں ابھی کچھ نہ پوچھو۔ جب ہم ملیں گے اور ایک دوسرے پر اعتماد کریں گے تو پھر رفتہ رفتہ تم میرے بارے میں سب کچھ معلوم کر لینا۔"

"تم کہتی ہو تو میں تمہارے بارے میں کچھ نہیں پوچھوں گا مگر یہ تو بتاؤ تم مجھ میں دلچسپی کیوں لے رہی ہو؟"

"مجھے تمہاری شرارتیں بہت اچھی لگ رہی ہیں۔ تم نے جانوروں کو نادیدہ بنا کر بڑی عجیب و غریب شرارت کی ہے۔ میں نے خوب انجوائے کیا ہے۔"

"اب میں نئی شرارت کرنے جا رہا ہوں۔"

"اچھا؟" وہ خوش ہو کر بولی "اب کیا کرو گے؟"

"کل صبح دیکھو گی تو مزہ آ جائے گا۔"

وہ ٹھنک کر بولی "صبح نہیں ابھی بتاؤ۔ پلیز!"

"ابھی مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔ اگر تم میری شرارتوں میں دلچسپی لینا چاہتی ہو تو آؤ' میں جو کر رہا ہوں وہی کرو۔"

"شرارت دلچسپ ہو گی تو آؤں گی۔ پہلے بتاؤ کیا کر رہے ہو؟"



"تم جانتی ہو کہ بہت سے بچے ضرورت سے زیادہ شریر ہوتے ہیں۔ ماں باپ تنگ آ کر کہتے ہیں۔ ایسی اولاد کا نہ ہونا اچھا ہے۔ اب میں ایسے بچوں کو نادیدہ بنا دوں گا۔ وہ زندہ رہیں گے لیکن والدین کے طعنے اور کوسنے کے مطابق نابود ہو چکے ہوں گے۔ ایسے والدین کو یہ نصیحت ملنی چاہیے کہ وہ اپنے شریر بچوں سے اتنے بیزار نہ ہوں کہ ان کے مرنے کی بددعا کریں۔ شریر بچے بہت ذہین ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھ محبت کا سلوک کیا جائے تو آگے جا کر والدین کے لیے وبالِ جان نہیں بنتے۔"

ثنالیہ نے قائل ہو کر کہا "یہ بڑی دلچسپ شرارت بھی ہو گی اور عمدہ نصیحت بھی۔ میں ضرور آؤں گی۔ بولو کب شروع کر رہے ہو اور میں کہاں ملوں؟"

"میں اسی لیے جاگ رہا ہوں کہ اب مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔ تم اس وقت کہاں ہو؟ میں وہیں آ جاؤں گا۔"

وہ گھبرا کر بولی "یہاں نہ آنا۔ سسٹر دیکھ لیں گی۔"

اس نے گھبراہٹ میں یہ بتا دیا کہ اس کی کوئی سسٹر بھی ہے اور پارس نے سمجھ لیا کہ وہ سسٹر ثناشا ہو گی۔ وہ بولا "آرمی کے جو بنگلوز ہیں ان میں سے بنگلا نمبر ۲۰۶ کی چھت پر آ جاؤ۔ چھت پر اس لیے بلا رہا ہوں کہ تمہارے پاس فلائنگ کیپسول ہو گا۔"

"ہاں! میرے پاس بہت کچھ ہے۔ یہ بتاؤ کتنی دیر میں پہنچوں؟"

"ٹھیک پندرہ منٹ کے بعد میں وہاں ملوں گا۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ اس وقت گھڑی میں رات کا ایک بج رہا تھا۔ وہ نادیدہ بن کر اپنے بیڈ روم سے باہر آئی۔ ثناشا کے بیڈ روم میں آ کر دیکھا۔ وہ گہری نیند میں تھی۔ اسے اطمینان ہوا پھر وہ اپنے بنگلے کی چھت پر آ گئی۔ وہاں پہنچ کر ایک فلائنگ کیپسول کو منہ میں رکھا پھر پرواز کرتے ہوئے پارس کے بتائے ہوئے بنگلا نمبر ۲۰۶ کی چھت پر پہنچ گئی۔ وہ نادیدہ تھی' جسمانی طور پر نمودار ہو کر خود کو کسی پرابلم میں ڈالنا نہیں چاہتی تھی۔

اس چھت پر پارس بھی نادیدہ تھا۔ پہلے وہ یقین کرنا چاہتا تھا کہ وہ تنہا آئی ہے۔ چونکہ وہاں دونوں نادیدہ تھے اس لیے ایک دوسرے کو دیکھ نہیں پا رہے تھے۔ آخر پارس نے آواز دی "کیا تم موجود ہو؟"

"ہاں۔ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔"

"تو پھر نمودار ہو کر پہلے میرا اعتماد حاصل کرو پھر میں نمودار ہو جاؤں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی وہ نمودار ہو گئی۔ چھت پر جیسے چاند نکل آیا۔ چودھویں کا مکمل چاند۔ پارس اسے چند لمحوں تک دیکھتا رہا پھر اس کے سامنے ٹھوس جسم کے ساتھ ظاہر ہو گیا۔ وہ اسے ایک ٹک دیکھنے لگی۔ پارس نے کہا "تمہارے حسن کی چاندنی ایسی ہے کہ میں بے اختیار ظاہر ہو گیا ہوں۔ اگر تمہارے ساتھی کہیں چھپے ہوئے ہوں گے تو مجھے آسانی سے گولی مار سکیں گے۔"

وہ سحر زدہ سی ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی بات پر چونک کر بولی "آں! تم نے کچھ کہا؟"

"میں حیران ہوں کہ تم تنہا آئی ہو۔"

"ہاں۔ یہ بات میرے اندر گونج رہی تھی کہ مجھے تم سے ملنے سے پہلے اپنے تحفظ کو یقینی بنا لینا چاہیے۔ میں نے تمہارے فراڈ اور چال بازیوں کے متعلق بہت کچھ سنا ہے لیکن تم نے کہا تھا تم فراڈ کرنے والوں کے ساتھ فراڈ کرتے ہو۔ میں نے یہی سن کر تم پر بھروسا کر لیا اور یہاں تنہا چلی آئی۔ اسے میری نادانی سمجھ لو لیکن میں خوب شرارتیں کرنا اور ہنسنا بولنا چاہتی ہوں اسی لیے تم مجھے اچھے لگتے ہو۔"

"تو پھر خوب شرارتیں کرو اور خوب ہنستی رہو۔ میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

"لیکن وہ شریر بچے کہاں ہیں جنہیں تم نادیدہ بنانا چاہتے ہو؟"

"وہ اپنے اپنے گھروں میں ہیں اور انہیں کھانے پینے کی چیزوں میں نادیدہ گولیوں کا سفوف ملا کر دیا جا رہا ہے۔"

"تم تو یہاں ہو' کیا تمہارے آدمی ایسا کر رہے ہیں؟"

"ہاں۔ اس شہر میں لاکھوں بچے ہیں۔ کم سے کم سو دو سو بچوں کو تو نادیدہ بنانا ہی چاہیے۔ میرے درجنوں ماتحت یہ کام کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ چلو' میں تمہیں دکھاتا ہوں۔"

وہ دونوں مختلف بنگلوں میں اور مختلف اپارٹمنٹس میں جانے لگے۔ پارس وہاں کسی نہ کسی ماتحت کو مخاطب کرتا تو وہ نمودار ہو کر کہتا تھا "یس سر! اس گھر کے بچے کو خوراک دے دی گئی ہے۔ وہ اپنے بستر پر سو رہا ہے لیکن نظر نہیں آ رہا ہے۔"

ثنالیہ نے پارس سے پوچھا "یہ بچے کب تک نادیدہ رہیں گے؟"

"دوا کی خوراک اس حساب سے دی گئی ہے کہ وہ کل دوپہر تک نمودار ہو جائیں گے۔"

وہ دونوں مختلف رہائش گاہوں میں جا کر نادیدہ کیے جانے والے بچوں کے بارے میں معلوم کرتے رہے پھر ایک نائٹ کلب کے ریستوران میں آ گئے۔ ایک میز کے اطراف بیٹھ گئے۔ پارس نے پوچھا "کیا پیو گی؟"

ثنالیہ نے پوچھا "کیا تم پیتے ہو؟"

وہ ہنستے ہوئے بولا "میں جام سے جام ٹکرانے والی بات نہیں کر رہا ہوں۔ میں کبھی نشہ نہیں کرتا۔ کیا تم پیتی ہو؟"

"میں کھانے سے پہلے صرف ایک پیگ لیتی ہوں۔ اس سے زیادہ سسٹر اجازت نہیں دیتی۔"

"یعنی اجازت مل جائے تو ایک پیگ سے زیادہ پینا چاہو گی؟"

"تم ساتھ دو گے تو ضرور پینا اور مستی میں جینا چاہوں گی۔"

"پینے سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں درجنوں بوتلیں پی جاتا ہوں مگر مجھے نشہ نہیں ہوتا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟ پینے سے ضرور نشہ ہوگا۔ تمہیں بھی ہوگا۔ تم کوئی سپرمین نہیں ہو۔"

اس نے دو بوتلوں کا آرڈر دیا۔ ایک بوتل سے اس نے نتالیہ کے لیے ڈبل پیگ بنایا پھر دوسری بوتل کھول کر اپنے منہ سے لگالی۔ وہ گھبرا کر بولی "یہ کیا کررہے ہو؟ پانی یا سوڈا ملائے بغیر پیو گے تو چکرا کر گر پڑو گے۔"

مگر وہ پی رہا تھا۔ بوتل منہ سے الگ نہیں کررہا تھا۔ غٹاغٹ پیتا چلا جارہا تھا۔ اگرچہ وہ پہلے کی طرح زہریلا نہیں رہا تھا لیکن اندرونی جسمانی نظام جو برسوں سے زہر کا عادی ہوچکا تھا' وہ اب بھی شراب کو پانی بنا دیتا تھا۔ نتالیہ اسے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ اس نے بوتل خالی کرکے میز پر رکھ دی۔ اسے مسکرا کر دیکھنے لگا۔

وہ پریشان ہوکر بولی "اب تم بہکنے والے ہو۔ سچ بتاؤ' میرے ساتھ کیسا سلوک کرو گے؟"

وہ ہنس کر بولا "میں ہوش و حواس میں ہوں۔ اپنا گلاس اٹھاؤ اور شروع ہوجاؤ۔"

وہ گلاس اٹھا کر پینے لگی۔ آدھا گلاس پینے کے بعد بولی "واقعی تم نارمل ہو جبکہ تمہیں بہکنا چاہیے۔"

اس نے پھر گلاس منہ سے لگالیا۔ جب وہ خالی ہوا تو پارس نے اسے دوسرا ڈبل پیگ بنا کردیا۔ وہ پینے کی عادی نہیں تھی مگر یہ سوچ رہی تھی کہ ساتھی کا ساتھ نہیں دے گی تو بڑی سبکی ہوگی۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر پینے لگی۔ نشہ جم رہا تھا۔ دنیا بہت رنگین اور سامنے بیٹھا ہوا بہت خوبرو دکھائی دے رہا تھا۔

وہ اس کی طرف انگلی اٹھا کر بولی "تم بڑے وہ ہو۔"

"کیا ہوں؟"

"وہ ہو.... جادوگر۔ تم نے مجھ پر جادو کردیا ہے۔ تمہاری شخصیت مجھے اپنی طرف کھینچتی رہتی ہے۔ کیا میں بھی تمہیں کھینچتی ہوں؟"

"تم تو کھینچنے کے لیے پیدا ہوئی ہو۔"

اس نے دوسرا گلاس بھی خالی کردیا۔ اب اسے ایک کے دو نظر آرہے تھے۔ درودیوار گھومتے ہوئے سے لگ رہے تھے۔ پارس نے بل ادا کیا پھر اسے سہارا دے کر اپنے ایک بازو میں دبوچ کر کلب کے باہر لے آیا۔ ایک ٹیکسی ڈرائیور نے پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا۔ وہ دہاں بیٹھ گئے۔ وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر بڑبڑانے لگی "آئی لو یو۔ میں نہیں جانتی' دشمن سے کیسے پیار ہوجاتا ہے؟ اب بھی نہیں سمجھ رہی ہوں مگر پیار ہوگیا ہے' سو آئی لو یو۔"

پارس نے اس کے سر کے پیچھے لگے ہوئے برین گارڈ کو اس سے الگ کردیا تھا۔ وہ آلہ برین گارڈ خیال خوانی کی لہروں کو دماغ میں آنے سے روکتا تھا۔ نتاشا اور نتالیہ اس آلے کے ذریعے دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے محفوظ رہتی تھیں۔ پارس نے برین گارڈ کو اس کے سر سے الگ کرکے اس کے دماغ میں پہنچ کر رہائش کا پتا معلوم کیا پھر وہ برین گارڈ اس کے سر سے لگادیا۔

دونوں بہنیں تل ابیب کے مہنگے علاقے میں رہتی تھیں۔ پارس نے ایک خوب صورت سے بنگلے کے سامنے ٹیکسی رکوائی۔ نتالیہ کو سہارا دے کر ٹیکسی سے باہر لایا۔ ڈرائیور کو کرایہ دیا۔ جب وہ چلا گیا تو وہ نتالیہ کو بازوؤں میں اٹھا کر احاطے کی روش سے گزرتا ہوا دروازے پر آیا۔ وہاں اسے بازوؤں سے اتار کر ایک دیوار کے سہارے کھڑا کیا پھر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔

دوسری بار بیل بجانے سے دروازے کے پیچھے کھٹکا سا ہوا جیسے ہی دروازہ کھلنے لگا' وہ نادیدہ ہوگیا۔ نتاشا نیند کے خمار میں تھی۔ اس نے چونک کر چھوٹی بہن کو دیکھا۔ وہ دیوار کا سہارا لیے کھڑی تھی۔ وہ لپک کر اس کے پاس آئی۔ اس کے دونوں بازوؤں کو تھام کر بولی۔

"نتالیہ! تم اپنے بیڈ روم میں تھیں.... پھر باہر...."

وہ ذرا رک گئی پھر بولی "بُو آرہی ہے۔ تم نے شراب پی ہے۔ کیا اتنی رات کو کسی بار سے آرہی ہو' اکیلی گئی تھیں؟"

نتاشا اِدھر اُدھر دیکھ کر بولی "تم اتنی مدہوشی میں تنہا نہیں آئی ہو۔ کسی نے تمہیں یہاں تک پہنچایا ہے۔ کون تھا وہ؟ مجھے بتاؤ' وہ کون تھا؟"

وہ ذرا لڑکھڑا کر بولی "کہاں ہو تم؟ اے خبردار! مجھے چھوڑ کر نہ جانا۔"

وہ اسے سہارا دے کر اندر لے جاتے ہوئے بولی "پتا نہیں تم کیا کر بیٹھی ہو۔ یہ تو بتاؤ' جس کے ساتھ گئی تھیں' اس کا نام کیا ہے؟"

"وہ... اس کا نام محبت ہے۔ وہ.... وہ میرے خوابوں کا شہزادہ ہے۔"

وہ سسٹر کے سہارے چلتے ہوئے بیڈ روم میں آئی۔ سسٹر نے اسے بستر پر لٹا دیا پھر اس کے سر سے برین گارڈ کو الگ کرکے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ تب اسے معلوم ہوا کہ چھوٹی بہن نتالیہ' پارس سے محبت کرنے لگی ہے اور وہ اس کے ساتھ گھر سے باہر تین گھنٹے گزار چکی ہے۔

نتاشا کے قدموں تلے سے زمین کھسکنے لگی۔ بہن ایسے دشمن سے محبت کرنے لگی تھی' جو سب سے زیادہ مکار تھا۔ کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا۔ بڑے سے بڑے دشمنوں کو ہنسی مذاق میں ٹال دیتا تھا۔

ابتدا سے نتاشا کا یہ عزم تھا کہ وہ الپا کو مسلمانوں کا احسان مند ہونے اور ان سے متاثر ہونے نہیں دے گی۔ اب تو اس کی اپنی بہن ایک مسلمان سے عشق کرنے لگی تھی۔ اس طرح وہ بہت بڑی بازی ہار رہی تھی۔



فی الحال تو یہ ہیبت طاری ہوگئی تھی کہ پارس نے نتالیہ کے ذریعے ان کی موجودہ رہائش گاہ دیکھ لی ہے۔ وہ نشے میں تنہا نہیں آئی ہوگی۔ پارس اسے یہاں تک لایا ہوگا اور نادیدہ بن کر ابھی آس پاس کہیں موجود ہوگا۔

ایک زبردست مکار دشمن بالکل قریب ہو' نظر نہ آتا ہو' اس سے بچ نکلنے کی کوئی صورت نہ ہو' عقل یہ کہتی ہو کہ وہ دشمن سایہ بن کر جسم کے اندر سما گیا ہے۔ چھوٹی بہن کے دماغ پر اور بڑی بہن کے جسم پر قبضہ کرچکا ہے تو اسے یہ تسلیم کرنا پڑا کہ اس چالباز نے اچانک ہی بازی پلٹ دی ہے۔

وہ اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ اپنے چاروں طرف دیکھتے ہوئے بولی۔ "تم ہو' تم یہاں موجود ہو۔ پلیز' مجھ سے بات کرو۔ اپنی خاموشی سے مجھے خوف زدہ نہ کرو۔"

کمرے میں گہری خاموشی رہی۔ کوئی نہیں بول رہا تھا۔ وہی جیسے دیواروں سے بول رہی تھی۔ وہ دونوں مٹھیاں بھینچ کر کہنے لگی۔ "میں کہتی ہوں بولو۔ میں نے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں قدم جمانے کے لیے دن رات محنت کی ہے۔ درجنوں منکی مین کو ہلاک کرکے نادیدہ گولیاں' فلائنگ کیپسول اور برین گارڈ وغیرہ حاصل کئے ہیں۔ نادیدہ بن کر ٹرانسفارمر مشین سے گزر کر ٹیلی پیتھی سیکھی ہے۔ ہم بہنوں کو سب سے بڑی کامیابی یہ حاصل ہوئی ہے کہ الپا کو اپنی معمولہ بنا کر ہم پورے اسرائیل پر حکومت کرنے والے ہیں۔ ایسے میں تم نے اچانک ہمیں آسمان کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں میں پھینک دیا ہے۔ نہیں' ہم سے اتنی بڑی شکست اور ناکامی برداشت نہیں ہوگی۔ میرا تو دم نکل جائے گا۔ مجھ سے بات کرو' کچھ بولو۔ اپنی آواز سناؤ' میں تم سے سمجھوتا کروں گی۔"

وہ بول رہی تھی' بولتی جارہی تھی لیکن جواب نہیں مل رہا تھا۔ پھر وہ تھک کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ ہانپنے لگی' اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہیے؟

پارس موجود تھا۔ خاموش رہ کر اسے ٹینشن میں مبتلا کررہا تھا۔ اس کے اندر ایسی شدید بے چینی پیدا ہوگئی تھی کہ اسے کسی پہلو قرار نہیں آرہا تھا۔ وہ یقین کرنے کے لیے تیار نہیں تھی کہ وہ وہاں سے جاچکا ہے۔ نتالیہ کے خیالات نے بتایا تھا کہ وہ نائٹ کلب سے ٹیکسی میں اس کے ساتھ آیا تھا۔ اسے اس کے ساتھ بنگلے کے دروازے پر پہنچنے تک کچھ ہوش تھا پھر مدہوشی میں آنکھیں بند ہوگئی تھیں اور وہ اپنی سسٹر کی آوازیں سنتی رہی تھی۔

جب وہ نتالیہ کے ساتھ بنگلے کے دروازے تک آیا تھا تو بنگلے کے اندر کیوں نہیں آئے گا؟ دو بہنوں کے بارے میں پوری معلومات حاصل کرنے کے لیے ضرور وہاں موجود ہوگا۔ یہ بات نتاشا اچھی طرح سمجھ رہی تھی۔

ایک گھنٹے بعد صبح ہوگئی۔ وہ کرسی پر بیٹھی رہی۔ غصے سے بہن کو دیکھتی رہی۔ اس کی ایک عشقیہ نادانی سے تمام شاندار کامیابیوں پر پانی پھر گیا تھا۔ وہ نتالیہ سے بہت پیار کرتی تھی۔ اس کی جگہ کوئی دوسری ہوتی تو اسے اتنا بڑا نقصان پہنچانے کی سزا دیتی' اسے تڑپا تڑپا کر مار ڈالتی۔

سزا دینے کے خیال سے نتاشا کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے سوچا' نتالیہ کی طرح پارس بھی اس کا دیوانہ ہوگا تو نتالیہ کو سزا پاتے ہوئے نہیں دیکھ سکے گا۔ اسے سزا سے ضرور بچائے گا۔ اس طرح [illegible] کی یہاں موجودگی ثابت ہوجائے گی۔

وہ بہن کو دل سے چاہتی تھی۔ اسے سزا دینا اور تکلیف پہنچانا گوارا نہ تھا لیکن اس نے خود کو سمجھایا کہ وہ نشے میں سو رہی ہے۔ اسے سزا دینے سے نشہ ٹوٹ جائے گا۔ اس طرح وہ بیدار ہوکر ہوش میں رہ کر باتیں کرسکے گی۔

وہ کرسی سے اٹھ کر نتالیہ کے قریب آئی پھر بولی "اگر تم میری آواز سن رہی ہو تو آنکھیں کھولو۔ میں تمہیں اس غلطی کی سزا دینے والی ہوں۔ اگر ہوش میں نہیں آؤگی تو میں تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کروں گی۔"

یہ باتیں سنتے ہی پارس نتالیہ کے اندر پہنچ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حسین اور نازک اندام محبوبہ کو کوئی نقصان پہنچائے۔

اس طرح نتاشا کا مقصد پورا ہونے والا تھا۔ یہ پتا چلنے والا تھا کہ وہ وہاں موجود ہے اور اپنی معشوق کی حفاظت کررہا ہے۔

جب نتاشا کے آوازیں دینے پر اس نے آنکھ نہیں کھولی تو اس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر ایک ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ نتالیہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھام لیا۔ دیدے پھاڑ پھاڑ کر خلا میں دیکھا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں چاروں شانے چت ہوکر آنکھیں بند کرلیں۔ یہ سب کچھ ایسے ہوا جیسے وہ کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر اٹھی ہو اور پھر خواب کو خواب سمجھ کر سوگئی ہو۔

نتاشا تعجب سے دیکھنے لگی۔ دماغ میں ہلکا سا زلزلہ بھی پیدا کیا جائے تو چیخیں نکل جاتی ہیں۔ نتالیہ کو بھی چیخنا چاہیے تھا۔ دماغی تکلیف کی شدت سے تڑپنا چاہیے تھا۔ نتاشا کے لیے یہ شدید حیرانی کی بات تھی کہ نہ بہن کے حلق سے چیخ نکلی تھی اور نہ ہی اس نے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کا تماشا دکھایا تھا' بس اٹھ کر بیٹھی تھی پھر لیٹ گئی تھی۔

اس نے نتالیہ کے دماغ میں پہنچ کر اس کی دماغی حالت معلوم کی۔ یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ وہ پہلے کی طرح مدہوشی کی حالت میں سو رہی تھی۔ جیسے چند لمحات پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس نے سوچ کے ذریعے پوچھا "ابھی کچھ دیر پہلے میرے اندر کچھ ہوا تھا؟"

اس کی خوابیدہ سوچ نے کہا "ہاں' ابھی میں نے ایک ڈراؤنا خواب دیکھا تھا' کسی نے میرے سر پر ہتھوڑا مارا تھا۔ میں گھبرا گئی تھی پھر اطمینان ہوا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہے۔ اب میں آرام سے سو رہی ہوں' لعنت ہے اس ہتھوڑا مارنے والی پر۔"

"میں تمہاری سسٹر بول رہی ہوں۔ آج تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔ میں نے تمہیں سزا دینے کے لیے تمہارے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا تھا' تم نے دماغی تکلیف محسوس کیوں نہیں کی؟"

اس کے خوابیدہ دماغ نے کہا "مجھے کیا پتا کہ تم نے کب مجھے تکلیف پہنچائی تھی اور اگر پہنچائی تھی تو یہ اچھی بات نہیں ہے سسٹر! میں نے کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ میں نے محبت کی ہے اور محبت کرنا جرم نہیں ہے۔"

"نادان لڑکی' محبت کرنے کے لیے وہی دشمن ملا تھا؟"

"جب دشمن سے محبت ہو جائے تو پھر وہ دشمن نہیں رہتا۔ سسٹر! وہ بہت اچھا ہے۔ اگر ہم اسے دشمن نہ سمجھیں' اس سے جھوٹ نہ بولیں اور اسے کبھی دھوکا نہ دیں تو ہمیں اس سے اچھا اور سچا دوست کبھی نہیں ملے گا۔ میں چاہتی ہوں' تم بھی اس سے دوستی کرلو۔"

"مجھے ایسے سمجھا رہی ہو جیسے مجھ سے بڑی ہو اور مجھ سے زیادہ تجربے کار ہو۔"

"کبھی کبھی چھوٹوں کی بات مان لینے سے مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ تم ذرا خود سوچو' میں اس کی دوست رہوں گی اور تم دشمن رہو گی تو بات کیسے بنے گی۔"

"تم میری بہن ہو' مجھ سے سچی محبت کرتی ہو تو سچ بتاؤ' وہ ابھی تمہارے اندر موجود ہے؟"

"ہائے' اب تو وہ مرتے دم تک میرے اندر رہے گا۔"

"پلیز' ڈائیلاگ نہ بولو۔ جس بہن کو تم ماں کی جگہ سمجھتی رہی ہو' اسے باتوں میں نہ ٹالو۔"

"تم نے بچپن سے لے کر آج تک جتنی محبتیں دی ہیں' میں ان محبتوں کی قسم کھا کر کہتی ہوں' پارس ابھی میرے اندر نہیں ہے۔"

"اگر نہیں ہے تو پھر تم میری دی ہوئی سزا سے کیسے محفوظ رہیں؟"

"جو سچ تھا وہ میں نے قسم کھا کر کہہ دیا۔ تم جانتی ہو میں نے کبھی تمہاری جھوٹی قسم نہیں کھائی ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ تم اپنی دانست میں سچ کہہ رہی ہو' لیکن ہو سکتا ہے وہ تمہارے اندر چھپا ہوا ہو اور تمہیں خبر نہ ہو۔"

"اس طرح تو تم ہمیشہ شکوک و شبہات میں مبتلا رہو گی اور یہ سمجھتی رہو گی کہ وہ میرے ذریعے تمہاری مصروفیات سے باخبر رہتا ہے۔"

"ایسا تو وہ ضرور کرے گا۔ وہ اب تک یہ معلوم کر چکا ہو گا کہ ہم نے الپا کو اپنی معمولہ بنا لیا ہے اور آئندہ اس کی پشت پر رہ کر اس ملک پر حکمرانی کریں گے۔"

"ہم دونوں گمنام اور پراسرار بن کر زندگی گزارنا چاہتے تھے تاکہ کبھی کوئی دشمن نہ ہم سے ٹکرائے نہ ہم پر حاوی ہونے پائے لیکن میں ہی دل کے معاملے میں الجھ گئی۔ اب کیا' کیا جا سکتا ہے؟ حالات سے سمجھوتا کرنا ہو گا۔ تم ذرا غور کرو' پارس کی دوستی سے ہمیں فائدہ پہنچے گا۔ وہ ہماری مرضی کے مطابق ہمیں گمنام اور پراسرار رہنے دے گا اور ہمیں الپا کے دماغ پر بھی حکمرانی کرنے دے گا۔"

"یہ تمہاری خام خیالی ہے۔ مسلمان خود الپا کو احسان مند بنا کر اس پر حکمرانی کرنا چاہتے ہیں اس لیے پارس ہمیں الپا کے دماغ سے اکھاڑ پھینکے گا۔"

"میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ ہم اس سے مخلص اور دیانتدار رہیں گے تو وہ ہمیں کبھی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ وہ ہم سے ہمارا موجودہ مقام نہیں چھینے گا۔ تم ایک بار اس پر اعتماد تو کرو۔"

"ہوں! اب تو یہی ایک راستہ رہ گیا ہے۔ ہم تو اس کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح پڑے ہیں۔ وہ ہماری زندگی کا ایک ایک صفحہ پڑھ چکا ہے۔ اب تو ہم اسے راضی رکھ کر ہی اپنے موجودہ مقام پر قائم رہ سکتے ہیں۔"

"تمہاری باتوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ تم مجبوراً دوستی کرو گی اور مجبوری سے کی جانے والی دوستی پائیدار نہیں ہو گی۔"

"ابتدا میں بے یقینی رہے گی۔ جب میں دیکھوں گی کہ وہ ہمیں فریب نہیں دے رہا ہے اور ہمیں نقصان نہیں پہنچا رہا ہے تو پھر میں پورے اعتماد کے ساتھ اسے دوست سمجھوں گی۔"

"ٹھیک ہے' مجھے اب سونے دو۔ تمہاری باتوں سے آدھا جاگ رہی ہوں' آدھا [illegible] رہی ہوں۔"

یہ کہتے ہی اس کی سوچ کی لہریں خاموش ہو گئیں۔ نتاشا نے پوچھا "کیا واقعی سو رہی ہو؟"

اس کی طرف سے جواب نہیں ملا۔ جیسے نیند میں اسے سنائی نہ دے رہا ہو۔ وہ یوں بھی مدہوش تھی' اسے خبر نہیں تھی کہ سسٹر سے کیا باتیں ہو رہی ہیں۔ اب تک نتاشا سے جو گفتگو ہوتی رہی' وہ پارس سے ہوتی رہی۔ پارس' نتالیہ کی سوچ کے ذریعے بولتا رہا اور قائل کرتا رہا کہ نتاشا دوستی کرے گی تو جتنی کامیابیاں حاصل کی ہیں' وہ برقرار رہیں گی ورنہ وہ خاک میں مل جائیں گی۔

دوسرے دن پھر شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پہلے جانور غائب ہوئے تھے' اب بچے غائب ہو گئے۔ جو جانور غائب ہوئے تھے وہ بعد میں نمودار ہو گئے تھے۔ بچوں کے بارے میں وہ نہیں جانتے تھے کہ دوبارہ نظر آئیں گے؟ مختلف تھانوں میں رپورٹیں درج کرائی گئیں۔ اعلیٰ حکام تک شکایتیں پہنچائی گئیں۔ انہوں نے برین آدم سے رابطہ کیا۔ اس سے پوچھا "الپا کہاں ہے؟ اس شہر میں عجب تماشے ہو رہے ہیں' پہلے جانور غائب ہوئے تھے' اب بچے غائب ہو گئے ہیں۔"

برین آدم نے کہا "مجھے افسوس ہے کہ ایسا ہو رہا ہے اور آپ کی پولیس اور انتظامیہ تماشا دیکھ رہی ہے۔"

"آپ ہمیں طعنے نہ دیں' ایسے وقت آپ کو اور الپا کو اپنی ذمے داریاں پوری کرنی چاہئیں۔"

"میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ الپا ایک ہفتے تک روپوش رہے گی۔ آپ کے ایک اعلیٰ حاکم نے اور چند فوجی افسران نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ الپا کے مقابلے میں اس ملک کی زیادہ خدمت کریں گے اور پارس کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کردیں گے۔ یہ دعویٰ کرنے والے کہاں سو رہے ہیں؟"

"یہ وقت آپس میں لڑنے کا نہیں ہے۔ آپ سب کو مل جل کر دشمن سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ وہ دعویٰ کرنے والے اپنے طور پر کوششیں کر رہے ہیں۔ الپا کو بھی یہی کرنا چاہیے۔"

"الپا کو اعتماد کے قابل نہیں سمجھا گیا ہے۔ ان دعویٰ کرنے والوں نے اس کے خلاف منظم سازش کی ہے۔ اب تو وہ سازش کرنے والے اس ملک کو بچائیں گے یا الپا اس شرط پر اپنے فرائض ادا کرے گی کہ جس مشن میں وہ ناکام رہے ہیں اس مشن میں کامیاب ہوتے ہی ان سازش کرنے والوں کو موت کے گھاٹ اتار دے گی۔"

"یہ سراسر غلط ہے۔ اسے قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہیے۔"

"قانون ہمیشہ الپا کے ہاتھوں میں رہا ہے۔ اس نے دشمنوں سے اس ملک کو محفوظ رکھنے کے لیے اپنے طور پر خود فیصلے کئے ہیں۔ وہ کبھی کسی عدالت کے فیصلے کی محتاج نہیں رہی۔"

"یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ الپا اور آپ باغی ہو چکے ہیں؟"

"آپ جو بھی سمجھیں' جو بھی الپا کے خلاف سازش کرنے والوں کا ساتھ دے گا' ہم اسے اقتدار میں نہیں رہنے دیں گے۔ اپنا برا چاہنے والوں کو ہم کس طرح اقتدار سے محروم کریں گے' یہ آنے والا وقت بتائے گا۔"

ایسی گفتگو کے دوران میں ایک اعلیٰ حاکم چونک گیا۔ اپنے قریب ایک بچے کی آواز سنائی دی' وہ کہہ رہا تھا "یہ کیا مصیبت ہے' میں سب کو دیکھ رہا ہوں کوئی مجھے نہیں دیکھ رہا ہے۔ جس کے پاس جاتا ہوں اسے نظر نہیں آتا ہوں۔"

وہ اعلیٰ حاکم بوکھلا کر اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا "یہ کون بول رہا ہے' کیا تم نادیدہ بن جانے والے بچوں میں سے ہو؟"

بچے کی آواز آئی "ہاں۔ میں وہی ہوں' تم حاکم ہو یا حجام؟ تمہاری حکومت میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم بچوں پر مصیبتیں آ رہی ہیں اور تم یہاں عیش کر رہے ہو۔"

"تم بچے ہو اور بڑوں سے بھی بڑی باتیں کر رہے ہو۔ تم نے مجھے حجام کہا ہے۔ اگر میرے سامنے ہوتے تو تمہیں گولی مار دیتا۔"

"ٹھیک' تمہارے سامنے ہوں مگر تمہارا باپ بھی مجھے گولی نہیں مار سکے گا۔ جس نے بھی مجھے نادیدہ بنایا ہے' اس نے بڑی مہربانی کی ہے۔ اب میں تمہارے جیسے غلط کام کرنے والے حکمرانوں کو ان کے منہ پر گالیاں دے سکتا ہوں۔"

"تم اتنی بڑی بڑی باتیں کر رہے ہو' اپنی باتوں سے بچے نہیں لگ رہے ہو۔"

"میں بچہ ہوں' مجھے اپنا باپ نہ سمجھو۔"

واقعی ایسی باتیں کوئی بچہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ پارس کی شرارت تھی' وہ بچے کی آواز میں بول رہا تھا۔ اسی طرح وہ فوج کے اس اعلیٰ افسر کے پاس گیا جو دیوی کا آلۂ کار بنا ہوا تھا۔ اس نے بچے کی آواز میں کھنکھارا۔ وہ افسر چونک کر دائیں بائیں اور آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ اتفاق سے دیوی اس افسر کے دماغ میں تھی۔ اس نے پوچھا "یہ کیسی آواز تھی؟"

"پتا نہیں' کسی بچے کی آواز لگ رہی تھی۔"

پھر اس نے بلند آواز میں پوچھا "یہاں کون ہے؟"

بچے کی آواز سنائی دی "تمہارا باپ' تمہیں شرم نہیں آتی' یہاں آرام سے بیٹھے ہو اور شہر کے بچوں پر مصیبت آئی ہوئی ہے۔"

افسر نے کہا "دیوی جی' یہ تو نادیدہ بن جانے والا بچہ ہے۔"

بچے کی آواز نے پوچھا "یہ چڑیل جی کون ہیں؟"

"شٹ اپ' چڑیل جی نہیں..... دیوی جی۔"

"یہ کیا بیچتی ہے؟"

"یہ تم تمام بچوں کو مصیبت سے نجات دلانے والی ہے۔"

"تم نظر آ رہے ہو۔ وہ نظر کیوں نہیں آتی' کیا ہماری طرح وہ بھی نادیدہ ہے؟"

"فضول باتیں نہ کرو' یہاں سے جاؤ۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی' پارس دوسرے کمرے میں آ گیا پھر وہاں سے کچن میں پہنچ کر گیس کھول دی۔ اس کے بعد ماچس کی جلتی ہوئی تیلی دکھاتے ہی دوبارہ نادیدہ ہو گیا۔ گیس دور تک پھیل گئی۔ آگ بھی تیزی کے ساتھ اتنی دور تک پھیلتی گئی کہ وہ آلۂ کار افسر اپنے کمرے سے نہ نکل سکا' کمرے کا اور کوئی دوسرا دروازہ نہیں تھا۔ ایک کھڑکی تھی جس میں لوہے کی جالیاں لگی تھیں۔ دوسرے فوجی جوان باہر سے اس کھڑکی کو توڑنے کی کوشش کرنے لگے لیکن آگ تیزی سے پھیلتی ہوئی اس کمرے میں بھی آ گئی تھی۔ وہ چیخیں مار رہا تھا۔ اِدھر سے اُدھر بھاگتے ہوئے کہہ رہا تھا "مجھے بچاؤ' دیوی جی! مجھے بچاؤ۔ تمہارے سوا کوئی مجھے اس آگ سے نہیں نکال سکے گا۔"

دیوی نے تو اب تک آگ لگانا ہی سیکھا تھا' آگ بجھانے کی زحمت کرنا نہیں سیکھا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعے اپنے اس بہت بڑے آلۂ کار کو بچا نہیں پائی تھی۔ وہ باہر کھڑے ہوئے دوسرے افسر کے دماغ میں پہنچ کر اس بنگلے کو جلتا دیکھ رہی تھی۔ آلۂ کار افسر

کی چیخیں دھیمی پڑتے پڑتے مرگئی تھیں۔ وہاں کھڑے ہوئے فوجی افسروں اور جوانوں کے سر جھک گئے تھے۔ ایک افسر نے کہا "پتا نہیں آگ کیسے لگ گئی؟"

بچے کی آواز سنائی دی "لگی نہیں، میں نے لگائی ہے۔"

وہ سب چونک کر آواز کی سمت دیکھنے لگے۔ وہاں کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

وہ سب ایک دوسرے سے کہنے لگے "یہ تو کسی بچے کی آواز ہے۔"

"ہاں۔ میں نادیدہ بچہ ہوں۔ کسی دشمن نے مجھ جیسے کتنے ہی بچوں کو نادیدہ بنا کر ان کے والدین سے جدا کردیا ہے۔ تم سب کیسے فوجی ہو، اپنے ملک کے بچوں کی حفاظت نہیں کرسکتے ہو۔ وہ جل کر مرنے والا افسر کہہ رہا تھا کہ اس کی کوئی دیوی اماں ہمیں مصیبت سے نجات دلانے والی ہے لیکن وہ اماں تو اپنے بچے کو جلنے سے نہ بچا سکی۔"

دیوی نے افسر کی زبان سے کہا "اے خبردار! مجھے اماں نہ کہنا۔"

"کیوں نہ کہوں، کیا تم اپنی عمر چھپا رہی ہو۔ ابھی تم نے اپنے ایک بچے کا انجام دیکھ لیا ہے۔ اگر میں اسی طرح نادیدہ بنا رہا تو تمہارے لیے بھی مصیبت بن جاؤں گا۔"

دیوی سوچ میں پڑگئی۔ اس کا ایک بہت بڑا آلۂ کار فوجی افسر جل مرا تھا۔ ایک بچے نے اسے مارا تھا اور وہ آتما شکتی والی دیوی ہو کر اس کا کچھ بگاڑ نہیں پائی تھی۔ وہ جان کولن کے پاس آکر بولی۔ "نادیدہ بن جانے والے ایک بچے نے فوج کے ایک اعلیٰ افسر کو ہلاک کردیا۔ اس بچے کے پیچھے ضرور پارس ہوگا۔"

جان کولن نے کہا "ایک اعلیٰ حاکم جو میرا آلۂ کار ہے اسے ایک بچے نے گالیاں دی ہیں۔ اب سمجھ میں آرہا ہے، پارس ان بچوں کے ذریعے ہمیں چیلنج کررہا ہے۔"

دیوی نے کہا "یہ واقعی ایک چیلنج ہے کہ ہمارے بڑے بڑے آلۂ کاران بچوں سے گالیاں کھا رہے ہیں اور ہلاک ہورہے ہیں۔ ہم ان بچوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تو پارس کا کیا بگاڑ لیں گے۔ ہمیں کسی طرح پارس کو روکنا ہوگا۔"

ایسے وقت میجرنی ہنٹر نے آکر کہا "ایک بچہ میرے آلۂ کار افسر کو بہت پریشان کررہا ہے۔ اس نے اس افسر کی کار میں آگ لگادی ہے۔"

جان کولن نے کہا "سمجھنے کی بات ہے کہ وہ بچے ہمارے ہی آلۂ کاروں کے پاس پہنچ رہے ہیں۔ اب اس میں کوئی شبہ نہیں رہا کہ یہ سب پارس کی شرارتیں ہیں۔"

دیوی نے کہا "میں ابھی اس کے پاس جاتی ہوں، اس بار پھر آتما شکتی کے ذریعے معلوم کرنے کی کوشش کروں گی۔"

جان کولن اور نی ہنٹر نے کہا "ہم بھی چلیں گے اور تمہارے ساتھ اس کے اندر رہ کر کوئی نئی بات معلوم کرنے کی کوشش کریں گے۔"

ان تینوں نے پارس کی آواز اور لہجے کو گرفت میں لے کر خیال خوانی کی پرواز کی پھر اس کے دماغ میں پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی جھنجلا گئے۔ انہیں پارس کے خراٹے سنائی دے رہے تھے۔

○☆○

ایک ثقافتی جنگ ہوتی ہے۔ رسائل، لٹریچر، تصاویر اور فلموں کے ذریعے بے شرمی پھیلائی جاتی ہے۔ کسی ملک اور قوم کو اخلاقی اور تہذیبی طور پر کمزور کیا جائے تو وہ قوم آپ ہی آپ تباہ ہوتی جاتی ہے۔

بے حیائی کے علاوہ بیماریاں پھیلا کر بھی قوموں کو کمزور بنایا جاتا ہے۔ اسلام دشمن قوتیں ایک عرصے سے اسلامی ممالک میں ایسا کرتی آرہی ہیں۔ وہاں ایسی ادویات اور انجکشن وغیرہ پہنچائے جاتے ہیں جن کے استعمال کے نتیجے میں ایک بیماری دور ہوتی ہے لیکن دوسری چار بیماریاں لگ جاتی ہیں۔

اب ایک نئی خاموش جنگ کا آغاز ہونے والا تھا۔ ڈاکٹر گارسن نے امریکی حکومت کی سرپرستی میں ہارمونز کے انجکشن تیار کیے تھے۔ یہ سابقہ ہارمونز کے انجکشنوں سے مختلف تھے۔ اس کی خاصیت یہ تھی کہ صرف ایک انجکشن کسی مرد کو لگادیا جائے تو چوبیس گھنٹوں کے اندر اس کی جنس تبدیل ہوجاتی تھی۔ پھر وہ مرد رہتا تھا، نہ عورت.... دونوں کے درمیان والی چیز بن کر رہ جاتا تھا۔

مسلمانوں کو کمزور بنانے اور ان کا سر جھکانے کے لیے ایسی ہی مہم کا آغاز ہونے والا تھا۔ اگر مہم کامیاب ہوتی تو اس سے بڑی ذلت اور کیا ہوتی کہ مسلمان، خسرے کہلانے لگتے۔

لیکن یہ دشمنوں کی کم بختی تھی کہ ان کی اس خفیہ سازش کا علم سونیا کو ہوگیا۔ پتا چلا کہ ڈاکٹر گارسن نے اپنی حکومت کی سرپرستی میں وہ انجکشن تیار کیا تھا لیکن دولت کمانے کے لیے درپردہ روسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کرسٹو وسکی سے اس انجکشن کا سودا کرچکا تھا۔

کرسٹو وسکی نیویارک کے ایک اپارٹمنٹ میں اپنے ماتحتوں کے ساتھ رہتا تھا۔ ایک حسینہ اور تین مرد اس کے ماتحت تھے۔ اس نے ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جیمس کارٹر کو بھی اپنا معمول اور تابعدار بنالیا تھا۔

سونیا نے اچانک اس اپارٹمنٹ میں پہنچ کر ان پر حملہ کیا تھا۔ کرسٹو وسکی کی قسمت اچھی تھی۔ وہ انجکشنوں کا اسٹاک دوسری جگہ پہنچانے گیا تھا اس لیے سونیا کے حملے سے محفوظ رہا۔ باقی جیمس کارٹر اور دوسرے ماتحت محفوظ نہ رہ سکے۔ سونیا نے باری باری سب کی پٹائی کی پھر وہی انجکشن ان سب کو لگادیے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے ہی بنائے ہوئے ہتھیاروں سے مارا جاتا ہے یا زخمی ہوتا ہے۔ کرسٹو وسکی کے پانچوں ماتحت بھی اپنے ہی انجکشنوں کے نتائج بھگتنے والے تھے۔



کرسٹو وسکی نے جب واپس آکر دیکھا تو اس کے ہوش اڑ گئے۔ اس کے پانچوں ماتحتوں میں کوئی بے ہوش پڑا تھا، کوئی زخمی تھا۔ اس کے ایک زخمی ماتحت نے اسے بتایا کہ ایک تنہا عورت نے ان سب کا یہ حشر کیا ہے۔ صرف مارا پیٹا نہیں ہے۔ ہارمونز کے انجکشن انہیں لگادیے ہیں اور ان انجکشنوں کا ایک بڑا کارٹن اپنے ساتھ لے گئی ہے۔ وہ سمجھ گیا کہ ایسا سونیا ہی نے کیا ہے۔

وہ یہ سوچ کر پریشان ہونے لگا کہ سونیا کو اس کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہوچکا ہوگا۔ اس کے پانچوں ماتحت جو ٹوٹے پھوٹے پڑے ہوئے تھے، ان کے خیالات پڑھے جاچکے ہوں گے۔ یہ معلوم ہوچکا ہوگا کہ روسی ٹیلی پیتھی جاننے والے بھی میدانِ عمل میں آچکے ہیں۔ ان سب کے نام اور ان کے مقاصد بھی سونیا نے معلوم کیے ہوں گے۔ آئندہ اس کی جوابی کارروائیوں کے سامنے ٹھہرنا ممکن نہیں ہوگا۔ پتا نہیں چل سکتا تھا کہ وہ کس طرح حملے کرے گی اور کب کرے گی۔ اب تو ہر طرف سے وہ بلا آتی دکھائی دینے لگی تھی۔

ویسے اس کے جوابی حملے کا ایک نمونہ اس کے سامنے تھا۔ اس نے وہی انجکشن انہیں لگادیے تھے اور پورا ایک کارٹن اپنے ساتھ لے گئی تھی۔ یہ صاف سمجھ میں آرہا تھا کہ وہ آئندہ بھی ان کے خلاف وہ انجکشن استعمال کرے گی۔ جنہیں وہ انجکشن لگائے گئے تھے ان کا نتیجہ چوبیس گھنٹوں کے اندر ظاہر ہونے والا تھا۔

اس نے فون کے ذریعے ڈاکٹر گارسن سے کہا کہ اس انجکشن کا توڑ کرے ورنہ اس کے ماتحت زنخے بن جائیں گے۔

ڈاکٹر گارسن نے کہا کہ کوئی بھی دوا بنانے کے لیے وقت اور سوچ بچار کی ضرورت ہوتی ہے۔ یوں تو ہارمونز کے توڑ کے لیے پہلے سے دوائیں موجود ہیں لیکن اس کے تیار کردہ انجکشن بہت زود اثر اور زیادہ طاقت کے ہیں۔ ان کے توڑ کے لیے خصوصی دوا تیار کرنی ہوگی۔ اس کی تیاری میں کئی ہفتے بلکہ مہینے لگ سکتے ہیں۔ اس کے اصرار پر ڈاکٹر نے اسے چند دوائیں نوٹ کروائیں۔ کرسٹو وسکی نے اپنے ماتحتوں کو وہ دوائیں استعمال کرنے کی ہدایت دی پھر ان سب کو اسی اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر دوسری خفیہ رہائش گاہ میں چلا آیا۔ اس دوران میں وہ نادیدہ بنا رہا۔ اندیشہ تھا کہ اس اپارٹمنٹ میں وہ بلا کہیں موجود ہوگی۔

اب تو وہ اس کے اعصاب پر سوار رہنے والی تھی۔ اس نے ڈاکٹر گارسن سے جتنے انجکشن کے کارٹن خریدے تھے انہیں ایران لے جانے کے انتظامات کررہا تھا لیکن اب سہم گیا تھا۔ محتاط ہوگیا تھا۔ اسے ایسا لگتا تھا جیسے سونیا اس کی تاک میں ہے۔ جیسے ہی وہ ان انجکشنوں کو یہاں سے وہاں اسمگل کرے گا وہ عین وقت پر آکر اسے دبوچ لے گی۔

سونیا کے دو ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت کرسٹو وسکی کی تاک میں تھے۔ اس کے ماتحتوں کے اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ کرسٹو وسکی بھی ان سے دور رہ کر ان کے خیالات پڑھ کر بدلتے ہوئے حالات معلوم کررہا تھا۔ حالات کیا بدلنا تھے، ان کی جنس بدل رہی تھی۔ ان کے بولنے کے انداز میں نسوانیت اور ان کی چال میں نزاکت آگئی تھی۔ اس کا ایک ماتحت دوسرے ماتحت سے کہہ رہا تھا "اے بہنا! ہم نے تو اتنی جوانی مُوئے مردوں کی طرح گزار دی۔ ہائے ہائے! آدھی جوانی گزارنے کے بعد ہم پر بہار آئی ہے۔"

"آہ! ہمُکر بوڑھی بہار آئی ہے۔"

تیسرے ماتحت نے کہا "میری عمر بائیس برس ہے۔ ابھی تو میں جوان ہوں۔"

چوتھی ماتحت ایک حسینہ تھی۔ وہ تو پہلے ہی ایک عورت تھی۔ جذبوں سے بھرپور تھی۔ اب وہ جذبے طوفانی ہوگئے تھے۔ وہ ایک ایک ماتحت کی گردن میں بانہیں ڈال کر کہہ رہی تھی "تم سب کو کیا ہوگیا ہے؟ میں اپنی عمر سے زیادہ کم سن ہوگئی ہوں اور تم سب مجھ سے کترا رہے ہو۔"

ایک نے کہا "اے بہن! اب تو ہم تمہاری برادری میں شامل ہوگئے ہیں۔ تم کوئی دوسرا گھر دیکھو۔ کسی گھر میں ایک سے زیادہ گبرو جوان ہوں تو ہمارا بھی بھلا کردو۔"

جس کمرے میں پچھلی رات جیمس کارٹر مدہوش ہو کر سوگیا تھا وہاں سے موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ان ماتحتوں نے اس کمرے میں آکر دیکھا تو جیمس کارٹر آرکسٹرا کی دُھن پر رقص کررہا تھا۔ اسے مائیکل جیکسن بہت پسند تھا لیکن اب وہ میڈونا کی طرح ادائیں دکھا رہا تھا۔

کرسٹو وسکی نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے یہ تماشے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بڑی جدوجہد سے ان ماتحتوں کو ٹیلی پیتھی سکھائی تھی۔ انہیں دشمنوں سے نمٹنے کی تربیت دی تھی۔ اب ان کے جذبے کہہ رہے تھے کہ وہ دشمن کا گلا نہیں کاٹیں گے بلکہ گلے پڑ جایا کریں گے۔

ایسے وقت کرسٹو وسکی نے اپنے ایک ماتحت کے ذریعے ایک اجنبی کی آواز سنی۔ اجنبی نے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا "کرسٹو وسکی! اگر تم اس کے دماغ میں موجود ہو تو مجھ سے باتیں کرو۔ میں میڈم سونیا کا ایک ادنیٰ خادم ہوں۔"

وہ سوچ میں پڑگیا، جواب دینا چاہیے یا نہیں؟ سونیا کے خادم نے کہا "اگر موجود نہیں ہو تو کسی وقت آکر اپنے اس ماتحت کے خیالات پڑھ لینا تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ ہم تم سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں اور اگر موجود ہو اور ہم سے چھپنا چاہتے ہو تو سوچ لو کب تک چھپ سکو گے۔ میڈم سونیا تمہیں پاتال سے اور سمندر کی گہرائیوں سے بھی ڈھونڈ نکالیں گی۔"

وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ وہ ایسی بلا ہے جو قبر تک پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اس نے کھنکھار کر گلا صاف کرتے ہوئے کہا "میں تمہاری باتیں سن رہا ہوں اور میں کرسٹوو سکی ہوں۔ میں خود میڈم سے کسی طرح رابطہ کرنا چاہتا تھا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم نے رابطہ کرلیا۔"

"اتنی دیر سے خاموش کیوں تھے؟"

"میں اندازہ لگا رہا تھا کہ تم واقعی میڈم کے ماتحت ہو یا نہیں اور اگر ہو تو میں چاہوں گا کہ ان سے براہِ راست گفتگو کرادو۔"

"انتظار کرو' میں ابھی میڈم سے پوچھتا ہوں۔"

وہ انتظار کرنے لگا۔ سونیا کے خادم نے آکر ایک فون نمبر بتایا اور کہا "اس نمبر پر جن کی آواز سنائی دے وہی ہماری میڈم ہوں گی۔"

اس نے اس نمبر پر رابطہ کیا۔ اسے سونیا کی آواز سنائی دی۔ وہ بولا "ہیلو میڈم! مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ مجھے آپ سے گفتگو کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔"

"چاپلوسی کرنے والے پہلے ہی فقرے میں اپنی اصلیت ظاہر کردیتے ہیں۔"

وہ گڑبڑا گیا پھر بولا "بائی گاڈ' میں چاپلوسی نہیں کر رہا ہوں۔ آپ اتنی عظیم ہیں کہ آپ سے گفتگو کرنے والے خود پر فخر کرتے ہیں۔"

"اوپر سے فخر کرتے ہیں اندر سے جبر کرتے ہیں۔ تم مجھ سے نقصان اٹھانے کے بعد بھی فخر کر رہے ہو تو آئندہ بھی میں تمہیں فخر کرنے کا موقع دیتی رہوں گی۔"

وہ جلدی سے بولا "نہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میں چاہتا ہوں آپ سے نقصانات اٹھا کے بھی دوستی ہو جائے تو یہ میرے لیے فخر کی بات ہوگی۔"

"جب بھی ہم سیر پر سوا سیر بنتے ہیں تو مخالفین دوستی کی پیش کش کرنے لگتے ہیں اور پھر دوستی کی آڑ میں دشمنی کے جوہر دکھاتے ہیں۔"

"میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ آپ کو کبھی شکایت کا موقع نہیں دوں گا۔"

"اگر موقع دو گے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟"

"میں سمجھ سکتا ہوں۔ آپ نے میرے انجکشن میرے ہی لوگوں پر آزمائے ہیں اور ابھی آپ کے پاس پورا ایک کارٹن موجود ہے۔ سیکڑوں انجکشن ہیں۔"

"میں ایک کارٹن تک محدود نہیں رہوں گی۔ یہ معلوم کرچکی ہوں کہ ڈاکٹر گارسن کے تیار کردہ انجکشن امریکی سرکار نے کہاں اسٹاک کئے ہیں۔ میں جب چاہوں' ضرورت کے مطابق وہاں سے بہت کچھ حاصل کرسکتی ہوں۔"

"میں جانتا ہوں' آپ سے کچھ بعید نہیں ہے۔ آپ جہاں سے جو چاہیں حاصل کرسکتی ہیں۔"

"اور جو چاہوں وہ کرسکتی ہوں۔ تم کسی ایک مسلمان کو وہ انجکشن لگاؤ گے تو میں تمہارے روس کے دس بڑے عہدے داروں کو خسرا بنادوں گی۔ ایک مسلمان کا انتقام دس روسی اکابرین سے لوں گی۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں' یہ انجکشن مسلمانوں پر نہیں آزماؤں گا۔"

"میں جو کہوں گی وہ کرو گے؟"

"میں آپ کے حکم کی تعمیل کرکے فخر محسوس کروں گا۔"

"بات بات پر فخر نہ کرو۔ جو گڑھا کھودتے ہیں' انہیں اس گڑھے میں گراؤ۔ وہ انجکشن امریکیوں نے تیار کرائے ہیں' تم انہی کے چند اکابرین پر آزماؤ۔ میں تماشا دیکھوں گی۔"

"آپ نے حکم دیا ہے' میں ابھی اس پر عمل کروں گا۔"

"ٹھیک ہے۔ اب جاؤ۔ دوستی کرنے کے لیے ایک دوسرے سے رابطہ رکھنا ضروری نہیں ہے۔ تم میری مرضی کے مطابق کام کرتے رہو گے تو میرا اعتماد بھی حاصل کرو گے اور مجھ سے کچھ نہ کچھ فائدے بھی حاصل کرتے رہو گے۔"

یہ کہتے ہی سونیا نے رابطہ منقطع کردیا۔ تمام روسی اس لیے سونیا کے دشمن تھے کہ اس نے منگی مخلوق کو ان کے ملک میں لاکر آباد کیا تھا۔ کرسٹوو سکی کے علاوہ دوسرے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے روسیوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ زیادہ سے زیادہ غیر معمولی قوتیں حاصل کرکے سونیا کو کچل ڈالیں گے۔

انہوں نے اس انتقامی جذبے کے تحت ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا پھر نادیدہ بنانے والی گولیاں' فلائنگ کیپسول اور برین گارڈ جیسی غیر معمولی چیزیں بھی حاصل کیں۔ روسی انٹیلی جنس میں چھ بہت ہی تجربے کار اور خرانٹ قسم کے جاسوس تھے۔ انہوں نے اپنی الگ الگ چھ ٹیمیں بنائیں۔ ہر ٹیم میں ان کے چار ماتحت تھے۔ ان سب نے بھرپور غیر معمولی صلاحیتیں حاصل کی تھیں۔ اب وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں بڑی بڑی طاقتوں سے ٹکرا سکتے تھے۔ اسے بدبختی ہی کہا جائے گا کہ کرسٹوو سکی ابتدا ہی میں سونیا سے ٹکرا کر کسی حد تک ٹوٹ گیا۔

چونکہ وہ براہِ راست نہیں ٹکرایا تھا اس لیے خود ٹوٹنے سے بچ گیا لیکن اپنے خاص اور اہم ماتحتوں کا ٹوٹنا بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ اس نے مزید نقصانات سے بچنے کے لیے سونیا سے سمجھوتا کرلیا لیکن خود بھی بہت زیادہ غیر معمولی قوتیں اور صلاحیتیں حاصل کرچکا تھا اس لیے اتنی آسانی سے شکست تسلیم نہیں کرسکتا تھا۔

اب اس کا منصوبہ یہ تھا کہ سونیا کو راضی رکھنے کے لیے اس کے کام آئے گا لیکن دوسرے ذرائع سے اس کے خلاف محاذ بنائے گا۔ اس منصوبے کے مطابق وہ دوسرے روسی جاسوس کے پاس آیا۔ اسے تمام حالات بتائے۔ اس کے ساتھی نے تمام باتیں سن کر کہا "ہم چھ جاسوس ہیں اور ہماری چھ ٹیمیں ہیں۔ ایک ٹیم مات



ئی تو باقی پانچ اس بلا کا محاصرہ کرتی رہیں گی۔"

دوسرے جاسوس روزانو وسکی نے کہا "فکر نہ کرو۔ تم اسے ئی رکھو' ادھر ہم اپنا کام دکھائیں گے۔ ہم وہ تمام انجکشن اسمگل کرنے کے انتظامات کریں گے۔"

تیسرے ساتھی نپالن نے کہا "اور بندوبست کیا کرنا ہے؟ ٹیلی ئی زندہ باد' یہاں کے کسٹمز کے عملے کی کھوپڑیوں پر قبضہ جمائیں ئ ال یہاں سے روانہ ہو جائے گا۔ پھر ایرانی کسٹمز کو خیال خوانی ئنجے میں لیں گے تو ہماری مطلوبہ چیزیں اس ملک کے اندر پہنچ ئیں گی۔"

روزانو وسکی نے کہا "سونیا اگر تم سے نہ بھی کہتی تب بھی ان یکیوں کو یہ سبق سکھانا چاہیے۔ انہوں نے انجکشن تیار کرائے ؤ اس کا نتیجہ بھی ان کو ملنا چاہیے۔"

تقریباً بارہ گھنٹے کے بعد نتائج سامنے آنے لگے۔ واشنگٹن میں الاقوامی کانفرنس ہو رہی تھی۔ یورپ اور ایشیا کے اہم ممالک سربراہ باری باری تقریریں کر رہے تھے۔ پھر اختتامی تقریر کے امریکی سربراہ مائیک کے پاس آیا۔ حاضرین نے حیرانی سے ما۔ اس کی چال میں زنانہ پن آگیا تھا۔ اس نے مائیک پر کہا۔ ے قربان جاؤں' اتنے بڑے بڑے سربراہوں کے درمیان مجھے امیری قدر و قیمت بڑھا دی ہے۔ اب جسے دیکھو وہی اپنے گھر ے گا۔ میں اکیلی تمام سربراہوں کو کیسے خوش کروں گی۔"

امریکا کے تمام اعلیٰ عہدے دار ایک دم سے پریشان ہو کر اٹھ ڑے ہوئے۔ فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے مائیک کے پاس آکر ے بند کیا پھر سربراہ سے کہا "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اور کس ازمیں کہہ رہے ہیں؟"

"میری سُریلی آواز سے جل گئے' مائیک بند کردیا۔ میرے ہنے والوں تک میری آواز نہیں پہنچنے دے رہے ہو۔ اے میری از نہیں جائے گی تو کیا ہوا میں ٹھمکا لگا کے دکھاؤں گی۔"

یہ کہتے ہی وہ اچھل کر روسٹرم کے سامنے آگیا اور ٹھمکے لگانے ئی افسران نے آکر اسے پکڑا اور اسٹیج سے نیچے اتار دیا۔ ایک ے دار نے مائیک آن کرکے کہا "معزز حاضرین! ہم معذرت ہیں۔ اس کانفرنس کے چیئرمین پتا نہیں کیسے ایب نارمل ہو گئے ہم انہیں میڈیکل چیک اپ کے لیے لے جا رہے ہیں۔"

اس سربراہ نے کہا "اے چیک اپ سے کیا نظر آئے گا؟ کچھ ل گیا ہے کچھ بڑھ گیا ہے۔ تمہیں چیک کرتے شرم نہیں آئے بے شرمو!"

ئی فوجی جوان اسے زبردستی اٹھا کر لے گئے۔ ایک نے مائیک کہا "موجودہ حالات کے پیش نظر ہم اپنے قائم مقام سربراہ ے گزارش کرتے ہیں وہ اختتامی تقریر کریں۔"

اس قائم مقام سربراہ نے مائیک کے پاس آکر کہا "میں نے ہ کا انجام دیکھ لیا ہے اس لیے میں کچھ نہیں بولوں گی۔ بولوں گی تو بولو گے کہ بولتی ہے۔ ویسے بھی ہماری صنف بولنے کے سلسلے میں کافی بدنام ہے۔"

پھر تمام امریکی اکابرین پر بدحواسی طاری ہو گئی۔ سب ہی کہنے لگے "یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسے خاموش کراؤ۔"

ایک مخالف ملک کے سربراہ نے کہا "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔ تم امریکیوں کا انجام یہی ہونا چاہیے۔ جلدی جلدی تبدیل ہو جاؤ' ہم اپنے گھر میں بسالیں گے۔"

اس سے پہلے ان اکابرین کی شاید ایسی توہین نہیں ہوئی ہوگی۔ وہ اس دوسرے کو بھی وہاں سے زبردستی پکڑ کر لے گئے پھر اعلان کیا کہ اختتامی تقریر کے بغیر اس کانفرنس کا اختتام کیا جا رہا ہے۔

اس کانفرنس کے بعد خفیہ طور پر ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا گیا اور بڑی تشویش کا اظہار کیا گیا کہ اچانک یہ بازی کیسے پلٹ گئی ہے۔ انہوں نے تو وہ انجکشن دوسروں کے لیے تیار کرائے تھے ان کا اثر ان کے اکابرین پر کیسے ہو رہا ہے؟

ایک نے کہا "یہ کتنے شرم کی بات ہے کہ بڑے ممالک کے سربراہوں کے سامنے جنس تبدیل ہوئی ہے۔ ہماری گردن شرم سے جھک گئی ہے۔"

"اس کانفرنس کو سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔ ساری دنیا نے یہ تماشا دیکھا ہوگا۔ ہم تو کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہ رہے۔"

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب اچانک کیسے ہو گیا؟"

ایک فوجی افسر نے کہا "ہمارے سربراہ کے سیکریٹری نے بتایا ہے کہ پچھلی رات اچانک ان کی طبیعت خراب ہو گئی تھی۔ انہوں نے اپنی وائف سے کہا تھا ان کے کولہے میں سوئی کی چبھن محسوس ہوئی تھی۔ جیسے انجکشن لگایا گیا ہو۔ ایسے وقت ان کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں۔ انہوں نے آنکھیں کھول کر انجکشن لگانے والے کو دیکھنا چاہا لیکن آنکھیں نہ کھول سکے۔ جب تھوڑی دیر بعد آنکھیں کھولنے کے قابل ہوئے تو آس پاس کوئی نظر نہ آیا۔ تب سے طبیعت بگڑ گئی تھی۔"

"اس رپورٹ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے ہمارے سربراہ کے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ وہ نادیدہ بن کر آیا ہوگا۔ انجکشن لگانے کے دوران میں یقیناً نمودار ہوا ہوگا مگر چونکہ ہمارے سربراہ کا دماغ کسی کے قبضے میں تھا اس لیے وہ آنکھیں کھول کر انجکشن لگانے والے کو نہ دیکھ سکے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "یہ معاملہ پوری طرح سمجھ میں آرہا ہے۔ ہمارا حربہ ہم پر استعمال کیا گیا ہے لیکن یہ کس نے کیا ہے؟ ہم نے بہت خفیہ طور سے انجکشن تیار کرائے تھے پھر یہ کسی دشمن کے ہاتھ کیسے لگ گئے؟"

جان کولن نے کہا "اس سوال کا جواب ڈاکٹر گارسن سے مل سکتا ہے۔ انجکشن کے سلسلے میں وہی ہمارا رازدار ہے۔ میں ابھی

جاکر معلوم کرتا ہوں۔ آپ حضرات انتظار کریں۔"
وہ خیال خوانی کے ذریعے گارسن کے اندر پہنچ گیا۔ اس کے چور خیالات پڑھنے لگا۔ تب یہ بھید کھلا کہ ڈاکٹر گارسن نے جیمس کارٹر نامی بزنس مین کو وہ انجکشن خفیہ طور سے سپلائی کیے ہیں۔ جان کولن نے کہا "وہ انجکشن حکومت کی پراپرٹی ہیں۔ تم نے دولت کمانے کے لالچ میں وہ پراپرٹی دوسرے کو بیچ دی۔ اپنی حکومت کو دھوکا دیا ہے۔ ایسا کرنے پر تمہیں موت کی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔"
وہ گڑگڑا کر بولا "میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ وہ جیمس کارٹر میرے دماغ میں آتا تھا۔ اس نے اس انجکشن کا راز معلوم کرلیا۔"
جان کولن نے سمجھ لیا' وہ جیمس کارٹر کوئی بزنس مین نہیں بلکہ ایک امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والا ہے جو باغی ہوکر دشمنوں سے جاملا ہے۔ اس نے جیمس کارٹر کی آواز اور لہجے کو اچھی طرح یاد کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ خیال تھا کہ وہ سانس روک لے گا لیکن پتا چلا اسے بھی وہ انجکشن لگایا گیا تھا جس کے نتیجے میں دماغ کچھ کمزور ہوگیا تھا۔
اس کے چور خیالات سے پتا چلا کہ وہ باغی نہیں ہوا تھا بلکہ ایک روسی ٹیلی پیتھی جاننے والے کرسٹوو سکی نے اسے ٹریپ کیا تھا اور اسے اپنا آلۂ کار بنا لیا تھا۔ جان کولن کو اس کے چور خیالات کے ذریعے پہلے کرسٹوو سکی کے بارے میں معلوم ہوا پھر پتا چلا کہ سونیا نے کرسٹوو سکی کے تمام ماتحتوں کو اس انجکشن کے ذریعے ناکارہ بنادیا تھا۔ صرف کرسٹوو سکی اپنی خوش قسمتی سے بچ گیا تھا۔
جان کولن اس معاملے میں سونیا کا ذکر سن کر پریشان ہوگیا۔ ایک بہت بڑی دشمن کو ہارمونز انجکشن کے بارے میں معلوم ہوگیا تھا۔ اب اگر پلاننگ کے مطابق اسلامی ممالک میں انجکشن کے اثرات نمایاں ہوتے تو سونیا اور میری پوری فیملی سمجھ لیتی کہ ان ممالک میں وہ سب کچھ امریکی سازش سے ہورہا ہے۔
جان کولن نے کہا "سونیا کے بارے میں کچھ اور بتاؤ۔"
جیمس کارٹر نے کہا "میں اس قابل نہیں رہی تھی کہ سونیا کو دیکھ بھی سکتی۔ میں تو نشے میں مدہوش ہوگئی تھی۔"
"اے خبردار! مرد کی طرح بولو ورنہ کھوپڑی میں زلزلہ پیدا کروں گا تو عورت بننا بھول جاؤ گے۔"
"مجھ عورت کو کمزور سمجھ کر دھمکیاں دے رہے ہو۔ مرد ہو تو جاکر سونیا سے مقابلہ کرو۔"
"شٹ اپ! جتنا پوچھا جارہا ہے' اتنا ہی جواب دو۔ سونیا اس اپارٹمنٹ میں کیا کرتی رہی تھی؟"
"ہمارا مقدر بدلتی رہی تھی۔ ہم پتھر تھے۔ ہمیں پھول بناتی رہی تھی۔ میں نے ایک بار کہہ دیا۔ میں اس وقت ہوش میں نہیں تھی۔ مجھے کرسٹوو سکی کے ذریعے سونیا کی آمد کے بارے میں معلوم ہوا تھا۔"
"یہی تو پوچھ رہا ہوں کیا معلوم ہوا تھا؟"
"پہلے یہ بتاؤ' کیا تم گبرو جوان ہو؟"
"تمہیں میری جوانی سے کیا لینا ہے؟"
"میں تم سے شادی کروں گی۔"
"لعنت ہے تم پر" وہ اس کے چور خیالات سے معلوم کر[illegible] لگا۔ کرسٹوو سکی اور اس کے ماتحتوں نے بتایا تھا کہ سونیا ار[illegible] انجکشن سے بھرا ہوا کارٹن لے گئی تھی۔
"او گاڈ!" وہ پریشان ہوکر امریکی اکابرین کے اجلاس میں [illegible] طور پر حاضر ہوگیا پھر بولا "ہم ڈوب گئے۔ ہارمونز انجکشن کا ر[illegible] اب راز نہیں رہا ہے۔"
سب نے پریشان ہوکر اسے دیکھا۔ ایک حاکم نے پوچھا "یہ [illegible] کہہ رہے ہو؟ ہمارا راز کسے معلوم ہوا ہے۔"
"سونیا کو......"
سب کے دماغوں میں دھماکا سا ہوا۔ سب ہی کو چپ سی لگ گئی۔ چند لمحوں تک کوئی بول نہ سکا پھر ایک نے کہا "یہ کیا ہو گیا؟ جن مسلمانوں سے یہ بات چھپائی جارہی تھی' ان ہی کو معلوم ہوگیا۔"
"اب ہم اس انجکشن کو خاموش ہتھیار کی طرح استعمال نہیں کرسکیں گے۔"
"اور استعمال کریں گے تو صرف ہم پر اس انجکشن کے [illegible] کرنے کا الزام آئے گا۔"
"سونیا کی چالبازی دیکھو۔ اس نے ہمارا حربہ ہم پر ہی استعمال کیا ہے اور پتا نہیں وہ آئندہ کیا کرنے والی ہے۔"
ایک حاکم نے کہا "مسٹر کولن! تم پھر کرسٹوو سکی کے ماتحتوں کے دماغوں میں جاؤ۔ کچھ اور اہم باتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔"
"اور کچھ نہیں معلوم ہوگا۔ میں کسی کے دماغ میں نہیں جاؤں گا۔"
"جانے میں حرج کیا ہے؟"
"وہ سب بدل چکے ہیں یا بدل چکی ہیں۔ جن کے پاس جاؤں [illegible] وہ شادی کرنے کے لیے پیچھے پڑ جائیں گی۔"
ایک جونیئر افسر نے اجلاس میں آکر سلیوٹ کیا پھر کہا "[illegible] اسپتال سے آرہا ہوں۔ ہماری سربراہ ڈاکٹروں کو پریشان کر[illegible] ہیں۔"
ایک اعلیٰ افسر نے ڈانٹ کر کہا "نان سنس۔ اپنے سربراہ [illegible] عورت بنارہے ہو۔"
"سر! میں کیا بناؤں گا۔ وہ تو بن چکی ہیں۔ میرا مطلب ہے [illegible] چکے ہیں۔ بار بار کرنل صاحب کو پکار رہے ہیں۔"
کرنل نے پوچھا "مجھے کیوں پکار رہے ہیں؟"
"وہ آپ سے شادی کرنے کی ضد کررہے ہیں۔"



وہ سب منہ چھپا کر ہنسنے لگے۔ کرنل نے جھنجلا کر کہا "یہ کیا [illegible] ہے؟ آپ لوگوں کو ہنسی آرہی ہے۔ ذرا سوچیں۔ یہ سونیا کی [illegible] چال ہے۔ وہ اسی طرح رفتہ رفتہ تمام اعلیٰ عہدیداروں کی [illegible] تبدیل کرتی رہے گی اور اتنے بڑے ملک کے اعلیٰ عہدیدار مضحکہ خیز حرکتیں کرتے رہیں گے۔ کیا آپ اسی طرح ہنستے رہیں گے؟"
وہ سب سنجیدہ ہوگئے۔ انہیں کرنل اور سربراہ کی شادی کی [illegible] پر بے اختیار ہنسی آگئی تھی۔ سونیا کا وجود ان کے دماغوں پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہا تھا۔
دوسری طرف سونیا نے پارس کو پیغام بھیجا تھا کہ وہ اس سے رابطہ کرے۔ پارس نے پیغام ملتے ہی سونیا کے دماغ میں آکر پوچھا۔ "ہیلو مما! خیریت تو ہے؟"
"کیا میں خیریت نہ ہونے پر تمہیں بلاتی ہوں؟"
"یعنی کہ خیریت سے ہیں۔ اب آپ کام بتائیں۔"
سونیا نے اسے ہارمونز انجکشن کے سلسلے میں بتایا پھر کہا "اگر یہ انجکشن تمہارے ہاتھ لگ جائے تو تم شیطان کو بھی خسرا بنادو گے۔"
"ہائے مما! آپ پہلی فلائٹ سے بھیج دیں۔ میں یہودیوں کے چودہ طبق روشن کردوں گا۔"
"کسی فلائٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے لوگ فلائنگ کیپسول کے ذریعے یہ انجکشن لارہے ہیں۔"
"میں انتظار کررہا ہوں۔"
شتاب آکہ نہیں تاب اب جدائی کی

○☆○

پیر ابن پیر سکندر ثانی کی پچھلی زندگی کے اہم واقعات بیان کرنا ضروری ہے۔ ماضی کے واقعات کو سنے اور سمجھے بغیر وہ فراڈ پیر سمجھ میں نہیں آئے گا۔
جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے' سکندر ثانی کا ایک اور بھائی مختار شاہ تھا۔ دونوں ایک ہی دن دس منٹ کے وقفے سے پیدا ہوئے تھے۔ دونوں ہم شکل تھے۔ قد اور جسامت میں ایک جیسے تھے لیکن مزاج مختلف تھے۔ سکندر ثانی اپنے باپ کی طرح نیک دل اور نرم مزاج کا حامل تھا۔ مختار شاہ اپنے دل میں بغض اور کینہ رکھتا تھا۔ بچپنا سے ہی دونوں کے مزاج کا فرق واضح ہوگیا تھا اور یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ سکندر ثانی آئندہ اپنے باپ کی جگہ پیری کی مسند پر بیٹھے گا اور اسی کے سر پر پیری کی دستار باندھی جائے گی۔
مختار شاہ کو بھائی کی یہ برتری ناگوار گزر رہی تھی لیکن وہ مصلحتاً خاموش رہا۔ جب وہ دس برس کے تھے تو ان کے بارے میں یہ طے کیا گیا تھا کہ وہ بیرونی ممالک میں رہ کر تعلیم حاصل کریں گے۔ سکندر ثانی کو اس کے مزاج کے مطابق قاہرہ بھیج دیا گیا۔ وہ دینی تعلیمات کے مختلف مراحل طے کرتا ہوا' دنیائے اسلام کی سب سے بڑی الازہر یونیورسٹی میں داخل ہوگیا۔ وہاں بھی اس نے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔ باپ نے کہا "واپس آجاؤ اور مسندِ پیری سنبھالو۔"
اس نے جواب دیا "بابا جانی! میں اللہ تعالیٰ کا ناچیز بندہ ہوں۔ ایک پیرِ کامل بن کر بندوں کی راہنمائی نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے' اسے پیرِ کامل بناتا ہے۔ باپ دادا سے وراثت میں ملنے والی پیری مریدی مجھے گوارا نہیں ہے۔"
مختار شاہ لندن میں تعلیم حاصل کررہا تھا۔ اس کے باپ نے سوچا کہ یہ تیز و تند مزاج کا حامل ہے۔ اسے نرم خو بنانے کے لیے یوگا کی مشقیں کرانا چاہیے۔ یورپ کے چند بڑے شہروں میں ایسے اسکول ہیں جہاں یوگا کے مراحل سے گزرنا سکھایا جاتا ہے اور ٹیلی پیتھی کا علم سکھانے کے لیے بھی کلاسیں لی جاتی ہیں۔
مختار شاہ کو ایسے ہی ایک اسکول میں داخل کیا گیا۔ ان دنوں وہ دس برس کا تھا۔ وہاں آئندہ دس برس تک یوگا کی مشقیں کرتا رہا۔ شمع بینی کے ذریعے اپنے ذہن کو ایک نکتے پر مرکوز رکھنے کا عادی بنتا رہا۔ یوں اسے خلا سے آواز کی لہریں موصول ہونے لگیں اور وہ اپنی سوچ کی لہریں مطلوبہ مقام تک نشر کرنے لگا۔ اس طرح وہ بڑی خاموشی سے کامیابیاں حاصل کرتا رہا۔ وہ بڑا کائیاں تھا' اپنے باپ کو بھی نہیں بتایا کہ اس نے دنیا کو فتح کرنے والا علم حاصل کرلیا ہے۔
جب وہ دونوں بھائی پچیس برس کے ہوئے تو باپ نے ایک دوسرے پیر صاحب کی صاحب زادیوں سے رشتے طے کیے۔ دونوں سے کہا کہ وہ پاکستان آئیں اور اپنی ہونے والی دلہنوں کو دیکھ کر پسند کریں اور شادی کے لیے راضی ہوجائیں۔
مختار شاہ کے لیے حسیناؤں کی کمی نہیں تھی۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے دنیا کی حسین ترین عورتوں کو حاصل کرسکتا تھا لیکن انڈر گراؤنڈ ڈرگ مافیا کے تین بڑے سربراہوں نے حکم دیا کہ اسے پاکستان میں رہ کر اپنی سماجی اور سیاسی حیثیت بنانا چاہیے اور جنوبی ایشیا کے مافیا زون کی باگ ڈور سنبھالنا چاہیے۔ اسے جنوبی ایشیا کے مافیا زون میں بہت بڑا عہدہ مل رہا تھا۔ اس نے پلاننگ کی کہ پاکستان جائے گا۔ وہاں پیر ابنِ پیر بننے کے لیے اپنے باپ دادا کی مسند حاصل کرے گا۔ بہت بڑے علاقے کا پیر کہلانے کے باعث اس کی سیاسی پوزیشن بھی بہت مضبوط ہوگی۔ اس طرح سیاست کی آڑ میں وہ ڈرگ مافیا کے لیے بڑی سہولتیں فراہم کرتا رہے گا۔
ٹیلی پیتھی جاننے والے کسی بڑی تنظیم کے آلۂ کار نہیں بنتے۔ وہ کسی کی تابعداری گوارا نہیں کرتے۔ خود ایک تنظیم کے سربراہ بن جاتے ہیں۔ مختار شاہ کو بھی ڈرگ مافیا میں تین بڑوں کا آلۂ کار نہیں بننا چاہیے تھا لیکن ہر بڑی مچھلی اپنے سے بڑی مچھلی کا شکار بن جاتی ہے۔ انڈر گراؤنڈ مافیا کے تین بڑے بھی زبردست ٹیلی پیتھی جانتے تھے اور خیال خوانی کے علاوہ کئی خطرناک صلاحیتوں کے

حامل تھے اس لیے مختار شاہ ان کے زیرِ اثر آگیا تھا۔

ویسے ان کے زیرِ اثر رہنے کے باوجود جنوبی ایشیا میں مختار شاہ کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا۔ دوسری خطرناک تنظیمیں اس سے مرعوب اور خوف زدہ رہتی تھیں۔ اس نے ایسا ہی رعب اور دبدبہ حاصل کرنے کے لیے پاکستان میں آنا اور شادی کرکے گھر بسانا منظور کیا تھا۔

لاہور میں دونوں بھائیوں کو سسرال سے ایک دعوت پر بلایا گیا۔ وہاں انہوں نے ہونے والی دلہنوں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کا نام سلمٰی اور دوسری کا نام زیبا تھا۔ دونوں خوب صورت تھیں لیکن زیبا کے حسن میں مغربی انداز کی شوخی تھی۔ مختار شاہ اس پر مرمٹا جبکہ وہ اس کے بھائی سکندر ثانی کی ہونے والی دلہن تھی۔

مختار شاہ کے ذہن میں بچپن سے یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ اس کا باپ اور گھر والے سکندر ثانی کو اس سے برتر سمجھتے ہیں۔ اسے مسندِ پیری پر بٹھانا چاہتے ہیں اور اس کے لیے دلہن بھی زیادہ خوب صورت پسند کرکے لارہے ہیں۔

اس نے گھر آکر باپ سے شکایت کی "آپ ہمیشہ مجھ سے ناانصافی کرتے آئے ہیں۔ بہوؤں کے معاملے میں بھی آپ نے سکندر ثانی کے لیے بہتر اور میرے لیے کمتر دلہن پسند کی ہے۔ سیدھی سی بات ہے' میں زیبا سے شادی کروں گا۔"

"تم نالائق اور نافرمان بیٹے ہو۔ تمہیں بھائی کی دلہن پسند کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ زیبا تمہارے بھائی کی امانت ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا' میری شادی ہوگی تو زیبا سے ورنہ میں لندن واپس چلا جاؤں گا۔"

"تجھ سے اور توقع ہی کیا کی جاسکتی ہے۔ جا دفع ہوجا۔ میں سمجھوں گا' میرا ایک بیٹا مرگیا ہے۔"

باپ اس سے منہ پھیر کر چلا گیا۔ مختار شاہ بازی ہارنا نہیں چاہتا تھا۔ زیبا اس کی ضد بن گئی تھی۔ وہ اسے ہر حال میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اسے لندن واپس نہیں جانا تھا۔ اپنے تین آقاؤں کے حکم کے مطابق اسے پاکستان میں ہی رہنا تھا۔

تب اس نے شیطانی چال چلی۔ اس رات وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے اپنے بھائی سکندر ثانی کے دماغ میں پہنچا۔ اس بے چارے کو تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول بنایا۔ اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کیں کہ وہ سکندر ثانی نہیں ہے۔ اس کا نام مختار شاہ ہے۔ اس نے لندن میں تعلیم حاصل کی ہے۔ اسے اپنی سکندر ثانی والی شخصیت کبھی یاد نہیں آئے گی۔ وہ ہمیشہ خود کو مختار شاہ سمجھتا رہے گا۔

تنویمی عمل کرنے والے مختار شاہ نے اس کے ذہن میں اپنی آواز اور لہجہ نقش کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ مختار شاہ کی حیثیت سے ناراض ہوکر لندن چلا جائے۔ پھر اس کا عامل بھائی جب تک حکم نہیں دے گا تب تک وہ پاکستان لوٹ کر نہیں آئے گا۔

اس پر مکمل عمل کرنے کے بعد اس نے اسے دو گھنٹے تنویمی نیند سونے دیا۔ وہ دو گھنٹے بعد نیند سے بیدار ہوا پھر چپ اپنے بیڈ روم سے نکل کر مختار شاہ کے بیڈ روم میں آگیا کیونکہ وہ مختار شاہ تھا اور اصلی مختار شاہ اپنے بھائی کے بیڈ روم میں کیونکہ آئندہ وہی سکندر ثانی بن کر رہنے والا تھا۔

دوسرے دن ماں باپ کے سامنے بہت بڑی تبدیلی ہوا مغربی بیٹا مشرقی اور مشرقی بیٹا مغربی بن گیا لیکن وہ پیدا کرنے وا ماں باپ اتنی بڑی تبدیلی کو سمجھ نہ سکے۔

سکندر ثانی اپنے عامل کے حکم کے مطابق والدین سے جھ کرکے لندن چلا گیا۔ والدین نے یہی سمجھا کہ نافرمان بیٹا مختار شا گیا ہے۔ آئندہ کبھی اسے سمجھا بجھا کر واپس بلایا جائے گا۔

مختار شاہ نے ڈرگ مافیا کے ایک سربراہ سے کہا "مائی لا میں نے پلاننگ کے مطابق اپنے بھائی کو مختار شاہ بنایا ہے۔ وہ لن پہنچ رہا ہے۔ اسے بڑی رازداری سے کہیں نظربند رکھا جائے۔ یہ بھائی آئندہ بہت کام آسکتا ہے۔"

ڈرگ مافیا کے لارڈ نے اسے کہیں قید کردیا۔ پاکستان میں مختار شاہ مطمئن ہوگیا کہ اس کی چال کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔

اس طرح اس نے سکندر ثانی بن کر زیبا کو حاصل کیا۔ اسے اپنی دلہن بنالیا۔ دلہن بھی یہی سمجھتی رہی کہ وہ سکندر ثانی کی شریکِ حیات ہے۔ شادی کے چند ماہ بعد ماں کا انتقال ہوگیا پھر ایک برس بعد اس کے باپ نے بھی وفات پائی۔ باپ نے وصیت لکھی تھی کہ اس کے مومن بیٹے سکندر ثانی کو مسندِ پیری پر بٹھایا جائے۔

وصیت پر عمل کیا گیا۔ مختار شاہ کو سکندر ثانی سمجھ کر اسے مسندِ پیری پر بٹھایا گیا اور اسے مرحوم باپ دادا کی روایتی دستار باندھی گئی۔ وہ اپنے خاندان والوں کو اور علاقے کے ہزاروں عقیدت مندوں کو بے وقوف بنا کر پیر ابنِ پیر سکندر ثانی بن گیا۔

مختار شاہ تقریباً پانچ برس تک اسی علاقے کا امیر کبیر پیر بنا رہا۔ اس علاقے میں لاکھوں ووٹرز تھے جو پیر سکندر ثانی کے مطابق اپنی پسند کے امیدوار کو ووٹ دے کر کامیاب بنا تھے۔ اس طرح کوئی بھی اقتدار میں آنے والی پارٹی آئندہ حکومت بنانے کے لیے پیر سکندر شاہ کی حمایت کی محتاج رہتی تھی اور حکومت کا ایک اہم ستون بن کر ایسے اختیارات حاصل کرتا جن کے ذریعے انڈر گراؤنڈ مافیا کو سہولتیں حاصل ہوتی رہتی تھیں۔

اس عرصے میں وہ ملک کے اندر اور باہر شہ زوروں اور خطرناک دشمنوں کو مات دیتا رہا اور بڑی کامیابیاں حاصل کرتا رہا۔ جب کبھی ناکامی نہ ہو اور مسلسل کامیابیاں حاصل ہوتی رہتی ہوں تو یہ خوش فہمی پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ ہمیشہ فتح حاصل کرنے والا اعظم بن کر اس دنیا میں آیا ہے۔



اس کی خوش فہمی کو پہلی بار اس وقت ٹھیس پہنچی جب رالدین سے اس کا سامنا ہوا۔ فخرالدین نے اسے وارننگ دی کہ آئندہ پیر بن کر فراڈ کرے گا تو وہ اس کا بھانڈا پھوڑ دے گا۔ اس راڈ پیر کی اصلیت ظاہر کردے گا۔ مختار شاہ کو پہلی بار کسی نے اس ل چیلنج کیا تھا۔ وہ ٹیلی پیتھی کے ذریعے فخرالدین کے دماغ میں ہیں نہیں سکتا تھا۔ اس کی کمزوریاں معلوم نہیں کرسکتا تھا جبکہ شمن کو خاک میں ملانے کے لیے سب سے پہلے اس کی کمزوریوں کو جاننا پڑتا ہے۔

اس کے ہزاروں مرید اس کے پاس دعا تعویذ کے لیے آیا کرتے تھے۔ ان میں جو حسین لڑکیاں اور کام کے مرد ہوتے تھے' وہ انہیں تنویمی عمل کے ذریعے اپنا معمول اور تابعدار بنالیتا تھا۔ ایسے کئی معمول اور تابعداروں میں زلیخا' اس کی سوتیلی ماں اور دبلا بھائی بھی تھے۔

اس نے پھر ایک بار زلیخا پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے ذہن میں یہ بات نقش کی کہ وہ فخرالدین کو بہت پہلے سے جانتی ہے۔ اس سے محبت کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔ فخرالدین کی عمر زلیخا کے مقابلے میں دگنی سے بھی زیادہ تھی۔ وہ اس سے کترانا چاہتا تھا لیکن مختار شاہ نے اپنے عمل کے ذریعے زلیخا کو اس کی دیوانی بنادیا تھا۔ زلیخا نے اسے آخر شادی پر مجبور کردیا۔

اس طرح وہ زلیخا کے ذریعے فخرالدین کے حالات معلوم کرنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ فخرالدین اور اس کی بیٹی فہمی کا تعلق فرہاد علی تیمور کے ایک بیٹے علی تیمور سے ہے۔ فخرالدین نے بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی کا علم حاصل کیا ہے اور فہمی بھی اسی ادارے میں ٹیلی پیتھی سیکھنے کے بعد مزید تربیت حاصل کررہی ہے۔

میرا اور بابا صاحب کے ادارے کا نام اس کے لیے تشویشناک تھا۔ اس نے مافیا کے تین بڑوں سے رابطہ کیا پھر ہمارے حوالے سے فخرالدین کا ذکر کیا تو انہیں بھی تشویش ہوئی۔ وہ مختار شاہ کو باتیں سنانے لگے کہ کسی پہاڑ سے ٹکرانے کی ضرورت کیا تھی؟ جبکہ وہ ٹکرانے نہیں گیا تھا۔ تقدیر اس اونٹ کو پہاڑ کے نیچے لے آئی تھی۔

مافیا کے تین بڑے لارڈ ون' لارڈ ٹو اور لارڈ تھری کہلاتے تھے۔ لارڈ ون نے کہا "تمہیں رات کو شراب پینے کی عادت ہے۔ اگر فخرالدین تمہارے اندر آئے گا تو وہ تمہاری فراڈ پیری کے علاوہ انڈر گراؤنڈ مافیا کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کرلے گا۔"

"پھر کیا کیا جائے؟ کیا میں شراب پینا چھوڑ دوں؟"

"تمہیں تو شراب کے نام پر زہر بھی ملے تو نہیں چھوڑو گے۔ بہتر ہے آج رات ضرور پیو۔ تمہارے پینے کی ابتدا سے نشے کے اختتام تک میں تمہارے دماغ پر قبضہ جمائے رکھوں گا۔ اسے تمہارے ایسے چور خیالات پڑھنے دوں گا جن سے ہمیں نقصان نہ پہنچتا ہو۔ اسے مافیا کے راز معلوم کرنے نہیں دوں گا۔"

اس رات یہی ہوا۔ اس کے پینے کے دوران میں فخرالدین اس کے اندر پہنچ گیا۔ نشے کے باعث وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہ کرسکا اور فخرالدین یہ نہ سمجھ سکا کہ مختار شاہ کا لارڈون اندر چھپا ہوا ہے اور اس کے چور خیالات کو فخرالدین تک پہنچنے نہیں دے رہا ہے۔ وہ مختار شاہ کے بارے میں عام سی باتیں معلوم کررہا تھا۔ ان باتوں سے صرف اتنا پتا چل رہا تھا کہ وہ فراڈ پیر بن کر علاقے والوں کو بے وقوف بنایا کرتا ہے لیکن اب فخرالدین کی وارننگ کے مطابق پیری مریدی سے باز آجائے گا اور پاکستان چھوڑ کر یوکے چلا جائے گا۔

لارڈون بڑی کامیابی سے مختار شاہ کے دماغ پر قبضہ جمائے ہوئے تھا اور فخرالدین کو اہم رازوں تک پہنچنے نہیں دے رہا تھا۔ ایسے ہی وقت دوسرے لارڈ نے لارڈون کو مخاطب کیا۔ کچھ ایسا اہم مسئلہ تھا کہ لارڈون پانچ منٹ تک لارڈ ٹو سے باتیں کرنے پر مجبور ہوگیا۔ جب مختار شاہ کے دماغ میں واپس آیا تو پتا چلا کہ اس کے چور خیالات پانچ منٹ کے لیے بے لگام ہوگئے تھے۔ فخرالدین یہ معلوم کرچکا ہے کہ اس کا تعلق انڈر گراؤنڈ ڈرگ مافیا سے ہے۔ پانچ منٹ میں وہ اس سے زیادہ معلومات حاصل نہ کرسکا۔ لارڈون نے پھر ایک بار اس کے چور خیالات کو کنٹرول کرلیا۔ مختار شاہ کو مدہوشی کی نیند سلا دیا۔

لیکن یہ تشویش تھی کہ آئندہ فخرالدین اس کے چور خیالات پڑھ کر اور کئی راز معلوم کرسکتا ہے۔ لہٰذا جتنی جلد ممکن ہو' فخرالدین کو ہلاک کردیا جائے اور جب تک وہ ہلاک نہ ہوجائے' تب تک مختار شاہ شراب کو ہاتھ نہ لگائے۔ اسے شراب نوشی سے باز رکھنے کے لیے لارڈون نے اس پر تنویمی عمل کرکے یہ حکم دیا کہ وہ آئندہ چند روز تک شراب کو ہاتھ بھی نہیں لگائے گا۔

اس طرح چند روز کے لیے شراب نوشی کی عادت چھوٹ گئی۔ فخرالدین دوسری بار اس کے اندر نہ جاسکا۔ یہ نہ معلوم کرسکا کہ مختار شاہ اپنے بھائی سکندر ثانی کو معمول اور تابعدار بنا کر کہیں قید کرچکا ہے اور خود سکندر ثانی کہلا رہا ہے۔

مختار شاہ کو اپنی آلۂ کار زلیخا کے ذریعے معلوم ہوا کہ فخرالدین ڈائری لکھنے کا عادی ہے اور اس نے ڈائری میں یہ لکھا ہے کہ پیر ابنِ پیر سکندر ثانی کا تعلق انڈر گراؤنڈ ڈرگ مافیا سے ہے۔ وہ اپنے لیے خطرہ محسوس کررہا ہے لہٰذا یہ ڈائری بینک کے لاکر میں محفوظ رکھے گا تاکہ اس کی موت کے بعد اس کی بیٹی فہمی اور فرہاد کا بیٹا علی اسے پڑھ کر مختار شاہ کو اس کے برے انجام تک پہنچا سکیں۔

مختار شاہ نے بعد میں فخرالدین کو ہلاک کرادیا لیکن وہ ڈائری اس کے لیے مصیبت بن گئی۔ یہ معلوم نہ ہوسکا کہ اس نے ہلاکت سے پہلے اسے لاکر میں رکھ دیا تھا یا وہ اس کے بیڈ روم میں کہیں رکھی ہوئی تھی؟

اس ڈائری کو حاصل کرنے کے لیے خاصا ہنگامہ رہا۔ علی اور

فہمی پر قاتلانہ حملے ہوتے رہے پھر بھی مختار شاہ ڈائری حاصل نہ کرسکا۔ فہمی اور علی کو معلوم ہوگیا کہ مختار شاہ' فخرالدین کا قاتل ہے اور اس کا تعلق انڈر گراؤنڈ مافیا سے ہے۔

اب مختار شاہ اور تین بڑوں کو یہ اندیشہ تھا کہ فرہاد کا بیٹا میدان میں آیا ہے تو ان کی جڑوں تک پہنچ کر رہے گا لہٰذا ٹھوس پلاننگ پر عمل کرتے ہوئے پہلی فرصت میں فہمی اور علی کو موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیے۔

مختار شاہ نے زلیخا کو معمولہ بنانے کے بعد اس سے بڑے کام لیے تھے پھر اس سے آخری بڑا کام یہ لیا کہ ڈنر کے وقت ان دونوں کے قتل کی پلاننگ کی کیونکہ وہ کھانے سے پہلے نادیدہ بنانے والی گولیاں منہ سے نکال دیا کرتے تھے۔

اس میں شبہ نہیں کہ بڑی ٹھوس پلاننگ کی گئی تھی۔ ناکامی کی گنجائش نہیں تھی پھر بھی ناکامی ہوئی۔ فہمی اور علی نے زلیخا کو بتایا کہ وہ کس طرح مختار شاہ کی آلۂ کار بنی ہوئی ہے۔ بہرحال مختار شاہ یہ بازی بھی ہار گیا۔ ان دونوں نے اسے زلیخا کے دماغ سے جانے پر مجبور کیا۔ وہ ان کی تسلی کے لیے چلا گیا۔

علی نے زلیخا کو ذہنی سکون پہنچانے کے لیے اسے ایک بیڈ روم میں سلادیا پھر تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ سے مختار شاہ کے عمل کے اثرات مٹانے لگا اور اس کے دماغ کو لاک کرنے لگا تاکہ آئندہ مختار شاہ اس کے اندر آکر اسے آلۂ کار نہ بنا سکے۔

تنویمی عمل کے دوران میں کوئی مداخلت نہیں ہوئی تھی۔ فہمی اور علی مطمئن ہوگئے تھے اور یہ بھی اعتماد تھا کہ مختار شاہ نے ان کے عمل کو ناکام بنانے کے لیے کوئی چال چلی ہوگی تو دوسرے دن اس چال کا توڑ کرسکیں گے۔

فہمی اور علی نے اس حد تک نہیں سوچا تھا کہ وہ دشمن' زلیخا کو جانی نقصان پہنچائے گا۔ اس بے چاری نے کبھی کسی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ وہ تو پہلی بار پیر ابن پیر سکندر ثانی سے تعویذ لینے گئی تھی۔ وہ اس پیر کی عقیدت مند تھی لیکن مختار شاہ نے اسے اپنی معمولہ اور آلۂ کار بنالیا تھا۔ اس کنواری لڑکی کو ایک عمر رسیدہ شخص کی دلہن بنادیا تھا۔ وہ اس کے بچے کی ماں بننے والی تھی تو اسے بیوہ بنادیا۔

اس دنیا میں کئی لوگ کوئی جرم یا چھوٹی سی غلطی بھی نہیں کرتے پھر بھی سزا پاتے ہیں۔ اس بے چاری زلیخا کے ساتھ بھی یہی ہوا۔

جب وہ تنویمی نیند سو رہی تھی تو مختار شاہ نے علی کی آواز اور لہجے میں اسے مخاطب کیا۔ اگر مختار شاہ بن کر مخاطب کرتا تو وہ سانس روک کر اسے بھگا دیتی۔ زلیخا' علی کی معمولہ کی حیثیت سے بیدار ہوگئی۔

مختار شاہ اسے بیڈ روم سے چلاتا ہوا کچن میں لے آیا۔ وہاں ایک تیز دھار کا چاقو رکھا ہوا تھا۔ وہ سحر زدہ تھی۔ علی کی آواز اور لہجے میں اسے جو کہا جارہا تھا' وہ اس پر عمل کررہی تھی۔ اس کے پاس ایک شیشے کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ چاقو کو اٹھاتے وقت وہ گلاس ہاتھ سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ شیشہ ٹوٹنے کا چھناکا ہوا۔ رات کی خاموشی میں یہ آواز دوسرے کمرے تک گئی۔ وہاں فہمی اور علی بیٹھے باتیں کررہے تھے۔ وہ آواز سن کر چونک گئے۔ علی نے کہا "ہم نے ممی کو سلادیا ہے' پھر یہ آواز کیسی ہے؟"

وہ دونوں فوراً ہی نادیدہ ہوگئے۔ یہ اندیشہ ہوا کہ دشمن نادیدہ بن کر حملہ کرنے آیا ہے۔ وہ دونوں اس کمرے سے نکل کر زلیخا کے کمرے میں آئے۔ وہ وہاں نہیں تھی۔ اسے تلاش کرتے ہوئے وہ کچن میں پہنچ گئے۔

لیکن وہاں پہنچنے میں دیر ہوچکی تھی۔ زلیخا نے مختار شاہ کے لہجے میں آکر اس چاقو کو اپنے سینے میں دل کی جگہ پیوست کرلیا تھا اور وہ فرش پر گر کر تڑپ رہی تھی۔ پھر ان دونوں کے قریب پہنچنے تک وہ ہمیشہ کے لیے ساکت ہوچکی تھی۔

فہمی اور علی پر جیسے سکتہ طاری ہوگیا۔ وہ تھوڑی دیر تک اس کی لاش کے پاس سر جھکائے بیٹھے رہے پھر علی نے آمنہ فرہاد کو مخاطب کرکے کہا "انکل فخرالدین کے قاتل مختار شاہ نے آنٹی زلیخا کو بھی قتل کردیا ہے۔ لاش کچن میں پڑی ہے۔ ہمیں قاتل کو اس کے انجام تک پہنچانا ہے۔ اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم اسے پولیس کیس بنائیں اور قانونی کارروائیوں میں الجھتے رہیں۔"

آمنہ نے کہا "لاش تمہاری کوٹھی میں ہے۔ دشمن اس قتل کے بارے میں پیچیدگیاں پیدا کرے گا۔"

"میں چاہتا ہوں' آپ اپنے آلۂ کاروں کے ذریعے آنٹی کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں اور اسی کوٹھی کے پچھلے حصے میں رازداری سے انہیں سپردِ خاک کردیں۔"

"یہ کام ہوجائے گا۔ تم فہمی کو وہاں سے لے جاؤ۔"

علی نے فہمی سے کہا "یہاں سے چلو۔ تمہاری ممی کے کفن دفن کا انتظام رازداری سے ہونے والا ہے۔ ہم صبح یہاں واپس آئیں گے۔"

"میں اس شیطان کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔ میں نے کہا تھا کہ وہ آج رات کی صبح نہیں دیکھ سکے گا اور میں اسے صبح سے پہلے دنیا چھوڑنے پر مجبور کردوں گی۔"

ان دونوں نے فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں سے پرواز کی پھر چند منٹوں میں لاہور سے تیس میل دور سکندر ثانی کی جاگیر میں پہنچ گئے۔ آدھی رات ہوچکی تھی۔ سب ہی سو رہے ہوں گے لیکن یقین تھا کہ دشمن جاگ رہا ہے۔

وہ دونوں نادیدہ بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے پیر ابن پیر سکندر ثانی کی محل نما کوٹھی میں قدم رکھا۔ اس محل کے گوشے گوشے میں جاکر اسے تلاش کرنے لگے۔ وہ نادان نہیں تھا۔ یہ جانتا تھا کہ اب وہ دونوں اسے تلاش کرنے اور قتل کرنے ضرور آئیں گے اس لیے آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔ اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولی نہیں تھی' وہ اسی کوٹھی میں کہیں چھپا ہوا تھا۔

نادیدہ بن کر تلاش کرنے والوں کو وہ نظر آگیا۔ وہ دونوں ایک کمرے میں پہنچے۔ وہاں پیر سکندر ثانی زنجیروں سے بندھا ہوا دکھائی دیا۔

فہمی اور علی کے لیے یہ حیرانی کی بات تھی کہ وہ دشمن زنجیروں سے بندھا ہوا کیوں ہے؟ اس کے سامنے کھانے کی جھوٹی پلیٹیں رکھی ہوئی تھیں۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر یہ سمجھ میں آرہا تھا کہ اس پیر کو قیدی بنا کر کھلایا پلایا جاتا ہے اور اسی کمرے میں بند رکھا جاتا ہے۔

اس وقت وہ بڑبڑا رہا تھا "یا اللہ! میں کب تک اسیری کی زندگی گزارتا رہوں گا۔ پانچ برس کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ میں کبھی ہذیان میں رہتا ہوں اور کبھی ہوش و حواس میں۔ وہ مجھ پر تنویمی عمل کرکے مجھے غافل بنائے رکھتا ہے۔"

علی نے پوچھا "تم کون ہو؟"

وہ چونک کر اِدھر اُدھر دیکھنے کے بعد بولا "کون ہے؟ میں نے کس کی آواز سنی ہے؟"

"میں ایک نادیدہ شخص ہوں۔ تم مجھے دیکھ نہیں سکو گے' میرے سوالوں کے جواب دو۔"

"تم نظر کیوں نہیں آتے؟ کیا تم میری مدد کرو گے؟"

"تم کیسی مدد چاہتے ہو؟"

"میرے ایک ہم شکل بھائی مختار شاہ نے پچھلے پانچ برس سے مجھے قیدی بنا رکھا ہے۔"

"تمہارا نام کیا ہے؟"

"میرا نام سکندر ثانی ہے لیکن وہ تنویمی عمل کے ذریعے مجھے مختار شاہ بنائے رکھتا ہے اور خود سکندر ثانی بن کر میرے باپ دادا کے علاقے میں غلط کام کررہا ہے۔"

فہمی اور علی دونوں ہی اس کے دماغ میں پہنچے۔ معلوم ہوا کہ اس کا نام سکندر ثانی ہے۔ پہلے وہ قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کا طالب علم تھا پھر اس یونیورسٹی کی انتظامیہ کا ایک رکن بن گیا۔ وہ نمازی' دین دار اور دل میں خوفِ خدا رکھنے والا شخص تھا' یہ اس کے چور خیالات بتا رہے تھے۔

فہمی اور علی کو پوری تفصیل سے معلوم ہورہا تھا کہ دونوں ہم شکل بھائیوں میں ایک شیطان تھا' دوسرا فرشتہ اور وہ فرشتہ پچھلے پانچ برسوں سے لندن میں قیدی کی زندگی گزارتا آرہا ہے۔ سال میں ایک بار جب ان بھائیوں کے باپ کی برسی ہوتی ہے تو وہ سکندر ثانی کو یہاں لاتا ہے کیونکہ خاندان والوں اور دوسرے عقیدت مندوں کو یہ دکھانا مقصود ہوتا ہے کہ دوسرا بھائی جو والدین سے لڑ جھگڑ کر لندن چلا گیا تھا وہ ناراضگی بھول کر سال میں ایک بار اپنے باپ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے آتا ہے۔

اس بار بھی دوسرے دن برسی تھی۔ مختار شاہ معمول کے مطابق صبح سے پہلے اس کے دماغ میں آکر اس پر تنویمی عمل کرنے والا تھا۔ اس کے دماغ میں پھر سے یہ نقش کرنے والا تھا کہ وہ سکندر ثانی نہیں ہے بلکہ سرکش اور مغرور مختار شاہ ہے۔ وہ باپ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے بعد لندن واپس چلا جائے گا۔

اس کے خیالات پڑھنے کے بعد فہمی نے کہا "وہ کمبخت ظلم کی انتہا کررہا ہے۔ میرے ابو سے اسے خطرہ تھا اس لیے اس نے انہیں قتل کیا لیکن زلیخا ممی کے قتل کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اس نے ایک بے گناہ کی جان لی ہے اور اب ایک فرشتہ صفت بھائی کو مسلسل قیدی بنائے رکھا ہے۔ پتا نہیں' وہ ایسا کیوں کررہا ہے؟"

علی نے کہا "ایسا کرنے میں اس کے کچھ شیطانی مقاصد پنہاں ہوں گے لیکن کل وہ اپنی تمام شیطانیت کے ساتھ جہنم میں پہنچ جائے گا۔"

"وہ اپنے فرشتہ صفت بھائی کے دماغ میں تنویمی عمل کرنے آئے گا تو اس کے چور خیالات سے اسے معلوم ہوگا کہ ہم یہاں اس کے پاس آئے تھے اور آئندہ اس کے دماغ میں رہ کر اس کے تنویمی عمل کو ناکام بنائیں گے۔"

"ہاں۔ اسے ہمارے ارادوں کا علم ہوسکتا ہے لیکن ہم اس اصلی سکندر ثانی کے دماغ پر قبضہ جمائے رکھیں گے پھر وہ چور خیالات کے ذریعے ہمارے بارے میں کچھ نہیں جان سکے گا۔"

وہ دونوں اس کے دماغ میں رہے۔ فراڈ پیر اور قاتل مختار شاہ کا انتظار کرتے رہے۔ رات کے دو بجے وہ اصلی سکندر ثانی کے دماغ میں آیا۔ اس سے بولا "کہو سکندر ثانی! کس حال میں ہو؟"

وہ بولا "خدا جس حال میں رکھے' میں خوش ہوں۔"

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ وہ شاید اپنے بھائی کے چور خیالات پڑھ رہا تھا۔ فہمی اور علی نے سکندر ثانی کے چور خیالات میں اپنا ذکر آنے نہیں دیا۔ وہ بے چارہ پچھلے پانچ برس کی قید و بند کے بارے میں سوچتا رہا۔

پھر فراڈ بھائی نے کہا "تم پچھلے پانچ برس سے جانتے ہو کہ کل تمہیں کس طرح خاندان کے افراد سے ملنا ہے اور پھر بابا جانی کی قبر پر حاضری دینے کے بعد شام کی فلائٹ سے واپس جانا ہے۔"

"مجھے یہ باتیں یاد دلانے کی ضرورت کیا ہے؟ میں تمہارے تنویمی عمل کے زیرِ اثر رہ کر وہی کروں گا' جو تم چاہتے ہو۔"

اس کمرے کا دروازہ کھلا۔ مختار شاہ کا ایک خاص ملازم اندر

آیا۔ اس کے ہاتھ میں چابیاں تھیں۔ وہ ان چابیوں سے سکندر ثانی کے ہاتھوں اور پیروں کی زنجیریں کھول کر واپس چلا گیا۔

مختار شاہ نے خیال خوانی کے ذریعے حکم دیا "آرام سے سوجاؤ۔"

وہ جانتا تھا کہ پچھلے پانچ برسوں سے اس کے ساتھ کیا ہوتا آرہا ہے۔ وہ چاروں شانے چت ہو کر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کرلیں پھر دشمن بھائی کی ٹیلی پیتھی کے ذریعے رفتہ رفتہ سوگیا۔

وہ اسے اپنا معمول بنا کر اس کے دماغ میں وہی پرانی باتیں نقش کرنے لگا کہ اس کا نام سکندر ثانی نہیں، مختار شاہ ہے۔ وہ باپ دادا کی پیری مریدی سے منحرف ہے۔ اپنے باپ کی قبر پر حاضری دینے آیا ہے پھر یہاں سے واپس چلا جائے گا اور زندگی رہی تو آئندہ سال آئے گا۔

پھر اس نے حکم دیا کہ وہ ایک گھنٹے تنویمی نیند سوئے گا پھر اٹھ کر غسل کرنے کے بعد بہترین لباس پہن کر اپنے بھائی سکندر ثانی (فراڈ) اور خاندان والوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے گا، اس کے بعد بابا جانی کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھائے گا۔

وہ ایک گھنٹے کے لیے تنویمی نیند سوگیا۔ فہمی اور علی اس کے دماغ سے نکل آئے۔ دوبارہ اس کے دماغ میں جانے کے لیے مختار شاہ کی آواز اور لہجہ اختیار کیا جاسکتا تھا۔ اصلی سکندر ثانی کے دماغ میں جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ عامل اور معمول بھائیوں کے فرق کو پہچان سکتے تھے۔

اصل انتظار اس بات کا تھا کہ فراڈ مختار شاہ جسمانی طور پر نظر آئے۔ اب تک اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رہا تھا۔ جسمانی طور پر سامنے ہونے سے دشمن سے انتقام لیا جاسکتا تھا۔

فہمی اور علی دور سے دیکھتے رہے۔ وہ دونوں اپنے خاندان والوں کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ کر کوٹھی کے احاطے میں آئے پھر اپنے باپ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے کے لیے پہنچے۔

ایسے ہی وقت ایک جوان ایک گن لے کر فراڈ مختار شاہ کے سامنے آگیا۔ اسے نشانے پر رکھ کر بولا "تم جعلی پیر ہو۔ تم نے میری بہن کی عزت لوٹی ہے۔ تم جادو جانتے ہو۔ اس سے پہلے کہ جادو کرو، میں تمہیں مار ڈالوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ تڑا تڑ گولیاں چلادیں۔ مختار شاہ گولیاں کھا کر لڑکھڑاتا ہوا زمین پر گرا پھر تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ اس جوان نے گن کو ایک طرف پھینک کر کہا۔ "اب مجھے پکڑلو، تھانے کچہری لے چلو۔ مجھے پھانسی پر چڑھادو۔ میں ایک غیرت مند بھائی کی طرح جان دوں گا۔"

لوگوں نے اسے پکڑلیا۔ فہمی اور علی کے لیے یہ واردات خلافِ توقع تھی۔ وہ اپنے باپ کے قاتل کو ہلاک کرنا چاہتے تھے لیکن اس سے پہلے ایک غیرت مند بھائی نے اسے قتل کردیا۔

وہ مایوس ہو کر بولی "میری حسرت دل ہی میں رہ گئی۔"

علی نے کہا "پتا نہیں اس جعلی پیر نے کتنے گھر تباہ کیے تھے۔ کسی نہ کسی کے ہاتھوں مرنے والا تھا اس لیے ایک غیرت مند جوان کے ہاتھوں مارا گیا۔"

پھر علی نے فرشتہ صفت سکندر ثانی کی زبان سے اپنے خاندان والوں کو مخاطب کیا "اس جوان نے ایک نیک کام کیا ہے۔ میں اسے سزا سے بچاؤں گا۔ آپ مجھے بدکار مختار شاہ سمجھ رہے ہیں۔ بدکار یہ تھا اور آج تک پارسا بن کر آپ سب کو دھوکا دیتا رہا۔ شاید آپ کو یقین نہ آئے۔ یہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا۔ اس نے مجھ پر شیطانی عمل کرکے مجھے مختار شاہ بنادیا اور خود سکندر ثانی بن کر یہاں عیش کرتا رہا۔"

خاندان والے ایک طویل عرصے سے اصلی سکندر ثانی کو مختار شاہ سمجھتے آرہے تھے۔ وہ اتنی جلدی حقیقت کو تسلیم نہ کرتے۔ سکندر ثانی نے علی سے کہا "آپ میرا جائز حق مجھے دلانا چاہتے ہیں۔ مجھے اصلی سکندر ثانی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ میں رفتہ رفتہ اپنے خاندان والوں اور تمام عقیدت مندوں کا اعتماد حاصل کرلوں گا۔"

"اور اگر اعتماد حاصل نہ کرسکے تو؟"

"اب سب کو اعتماد کرنا پڑے گا کیونکہ مسندِ پیری سنبھالنے کے لیے میں ہی ایک جانشین رہ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں، میں اپنے حسنِ سلوک سے انہیں قائل کرلوں گا۔"

علی اور فہمی دماغی طور پر حاضر ہوگئے۔ یہ اطمینان تھا کہ شیطان مرگیا مگر اپنے ہاتھوں سے مارنے کی حسرت رہ گئی تھی۔

○☆○

کھوپڑی کے اندر دماغ اور دماغ کے اندر اندھیرا رہتا ہے۔ اس اندھیرے میں صرف سوچ کی لہریں سنائی دیتی ہیں۔

تینوں لارڈز نے اس سے پوچھا "ہماری پلاننگ کیسی رہی؟"

مختار شاہ کی سوچ نے کہا "زبردست گیم کھیلا گیا ہے۔ علی تو کیا اس کا باپ فرہاد بھی کبھی یہ جان نہیں سکے گا کہ اصلی سکندر ثانی مارا گیا ہے اور مختار شاہ آج بھی سکندر ثانی کے نام سے زندہ ہے۔"

تینوں لارڈز نے قہقہے لگائے پھر ایک نے کہا "فرہاد کے بیٹے کی ذہانت کو زبردست ٹھوکر مارنے کی خوشی میں آج سے تمہیں ... کی اجازت دی جاتی ہے...... چیئرز، ہپ ہپ ہرے......"

○☆○



فہمی اور علی نے مختار شاہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے صرف چند قدم کے فاصلے پر قتل ہوتے دیکھا تھا لیکن وہ قتل ایک شیطانی چکر تھا۔ شیطان کے دھوکے میں بے چارہ ایک فرشتہ مارا گیا تھا۔

پیر ابن پیر مختار شاہ چونکہ شیطان تھا اس لیے اس کا قصہ بھی شیطان کی آنت کی طرح لمبا ہے۔ اس قصے کو تفصیل سے بیان کیے بغیر اس کی چال بازیاں سمجھ میں نہیں آئیں گی۔ قصہ طولانی ہے مگر سبق آموز دلچسپیوں سے بھرپور ہے۔ سبق آموز اس لیے کہ شیطان کی ہر حرکت ہمیں سبق سکھاتی ہے مگر ہم سیکھ نہیں پاتے۔

فراڈ پیر نے اسی دن سے خطرے کو بھانپ لیا تھا جب اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ فرہاد کے بیٹے علی سے تعلق رکھنے والے فخرالدین سے ٹکرا گیا ہے۔ چونکہ فخرالدین ہمارے حوالے سے اس کے لیے ایک زبردست دشمن تھا اس لیے مختار شاہ نے اس معاملے کو انڈر گراؤنڈ کے تین بڑوں تک پہنچایا۔ وہ تین بڑے انڈر گراؤنڈ کے لارڈز کہلاتے تھے۔ لارڈ ون، لارڈ ٹو اور لارڈ تھری۔

جب تینوں لارڈز نے یہ سنا کہ ٹیلی پیتھی جاننے والے فخرالدین کا تعلق میرے بیٹے علی سے ہے تو وہ تینوں بھی تشویش میں مبتلا ہوگئے۔ ان دنوں فخرالدین لاہور میں تنہا تھا۔ انہوں نے اس کے خلاف مختلف چالیں چلیں پھر اسے قتل کرادیا۔

یہ قتل ان کے گلے پڑ گیا کیونکہ اس قتل کی تفتیش فہمی اور علی نے شروع کی اور اصل قاتل مختار شاہ تک پہنچ گئے۔ ایسے وقت تینوں لارڈز نے مختار شاہ کو مشورہ دیا کہ وہ سکندر ثانی کو لندن سے لے آئے اور اسے چھپا کے قید رکھے تاکہ اپنے کسی بہت برے وقت میں اپنے اس ہم شکل بھائی کو استعمال کرسکے۔

اس سے زیادہ برا وقت اور کیا ہوتا کہ فہمی اور علی کو زلیخا کے ذریعے قتل کرانے کی آخری کوشش کی گئی۔ اس آخری ناکام کوشش سے یہ یقین ہوگیا کہ وہ دونوں اب نادیدہ بن کر مختار شاہ کی حویلی میں آئیں گے پھر اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

یہیں سے شیطانی چکر شروع ہوا۔ وہ جو شیطان مختار شاہ تھا اس نے فرشتہ سکندر ثانی بن کر خود کو زنجیروں میں جکڑ لیا اور جو فرشتہ سکندر ثانی تھا اسے سحرزدہ کرکے آزاد چھوڑ دیا۔ فہمی اور علی نے اس زنجیریں پہن کر قیدی بننے والے مختار شاہ کے چور خیالات پڑھے۔ اسی وقت تینوں لارڈز نے مختار شاہ کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمالیا تھا اس لیے یہ بھید نہ کھل سکا کہ وہ فراڈ پیر مختار شاہ کے خیالات پڑھ رہے ہیں۔

دوسرے دن مختار شاہ اور سکندر ثانی کے والد کی برسی تھی۔ برسی میں شریک ہونے کے لیے قیدی مختار شاہ کی زنجیریں کھول دی گئیں۔ اس نے اپنے بھائی سکندر ثانی کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی پھر وہ دونوں باپ کی قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے آئے۔ ایسے ہی وقت اچانک ایک نوجوان ایک گن لے کر ان کے سامنے آگیا۔ اس نے سکندر ثانی سے کہا "تم جعلی پیر ہو۔ تم نے میری بہن کی عزت لوٹی ہے۔ تم جادو جانتے ہو۔ اس سے پہلے کہ جادو کرو، میں تمہیں مار ڈالوں گا۔"

پھر اس سے قبل کہ کوئی اسے پکڑتا، اس نے تڑا تڑ گولیاں چلادیں۔ سکندر ثانی اسی جگہ گر کر تڑپ تڑپ کر مرگیا۔ وہاں جتنے بھی عزیز و اقارب تھے انہوں نے یہی سمجھا کہ جو فرشتہ صفت سکندر ثانی ہے وہ مارا گیا ہے اور انہوں نے درست سمجھا۔ فہمی اور علی نے غلط سمجھا کیونکہ انہوں نے اس فراڈ مختار شاہ کے چور خیالات پڑھے تھے اور لارڈز کی مکاریوں کے باعث یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ فرشتہ صفت سکندر ثانی زندہ ہے اور جس مختار شاہ نے اس فرشتے کو زنجیریں پہنا کر قید کیا تھا وہ ایک نوجوان کی گولیوں سے حرام موت مرچکا ہے۔

وہ تینوں لارڈز چاہتے تھے کہ بھید کھلنے سے پہلے اصلی سکندر ثانی مارا جائے۔ اگر فہمی اور علی اسے ہلاک کرنے کے لیے اس کے دماغ میں پہنچیں گے تو انہیں یہ معلوم ہوجائے گا کہ وہی فرشتہ سکندر ثانی ہے جسے تنویمی عمل کے ذریعے مختار شاہ بنایا گیا ہے۔

انہوں نے ایسا کچھ ہونے سے پہلے ایک نوجوان کے ہاتھوں اسے قتل کرادیا۔ وہ نوجوان دراصل فراڈ مختار شاہ کا معمول اور تابع دار تھا۔ جب وہ قبر پر پھول چڑھانے گئے تھے تو تینوں لارڈز نے اس جوان کو پوری طرح اپنے کنٹرول میں رکھا تھا۔ گولیاں چلانے کے بعد بھی اس جوان کے دل و دماغ میں یہی بات تھی کہ اس نے ایک فراڈ پیر کو قتل کیا ہے کیونکہ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دماغ میں یہی باتیں نقش کرائی گئی تھیں۔ فہمی اور علی آئندہ جب بھی اس کے دماغ میں جاتے تو انہیں یہی معلوم ہوتا کہ اس جوان نے اپنے طور پر جائز انتقام لیا ہے۔

یہ ایسا چکر تھا کہ حویلی کے تمام افراد اور سکندر ثانی کے خاندان کے تمام لوگ چکر میں پڑ گئے تھے۔ انہوں نے برسوں سے جسے ایک پیر کی حیثیت سے زندگی گزارتے دیکھا تھا اس فرشتے کو ان کے سامنے گولی ماردی گئی تھی۔ وہ اندر کی بات نہیں جانتے تھے کہ کس طرح دو ہم شکل بھائی تبدیل ہوگئے تھے۔ ایک کی جگہ دوسرے نے لے لی تھی۔ شیطان کو موت آنی تھی مگر اس کی جگہ فرشتے کو موت آگئی تھی۔

حویلی میں اس فرشتے کا سوگ منایا جارہا تھا۔ فہمی اور علی کو مختار شاہ سے ہمدردی تھی۔ علی نے اس سے کہا "تمہارے تمام عزیز و اقارب تمہیں فراڈ مختار شاہ سمجھ رہے ہیں۔ تمہارے لیے یہ ثابت کرنا دشوار ہوگا کہ تم اصلی سکندر ثانی ہو۔"

"ہاں! وہ شیطان آدمی مارا گیا۔ افسوس تو یہی ہے کہ یہ رشتے دار مجھے اپنے بزرگوں کی نافرمان اولاد سمجھ رہے ہیں لیکن میں اپنے نیک اعمال سے رفتہ رفتہ انہیں اپنی طرف مائل کرلوں گا۔"

فہمی نے کہا "پتا نہیں، انہیں قائل کرنے اور اپنی طرف مائل کرنے میں کتنا عرصہ لگ جائے گا۔ ہم ٹیلی پیتھی کے ذریعے

انھیں تمہاری طرف مائل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

دوسرے دن وہاں کے بزرگوں نے ایک چھوٹا سا اجلاس کیا اور یہ مسئلہ اٹھایا کہ دستارِ پیری کس کے سر پر رکھی جائے گی۔

ایک بزرگ نے کہا "ہمیشہ سے اس خاندان کے فرد پیرابنِ پیر رہے ہیں۔ ابھی ان کی اولاد میں سے ایک مختار شاہ زندہ ہے۔ یہ دستار اس کے سر پر رکھی جائے گی۔"

دوسرے بزرگ نے اعتراض کیا "پہلے وہ خود کو پیر بننے کا اہل ثابت کرے۔ جس اولاد سے اس کے والدین ناراض رہے اسے ہم اپنے سر پر کیسے بٹھا سکتے ہیں۔"

علی نے ایک بزرگ کے ذریعے کہا "اچھے خاندان کے بچے وقتی طور پر گمراہ ہوتے ہیں پھر راہِ راست پر آجاتے ہیں۔ تم مختار شاہ کو جس طرح آزمانا چاہو' آزما کر دیکھ لو۔ یہ اب پیرابنِ پیر ہی ثابت ہوگا۔"

ایک نے کہا "مرحوم سکندر ثانی ہمارے دل کی باتیں ہمیں بتا دیا کرتے تھے۔ کیا یہ مختار شاہ بتا سکتا ہے؟"

علی نے مختار شاہ کے اندر آکر اس کے ذریعے کہا "ہمارے والد' دادا اور پردادا دلوں کے بھید نہیں بتاتے تھے۔ میں نہیں جانتا کہ مرحوم سکندر ثانی کس لیے ایسا کرتے تھے لیکن میں آپ تمام حضرات کے اطمینان کے لیے صرف آج آپ کے دلوں کی باتیں بتاؤں گا۔ آپ وعدہ کریں کہ آج کے بعد پھر ایسی فرمائش نہیں کریں گے۔"

ایک بزرگ نے اس کی تائید کرتے ہوئے کہا "یہ درست ہے کہ اللہ تعالیٰ جب رازوں کو سمجھنے کے علوم دیتا ہے تو وہ علوم جاننے والے انھیں اپنے اندر ہمیشہ چھپا کر رکھتے ہیں' ظاہر نہیں کرتے۔"

جن بزرگ نے اعتراض کیا تھا' مختار شاہ نے ان کی طرف انگلی اٹھا کر کہا "آپ سوچ رہے ہیں' میں اللہ تعالیٰ کا اور اپنے والدین کا نافرمان بندہ ہوں۔ مجھے ایسے غیر معمولی علوم حاصل نہیں ہوسکیں گے۔"

بزرگ نے کہا "یہ درست ہے۔ میں یہی سوچ رہا ہوں لیکن یہ بات موٹی عقل سے بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ میں نے آپ کی مخالفت کی اس لیے آپ کے بارے میں میرے یہی خیالات ہوں گے۔ آپ میرے اندر کی ایسی بات بتائیں جو کوئی دوسرا نہ بتا سکتا ہو۔"

"بتاؤں گا تو آپ کہیں گے' بھری محفل میں بھید کھول رہا ہوں۔"

"آپ میرے کان میں بتا دیں۔"

"کان میں بتاؤں گا تو دوسروں کو اپنے غیر معمولی علم کا کیسے یقین دلاؤں گا۔"

"آپ درست بتائیں گے تو میں اپنی زبان سے سب کے سامنے اعتراف کروں گا۔"

"نہیں۔ میرے علم کو چیلنج کیا گیا ہے' بھری محفل میں یہ کہا گیا ہے کہ میرے باپ' دادا کا علم مجھے وراثت میں نہیں مل سکتا اس لیے میں سب کے سامنے آپ کے دل کی یہ بات بتاتا ہوں کہ آپ بڑھاپے میں بھی جوان رہنا چاہتے ہیں۔"

وہ بزرگ ایک دم سے اچھل کر کھڑے ہوگئے "تمہیں ایک بزرگ کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔ تم مجھے ذلیل کرنے کے لیے ایسی بات کر رہے ہو۔"

"میں ثابت کرسکتا ہوں۔ اس وقت بھی آپ کی جیب میں بوڑھوں کو جوان بنانے والے معجون کی ایک شیشی موجود ہے۔"

بزرگ نے فوراً ہی اپنی جیب پر ہاتھ رکھ لیا اور چیخ کر بولے۔ "یہ جھوٹ کہتا ہے۔"

"میں آپ تمام بزرگوں سے عرض کرتا ہوں۔ جنھیں میری بات کا یقین نہ آئے وہ ان کی جیب سے شیشی نکال کر دیکھ لیں۔"

وہ بزرگ فوراً ہی پلٹ کر دروازے کی طرف گئے پھر کہا "یہ شرفا کی محفل نہیں ہے۔ یہاں بزرگوں پر کیچڑ اچھالی جاتی ہے۔ لاحول ولا قوۃ۔"

وہ جانا چاہتے تھے یا دوسرے لفظوں میں بھاگنا چاہتے تھے مگر ان کا راستہ روک لیا گیا۔ ایک نے کہا "جب آپ نے ایک پیر ابنِ پیر کو آزمائش میں مبتلا کیا ہے تو اس آزمائش کا نتیجہ ہمیں معلوم ہونا چاہیے۔"

دوسرے نے جھپٹ کر ان کی جیب سے شیشی نکال لی۔ اس پر لکھا تھا "معجون شباب آفریں۔"

سب نے اسے دیکھا اور بڑے میاں پر لاحول پڑھی۔ وہ جھنجلا کر چلے گئے۔ مختار شاہ نے کہا "میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ صرف آج اس محفل میں دلوں کی باتیں بتاؤں گا۔ آج کے بعد کوئی مجھے آزمائش میں نہ ڈالے لہٰذا جب تک میں یہاں بیٹھا ہوا ہوں' آپ حضرات فرداً فرداً اپنے دل کی باتیں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں۔"

ایسا کون چاہتا ہے کہ اس کے دل کا بھید بھری محفل میں کھل جائے۔ سب چپ رہے۔ ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ان میں سے کئی حضرات کچھ پوچھنا چاہتے تھے مگر شرط یہی تھی کہ اندر کی بات بھری محفل میں بتائی جائے گی۔ ایک بزرگ نے کہا "میری کچھ گھریلو پریشانیاں ہیں۔ میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پریشانیاں دور ہوجائیں اگر دور نہ ہوسکیں تو کم ہوجائیں۔"

مختار شاہ نے ذرا دیر کے لیے آنکھیں بند کیں۔ اتنی دیر میں علی نے اس شخص کے خیالات پڑھے پھر مختار شاہ کی زبان سے کہا "وہ نوجوان جس نے تمہاری غریبی کا مذاق اڑایا ہے اور جس نے تمہاری بیٹی کو اپنی شریکِ حیات بنانے سے انکار کیا ہے وہ آج کسی وقت آئے گا اور تم سے معافی مانگے گا اور تمہاری بیٹی کا رشتہ بھی۔ آج کے بعد تمہاری ساری پریشانیاں دور ہوجائیں گی لیکن بہتر ہے کہ ابھی تم جا کر اس سے ملاقات کرلو۔"

پھر علی نے فہمی سے کہا "تم اس شخص کے دماغ میں رہو' جب وہ اس جوان سے ملاقات کرے تو اس جوان کی آواز اور لہجہ سن کر اس کے دماغ کو اپنے قابو میں کرلو اس کے بعد تم جانتی ہو تمہیں کیا کرنا ہے۔"

فہمی اس شخص کے دماغ میں چلی گئی پھر اس محفل میں کسی اور نے اپنے دل کی بات نہیں پوچھی۔ محفل برخاست ہوگئی۔ صرف دو گھنٹے بعد ہی یہ خبر پھیل گئی کہ پیرابنِ پیر مختار شاہ کی پیش گوئی درست ہوئی ہے۔ اس جوان نے معافی مانگ لی ہے۔ اس کی بیٹی کا رشتہ بھی مانگا ہے۔ اس جوان کے باپ سے زمین کا جو تنازع چل رہا تھا وہ ختم ہوچکا ہے۔ اس شخص کی تمام پریشانیاں بھی دور ہوچکی ہیں۔

یہ ایسے شواہد تھے جن کے بعد خاندان کے تمام بزرگوں کو اور اس علاقے کے تمام لوگوں کو یقین ہوگیا کہ مختار شاہ کو پیری وراثت میں مل چکی ہے۔ سب نے اسے پیرابنِ پیر تسلیم کرلیا۔

شیطانی چکر نے کیا گل کھلائے تھے۔ جو سیاہ تھا وہ سیاہ ہی رہا اور سب اسے سفید سمجھنے لگے۔ مختار شاہ اور تینوں لارڈز کے لیے یہ بات باعثِ اطمینان تھی کہ وہ فہمی اور علی کو دھوکا دینے میں پوری طرح کامیاب رہے ہیں۔

فہمی کو یہ حسرت رہ گئی تھی کہ اس نے اپنے باپ کے قاتل کو اپنے ہاتھوں سے جہنم میں نہیں پہنچایا۔ ویسے وہ ایسے حالات میں مارا گیا تھا کہ فہمی کو صبر کرنا پڑا۔ چلو اس کے ہاتھوں نہ سہی' دشمن اپنے برے انجام کو پہنچ گیا۔

دیکھا جائے تو مختار شاہ اور تینوں لارڈز کو یہ بہت بڑی کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ فہمی اور علی آئندہ کبھی مختار شاہ کو نہ دشمن سمجھنے والے تھے اور نہ کبھی اس کے راستے کی دیوار بننے والے تھے۔

مختار شاہ نے اپنے لارڈز سے پوچھا "اب تو خطرہ ٹل گیا ہے۔ وہ دونوں حویلی سے جانے کے بعد واپس تو نہیں آئیں گے؟"

ایک لارڈ نے کہا "انھیں واپس نہیں آنا چاہیے لیکن وہ تمہیں اصلی سکندر ثانی سمجھ کر تمہارے ہمدرد بن گئے ہیں۔ اسی ہمدردی کی بنا پر انھوں نے تمہارے تمام خاندان والوں کو اور علاقے کے لوگوں کو تمہاری طرف مائل کیا ہے۔ وہ سب تم پر اعتماد کر رہے ہیں لیکن فہمی اور علی کی یہ ہمدردی تمہیں مہنگی پڑے گی۔"

مختار شاہ نے پوچھا "ان کی ہمدردی مجھے کیسے مہنگی پڑے گی؟"

"انھیں ہمدردی کا جذبہ پھر تمہاری طرف کھینچ سکتا ہے۔ وہ تمہاری خیریت معلوم کرنے اور تمہارے کسی کام آنے کے لیے پھر اچانک کسی دن کسی وقت آسکتے ہیں۔"

دوسرے لارڈ نے کہا "وہ اچانک آئیں گے تو پتا نہیں تم کن حالات میں پائے جاؤ گے؟ شراب پی رہے ہوگے' کسی کے ساتھ منہ کالا کر رہے ہوگے یا ہمارے انڈر گراؤنڈ معاملات میں ملوث پائے جاؤ گے۔ بہرحال ہمارا بھید کھلے گا۔"

تیسرے لارڈ نے کہا "ہمیں یہ پہلو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے کہ وہ دونوں ہمدردی کے جذبے سے تمہارے پاس کسی وقت بھی آسکتے ہیں۔"

مختار شاہ نے کہا "یہ تو مصیبت ہوگئی۔ واقعی ان کی ہمدردی مہنگی پڑے گی۔ یہ جو ہم نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی ہے' کیا یہ خاک میں مل جائے گی؟"

"فکر نہ کرو۔ ہم ان سے تمہیں محفوظ رکھیں گے۔ ہم نے کامیابی کی خوشی میں تمہیں شراب پینے کی اجازت دی تھی۔ اب نہیں پیو گے۔ ہم پھر تم پر تنویمی عمل کریں گے اور تمہارے ذہن میں یہ نقش کردیں گے کہ تم شباب اور شراب کی طرف کبھی مائل نہیں ہوگے۔"

"آپ نے دیکھا ہے' جب سے زیبا میری زندگی میں آئی ہے' میں نے عیاشی ختم کردی ہے۔ آئندہ بھی میں اسی پر اکتفا کروں گا۔"

"گھاس کھا گئے ہو۔ اب وہ تمہاری بیوی نہیں رہی۔ تم مرچکے ہو۔ وہ اب بیوہ ہے۔ اب تم اس کے دیور ہو اور وہ تمہاری بیوہ بھابی ہے۔"

"یہ تو ہے۔ جب سے زیبا نے خود کو بیوہ سمجھ لیا ہے تب سے الجھن میں ہوں کہ کیا کروں؟ کیسے اس کے قریب جاؤں؟ کیا اسے بتا دوں کہ میں زندہ ہوں؟"

"عورت کو رازدار بنانے کی حماقت نہ کرنا ورنہ ہم تمہیں گولی ماردیں گے۔ اوّل تو وہ یقین نہیں کرے گی اور کرے گی تو کیا یہ خوشی چھپا سکے گی کہ وہ بیوہ نہیں سہاگن ہے؟"

"میں اسے رازدار بنانے کی حماقت نہیں کروں گا لیکن وہ عدت کے دن پورے کرلے گی تو میں اس سے شادی کرسکوں گا۔ ہم دستور کے مطابق بیوہ بھابی سے شادی کرسکتے ہیں۔"

"تم اپنے دستور کے مطابق جو کرو گے' اس پر ہم اعتراض نہیں کریں گے۔"

دوسرے نے کہا "لیکن تم پر دوبارہ تنویمی عمل کرنا لازمی ہے۔ تمہارے دماغ میں جتنے منفی خیالات ہیں' ہم انھیں مٹا دیں گے۔"

انھوں نے یہی کیا۔ مختار شاہ کو تنویمی عمل کے مضبوط قلعے میں قید کردیا۔ اس کے ذہن سے منفی خیالات نکال دیے۔ اسے باہر سے اور اندر سے نیک اور پارسا بنا دیا۔ اب اس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں رہا تھا۔

لیکن اب دوسری طرف سے اندیشہ تھا۔ فہمی اور علی ان کے سروں پر اب بھی ننگی تلواروں کی طرح لٹک رہے تھے۔ یہ پہلو بھی پیشِ نظر تھا کہ وہ دونوں ہمدردی سے مختار شاہ کے پاس آئیں گے اگر اس وقت مختار شاہ ان کے کسی کارندے سے باتیں کر رہا ہوا تو وہ اس کے ذریعے ان کی ساری چال بازیاں سمجھ لیں گے۔

انھوں نے مختار شاہ کو حکم دیا کہ وہ ایک ہفتے تک کسی بھی انڈر گراؤنڈ سرگرمی میں حصہ نہ لے۔ صرف اپنی حویلی اور اپنے علاقے

تک محدود رہے۔ اس دوران میں ہر حال میں ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتارا جائے گا۔

ان تینوں لارڈز کے پاس وہ غیر معمولی گولیاں تھیں، جن کے ذریعے وہ نادیدہ بن سکتے تھے۔ وہ نادیدہ بن کر اپنے بہت سے پیچیدہ معاملات کو آسانی سے سلجھالیا کرتے تھے۔ اب فہمی اور علی کو ختم کرنے کے لیے انہیں نادیدہ بن کر ہی ان کے قریب جانا تھا اور یہ بات وہ جانتے تھے کہ فرہاد اور اس کی فیملی کے روبرو دشمنی سے جانے والے زندہ واپس نہیں آتے ہیں اور ان کی موت دوسروں کے لیے عبرت ناک بنتی رہی ہے۔

لارڈون نے اپنے ساتھی لارڈز سے کہا "کیا فرہاد کی فیملی نے قیامت تک کامیابیاں حاصل کرنے کا ٹھیکا لے رکھا ہے؟ کیا ہم علی کے مقابلے پر جائیں گے تو مردہ واپس آئیں گے؟"

لارڈ ٹو نے کہا "پہلے کی بات اور ہے۔ پہلے ایسی نادیدہ بنانے والی گولیاں نہیں تھیں۔ اب تو ہم محفوظ رہ کر فہمی اور علی کو گولی مار سکتے ہیں۔"

"وہ بھی نادیدہ رہیں گے، تب کیا ہوگا؟"

لارڈ تھری نے کہا "کوئی ہمیشہ نادیدہ بن کر نہیں رہ سکتا۔ کھاتے پیتے اور لباس پہنتے وقت یا ٹائلٹ جاتے وقت ٹھوس جسم میں ظاہر ہونا لازمی ہوتا ہے۔"

"ہاں۔ مختار شاہ نے بھی یہی سوچا تھا۔ اپنی معمولہ زلیخا کو حکم دیا تھا کہ فہمی اور علی کھانے سے پہلے جیسے ہی اپنے منہ سے گولیاں نکال کر باہر رکھیں، وہ انہیں گولی ماردے۔ اتنی زبردست پلاننگ کے باوجود مختار شاہ انہیں ہلاک کرنے میں ناکام رہا تھا۔"

"دراصل انہوں نے بابا صاحب کے ادارے میں عجیب وغریب ٹریننگ حاصل کی ہے۔ ان کے ذہنوں کو اتنا تیز بنادیا گیا ہے کہ وہ دیکھتے ایک طرف ہیں لیکن ان کے ذہن چاروں طرف پوری بیداری سے مستعد رہتے ہیں۔ وہ کسی چھوٹے سے چھوٹے پہلو کو بھی نظرانداز نہیں کرتے ہیں۔"

"ہم بھی اپنی بھرپور ذہانت سے ہر بڑے چھوٹے پہلو پر نظر رکھیں گے۔ کبھی ان کے روبرو نہیں جائیں گے۔ نادیدہ بن کر ان کے آس پاس رہیں گے۔ جب پوری طرح یقین ہوجائے گا کہ ہمارا حملہ کسی طور بھی ناکام نہیں ہوگا، تب ہم چند ساعتوں کے لیے نمودار ہوکر انہیں گولی ماردیں گے۔"

وہ تینوں تھوڑی دیر تک سر جھکائے سوچتے رہے۔ اب سوال پیدا ہوتا تھا کہ اس بلے کے گلے میں گھنٹی کون باندھے گا؟ کون علی کو قتل کرنے جائے گا؟ انڈر گراؤنڈ دنیا کی مصروفیات بہت زیادہ تھیں۔ وہ تینوں بیک وقت ان تمام مصروفیات کو ملتوی نہیں کرسکتے تھے۔ ایک وقت میں کوئی ایک ہی علی اور فہمی پر حملے کرنے جاسکتا ہے۔

ایک نے لارڈون سے کہا "ہم یہاں کے معاملات سنبھالیں گے۔ تم انہیں قتل کرنے جاؤ۔"

لارڈون نے کہا "مجھے ہی کیوں کہہ رہے ہو۔ تھری کو بھی کر سکتے ہو اور تم خود جاسکتے ہو۔ ہم تینوں کسی زمانے میں پیشہ ور قاتل رہ چکے ہیں پھر میں ہی کیوں؟"

لارڈ ٹو نے کہا "ہم تینوں میں سے کسی ایک ہی کو جانا ہے۔ میں نے تمہیں جانے کو کہا ہے۔ جانے کا حکم نہیں دیا ہے۔ تم برا نہ مانو۔ مجھے کہو گے، میں چلا جاؤں گا۔"

لارڈ تھری نے کہا "بہتر ہے۔ تم ہی چلے جاؤ۔"

اس نے لارڈ تھری سے کہا "میں نے خود کو پیش کیا۔ تمہارا فرض ہے، تم بھی خود کو پیش کرو۔"

تھری نے کہا "چلو میں بھی خود کو پیش کررہا ہوں۔ میں جاؤں گا۔"

"اس طرح ہم تینوں جانے کے لیے تیار ہیں مگر جانا ایک کو ہے۔ لہٰذا پرچی نکالی جائے۔ جس کے نام کی پرچی نکلے گی وہ اس مشن پر جائے گا۔"

انہوں نے قرعہ اندازی کی۔ لارڈ تھری کے نام پرچی نکلی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ وہ بولا "مجھے اعتراض نہیں ہے۔ پرچی میرے نام کی نکلی ہے۔ میں جاؤں گا لیکن میں ان دونوں کو قتل کرنے کے لیے جو بھی طریقۂ کار اختیار کروں، اس پر تم دونوں اعتراض نہ کرنا۔"

لارڈون نے کہا "ہم ہر کام ایک دوسرے کے مشورے سے کرتے ہیں تاکہ ہم میں سے کسی کی پلاننگ میں کوئی خامی رہ جائے تو وہ باہمی مشوروں سے دور ہوجائے۔ پلیز اپنا طریقۂ کار بتاؤ؟"

تھری نے کہا "میں اپنے معمول اور تابعدار کے دماغ میں رہ کر اسے اپنا آلۂ کار بنا کر انہیں قتل کروں گا۔ اس طرح مجھے ان کے روبرو نہیں جانا پڑے گا۔"

"وہ تمہارے آلۂ کار کو دیکھتے ہی اسے چیونٹی کی طرح مسل دیں گے۔"

"میں اسے نادیدہ بناؤں گا۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ ہم تینوں نے یہ عہد کیا تھا کہ اپنی نادیدہ بننے والی صلاحیتیں کسی پر ظاہر نہیں کریں گے۔ تم ایک معمولی آلۂ کار کو گولی نگلنے دوگے تو وہ ہمارے اس راز سے واقف ہوجائے گا۔"

"پہلے میری پوری بات سنو۔ میں اسے چھوٹی سے چھوٹی گولی دوں گا۔ وہ چوبیس گھنٹے سے زیادہ نادیدہ نہیں رہ سکے گا۔ جب وہ ان دونوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہوجائے گا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ اس طرح ہمارے راز کو جاننے والا آلۂ کار بھی ختم ہوجائے گا۔"

وہ دونوں لارڈز مطمئن ہوگئے۔ لارڈ تھری نے اس مشن کی تیاری شروع کردی۔ اس مشن کا نام تھا۔

"MISSION TO KILL OR BE KILLED"





○☆○

پارس نے پہلے ہی بلی ڈونا سے کہہ دیا تھا کہ وہ کچھ دنوں کے لیے کہیں جارہا ہے۔ اگر یہ بتا دیتا کہ کہاں جارہا ہے تو اتنا تجسس نہ رہتا۔ اس نے یہ بھی بتانے سے گریز کیا کہ کیوں جارہا ہے؟ اس نے سوچا ابھی وہ کچھ وقت ساتھ گزارے گا تو وہ اپنی باتوں سے اور اداؤں سے بہلا کر اس کے اندر کی چھپی ہوئی باتیں اگلوا لے گی۔

لیکن غم اور خوشی کے آنے کا وقت ہوتا ہے اور نہ جانے کا۔ اسی طرح پارس کا بھی کوئی وقت مقرر نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ بلی ڈونا اسے اداؤں کے جال میں الجھاتی وہ باتیں کرتے کرتے اچانک نادیدہ ہوگیا تھا۔ وہ آوازیں دیتی رہ گئی لیکن پھر اس کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔

پارس کی اس حرکت نے اسے اور زیادہ تجسس اور بے چینی میں مبتلا کردیا تھا۔ وہ اپنے ذرائع سے معلوم کرنے لگی کہ وہ کہاں گیا ہے اور اچانک کیوں گیا ہے؟ وہ تو چھلاوا تھا، جب گزر جاتا تھا تو پھر یقین سے نہیں کہا جاسکتا تھا کہ دوبارہ کب نظر آئے گا؟

دشمن میرا اور میری فیملی کے افراد کا پتا معلوم کرنا چاہتے تو سب سے پہلے بابا صاحب کے ادارے سے رجوع کرتے تھے۔ انہیں ہمارے بارے میں وہاں سے صحیح رپورٹ مل جاتی تھی۔ بلی ڈونا نے بھی اس ادارے کے انچارج کو مخاطب کیا "میں پارس سے ملنا چاہتی ہوں، اس سے کہاں ملاقات ہوسکتی ہے؟"

"تم کون ہو؟ پارس سے کیوں ملنا چاہتی ہو؟ اس سے تمہارا کیا تعلق ہے؟"

"اوہ گاڈ! کیا اتنے سارے سوالوں کے جواب دینے ہوں گے۔ کیا اتنا کہنا کافی نہیں ہے کہ میرا نام بلی ڈونا ہے۔"

"تمہارا نام کافی ہے۔ ہم سمجھ گئے تم جکارتہ میں ہو۔ پارس اچانک چلا گیا ہے اور تم اسے تلاش کررہی ہو۔"

"تعجب ہے، اس ادارے میں میرے متعلق اتنی ساری معلومات موجود ہیں۔ کیا مجھ پر خاص نظر رکھی جاتی ہے؟"

"فرہاد یا اس کے کسی بھی فیملی ممبر سے تعلق رکھنے والوں پر ہمیشہ خاص نظر رکھی جاتی ہے اور ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔ تمہاری بھی دن رات کی مصروفیات کا ریکارڈ یہاں موجود ہے۔"

وہ انجان بن کر بولی "بھلا میری مصروفیات کیا ہیں؟ میں تو سادگی سے زندگی گزار رہی ہوں۔"

"تمہاری سادگی پر قربان جانا چاہیے۔ ہزاروں سال پرانا خزانہ حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف ہو۔ کیا اس خزانے سے سادگی اختیار کروگی؟"

"آپ کو ایسی گفتگو نہیں کرنی چاہیے۔ صرف ضروری سوالوں کے جواب دینے چاہئیں۔ آپ صرف ڈیوٹی کے مطابق بولا کریں۔"

"میری ڈیوٹی یہی ہے۔ جو مجھ سے معلومات حاصل کرے اسے تفصیلی معلومات فراہم کروں۔ یہ بھی تمہارے لیے معلومات ہے کہ ہم تمہارے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔"

"پلیز! اتنا بتادیں کہ پارس کہاں ہے؟"

"پارس تل ابیب میں ہے مگر تم وہاں نہیں جاسکوگی۔"

"مجھے کون روکے گا؟"

"حالات روکیں گے۔"

"میں حالات سے نمٹنا جانتی ہوں۔"

"تو پھر نمٹ کر دکھاؤ۔ صالحہ جکارتہ پہنچ رہی ہے۔"

وہ چونک کر بولی "کون صالحہ؟"

"وہی سلطان صالح کی بیٹی جس کی جگہ تم صالحہ بن کر اس محل میں عیش کررہی ہو۔ جس صالحہ کو تم نے قید کیا تھا وہ اب تک بابا صاحب کے ادارے میں تھی اور آج شام کی فلائٹ سے جکارتہ پہنچ رہی ہے۔"

تھوڑی دیر کے لیے بلی ڈونا بولنا ہی بھول گئی۔ ادارے کے انچارج نے کہا "کیا ہوا؟ تم تو حالات سے نمٹنے کا دعویٰ کرتی ہو۔ اب جب کہ صالحہ جکارتہ پہنچ رہی ہے تو کیا تم پارس کے پاس تل ابیب جاسکوگی؟"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگئی۔ بے چینی سے اٹھ کر ٹہلنے لگی۔ اس نے ابتدا میں سلطان صالح کو اپنا معمول اور تابعدار بنا رکھا تھا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ وہ اس کی اکلوتی بیٹی صالحہ ہے اور جو اصل بیٹی تھی اسے باپ کے دماغ سے بھلا دیا تھا۔ شاہی خاندان کے باقی افراد نے صالحہ کو پچھلے دس برس سے نہیں دیکھا تھا کیونکہ وہ امریکا میں تعلیم حاصل کررہی تھی۔

بلی ڈونا چاہتی تھی کہ صالحہ کبھی واپس نہ آئے اس لیے اس نے صالحہ کو بھی ٹریپ کیا۔ اسے اپنی معمولہ بنا کر ایک مکان میں قید کردیا۔ اس کی دیکھ بھال کے لیے ایک عمر رسیدہ میاں بیوی کو وہاں رکھا لیکن اتنی احتیاط بے سود رہی۔ ایک دن بابا صاحب کے ادارے سے ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں آئے اور اسے مکھن میں سے بال کی طرح وہاں سے نکال کرلے گئے۔

یہ بات بلی ڈونا کو معلوم ہوگئی تھی لیکن وہ یہ معلوم نہ کرسکی کہ صالحہ کہاں چلی گئی ہے؟ صالحہ کو اس کے تنویمی عمل کے سحر سے آزاد کرویا گیا تھا۔ وہ اسے تلاش نہ کرسکی۔ اسے صبر کرنا پڑا مگر اب اسے پتا چلا کہ وہ بابا صاحب کے ادارے میں محفوظ تھی اور آج شام کی فلائٹ سے جکارتہ پہنچ رہی تھی۔

بلی ڈونا کے لیے وہ آنے والی بہت بڑا خطرہ تھی۔ اس کی آمد کے بعد بہت سے بھید کھل سکتے تھے۔ ایسے میں وہ پارس کے پاس جاتی تو جکارتہ کے شاہی محل میں صالحہ اپنے قدم جمالیتی۔ شاہی

خاندان کے تمام افراد کو اپنی طرف مائل کرلیتی۔ بلی ڈونا کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ شاہی خاندان کے تمام افراد پر تنویمی عمل کرتی اور ان سب کو اپنا اسیر بنالیتی۔

اب اس کا تحفظ اسی میں تھا کہ وہ صالحہ کو شاہی محل میں قدم نہ رکھنے دیتی۔ اس سے پہلے ہی اس کا کام تمام کردیتی۔ وہ ترکیب سوچنے لگی کہ کس طرح اس کا راستہ روکا جائے۔ فی الحال یہی بات سمجھ میں آرہی تھی کہ ائرپورٹ پر ہی اس کا خاتمہ کردیا جائے۔ اسے ائرپورٹ سے باہر جکارتہ کی زمین پر قدم نہ رکھنے دیا جائے۔

وہاں صالحہ کو ایک سلطان کی بیٹی کی حیثیت سے کوئی نہیں جانتا تھا۔ اسے چہرے سے کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ صرف اس کا باپ اسے پہچان سکتا تھا لیکن وہ سحر زدہ تھا۔ بیٹی کا چہرہ بھول چکا تھا۔ صالحہ کو اس کے چہرے سے صرف بلی ڈونا پہچانتی تھی۔

اسے ائرپورٹ پر ہی قتل کردینا کچھ مشکل نہ تھا۔ بلی ڈونا نادیدہ بن کر وہاں جاتی۔ جب صالحہ اسے نظر آتی تو وہ کسی دیوار کی آڑ میں یا کسی ستون کے پیچھے چھپ کر نمودار ہوتی' اسے گولی مارتی اور پھر نادیدہ بن جاتی۔

ایسا کر گزرنا بہت آسان لگ رہا تھا۔ دیکھا جائے تو واقعی آسان تھا لیکن بلی ڈونا اس پہلو کو نظرانداز کررہی تھی کہ جسے موت کے گھاٹ اتارنا چاہتی ہے وہ بابا صاحب کے ادارے سے آرہی ہے۔

وہ شام تک بڑے اضطراب میں مبتلا رہی۔ انتظار کرتی رہی کہ کب شام ہوگی' کب وہ فلائٹ جکارتہ آئے گی اور کب وہ صالحہ کو اپنے راستے سے ہٹا سکے گی۔ بہرحال وقت کو گزرنا تھا' گزر گیا۔ وہ طیارہ رن وے پر آگیا۔ بلی ڈونا اتنی بے چین تھی کہ اس نے طیارے سے مسافروں کے اترنے کا بھی انتظار نہیں کیا۔ وہ نادیدہ بن کر اس طیارے کے اندر پہنچ گئی اور مسافروں کے درمیان اسے تلاش کرنے لگی۔ جس صالحہ کو وہ چہرے سے پہچانتی تھی وہ چہرہ نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے سوچا وہ کسی بہروپ میں آئی ہے۔ مسافروں میں جتنی جوان لڑکیاں تھیں وہ ان میں سے ہر ایک کو غور سے دیکھنے لگی۔ کسی پر شبہ نہیں ہورہا تھا کہ میک اپ کے ذریعے چہرہ تبدیل کیا گیا ہے۔

وہ امیگریشن کاؤنٹر پر آگئی۔ اس کا خیال تھا کہ اگر وہ کسی بہروپ میں آئی ہے تو پاسپورٹ میں اس کا نام ضرور ہوگا۔ اس نے کاؤنٹر پر خواہ مخواہ بہت سارا وقت ضائع کیا۔ کسی نوجوان لڑکی کے پاس صالحہ کے نام کا پاسپورٹ نہیں تھا۔ وہ جھنجلا گئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے بابا صاحب کے ادارے کے انچارج سے رابطہ کیا پھر پوچھا "آپ نے غلط معلومات کیوں فراہم کیں؟"

"بابا صاحب کے ادارے میں کبھی جھوٹ یا غلط بات نہیں کی جاتی۔"

"آپ نے کہا تھا کہ صالحہ شام کی فلائٹ سے جکارتہ پہنچ رہی ہے لیکن وہ اس فلائٹ میں نہیں تھی۔"

"اسی فلائٹ میں تھی۔ تم عینک لگانا بھول گئی تھیں۔ ابھی صالحہ نے یہاں اطلاع بھیجی ہے کہ وہ بخیریت جکارتہ کے شاہی محل میں پہنچ گئی ہے۔"

اس نے بے یقینی سے پوچھا "کیا واقعی؟"

"پوچھنے کی کیا ضرورت ہے' شاہی محل میں جاکر دیکھ لو۔"

وہ نادیدہ بنی ہوئی تھی۔ اس نے فوراً ہی فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کی پھر شاہی محل میں پہنچ گئی۔ وہاں خود کو ظاہر نہیں کیا۔ پہلے وہ صالحہ کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔ جب وہ ایک شاہی خواب گاہ میں پہنچی تو وہاں اس خاندان کے کئی افراد تھے۔ عورتیں بھی تھیں' مرد بھی تھے اور ان کے درمیان وہ بیٹھی ہوئی تھی۔

بلی ڈونا اسے دیکھ کر چونک گئی۔ وہ صالحہ تھی مگر صالحہ کے چہرے کے ساتھ نہیں تھی بلکہ بلی ڈونا کے روپ میں تھی۔ گویا اس شاہی محل میں دوسری بلی ڈونا پہنچ گئی تھی۔

صالحہ نے اس کی چال الٹادی تھی۔ بلی ڈونا صالحہ بن کر سب کو دھوکا دیتی رہی تھی۔ بات اتنی پرانی ہوگئی تھی کہ اب بھی بلی ڈونا کے چہرے کو دیکھ کر اسے صالحہ کہتے تھے اسی لیے اصلی صالحہ بلی ڈونا کا چہرہ بنا کر آئی تھی تاکہ وہی صالحہ کہلائے۔

اب جو بلی ڈونا نادیدہ بنی ہوئی تھی وہ نمودار ہوکر یہ دعویٰ نہیں کرسکتی تھی کہ میں ہی بلی ڈونا ہوں۔ ایسا دعویٰ کرنے کے بعد ان دونوں کو یہ ثابت کرنا پڑتا کہ کون بلی ڈونا ہے اور کون صالحہ ہے؟

اب سیدھا راستہ یہ تھا کہ وہ چند ساعتوں کے لیے نمودار ہوتی اور صالحہ کو گولی مار کر پھر نادیدہ بن جاتی لیکن ان چند ساعتوں میں خاندان کے افراد اسے دیکھ لیتے اور حیران ہوتے کہ صالحہ کی ایک ہم شکل نے گولی چلائی پھر اس گولی چلانے والی کو وہ لوگ دشمن ہی سمجھتے' کبھی اسے صالحہ تسلیم نہیں کرتے۔

پھر بلی ڈونا نے سوچا "جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔ اب تو صالحہ نظروں میں آگئی ہے۔ یہ میرا ہی چہرہ بنا کر یہاں رہے گی۔ اصلی صالحہ ہے۔ صالحہ ہی رہے۔ میں اس سے تنہائی میں نمٹ لوں گی۔ مجھے صالحہ سے تعلق رکھنے والی کچھ اور باتوں پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے مثلاً وہ مجھے طیارے میں کیوں نظر نہیں آئی؟ اور نظر آئے بغیر محل میں کیسے پہنچ گئی تھی؟ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں ہیں اور فلائنگ کیپسول بھی ہیں۔ انہی کے ذریعے وہ بہ آسانی ائرپورٹ سے محل آگئی ہے۔"

یہ تو ایک موٹے دماغ سے بھی سمجھا جاسکتا تھا۔ جب اس نے بابا صاحب کے ادارے میں پناہ لی تھی تو وہاں سے یہاں تک اس کی حفاظت کے لیے بھرپور انتظامات کیے گئے ہوں گے اور اسے خود حفاظتی کے لیے نادیدہ گولیاں اور فلائنگ کیپسول دیے گئے ہوں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھ نادیدہ سیکیورٹی گارڈز بھی موجود ہوں گے۔



اب بلی ڈونا کا دماغ روشن ہوا تھا اور بات سمجھ میں آئی تھی کہ اس نے صالحہ کے سلسلے میں بابا صاحب کے ادارے کی طرف اتنا دھیان نہیں دیا تھا جتنا کہ دینا چاہیے تھا۔ وہ پریشان ہوگئی' سوچ میں پڑگئی۔ یہ یقین ہوگیا کہ صالحہ کو ہلاک کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا جتنا اس نے سوچ رکھا تھا۔

صالحہ اچانک ایک بہت بڑا مسئلہ بن گئی تھی۔ بلی ڈونا اس کی موجودگی میں خود صالحہ بن کر نہیں رہ سکتی تھی۔ اسے سب سے زیادہ فکر اس خزانے کی تھی جو جزیرہ ساؤ کے تہ خانے میں تھا۔ اگر وہ صالحہ کو وہاں سے نہیں ہٹائے گی تو یقیناً خزانے کی مالک صالحہ ہی ہوگی اور وہ دیکھتی رہ جائے گی۔ ایسی پریشانی کے وقت اسے پارس یاد آیا۔

وہ جکارتہ چھوڑ کر پارس کے پاس نہیں جاسکتی تھی لیکن خیال خوانی کے ذریعے اس سے اپنی پریشانی بیان کرسکتی تھی۔ اب تو وہی ایک سہارا تھا۔ وہ فوراً خیال خوانی کی پرواز کرتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئی۔ پارس نے اسے اپنے دماغ میں محسوس کرتے ہی پوچھا۔ "کیا پیٹ میں درد ہورہا ہے؟"

وہ بولی "اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"میرے پاس وہی آیا کرتی ہیں جنہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے۔ خاص طور پر اپنا پیٹ ہلکا کرنے والیاں آتی ہیں۔ اب تمہارے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے اگل دو۔"

"میں بہت پریشان ہوں' یہاں صالحہ آگئی ہے۔"

"آنے دو۔ تم ایک عرصے سے وہاں صالحہ کے طور پر پہچانی جاتی ہو۔ اصلی صالحہ کو کوئی صالحہ تسلیم نہیں کرے گا۔"

"وہ بڑی چالاک ہے۔ اس محل میں میرا چہرہ بنا کر آئی ہے۔ بالکل میری ہم شکل بن گئی ہے۔ ایسے میں سبھی اسے صالحہ تسلیم کررہے ہیں۔"

"پھر تو اس نے تمہارے خلاف زبردست چال چلی ہے۔ تمہیں دودھ کی مکھی کی طرح شاہی محل سے نکال رہی ہے۔ کیا تم بھی شاہی محل میں ہو؟"

"ہوں مگر نادیدہ ہوں۔ ابھی میں نے اس کا سامنا نہیں کیا ہے۔ اگر بیک وقت دو ہم شکل اس محل میں دیکھی جائیں گی تو بڑے مسائل پیدا ہوں گے۔ ابھی میں نہیں جانتی کہ وہ کس مکاری سے خود کو صالحہ ثابت کرے گی۔ میرے سامنے ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ یہ اپنی خواب گاہ میں تنہا ہو تو میں اسے گولی ماردوں اور اس کی لاش غائب کردوں اس کے بعد پھر میں ہی صالحہ رہوں گی۔"

پارس نے پوچھا "تم اس شاہی محل میں رہنا چاہتی ہو یا ہزاروں سال پرانا شاہی خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہو؟"

وہ بولی "میں ایسے ہزاروں محل تعمیر کراسکتی ہوں۔ مجھے تو خزانہ چاہیے۔"

"تو پھر عقل سے کام لو۔ وہ خزانہ صرف شاہی خاندان کے اصلی وارث ہی حاصل کرسکتے ہیں۔ تم یہ دیکھ چکی ہو کہ جس تہ خانے میں وہ خزانہ ہے اس تہ خانے میں جانے والے پھر کبھی واپس نہیں آتے۔ جو اس خزانے کو ہاتھ لگاتا ہے وہ نادیدہ حملوں سے لہولہان ہوکر وہیں ختم ہوجاتا ہے لیکن صالحہ وہاں جائے گی تو اسے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ وہ خزانے کو ہاتھ لگائے گی تو نادیدہ بلائیں اسے خوش آمدید کہیں گی کیونکہ وہ خزانے کی اصلی وارث ہے۔"

"تم درست کہتے ہو۔ اگر ہم چالاکی سے کام لیں تو......"

پارس نے اس کی بات کاٹ کر کہا "ہم نہیں صرف تم چالاکی سے کام لوگی کیونکہ میں وہاں نہیں ہوں۔ میں اپنے معاملات میں اس قدر مصروف ہوں کہ تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گا۔"

"ایسے اہم وقت پر جب کہ تمہاری ضرورت ہے' تم ساتھ دینے سے انکار کررہے ہو۔"

"میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میں ایک ہفتے کے لیے جارہا ہوں لہٰذا ایک ہفتہ پورا ہونے دو۔ میں واپس آکر تمہارا ساتھ دوں گا۔"

"پتا نہیں' اتنے دنوں میں کیا سے کیا ہوجائے گا۔ پلیز تم چلے آؤ۔"

"صبر سے کام لو۔ وہ خزانہ وہاں سے کہیں نہیں جائے گا۔ جب تک میں نہ آؤں' تم صالحہ پر نظر رکھو۔ کوئی خاص بات ہو تو مجھے مطلع کرو۔"

پارس نے اسے ٹال دیا۔ بلی ڈونا نے یہ تسلیم کیا کہ خزانہ حاصل کرنے کے لیے صالحہ کو زندہ رکھنا ہوگا۔ اگر وہ مرے گی تو یہ خزانے سے محروم ہوجائے گی۔ اب چال ایسی چلی جائے کہ صالحہ تہ خانے میں جاکر تھوڑا تھوڑا خزانہ باہر لائے اور وہ نادیدہ رہ کر اس کے لائے ہوئے خزانے پر ہاتھ صاف کرتی رہے۔

گویا بلی ڈونا صالحہ کی موت نہیں بلکہ محافظ بن رہی تھی۔ صالحہ مرنا بھی چاہتی تو اسے مرنے نہ دیتی۔

جب صالحہ کی خواب گاہ سے اس کے رشتے دار چلے گئے تو اس نے دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ یہ ایسا موقع تھا کہ بلی ڈونا اس تنہائی میں نمودار ہوکر اسے یہ بتاسکتی تھی کہ وہ اصلی صالحہ کی آمد سے بے خبر نہیں ہے۔ اسے نادیدہ بن کر دیکھتی رہتی ہے۔

لیکن وہ نمودار نہ ہوسکی۔ اس سے پہلے ہی چار باڈی بلڈر قسم کے جوان نمودار ہوگئے۔ ان چاروں نے اپنے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنے سر جھکائے۔ ایک نے کہا "بی بی صالحہ! حکم کریں۔ ویسے ابھی تک وہ بلی ڈونا نظر نہیں آئی ہے۔"

صالحہ نے کہا "بلی ڈونا نے خواہ مخواہ مجھ سے دشمنی کی ہے لیکن میں اس سے دشمنی نہیں کروں گی۔ اس کی بہتری اسی میں ہوگی کہ وہ خاموشی سے یہ شہر اور ملک چھوڑ کر چلی جائے۔"

"بی بی صالحہ! دشمن کبھی نصیحتیں نہیں سمجھتے۔ سمجھ بھی لیں تو عمل نہیں کرتے۔ وہ خواہ مخواہ دشمنی کرنے والی انتقام لینے سے باز نہیں آئے گی۔"

دوسرے نوجوان محافظ نے کہا "دراصل اسے خزانے کا لالچ ہے۔ اس سلسلے میں بابا صاحب کے ادارے تک یہ اطلاعات پہنچتی رہی ہیں کہ بلی ڈونا نے کئی بار اس خزانے کو حاصل کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ اب مسلسل ناکامیوں کے بعد آپ کو یہاں دیکھ کر وہ طیش میں آئے گی اور بدحواس ہو کر سوچے گی کہ اس خزانے کو کس طرح جلد سے جلد حاصل کرے۔"

صالحہ نے کہا "ہاں۔ خزانے کی بات پر یاد آیا' ابھی میں چائے پینے کے بعد جزیرہ ساؤ کے محل میں جاؤں گی۔"

"کیا آج رات اسی محل میں قیام کریں گی؟"

"ہاں۔ وہیں قیام کروں گی۔ میری خواب گاہ کے نیچے تہ خانے میں جو خزانہ ہے اس میں ایسے نایاب ہیرے موتی ہیں جو آج کی دنیا میں کسی نے نہیں دیکھے۔ اس دنیا کے امیر کبیر لوگ جب انہیں دیکھیں گے تو دنگ رہ جائیں گے۔ اس خزانے میں ایسا ہی ایک نہایت چمکتا دمکتا ہیرا ہے جسے ہم چندر مکھی کہتے ہیں۔ آج رات میں اس تہ خانے میں جاؤں گی اور وہاں سے ایک چندر مکھی ہیرا لے کر آؤں گی۔ وہ مجھے بہت پسند ہے۔ میں اسے اپنے نیکلس میں لگاؤں گی۔"

بلی ڈونا اس کی باتیں سن رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی کہ آج ایک نایاب ہیرا پہلی بار خزانے سے اور تہ خانے سے باہر آئے گا پھر تو مشکل آسان ہو جائے گی' وہ ہیرا صالحہ سے میں حاصل کروں گی۔ وہ چندر مکھی اس لیے تہ خانے سے باہر آرہا ہے کہ وہ میرے نصیب میں ہے۔'

○☆○

ثناشا نے ابتدا سے یہ سوچ رکھا تھا کہ وہ اپنی بہن ثنالیہ کے سوا کسی کو اپنے معاملات میں مداخلت کرنے کا موقع نہیں دے گی۔ دونوں بہنیں ساری عمر الپا کے دماغ میں رہ کر اسرائیل پر حکومت کرتی رہیں گی لیکن جب حالات خلافِ توقع بدلتے ہیں تو پہلے سے بنائے ہوئے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

ثناشا سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ اس کی چھوٹی بہن ثنالیہ' پارس کے عشق میں گرفتار ہو جائے گی اور وہ مسلمان اس کی نادان بہن کے ذریعے الپا کے دماغ تک اور ان کے کئی رازوں تک پہنچ جائے گا۔

ثناشا کو یہ پریشانی تھی کہ وہ پارس سے چھپ نہیں سکتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ پارس نادیدہ بنا ہوا ہے' اس کے آس پاس موجود ہے۔ بلکہ ثنالیہ بن کر اس کے جسم میں سمایا ہوا ہے۔ وہ جہاں بھی جائے گی' پارس اس کے اندر موجود رہے گا اور اس کی خفیہ سرگرمیوں کو دیکھتا رہے گا۔

پچھلی رات ثنالیہ نے خوب پی لی تھی۔ مدہوشی میں اپنے بنگلے تک آنے کے قابل نہیں رہی تھی۔ پارس نے اسے بنگلے کے دروازے تک پہنچایا تھا۔ ثناشا کو بہن پر غصہ آرہا تھا کہ وہ نشے میں پارس کو خفیہ رہائش گاہ تک لے آئی تھی۔ اس نے اس بات پر ثنالیہ کو سزا بھی دی لیکن سزا بے اثر رہی۔ یہ اندازہ ہوا کہ پارس نے اپنی محبوبہ کو سزا سے بچایا ہے۔ یعنی وہ ان دونوں بہنوں کے درمیان موجود ہے۔ یہی بات ثناشا کو کھٹک رہی تھی کہ پارس اس کے اندر ضرور جگہ بنا کر رہے گا اور اب اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ان حالات میں وہ مجبور ہو رہی تھی کہ پارس سے دوستی کرے اور اس پر اعتماد کرے کہ وہ اسے نقصان نہیں پہنچائے گا بلکہ اس کی ذات سے فائدہ پہنچتا رہے گا۔

ثناشا نے بڑے لاڈ پیار سے ثنالیہ کی پرورش کی تھی اور مخالفین سے نمٹنے کے لئے بڑی مکارانہ تربیت دی تھی۔ ایسی تربیت کے مطابق ثنالیہ اپنی سسٹر کی طرح چالاک اور مکار تھی۔ لیکن عشق کے معاملے میں وہ مکار نہ رہ سکی۔ بڑی محبت سے پارس کی طرف مائل ہو گئی۔ جب اس پر دل آیا تو وہ اپنے دماغ میں چھپی ہوئی مکاریاں بھول گئی۔ کچھ اس کی کم عمری کا تقاضا بھی تھا۔ وہ پارس کی زندہ دلی اور شرارتوں سے بھی متاثر ہو گئی تھی۔

دوسری صبح جب ثنالیہ کی آنکھ کھلی تو وہ اپنے بیڈ روم کی چھت کو تکنے لگی۔ سوچنے لگی "یہ تو میری خواب گاہ ہے۔ میں یہاں سونے کے لئے کب آئی تھی؟"

پھر اسے یاد آیا کہ پچھلی رات پارس کے ساتھ ایک بار میں تھی اور اس کے ساتھ بیٹھ کر خوب پی لی تھی۔ اسے نشے کے بعد یاد نہیں رہا تھا کہ وہ کہاں تھی اور اپنے بیڈ روم میں کیسے پہنچ گئی ہے؟ ہلکی ہلکی سی یاد تھی کہ پارس نے اسے بنگلے کے دروازے تک پہنچایا تھا پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔ اب وہ سوچ رہی تھی۔ کیا پارس بھی اس کے بیڈ روم میں آیا تھا؟ کیا وہ یہاں رات گزار کر گیا ہے؟

وہ خود کو چھونے لگی۔ کچھ محسوس کرنے اور کچھ سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔ اپنے اندر کسی تبدیلی کا پتا نہیں چل رہا تھا۔ وہ وہاں سے اٹھ کر قد آدم آئینے کے سامنے آئی۔ اپنے چہرے کو اور اپنے سراپا کو ہر زاویے سے دیکھنے لگی۔ آئینہ بھی کہہ رہا تھا کہ "جیسی کل تھی ویسی ہی آج بھی ہے۔ اس میں کوئی انقلابی تبدیلی نہیں آئی ہے۔"

وہ پھر بستر پر آکر چاروں شانے چت ہو گئی۔ اسے پارس پر بہت پیار آرہا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو اس کی مدہوشی سے فائدہ اٹھا سکتا تھا مگر سچا پیار کرنے والے وہی ہوتے ہیں جو جبر نہیں صبر کرتے ہیں۔ اپنی چاہنے والی کا دل رکھتے ہیں۔ اس کی رضا اور رغبت سے اسے حاصل کرتے ہیں۔ پارس نے اسے عزت آبرو سے اس کے گھر پہنچا کر اپنی انسانیت کا اور اپنی شرافت کا ثبوت دیا تھا۔ یوں پہلے سے

زیادہ نتالیہ کے حواس پر چھا گیا تھا۔

ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آنے کے بعد اس نے اپنی بہن نتاشا سے خطرناک دشمنوں کے بارے میں بہت کچھ سنا تھا۔ ان خطرناک دشمنوں میں پارس کا ذکر بھی ہوتا تھا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ وہ ہتھیاروں سے نہیں لڑتا یا تو سونیا سے سیکھی ہوئی مکاریوں سے شکست دیتا ہے یا پھر اپنی خوبروئی سے اور عاشقانہ انداز سے دل میں گھر کرتا ہے۔ پھر اس گھر کو خاک میں ملا دیتا ہے اس کے بعد اس سے عشق کرنے والی لڑکیاں سر پکڑ کر روتی رہ جاتی ہیں۔

نتالیہ کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ دھڑکتے ہوئے سینے پر ہاتھ رکھے اسے تصور میں دیکھ رہی تھی اور خوش ہو رہی تھی کہ پارس کے خلاف ہوس پرستی کے جو الزامات تھے وہ غلط ثابت ہوئے تھے۔ وہ اس کے بارے میں سوچتی رہی اور مسکراتی رہی اب وہ اس سے خیال خوانی کے ذریعے ملاقات کرنا چاہتی تھی۔ ایسے ہی وقت نتاشا آگئی۔

اسے دیکھتے ہی وہ بستر پر بیٹھ گئی پھر بولی "مورننگ سسٹر! میں ابھی تمہارے پاس آنے والی تھی۔"

"مگر نہ آسکیں۔ وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑ رہا ہوگا۔ ابھی تمہارے اندر موجود ہوگا۔"

"تمہارا خیال غلط ہے۔ نہ وہ میرے اندر موجود ہے نہ میں ابھی اس کے پاس گئی ہوں۔"

"کیا تمہیں اس غلطی کا احساس ہے کہ تم پارس کو ہم بہنوں کے معاملات میں لے آئی ہو۔ تمہاری ایک نادانی سے وہ اب تک ہمارے تمام رازوں تک پہنچ چکا ہوگا۔"

"میں نے نادانی نہیں کی' ایسی محبت کی ہے جو ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔ تم نے پارس کو اپنی نظروں سے اور دشمنوں کی نظروں سے دیکھا ہے۔ آج سے تم اسے میری نظروں سے دیکھو گی تو اسے ایک عظیم انسان پاؤ گی۔"

"کیا تم نے ایک ہی رات میں اس کی پوری ہسٹری معلوم کرلی ہے؟ اور فوراً ہی یہ فیصلہ کرلیا ہے کہ وہ بہت عظیم ہے؟"

"میں جانتی ہوں' کسی بھی انسان کو پرکھنے میں ایک عرصہ لگ جاتا ہے بلکہ اسے سمجھنے میں زندگی گزر جاتی ہے۔ پھر بھی وہ سمجھ میں نہیں آتا لیکن عورت تنہائی میں مرد کی شرافت سے اس کے کردار کی عظمت کو سمجھ لیتی ہے۔"

"تم کیا کہنا چاہتی ہو؟ اس نے تنہائی میں تمہاری پوجا کی تھی؟ یہاں شرافت سے لاکر تمہیں چھوڑ دیا ہے؟"

"بالکل یہی بات ہے۔ میں اس کے ساتھ رات گزار کر بھی کنواری ہوں۔ اسے خواہ مخواہ بدنام کیا جاتا ہے کہ وہ عیاش اور ہرجائی ہے۔"

"وہ بگلا بھگت ہے۔ شرافت کا مظاہرہ کرکے تمہیں پھانس رہا ہے۔"

"یہ بھی غلط ہے کہ وہ پھانس رہا ہے۔ میں خود اس کے پاس پھنسنے گئی تھی۔ اس نے مجھے نہیں بلایا تھا بلکہ وہ جانتا ہی نہیں تھا کہ ہم دونوں بہنیں کون ہیں اور کیا کرتی پھر رہی ہیں۔"

"اب تو وہ ہمارا ایک ایک راز جان چکا ہے۔ تمہیں اس بات کی پروا نہیں ہے کہ وہ آئندہ ہمیں قدم قدم پر نقصان پہنچانے والا ہے؟"

"جب وہ نقصان پہنچائے تو مجھے ضرور بتانا۔ ابھی کچھ ہوا نہیں ہے اور تم شور مچا رہی ہو۔ پلیز مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں باتھ روم جارہی ہوں۔"

نتاشا نے جاتے ہوئے کہا "ٹھیک ہے۔ جلدی تیار ہو کر آؤ۔ میں ناشتے کی میز پر انتظار کروں گی۔"

وہ چلی گئی۔ نتالیہ نے پارس کے پاس آکر کہا "صبح بخیر!"

وہ بولا "دوپہر بخیر۔ گھڑی دیکھو۔ تم گھوڑے بیچ کر سوتی رہی ہو۔"

"ہائے۔ تمہیں دل دے کر اطمینان سے سوتی رہی کہ اب مجھے کوئی نہیں چرائے گا۔"

"اب تو تم میری چیز ہو۔ تمہیں چرانے کا ارادہ کرنے والے جہنم میں پہنچ جایا کریں گے۔"

"جب میں نے ٹیلی پیتھی کا علم سیکھا اور میرے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں آگئیں تو میں نے سمجھا کہ اب میں ہر طرح محفوظ ہوں۔ پھر یہ دیکھا کہ ان چیزوں کی موجودگی کے باوجود دشمن حاوی ہوجاتے ہیں لیکن مجھ جیسی لڑکی اپنے مرد کے سائے میں رہے تو کوئی اسے نقصان پہنچانے کی جرأت نہیں کرتا۔"

"تم میری محبت میں ایسا سمجھتی ہو اور درست سمجھتی ہو۔ میں کبھی تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔"

"مجھے اپنے جیالے محافظ اور محبوب پر اعتماد ہے۔"

"تمہاری سسٹر کبھی اعتماد نہیں کریں گی۔ میں کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا پھر بھی وہ مجھ پر شبہ کرتی رہیں گی۔"

"کب تک کریں گی؟ رفتہ رفتہ انہیں تمہارے خلوص' نیک نیتی اور ہماری محبت کا یقین آجائے گا۔ ان کی بات چھوڑو۔ ہم اپنی باتیں کریں۔"

"تمہیں میری شرارتوں سے دلچسپی ہے۔ پہلے میں نے جانوروں کو نادیدہ بنایا تھا۔ تمہیں بڑا مزہ آیا تھا۔ شہر کے تمام لوگ پریشان ہوگئے تھے۔"

وہ خوش ہو کر بولی "میں نے کئی عورتوں کو خوفزدہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگتے دیکھا تھا۔ انہیں اپنے قریب جانوروں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں اور وہ سمجھتی تھیں کہ جانور انہیں سینگ مارنے آرہے ہیں۔ مجھے بڑا مزہ آرہا تھا۔"

"اور بچوں کو نادیدہ بناتے وقت تو تم بھی میری شرارتوں میں شریک تھیں۔"



"ہاں۔ بچوں نے بھی خوب تماشا کیا تھا۔ اب بتاؤ' ہم کون سی شرارت کریں گے؟"

"اس بار بڑے مزے کی شرارت ہے۔ کیا تم غسل وغیرہ سے فارغ ہوگئی ہو؟"

"ابھی باتھ روم جاؤں گی پھر ایک گھنٹے میں فریش ہو جاؤں گی۔"

"اطمینان سے فریش ہو کر اس طرح نادیدہ بن کر آؤ کہ تمہاری سسٹر کو پتا نہ چلے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہمارے درمیان کوئی تیسرا ہو۔"

"میں بڑی چالاکی سے چھپ کر آؤں گی۔ اچھا اب جاتی ہوں۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر وارڈ روب کے پاس آئی۔ اسے کھول کر لباس کا انتخاب کرنے لگی۔ وہ اپنے محبوب کی نگاہوں میں خوب سے خوب تر نظر آنا چاہتی تھی۔ نتاشا نے آکر پوچھا "تم ابھی تک باتھ روم نہیں گئیں؟"

"بس ابھی جارہی ہوں۔"

"تم دیر تک سوتی رہیں اور یہ بھول گئیں کہ آج ہمارے اعلیٰ حاکم کی شادی تھی۔ بہرحال شادی تو ہوگئی لیکن رات کو ڈنر پارٹی ہے۔ الپا بھی وہاں جائے گی۔ ہمیں اس کے اندر موجود رہنا ہوگا۔"

"ڈنر رات کو ہوگا۔ ابھی کئی گھنٹے باقی ہیں۔"

"ایسے وقت میری ٹریننگ یاد رکھا کرو۔ پہلے سے یہ سمجھنے کی کوشش کیا کرو۔ ابھی تمہیں اپنے طور پر سمجھنا چاہئے کہ آج رات کتنے مخالفین وہاں بھیس بدل کر یا نادیدہ بن کر آسکتے ہیں؟ ان کے مقاصد کیا ہوسکتے ہیں؟ اور تم ایسے چھپ کر آنے والوں کا سراغ کیسے لگا سکتی ہو؟"

وہ باتھ روم میں جاتے ہوئے بولی "میں ان تمام معاملات پر غور کروں گی۔"

○☆○

دیوی' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر نے اپنے تمام ذرائع استعمال کرکے پارس کا سراغ لگانے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن اس کی خفیہ رہائش گاہ کا علم انہیں نہ ہوسکا۔

وہ پریشان تھے۔ اس کی خرمستیوں سے اسے روک نہیں سکتے تھے۔ اس نے نادیدہ بچوں کے ذریعے ان کے آلۂ کار اعلیٰ افسروں کو ہلاک کرایا تھا۔ آئندہ بھی نہ جانے کیا کرنے والا تھا' یہ نہیں جانتے تھے۔ جان بھی لیتے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے پارس کو ختم کرنے یا وہاں سے بھگا دینے کے جو دعوے کئے تھے' وہ غلط ہورہے تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس جن کو بوتل میں کیسے بند کیا جائے۔

دیوی' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر جب ایک دوسرے سے رابطہ کرنا چاہتے تو مشترکہ آلۂ کار کے دماغ میں آجاتے تھے۔ وہ تینوں پھر اس کے پاس آکر تشویش کا اظہار کرنے لگے۔ ایک نے کہا "وہ عجیب طرح کی حرکتیں کررہا ہے۔ اس کے اقدامات ایسے ہیں جیسے بچوں کا کھیل ہو لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہ قیامت کی چالیں چل رہا ہے۔"

"اس نے ہمارے تمام دعوے غلط کردیے ہیں' یہودی اکابرین کہہ رہے ہیں کہ ہم محض ڈینگیں مارتے ہیں۔ ہم صرف ڈھول کی طرح بجتے ہیں اور اندر سے کھوکھلے رہتے ہیں۔"

دیوی نے کہا "وہ کم بخت ایسی ہی چالیں چلتا ہے جیسے مخالفین بچے ہوں مگر دیکھ لو بچکانا حرکتوں سے ہمیں ذلیل کررہا ہے۔ اگر ہم نے اس کی آئندہ کسی چال سے پہلے کوئی چال نہ چلی تو پھر یہاں کے اکابرین ہم پر اعتماد نہیں کریں گے۔"

"اس کے خلاف اسی وقت چالیں چلی جاسکتی ہیں جب اس کا کچھ پتا ٹھکانا معلوم ہو۔ سامنے ٹارگٹ نہ ہو تو نشانہ کس پر لگائیں۔"

"بڑی مشکل ہے۔ اس کی کوئی کمزوری بھی ہم نہیں جانتے ورنہ اس کی کسی کمزوری سے کھیلا جاتا تو وہ مجبور ہو کر ہمارے سامنے ضرور آتا۔"

"آج ایک اعلیٰ حاکم کی شادی ہوئی ہے' بڑی زبردست ڈنر پارٹی ہے۔ میرا خیال ہے وہ وہاں کچھ گڑبڑ کرسکتا ہے۔"

دیوی نے تائید کی "ہاں۔ وہ انہیں پریشان کرنے کے لئے ضرور کوئی الٹی سیدھی حرکت کرے گا۔ اس نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس سے یہاں کے حکمرانوں کو کوئی خاص نقصان نہیں پہنچا۔ وہ لیبارٹری تو میں نے تباہ کی تھی تاکہ اس پر الزام آئے۔ اگر اس نے جانی نقصان بھی پہنچایا تو ہمارے ہی آلۂ کار اس کی زد میں آئے۔ جنہوں نے اسے ختم کرنے کا دعویٰ کیا تھا انہی لوگوں کو اس نے ختم کردیا۔"

جان کولن نے کہا "اب تو ایک ہی بنیادی بات ہے کہ کسی بھی تدبیر سے اسے ظاہر ہونے پر مجبور کیا جائے۔"

"ہاں۔ وہ دکھائی دے گا یا اس کی خفیہ رہائش گاہ کا پتا چلے گا تب ہی ہم کچھ کرپائیں گے۔"

دیوی نے کہا "میں ابھی جارہی ہوں۔ ہم تینوں کو چاہیے کہ آج شام تک اس کی کوئی کمزوری معلوم کرلیں اور اس کا سراغ لگانے کی ترکیبیں اپنے اپنے طور پر سوچ کر آئیں۔ اب ہم اسی جگہ شام کو ملیں گے۔"

ابھی شام بہت دور تھی۔ اس اعلیٰ حاکم کی شادی دن کے گیارہ بجے ہوئی تھی۔ وہ چالیس برس کا تھا۔ اس کی دلہن اس کی آدھی عمر یعنی بیس برس کی تھی۔ حاکم صاحب بڑے شوقین مزاج تھے۔ شادی سے پہلے ہی نوخیز دلہن پر نثار ہوگئے تھے۔ اس نے حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں سے کہا "میں انوکھے انداز میں ہنی مون مناؤں گا۔ اپنی نوخیز دلہن کے ساتھ زمین اور آسمان کے درمیان

رنگین لمحات گزاروں گا لہٰذا میرے پرائیویٹ طیارے کو دلہن کی طرح سجایا جائے۔"

اس کے حکم کی تعمیل کی گئی تھی۔ دلہن کے ساتھ طیارے میں سوار ہونے سے پہلے پھر اس نے حکم دیا کہ طیارے کو پھر ایک بار پوری طرح چیک کیا جائے تاکہ اس کی کوئی خرابی مزاج پر گراں نہ گزرے۔

ادھر ثنالیہ خوبصورت سا لباس پہنے پارس کے پاس آئی۔ پارس نے اسے دیکھ کر سحرزدہ سا ہو کر کہا "تم اس لباس میں کھلتا ہوا گلاب لگ رہی ہو۔ مجھ جیسے پارسا کو آزمائش میں ڈال رہی ہو۔ میں بھکنا نہیں چاہتا' ذرا دور دور رہنا چاہتا ہوں۔"

وہ قریب آ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال کر بولی "کیا میں کوئی بیماری ہوں کہ مجھ سے دور رہنا چاہتے ہو۔"

"جل تو جلال تو! میں کہاں جاؤں' نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔"

"شاید تم فارسی بول رہے ہو۔ اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"مطلب یہ کہ تمہیں شرارتیں کرنے میں مزہ آتا ہے لہٰذا ابھی ہم شرارت کرنے جائیں گے۔"

"ہم کہاں جائیں گے؟"

"تمہیں تو پتا ہو گا کہ آج اس ملک کے اعلیٰ حاکم نے شادی کی ہے۔"

"ہاں۔ میں جانتی ہوں مگر ہمیں ان کی شادی سے کیا لینا ہے۔"

"وہ ابھی طیارے میں پرواز کرتے ہوئے ہنی مون منانے والا ہے۔"

"یہ تو ہنی مون منانے کا فنٹاسٹک طریقہ ہے۔ آخر وہ طیارے میں ہنی مون مناتے ہوئے کہاں تک جائیں گے؟"

"یہاں کے مغربی ساحل پر اور سمندر پر وہ طیارہ اس وقت تک پرواز کرتا رہے گا جب تک کہ اعلیٰ حاکم اسے رن وے پر اتارنے کا حکم نہیں دے گا۔ جب تک وہ طیارہ پرواز کرتا رہے گا' ساحل پر بینڈ باجے بجتے رہیں گے اور ناچ گانا ہوتا رہے گا۔"

"اس ہنی مون کو تو تاریخی حیثیت حاصل ہو جائے گی۔"

"کیا خیال ہے' کیوں نہ اس تاریخی ہنی مون کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔"

"کیا کہہ رہے ہو' کیا یہ بے شرمی نہیں ہو گی؟"

"ہم نادیدہ بن کر اس طیارے میں جائیں گے۔ اگر بے شرمی ہوئی تو اپنی آنکھیں بند کر لیں گے یا وہاں سے واپس آ جائیں گے۔"

"تم بہت گہرے ہو' کسی خاص مقصد سے جانا چاہتے ہو۔"

"میرے دو مقاصد ہیں۔ ایک ابھی بتا رہا ہوں' دوسرا طیارے میں پہنچنے کے بعد بتاؤں گا۔"

"اچھا وہ ایک مقصد کیا ہے؟"

"اس طیارے میں حاکم اعلیٰ کے دو نادیدہ مسلح محافظ ہوں گے۔ میں یہاں کے حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے ساتھ نادیدہ محافظ رکھ کر اور زمین و آسمان کے درمیان معلق رہ کر بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔"

"یعنی تم ہنی مون کے رنگ میں بھنگ ڈالو گے۔"

"تم میری شرارتوں سے محظوظ ہوتی ہو۔ چلو باقی باتیں طیارے میں ہوں گی۔"

وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کرتے ہوئے اس طیارے میں پہنچ گئے۔ دلہا دلہن پہلے ہی پہنچے ہوئے تھے۔ طیارے کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر وہ رن وے پر دوڑتے ہوئے پرواز کرنے لگا تو ساحل پر کھڑے ہوئے فوجی ہوائی فائرنگ کرنے لگے۔ بینڈ باجے بجنے لگے اور ناچ گانوں کا شور ابھرنے لگا۔

اس طیارے میں سوار ہونے سے پہلے اعلیٰ حاکم کی طبیعت کچھ بگڑ رہی تھی۔ وہ عجیب طرح کی بے چینی محسوس کرتا رہا تھا۔ جب طیارہ فضا میں متوازن ہو گیا تو دلہا دلہن سیٹ بیلٹ کھول کر آرام دہ بستر پر آ گئے۔ نوخیز دلہن شرمانے لگی۔ حاکم اعلیٰ نے اس کے چہرے کو چھو کر کہا "اے بہنا' تم کتنی حسین لگ رہی ہو۔"

دلہن نے ایک دم سے چونک کر اسے دیکھا پھر حیرانی سے پوچھا۔ "کیا تم مجھے سسٹر کہہ رہے ہو؟"

"اگر تم مرد ہوتیں تو برادر کہتا مگر تم مجھے برادر نہ کہنا کیونکہ اب میں وہ نہیں رہا بلکہ وہ ہو گیا ہوں۔"

"وہ کیا؟ میں پریشان ہو رہی ہوں۔ پلیز صاف صاف بولو مگر سسٹر نہ بولو۔"

"کیوں نہ بولوں؟ میں تمہارے جیسی ہو گئی ہوں تو کیا مجھ سے جل رہی ہو۔ اگر اس طیارے کی پرواز سے پہلے ایسی ہو جاتی تو شہر سے اپنا دلہا لے آتی۔"

دلہن اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ بستر سے اتر کر چیختے ہوئے بولی۔ "کیا پاگل ہو گئے ہو یا واقعی جنس بدل گئی ہے؟"

"بدل گئی ہے۔ اب ہم بہنیں بن کر زندگی گزاریں گے۔"

ثنالیہ اور پارس نادیدہ بنے ہوئے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ ثنالیہ نے پارس سے پوچھا "یہ تبدیل کیسے ہو گیا؟ عورتوں کی طرح کیوں بول رہا ہے؟"

"میں نے اس کی جنس بدل دی ہے۔"

"کیا واقعی؟ اسے اچانک کیسے بدل دیا ہے؟"

"میرے پاس ایسا جادو منتر ہے جس کے ذریعے میں مرغے کو مرغی بنا دیتا ہوں۔ تمہیں شرارتیں پسند ہیں۔ اب بتاؤ کہ یہ نئی شرارت کیسی لگ رہی ہے؟"

"میں کیا بتاؤں' کتنا مزہ آ رہا ہے۔ سچ بتاؤ اسے تم نے ایسا بنایا ہے؟"



"تمہاری موجودگی میں جب دوسری بار کسی کو تبدیل کروں گا تو تمہیں یقین آ جائے گا۔ ابھی تماشا دیکھو۔"

وہ دلہن اتنی دیر میں بری طرح گھبرا گئی تھی۔ ایسا ہنی مون تو نہ کسی نے دیکھا ہو گا نہ سنا ہو گا۔ اتنے اہتمام سے اور اتنی شان و شوکت سے دلہا بن کر آنے والا دلہن کی بہن بن رہا تھا۔ وہ پریشان ہو کر پائلٹ کیبن کا دروازہ پیٹنے لگی اور چیخ چیخ کر کہنے لگی "مجھے یہاں سے نکالو۔ ہمارے اعلیٰ حاکم کا دماغ چل گیا ہے۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ مجھے یہاں سے نکالو۔ پلیز! دروازہ کھولو۔"

اس کی چیخ پکار سن کر دو نادیدہ محافظ نمودار ہو گئے۔ ان میں سے ایک نے ادب سے کہا "ہم پائلٹ کیبن میں تھے۔ آپ کی آواز سن کر آئے ہیں۔ پرابلم کیا ہے؟"

"ہمارے اس اعلیٰ حاکم کی پٹڑی بدل گئی ہے۔ یہ عورتوں کی طرح بول رہا ہے اور عورتوں جیسی حرکتیں کر رہا ہے۔"

اعلیٰ حاکم نے ہاتھ نچا کر کہا "اری کم بخت' یہ میرا نیا اسٹائل دیکھ کر کیوں جل بھن رہی ہے؟ یہاں تیرا دلہا نہیں آیا تو کیا ہوا میں فون کر کے ابھی اپنا دلہا منگوا لوں گی۔"

اس نے دونوں قد آور باڈی گارڈز سے پوچھا "تم میں سے کس کی شادی نہیں ہوئی ہے؟"

وہ دونوں گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ ایک نے جلدی سے کہا۔ "میری تو ہو گئی ہے۔"

دوسرے نے کہا "میں یہاں سے جاتے ہی کر لوں گا۔"

اعلیٰ حاکم نے دلہن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا "اس کی تو ہو گئی ہے۔ میں ابھی کنواری ہوں۔ طیارے سے باہر جانے کی کیا ضرورت ہے۔"

دوسرے باڈی گارڈ نے پریشان ہو کر کہا "جناب عالی! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

جناب عالی نے کہا "میں عالی نہیں' عالیہ ہوں کیا تمہیں نظر نہیں آ رہا ہے۔ اس طیارے میں ہنی مون منانے کے لئے لاکھوں ڈالر خرچ کئے ہیں۔ یہ رقم ضائع نہیں ہو گی۔ تجھ جیسے سیّاں پر خرچ ہو گی۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولا "پلیز! ایسا نہ کہیں ورنہ میں نادیدہ بن جاؤں گا۔"

"ارے کم بخت' ابھی تُو ایک معمولی باڈی گارڈ ہے۔ ہنی مون منانے کے بعد تو عالیہ کا عالی بن جائے گا۔ بڑے عہدے دار تجھے جناب عالی کہیں گے۔"

"میں لعنت بھیجتا ہوں ایسی ملازمت پر۔ میں استعفیٰ دینے جا رہا ہوں۔"

یہ کہتے ہی وہ نادیدہ بن گیا۔ دوسرے باڈی گارڈ نے گھبرا کر جناب عالی سے پوچھا "آپ مجھے یوں میٹھی میٹھی نظروں سے کیوں دیکھ رہے ہیں؟"

"اس ملک میں میرے ہر حکم کی تعمیل کی جاتی ہے۔ میں حکم دیتی ہوں' اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ آؤ میرے پاس آ جاؤ۔"

اس کا یہ انداز دیکھتے ہی دوسرا باڈی گارڈ بھی غائب ہو گیا۔ پارس نے ثنالیہ سے کہا "میں نے سوچا تھا ان دو باڈی گارڈز کو ہلاک کر کے ان کی سیکیورٹی کے انتظامات کو ناقص ثابت کر دوں گا لیکن وہ دونوں بھاگ گئے۔ تم اس دلہن کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے پچھلے کیبن میں لے جاؤ۔ میں اس زنخے حاکم کو وہیں لا رہا ہوں۔"

ثنالیہ اس دلہن کو ٹریپ کر کے کیبن کے دروازے پر لائی۔ اس دروازے کو کھولنے کے لئے اسے نمودار ہونا پڑا۔ ایسے ہی وقت وہ دونوں گارڈز بھی نمودار ہو گئے۔ ایک نے ثنالیہ کی گردن پر ہاتھ مارا۔ اس کی داڑھ میں دبی ہوئی گولی منہ سے نکل کر باہر گر پڑی۔ دوسرے نے ریوالور نکال کر اس کی کنپٹی پر رکھتے ہوئے کہا "کوئی چالاکی نہ دکھانا۔ فوراً بتاؤ' تم کون ہو؟"

دوسرے نے کہا "معلوم ہوتا ہے' یہ اکیلی نہیں ہے۔ اس کے ساتھ جو بھی ہے' وہ ہمارے سامنے آ جائے ورنہ ہم اسے ابھی گولی مار دیں گے۔"

پارس بڑے آرام سے ایک گارڈ کے اندر پہنچ چکا تھا۔ اس کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جماتے ہی اس نے ثنالیہ کی کنپٹی سے ریوالور ہٹا کر اپنے ساتھی مسلح گارڈ کو گولی مار دی۔ وہ گولی کھاتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔ ریوالور پر سائلنسر لگا ہوا تھا اس لئے فائر کی آواز پائلٹ کیبن تک نہیں گئی۔

ثنالیہ نے حیرانی سے اس گارڈ کو دیکھا۔ گارڈ نے کہا "پیاری ثنالیہ! میں پارس ہوں۔ آؤ میرے سینے سے لگ جاؤ۔"

"تم پارس ہو تو نمودار کیوں نہیں ہو رہے؟"

"میں تو تمہارے سامنے ہوں۔ میرے بازوؤں میں آؤ۔"

گارڈ نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ ثنالیہ نے اسے ایک زور کا تھپڑ مارا۔ وہ بولا۔ "آہ! مجھے ایک لڑکی نے تھپڑ مارا ہے۔ مجھے شرم سے مر جانا چاہیے۔"

یہ کہتے ہی اس نے اپنی کنپٹی سے ریوالور لگا کر ٹریگر دبا دیا۔ ثنالیہ کے قدموں میں گر کر مر گیا۔ پارس نے نمودار ہو کر پوچھا۔ "کیسی رہی؟"

وہ بولی "یہ ڈراما کرنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"یہ مرنا نہیں چاہتا تھا۔ تمہارے تھپڑ نے اسے شرم سے مرنے پر مجبور کر دیا۔"

"تم بہت شریر اور ڈرامے باز ہو۔ تمہارا ایک مقصد پورا ہو گیا۔ تم نے یہاں کی سیکیورٹی کو ناکارہ بنا دیا۔ وہ دوسرا مقصد کیا ہے؟"

پارس نے دونوں لاشوں کو کھینچ کر پچھلے کیبن میں پہنچاتے

ہوئے کہا "ابھی بتاتا ہوں۔ ان دونوں گارڈز کی شامت آئی تھی۔ یہ میرے ہی ہاتھوں مرنا چاہتے تھے اس لئے نادیدہ ہو کر یہاں سے نہیں گئے تھے۔ شاید طیارے سے باہر جانے کے لئے ان کے پاس فلائنگ کیپسول نہیں ہیں۔"

وہ دلہن سہمی ہوئی تھی۔ پارس نے کہا "اگر تم اس کیبن میں خاموشی سے قید رہو گی تو تمہیں زندہ سلامت زمین پر پہنچا دیا جائے گا۔"

وہ دو لاشیں دیکھ رہی تھی۔ خاموشی سے کیبن میں چلی گئی۔ اعلیٰ حاکم ایک طرف سہما ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے ثنالیہ اور پارس کو دیکھتے ہوئے کہا "خدا تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔ اگر یہ سلامت نہ رہی تو مجھ سے شادی کرلینا لیکن ان کی طرح مجھے ہلاک نہ کرنا۔ میں زندہ رہوں گی اور تمہیں دعائیں دیتی رہوں گی۔"

پارس نے اس کی گردن دبوچ کر اسے کیبن کے اندر دھکا دیا پھر دروازے کو بند کردیا۔ طیارے کے اندر دلہن کی طرح سجا ہوا وہ پورشن دلہا دلہن سے خالی ہوگیا تھا۔ پارس نے ثنالیہ کو اپنی طرف کھینچ کر کہا "میرا دوسرا مقصد یہی تھا کہ اس طیارے میں ہم ہنی مون منائیں گے۔"

ثنالیہ نے شرما کر اس کے سینے میں منہ چھپالیا۔

طیارہ اسرائیل کے مغربی سمندر پر دور تک ایک دائرے کی صورت میں پرواز کررہا تھا۔ ساحل سے سمندر کی طرف جارہا تھا اور سمندر سے ساحل کی طرف آرہا تھا۔ ساحل پر بینڈ باجے زور شور سے بج رہے تھے۔ جگہ جگہ رقص ہورہا تھا۔ شادی کے گیت گائے جارہے تھے۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن کے ذریعے ایک نئے طرز کا انوکھا ہنی مون منانے کی مبارکباد دی جارہی تھی لیکن لاکھوں ڈالر خرچ کرنے کے باوجود مسرتیں انہیں مل رہی تھیں، جن کے نصیب میں تھیں۔

وہ طیارہ مسلسل دو گھنٹے تک پرواز کرتے رہنے کے بعد رن وے پر اتر گیا۔ حکومت کے اعلیٰ عہدے داروں اور فوج کے اعلیٰ افسروں نے اس طیارے کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وہ سب دلہا اور دلہن کو مبارکباد دینے کے لئے بے چین تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے سرکاری شعبوں کے اہم افراد بھی وہاں تھے۔ طیارے کی سیڑھی لگائی گئی، بینڈ باجے اور زور سے بجنے لگے۔ طیارے کا دروازہ کھلتے ہی دلہن ایسے حلیے میں باہر نکلی جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ چہرے کا میک اپ اِدھر اُدھر پھیل کر اسے کارٹون بنارہا تھا۔ وہ روتی ہوئی، چیختی ہوئی باہر آئی۔ سیڑھی سے اترتے ہوئے کہنے لگی "ہائے میرے ساتھ دھوکا ہوا ہے۔ آم کی جگہ املی دے دی گئی ہے۔ میں تو بالکل لٹ گئی۔"

جو استقبال کرنے آئے تھے وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسا ہوجائے گا۔ اس کے میکے والوں نے پریشان ہو کر پوچھا "یہ تمہارے ساتھ کیا ہوگیا ہے؟ تمہارا دلہا کہاں ہے؟"

پھر سب کی نظریں طیارے کے دروازے پر گئیں۔ دلہا بلاؤز اور اسکرٹ پہنے کھڑا ہوا تھا۔ جتنے پریس فوٹو گرافرز آئے ہوئے تھے وہ سب ہکا بکا رہ گئے۔ تصویریں اتارنا بھول گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اتنے بڑے حاکم کی تصویر ایسے حلیے میں اتاری جائے یا نہیں؟ وزیر اطلاعات اور اس شعبے کے اہم افراد فوٹو گرافرز سے ان کے کیمرے چھیننے لگے اور تمام رپورٹرز سے چیخ چیخ کر کہنے لگے "ہماری اجازت کے بغیر نہ کوئی تصویر اتاری جائے گی اور نہ ہی کوئی خبر تیار کی جائے گی۔"

اس دوران میں چند اعلیٰ حکام اور فوجی افسران نے اس اعلیٰ حاکم کو گھیر لیا تھا۔ اس سے چند باتیں کرتے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ اس کی جنس بدل گئی ہے۔ وہ اسے واپس طیارے کے اندر لے گئے تاکہ باہر والوں کو حقیقت نہ معلوم ہو۔ یہ ان کے ملک اور قوم کے لئے بڑے شرم کی بات تھی کہ ان کا اعلیٰ حاکم زنخا بن گیا ہے۔

جب وہ طیارے کے اندر پہنچے تو انہوں نے دو باڈی گارڈز کی لاشیں دیکھیں۔ طیارے کے پائلٹ اور کو پائلٹ سے سوالات کئے گئے۔ انہوں نے لاعلمی ظاہر کی۔ لاشوں کے قریب سائلنسر لگا ریوالور پڑا تھا۔ تب سمجھ میں آیا کہ فائر کی آوازیں پائلٹ کیبن تک کیوں نہیں... گئی تھیں۔ اندر جو کچھ ہوتا رہا اس کی خبر پائلٹ اور کو پائلٹ کو نہیں ہوئی تھی۔ اعلیٰ حاکم سے پوچھا گیا "انہیں کس نے قتل کیا ہے؟"

اس نے فوجی افسر کو دیکھتے ہوئے کہا "وہ قتل کرنے والا پہلے تو نظر نہیں آیا تھا پھر نمودار ہوگیا تھا۔"

"وہ کون تھا؟"

اعلیٰ حاکم نے افسر کے سامنے آکر کہا "وہ تمہاری طرح ایک گبرو جوان تھا۔ کیا تمہاری شادی ہوچکی ہے؟"

پوچھنے کا انداز ایسا تھا کہ افسر گھبرا کر پیچھے ہٹ گیا پھر بولا "میں بال بچے والا ہوں۔"

"میں حکم دیتی ہوں بال منڈ والو اور بچوں کو سرکاری تحویل میں دے دو پھر مجھ سے شادی کرلو اس کے بعد بتاؤں گی، وہ قاتل کون تھا۔"

وہ آپس میں کہنے لگے "یہ کھسک گیا ہے۔ یہاں جو کچھ ہوچکا ہے اس کے بارے میں یہ ہمیں صحیح باتیں نہیں بتاسکے گا۔"

دلہن کو طیارے کے اندر بلایا گیا اور اس سے سوالات کئے گئے۔ اس نے تمام تفصیلات بتائیں۔ وہ سب حیرانی سے سنتے رہے پھر ایک نے سوال کیا "جب یہ قتل ڈیڑھ گھنٹے پہلے ہوئے تھے تو اس کے بعد بھی طیارہ کیوں پرواز کرتا رہا۔ کیا تم انٹرکام کے ذریعے پائلٹ سے رابطہ قائم نہیں کرسکتی تھیں؟"

"انہوں نے ہمیں پچھلے کیبن میں لاک کردیا تھا۔ میں نہیں



جانتی کہ اس کے بعد بھی طیارہ ڈیڑھ گھنٹے تک کیوں پرواز کرتا رہا۔"

اعلیٰ حاکم نے ہاتھ نچا کر کہا "اے بہنا، ایسی بھی نادان نہ بنو۔ وہ ڈیڑھ گھنٹے تک میرے خرچ پر ہنی مون مناتے رہے تھے۔"

اب وہ سب اس بات پر حیران تھے کہ وہاں کس نے دلہا اور دلہن کی جگہ لی تھی؟ جس دلہن سے پوچھا جارہا تھا وہ ثنالیہ اور پارس کو چہروں سے نہیں پہچانتی تھی۔ جب یہ عجیب و غریب ہنی مون منانے والی باتیں دیوی، جان کولن اور میجرلی ہنٹر تک پہنچیں تو انہوں نے وہاں کے اکابرین سے کہا "آپ لوگ آنکھیں بند کرکے یقین کرلیں کہ یہ بدمعاشی پارس نے کی ہے۔"

انہوں نے یقین نہیں کیا، کہا "تم لوگ پارس کی دشمنی میں ایسا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارے پاس اس کا کوئی ثبوت ہے؟"

ایک حاکم نے کہا "ہم بہت دنوں سے سن رہے ہیں کہ پارس تل ابیب میں ہے پھر سنا اس نے ہماری بہت بڑی لیبارٹری کو تباہ کیا ہے۔ بعد میں پتا چلا یہ دشمنی دیوی نے کی تھی پھر الزام دیا جارہا ہے کہ پارس نے جانوروں کو نادیدہ بنایا تھا۔ اس کے بعد بچوں کو نادیدہ بنایا لیکن یہ تمام الزامات درست ثابت نہیں ہوئے ہیں۔ کسی بھی ثبوت کے بغیر پارس کو الزام دیا جارہا ہے۔"

دوسرے حاکم نے کہا "یہ جو ہمارا اعلیٰ حاکم تبدیل ہوگیا ہے تو اس کا الزام بھی کسی ثبوت کے بغیر پارس پر لگایا جارہا ہے۔ تعجب یہ ہے کہ اس تمام عرصے میں پارس نے کبھی ہم سے رابطہ نہیں کیا اور نہ ہی کبھی ہمیں نقصان پہنچانے کی دھمکیاں دی ہیں۔ یہاں تک کہ ہمیں اس کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ بس سنتے آرہے ہیں کہ وہ اس شہر میں ہے۔"

فوج کے ایک افسر نے کہا "دیوی! آپ برا نہ مانیں۔ نادیدہ بنانے والی گولیاں آپ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بڑوں کے پاس ہیں۔ آپ لوگ بھی جانوروں اور بچوں کو نادیدہ بنا کر پریشان کرسکتے ہیں۔"

دیوی نے کہا "ہم ایسا کرسکتے تھے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا ہے۔"

"جب آپ ہماری ایک لیبارٹری کو تباہ کرسکتی ہیں تو اس کے آگے بھی بہت کچھ کرسکتی ہیں اور ان سب کا الزام پارس پر لگا سکتی ہیں۔"

جان کولن نے کہا "معلوم ہوتا ہے کہ یہودی اکابرین پارس کے لئے اب نرم گوشہ رکھنے لگے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایک مسلمان کی حمایت کررہے ہیں۔"

"مسلمانوں کے علاوہ آپ لوگوں سے بھی ہمیں خاصا نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے مذہبی حوالے سے یہ باتیں نہ کریں۔ نقصان سب ہی پہنچا رہے ہیں اور الزام صرف مسلمانوں کو دے رہے ہیں۔"

ایک حاکم نے کہا "آپ لوگوں نے دعویٰ کیا تھا کہ الپا کے بغیر ہم سب محفوظ اور سلامت رہیں گے اور آپ تین بڑے ٹیلی پیتھی جاننے والے پارس کو ختم کردیں گے یا یہاں سے بھگا دیں گے اور یہ ثابت کردیں گے کہ الپا مملکتِ اسرائیل کے لئے اہم نہیں ہے لیکن نتیجہ اب ہمارے سامنے ہے۔ الپا چھٹی پر ہے اور آپ تمام اس کی جگہ سنبھالنے میں ناکام رہے ہیں۔"

میجرلی ہنٹر نے کہا "آپ تمام اکابرین خوب کھل کر ہمارے خلاف بول رہے ہیں۔ گویا کھلی دشمنی کررہے ہیں۔ کیا اس کا نتیجہ جانتے ہیں؟"

"آپ جواب میں اپنی کم ظرفی کا مظاہرہ کریں گے۔ اب تک آپ کی دوستی سے نقصان ہی پہنچا ہے۔ دشمنی سے اتنا نقصان نہیں پہنچے گا کیونکہ دشمنی کے جواب میں الپا میدان میں آجائے گی۔"

اچانک الپا کی آواز سنائی دی "میں ڈیوٹی پر واپس آگئی ہوں۔ میں ایک ہفتے کے لئے گئی تھی لیکن چار ہی دنوں میں آگئی ہوں کیونکہ اپنے ملک اور قوم کو مزید نقصان پہنچتے نہیں دیکھ سکتی۔"

ایک حاکم نے کہا "میڈم الپا، آپ نے واپس آکر اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیا ہے اور یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ ملک کو صرف آپ ہی تحفظ دے سکتی ہیں۔ جو غیر یہودی دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں وہ محض سبز باغ دکھاتے ہیں۔"

الپا نے کہا "میری اکابرین سے درخواست ہے کہ آج رات ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا جائے۔ اس اجلاس میں ہم اپنے اہم ملکی معاملات پر گفتگو کریں گے اور میں آپ کو ایک خوشخبری سناؤں گی۔ فی الحال میں دیوی، جان کولن اور میجرلی ہنٹر سے مخاطب ہوں۔ یہ تینوں ہمارے ملک سے دوستی کرنے کی آڑ میں اپنا اُلو سیدھا کرنے کی کوششیں کرتے رہے ہیں لیکن اب نہیں کرسکیں گے۔"

دیوی نے طنزیہ انداز میں پوچھا "کیا تم نئے سرے سے سپر لیڈی بن کر آئی ہو؟ ہمارے سامنے کی بلی ہو کر ہم سے میاؤں کررہی ہو۔"

جان کولن نے کہا "الپا! تم چار دنوں تک روپوش رہیں اس لئے ہم نے تمہیں نظر انداز کیا۔ ہمیں دھمکیاں دینے کی حماقت نہ کرو ورنہ تمہارا ناخن برابر ملک دنیا کے نقشے سے مٹ جائے گا۔"

الپا نے کہا "تمہیں ایسا کرنے میں کچھ وقت لگے گا اور ایسا وقت تمہارے نصیب میں نہیں ہے۔ ابھی فوراً ہی اپنے ان یہودی آلۂ کاروں کے پاس جاؤ، جنہیں تنویمی عمل کے ذریعے ہمارے ملک کے خلاف استعمال کررہے تھے۔ تمہارے تمام آلۂ کاروں کی پٹریاں بدل چکی ہیں۔ وہ خسرے بن چکے ہیں۔"

"یہ نہیں ہوسکتا۔ ایسا بھلا کیسے ہوسکتا ہے؟ کیا تم نے ہی اپنے اعلیٰ حاکم کی جنس تبدیل کی ہے؟"

"میں تمہارے سوال کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔ اب

میں دیوی سے کہتی ہوں کہ اپنے آلۂ کاروں کے پاس جائے۔ اس کے تمام آلۂ کار بھی دیویاں بن چکے ہیں" یہ سنتے ہی دیوی اور جان کولن وہاں سے چلے گئے۔ الپا نے کہا "میجرٹی ہنٹر! ابھی تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں نئے ہو۔ تم نے ہم سے دشمنی کرنے کے لئے دیوی اور جان کولن سے گٹھ جوڑ کیا ہے جس کی سزا تمہیں ضرور ملے گی۔ اگر تم ابھی اپنے ملک میں ہو تو آرمی ہیڈ کوارٹر میں جا کر دیکھو۔ وہاں کے دو بڑے افسروں کی بھی جنس تبدیل ہو چکی ہے۔ یہ تم سب کے لئے ایک ابتدائی سزا ہے اس کے بعد اگر تم میں سے کسی نے اسرائیل کا رخ کیا تو میں اس کے پورے ملک کو زنخا بنا دوں گی۔"

وہ بھی چلا گیا۔ ایک حاکم نے کہا "میڈم الپا! آپ نے ان چار دنوں میں کمال کر دیا۔ آپ نے چھٹی نہیں کی بلکہ دشمنوں کی چالوں کا توڑ کرتی رہیں۔ اب کچھ پارس کے بارے میں بتائیں؟"

"پارس نہ پہلے ہمارے ملک میں تھا نہ اب ہے۔ اس کی یہاں موجودگی کی جھوٹی خبر ہمارے ان تین دشمنوں نے پھیلائی تھی۔ میں اس کے متعلق آج رات کے اجلاس میں بات کروں گی۔ فی الحال مجھے جانے کی اجازت دیں۔"

وہ وہاں سے چلی آئی نناشا اور نتالیہ اس کے دماغ میں تھیں اور نتالیہ کے ساتھ پارس بھی تھا۔ وہ تینوں الپا کے دماغ سے نکل کر اپنی جگہ دماغی طور پر حاضر ہو گئے۔ پارس اس وقت نناشا اور نتالیہ کے بنگلے میں تھا۔ نتالیہ نے اپنی بہن سے کہا "سنز! تم نے دیکھا' پارس نے کتنی آسانی سے ان تینوں کو اس اجلاس سے بھاگنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اب تم بتاؤ کیا میرے پارس کی دوستی سے تمہیں نقصان پہنچ رہا ہے؟"

نناشا نے کہا "اس میں شبہ نہیں کہ پارس نے الپا کی پوزیشن مستحکم کر دی ہے اور دشمنوں کو بری طرح شکست دی ہے۔ یہ میدان پارس نے جیتا ہے لیکن فائدہ ہمیں پہنچا رہا ہے۔"

نتالیہ نے کہا "پھر بھی تم مطمئن نہیں لگتیں۔"

نناشا نے کہا "اطمینان تب ہو گا جب ہم الپا کے ذریعے تمام اکابرین کو یقین دلا سکیں گے کہ پارس یہاں نہیں ہے۔"

پارس نے کہا "میں ایسی تدبیر کروں گا کہ تم الپا کے ذریعے انہیں میری عدم موجودگی کا یقین دلا سکو گی۔"

نتالیہ نے پارس سے پوچھا "کیا تم واقعی یہاں نہیں رہو گے۔ مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟"

"تم چھوڑنے والی چیز نہیں ہو۔ میں یہاں چند دن اور رہوں گا۔"

"صرف چند دن؟"

"مجبوری ہے۔ میری دوسری مصروفیات بھی ہیں۔"

"میں تمہیں نہیں جانے دوں گی۔"

"میں جاؤں گا مگر جب بلاؤ گی' آجاؤں گا۔"

نناشا نے بہن سے کہا "تم اپنی ہی باتیں کئے جا رہی ہو' مجھے کام کی باتیں کرنے دو۔ ہاں تو پارس! تم مجھے کون سی تدبیر بتا رہے تھے؟"

وہ نناشا کو سمجھانے لگا۔ رات کے اجلاس میں تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے اکابرین موجود تھے۔ وہ سب یہ جاننے کے لیے بے چین تھے کہ الپا نے تنہا تین بڑے دشمنوں کو کس طرح شرمندہ کیا ہے اور ان کے اعلیٰ حاکم کی جنس کس طرح تبدیل ہو گئی ہے۔

اجلاس کا آغاز ہوتے ہی ایک اعلیٰ حاکم نے سوال کیا "میڈم الپا! کیا تم چھٹیوں کے دوران میں بھی مصروف رہی تھیں؟ اور کیا واقعی پارس ہمارے ملک میں نہیں ہے؟"

"میں پہلے بھی کہہ چکی ہوں۔ پارس نہ یہاں ہے اور نہ کبھی آیا تھا۔ اس کی آمد کی جھوٹی خبر دشمنوں نے پھیلائی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ مجھے مسلمانوں کا حمایتی ثابت کر کے آپ سب کی نظروں سے گرا دیں۔"

"تم مملکتِ اسرائیل کا سب سے اہم ستون ہو۔ ہم تمہیں کبھی نظروں سے گرنے نہیں دیں گے۔"

وہ بولی "خدا نے مجھے پھر سے عزت دی ہے۔ وہ تینوں دشمن عارضی طور پر چلے گئے ہیں لیکن نئے دشمن پیدا ہو گئے ہیں۔ روس کے سراغ رسانوں نے درپردہ ٹیلی پیتھی کا علم سیکھا ہے۔ جب ان کے ملک میں منگی فوج تھی تب انہوں نے ان بندروں سے نادیدہ گولیاں اور کیپسول حاصل کئے اور یوں تمام مطلوبہ قوتیں اور صلاحیتیں حاصل کر کے وہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آئے ہیں۔"

ایک نے کہا "یہ تو ہمارے لیے بڑی تشویش کی بات ہے۔"

"آپ فکر نہ کریں۔ میں ان چار دنوں میں ایسے ہی ایک روسی سراغ رساں کو یہاں سے بھاگنے پر مجبور کرتی رہی ہوں۔ اس کا نام کرسٹوو سکی ہے۔ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ اس کے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں' فلائنگ کیپسول اور برین گارڈ وغیرہ ہیں۔"

ایک نے پوچھا "وہ ہمارے ملک کیوں آیا ہے؟"

"آیا تھا۔ اب نہیں ہے۔ میں نے بھگا دیا ہے۔"

تمام اکابرین تالیاں بجانے لگے۔ الپا نے کہا "ہم اندر سے کمزور ہوں تو دشمن ہماری کمزوریوں سے فائدہ ضرور اٹھاتے ہیں۔ کرسٹوو سکی نے دیکھا کہ دیوی' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر نے میرے ملک میں میری پوزیشن کمزور کر دی ہے اور اسرائیلی اکابرین کو اپنا معمول بنا کر یہاں اپنا اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے یہاں آگیا۔"

"جانوروں اور بچوں کو نادیدہ کس نے بنایا تھا؟"

"اسی کرسٹوو سکی نے ایسی حرکتیں کی تھیں۔ امریکا نے خفیہ طور سے ہارموز کے انجکشن تیار کئے ہیں۔ کرسٹوو سکی نے بڑی ہیرا پھیری سے وہ انجکشن حاصل کئے ہیں۔ وہ ہمارے ملک میں اپنا پلڑا بھاری رکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں یہ دھمکی دینا چاہتا ہے کہ وہ آئندہ تمام اکابرین کی جنس تبدیل کر دے گا اس لیے اس نے نمونے کے طور پر پہلے ہمارے اعلیٰ حاکم کی جنس تبدیل کی ہے لیکن وہ آئندہ ایسا نہیں کر سکے گا۔"

"یہ تم یقین سے کیسے کہہ سکتی ہو؟"

"میں دو گھنٹے پہلے اچانک اس کے خفیہ اڈے پر پہنچ گئی تھی۔ مقابلے کے دوران وہ ہارموز کے انجکشنوں کا ایک پیکٹ چھوڑ کر بھاگ گیا۔"

برین آدم نے اپنی جگہ سے اٹھ کر اپنا ایک ہاتھ بلند کیا۔ اس کے ہاتھ میں وہ پیکٹ تھا۔ اس نے کہا "یہ الپا کا کارنامہ ہے۔ اس نے دشمن سے یہ پیکٹ چھین لیا ہے۔ اب یہ انجکشن ہماری لیبارٹری میں جائے گا۔ ہمارے قابل اور تجربہ کار کیمسٹ اور ڈاکٹر اس کا تجزیہ کر کے اس انجکشن کا بنیادی فارمولا معلوم کریں گے اور ایسے انجکشن زیادہ سے زیادہ تیار کریں گے۔"

"بے شک الپا نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے لیکن کرسٹوو سکی نئے منصوبوں کے ساتھ واپس آسکتا ہے۔"

الپا نے کہا "اب وہ آئے گا تو اسے وارننگ دی جائے گی کہ ہمارے پاس بھی انجکشنوں کا ذخیرہ ہے۔ ہم ان روسی اکابرین کی بھی جنس تبدیل کر سکتے ہیں۔"

تمام حاضرین خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ الپا نے کہا "کرسٹوو سکی نے میری غیر موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہا تھا۔ اس نے ان تین بڑے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے تمام آلۂ کاروں کی جنس تبدیل کر دی۔ اس کے بجائے میں نے ان تینوں کو یہاں سے جانے پر مجبور کر دیا کیونکہ ایسی دھمکیاں دینے کا اسے موقع نہیں ملا۔ انجکشن میرے ہاتھ لگ گئے تھے اس لئے میں نے ان تینوں کو دھمکیاں دیں۔"

"تم کرسٹوو سکی پر کیسے غالب آگئیں؟"

"میری مخصوص لائن آف ایکشن ہوا کرتی ہے۔ کرسٹوو سکی دھوکا کھا گیا وہ یہ سمجھتا رہا کہ میں چھٹیاں گزارنے کہیں گئی ہوں۔ میں اس کی بے خبری سے فائدہ اٹھا کر اس کے خفیہ اڈے تک پہنچ گئی تھی۔"

تمام اکابرین تالیاں بجانے لگے۔ الپا کو اس کی کامیابی پر مبارکباد دینے لگے۔ دیوی' جان کولن اور میجرٹی ہنٹر وہاں نادیدہ بنے ہوئے خاموشی سے تمام باتیں سن رہے تھے۔

اچانک جان کولن چند سیکنڈ کے لئے نمودار ہوا پھر برین آدم کے ہاتھ سے انجکشنوں کا پیکٹ چھین کر نادیدہ ہو گیا۔ یک بیک تالیاں بند ہو گئیں۔ جان کولن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "الپا! ہم سے ٹکرانے کا نتیجہ دیکھ لو۔ تمہاری ایک بہت بڑی کامیابی' اب ناکامی میں بدل گئی۔ ان انجکشنوں کے بغیر تم کرسٹوو سکی کو یہاں دوبارہ آنے سے نہیں روک سکو گی۔ البتہ میں اسے بھی روکوں گا اور تمہارے بھی قدم یہاں سے اکھاڑوں گا۔"

دیوی نے تعریف کی "واہ مسٹر کولن! تم نے اچانک بازی پلٹ کر کمال کر دیا ہے۔ الپا سے کہو کہ وہ اس اجلاس میں نادیدہ نہ رہے۔ یہاں نمودار ہو جائے۔ وہ انکار کرے تو یہاں کے چند اکابرین کی جنس تبدیل کر دی جائے۔"

میجرٹی ہنٹر نے کہا "الپا! پردے سے باہر آجاؤ ورنہ تمہارے اکابرین کو پردے والیاں بنا دیا جائے گا۔"

ایک حاکم نے برین آدم سے کہا "مسٹر آدم! یہ آپ نے کیا کیا؟ وہ بہت اہم انجکشن تھے۔ انہیں اجلاس میں لانے کی کیا ضرورت تھی اور اگر لے آئے تھے تو اس پیکٹ کو چھپا کر رکھنا چاہیے تھا۔"

برین آدم نے کہا "اسے چھپائے رکھتا تو کیسے معلوم ہوتا کہ دیوی' جان کولن اور ٹی ہنٹر چھپ کر اجلاس کی کارروائی دیکھنے آئے ہیں اور ہم سے دشمنی کر کے کم ظرفی دکھانے والے ہیں۔ آپ حضرات اطمینان رکھیں۔ یہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

جان کولن نے پوچھا "تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم ان انجکشنوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے؟"

"مجھے برین آدم کہا جاتا ہے اور میری کھوپڑی میں غیر معمولی برین ہے۔ میں نے وہ تمام انجکشن ایک خفیہ لیبارٹری میں پہلے ہی پہنچا دیے ہیں۔ یہ خالی پیکٹ دشمنوں کے لئے لایا تھا تاکہ وہ دیکھتے ہی اسے حاصل کرنے کے لئے خود کو ظاہر کر دیں اور انہوں نے یہی کیا ہے۔ بہتر ہے وہ گھر جانے سے پہلے اس پیکٹ کو کھول کر دیکھ لیں۔ پیکٹ ان کی طرح اندر سے خالی ہے۔"

تمام اکابرین خوش ہو کر تالیاں بجانے لگے۔ جان کولن نے ایک جگہ چھپ کر اس پیکٹ کو کھول کر دیکھا۔ وہ واقعی خالی تھا۔ اس نے مشترکہ آلۂ کار کے دماغ میں آکر دیوی اور ٹی ہنٹر سے کہا۔ "برین آدم نے ہم سے چالاکی کی ہے۔ اجلاس میں ہماری موجودگی ظاہر کرنے کے لئے ہمیں بیوقوف بنایا تھا۔"

دیوی نے کہا "مسٹر کولن! تم لوگوں نے خفیہ طور سے جنس تبدیل کرنے والے انجکشن تیار کئے اور ہمیں خبر نہیں ہونے دی۔"

میجرٹی ہنٹر نے کہا "اگر ہمیں پہلے ایسے انجکشن کے متعلق معلوم ہوتا تو ہم اتنے یہودی اکابرین کی جنس تبدیل کرتے کہ الپا ہمارے قدموں میں آکر گرنے پر مجبور ہو جاتی۔"

جان کولن نے کہا "وہ انجکشن بہت زود اثر ہیں۔ چوبیس گھنٹے میں جنس تبدیل ہو جاتی ہے اس لئے ہمارے ماہرین اس میں کچھ تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ جب تک خاطر خواہ تبدیلی نہ ہو' ہم وہ انجکشن دوسروں پر استعمال نہیں کریں گے۔"

"لیکن ہم ان یہودیوں پر استعمال کر سکتے تھے۔ جیسا کہ کرسٹوو سکی نے کیا ہے لیکن تم نے دشمن کو موقع دیا اور ہمیں دوست بنا کر ہم سے ہارموز کے انجکشن چھپائے۔ یہ تو کوئی دوستی نہ ہوئی۔"

جان کولن نے کہا "ہم نے صرف الپا کے خلاف مشترکہ محاذ قائم کیا ہے۔ ایسی کوئی دوستی نہیں کی ہے کہ ایک دوسرے کو اپنے اپنے ملک کے اہم راز بتا دیئے جائیں۔ مجھے خواہ مخواہ الزام دے کر آپس میں تلخیاں پیدا نہ کرو۔"

دیوی نے کہا "بہتر ہے ہم ایسی باتوں سے پرہیز کریں اور اس پہلو پر غور کریں کہ الپا نے اس اجلاس میں اپنے اکابرین سے سفید جھوٹ کہا تھا کہ پارس تل ابیب میں موجود نہیں ہے اور اب تک جو مخالفانہ اقدامات کئے ہیں وہ پارس نے نہیں، کرسٹوو سکی نے کئے ہیں۔"

"ہاں۔ اس نے یہودی اکابرین کو پارس کی عدم موجودگی کا پورا یقین دلا دیا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے کہ درپردہ پارس اور الپا میں گہری دوستی ہے۔"

دیوی نے کہا "الپا میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ ہمارے مقابلے میں کامیاب ہو جاتی۔ اس نے پارس کے تعاون سے کامیابی حاصل کی ہے اور یہودی اکابرین کا اعتماد حاصل کیا ہے۔"

"ہمارا اندازہ ہے کہ آئندہ پارس الپا کے ساتھ رہ کر ایک حکمران کی طرح ان یہودیوں پر حکومت کرتا رہے گا۔"

"اور جب تک ان دونوں کی آپس میں بنتی رہے گی، ہم ان پر حملے کرنے میں شاید اسی طرح ناکام ہوتے رہیں گے۔"

دیوی نے کہا "مسٹر کولن کے پاس زبردست ہتھیار ہے۔ یہاں ہارموز کے انجکشنوں کے ذریعے اسرائیلی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کو دہشت زدہ کر کے انہیں انڈر پریشر رکھا جا سکتا ہے۔"

جان کولن نے کہا "سوری۔ پارس الپا کا ساتھ دے رہا ہے تو میں اس کے خلاف وہ انجکشن استعمال نہیں کر سکوں گا کیوں کہ میڈم سونیا پہلے ہی ہمارے اکابرین کے خلاف ایسے انجکشن استعمال کر چکی ہیں۔ اگر میں یہاں پارس کے مقابلے میں یہ خاموش ہتھیار استعمال کروں گا تو سونیا میرے ملک میں قیامت برپا کر دے گی۔"

دیوی نے کہا "ٹھیک ہے۔ تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے لیکن میں ایسا کروں گی تو سونیا اور پارس میرا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔"

"یہ نہ بھولو کہ وہ تمہارے بھارتی باشندوں کی جنس تبدیل کر سکتے ہیں۔"

"جب وہ ایسا کریں گے تو میں تم لوگوں کے تعاون سے اپنے دیس کے لوگوں کی حفاظت کروں گی۔ ابھی ہم تینوں۔ کے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ ہم ایک الپا کو شکست نہ دے سکے۔ ہم اس کی جگہ چھین کر اسرائیل پر حکومت کرنا چاہتے تھے لیکن وہ جگہ پارس نے بڑی مکاری سے لے لی ہے۔"

جان کولن بولا "مجھے اس شکست پر شرمندگی بھی ہے اور غصہ بھی آ رہا ہے۔ ہم اسرائیل سے نہیں جائیں گے۔ آئندہ خوب سوچ سمجھ کر ایک بہت بڑا حملہ کریں گے اور حملہ کرنے سے پہلے یہ پوری کوشش کریں گے کہ پارس ہماری نظروں میں آ جائے۔"

"ایک بار صرف ایک بار وہ نظر آ جائے۔ بائی گاڈ! وہ پھر دوسری بار نظر آنے کے لئے زندہ نہیں رہے گا۔"

انہوں نے طے کیا کہ آئندہ ٹھوس پلاننگ پر عمل کریں گے اور پلاننگ کی بنیاد یہ ہوگی کہ پہلے پارس کو نگاہوں کے سامنے آنے پر مجبور کیا جائے۔

اور پارس کو نتالیہ مجبور کر رہی تھی کہ وہ نگاہوں کے سامنے رہے کیونکہ رنگین و سنگین لمحات روبرو ہی گزارے جاتے ہیں۔

اور رنگین لمحات میں ڈوبنے والے اکثر سنگین نتائج سے دوچار ہو جاتے ہیں۔

○☆○

دیوی ش تارا کئی جگہ مصروف رہا کرتی تھی۔ کبھی تل ابیب میں اور کبھی واشنگٹن میں۔ وہ پہلے کی طرح بڑے رعب اور دبدبے سے دیوی بن کر رہنے کے لئے ہر ایں جگہ پہنچ جاتی تھی، جہاں اپنی حکمرانی قائم کرنے کی امید ہوتی تھی۔ چونکہ اسے اپنے دیس سے محبت تھی اس لئے وہ ہندوستان کے کسی نہ کسی شہر میں رہائش اختیار کرتی تھی۔

ان دنوں وہ ممبئی شہر میں تھی۔ یہ شہر کبھی بمبئی کہلاتا تھا لیکن عوامی اور سرکاری سطح پر نام تبدیل کر دیا گیا۔ بمبئی کی جگہ ممبئی کر دیا گیا۔ سٹیلائٹ کے ذریعے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس نام کی تشہیر ہو چکی ہے لہٰذا اس شہر کو اب ممبئی ہی لکھا جا رہا ہے۔

وہ مسلسل روپوش رہ کر اور نادیدہ بن کر زندگی گزارتے ہوئے بیزار ہو گئی تھی۔ دیوی بن کر طویل جدوجہد کرتے رہنے کے دوران بار بار یہی دل چاہتا رہا کہ ایک عام سی زندگی گزارے کیونکہ عام لوگ دیوی اور دیوتا سے زیادہ خوش اور مطمئن رہتے ہیں۔

اس بار وہ ایسی ہی عام لوگوں جیسی زندگی گزار رہی تھی۔ ممبئی کے ایک بہت ہی پسماندہ محلے ناگ پاڑہ میں اس نے کرائے کا ایک بڑا سا مکان لیا تھا۔ وہ ایک غریب بوڑھے جوڑے کو اپنا معمولی ملا کر ان کی بیٹی بن بیٹھی۔ اپنے دو جوان اور صحت مند ماتحتوں کو چھوٹے بھائیوں کے طور پر ساتھ رکھ کر ایک فیملی کی صورت میں وہاں رہنے لگی۔

اس کا زیادہ وقت اس مکان کے اندر خیال خوانی میں گزرتا تھا۔ میرے فیملی ممبرز اور خصوصاً پارس سے الجھتے رہنا اس کے لئے ایسا ضروری تھا جیسے یہ اس کے دھرم کی کتابوں میں لکھ دیا گیا ہو۔ پارس سے الجھنے کے علاوہ اسے اور کئی ٹیلی پیتھی جاننے والے پہاڑوں سے کبھی ٹکراتا اور کبھی سمجھوتا کرنا پڑتا تھا۔

وہ تھک گئی تھی۔ ذرا آرام کرنا چاہتی تھی اس لئے بالکل ہی گمنام رہنے کی خاطر ناگ پاڑہ کے ایک مکان میں رہائش اختیار کرلی



تھی۔ نہایت معمولی سستی سی ساڑی پہننے اور اس بستی کے لوگوں کی طرح زندگی گزارنے لگی تھی۔

اس نے زندگی میں پہلی بار چوبیس گھنٹے تک ایک ذرا خیال خوانی نہیں کی۔ وہ پوجا میں مصروف رہی۔ یا پھر ممبئی شہر کی تفریح گاہوں میں جا کر خوش ہوتی رہی اور ذہنی سکون حاصل کرتی رہی۔ وہ بہت ہی خوبصورت اور بھرپور جوان عورت تھی۔ کئی جگہ کچھ منچلوں نے اسے چھیڑا مگر وہ ان سے کترا کر نکل گئی۔ ان کے خلاف ٹیلی پیتھی کا ہتھیار استعمال نہیں کیا۔ وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ جب تک عزت اور جان کو خطرہ پیش نہیں آئے گا تب تک وہ ایک عام عورت کی طرح حالات کا سامنا کرتی رہے گی۔

ایسی زندگی کی ابتدا بہت اچھی تھی۔ بڑی آزادی سے جہاں چاہتی تھی، وہاں چلی جاتی تھی۔ کسی دشمن کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں تھا اور مخالفین سے نمٹنے والی کوئی دماغی الجھن نہیں تھی۔

اگر کسی دشمن سے اتفاقاً سامنا ہوتا تو وہ اسے کبھی پہچان نہ پاتا کیونکہ وہ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ نہیں تھی۔ اس علاقے کے دادا کو پتا چلا کہ ناگ پاڑہ میں ایک نئی عورت آئی ہے۔ وہ ایسی جوان اور حسین ہے کہ اسے دیکھتے ہی منہ میں پانی آ جاتا ہے۔ اس بستی کے لوگوں نے دیوی کو بتایا تھا کہ علاقے کا دادا بڑا خطرناک ہے لیکن مہربان بھی ہے۔ جن کے گھروں میں چولھے نہیں جلتے، وہاں پورا راشن پہنچا دیتا ہے۔ اگر کوئی بدمعاش کسی کی بہو بیٹی پر بری نظر ڈالے تو اس کی اچھی طرح پٹائی کر دیتا ہے۔

وہ پہلا دادا تھا جو پولیس والوں کی سرپرستی میں جوئے اور شراب کے اڈے نہیں چلاتا تھا۔ جوا کھیلنے اور شراب بیچنے والوں کو الٹا لٹکا کر مارتا تھا اور پولیس والوں کو کسی طرح بھتا لینے کی اجازت نہیں دیتا تھا۔ اس لئے تھانے والے اس کے دشمن بنے رہتے تھے۔ ایسی شریفانہ خوبیوں کا مالک، غنڈوں کا دادا نہیں ہوتا لیکن جو ایک پورے علاقے پر حاوی ہو کر حکومت کرے، اسے روایت کے مطابق دادا ہی کہا جاتا ہے۔

وہ ایک جیپ میں اپنے حواریوں کے ساتھ اس کے مکان کے سامنے آیا پھر جیپ سے اتر کر دروازے پر آ کر دستک دی۔ دیوی کے ایک ماتحت نے دروازہ کھولا۔ دادا نے کہا "سنا تھا، آپ یہاں نئے آئے ہوئے ہیں۔ سوچا آپ لوگوں سے ملاقات کرلوں۔ کسی چیز کی ضرورت ہو تو یہاں پہنچا دوں۔"

ماتحت نے کہا "آپ کا شکریہ۔ ہم نے سنا ہے، آپ بہت مہان ہیں۔ یہاں غریبوں کی غریبی دور کر رہے ہیں لیکن ہمیں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔"

"آپ کتنے فیملی ممبرز ہیں؟"

"ہم دو بھائی، ایک بہن اور بوڑھے ماں باپ ہیں۔ آپ اندر آ سکتے ہیں۔"

وہ اندر آ گیا۔ دیوی پوجا سے فارغ ہو کر بیٹھک والے کمرے

میں آئی تو اس علاقے کے داداکو دیکھ کر چونک گئی۔ بے اختیار اس کے منہ سے نکلا "پارس!"

علاقے کے دادا نے دونوں ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا پھر کہا "پارس نہیں' پورس۔ میرا نام پورس ناتھ ہے۔"

وہ جو خود کو پورس کہہ رہا تھا' سر سے پاؤں تک پارس دکھائی دے رہا تھا۔ پارس سے قد اور جسامت میں انیس بیس کا فرق ہو سکتا تھا لیکن صورت شکل سے بالکل پارس تھا۔ اسے دیکھ کر دیوی بدحواس ہو گئی تھی۔ اس کا دماغ چیخ چیخ کر کہہ رہا تھا کہ پارس اس کا سراغ لگا کر روبرو آگیا ہے اور اب کسی بھی لمحے میں نادیدہ بن کر اس کے جسم میں سما جائے گا۔ ان لمحات میں وہ نادیدہ نہیں بن سکتی تھی۔ کیونکہ پوجا کے دوران میں منہ میں گولی نہیں رکھتی تھی اور اس وقت وہ پوجا کر کے پورس کے سامنے آئی تھی۔

وہ فوراً ہی پلٹ کر تیزی سے اپنے کمرے میں آئی پھر اپنے پرس سے ایک گولی نکال کر منہ میں رکھ کر نگلتے ہی نادیدہ ہو گئی۔ وہاں سے بیٹھک میں آکر دیکھا۔ پورس اپنی جگہ بیٹھا ہوا تھا۔ یعنی وہ نادیدہ بن کر دیوی کے اندر سمانے نہیں آیا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ مطمئن ہو گئی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کے دماغ کے اندر پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ چور خیالات نے بتایا کہ اس کا پیدائشی نام پورس ناتھ ہے۔ وہ جنم سے ہندو ہے۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے اور ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ دیوی نے حیرانی سے پوچھا "کیا واقعی تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو؟"

وہ سوچ کے ذریعے بولا "تم چوری سے میرے خیالات پڑھ رہی تھیں۔ میں خاموش تھا۔ اب مجھے مخاطب کر رہی ہو تو جواب دے رہا ہوں کہ ہاں ٹیلی پیتھی جانتا ہوں۔"

"کیا تم مجھے جانتے ہو؟"

"یقین کے ساتھ نہیں' لیکن ایک اندازہ ہے کہ تم دیوی شی تارا ہو۔"

دیوی نے پوچھا "یہ تمہارا اصلی روپ ہے یا بہروپ ہے؟"

"یہ میرا اصلی روپ ہے۔"

"کیا تم جانتے ہو کہ یہ فرہاد علی تیمور کے بیٹے پارس کا چہرہ ہے۔ اگر یہی تمہارا اصلی چہرہ ہے تو اس کے ہم شکل کیسے ہو گئے؟"

"یہ بھگوان سے پوچھو۔ دنیا کے ہر حصے میں ہم شکل پائے جاتے ہیں۔ بھگوان نے مجھے پارس کا ہم شکل بنایا ہے۔ کیوں بنایا ہے؟ یہ وہی جانتا ہے۔"

"کیا تم نے ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھانے کی کبھی کوشش کی ہے؟"

"ابھی نہیں کی ہے۔ پہلے پارس کا وزن' اس کی قوت اور اس کی غیر معمولی صلاحیتوں کا پورا حساب کر لوں پھر کچھ فائدے اٹھانے کی کوشش کروں گا۔"

"تم نے ٹیلی پیتھی کیسے سیکھی ہے؟"

"کسی ٹرانسفارمر مشین سے نہیں سیکھی۔ برسوں ریاضت کی ہے تب یہ علم حاصل کیا ہے۔"

"کیا تم موجودہ حالات سے واقف ہو کہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟"

"میں ہمیشہ تازہ ترین حالات سے باخبر رہتا ہوں۔ تم آج کل تل ابیب میں زیادہ مصروف رہتی ہو۔ پارس نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اور ایک نئی روسی ٹیلی پیتھی جاننے والی نتالیہ سے عشق کر رہا ہے۔"

"پارس نے مجھے نہیں چھوڑا ہے۔ میں نے اسے ٹھکرا دیا ہے۔"

"وہ ہمیشہ ایک کو چھوڑتا ہے اور دوسری کو پکڑتا ہے۔ سب اس کے ہرجائی پن سے واقف ہیں۔ ایسے میں کوئی یقین نہیں کرے گا کہ تم نے اسے ٹھکرایا ہے۔"

"کیا تم بھی یقین نہیں کرو گے؟"

"میں یقین کر لوں گا۔ تم پہلے بھی کئی بار پارس سے دشمنی مول لیتی رہی ہو اور تم ایک ہی عورت ہو جو فرہاد کی کیلی میں گھس کر دشمنیاں مول لینے کی جرأت کرتی رہتی ہو۔"

وہ خوش ہو کر بولی "شکریہ۔ تم میرے بارے میں بہت کچھ جانتے ہو۔"

"میں تمام ٹیلی پیتھی جاننے والے بہادروں کے بارے میں مکمل معلومات رکھتا ہوں۔"

"میں حیران ہوں کہ تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں وسیع اور مکمل معلومات رکھتے ہو لیکن اب تک ایسے گمنام ہو کہ آج تک کوئی تمہاری شخصیت سے واقف نہیں ہے۔ میں تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تمہارے جیسے زبردست آدمی سے یوں اچانک ملاقات ہو گی۔"

"یہ تم نے کیسے سمجھ لیا کہ میں ٹیلی پیتھی کی دنیا میں زبردست ہوں۔"

"میں اتنی دیر سے تمہارے دماغ میں ہوں اور تمہارے چور خیالات پڑھنے میں ناکام ہو رہی ہوں۔ تم بالکل پارس کی طرح دوسروں سے اپنے چور خیالات چھپانے میں کامیاب ہو جاتے ہو۔ مجھے اب بھی یہی شبہ ہے کہ تم پارس ہو اور تم نے یہاں آکر کوئی نیا ڈراما شروع کیا ہے۔"

"میں اکثر سوچتا تھا کہ جب بھی معروف ٹیلی پیتھی جاننے والے مجھے دیکھیں گے تو پارس ہی سمجھیں گے۔ میرے انکار کے باوجود یقین نہیں کریں گے۔"

"آج سے کچھ عرصہ پہلے پارس کی جو آواز اور لہجہ تھا وہی تمہارا ہے۔ کیا تمہیں پتا ہے کہ اس نے اپنا لہجہ اب بدل دیا ہے؟"

"میں نے کافی عرصے سے پارس کو نہیں دیکھا ہے۔ اگر دیکھ



لیتا تو اس کا موجودہ لہجہ بھی اپنا لیتا۔ میں پارس کی چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی اپنے ذہن میں نقش کر لیتا ہوں۔"

"تم ایسا کیوں کرتے ہو؟ کیا تم نے کوئی منصوبہ بنایا ہوا ہے؟"

"میرے ذہن میں کوئی خاص پلاننگ نہیں ہے۔ میں قدرتی طور پر پارس کا ہم شکل ہوں پھر بھگوان نے مجھے ایسی ذہانت اور قوتِ ارادی دی ہے کہ میں نے اپنی محنت سے ٹیلی پیتھی سیکھی ہے اور رفتہ رفتہ ہر وہ فن اور ہنر سیکھا ہے جو پارس کو آتا ہے۔"

"ہاں! میں اندازہ کر رہی ہوں کہ تم کئی اعتبار سے پارس ہو لیکن تم میں پارس کی زندہ دلی نہیں دیکھ رہی ہوں۔ تم ابھی تک بہت گہرے اور سنجیدہ نظر آرہے ہو۔"

"میں ایسا زندہ دل ہوں کہ پارس بھی میری زندہ دلی دیکھے گا تو حیران رہ جائے گا۔"

"تم تعلیم یافتہ ہو' غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل ہو' تمام ساری دنیا کی دولت سمیٹ سکتے ہو پھر اس چھوٹے سے علاقے میں غنڈوں کے دادا بن کر کیوں رہتے ہو؟"

"تم بھی ٹیلی پیتھی کی دنیا پر چھائی ہوئی ہو' فرہاد علی تیمور کے بعد تمہارا ہی رعب اور دبدبہ ہے پھر تم ایک غریب اور معمولی عورت کی طرح یہاں کیوں رہنے آئی ہو؟"

"میں تھک گئی ہوں۔ تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں سے دور رہ کر کچھ عرصے تک ایک عام سی پُرسکون زندگی گزارنا چاہتی ہوں۔"

"میں اس لئے یہاں رہتا ہوں کہ کوئی میری صلاحیتوں کو سمجھ نہ پائے۔ دراصل ہم جتنی دولت اور جتنی قوتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں' اپنے لئے اتنے ہی دشمن پیدا کرتے جاتے ہیں اور آئے دن مصائب کو دعوتیں دیتے رہتے ہیں۔ تم نے اب تک ٹیلی پیتھی کی دنیا میں ایک بھرپور زندگی گزاری ہے اور میں تمہاری اس دنیا سے باہر ہوں۔ میرا اور اپنا موازنہ کرو' تم پریشان ہو کر اس جگہ آئی ہو جہاں میں پہلے سے ایک مطمئن زندگی گزار رہا ہوں۔"

"تم درست کہتے ہو۔ میرے پاس ساری دنیا کی دولت ہے مگر اطمینان نہیں ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہاری طرح ایک پُرسکون اور مطمئن زندگی گزاروں۔"

"تم اپنے اس ارادے پر قائم رہو گی تو تمہیں سکون اور اطمینان ضرور حاصل ہو گا۔"

"جب میں ارادہ کرتی ہوں تو بدلتی نہیں ہوں۔ بائی دا وے' کیا تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول بھی ہیں؟"

"میرے پاس بہت کچھ ہے لیکن بہت جلد یہ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور کیپسول ناکارہ ہو جائیں گے۔"

دیوی نے حیرانی سے پوچھا "یہ چیزیں ناکارہ کیسے ہو جائیں گی؟"

"میں نے ایک بہت بڑے کیمسٹ اور ستر سالہ تجربات رکھنے

والے ایک ڈاکٹر کی خدمات حاصل کی ہیں اور اس کے ذریعے ایک ایسی دوا تیار کرائی ہے' جس کے ذریعے غیر معمولی گولیوں اور فلائنگ کیپسولوں کو ناکارہ بنایا جاسکتا ہے۔"

"تم انہیں ناکارہ کیوں بنانا چاہتے ہو؟"

"جس طرح گند تیزی سے پھیلتی ہے اسی طرح یہ گولیاں اور کیپسول دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیلتے جارہے ہیں۔ یہ چیزیں ایک مذاق بن گئی ہیں۔"

"تم ٹیلی پیتھی کی دنیا میں نہیں رہتے ہو پھر ان چیزوں کو ناکارہ بنا کر کیا حاصل کرنا چاہتے ہو۔ میں اتنی دیر سے گفتگو کررہی ہوں مگر تمہارے عزائم سمجھ میں نہیں آرہے ہیں۔"

"میں آج ٹیلی پیتھی کی دنیا میں نہیں ہوں۔ آئندہ کسی دن بھی قدم رکھ سکتا ہوں۔ میرا مشورہ ہے' تم یہاں اطمینان سے رہنا چاہتی ہو تو ٹیلی پیتھی کے سلسلے میں کوئی بات ہی نہ کرو۔"

"میں نے تو یہی فیصلہ کیا تھا کہ خیال خوانی بھی نہیں کروں گی لیکن تمہاری باتوں نے مجھے بے چین کردیا ہے۔ مجھے تو یہ سوچ کر نیند نہیں آئے گی کہ تم ان گولیوں اور کیپسولوں کو ناکارہ بنانے والے ہو۔ ویسے ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ چیزیں جب بڑی احتیاط سے چھپا کر رکھی جائیں گی تو انہیں کیسے ناکارہ بناؤ گے۔"

"میں نے جو دوا تیار کرائی ہے اسے اسپرے کیا جاتا ہے۔ اگر میں تھوڑی سی دوا یہاں اسپرے کروں تو اس کا اثر سو مربع گز کے علاقے میں ہوگا۔ یہ دوا ہوا میں تحلیل ہوکر ہر اس جگہ پہنچتی ہے جہاں ہوا کا گزر ہوتا ہے۔ اگر بوتلوں میں گولیوں اور کیپسولوں کو بند رکھا جائے تو بند کرتے وقت بوتلوں میں بھی ہوا پہنچتی ہے۔ کسی آہنی تجوری میں بھی ہوا کا گزر ہوتا ہے۔"

"میں ان چیزوں کو زمین میں دفن کرکے رکھوں گی۔ اسپرے کی ہوئی دوا کا اثر ختم ہوگا تو میں انہیں زمین سے نکال لوں گی۔"

"میں جو کہہ رہا ہوں اسے سمجھنے کے لئے ماحولیات اور ہوا کے فنکشن کو سمجھنا ضروری ہے۔ پودے ہوا سے آکسیجن جذب کرتے ہیں اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتے ہیں۔ ہوا اس طرح پودوں کے ذریعے زمین میں داخل ہوجاتی ہے اور یہ مخصوص دوا کاربن ڈائی آکسائیڈ کا ایک اہم جز بن جاتی ہے۔ جب تم ان چیزوں کو زمین کے اندر سے نکالو گی تو وہ پہلے ہی ضائع ہوچکی ہوں گی۔"

دیوی نے بڑی لجاجت سے کہا "پلیز! اس علاقے میں اسپرے نہ کرنا۔ میں چاہتی ہوں' اسپرے کرنے والی دوا کے سلسلے میں ہم ایک ٹھوس منصوبہ بنائیں۔ کیا تم مجھ پر اعتماد کروگے۔"

"اعتماد کررہا ہوں اسی لئے تمہیں اپنے دماغ میں جگہ دے رہا ہوں۔"

"اور میں نے بھی تمہارے دماغ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔"

وہ مسکرا کر بولا "میں تمہیں اجازت دیتا ہوں' میرے دماغ میں زلزلہ پیدا کرو۔"

"میں کبھی ایسا نہیں کروں گی۔ مجھے یقین ہے تم نے بھی پارس کی طرح اپنے دماغ کو فولاد اور عجوبہ بنایا ہے۔ مجھے تم سے مل کر کتنی خوشی ہورہی ہے' میں بیان نہیں کرسکتی۔"

"تمہیں ملنے کی خوشی ہورہی ہے مگر مجھ سے مل نہیں رہی ہو۔ ملنا تو دور کی بات ہے' تم نظر بھی نہیں آرہی ہو۔"

وہ دوسرے ہی لمحے میں اس کے سامنے نمودار ہوگئی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر نمستے کہا پھر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ یوں شرمانے لگی جیسے کنواری چھوکری ہو۔ پہلی بار کسی مرد کے سامنے آئی ہو۔ وہ بولا۔

"میں جانتا ہوں تم کبھی کسی کے روبرو نہیں آتی ہو۔ کسی پر بھروسا نہیں کرتی ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھ پر اعتماد کررہی ہو۔"

"میں چاہتی ہوں' ہم ایک دوسرے پر بھرپور اعتماد کریں اور ہر آزمائشی مرحلے میں ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔"

"مجھے اعتراض نہیں ہے۔ تم اسپرے کرنے والی دوا کے بارے میں کچھ کہہ رہی تھیں؟"

"تم نے ایک زبردست دوا تیار کرائی ہے۔ ہم اس کے ذریعے تمام دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی نادیدہ بننے والی صلاحیت کو ختم کرسکتے ہیں۔ کوئی بھی ہمارے مقابلے پر آکر روپوش نہیں رہ سکے گا۔ ہمارے سامنے بے دست وپا ہوجائے گا۔"

"ایسے خیالات پہلے میرے دماغ میں آتے رہتے تھے۔ اب میں نے یہ سوچنا چھوڑ دیا ہے۔ میں دوسروں کے لئے وہی سوچتا ہوں' جو اپنے لئے چاہتا ہوں۔ اگر میں چاہوں گا کہ وہ نادیدہ بنانے والی گولیاں میرے پاس رہیں تو دوسروں کے لئے بھی یہی چاہوں گا کہ ان کے پاس بھی وہی گولیاں رہیں۔"

"دشمنی کا پہلا اصول یہ ہے کہ دشمنوں سے ہتھیار چھین لئے جائیں۔ کیا تم ان سے ہتھیار نہیں چھیننا چاہو گے؟"

"میں چھیننا چاہتا ہوں لیکن جب ان کی گولیاں اور کیپسول ضائع کروں گا تو اپنی گولیوں اور کیپسولوں کو بھی ناکارہ بنادوں گا۔"

"یہ کون سی دانش مندی ہے؟ تم نہتے ہو کر ان سے مقابلہ کرو گے؟"

"میں کیوں مقابلہ کروں گا؟ میری کسی سے دشمنی نہیں ہے اور اگر کبھی کوئی دشمن بنے گا تو میری طرح ان گولیوں سے محروم رہے گا۔ ہم ان گولیوں کے بغیر ایک دوسرے سے دشمنی کا بخار نکال سکتے ہیں۔"

ان لمحات میں دیوی کو اس پر بہت غصہ آرہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اسے گالیاں دینے لگی۔ یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ اسے دوسرا زبردست پارس مل رہا تھا مگر وہ بھی پارس کی طرح من مانی کرنے والا ضدی اور سرپھرا تھا۔

دیوی کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کس طرح اپنے قابو میں کرے اور اپنی بات منوائے؟ اس کی عقل کہہ رہی تھی کہ ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اپنی گولیوں اور کیپسولوں کے ذخیرے کو دوسرے کسی علاقے میں لے جاکر چھپا دینا چاہیے۔

اس نے سوچا' یہ اچھا ہوا کہ اسے اسپرے کرنے والی دوا کے منفی اثرات کا علم پہلے سے ہوگیا۔ اس نے سوچا' میں اپنے ذخیرے کو محفوظ کرلوں گی تو بعد میں وہ ذخیرہ مجھے اس دنیا کی حکمران دیوی بنادے گا۔ سب ہی ٹیلی پیتھی جاننے والے ان گولیوں سے محروم رہیں گے۔ صرف میں نادیدہ بن کر ان سب کو زیر کرتی رہوں گی۔ مجھے سوچنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔ ابھی کہیں دور جاکر ذخیرے کو محفوظ کرلینا چاہیے۔"

یہ فیصلہ کرتے ہی اس نے گولی نگل لی پھر مسکرا کر پارس کے ہم شکل پورس ناتھ کو دیکھا۔ اب وہ اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔

وہ اس کے سامنے سے اٹھ کر جانے لگی۔ پورس نے پوچھا۔ "کہاں جارہی ہو؟"

اس نے ایک دم سے چونک کر پلٹ کر پورس کو دیکھا پھر اپنے بدن کو چھو کر سوچنے لگی "کیا گولی نگلنے کے بعد بھی نظر آرہی ہوں؟"

پورس نے کہا "تم خود کو اس طرح چھو رہی ہو' جیسے بدن میں درد ہورہا ہو۔"

بات سمجھ میں آگئی کہ گولی بے اثر ہوگئی ہے۔ وہ چیخ کر بولی۔ "گولی نگلنے کے بعد بھی میں تمہیں کیسے نظر آرہی ہوں؟"

وہ بولا "ہم دونوں کے پاس گولیوں اور کیپسولوں کے جتنے ذخیرے ہیں' وہ سب ناکارہ ہوگئے ہیں۔ میں اپنے ماتحت سے کہہ کر آیا تھا کہ وہ مخصوص دوا ہمارے علاقے میں اسپرے کردے۔ اس نے یقیناً ایسا کیا ہے۔ نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔"

وہ غصے سے پاؤں پٹخ کر بولی "تم پارس ہو۔ تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔"

"اگر میں دھوکا دیتا تو ابھی پارس ہونے کا اعتراف کرلیتا۔ بھلا کوئی میرا کیا بگاڑ سکتا ہے لیکن میرا بھگوان جانتا ہے کہ میں پارس نہیں پورس ناتھ ہوں۔"

"تم کیسے ہندو ہو؟ کیسے ہندوستانی ہو؟ تمہیں اپنے دیس کی حفاظت کے لیے ان گولیوں اور کیپسولوں کی ضرورت ہے اور تم نے وہ سب کچھ ضائع کردیا۔"

"ہماری طرح دوسرے بھی ان چیزوں سے محروم ہوجائیں گے۔ کوئی دشمن ہمارے دیس کو نقصان پہنچانے کے لیے نادیدہ نہیں بن سکے گا۔"

"تم عجیب احمقانہ انداز میں ایسا کررہے ہو۔ یہ بات تمہاری سمجھ میں کیوں نہیں آتی کہ جو ہتھیار ہم دشمنوں سے چھین لیں گے ان ہتھیاروں کو ہمارے پاس مستقل رہنا چاہیے۔ ہتھیاروں کے بغیر نہ ہم غالب آسکتے ہیں نہ دشمنوں کو کمتر بنا کر اپنے دیس سے دور رکھ سکتے ہیں۔"

"اپنے دیس کی حفاظت میری ذمے داری ہے۔"

"میری بھی تو ذمے داری ہے۔ تم نے میرا اتنا بڑا نقصان کیا ہے۔ میں اسے برداشت کررہی ہوں۔ تم سے شکایت نہیں کررہی ہوں۔ کیا میرے اس دوستانہ انداز کو سمجھ رہے ہو؟"

"سمجھ رہا ہوں۔ میرے دل میں تمہاری عزت بڑھ گئی ہے۔"

"تم بھی جواباً دوستی کا ثبوت دو اور میری بات مان لو۔ ان گولیوں اور کیپسولوں کو صرف ہمارے پاس رہنے دو۔ باقی دنیا کے جس حصے میں' جن لوگوں کے پاس ہے' ان کے پاس نہ رہنے دو۔"

"شی تارا! میری بات سمجھو' یہ گولیاں ایسے کم ظرف لوگوں کے پاس بھی ہیں جو نادیدہ بن کر دوسروں کی خواب گاہ میں گھس جاتے ہیں۔ کسی شریف زادی کے غسل کرنے کا نظارہ کرنے کے لیے اس کے باتھ روم میں بھی پہنچ جاتے ہیں۔ میں شریف زادیوں کو تماشا بننے نہیں دوں گا اسی لیے ان چیزوں کو ضائع کررہا ہوں۔"

دیوی نے التجا کی "دیکھو' ہم دونوں مل کر بہت بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ ہمیں ابھی سے ایک دوسرے کی بات ماننا چاہیے۔ تم میری صرف ایک بات مانو' یہ گولیاں اور کیپسول صرف میرے پاس رہنے دو۔"

"تم میری ایک بات کچھ عرصے کے لیے مان لو۔ میں جلد ہی یہ ثابت کردوں گا کہ ان چیزوں کے بغیر بھی ہم دشمنوں پر غالب آتے رہیں گے۔"

"اگر ہمیں خاطر خواہ کامیابیاں حاصل نہ ہوئیں تو آئندہ کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے یہ گولیاں اور کیپسول نہیں رہیں گے۔ اس وقت کیا کرو گے؟"

"میں وعدہ کرتا ہوں' اس وقت تمہیں وہ گولیاں اور کیپسول لادوں گا۔"

وہ چونک کر بولی "جب یہ چیزیں ساری دنیا سے نابود کردو گے تو مجھے کہاں سے لا کر دو گے؟"

"تم بھول رہی ہو کہ ان گولیوں اور کیپسولوں کے نسخے تو ضائع نہیں ہوں گے۔ وہ تو کاغذات میں محفوظ رہیں گے۔ میں پھر یہ چیزیں تیار کراؤں گا اور اپنی غلطی کی تلافی کے طور پر وہ سب کچھ تمہیں دے دوں گا۔"

"اس طرح تو دوسروں کے پاس بھی نسخے موجود رہیں گے۔ وہ بھی دوبارہ یہ چیزیں تیار کرسکیں گے۔"

"میں اتنا بھی نادان نہیں ہوں۔ پوری دنیا میں ان گولیوں اور کیپسولوں کے نسخے صرف میرے پاس رہیں گے۔ باقی جن لوگوں نے جہاں بھی چھپا کر رکھے ہیں' میں وہاں پہنچ کر ان نسخوں میں کچھ تبدیلیاں کردوں گا تاکہ صحیح چیزیں پھر کبھی تیار نہ ہوسکیں۔"

"اتنی دیر میں تمہاری یہ ذہانت مجھے اچھی لگی کہ تم اپنا ایک نسخہ بچا کر رکھو گے۔ میں اب تک الجھی ہوئی تھی کہ تمہیں اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے کیسے سمجھاؤں۔ بھگوان کا شکر ہے کہ

ایک بات تمہاری سمجھ میں آگئی ہے۔"

"تم نے مجھ سے دوستی کی ہے' میں تمہیں مایوس نہیں کروں گا۔"

وہ بولی "ہم بڑی اہم چیزوں سے محروم ہو چکے ہیں۔ اب ہمیں جلد از جلد دوسروں کو بھی محروم کر دینا چاہیے۔ جن کے پاس بھی ایسی چیزیں ہیں' ہم انہیں پہلی فرصت میں ناکارہ بنائیں گے اور ابھی فرصت ہے۔"

"تم سے ملاقات نہیں ہوئی تھی تب ہی سے میں نے یہ سوچ لیا تھا کہ مجھے ان چیزوں کو ناکارہ بنانے والی مہم پر آج ہی روانہ ہو جانا چاہیے اور میں روانگی کی تیاریاں کر چکا ہوں۔ کسی وقت بھی یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

"کیا مجھے چھوڑ کر جاؤ گے؟"

"جب تم نے ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے تو پھر ہم ساتھ چلیں گے۔"

"لیکن کیسے؟ ہمارے پاس فلائنگ کیپسولز ہوتے تو ہم کم سے کم وقت میں جہاں چاہتے وہاں پہنچ جاتے۔"

"اس مہم کے لیے میں نے تین عدد نادیدہ بنانے والی گولیاں اور تین کیپسول اس علاقے سے دور چھپا کے رکھے ہیں۔ تم سفر کی تیاری کرو۔ میں ابھی آؤں گا پھر تمہیں اپنے ساتھ باندرہ ہل کی ایک کوٹھی میں لے چلوں گا۔"

وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دیوی اسے دروازے تک چھوڑنے آئی پھر وہ حواریوں کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کر لیا۔ اس کے ایک ماتحت نے کہا "دیوی جی! یہ تو ہمارا بڑا نقصان ہوا۔ ہماری تمام گولیاں اور کیپسول ناکارہ ہو گئے۔"

دوسرے ماتحت نے کہا "آپ ہمیں نادیدہ بنا دیتی تھیں' ہم بڑی آسانی سے کوئی سا بھی کام کر گزرتے تھے اب وہی کام مشکلوں سے ہوا کرے گا۔"

"فکر نہ کرو' میں پورس کے ساتھ جا رہی ہوں۔ میری کوشش ہو گی کہ جہاں جاؤں وہاں کی کسی لیبارٹری میں پورس سے پہلے پہنچ کر خاصی تعداد میں گولیاں اور کیپسول حاصل کر لوں اور انہیں کسی دوسرے علاقے میں چھپا دوں۔ میں پورس کا اعتماد بھی قائم رکھوں گی اور وہ چیزیں بھی کہیں چھپا کے رکھوں گی۔"

ایک ماتحت نے کہا "پورس صاحب نے اپنے لیے تین گولیاں اور تین کیپسول پہلے سے کہیں چھپا رکھے ہیں۔ ایسی چیزوں کو یہاں ناکارہ بنانے سے پہلے آپ سے بھی کہہ سکتے تھے کہ آپ بھی دو چار گولیاں اور کیپسول کسی دوسری جگہ لے جائیں۔"

دیوی نے کہا "ہاں۔ پورس کو میرے بھی تحفظ کے لیے ایسا کرنا چاہیے تھا مگر وہ بہت گہرا ہے۔ پارس کی طرح کہتا کچھ ہے' کرتا کچھ ہے۔ میں دیکھوں گی کہ اس میں کتنی گہرائی ہے۔ فی الحال میری پوری کوشش ہو گی کہ میں نادیدہ بنانے والی گولیوں سے محروم نہ رہوں۔ اگر میں محروم رہ گئی تو یہ اوپر سے شریف اور اندر سے حریف بن کر رفتہ رفتہ مجھے اپنا تابعدار بنا لے گا۔"

دیوی شی تارا نے کبھی کسی پر بھروسا کرنا سیکھا ہی نہیں تھا۔ اگر وہ پارس پر ایک محبوبہ اور ایک بیوی کی طرح بھرپور اعتماد کرتی تو آج میری ایک باعزت اور باوقار بہو کہلاتی۔ اسے وہ برتری اور اقتدار سب کچھ مل جاتا جس کے لیے وہ اب تک ناکام جدوجہد کرتی آ رہی ہے اور اکثر ناکامیوں کا منہ دیکھتی آ رہی ہے۔

اور ناکامیوں کی بنیادی وجہ اس کی خود پسندی اور خود پرستی تھی۔ اگر وہ دھرم والی نہ ہوتی تو اپنا ہی بت بنا کر اس کی پوجا کرتی۔ ایسی عورت کبھی کسی مرد کے تابع نہیں رہتی۔

اس نے پارس کو ہمیشہ کے لیے کھو دیا تھا۔ اب اپنی خود پرستی کے باعث وہ شاید پورس کو بھی کھونے والی تھی۔

O☆O

جان کولن اور امریکی اکابرین بے حد پریشان تھے۔ انہیں معلوم ہو چکا تھا کہ ہارمونز کے انجکشنوں سے بھرا ہوا کارٹن سونیا لے گئی ہے اور اسے لے جانے کے بعد اس نے دو چار اکابرین کی جنس تبدیل کر کے جس طرح انہیں تماشا بنایا تھا اس کو سربراہ کانفرنس میں سب ہی نے دیکھا تھا۔ جان کولن اور امریکی اکابرین کو تمام دنیا والوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑا تھا۔

انہوں نے سونیا سے رابطہ کیا پھر کہا "میڈم! ہم سے ایسی کیا غلطی ہو گئی تھی کہ دنیا والوں کے سامنے آپ نے ہمارے سر جھکا دیے۔"

سونیا نے کہا "اسلام دشمنی تم سب کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ تم ہم سے دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ایک عرصے سے جو دشمنیاں کرتے رہے' میں ان کا حساب نہیں کروں گی۔ تم سب خود ہی حالیہ دشمنی پر غور کرو۔ ہماری دنیا میں پہلی بار منکی مخلوق آئی تو تم لوگوں کے دماغ میں فوراً ہی یہ بات آئی کہ ان ہزاروں بندروں کو اسلامی ممالک کی طرف دھکیل دیا جائے۔ اگر ہم محتاط اور باخبر نہ رہتے تو اب تک تم اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جاتے اور اسلامی ممالک پر بندروں کی حکومتیں قائم کر دیتے۔"

ایک اعلیٰ حاکم نے کہا "بے شک ہم نے ایسا کیا تھا لیکن آپ نے بھی ان بندروں کو ہمارے لیے عذاب بنا دیا تھا۔"

"تم پر عذاب نازل ہوتے ہیں پھر بھی تم سبق حاصل نہیں کرتے۔ دوسری بار تم لوگوں نے اپنے نادیدہ لوگوں کو سایہ بنا کر میرے اور فرہاد کے اندر پہنچا دیا تاکہ وہ ہمارے اندرونی راز معلوم کرتے رہیں اور ہمیں نقصان پہنچاتے رہیں۔ میں نے تم لوگوں کو پھر ایک بار سبق سکھانے کے لیے منکی ماسٹر کو تمہارے ملک میں بلایا تھا۔ تم لوگوں نے پھر اپنی غلطی تسلیم کر کے سمجھوتا کیا تھا اور وعدہ



[کیا] تھا کہ آئندہ ہم سے دشمنی نہیں کرو گے۔ اس کے باوجود یہ [ہارمو]نز کے انجکشن تم نے اسلامی ممالک کے لیے تیار کرائے [ہیں۔]"

"تم غلط سمجھ رہی ہو یا تمہیں ہمارے خلاف بھڑکایا گیا ہے۔ [ہم] نے یہ انجکشن ایسی لڑکیوں کے لیے تیار کرائے ہیں جو صحیح [پرو]رش اور تربیت حاصل نہ کرنے کے باعث مکمل عورت بن نہیں [پاتی]ں۔ ہم نے جو نئے انجکشن تیار کیے ہیں ان کے ذریعے ادھوری [عورت]یں' مکمل ہو جایا کریں گی۔"

سونیا نے کہا "اس انجکشن کو تیار کرنے والے ڈاکٹر کے چور [خیا]لات نے بتایا ہے کہ وہ صرف اسلامی ممالک کے خلاف تیار کیے [گئے] ہیں۔ کرسٹووسکی ان انجکشنوں کو ایران پہنچانے والا تھا۔ میں [نے] اسے روک تو دیا ہے لیکن کتنے انجکشنوں کو اور کتنے دشمنوں کو [اس]لامی ممالک تک پہنچنے سے روک سکوں گی۔ تم لوگوں نے میرے [لیے] مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ میں ان مسائل سے نمٹ تو لوں گی [لیک]ن تم لوگوں کا سکون غارت کرتی رہوں گی۔"

ایسے وقت ایک ماتحت نے آ کر سونیا سے کہا "میڈم! ہم نے [تص]دیق کی ہے' وہ انجکشن ایران کے دارالحکومت تہران پہنچائے [جا ر]ہے ہیں۔"

سونیا نے امریکی اکابرین سے کہا "ابھی یہ بات کنفرم ہو چکی ہے۔ تمہارے تیار کرائے ہوئے شیطانی انجکشن تہران پہنچائے [جا ر]ہے ہیں۔ میں وہاں جا رہی ہوں۔ کوشش کروں گی کہ وہ انجکشن [وہ]اں کسی مسلمان پر نہ آزمائے جائیں۔ اگر وہاں ایک مسلمان کی [جنس] تبدیل ہو گی تو سمجھ لو کہ اس ایک کے بدلے تمہارے دس [لڑ]کیوں کو خسرا بنا دوں گی۔ اب تم لوگوں سے کوئی سمجھوتا نہیں [ہو]گا۔"

اس نے ان اکابرین سے رابطہ ختم کر کے اپنے ماتحت سے کہا۔ "[ک]رسٹووسکی کو بلاؤ۔"

تھوڑی دیر بعد کرسٹووسکی نے سونیا کے دماغ میں آ کر کہا۔ "[م]یڈم! میں ہوں' آپ کا خادم کرسٹووسکی۔"

وہ بولی "تم خادم بن کر پیٹھ میں چھرا گھونپ رہے ہو۔ پچھلی بار [تم] نے وعدہ کیا تھا کہ میرے مزاج کے خلاف کوئی کام نہیں کرو گے [ا]نجکشنوں کا وہ ذخیرہ سمندر میں پھینک دو گے۔"

"مجھ سے بڑی سے بڑی قسم لے لیں' میں نے وہ سب کچھ [سمند]ر میں پھینک دیا۔ آپ سے کوئی بات چھپی نہیں رہتی ہے۔ [اگر د]رپردہ کوئی سازش کروں گا تو جلد یا بدیر وہ ظاہر ہو گی اور میری [شام]ت آ جائے گی۔ نہیں میڈم! میں آپ سے دشمنی مول لینے کی [جرأ]ت نہیں کروں گا۔"

"پھر وہ دوائیں تہران کیسے پہنچ رہی ہیں؟"

"میڈم! یہ میرے لیے نئی اطلاع ہے۔ جو دوائیں سمندر کی تہ [میں] پہنچ چکی ہیں' وہ تو نکالی نہیں گئی ہوں گی۔ انجکشنوں کی نئی کھیپ کوئی وہاں لے گیا ہے۔"

"کون لے گیا ہے' میں سمجھ سکتی ہوں۔ یہ انجکشن ابھی تک امریکیوں اور روسیوں کے پاس ہے۔ تم دونوں میں سے کسی ایک کی یہ حماقت ہے اور یہ حماقت تم سب کو بڑی مہنگی پڑنے والی ہے۔"

"میں آپ کو کیسے یقین دلاؤں کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے۔"

"تم چھ روسی سراغرسانوں کی ایک چنڈال چوکڑی ہے۔ تم بظاہر اس چنڈال چوکڑی سے الگ ہو گئے ہو۔ خود کچھ نہیں کر رہے ہو۔ انہیں کرنے کا موقع دے رہے ہو۔ میں تہران جا رہی ہوں۔ میری واپسی تک چھپنے کی جگہ ڈھونڈ رکھو۔"

سونیا نے سانس روک لی۔ کرسٹووسکی اس کے دماغ سے نکل آیا۔ سونیا کی وارننگ ایسی تھی جیسے وہ اس کی اور دوسرے روسی سراغرسانوں کی سازشوں سے واقف ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے روسی سراغرسانوں نے اپنی اپنی ایک ٹیم بنائی تھی اور وہ اپنے اپنے طور پر مختلف ممالک میں کچھ سرگرمیاں دکھا رہے تھے۔ ان میں سے ایک روسی نپالن اور دوسرے روسی روزانووسکی نے اپنے ساتھی کرسٹووسکی سے کہا "فکر نہ کرو۔ تم اسے راضی رکھو' ادھر ہم اپنا کام دکھائیں گے۔ ہم وہ تمام انجکشن ایران اسمگل کرنے کے انتظامات کریں گے۔"

اور انہوں نے یہی کیا تھا۔ روزانووسکی وہ انجکشن وہاں لے گیا تھا۔ کرسٹووسکی نے خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس آ کر کہا "روزانو! بہت بری اطلاع ہے۔ سونیا تہران پہنچ رہی ہے۔"

روزانووسکی نے پریشان ہو کر کہا "یہ تو توقع تھی کہ یہاں فرہاد کی فیملی کا کوئی ممبر میرے مقابلے پر آئے گا لیکن یہاں سونیا کی آمد خلافِ توقع ہے۔ یہ بڑے مسائل پیدا کرے گی۔ تعجب ہے ابھی ہمارا مال تہران پہنچ رہا ہے اور انہیں خبر ہو گئی۔"

"یہ لوگ بڑے وسیع اور پراسرار ذرائع کے مالک ہیں۔ تم اپنی سلامتی کی فکر کرو۔ اس طرح روپوش رہو کہ وہ کبھی ڈھونڈ نہ سکے۔ اگر تمہاری ایک ذرا سی آہٹ بھی اسے ملے گی تو وہ آہٹ سنانے والی گھڑی تمہاری زندگی کی آخری گھڑی ہو گی۔"

"مجھے نہ ڈراؤ۔ میں بہت محتاط رہ کر اس سے نمٹنے کی کوشش کروں گا۔ یہ اچھا ہوا کہ اس کی آمد کی اطلاع مجھے مل گئی۔ اچانک سامنا ہوتا تو مجھ سے کوئی گڑبڑ ہو سکتی تھی۔ اب نہیں ہو گی۔"

کرسٹووسکی اس کے دماغ سے چلا گیا۔ روزانووسکی نے اپنی ٹیم کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں سے کہا "ابھی وہ انجکشن یہاں کسی پر استعمال نہ کیے جائیں۔ ہم مسلمان اکابرین میں سے جس پر یہ انجکشن آزمائیں گے' سونیا اس کے ذریعے ہم تک پہنچنے کی کوشش کرے گی۔"

ایک ماتحت نے پوچھا "ہم جس کی جنس تبدیل کریں گے' اس کے ذریعے سونیا کس طرح ہمارا سراغ لگائے گی؟"

"اس کے طریقۂ کار اور اس کی مکاریوں کو آج تک کوئی سمجھ نہیں پایا۔ وہ ہماری سمجھ میں بھی نہیں آئے گی۔ وہ سمجھنے کے لیے ہم عارضی طور پر کچھ نہیں کریں گے۔ یہ دیکھیں گے کہ وہ ہمیں ڈھونڈ نکالنے کے لیے کیا کرے گی۔ اس طرح اس کا طریقۂ کار کسی حد تک سمجھ میں آئے گا۔"

روزانوو سکی اور اس کے ماتحت مسلمان اکابرین کو دنیا کے سامنے مضحکہ خیز بنانے اور جسمانی طور پر کمزور بنانے آئے تھے لیکن اب اپنی سلامتی کی فکر کر رہے تھے۔

پرانی کہاوت ہے کہ گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف آتا ہے۔ امریکا کی موت آئی تھی کہ وہ ایران کی طرف آیا تھا۔ بظاہر تو وہ آج بھی سپرپاور کہلاتا ہے لیکن ایران سے ٹکرانے کے بعد اس کا کھوکھلا پن دنیا والوں کے سامنے ظاہر ہوچکا ہے۔

وہ سپرپاور ایک آکٹوپس کی طرح بے شمار ہاتھوں اور لامحدود ذرائع سے آج بھی ایرانیوں کے عزائم کو کچلنے کی ناکام کوششیں کرتا آرہا ہے۔ شرمندگی اٹھانے کے مقام سے گزر رہا ہے مگر بے غیرتی شرما نہیں رہا ہے۔

سونیا نے پہلی بار ایران کی زمین پر قدم رکھا۔ شہنشاہِ ایران کے زمانے میں تہران مغرب کا کوئی شہر نظر آتا تھا۔ عورتیں مغربی لباس پہنتی تھیں۔ کہیں بھولے بھٹکے برقعے اور چادریں نظر آجاتی تھیں۔ اس دور میں مردوں کی بے حسی اور عورتوں کی بے حیائی عروج پر تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ موجودہ ایران دنیائے اسلام کی شان ہے اور ایک ایسی درس گاہ ہے، جہاں سے دوسرے ممالک بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

سونیا نے ایک ہتیل بزرگ میں قیام کیا۔ فارسی میں گرینڈ ہوٹل کو ہتیل بزرگ کہا جاتا ہے۔ ہوٹل کے کاؤنٹر پر ایک خاتون نے مسکرا کر سونیا کا استقبال کیا۔ یہ بات غلط ہے کہ مذہبی حکومت میں خواتین پر سخت پابندیاں عائد کی جاتی ہیں۔ وہاں خواتین پورے لباس میں گھر سے نکلتی ہیں۔ اسکول اور کالجوں میں جاتی ہیں۔ دفاتر میں جو ملازمتیں ان کے لیے مناسب ہوتی ہیں، وہ کرتی ہیں۔ حجاب میں رہ کر دکانداری بھی کرتی ہیں اور کار وغیرہ بھی ڈرائیو کرتی ہیں۔ وہاں آوارگی کرنے اور عورتوں کو چھیڑنے کی جرأت کرنے والے کو بڑی عبرت ناک سزائیں دی جاتی ہیں۔

سونیا یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ ایسے صاف ستھرے معاشرے میں مجرموں کو کس طرح پنپنے کا موقع ملتا ہوگا۔ ویسے مجرم ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ ایران جیسے ملک میں تو دشمن سیکرٹ ایجنٹ آکر خفیہ طور پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں۔ وہاں شاہ کے وقت کے ایسے چند زر خرید ایرانی ہیں جو ایرانی انقلاب اور نظامِ اسلام کے نفاذ کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور لوگوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگ امریکی ایجنٹوں کے آلۂ کار بن جاتے ہیں۔

سونیا چوبیس گھنٹوں تک تہران کی سیر کرتی رہی اور دشمنوں کی طرف سے ہونے والی کسی واردات کا انتظار کرتی رہی پھر یہ بات سمجھ میں آئی کہ دشمن اس انجکشن کو کسی پر استعمال کرنے سے پہلے اسے تلاش کر رہے ہیں تاکہ پہلے راستے کا کانٹا صاف کریں پھر عمل کروا واردات کریں۔

وہ تنہا آتی تو شاید چہرہ بدلنے کے باوجود پہچانی جاتی یا شبہ ہوتا کہ تہران میں تنہا آکر قیام کرنے والی عورت سونیا ہی ہوگی۔ وہ ز[illegible] والدین کے ساتھ اس ہوٹل میں تھی اور ان والدین کے ساتھ اس شہر میں گھومتی پھرتی تھی۔ اس کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے چھ جوان مختلف ہوٹلوں میں تھے۔ سونیا نے ایک کو فون پر مخاطب کیا "اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ میرے دماغ میں آؤ۔"

ایک منٹ کے اندر ہی وہ سب اس کے پاس آگئے۔ اس نے کہا "دشمنوں کی چال سمجھ میں آرہی ہے۔ وہ بڑی رازداری سے مجھے تلاش کر رہے ہیں اور خود کہیں منہ چھپائے بیٹھے ہیں لہٰذا انہیں ان کے بل سے باہر نکالنا ہوگا۔"

ایک نے کہا "آپ حکم کریں، ہمیں کیا کرنا ہے؟"

"یہاں کے اکابرین میں سے کسی ایک کو اپنا معمول بناؤ۔ تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ نقش کرو کہ اس کی جنس بدل گئی ہے۔ کسی نے اسے ہارموز کا انجکشن لگایا ہے، جس کے نتیجے میں وہ عورتوں کی طرح بولنے اور رہنے لگا ہے۔"

دوسرے ماتحت نے کہا "ہم ایسا عمل کریں گے کہ دشمن اس کے چور خیالات پڑھیں گے تو انہیں وہی معلوم ہوگا جو آپ چاہتی ہیں۔"

تیسرے ماتحت نے کہا "ہم آپ سے بہت کچھ سیکھ رہے ہیں۔ آپ کی یہ چال سمجھ میں نہیں آرہی ہے کہ جن ایرانی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے آئی ہیں، ان ہی میں سے ایک کی جنس تبدیل کر رہی ہیں۔"

"میں انجکشن کے ذریعے ایسا نہیں کر رہی ہوں اور نہ کسی دشمنی سے کر رہی ہوں۔ عارضی تنویمی عمل کے ذریعے کسی کو چند گھنٹوں کے لیے مرد سے عورت بنایا جائے گا۔"

"دشمن حیران ہوں گے کہ ایسا کس نے کیا ہے۔ آپ پر شبہ نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ آپ کو مسلمانوں کا محافظ سمجھتے ہیں۔"

وہ بولی "اس اسلامی ملک میں ہارموز کا انجکشن روسی سراغرساں یا امریکی ایجنٹ استعمال کرسکتے ہیں۔ اس طرح روسی امریکیوں پر شبہ کریں گے اور امریکی، روسیوں پر۔ یوں وہ آپس میں لڑسکتے ہیں۔ اپنی لڑائی کے دوران میں وہ کہیں چھپے نہیں رہیں گے۔ ہم ان کی شہ رگ تک پہنچ جائیں گے۔"

ایک ماتحت نے اس کی ہدایات پر عمل کیا۔ تہران کی ایک اہم شخصیت پر تنویمی عمل کرکے اس کے دماغ میں یہ نقش کردیا کہ اس کی جنس تبدیل ہوچکی ہے لہٰذا وہ عورتوں کے لہجے اور انداز میں بولے گا اور عورتوں کی طرح حرکتیں کرتا رہے گا۔

جب وہ تنویمی نیند پوری کرکے بیدار ہوا تو زنانہ انداز میں بولنے اور حرکتیں کرنے لگا۔ یہ بات تمام اکابرین تک پہنچنے لگی کہ حکومت کے ایک اہم عہدیدار کی جنس بدل چکی ہے۔ یہ خبر پہلے کئی ممالک تک پہنچ گئی تھی کہ پہلے امریکا میں پھر اسرائیل میں چند افراد کی جنس تبدیل ہوگئی ہے۔ ہارموز کے ایک مخصوص انجکشن کے ذریعے ایسا کیا گیا ہے اور ایسے انجکشن حکومت کے اعلیٰ عہدیداروں پر استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ بات چھپ نہ سکی کہ ایران میں بھی حکومت کے ایک عہدیدار پر یہ انجکشن آزمایا گیا تھا اور وہ زنانہ حرکتیں کرنے لگا ہے۔ روزانوو سکی حیرانی سے سوچنے لگا۔ "میرے تمام انجکشن کارٹن میں بند پڑے ہیں پھر اسے کس نے انجکشن لگایا ہے؟"

وہ یہ نہیں سوچ سکتا تھا کہ سونیا اپنے ہی کسی مسلمان پر وہ انجکشن آزمائے گی کیونکہ وہ تو مسلمانوں کی حفاظت کے لیے آئی تھی۔ وہ مکار کیسی کیسی الٹی چالیں چلتی ہے، یہ نہ پہلے کوئی سمجھ پایا تھا اور نہ اب روزانوو سکی جیسے نو آموز ٹیلی پیتھی جاننے والے کبھی سمجھ سکتے تھے۔

روزانوو سکی کا ذہن امریکا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے جان کولن کی طرف گیا۔ اس نے یہ سوچا کہ چند اسرائیلی اکابرین کی بھی جنس تبدیل کی گئی ہے "اس کا مطلب ہے جن لوگوں کے پاس یہ انجکشن ہیں، ان میں سے کسی نے یہاں ایران میں وہی حرکت کی ہے۔"

اسرائیل میں یہ پتا نہ چلا کہ وہ انجکشن کس نے استعمال کئے ہیں۔ پارس نے یا کرسٹو وسکی نے؟ لیکن امریکا کے حوالے سے یہ طے تھا کہ جان کولن جیسے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایران پہنچے ہوئے ہیں اور تہران میں پہلی بار حکومت کے ایک عہدیدار پر اس انجکشن کو آزمایا گیا ہے۔

روزانوو سکی نے مختلف ذرائع سے جان کولن تک پہنچ کر کہا۔ "تم لوگ ایران کے خلاف برسوں سے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہو لیکن اب تک اسے اپنے زیرِ اثر نہ لاسکے۔ اب ہارموز کے انجکشن کے ذریعے ان ایرانیوں کو مرد سے عورت بنانا چاہتے ہو اور تم وہاں کے ایک سرکاری عہدیدار کو ایسا بنا چکے ہو۔"

"بکواس مت کرو۔ ہم نے ابھی ایران میں ہارموز آپریشن شروع نہیں کیا ہے۔ ہم باقاعدہ پلاننگ کے ساتھ شروع کرنے والے تھے لیکن ہم سے پہلے تم ایسا کرنے لگے ہو۔"

"اچھا تو تم ہارموز آپریشن خود کرو گے اور اس کا الزام ہم پر لگاؤ گے۔ جیسا کہ تم لوگوں کی عادت ہے۔"

جان کولن نے کہا "جب تم یہ جانتے ہو کہ ایران ہمارے ٹارگٹ پر ہے اور رہے گا تو تمہیں وہاں اپنے طور پر اقدامات کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ روسیوں نے ٹیلی پیتھی سیکھتے ہی بہت اونچی پرواز شروع کردی ہے۔ اپنی اوقات سے زیادہ اونچی پرواز کرو گے تو ہم پر کترنا جانتے ہیں۔"

"پر کترنے کا شوق ہے تو ذرا سونیا کا سامنا کرلو۔ وہ یہاں تہران میں موجود ہے۔"

"مجھے کیا کرنا چاہیے اور کس کا سامنا کرنا چاہیے، یہ میں بہتر سمجھتا ہوں۔ تمہیں پہلی اور آخری وارننگ دے رہا ہوں۔ چوبیس گھنٹے کے اندر ایران سے چلے جاؤ۔ وہاں ہماری سرگرمیاں جاری رہتی ہیں۔ میں تم جیسے لوگوں کی مداخلت پسند نہیں کروں گا۔"

"ہم یہاں سے نہیں جائیں گے۔ تم ہمیں تلاش کرلو اور یہاں سے نکال سکو تو نکال دو۔"

جان کولن نے رابطہ ختم کردیا۔ اب دونوں میں ٹھن گئی تھی۔ وہ تہران میں ایک دوسرے کو تلاش کرنے لگے۔ روزانوو سکی جانتا تھا کہ جان کولن امریکا میں ہے لیکن اس کا خاص ماتحت جو ایران کے خلاف بہت بڑے مشن پر آیا ہوا تھا، اسے تلاش کرکے ہلاک کیا جاسکتا تھا۔

سونیا اور اس کے تمام ماتحت بھی مستعد ہوگئے۔ ان کی نظریں ایسے غیر ملکیوں پر رہتی تھیں جو میک اپ کے باوجود روسی یا امریکی لگتے تھے۔ ایسے لوگ ہزاروں لاکھوں میں پہچانے جاسکتے تھے۔

سونیا کے ماتحتوں نے چند افراد کو پہچان لیا۔ ان میں سے ایک روزانوو سکی کا ماتحت تھا اور دو افراد کا تعلق جان کولن کے خاص ماتحت راجر ولسن سے تھا۔ سونیا کے جاں نثار نادیدہ بن کر ان کے اندر سماگئے۔ اس طرح ان کی خفیہ رہائش گاہوں تک پہنچنے لگے۔

وہ دشمن ایک دوسرے کو کسی حد تک پہچان رہے تھے اور ایک دوسرے کو ہٹانے کی کوشش کر رہے تھے پھر وہ اپنی سرگرمیوں کی رپورٹ دینے کے لیے اپنے اپنے باس روزانوو سکی اور راجر ولسن کے پاس جاتے تھے۔ ایسے ہی وقت سونیا کے ماتحت ان کے اندر رہ کر ان کے بروں تک پہنچ گئے۔

پھر سونیا کی ہدایت کے مطابق انجکشنوں کا ذخیرہ تلاش کرنے لگے۔ روزانوو سکی چھ کارٹن لایا تھا۔ چونکہ اس کے پاس جگہ کم تھی اس لیے وہ کارٹن ایک خفیہ رہائش گاہ میں نظر آگئے۔ امریکی وہاں برسوں سے تھے۔ وہ خود وہاں نہیں رہتے تھے۔ اپنے زر خرید آلۂ کاروں کو بھاری معاوضے دے کر بڑے بڑے بنگلے اور گودام حاصل کرچکے تھے اور وہاں رازداری سے اپنا ضروری سامان رکھتے تھے جن میں وہ انجکشن بھی تھے۔

سونیا کے ماتحت ایسے مکانوں کو تاڑنے لگے جن میں غیر ملکی رہتے تھے یا ایسے مقامی باشندوں کو پہچاننے کی کوشش کرتے تھے جو امریکا کے ہاتھوں بک گئے تھے۔ سونیا نے انہیں ایسا طریقۂ کار بتایا تھا جس کے ذریعے وہ دشمنوں کی خفیہ رہائش گاہوں تک پہنچنے میں کامیاب ہو رہے تھے۔

اسی طرح سونیا کے ماتحت ایسے گوداموں کو تاڑنے لگے جو غیر سرکاری تھے۔ انہوں نے خیال خوانی کے ذریعے ایسے تاجروں کا

سراغ لگایا جو بڑی رازداری سے امریکا کے آلۂ کار بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایسے ہی ایک تاجر نے اپنے ایک گودام میں انجکشن سے بھرے ہوئے کارٹن چھپا رکھے تھے۔

جب پوری طرح معلومات حاصل ہو گئیں تب اچانک سونیا ایک بلائے ناگہانی کی طرح راجر ولسن کے سامنے پہنچ گئی۔ وہ غسل سے فارغ ہو کر اپنے بیڈ روم میں آیا تو ایک بھرپور جوان عورت کو دیکھ کر چونک گیا۔ حیرانی سے بولا "تم؟ تم کون ہو؟ یہاں کیسے آئی ہو۔ میں نے دروازے اندر سے بند رکھے تھے۔"

"تم اپنی قبر میں بھی جا کر بند ہو جاتے تو موت وہاں پہنچ جاتی۔ کیا کسی نے کبھی موت کا راستہ روکا ہے؟"

راجر ولسن نے خطرہ محسوس کیا۔ فوراً ہی دوڑتا ہوا ایک میز کی طرف گیا۔ اس کی دراز کھول کر کچھ تلاش کرنے لگا۔ سونیا نے کہا "تمہاری نادیدہ بنانے والی گولیاں میرے پاس ہیں۔"

وہ گھبرا کر پلٹ گیا۔ اسے دیکھ کر بولا "کون ہو تم؟"

سونیا نے کہا "کیا تم نہیں جانتے کہ اس ملک میں سونیا موجود ہے؟ کیا تم مجھے سونیا سمجھنا چاہو گے۔ نہیں سمجھو گے تب بھی تمہاری خرابی ہے۔"

راجر نے وہاں سے دوڑتے ہوئے آ کر سونیا پر چھلانگ لگائی مگر فرش پر گر پڑا۔ سونیا نے ڈاج دیا تھا۔ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن منہ پر زبردست ٹھوکر پڑی۔ وہ چیخ مارتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

پھر تو سونیا نے اسے لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا۔ اسے کبھی مقدر نے بھی ایسی ٹھوکریں نہیں ماری ہوں گی، جیسی سونیا مارتی رہی پھر وہ بے دم ہو کر فرش پر چاروں شانے چت ہو گیا۔ اس میں اتنی سکت نہیں رہی کہ اٹھ کر بیٹھ سکتا۔ سونیا نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا۔ "حاضر ہو جاؤ۔"

دو ماتحت حاضر ہو گئے۔ ان میں سے ایک کے ہاتھ میں دوا سے بھری ہوئی سرنج تھی۔ سونیا نے ان سے کہا "اس کم بخت کا جغرافیہ بدل دو۔ اس کے جتنے ماتحت ہیں اور جو تاجر امریکا کے آلۂ کار بنے ہوئے ہیں ان سب کو یہ انجکشن لگا دو۔"

وہ ہدایات دے کر چلی گئی۔ اب راجر ولسن اور ان آلۂ کاروں کی شامت آ گئی تھی، جو امریکا کے ہاتھوں بک چکے تھے۔ سونیا نے پوری طرح روزانو وسکی اور اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں پر نظر رکھی تھی۔ ان سے بعد میں نمٹنا چاہتی تھی۔ ایک ماتحت کو ہدایت کی تھی کہ وہ نادیدہ بن کر روزانو وسکی کے جسم میں سمایا رہے تاکہ وہ دشمن نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اس طرح اسے اطمینان تھا کہ جب چاہے گی اس کی شہ رگ تک پہنچ جائے گی۔

پھر سونیا نے حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار سے فون کے ذریعے رابطہ کر کے کہا "جناب عالی! میں مسز سونیا فرہاد بول رہی ہوں۔"

دوسری طرف سے کہا گیا "خوش آمدید خاتون! آپ آ گئی ہیں؟ ہمیں جناب علی اسد اللہ تبریزی نے اطلاع دی تھی کہ آپ ہمارے ملک میں تشریف لانے والی ہیں کیونکہ یہاں جو کچھ ہونے والا ہے، اس پر آپ ہی قابو پا سکتی ہیں۔"

"دشمن یہاں کے مسلمانوں کے خلاف جو کرنا چاہتے تھے، وہ اب ان کے ساتھ ہو رہا ہے۔ وہ ایرانی قوم کو زنخا بنانا چاہتے تھے کل صبح امریکا کا سب سے بڑا ایجنٹ راجر ولسن اور اس کے تمام ماتحت یہاں زنخے بنے ہوئے دکھائی دیں گے۔ آپ سیٹلائٹ کے ذریعے ان امریکی زنخوں کو دنیا کے ہر ملک میں دکھائیں۔"

"خاتون! آپ نے بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ ہم تو ان بے غیرت امریکیوں کو ان کا اصلی چہرہ دکھانے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔ ہم نے جیسا آپ کے بارے میں سنا تھا، آپ اس سے بھی زیادہ مستعد ثابت ہوئی ہیں۔ یہاں آتے ہی تمام روپوش امریکیوں اور ان کے چمچوں کو بے نقاب کیا ہے۔"

"اور ایک اہم بات ہے۔ میں ایک مسلمان تاجر کے گودام کا پتا بتا رہی ہوں۔ آپ وہاں چھاپا ماریں۔ وہاں دوسرے مال کے ساتھ ایسے کارٹن چھپے ہوئے ہیں جن میں جنس تبدیل کرنے والے انجکشن ہیں۔ آپ ان تمام کارٹنوں کو قبضے میں لے کر اس مسلمان تاجر کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔"

"ہم ایسا ہی کریں گے۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہم سے روپوش نہ رہیں۔ یہاں ہماری خاص مہمان بن کر رہیں اور ہمیں میزبانی کا موقع دیں۔"

"میں آپ کی مہمان بننے کا شرف ضرور حاصل کروں گی لیکن مجھے کچھ وقت دیں۔ میں ایک آدھ دن میں آپ سے ضرور ملاقات کروں گی۔"

سونیا نے رابطہ ختم کر دیا۔ دوسری صبح تہران میں تقریباً چالیس زنخے نظر آئے۔ وہ زنانہ لباس پہنے ہوئے تھے اور راہگیروں سے کہہ رہے تھے "تم پر خدا کی مار۔ ہمیں چھیڑتے بھی نہیں ہو۔"

لوگ انہیں حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ کل تک وہاں کوئی آدھا تیتر آدھا بٹیر یوں دندناتا نہیں پھرتا تھا، آج چالیس نظر آ رہے تھے پھر یہ حیرانی سے دیکھا گیا کہ کئی ٹی وی کیمرے جگہ جگہ ان زنخوں پر۔ شہر کے جن علاقوں میں وہ خسرے نظر آ رہے تھے وہاں سرکاری طور پر ان کی وڈیو فلمیں تیار کی جا رہی تھیں۔ ان فلموں کو سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا میں دکھانے کے انتظامات کئے جا رہے تھے۔

روزانو وسکی نے بھی یہ تماشا دیکھا اور بہت خوش ہوا کہ سونیا کا دھیان امریکیوں کی طرف ہے اور وہ روسیوں کے عزائم سے بے خبر ہے۔ اب اسے یہ معلوم نہیں ہوگا کہ روزانو وسکی اس کی تاک میں وہاں بیٹھا ہوا ہے۔

جب ان فلموں کو سیٹلائٹ کے ذریعے تمام دنیا میں دکھایا گیا تو امریکی چیخ اٹھے۔ وہ کہنے لگے کہ راجر ولسن اور اس کے ساتھ گرفتار ہونے والے لوگوں کا تعلق امریکا سے نہیں ہے اور جو انجکشن ایک گودام سے برآمد کئے گئے ہیں انہیں امریکا میں تیار نہیں کیا گیا ہے۔ یہ جھوٹا الزام ہے۔ امریکا کو بدنام کرنے کے لیے ایرانی ایسی چالیں چل رہے ہیں۔

ان کے انکار کے جواب میں ایران کی طرف سے کہا گیا "تم انکار کر کے زیادہ سے زیادہ خود کو الزامات سے بچانے کی کوشش کر رہے ہو لیکن بہت نقصانات اٹھا رہے ہو۔ ایران میں تمہارے جتنے ایجنٹ اور زرخرید مسلمان تھے وہ انجکشنوں کے ذریعے ناکارہ ہو چکے ہیں۔ تمہارے حربے تمہارے ہی لوگوں پر استعمال ہو چکے ہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس بار بھی تم اس سے شرمناک شکست کھا چکے ہو۔ اب بھی تمہیں شرم نہیں آئے گی۔ آئندہ کچھ کرو تو یہ یاد رکھنا کہ ایران اب فرہاد اور اس کی فیملی کا گھر بن چکا ہے۔"

جان کولن اور امریکی اکابرین کے لیے وہ انجکشن مسئلہ بن گئے۔ انہوں نے جس خاص مقصد کے تحت وہ انجکشن تیار کرائے تھے، وہ پورا نہیں ہو رہا تھا۔ اس کے برعکس انہیں تیار کرانے کا الزام ان کے سر آ رہا تھا۔ وہ الزام درست تھا لیکن اسے غلط ثابت کرنے کے لیے اب ان کی طرف سے بھرپور کوششیں ہونے لگی تھیں۔

روزانو وسکی اپنی رہائش گاہ میں مطمئن تھا۔ کوئی اسے چہرے سے نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے ایسا میک اپ کیا تھا کہ کوئی اسے روسی باشندہ نہیں کہہ سکتا تھا۔ اسے یقین تھا کہ سونیا اسے دیکھے گی، تب بھی اس پر دشمن ہونے کا شبہ نہیں کرے گی۔

اس کے چار ٹیلی پیتھی جاننے والے وفادار تھے۔ وہ اتنا محتاط تھا کہ اس نے اپنی رہائش گاہ کا پتا اپنے وفاداروں تک کو نہیں بتایا تھا۔ وہ اپنی دانست میں بالکل محفوظ تھا۔ ایسے ہی وقت اسے سونیا کی آواز سنائی دی۔ وہ آرام سے لیٹا ہوا تھا، اچھل کر بیٹھ گیا پھر فرش پر کھڑا ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

آواز آئی "روزانو! موت کسی کو دکھائی نہیں دیتی۔"

وہ دوسرے ہی لمحے میں گولی نگل کر نادیدہ بن گیا پھر بولا "کون ہو تم؟"

"وہی ہوں، جس سے تم چھپ رہے تھے۔"

"یعنی کہ تم سونیا ہو۔ اگر ہو تو کیا فرق پڑ رہا ہے۔ میں اب بھی چھپ رہا ہوں۔ تم میرے سائے تک بھی نہیں پہنچ سکو گی۔"

"تو پھر تم جہاں جانا چاہتے ہو، جاؤ۔ میں وہاں بھی پہنچ جاؤں گی۔"

وہ تھوڑی دیر تک سوچتا رہا پھر اس کمرے سے جانے لگا۔ سونیا کا ایک ماتحت اس کے اندر سمایا ہوا تھا۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے کہنے لگا "میڈم! یہ کمرے سے جا رہا ہے۔ اب کاریڈور سے گزر رہا ہے اور اب اس بنگلے کے باہر پورچ میں کار کے پاس آ کر رک گیا ہے۔"

وہ اپنے ماتحت کی کنسٹری سنتی ہوئی بنگلے کے باہر آ گئی پھر بولی۔ "یہاں کیوں رک گئے؟"

وہ چونک کر بولا "تم نے میرا پیچھا کیا ہے۔ کیا میں نظر آ رہا ہوں؟"

"تم اور کہیں جا کر آزما لو۔ میں تمہیں دیکھ رہی ہوں۔ اگر تم بھی مجھے دیکھ سکتے تو تمہیں میرے ہاتھ میں ایک سرنج نظر آتی۔"

"سرنج؟ تم کس سرنج کی بات کر رہی ہو؟"

"وہی، جس کے ذریعے تمہاری جنس تبدیل کی جائے گی۔"

"نہیں" وہ چیخ کر بولا "میں کبھی ٹھوس جسم میں نمودار نہیں ہوں گا۔"

وہ وہاں سے دوڑتے ہوئے جانے لگا۔ اس کی کار تھی لیکن اسے ڈرائیو کرنے کے لیے نمودار ہونا پڑتا۔ وہ بڑی مشکل میں پڑ گیا تھا۔ سونیا اپنے ماتحت کی کنسٹری سنتی آ رہی تھی۔

وہ ایک سڑک کے کنارے رک گیا۔ ایک خالی ٹیکسی گزر رہی تھی۔ وہ کھڑکی کے راستے ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر آ گیا۔ وہ بھی خیال خوانی کے ذریعے اپنے چاروں ماتحتوں کو بتا رہا تھا کہ سونیا اس کا تعاقب کر رہی ہے لہٰذا اس سے مسلسل دماغی رابطہ رکھا جائے۔ دماغ میں رہ کر وہ دیکھتے جائیں کہ وہ کہاں کہاں سے گزر رہا ہے۔

ٹیکسی کی پچھلی سیٹ پر وہ سونیا کی آواز سن کر حیرت اور خوف سے چیخ پڑا "تم یہاں بھی ہو؟ مجھے کیسے دیکھ رہی ہو؟"

ٹیکسی ڈرائیور نے گھبرا کر گاڑی روک دی۔ پچھلی سیٹ کی طرف دیکھا مگر وہاں بولنے والے نظر نہیں آ رہے تھے۔ سونیا دشمن سے کہہ رہی تھی "یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ نادیدہ ہو کر بھی مجھے نظر آ رہے ہو۔"

"اس کا مطلب ہے تم سایہ بن کر میرے اندر سمائی ہوئی ہو۔"

"اگر میں تمہارے اندر ہوتی تو میری آواز سیٹ کے اس سرے سے نہ آتی۔ میں تمہارے اندر نہیں ہوں۔"

وہ ڈرائیور اتنا خوفزدہ ہوا کہ ٹیکسی سے نکل کر دور بھاگتا چلا گیا۔ ادھر روزانو وسکی بھی ٹیکسی سے نکل کر بھاگتے ہوئے گڑگڑانے لگا "مجھے معاف کر دو۔ میں نے ٹھیک سنا تھا، تم نہ سمجھ میں آنے والی بلا ہو۔ میں ہمیشہ کے لیے یہ ملک چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔"

وہ ایک جگہ رک کر ہانپنے لگا۔ سونیا نے کہا "میں تمہیں یہاں سے واپس جانے کے لیے زندہ چھوڑوں گی لیکن یہاں مرد بن کر آئے تھے، عورت بن کر جاؤ گے۔"

"ہرگز نہیں۔ اب میں کبھی ٹھوس جسم میں نمودار نہیں ہوں گا اور دیکھوں گا کہ تم کب تک میرا پیچھا کرو گی۔"

"میں تنہا نہیں ہوں۔ میرے کئی ساتھی ہیں۔ وہ باری باری

تمہارا پیچھا کرتے رہیں گے۔ تم کتنے دنوں تک بھوک برداشت کرو گے۔ کبھی تو کھانے کے لیے ٹھوس جسم میں آنا پڑے گا۔ بہتر ہے آنکھ مچولی ختم کرو۔ گولی اگل کر ظاہر ہو جاؤ۔ میرا وعدہ ہے تمہیں زندہ چھوڑ دوں گی۔"

"زندہ چھوڑو گی مگر میری زندگی کو مضحکہ خیز بنادو گی۔ میں بھوکا پیاسا مر جاؤں گا لیکن تمہارے ہاتھ نہیں آؤں گا۔"

"تم مرتے مرتے بھی پریشان کرو گے۔ جب تک نہیں مرو گے، میرے پہریداروں کو اپنے ساتھ لیے بھٹکتے رہو گے۔"

ایک ماتحت کی آواز آئی "میڈم! آپ آرام کریں۔ ہم اس ذلیل شخص کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔"

روزانو نے کہا "مجھے اپنے ملک واپس جانے دو۔ میرا پیچھا کرو گے تب بھی میں فلائنگ کیپسول کے ذریعے جاؤں گا۔ وہاں تم میرے ملک کے فوجیوں کے نرغے میں آجاؤ گے۔"

"بیوقوف! فلائنگ کیپسول منہ میں رکھنے کے لیے تمہیں ٹھوس جسم میں ظاہر ہونا پڑے گا۔"

وہ جھنجلا گیا۔ اسے فرار کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔ بس ایک عارضی اطمینان تھا کہ نادیدہ ہے، گرفت میں نہیں آئے گا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کی یہ خوشی ختم ہو گئی۔ حالات نے ایسا پلٹا کھایا، جس کی توقع نہیں کی جاسکتی تھی۔ روزانو وسکی اچانک ہی نمودار ہو گیا۔ حالانکہ اس نے گولی اگلی نہیں تھی۔ وہ ابھی تک اس کے اندر تھی۔ اس کے باوجود وہ نمودار ہو گیا۔

پھر اس نے دیکھا کچھ فاصلے پر سونیا نمودار ہو گئی تھی، وہ کہہ رہی تھی "تم تو نمودار ہو گئے۔ کیا گولی اگل چکے ہو؟"

وہ سونیا سے بولا "تم بھی نظر آرہی ہو۔ گولی میرے اندر ہے۔ کیا تم اگل چکی ہو؟"

سونیا نے حیرانی سے خود کو چھو کر دیکھا۔ ایسے ہی وقت اس کے اور روزانو وسکی کے تمام ماتحت بھی نمودار ہو گئے۔ ان لمحات میں حیرانی اتنی شدید تھی کہ وہ دشمنی بھول گئے تھے۔ سب کے اندر گولیاں تھیں لیکن وہ گولیاں اچانک کیسے بے اثر ہو گئیں، یہ کسی کی سمجھ میں نہیں آیا۔

پھر روزانو وسکی کو خطرے کا احساس ہوا۔ اب وہ چھپ نہیں سکتا تھا اور سامنے موت کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا لیکن اسے چلانے سے پہلے ہی دوسری طرف سے گولی چلی اور اس کے ہاتھ سے ریوالور گر پڑا۔ اس کے چاروں ماتحتوں کو اپنے ہتھیار استعمال کرنے کا موقع نہیں ملا۔ سونیا کے ماتحتوں نے انہیں گن پوائنٹ پر رکھ لیا تھا۔

وہ سب ایک ویران سڑک کے کنارے تھے۔ پہلے ان سب کے لباس اتار کر ان لباسوں سے ان کے ہاتھ پاؤں باندھے گئے۔ وہ گن پوائنٹ پر تھے اس لیے چپ چاپ ہاتھ پاؤں بندھوا لیے۔ جب انہیں انجکشن لگانے کا وقت آیا تو وہ گڑگڑانے لگے کہ ان کی جنس تبدیل نہ کی جائے۔

سونیا نے کہا "تمہارے ساتھ وہی ہو رہا ہے، جو تم دوسروں کے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔ تم ہزاروں میل دور سے یہ انجکشن اسلامی ملک میں لائے ہو۔ اب ان انجکشنوں کو یادگار بنا کر اپنے ساتھ لے جاؤ۔"

ان سب کو جبراً انجکشن لگادیے گئے پھر ان کے ہاتھ پاؤں کھول دیے گئے۔ سونیا نے کہا "ان انجکشنوں کے اثر سے دماغی توانائی پہلے جیسی نہیں رہتی۔ میرے جاں نثار تم سب کے دماغوں میں آتے رہیں گے اور تم ان کے احکامات کی تعمیل کرتے رہو گے۔ اب یہاں سے جاؤ۔"

وہ اٹھ کر شہر کی طرف جانے لگے۔ سونیا کے جاں نثار انہیں ایک پولیس اسٹیشن لے گئے۔ وہاں انہوں نے تحریری بیان دیا کہ ان کی اصلیت کیا ہے اور وہ ایران کیسے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے آئے تھے لیکن اب ناکام ہو کر سزا پا رہے ہیں۔

ان کے بیانات اعلیٰ عہدیداروں تک پہنچائے گئے۔ سونیا نے کہا۔ "چند گھنٹوں کے اندر ان کی جنس تبدیل ہونے والی ہے۔ یہ سب روسی ہیں ان کی بھی ویڈیو فلمیں تیار کی جائیں۔"

وہاں سے وہ ہوٹل کے کمرے میں آئی۔ دروازے کو اندر سے بند کیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ نادیدہ بنانے والی گولی ناکارہ کیسے ہو گئی؟

صرف اس کی ہی نہیں، سب ہی کی گولیاں ناکارہ ہو گئی تھیں اور سب ہی اچانک نمودار ہو گئے تھے۔ ایسا کیوں ہوا؟ یہ حقیقت جناب تبریزی بتا سکتے تھے۔

وہ شمال کی طرف رخ کر کے فرش پر پالتھی مار کر بیٹھ گئی۔ جب اسے جناب تبریزی سے رابطہ کرنا ہوتا تو وہ یہی کرتی تھی۔ شمال کی طرف منہ کر کے پالتھی مار کر بیٹھ جاتی تھی پھر آنکھیں بند کر کے جناب تبریزی کا دھیان کرتی تھی۔ اس طرح ان سے کچھ ایسا روحانی تعلق پیدا ہوتا تھا کہ وہ بزرگ خیال خوانی کے ذریعے اس کے پاس چلے آتے تھے۔

وہ آگئے اور اسے گولیوں اور کیپسولوں کے ناکارہ ہونے کے اسباب بتانے لگے۔

○☆○

باندرہ ہل میں پورس ناتھ کا ایک خوبصورت بنگلا تھا۔ دیوی نے اس بنگلے میں آکر کہا "بڑی خوبصورت اور آرام دہ رہائش گاہ ہے۔ تم خوش نصیب ہو کہ کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والا تم سے دشمنی نہیں کرتا ہے اور تم سکون اور آرام سے رہتے ہو۔"

"میں اب تک تمہاری ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی دنیا سے دور ہوں۔ یہاں ایک امیر کبیر کی طرح اور ناگ پاڑہ میں غریب دادا کی طرح مزے کی دہری زندگی گزارتا ہوں۔ آج کے بعد پتا نہیں کیا ہو گا؟"

"تمہیں کس بات کا اندیشہ ہے؟"

"میں دنیا کے تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو گولیوں اور کیپسولوں سے محروم کرنے جا رہا ہوں۔ آئندہ وہ سب میرے دشمن بن جائیں گے۔ مجھے تنہا ان سب سے لڑنا ہو گا اور خود کو محفوظ رکھنے کی جدوجہد کرنا ہو گی۔"

"تم تنہا نہیں ہو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اب ہمیں یہاں سے ایسے ملکوں میں جانا چاہیے، جہاں ٹیلی پیتھی جاننے والے اپنے پاس گولیاں اور کیپسول رکھتے ہیں اور تمام لیبارٹریز میں بھی جانا چاہیے۔"

وہ ڈرائنگ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے اور ٹی وی پر مختلف چینل بدل کر خبریں سننا چاہتے تھے۔ ایسے ہی وقت ایران کے شہر تہران میں چالیس زنخے مختلف مقامات پر نظر آئے۔ نیوز ریڈر نے بتایا کہ وہ تمام زنخے امریکی ہیں۔ وہ نادیدہ رہ کر وہاں تخریبی کارروائی کرنا چاہتے تھے لیکن عین وقت پر سونیا نے ان کی چال ان پر ہی الٹ دی۔

دیوی نے کہا "وہ مکار عورت ایران میں ہے۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ نادیدہ رہ کر اپنے دشمنوں پر غالب آرہی ہے۔ ہم فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کرتے ہوئے ایران سے گزریں گے اور وہ دوا اسپرے کرتے ہوئے فرانس جائیں گے۔"

پورس نے کہا "ہم پاکستان کے شہر لاہور سے گزرتے ہوئے جائیں گے کیونکہ وہاں نادیدہ بن جانے والے فہمی اور علی ہیں۔"

"پھر تو ہم ابھی لاہور جائیں گے۔ میں چاہوں گی کہ سب سے پہلے فرہاد اور اس کی فیملی کے تمام افراد ان گولیوں اور کیپسولوں سے محروم ہو جائیں۔"

پورس نے مسکرا کر کہا۔ "تمہیں اس فیملی سے خدا واسطے کا بیر ہے۔"

"جیسا کہ تم جانتے ہو مجھے جوتش ودیا میں مہارت حاصل ہے۔ میں بار بار اپنی کنڈلی دیکھتی رہی۔ ستاروں کی چالوں کے مطابق اپنے اور پارس کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہی۔ ہر بار یہی معلوم ہوتا رہا کہ پارس سے کبھی شادی کروں گی تو وہ لوگ میرا دھرم بدل دیں گے۔ میں مسلمان بننا نہیں چاہتی تھی اور نہ اب چاہتی ہوں۔ بہت عرصے تک سوچنے اور سمجھنے کے بعد میں نے سوچا اگر شادی سے پہلے میں پارس کو اپنے دھرم میں لے آؤں تو وہ مجھے اپنے دھرم میں نہیں لے جاسکے گا۔ جوتش ودیا کے ذریعے یہ

اشارہ مل رہا تھا کہ میں چاہوں تو اپنے مقدر کو کسی حد تک بدل سکتی ہوں۔"

پورس نے کہا۔ "اور تم نے ایسا کیا۔ پارس کو ہندو بنایا مگر یہ بھول گئیں کہ مذہب کو دل سے قبول کیا جاتا ہے۔ تم نے اسے دھوکا دیا اس نے تمہیں دھوکا دیا۔ اتنی کوششوں کے باوجود تمہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔"

"مجھے اس دھوکے باز سے نفرت ہے۔"

"یہ بھی تو سوچو کیا تم نے دھوکے بازی میں کبھی کمی کی ہے۔"

"ایسی بات نہ کرو۔ میں نے اس کے دھوکے کے جواب میں اسے چھوڑ دیا۔ یہ دھوکا نہیں ہے۔ میں نے اس سے نجات حاصل کی ہے۔"

"میں اس سلسلے میں بحث نہیں کروں گا۔ مجھے تمہارے اور پارس کے ذاتی معاملات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔"

وہ بڑی لگاوٹ سے بولی "کیا دلچسپی مجھ سے بھی نہیں ہے۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے صوفے پر آگئی۔ قریب سے قریب تر ہونے لگی۔ وہ بولا "میں بھی پارس کی طرح شکاری ہوں۔ شکار خود چل کر آئے تو آرام سے شکار کرتا ہوں۔ ابھی ہم ایک خاص مہم پر روانہ ہو رہے ہیں۔ تم بتاؤ پہلے مہم جوئی یا دلچسپی؟"

"پہلے ہم دشمنوں کو ان چیزوں سے محروم کریں گے جن سے ہم محروم ہو چکے ہیں اس کے بعد ہم اپنے مستقبل کے بارے میں اہم اور خوبصورت فیصلہ کریں گے۔"

پورس نے اپنی جیب سے ایک گولی اور ایک کیپسول نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا "انہیں احتیاط سے استعمال کرو کیونکہ یہ آخری ہیں اور ہمیں پتا نہیں اس مہم میں کتنے دنوں تک مصروف رہنا ہوگا اور ہماری یہ گولیاں کب تک ہمارے کام آئیں گی۔"

وہ بولی "اب یہ چیزیں ہمیں کم نہیں پڑیں گی۔ ہم جہاں جائیں گے وہاں ان کا ذخیرہ ناکارہ بنانے سے پہلے ان میں سے کچھ اپنے پاس رکھ لیا کریں گے۔"

"میں تمہارے مشورے کے مطابق ایسا کروں گا لیکن اس دنیا میں جہاں جہاں یہ گولیاں اور کیپسول ہیں، ہم انہیں ضائع کرنے کے بعد اپنے پاس باقی رہ جانے والی گولیوں اور کیپسولوں کو بھی ضائع کر دیں گے۔"

"ہاں۔ ہمارے پاس جو چیزیں باقی رہیں گی، ہم انہیں ضائع کر دیں گے۔"

وہ دل ہی دل میں بولی "میں اتنی نادان نہیں ہوں۔ بے شمار گولیاں چھپا کر رکھوں گی اور پورس کو ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دوں گی۔"

وہ دونوں اس بنگلے سے باہر آگئے۔ پورس نے پوچھا "پہلے ہم کہاں جائیں گے؟"

"میں کہہ چکی ہوں، پہلے فرہاد اور اس کی فیملی کو ان چیزوں سے محروم کیا جائے گا اس لیے پہلے ہم لاہور جائیں گے۔"

دونوں نے اپنے اپنے منہ میں گولیاں اور کیپسول رکھ لیے گولیوں کو نگل کر نادیدہ ہو گئے پھر وہاں سے لاہور کے لیے پرواز کرنے لگے۔

فہمی اور علی لاہور والی کوٹھی میں تھے۔ انہیں قتل کرنے کے لیے لارڈ تھری کے نام پرچی نکلی تھی اور لارڈ تھری نے یہ اچھی طرح پلاننگ کی تھی کہ انہیں قتل کرنے کے لیے کون سا طریقہ کار اختیار کرنا ہے۔

اس نے پہلے یہ معلوم کیا کہ وہ دونوں اپنی کوٹھی میں رہتے ہیں۔ انہیں اطمینان ہو گیا ہے کہ فخرالدین کا قاتل مختار شاہ اپنے برے انجام کو پہنچ چکا ہے۔ اب ان کا کوئی دشمن نہیں رہا ہے۔ اس لیے وہ کسی اندیشے کے بغیر اس کوٹھی میں وقت گزار رہے تھے۔ فہمی نے علی سے کہا "اس کوٹھی میں مجھے ابو کی بہت یاد آتی ہے۔ سوچتی ہوں یہاں نہیں رہنا چاہیے۔"

علی نے پوچھا "یہاں نہیں رہو گی تو کہاں جاؤ گی؟"

"میں جناب تبریزی سے درخواست کروں گی کہ مجھے بابا صاحب کے ادارے میں رہنے کی اجازت دیں۔ وہاں رہ کر میں اور بہت سے علوم حاصل کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"تم نے بہت کچھ سیکھ لیا ہے۔ اچھی خاصی تربیت حاصل کی ہے۔ خاص طور پر تمہارے فائٹ کرنے کا انداز دوسروں سے مختلف اور زبردست ہے۔"

"تھینک یو! میں نے آپ کے ساتھ رہ کر بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔"

"اور بہت کچھ سیکھ سکتی ہو۔"

فہمی نے چونک کر اسے دیکھا۔ علی نے نظریں چرا لیں۔ فہمی نے کہا "میں تو اس لیے جا رہی ہوں کہ پچھلے دنوں اپنے معاملات میں آپ کو الجھاتی رہی ہوں۔ آپ شاید تنہائی چاہتے ہوں گے۔"

"تنہائی ایسی بھی ہوتی ہے جیسی ابھی ہے۔ تم اپنی جگہ تنہا ہو میں اپنی جگہ۔"

"ہاں۔ بعض اوقات انسان تنہائی کو سمجھتا ہے مگر تنہائی دور نہیں کر پاتا۔"

علی نے کہا "شاید اس لیے تنہائی دور کرنے والا نہیں ہوتا۔"

فہمی نے کہا "ہوتا ہے مگر حوصلہ نہیں ہوتا۔"

علی نے چونک کر اسے دیکھا پھر کہا "ہم بڑی بڑی چٹانوں اور پتھروں کو توڑ دیتے ہیں مگر پھول توڑنے کا حوصلہ نہیں ہوتا۔ کیا میں حوصلہ کروں؟"

فہمی نے سر کو جھکا لیا۔ علی نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ پر رکھا۔ فہمی کے وہ ہاتھ دشمنوں کے بارہ بجا دیتے تھے لیکن اب اس کے بارہ بجنے لگے۔ علی کے ہاتھ کے زیرِ سایہ اس کا پورا وجود لرزنے لگا۔ وہ دونوں بڑی مدت سے ایک ساتھ تھے لیکن ان لمحات نے بتایا کہ وہ ساتھ ہوتے ہوئے بھی ساتھ نہیں تھے۔ اب ایک کا ہاتھ دوسرے کے ہاتھ کو ساتھی بنا رہا تھا۔ ساتھ رہنے اور ساتھ نباہنے کی راہیں ہموار کر رہا تھا۔

ایسے ہی وقت رنگ میں بھنگ پڑ گئی۔ ان دونوں کی چھٹی حس نے چونکا دیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے اس کوٹھی میں ان کے علاوہ کوئی تیسرا چوتھا بھی موجود ہے۔ وہ دونوں فوراً ہی نادیدہ ہو گئے اور اس کوٹھی کے ہر حصے میں جا کر دیکھنے لگے۔ انہیں کوئی نظر نہیں آیا لیکن ان کی حس کہہ رہی تھی کوئی ہے۔ کوئی ایسا ضرور ہے جو ان کی طرح نادیدہ بن سکتا ہے۔

وہ پوری کوٹھی کا چکر لگا کر ڈرائنگ روم میں آئے تب وہاں کسی کی سرگوشی سنائی دی۔ کوئی کسی سے کہہ رہا تھا "یہاں تو کوئی نہیں ہے اور تم کہہ رہے تھے وہ دونوں یہاں موجود ہیں۔"

دوسری آواز سنائی دی "باس! میں نے اپنی آنکھوں سے انہیں یہاں دیکھا تھا اسی لیے آپ کو یہاں آنے کی زحمت دی ہے۔"

"پھر تو وہ کہیں باہر گئے ہیں۔ جب میں یہاں تک آگیا ہوں تو سوچ رہا ہوں کہ انہیں ہلاک کرنے سے پہلے کمزور بنایا جائے۔ یہاں کچن اور فریج میں کھانے پینے کی چیزیں ہیں اور میرے پاس اعصاب کو کمزور کرنے والی دوا ہے۔"

علی نے خیال خوانی کے ذریعے فہمی سے کہا "یہ کم بخت کھانے پینے کی چیزوں میں دوا ملائے گا۔ دوا ملانے کے لیے اسے ٹھوس جسم میں آنا پڑے گا۔ ایسے ہی وقت ہم اسے دبوچ لیں گے۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی وہاں دو آدمی نمودار ہو گئے۔ ان میں سے ایک لارڈ تھری اور دوسرا اس کا آلۂ کار تھا۔ لارڈ تھری نے آلۂ کار سے پوچھا "تم نمودار کیوں ہو گئے؟ نادیدہ رہو۔ میں ابھی نمودار ہو کر کھانے میں دوا ملاؤں گا۔"

"باس! آپ تو نظر آ رہے ہیں۔ کیا گولی منہ سے نکال چکے ہیں؟"

اس وقت وہ کچن میں تھے۔ لارڈ تھری نے کہا "نہیں گولی میرے حلق کے نیچے ہے۔ مجھے نظر نہیں آنا چاہیے اور تم کہہ رہے ہو، میں نظر آ رہا ہوں اور تم بھی نظر آ رہے ہو۔"

"جب کہ میں نے گولی منہ سے نہیں نکالی ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی گولیاں بے اثر ہو گئی ہیں۔"

"ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔ سمجھ میں نہیں آتا، یہ گولیاں ناکارہ کیسے ہو گئی ہیں۔"

دوسری طرف فہمی اور علی بھی نمودار ہو گئے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو حیرانی سے دیکھا۔ فہمی نے حیرت سے کہا "یہ کیا ہو گیا؟ گولیاں ہمارے اندر ہیں اور ہم دکھائی دے رہے ہیں۔"

علی نے کہا "واقعی یہ نہ سمجھ میں آنے والی بات ہے لیکن جلد ہی سمجھ میں آجائے گی۔ ابھی دشمنوں کی طرف دھیان دو۔"

وہ دونوں کچن میں آئے۔ لارڈ تھری نے جیب سے ایک گولی نکال کر کہا "وہ بے اثر ہو گئی ہے۔ یہ نہیں ہو گی۔"

اس نے گولی نگل لی پھر مسکرا کر اپنے آلۂ کار کو دیکھا۔ فاتحانہ انداز میں بولا "کیا میں نظر آ رہا ہوں۔"

وہ بولا۔ "باس! آپ نظر آ رہے ہیں۔"

وہ پریشان ہو کر بولا "پھر تو ہم پھنس جائیں گے۔ یہاں سے نکل چلو۔"

وہ جانے کے لیے پلٹا پھر فہمی اور علی کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ علی نے کہا "پہلے تعارف ہو جائے، تم کون ہو؟ اور ہم سے کیا دشمنی ہے؟"

"دشمنی؟" وہ سہم کر بولا "نن..... نہیں۔ میں یعنی کہ یہ میرا ساتھی ہے۔ ہم دونوں چور ہیں۔ یہاں چوری کرنے آئے تھے۔ اب نہیں کریں گے۔"

فہمی نے اس کے قریب جاتے ہوئے اس کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ اس نے سانس روک لی۔ فہمی نے ایک الٹا ہاتھ رسید کیا۔ ہاتھ ایسا تھا کہ منہ دوسری طرف گھوم گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گھوم کر آلۂ کار کو ایک کک ماری۔

اس ابتدا کے بعد وہ فارم میں آگئی۔ دونوں کے درمیان پینترا بدل کر حلق سے چیخ نکالی "آ.... آ آ...."

ایک کے منہ پر، دوسرے کی گردن پر قیامت ٹوٹی پھر ایک کے سینے پر، دوسرے کی کمر پر آہنی سلاخوں کی طرح لاتیں پڑیں۔ "آ.... آ آ...."

اس کی ہر "آ" کے ساتھ دونوں کو دن میں تارے نظر آرہے تھے۔ وہ انہیں اتنی مہلت نہیں دے رہی تھی کہ ان میں سے کوئی اپنے لباس میں چھپا ہوا ہتھیار نکال سکے۔ وہ مسلح تھے مگر ایک نہتی کے سامنے سنبھل نہیں پارہے تھے۔ اس کی ہر "آ" کسی ہتھیار کی طرح آکر انہیں لگتی تھی "آ۔ آ آ.... آ...."

اس کے بڑک لگانے کا انداز ایسا تھا جیسے مقابل کو بلا رہی ہو "آ۔ آ...." اور آنے والے کی شامت آجاتی تھی۔ "آ۔ آ آ...."

اسی طرح رہ رہ کر پینترے بدلتی تھی کہ حملے کرنے والے ناکام رہ جاتے تھے۔ فضا میں قلابازیاں کھاتی ہوئی ان کے سروں پر سے گزرتی ہوئی آگے سے پیچھے اور دائیں سے بائیں پہنچ جاتی تھی پھر جہاں پہنچ جاتی تھی، وہاں سے پھر عذاب بن کر نازل ہوجاتی تھی "آ.... آ آ... آ...."

صرف دس منٹ میں وہ دونوں زمین بوس ہوگئے۔ فرش پر گرنے کے بعد ان میں دوبارہ اٹھنے کی سکت نہیں رہی۔ فہمی نے ان کے لباسوں میں سے ہتھیار نکال لئے۔ علی ایک طرف دیوار سے ٹیک لگائے اطمینان سے تماشا دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا "ان کے تمام پیچ ڈھیلے ہوگئے ہیں۔ اب یہ سانس روک کر ہماری خیال خوانی کا راستہ نہیں روک سکے گا۔"

دوسری طرف لارڈ ون اور لارڈ ٹو اس آلۂ کار کے دماغ میں تھے اور یہ اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ لارڈ تھری اپنی موت کے سامنے ہے۔ فہمی اور علی اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اسے مارنے سے پہلے اس کے چور خیالات ضرور پڑھیں گے۔ اس طرح انہیں مختار شاہ کی اصلیت کے علاوہ انڈر گراؤنڈ مافیا کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم ہوجائے گا۔

وہ لارڈ تھری کو کس طرح بھی بچا نہیں سکتے تھے لیکن اپنے راز کو اب بھی راز رکھ سکتے تھے۔ انہوں نے اچانک لارڈ تھری کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخیں مارتا ہوا فرش پر تڑپنے لگا۔ فہمی اور علی حیرانی سے اس کے اندر جھانک کر معلوم کرنا چاہتے تھے کہ اسے کون اذیت پہنچا رہا ہے؟

وہ اتنی شدید تکلیف میں مبتلا تھا کہ اس کے چور خیالات نہیں پڑھے جاسکتے تھے۔ پھر وہ دونوں لارڈز وقفے وقفے سے زلزلہ پیدا کرتے جارہے تھے۔ دماغ ایک معمولی سا جھٹکا برداشت نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ اسے مسلسل جھٹکے پہنچائے جارہے تھے۔ پہلے وہ بے ہوش ہوا۔ دونوں لارڈز نہیں چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ ہوش میں آکر اپنے چور خیالات سنائے۔ انہوں نے ظالموں کی طرح انتہائی جھٹکے پہنچائے۔ وہ برداشت نہ کرسکا۔ اس کا دم نکل گیا۔

وہ آلۂ کار سہما ہوا فرش پر پڑا تھا۔ وہ ایک پیشہ ور قاتل تھا۔ جسے قتل کرنا ہوتا، اس پر کبھی اسے رحم نہ آتا۔ اب وہ فہمی اور علی کے رحم و کرم پر پڑا تھا۔ دونوں لارڈز نے اسے اس لیے چھوڑ دیا کہ وہ ان کے کسی راز سے واقف نہیں تھا۔ جو لارڈ تھری مرچکا تھا اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا تھا۔

علی نے اس کے کمزور سے دماغ میں آکر پوچھا "جس نے تمہیں کرائے کے قاتل کے طور پر کام لینا چاہا، وہ کون تھا؟ اس مرنے والے کے بارے میں بتاؤ۔"

"میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ ٹیلی پیتھی جانتا تھا۔ اس نے میرے دماغ میں آکر تم دونوں کے قتل کا سودا کیا تھا اور مجھے پیشگی ایک لاکھ روپے دیے تھے۔ میں نے اسے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کہاں سے آیا تھا اور تم دونوں کو کیوں قتل کرانا چاہتا تھا۔"

اس کے چور خیالات کہہ رہے تھے کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔ اس سے کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوگی، جس بات کا سرا پکڑ کر پُراسرار دشمنوں تک رسائی ہوسکے۔

علی نے حکم دیا "اٹھو اور یہ لاش اٹھا کر یہاں سے لے جاؤ۔ دیر کروگے تو یہاں تمہاری لاش اٹھانے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

وہ اپنی سلامتی کے لیے تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے اٹھ گیا، لارڈ تھری کی لاش اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد کر جانے لگا۔ فہمی نے اسے ایک ریوالور دیا اور کہا "اسے رکھ لو۔ تمہارے کام آئے گا۔"

وہ ریوالور لے کر چلا گیا۔ کوٹھی کے احاطے کے باہر وہ گاڑی تھی، جس میں وہ آیا تھا۔ وہ لاش کوڈکی میں چھپا کر گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔ بہت دور جانے کے بعد اس نے فہمی کے حکم سے ریوالور کی نال کو کنپٹی سے لگایا پھر ٹریگر کو دبادیا۔ تیز رفتار گاڑی یک لخت گھوم گئی۔ ایک ڈھلان پر آئی پھر الٹ کر نہر میں چلی گئی۔

فہمی نے دماغی طور پر حاضر ہو کر علی کو دیکھا۔ علی نے کہا "ہم مطمئن تھے کہ مختار شاہ جیسا دشمن مارا گیا ہے۔ اب کم از کم لاہور میں کوئی ہمارا دشمن نہیں ہے۔ تعجب ہے، نئے دشمن کہاں سے پیدا ہوگئے ہیں۔"

فہمی نے کہا "ہم جس کے ذریعے کچھ معلوم کرسکتے تھے۔ اسے زلزلے کے جھٹکے پہنچا کر مار ڈالا گیا ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ دشمن ایک نہیں ہے، کئی ہیں۔ انہوں نے اپنی سلامتی کی خاطر اپنے ساتھی کو ختم کردیا ہے۔"

علی نے کہا "ہم ان نئے پُراسرار دشمنوں کے سلسلے میں غور کریں گے۔ پہلے یہ تو معلوم ہو کہ ہماری اور دشمنوں کی نادیدہ گولیاں بے اثر کیسے ہوگئیں۔"

"واقعی یہ حیرانی کی بات ہے۔ یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ وہ بے اثر کیسے ہوگئیں؟"

"آؤ۔ ہم جناب تبریزی کے پاس چلیں۔ تاکہ ان سے بہت کچھ معلوم ہوسکے۔"

انہوں نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر بابا صاحب کے ادارے کی طرف روانہ ہوگئے۔

○☆○

پورس اپنی مہم میں مصروف تھا۔ اس نے دیوی کے ساتھ سفر شروع کیا تھا۔ پہلی منزل لاہور تھی۔ انہوں نے وہاں تھوڑی دیر کے لیے قیام کیا۔ اس شہر کے مختلف علاقوں میں وہ دوا اسپرے کی پھر وہاں سے روانہ ہوگئے۔

ان کی دوسری منزل تہران تھی۔ انہوں نے وہاں کے بھی مختلف علاقوں میں دوائیں اسپرے کیں پھر آگے بڑھ گئے۔ دیوی خوش تھی کہ جہاں علی تھا اور جہاں سونیا تھی، وہاں پہلے اسپرے کیا گیا ہے۔ پہلے فرہاد کی فیملی کے افراد کو ان گولیوں اور کیپسولوں سے محروم کیا جارہا ہے۔ اب انہیں آگے فرانس کے شہر پیرس جانا تھا۔ ادھر سفر کرنے کے دوران اس نے پورس سے کہا "پہلے ہم بابا صاحب کے ادارے کے اطراف پرواز کریں گے اور اچھی طرح دوائیں اسپرے کریں گے۔"

وہ بولا "پہلے کرو یا بعد میں، اسپرے تو کرنا ہی ہے۔ جیسا تم چاہوگی ویسا ہی ہوگا۔"

جب وہ پیرس پہنچے تو رات ہوچکی تھی۔ دیوی نے کہا "میں تو تھک گئی ہوں۔"

وہ بولا "تھکن تو ہوگی۔ بہتر ہے ہم آرام کریں۔ صبح اسپرے کریں گے۔"

انہوں نے ایک فائیو اسٹار ہوٹل میں قیام کیا پھر رات گزارنے کے لیے اپنے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ دیوی یہی موقع چاہتی تھی۔ وہ خیال خوانی کے ذریعے وہاں کے فوجی افسروں کے اندر جھانکنے لگی۔ وہ جانتی تھی، میجر ٹی ہنٹر نے گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں چھپا کر رکھا ہوگا۔ ٹی ہنٹر نے جن افسران کی تحویل میں وہ چیزیں رکھی تھیں ان افسران کے دماغوں کو لاک کردیا تھا۔

دیوی نے فوج کے اعلیٰ افسر کے چور خیالات سے معلوم کیا کہ ہیڈ کوارٹر کے ایک خاص حصے میں کسی کو جانے کی اجازت نہیں دی جاتی ہے۔ وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے اس ممنوعہ حصے میں پہنچ گئی۔ اسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اس نے بہت کچھ دیکھا۔ ایک کوارٹر کے ایک کمرے کی دیواریں فولاد کی طرح مضبوط بنائی گئی تھیں۔ دروازے بھی فولادی تھے۔ گویا اس کمرے کو آہنی تجوری بنایا گیا تھا۔ وہاں کا دروازہ مخصوص نمبروں کے ذریعے کھولا جاتا تھا۔

دیوی نے نمودار ہو کر اس اعلیٰ افسر کو زخمی کیا جس کے دماغ کو لاک کیا گیا تھا۔ زخمی ہونے کے بعد وہ دیوی کے قابو میں آگیا۔ اس نے مخصوص نمبروں سے دروازے کو کھولا۔ اندر بہت سے اہم فوجی ریکارڈز تھے۔ ان کے ساتھ نادیدہ بنانے والی گولیاں اور کیپسول بھی تھے۔ وہ سب مختلف پیکٹس میں رکھے ہوئے تھے۔ ہر پیکٹ میں تقریباً ایک ہزار گولیاں ہوں گی اور اتنے ہی کیپسول بھی ہوں گے۔ اس نے کیپسول کا ایک پیکٹ اور گولیوں کے چار پیکٹ لیے پھر افسر کو اس کے حال پر چھوڑ کر وہاں سے چلی آئی۔

وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کر کے پیرس سے پچیس کلومیٹر دور ایک ٹاؤن میں پہنچی پھر ان پیکٹس کو ایک جگہ حفاظت سے چھپا کر پیرس آئی۔ ہوٹل میں آکر اُس نے سب سے پہلے پورس کے کمرے میں آکر دیکھا، وہ گہری نیند سو رہا تھا۔ وہ بھی اپنے کمرے میں آکر سوگئی۔

دوسرے دن انہوں نے غسل کیا۔ لباس تبدیل کیے پھر ناشتا
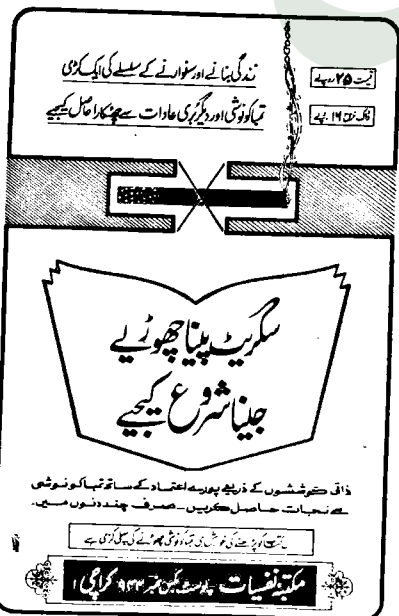
کرنے کے بعد دیوی نے کہا "اب ہم بابا صاحب کے ادارے کی طرف جائیں گے۔"

پورس نے کہا "وہ بڑا پُراسرار ادارہ ہے۔ کوئی بھی بغیر اجازت وہاں قدم رکھتا ہے تو پکڑا جاتا ہے۔ سنا ہے آج تک کوئی نادیدہ بن کر بھی وہاں نہ جاسکا۔ جناب تبریزی روحانی علوم کے حامل ہیں۔ وہ چھپ کر آنے والوں کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔"

"لیکن ہم ادارے کے اندر نہیں جائیں گے۔ اس ادارے کے اطراف پرواز کرتے ہوئے دوائیں اسپرے کریں گے۔ کیا وہ دوائیں ادارے کے اندر نہیں پہنچیں گی؟"

"ضرور۔ ادارے کے اندر ہر حصے میں وہ دوائیں اثر انداز ہوں گی۔"

ان دونوں نے نادیدہ بن کر وہاں سے پرواز کی۔ پیرس سے گزرتے ہوئے بابا صاحب کے ادارے کا رخ کیا۔ جب وہ ادارہ دو کلومیٹر کے فاصلے پر رہ گیا تو وہ آہستہ آہستہ زمین پر اترنے لگے۔ دیوی نے کہا "ہم نیچے کیوں اتر رہے ہیں؟"

"معلوم ہوتا ہے کیپسول کا اثر ختم ہورہا ہے اور دیوی یہ کیا، تم تو نظر آرہی ہو۔ کیا گولی منہ سے نکالی ہے؟"

"نہیں۔ گولی میرے اندر ہے۔ ہے بھگوان! تم بھی تو نظر آرہے ہو۔"

پورس اپنے ٹھوس جسم کو چھو کر دیکھنے لگا پھر بولا "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی ہم پر اسپرے کرسکتا ہے۔"

"ہم پر کون اسپرے کرے گا؟ ہمارے پاس جو دوا ہے' وہ کسی کے پاس نہیں ہوسکتی۔"

"بابا صاحب کے ادارے میں ناممکن کو بھی ممکن بنادیا جاتا ہے۔ میں ایسی دوا حاصل کرسکتا ہوں تو کیا ادارے والے حاصل نہیں کرسکتے؟ میں یقین سے کہتا ہوں' ہمیں ادارے کے قریب جانے سے روکنے کے لیے ہماری گولیوں اور کیپسولوں کو ناکارہ بنادیا گیا ہے۔"

وہ دونوں ایک دوسرے کو سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگے۔ یہ بات سمجھ میں آگئی کہ اس ادارے کے اندر تو کیا باہر بھی مخالفانہ خیالات رکھنے والوں کو قریب نہیں آنے دیا جاتا ہے۔

پھر انہیں اپنے اندر آواز سنائی دی "واپس جاؤ۔ اپنی زندگیاں ہارنے سے پہلے واپس جاؤ....."

○☆○

دیوی اور پورس حیران بھی تھے اور پریشان بھی۔ جو حربہ وہ دوسروں پر استعمال کررہے تھے وہی ان پر استعمال ہوگیا تھا۔ دونوں فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کررہے تھے۔ اچانک نیچے آتے آتے زمین پر پہنچ گئے پھر ایک دوسرے کے سامنے نمودار بھی ہوگئے۔ کیپسول کے ساتھ گولیاں بھی بے اثر ہوگئی تھیں۔

وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ایسی چیزوں کو بے اثر کرنے والی دوائیں بابا صاحب کے ادارے میں بھی ہوسکتی ہیں۔ اس ادارے کے قریب ہی ان کے کیپسول اور گولیاں ناکارہ ہوگئی تھیں۔ اس سے ظاہر تھا کہ وہ دوا اسی ادارے سے اسپرے کی گئی ہے پھر ان دونوں نے اپنے دماغوں میں کسی کی آواز سنی۔ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک لیا کرتے تھے۔ اپنے اندر آنے والوں کو بھگا دیا کرتے تھے لیکن اس آواز کو نہ بھگا سکے۔ یہ بات فوراً سمجھ میں آگئی کہ کوئی روحانی ٹیلی پیتھی کے ذریعے آیا ہے۔

اور وہ آنے والی ہستی جناب تبریزی کی تھی۔ انہوں نے تنبیہہ کی تھی "واپس جاؤ۔ اپنی زندگیاں ہارنے سے پہلے واپس جاؤ....."

پہلے تو وہ دونوں گونگے بن کر رہ گئے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا جواب دیں۔ ان سے واپس جانے کے لیے کہا جارہا تھا۔ اب وہ آگے جانے کا حوصلہ نہیں کرسکتے تھے اور ناکام واپس جانا نہیں چاہتے تھے۔ دیوی نے ہچکچاتے ہوئے کہا "ہم واپس چلے جائیں گے لیکن کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ایمان والے اور انصاف پسند ہیں۔ ہماری انصاف پسندی کو سمجھ رہے ہیں کہ ہم نے دوسروں کو ان چیزوں سے محروم کرنے سے پہلے خود کو ان چیزوں سے محروم کیا ہے۔"

"بے شک۔ ہم پورس کے اس جذبے کی قدر کرتے ہیں۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"انصاف کا تقاضا ہے کہ یہ چیزیں آپ کے ادارے میں بھی نہ ہوں لیکن اس سے پہلے کہ ہم انہیں ناکارہ بناتے' آپ نے ہمیں ناکارہ بنادیا ہے۔"

پورس نے کہا "ہم جانتے ہیں کہ بابا صاحب کے ادارے میں کبھی قدم نہیں رکھ سکیں گے۔ ہم تو دور سے دوا اسپرے کرنے والے تھے۔"

"ہم باہر کی کوئی چیز ادارے کے اندر نہیں آنے دیتے پھر دوا کے اثرات کو کس طرح اندر آنے دیتے۔ تمہاری اطلاع کے لیے ہم کہہ دیں کہ جب تم اپنے دیس میں اپنی چیزوں کو ناکارہ بنا رہے تھے تو ادھر ہم بھی ان چیزوں کو ضائع کرچکے تھے۔ اب ہمارے ادارے میں ایک گولی اور ایک کیپسول بھی نہیں ہے۔"

پورس نے کہا "دشمن بھی آپ کی سچائی' شرافت اور ایمان داری کے قائل ہیں۔ آپ نے یقیناً انہیں تباہ کردیا ہوگا لیکن میں



چاہتا ہوں ان کے نسخے بھی تباہ ہوجائیں۔"

"ہم نے نسخے تباہ نہیں کیے ہیں۔ ہم کچھ عرصے تک تمہیں آزمائیں گے۔ جب پوری طرح یقین ہوجائے گا کہ تم نے یہ چیزیں کہیں چھپا کر نہیں رکھی ہیں اور نہ ہی تمہارے پاس کوئی نسخہ ہے تو ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتے ہیں کہ اپنے تمام نسخے بھی تباہ کردیں گے۔"

چند سیکنڈ تک خاموشی رہی پھر آواز سنائی دی "تھوڑی دور جنوب کی سمت جاؤ۔ ہائی وے پر پہنچو گے تو ایک سفید کار وہاں ملے گی۔ وہ تمہیں پیرس پہنچادے گی۔"

وہ دونوں سر جھکا کر جانے لگے۔ اب کوئی ان کے دماغ میں نہیں بول رہا تھا۔

دیوی نے کہا "میں نے تمہیں سمجھایا تھا۔ کچھ زیادہ گولیاں اور کیپسول اپنے پاس رکھو۔"

"اب پریشانی کیا ہے؟"

"کیوں انجان بن رہے ہو؟ اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا ہے۔"

"ہوٹل کے کمرے میں ایک گولی اور ایک کیپسول ہے۔"

"تمہارے پاس ایک ایک ہے اور ہم دو ہیں۔"

"اب ہم جس ذخیرے کو ضائع کرنے جائیں گے وہاں سے ایک گولی اور ایک کیپسول تمہارے لیے حاصل کرلیں گے۔"

"پھر اسی ایک پر تمہاری سوئی اٹک گئی ہے۔ تم کچھ زیادہ اپنے پاس کیوں نہیں رکھتے ہو؟"

"اگر ہم زیادہ رکھ کر بابا صاحب کے ادارے کی طرف جاتے تو وہ تمام بھی ناکارہ ہوجاتے۔ تم چیزوں کی تعداد نہ دیکھو۔ اپنے مقاصد کے مطابق کام کرتی رہو۔"

وہ خاموش رہی۔ یہ سمجھ گئی کہ وہ بھی پارس کی طرح ضدی ہے۔ اس سے بحث کرنا فضول ہے۔ اس نے اس کی لاعلمی میں گولیاں اور کیپسول چھپا کر رکھ لیے تھے۔ اسے اطمینان تھا۔ وہ آئندہ بھی پورس کی مرضی کے خلاف ان چیزوں کا ذخیرہ کرنے والی تھی۔

بابا صاحب کے ادارے کی گاڑی نے انہیں پیرس کے ہوٹل تک پہنچا دیا۔ پورس نے اپنے کمرے میں آکر دراز میں سے ایک گولی اور کیپسول نکال کر کہا "گولی بڑی ہے۔ اس کے دو حصے ہوسکتے ہیں۔ اس طرح تم بھی نادیدہ بن سکتی ہو پھر تم میرے اندر رہوگی۔ میں فلائنگ کیپسول کے ذریعے پرواز کرکے میجرٹی ہنٹر کے ذخیرے تک پہنچوں گا۔"

دیوی نے اتنی دیر میں دوسری تدبیر سوچ لی تھی۔ اس نے کہا۔ "میں بہت تھک گئی ہوں۔ آرام کرنا چاہتی ہوں۔ تم اس گولی کے دو ٹکڑے نہ کرو۔ اسے تم ہی استعمال کرو۔"

"تم اتنے جوش اور جذبے سے اس نئی مہم میں شریک ہوئی ہو اور اتنی جلدی تھک رہی ہو۔ تمہیں میرے ساتھ ہمیشہ تازہ دم رہنا چاہیے۔"

"میں سچ مچ پورے جوش اور جذبے کے ساتھ آئی ہوں۔ پتا نہیں کیسے اچانک میری کمر میں درد ہورہا ہے۔ اس بار اکیلے چلے جاؤ پھر میں ہمیشہ تمہارے ساتھ رہوں گی۔"

"جب تکلیف میں ہو تو پھر مجبوری ہے۔ کیا تم میجرٹی ہنٹر کے ذخیرے کے بارے میں کچھ جانتی ہو؟"

"وہ ذخیرہ آرمی ہیڈ کوارٹر کے ایک حصے میں ہے۔ اس حصے میں صرف وہی افسران جاتے ہیں جو یوگا کے ماہر ہیں یا جن کے دماغوں کو لاک کردیا گیا ہے۔ تم کسی بھی افسر کو زخمی کرکے اس کے دماغ میں پہنچ سکو گے۔"

پورس نادیدہ بن کر وہاں سے چلا گیا۔ دیوی اپنے کمرے میں آئی۔ دروازے کو اندر سے بند کرکے بستر پر لیٹ گئی۔ پورس ابھی وہاں سے نہیں گیا تھا۔ وہ سمجھنا چاہتا تھا کہ دیوی نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کیوں کیا ہے؟

وہ نادیدہ بن کر اسے دیکھ رہا تھا۔ دیوی نے پچھلی رات جو گولیاں اور کیپسول حاصل کرکے ایک محفوظ جگہ چھپائے تھے ان میں سے کچھ گولیاں اور کیپسول اپنے لباس میں چھپا کر لے آئی تھی پھر اسے ہوٹل کے کمرے کے وارڈ روب میں چھپا دیا تھا۔ اگر وہ ابھی ان چیزوں کو وہاں سے نکالتی تو پورس کو اس کے فراڈ کا پتا چل جاتا لیکن ابھی اسے ضرورت نہیں تھی۔ وہ بستر پر آکر لیٹ گئی تھی۔ اس نے یوں آنکھیں بند کرلیں جیسے واقعی کمر میں درد ہورہا ہو اور تھکن محسوس کررہی ہو۔

پورس اسے خاموشی سے دیکھتا رہا پھر مطمئن ہوگیا کہ وہ سو رہی ہے اس لیے اطمینان کے ساتھ وہ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے اس طرح لیٹے رہنے سے دھوکا کھا گیا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ پورس وہاں تھا۔ وہ لیٹنے کے بعد آنکھیں بند کرکے خیال خوانی میں مصروف ہوگئی تھی۔

پہلے وہ امریکی فوج کے ایک اعلیٰ افسر کے دماغ میں پہنچی۔ وہ اس کا آلۂ کار تھا۔ اس نے آلۂ کار کو حکم دیا کہ ابھی لیبارٹری جائے اور گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ وہاں سے نکال لائے۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ ان چیزوں کو ہزاروں کی تعداد میں نکال لایا۔

دیوی نے حکم دیا "اسے اپنے مکان میں کسی محفوظ جگہ چھپا دو۔"

اس کا مکان واشنگٹن سے سو کلومیٹر دور ایک چھوٹے سے قصبے میں تھا۔ وہ فلائنگ کیپسول کے ذریعے سو کلومیٹر دور چلا گیا۔ اس کے بعد دیوی نے اسرائیل کا رخ کیا۔ وہاں کے ایک اعلیٰ حاکم سے بھی یہی کام لیا۔ وہاں کی لیبارٹری سے ہزاروں گولیاں اور کیپسول نکلوا کر انہیں بھی ایک محفوظ مقام تک پہنچا دیا۔

وہ اپنی چال بازیوں سے باز نہیں آئی۔ ایسی چال چل گئی کہ

آئندہ ٹیلی پیتھی کی دنیا میں تمام مخالفین گولیوں اور کیپسولوں سے محروم رہتے۔ وہ نادیدہ بننے اور پرواز کرنے والی ایک تنہا ہستی ہوتی اور ایک دیوی کی طرح سب پر غالب آتی رہتی۔

پورس نے آرمی ہیڈ کوارٹر پہنچ کر وہاں کا جائزہ لیا۔ وہاں ایک خاص فوجی کوارٹر کے اطراف سخت پہرا تھا۔ ان اعلیٰ افسران کے درمیان میجر ٹی ہنٹر بھی تھا اور تمام افسران کو ڈانٹ رہا تھا' پوچھ رہا تھا "وہ آہنی تجوری والا کمرا کیسے کھولا گیا؟ کس نے اسے کھولا تھا؟"

جس افسر کی ڈیوٹی تھی اس نے کہا "پچھلی رات اچانک مجھ پر حملہ کیا گیا۔ میں زخمی ہو گیا تھا۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا۔ وہ دروازے کو مخصوص نمبروں سے کھول کر اندر گئی تھی پھر گولیوں اور کیپسولوں کے چند پیکٹس لے کر اچانک نادیدہ ہو گئی تھی۔"

میجر ٹی ہنٹر نے کہا "اس کا مطلب ہے کہ وہ آنے والی نادیدہ بن جاتی تھی اور ٹیلی پیتھی بھی جانتی تھی۔ اس نے پہلے تمہیں زخمی کیا پھر تمہارے دماغ سے دروازہ کھولنے والے مخصوص نمبر معلوم کئے۔ اس طرح اس نے اندر پہنچ کر وہ گولیاں اور کیپسول حاصل کئے ہیں۔"

زخمی افسر نے کہا "میں اس عورت کی صورت نہ دیکھ سکا۔ پتا نہیں وہ کون تھی؟"

میجر ٹی ہنٹر نے کہا "دو ہی عورتوں پر شبہ کیا جا سکتا ہے۔ پچھلی رات میڈم سونیا آئی ہوگی یا پھر دیوی شی تارا۔"

پورس وہاں نادیدہ بنا ہوا ان کی باتیں سن رہا تھا۔ اس نے اپنی ذہانت سے سوچا۔ سونیا ان گولیوں اور کیپسولوں کو چوری کرنے نہیں آئے گی کیونکہ یہ چیزیں بابا صاحب کے ادارے میں ضائع کی جا چکی ہیں۔ وہ بابا صاحب کے ادارے کے اصولوں کی پابند ہے۔ اس ادارے سے تعلق رکھنے والے نہ یہ چیزیں کہیں سے چرائیں گے اور نہ انہیں استعمال کریں گے۔

پورس کی سمجھ میں یہی بات آرہی تھی کہ دیوی اس سے دھوکا کر رہی ہے۔ وہ پچھلی رات یہاں آئی ہوگی اور اپنی ضرورت کے مطابق گولیاں اور کیپسول چرا کر لے گئی ہوگی۔ اگر اس نے ایسا کیا ہے تو آئندہ بھی امریکا اور اسرائیل میں یہی کرے گی۔

"اس کتیا کی دُم واقعی ٹیڑھی ہے۔ جسے فرہاد اور اس کے بیٹے سیدھا نہ کر سکے' اسے سیدھا کرنے میں' میں اپنا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ ہوٹل جا کر اس کی چالبازی کو سمجھنے کی کوشش کروں گا۔ ابھی میجر ٹی ہنٹر سے نمٹنا چاہیے۔" اس نے سوچا۔

وہ میجر ٹی ہنٹر اور دوسرے افسران کے سامنے اچانک نمودار ہو گیا۔ ٹی ہنٹر بیٹھا ہوا تھا' اسے دیکھتے ہی اچھل کر بولا "پارس؟ تم؟"

"ہاں۔ میں یہ کہنے آیا ہوں کہ غائب ہو کر چوہے بلی کا کھیل ایک عرصے سے ہوتا آرہا ہے۔ میں یہ کھیل ختم کرنے آیا ہوں۔ تم اس سلینڈر کو دیکھ رہے ہو جو میری پشت سے بندھا ہوا ہے۔ میرے ہاتھ میں اس کی اسپرے نوزل ہے۔ میں اس میں موجود دوا اسپرے کروں گا تو نادیدہ بنانے والی تمام گولیاں اور فلائنگ کیپسول بے اثر ہو جائیں گے۔"

ٹی ہنٹر نے کہا "تمہاری یہ بکواس کچھ سمجھ میں نہیں آئی۔"

"کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں' جو عملی طور پر سمجھ میں آتی ہیں۔ میں تمہیں اپنے عمل سے سمجھا رہا ہوں۔"

پورس نے ہونٹوں کو سختی سے بھینچ لیا۔ سانس روک لی پھر اسپرے کرنے لگا۔ ٹی ہنٹر ایک انجانا خطرہ محسوس کرتے ہی گولی نگل کر نادیدہ بن گیا لیکن چند سیکنڈ کے بعد ہی وہ نمودار ہو گیا کیونکہ وہ سانس لے رہا تھا۔ سانس کے ساتھ اس دوا کے اثرات اندر تک گئے تھے اور گولی کو ناکارہ بنا چکے تھے۔ اس کے برعکس پورس نے سانس روک رکھی تھی۔ وہ اسپرے کرنے کے بعد نادیدہ بن کر فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں سے کئی کلومیٹر دور چلا گیا۔

میجر حیران تھا کہ گولی بے اثر کیسے ہو گئی؟ کیا واقعی وہ اسپرے کرنے والی دوا' نادیدہ بنانے والی گولیوں کو ناکارہ بنا دیتی ہے؟

اس نے ذخیرے میں سے ایک گولی لے کر اسے حلق سے نیچے اتارا۔ دوسرے افسروں نے بتایا کہ وہ نظر آرہا ہے۔ اس نے افسروں کو حکم دیا "مختلف پیکٹس سے ایک ایک گولی نکال کر آزماؤ۔ پارس یہاں آکر ایک نئی چال چل گیا ہے۔"

وہ افسران ایک ایک گولی نگلنے لگے مگر کوئی نادیدہ نہ ہو سکا۔ وہ نظر آرہے تھے۔ پورس نے ایک افسر کے دماغ میں آکر اس کی زبان سے ٹی ہنٹر کو مخاطب کیا "ہیلو میجر! میں وہی ہوں' جسے تم ابھی پارس کہہ رہے تھے جب کہ میں پارس نہیں ہوں۔ میرا نام پورس ہے۔ یہ ایک اتفاق ہے کہ میں پارس کا ہم شکل ہوں۔"

میجر نے کہا "پارس! تم ہمیں دھوکا نہیں دے سکتے۔ آج تم نے ہمیں بہت زبردست نقصان پہنچایا ہے۔ کوئی بات نہیں' ہم فارمولے کے ذریعے دوسری گولیاں تیار کر لیں گے۔"

پورس نے کہا "ان لمحات میں' میں آرمی سیکرٹ ریکارڈ روم میں ہوں۔ ان گولیوں اور کیپسولوں کے نسخے نکال کر جلا رہا ہوں۔ تم جب تک یہاں پہنچو گے' یہ سب جل کر راکھ ہو چکے ہوں گے۔"

میجر حلق پھاڑ کر چیخنے لگا "تم ایسا نہیں کر سکتے۔ انہیں جلاؤ گے تو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ دیکھو دشمنی نہ کرو۔ دوستی اور سمجھوتا کرو۔"

پورس نے کہا "ان گولیوں اور کیپسولوں کے سلسلے میں کوئی سمجھوتا نہیں ہوگا۔ بابا صاحب کے ادارے نے بھی خود ان گولیوں اور کیپسولوں کے ذخیروں کو ضائع کر دیا ہے۔ اس دنیا میں ایسے جتنے ذخائر ہیں' ان سب کو آج رات تک تباہ کر دیا جائے گا۔ آئندہ کوئی کسی کے سامنے غائب ہو کر جادوئی تماشے نہیں دکھائے گا۔"

میجر نے کہا "لیکن تمہارے پاس وہ گولیاں ہیں' تم یہاں سے

نادیدہ ہو کر گئے تھے۔"

"میرے پاس صرف ایک گولی اور ایک کیپسول ہے۔ میں آج رات تک تمام ذخائر کو تباہ کرنے کے بعد اپنی گولی اور کیپسول کو بھی ضائع کردوں گا۔"

"تم ایسا نہیں کرو گے۔ سب جانتے ہیں کہ تم کتنے مکّار ہو۔"

"تم مجھے پارس سمجھ کر ایسا کہہ رہے ہو جب کہ میں پورس ہوں۔ تم یقین کرلو۔ نہیں کرو گے تو میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ میں جارہا ہوں۔"

پورس دماغی طور پر اپنی جگہ حاضر ہوگیا۔ اس وقت وہ آرمی کے سیکرٹ روم میں تھا۔ گولیوں اور کیپسولوں کے تمام نسخے جلا کر راکھ کرچکا تھا۔ اب اسے ہوٹل میں دیوی کے پاس جانا چاہیے تھا لیکن اس نے سوچا' دیوی سے بعد میں نمٹا جائے گا۔ پہلے امریکا اور اسرائیل جاکر وہاں کے ذخیروں کو ناکارہ بنانا چاہیے اور معلوم کرنا چاہیے کہ دیوی ان ممالک کے ذخیروں پر بھی پہلے سے ہاتھ صاف کرچکی ہے یا نہیں؟

اس نے اپنی اگلی مہم میں دیوی کو ساتھ نہیں لیا۔ تنہا واشنگٹن پہنچ گیا۔ وہاں معلومات حاصل کرنے سے پتا چلا کہ ذخیرہ آرمی ہیڈ کوارٹر میں بھی ہے اور ایک خفیہ سرکاری لیبارٹری میں بھی۔ پہلے وہ لیبارٹری میں گیا۔ وہاں لیبارٹری انچارج کے خیالات پڑھے تو پتا چلا' تین گھنٹے پہلے فوج کا ایک اعلیٰ افسر آیا تھا اور کیپسولوں کا ایک بڑا پیکٹ اور گولیوں کے چار بڑے پیکٹس لے گیا تھا۔

پورس کا ماتھا ٹھنکا کہ دیوی وہاں پہلے ہی اپنی چال چل چکی ہے۔ اس نے لیبارٹری انچارج کو اس افسر سے فون پر بات کرنے پر مائل کیا۔ اس نے بات کی۔ پورس اس افسر کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ پتا چلا کہ دیوی نے اسے لیبارٹری جانے اور وہاں سے گولیاں اور کیپسول لانے کا حکم دیا تھا۔ وہ دیوی کی ہدایت پر ان چیزوں کو واشنگٹن سے سو کلو میٹر دور ایک چھوٹے سے قصبے میں لے گیا تھا اور وہاں اپنے ایک مکان میں انہیں چھپا دیا تھا۔

پورس نے اس لیبارٹری اور آرمی ہیڈ کوارٹر کے تمام ذخیروں کو ناکارہ بنادیا۔ دیوی نے بھی جو کچھ چھپایا تھا' اسے بھی ضائع کردیا پھر وہاں سے اسرائیل کے شہر تل ابیب آگیا۔ اب تو یہ سمجھ میں آگیا تھا کہ جہاں اسے جانا ہوتا ہے' اس سے پہلے دیوی وہاں پہنچ جاتی ہے اور اپنا کام دکھا دیتی ہے۔

اس نے تل ابیب پہنچ کر تمام یہودی اکابرین کے خیالات باری باری پڑھے۔ وہاں پتا چلا کہ دیوی نے ایک اعلیٰ حاکم کے ذریعے ذخیرے کو تل ابیب سے کئی کلو میٹر دور چھپایا ہے۔ پورس نے کسی ذخیرے کو سلامت رہنے نہیں دیا' سب کو ناکارہ بنادیا۔

وہ دن کے بارہ بجے پیرس سے امریکا اور پھر امریکا سے اسرائیل گیا تھا اور رات کے بارہ بجے واپس آگیا تھا۔ دیوی بارہ گھنٹے تک تنہا رہی اور یہ سمجھتی رہی کہ کچھ گڑبڑ ہے۔ پورس کو میجر لی ہنٹر سے نمٹ کر' اس کا ذخیرہ تباہ کرکے واپس ہوٹل آنا چاہیے تھا۔ اس کا یہ کام زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کا تھا۔ جب وہ دو گھنٹے تک نہیں آیا تو وہ کھٹک گئی۔ خیال آیا کہ میجر سے ٹکراؤ کے دوران میں اسے معلوم ہوسکتا ہے کہ پچھلی رات وہ وہاں واردات کرچکی ہے۔

اس نے وارڈ روب سے گولیاں اور کیپسول نکال لیے۔ ایک گولی نگل کر نادیدہ ہوگئی۔ اب پورس جب بھی آتا تو یہی سمجھتا کہ وہ تنہائی سے گھبرا کر کہیں گئی ہے اور وہ چھپ کر اسے دیکھتی رہتی اور سمجھتی رہتی کہ وہ کیا سوچ رہا ہے اور کیا کررہا ہے؟

جب شام ہوگئی اور وہ نہیں آیا تو خیال آنے لگا کہ وہ اس کا ساتھ چھوڑ چکا ہے۔ شاید اس کی چالاکیوں کو سمجھ کر ناراض ہوگیا ہے اور اگر واقعی ناراض ہے تو پھر کھل کر ناراضگی ہونی چاہیے۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا "پورس! تم کہاں ہو؟"

"میں اپنی موجودہ مہم میں مصروف ہوں۔"

"کیا میجر لی ہنٹر کا ذخیرہ تباہ کرنے میں اتنی دیر لگ گئی؟ تم بارہ بجے گئے تھے۔ اب شام کے پانچ بج رہے ہیں۔"

"کیا کروں؟ تم نہیں ہو۔ مجھے تنہا کام کرنا پڑ رہا ہے۔ اس وقت میں واشنگٹن میں ہوں۔"

"کیا؟" وہ حیرانی سے بولی "تم مجھے چھوڑ کر امریکا گئے ہو؟"

"ابھی آدھی رات تک یا صبح تک واپس آجاؤں گا۔"

"لیکن مجھے چھوڑ کر کیوں گئے؟"

"تم نے کہا تھا' تھک گئی ہو اور تمہاری کمر میں درد ہورہا ہے۔ ایسی حالت میں تم اتنا لمبا سفر نہیں کرسکتی تھیں۔ تم آرام کرو' میں آجاؤں گا۔"

اس نے سانس روکی۔ دیوی دماغی طور پر حاضر ہو کر سوچنے لگی۔ "وہ اچھے موڈ میں بول رہا تھا۔ اسے میری چالبازی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ مجھے اس معاملے کی تصدیق کرنا چاہیے۔"

وہ اس افسر کے دماغ میں گئی' جو میجر لی ہنٹر کا ماتحت تھا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ پارس آیا تھا لیکن خود کو پورس کہہ رہا تھا۔ وہ ذرا سی دیر کے لیے آیا تھا۔ دو چار باتیں کی تھیں پھر گولیوں اور کیپسولوں کو ناکارہ بنا کر چلا گیا تھا۔

اس افسر کے خیالات سے ایسی کوئی بات ظاہر نہیں ہوئی کہ پورس کو پچھلی رات کی واردات کا علم ہوا ہے۔ وہ پھر امریکی آلۂ کار کے اندر پہنچی۔ اس آلۂ کار فوجی افسر کو معلوم نہیں تھا کہ پورس آج اس کے دماغ میں آیا تھا اور اس کے چور خیالات اس نے پڑھے تھے۔

اسی طرح اسرائیل کے اعلیٰ حاکم کو بھی نہیں معلوم تھا کہ پورس کب آیا تھا؟ اس اعلیٰ حاکم کے خیالات نے بھی دیوی کو



مطمئن کردیا۔ اسے یقین ہوگیا' پورس کو نہ اس کی چال بازیوں کا علم ہے اور نہ وہ اس سے ناراض ہے۔ اس کی تھکن اور کمر درد کا خیال کرکے وہ تنہا گیا ہے۔

دیوی شی تارا کو ایسے اُلّو مرد بہت پسند تھے۔ وہ خوش ہوئی کہ پورس کے ساتھ اس کی اچھی گزرے گی۔ وہ آئندہ بھی جب چاہے گی' ضرورت کے مطابق اسے اُلّو بنایا کرے گی۔

وہ اپنے کمرے میں نمودار ہوگئی۔ پورس کی طرف سے کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ وہ اس کا انتظار کرنے لگی۔

○☆○

نتاشا اپنی چھوٹی بہن نتالیہ کے سلسلے میں پریشان تھی۔ وہ روز بہ روز پارس کی دیوانی ہوتی جارہی تھی اور نتاشا چاہتی تھی' وہ ایک مسلمان کے سحر سے نکل آئے اور کسی امیر کبیر یہودی سے شادی کرے۔

نتالیہ نے کہا "سسٹر! تم میرے لیے پریشان ہو اور میں تمہاری وجہ سے پریشان ہوں۔"

"میں نے کیا کیا ہے؟ کیا میں تمہاری طرح کسی سے عشق کر کے اسے اپنے رازوں میں شریک کررہی ہوں؟ تم نے تو پارس کو ہمارے تمام رازوں تک پہنچا دیا ہے۔"

"بے شک۔ وہ ہمارا راز دار بن گیا ہے لیکن ہمیں کتنے فائدے پہنچا رہا ہے۔ اس نے دیوی' جان کولن اور میجر لی ہنٹر کو ہماری مخالفت سے یعنی الپا سے دشمنی کرنے سے روک دیا ہے اور شاید وہ تینوں جاچکے ہیں۔ اب اس ملک میں الپا کی برتری ہماری برتری ہے۔ کیا تم پارس کے بغیر اتنی بڑی کامیابی حاصل کرسکتی تھیں؟"

"ہم نے ایک بڑی کامیابی حاصل کرنے کی بہت بڑی قیمت ادا کی ہے۔ اب وہ ہمیشہ ہم پر مسلط رہے گا۔ اگر وہ جانا بھی چاہے گا تو تم اسے جانے نہیں دوگی۔ پلیز نتالیہ! عقل سے کام لو۔ اب اس سے محبت نہ کرو۔ نفرت بھی نہ کرو۔ دور کی دوستی رکھو۔ خیال خوانی کے ذریعے رابطہ کرو۔"

"سسٹر! تم نے کبھی کسی مرد سے محبت نہیں کی۔ اگر کرتیں تو اس سے خیال خوانی کے ذریعے رابطہ رکھنے سے پیاس نہیں بجھتی۔ تم بھی اس مرد کی طرف کھنچی جاتیں۔"

"میں تمہاری طرح نادان نہیں ہوں کہ ایک مرد کو اپنے اوپر مسلط کرلوں۔ میری بات سمجھو۔ مرد ایک ضرورت ہے۔ جیسے کھانا' پینا اور پہننا اپنی اپنی جگہ اہم ضرورتیں ہیں۔ کسی دن کوئی ڈش چکھی' کسی دن کوئی اور ڈش' کسی دن ایک لباس پہنا' کسی دن دوسرا لباس پہن لیا۔ اسی طرح جب کسی مرد کی ضرورت ہوئی' اسے خیال خوانی کے ذریعے بلایا۔ ضرورت پوری کی پھر اسے رخصت کردیا۔ اس طرح کسی ایک مرد کی محتاجی نہیں رہتی۔"

"وہ عورت ہی کیا جو اپنے ایک اور صرف ایک مرد کی محتاج نہ ہو۔ جب ایک عورت اپنے مرد سے ہار کر اسے جیت لیتی ہے تو کتنی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں' ان مسرتوں کو نہ تم کبھی سمجھ پاؤگی اور نہ کبھی حاصل کرسکوگی۔ مجھے تم پر ترس آتا ہے سسٹر!"

نتاشا نے سوچا' پارس کا جادو نتالیہ کے سر چڑھ کر بول رہا ہے۔ کسی اور طریقے سے اس جادو کا توڑ کرنا ہوگا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پارس سے رابطہ کیا پھر اس سے پوچھا "کیا تم اس ملک سے جارہے ہو؟"

"کیا تمہارے ملک میں میرے حصے کا راشن ختم ہورہا ہے؟"

"میرے سوال کا سیدھا جواب دو۔"

"ٹیڑھے سوال کا ٹیڑھا جواب ہوا کرتا ہے۔ کیا یہ خبر سیٹلائٹ کے ذریعے نشر کی گئی ہے کہ میں یہاں سے جارہا ہوں۔"

"میں نے یہ سوچ کر پوچھا ہے کہ تم کسی ملک میں زیادہ عرصے تک نہیں رہتے ہو۔"

"یہ درست ہے۔ میں جلد ہی یہاں سے چلا جاؤں گا مگر نتالیہ میرا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔"

"تم اسے اطلاع دیے بغیر چپ چاپ چلے جاؤ۔"

"کتنے پیسے دوگی؟"

"آگئے نا اپنی اوقات پر؟ تم ڈالرز اور پاؤنڈ میں جتنی دولت چاہو گے' میں تمہیں دوں گی۔"

"میں مذاق کررہا تھا۔ ہمارے پاس دولت کی کمی نہیں ہے۔ میں کچھ اور چاہتا ہوں۔"

"جو چاہو گے' دوں گی۔ منہ کھولو۔"

"آ...... آ......" کی آواز سنائی دی۔ نتاشا نے پوچھا "یہ کیسی آواز نکال رہے ہو؟"

"میں منہ کھول رہا ہوں۔"

"منہ کھولنے کا مطلب ہے' اپنا مدعا بیان کرو۔ کیا چاہتے ہو؟"

"جس طرح دل کے بدلے دل اور جان کے بدلے جان لی جاتی ہے اسی طرح میں عورت کے بدلے عورت لوں گا۔"

"یعنی نتالیہ کو چھوڑنے کی شرط یہ ہے کہ تم اس کے بدلے دوسری یہاں سے لے جاؤ گے؟"

"ہاں' میری یہی شرط ہے۔"

"یہ تو بہت معمولی سی شرط ہے۔ تم یہاں سے جسے لے جانا چاہتے ہو' لے جاؤ۔"

"کیا وعدہ کرتی ہو کہ جسے لے جانا چاہوں گا' تم اعتراض نہیں کروگی؟"

"میں نتالیہ کو تمہارے سحر سے نجات دلانے کے لیے یہاں کی کسی بھی یہودی عورت کی قربانی دوں گی۔ یہ بتاؤ کب جارہے ہو؟ اور کسے لے جارہے ہو؟"

"میں آج ہی جارہا ہوں اور الپا کو ساتھ لے جارہا ہوں۔"

"کیا؟" وہ چیخ کر بولی "الپا کو لے جاؤ گے؟ یہاں جو ہماری حکمرانی کا ذریعہ ہے' اسے لے جاؤ گے؟"

"دیکھو۔ تم نے کہا تھا' اعتراض نہیں کرو گی۔"

"تم بہت مکار ہو۔ تم نے الپا کی بات نہیں کی تھی۔"

"اب کر رہا ہوں تو سمجھ لو' میں الپا کو سحرزدہ کر کے لے جاؤں گا۔ تم اعتراض کرو گی تو الپا کو چھوڑ کر ثنالیہ کو لے جاؤں گا۔ بولو کیا منظور ہے۔"

"اب پتا چل رہا ہے کہ تم کتنے مکار ہو۔ تم نے ثنالیہ کو اپنی محبت کے جال میں اسی لیے پھنسایا ہے کہ الپا کو خود سحرزدہ کر کے اپنے زیر اثر رکھو اور میں اپنی بہن کو حاصل کرنے کی خاطر الپا پر تمہاری حکمرانی بھی قبول کر لوں۔"

"یہ تمہارا خیال ہے۔ مجھے تو عورت کے بدلے عورت چاہیے۔"

"ثنالیہ اور الپا کے علاوہ یہاں بے شمار حسینائیں ہیں۔"

"تم بھی حسین ہو مگر گھسی پٹی ہو۔"

"یو شٹ اپ!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی پھر ادل فول بکنے لگی۔ پارس نے سانس روک کر اسے اپنے دماغ سے بھگا دیا۔

ثنالیہ دوڑتی ہوئی نتاشا کے بیڈ روم میں آئی پھر حیرانی سے بولی۔ "سسٹر! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیوں اس طرح چیخیں مار رہی ہو؟ آخر اتنی گالیاں کسے دے رہی ہو؟"

"اسی کمینے پارس کو گالیاں دے رہی ہوں۔ وہ مجھے گھسی پٹی کہہ رہا تھا۔ وہ خود کو کیا سمجھتا ہے؟ کیا وہ گلفام ہے؟ اس سے زیادہ خوب رو نوجوان میری تنہائی میں آ چکے ہیں۔"

وہ غصے کی حالت میں یہ محسوس نہ کر سکی کہ پارس اس کے دماغ میں آیا ہے۔ اس نے آتے ہی اس کی زبان سے کہا "اگر وہ ایک بار میری تنہائی میں آ جائے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ میں گھسی پٹی نہیں ہوں پھر وہ میرا ہو جائے گا اور تمہارا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

یہ کہتے ہی وہ اس کے دماغ سے نکل آیا۔ ثنالیہ نے حیرانی اور غصے سے کہا "سسٹر! تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟ کیا میرے پارس کو اپنی تنہائی میں بلانا چاہتی ہو؟ تمہیں شرم آنی چاہیے۔ ایسی خواہش تمہارے اندر ہے اسی لیے تم مجھے میرے پارس سے دور کرنا چاہتی ہو۔"

نتاشا بوکھلا گئی۔ سوچنے لگی کہ وہ غصے میں کیسی بے تکی باتیں کر رہی تھی "او گاڈ! پارس نے میری توہین کر کے مجھے جنون میں مبتلا کر دیا تھا۔ میں ایسی باتیں کہہ گئی' جو میرے دل میں کبھی نہیں تھیں۔"

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر بستر کے سرے پر بیٹھ گئی۔ ثنالیہ نے پوچھا "کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ پارس نے تمہارے دماغ میں آ کر تمہیں ایسا کہنے پر مجبور کیا؟ جب کہ تمہارے دماغ میں کوئی آ نہیں سکتا۔ تم سانس روک لیتی ہو۔"

"پلیز ثنالیہ! مجھے سمجھنے کی کوشش کرو۔ میں یہ نہیں کہتی کہ پارس میرے دماغ میں آیا تھا لیکن اس نے میری ایسی توہین کی تھی کہ میں جنون میں مبتلا ہو گئی تھی۔"

"اس نے تمہاری تنہائی میں آنے سے انکار کیا تو تم نے توہین محسوس کی اور چیلنج کر دیا کہ وہ ایک بار تمہارے پاس آئے تو مجھے بھول جائے گا۔"

"بکواس مت کرو۔ میں نے جو کہا' غصے اور جنون میں کہا۔ تم اس حقیقت کو سمجھو کہ ہم دونوں ایک دوسرے پر اندھا اعتماد کرتے تھے۔ جب سے پارس ہمارے درمیان آیا ہے' تمہارا اعتماد مجھ پر کمزور ہو گیا ہے۔ بہتر ہے تم جاؤ۔ مجھے تنہا چھوڑ دو۔"

"میں یہ یاد دلانے آئی ہوں کہ الپا ہمارے اکابرین کے اجلاس میں شریک ہونے جا رہی ہے۔ پندرہ منٹ کے بعد اجلاس شروع ہو گا۔ تمہارا موڈ ٹھیک ہو تو الپا کے اندر چلی آنا۔ میں اس کے پاس جا رہی ہوں۔"

وہ چلی گئی۔ نتاشا اپنے دماغ سے غصہ نکال کر... نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگی۔

کرسٹووسکی نے دو چار یہودی اکابرین کے دماغوں میں آ کر کہا تھا کہ اسرائیل کے اعلیٰ حاکم کی جنس پارس نے تبدیل کی تھی لیکن الزام کرسٹووسکی پر عائد کیا گیا ہے لہٰذا تمام اکابرین کو یک جا کیا جائے تاکہ ان سب کے سامنے حقائق بیان کیے جا سکیں۔ اس لیے انہوں نے وہ اجلاس طلب کیا تھا۔

اس اجلاس میں الپا اور برین آدم بھی آئے اور کرسٹووسکی نے بھی اپنی آواز سنا کر کہا "میں بھی یہاں موجود ہوں اور الپا کی طرح نادیدہ بنا ہوا ہوں۔"

برین آدم نے کہا "الپا یہ ثابت کر چکی ہے کہ پارس نہ یہاں آیا تھا اور نہ اب یہاں ہے۔ اس نے ہمارے ملک میں کوئی تخریبی کارروائی نہیں کی ہے لیکن ان ہارمونز کے انجکشنوں کو پہلی بار تم نے ہمارے اکابرین پر آزمایا ہے اور ان کی جنس تبدیل کی ہے۔"

کرسٹووسکی نے کہا "یہ محض الزام ہے۔ میرے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔"

"جان کولن اور دوسرے امریکی اکابرین کا بیان ہے کہ وہ انجکشن ابھی تجربہ گاہ میں اچھی طرح آزمائے نہیں گئے تھے۔ اس سے پہلے ہی روسی سراغ رساں نے وہ انجکشن چرا لیے تھے۔ پہلے کرسٹووسکی نے انہیں استعمال کیا ہے پھر اس نے اپنے ساتھی روزانووسکی کو وہ انجکشن دیے۔ کیا یہ غلط ہے؟"

کرسٹووسکی نے کہا "سچ یہ ہے کہ جان کولن نے ان انجکشنوں کو ایران میں استعمال کرنا چاہا لیکن سونیا نے امریکی سازش کو بے نقاب کر دیا۔ جتنے ایجنٹ اور آلۂ کار وہ انجکشن مسلمانوں پر استعمال کرنا چاہتے تھے' سونیا نے ان سب کی جنس تبدیل کر دی۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔"



برین آدم نے کہا "ہاں۔ سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا کو یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ روزانووسکی ایسے انجکشن استعمال کرنے کے دوران میں مارا گیا ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟"

"آپ لوگ ہم روسیوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ ابھی تک ہم نے یہودیوں سے دشمنی نہیں کی تھی لیکن مجھے بتانا ہی ہو گا کہ روس سے آنے والا یہ کرسٹووسکی کتنا خطرناک ہے۔"

الپا نے کہا "تم ہمیں چیلنج کر رہے ہو۔"

"یہ کھوکھلا چیلنج نہیں ہے۔ اس وقت میری پشت پر بندھے ہوئے کِٹ میں ہارمونز کے سیکڑوں انجکشن ہیں۔ میں اس اجلاس سے جا رہا ہوں اور چن چن کر یہاں کے اکابرین کی جنس تبدیل کروں گا۔"

الپا نے کہا "ابھی نہ جاؤ۔ رک جاؤ۔ پہلے میری بات سنو۔"

"میں جا رہا ہوں۔ وقت کسی کے کہنے سے نہیں رکتا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی اچانک حالات نے پلٹا کھایا۔ وہ اجلاس میں بیٹھے ہوئے افراد کے درمیان سے گزرنے کے دوران میں نمودار ہو گیا۔ الپا نے بلند آواز میں کہا "وہ نمودار ہو کر جا رہا ہے۔ اسے گرفتار کر لو۔"

ایسا کہنے کے دوران میں خود الپا نمودار ہو گئی۔ برین آدم نے حیرانی سے پوچھا۔ "الپا! یہ کیا؟ تم نے گولی منہ سے کیوں نکالی ہے؟ کیوں نمودار ہو رہی ہو؟"

گولی ابھی الپا کے اندر تھی اور وہ حیران ہو رہی تھی۔ ادھر کئی فوجی جوانوں نے کرسٹووسکی کو نرغے میں لے لیا۔ اس کے پاس بچاؤ کے لیے گن تھی لیکن اس کے چاروں طرف گن مین تھے۔ وہ ایک گولی چلاتا تو چاروں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی۔

وہ بھی حیران ہو رہا تھا کہ نمودار کیسے ہو گیا ہے اور گولی بے اثر کیوں ہو گئی ہے؟ الپا نے دوسری گولی نکال کر نگل لی۔ برین آدم نے انکار میں سر ہلا کر کہا "نہیں۔ تم سامنے نظر آ رہی ہو۔ معلوم ہوتا ہے' تمام گولیاں بے اثر ہو گئی ہیں۔"

اکابرین پوچھنے لگے "بات کیا ہے؟ نادیدہ بننے والے نمودار کیسے ہو رہے ہیں؟"

برین آدم نے کہا "ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ پہلے کرسٹووسکی سے نمٹا جائے۔"

الپا نے اس سے کہا "ہیلو روسی! بہت اچھل رہے تھے۔ میں نے رکنے کے لیے کہا تو تم نے جواب دیا تھا' وقت کسی کے کہنے سے نہیں رکتا مگر دیکھ لو۔ تمہاری بدقسمتی نے کس طرح تمہیں روک دیا ہے۔"

برین آدم نے کہا "تم الپا پر یہ الزام لگانا چاہتے تھے کہ اس نے پارس کو اس ملک میں چھپا رکھا ہے اور پارس جو تخریبی کارروائیاں کر رہا ہے' ان سب کا الزام تم پر لگایا جا رہا ہے۔ اب تم ٹارچر سیل میں سچ اگل دو گے۔"

کرسٹووسکی نے کہا "واقعی اسے بدقسمتی کہتے ہیں۔ عین وقت پر نادیدہ بنانے والی گولی نے دھوکا دیا ہے۔ میں تو جیتی ہوئی بازی ہار گیا۔"

اسے نہتا کر کے اس کی پشت پر بندھی ہوئی کِٹ کو قبضے میں لے لیا گیا۔ اس کِٹ میں ہارمونز کے سیکڑوں انجکشن تھے۔ الپا نے کہا "کرسٹووسکی! تمہارے لیے ایک خوش خبری ہے۔ ہم تمہیں سزائے موت نہیں دیں گے۔ تمہارا لایا ہوا انجکشن تمہیں دیں گے پھر تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیں گے۔"

اس وقت نتاشا' ثنالیہ اور پارس الپا کے اندر موجود تھے۔ دونوں بہنیں اپنے اپنے کمرے میں تھیں۔ پارس نادیدہ بن کر ثنالیہ کے بیڈ روم میں آ گیا تھا پھر وہ بھی اچانک نمودار ہو گیا تھا۔ ثنالیہ نے اسے دیکھ کر کہا "تم سسٹر کی وجہ سے نادیدہ رہنے والے تھے پھر نمودار کیوں ہو گئے؟"

وہ خیال خوانی کے ذریعے اس اجلاس میں کرسٹووسکی اور الپا کے نمودار ہونے کا تماشا دیکھ چکا تھا۔ ثنالیہ کی بات سن کر اس نے حیرانی سے کہا "اوہ خدایا! میری بھی گولیاں بے اثر ہو گئی ہیں۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟"

ثنالیہ نے اپنی گولی کو آزمایا۔ اسے نگل کر آئینے کی طرف دیکھا تو وہ بھی نادیدہ نہیں ہوئی تھی۔ نظر آ رہی تھی۔ وہ پریشان ہو کر بولی۔ "پارس! یہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟"

اس وقت پارس آنکھیں بند کیے بابا صاحب کے ادارے میں پہنچا ہوا تھا پھر اس نے آنکھیں کھول کر کہا "یہ صرف ہمارے ساتھ ہی نہیں' سب کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ساری دنیا میں جہاں جہاں نادیدہ بنانے والی گولیاں اور فلائنگ کیپسول ہیں' ان سب کو ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔"

"واقعی؟ ایسا کس نے کیا ہے؟"

"کوئی جیالا ہے۔ ایک نئے عزم اور حوصلے سے ٹیلی پیتھی کی دنیا میں آیا ہے اور آتے ہی یہ نیک کام کر رہا ہے۔ چونکہ اسے بابا صاحب کے ادارے میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اس لیے جناب تبریزی نے خود ہی ان گولیوں اور کیپسولوں کے ذخیروں کو ضائع کر دیا ہے۔ اب ہمارے ادارے میں ایک گولی اور ایک کیپسول بھی نہیں ہے۔"

ثنالیہ نے کہا "لیکن یہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ ہم ان گولیوں کے ذریعے بڑی بڑی مشکلوں سے بڑی آسانی سے گزر جاتے تھے۔ اب تو قدم قدم پر مسئلے پیدا ہوں گے۔ اب ہمیں معمولی دشمنوں سے بھی چھپ چھپ کر رہنا ہو گا۔ ہم کسی دشمن کے سامنے نہیں جا سکیں گے۔"

"تم تصویر کا ایک ہی رخ دیکھ رہی ہو۔ اس کا دوسرا رخ یہ

ہے کہ تمہارے دشمنوں کو بھی گولیوں کے بغیر چھپنا ہوگا۔"

"میں تو اپنی پرابلم دیکھ رہی ہوں۔ میرے پاس گولیاں ہونی چاہئیں۔ دشمن ان سے محروم رہیں تو بہت اچھا ہے۔"

"افسوس تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہوسکے گی۔ مجھے جو معلومات حاصل ہوئی ہیں' اس کے مطابق اب ہماری دنیا میں ایک گولی اور ایک کیپسول بھی نہیں ہے۔ اب یہ چیزیں تم کہیں سے حاصل نہیں کرسکوگی۔"

نتاشا دروازہ کھول کر اندر آئی۔ نتالیہ نے کہا "سسٹر! یہ خلافِ تہذیب ہے۔ تمہیں دروازے پر دستک دینا چاہیے تھی۔"

"مجھے تہذیب نہ سکھاؤ۔ ایک مرد کو اپنے بیڈ روم میں بلانا تہذیب ہے یا بے شرمی؟"

پارس نے کہا "اب تو کوئی نادیدہ بن نہیں سکتا۔ میں چھپ کر آیا تھا' نمودار ہوگیا۔ گولیوں کے ضائع ہوجانے سے اب یہ مشکل ہوگئی ہے کہ کوئی عاشق چھپ کر اپنی محبوبہ سے نہیں مل سکے گا۔"

نتاشا نے پوچھا "آخر یہ گولیاں بے اثر کیسے ہوگئی ہیں؟ میں کئی گولیاں آزما چکی ہوں۔"

"اب آزمانے کے لیے بندوق کی گولی رہ گئی ہے۔"

نتاشا نے غصے سے کہا "اے! ہم بہنوں کے بیچ میں نہ بولا کرو۔"

پارس نے نتالیہ سے کہا "مجھے تم دونوں کے درمیان نہیں رہنا چاہیے۔ میں جارہا ہوں۔"

"تم نہیں جاؤ گے۔ سسٹر! تم پارس سے سیدھے منہ بات کیوں نہیں کرتی ہو۔"

"منہ سیدھا ہوگا تو بات کریں گی۔"

"دیکھو نتالیہ! یہ کیسے بول رہا ہے۔ یہ بات بات پر میرا مذاق اڑاتا ہے۔"

نتالیہ نے پارس سے کہا "تم بھی تو زیادتی کرتے ہو۔ میری بڑی بہن کے سامنے ادب سے بولا کرو۔"

"ہاں' میں نے سنا ہے گھر والی کی بڑی بہن ساس کے برابر ہوتی ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ عزت نہ کی جائے تو ساس کلیجا چبا لیتی ہے۔ میں جارہا ہوں' اب ہم شام کو ملیں گے۔"

وہ اٹھ کر جانے لگا۔ نتالیہ نے پوچھا "یہ تو بتاؤ کہاں ملوگے؟"

"بتاؤں گا تو یہ محترمہ ہم سے پہلے وہاں پہنچ جائیں گی۔"

اس سے پہلے کہ نتاشا اسے کچھ کہتی' وہ تیزی سے چلا گیا۔ نتاشا نے کہا "ہم آگ اور پانی ہیں۔ ہم کبھی ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

"پارس کے ساتھ مجھے رہنا ہے' تمہیں نہیں۔ تم ذرا سوچ کر بولا کرو۔"

"تمہارا دماغ چل گیا ہے۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھ رہی ہو۔ اوہ! میں تو بھول ہی گئی تھی' کچن میں چائے تیار کرکے آئی ہوں' ابھی لاتی ہوں۔"



وہ اٹھ کر کچن میں آئی' وہاں کیتلی سے دو پیالیوں میں چائے انڈیلی' دودھ اور چینی ملائی پھر ایک کپ میں تھوڑی سی اعصابی کمزوری کی دوا حل کردی۔ ایک چھوٹی سی ٹرے میں دونوں پیالیاں رکھ کر وہ بہن کے پاس آئی پھر وہ خاص پیالی اٹھا کر اس کے ہاتھ میں تھمادی۔ اس کے بعد چائے کی ایک چسکی لے کر بولی "مجھے پارس سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے۔ وہ اچھا ہے مگر مسلمان ہے۔"

"کتنی ہی یہودی لڑکیاں مسلمانوں سے شادیاں کرکے شاندار ... زندگیاں گزار رہی ہیں۔ میں بھی پارس کے ساتھ ایک خوشگوار ... زندگی گزاروں گی۔"

وہ چائے پی رہی تھی اور بولتی جارہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ دل و جان سے چاہنے والی بہن اس کے ساتھ دشمنوں جیسی حرکت کرے گی۔ پیالی خالی ہوگئی۔ وہ پریشان ہوکر بولی "میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

"چائے میں چینی زیادہ پڑگئی تھی۔ زیادہ مٹھاس کی وجہ سے طبیعت گھبراتی ہے۔ تم آرام سے بستر پر لیٹ جاؤ۔"

وہ بے حد کمزوری محسوس کررہی تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر بستر پر آگئی۔ دماغ اس حد تک کمزور ہوگیا تھا کہ وہ اپنی بہن کی سوچ کی لہروں کو بھی محسوس نہ کرسکی۔ نتاشا نے اس کی سوچ میں کہا "میں آنکھیں بند کرکے سو جاؤں تو کچھ آرام آجائے گا۔"

اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ نتاشا نے اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے تھپک تھپک کر سلادیا۔ جب وہ گہری نیند میں ڈوب گئی تو وہ اس پر تنویمی عمل کرنے لگی۔

نتاشا چاہتی تھی وہ پارس کو بالکل بھول جائے۔ کبھی بھولے سے بھی یاد نہ آئے اس لیے تنویمی عمل کے ذریعے پارس کو اس کے دماغ سے یکسر مٹا دیا۔ اس کے ذہن میں یہ نقش کیا کہ وہ پارس کا چہرہ بھول جائے۔ کہیں اسے دیکھے تو پہچاننے سے انکار کردے۔ اس کی آواز اور لہجہ بھی یاد نہ رہے۔ اس کی سوچ کی لہروں کو سنتے ہی وہ سانس روک کر اسے بھگا دیا کرے۔

نتاشا نے سوچا "نتالیہ اب بچی نہیں رہی ہے۔ وہ جوان ہے۔ اسے ایک مرد سے چھڑانے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا۔ وہ ذہنی انتشار میں مبتلا ہوجائے گی۔ اس کی اب شادی ہوجانی چاہیے۔"

یہ سوچ کر اس نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے ذہن میں یہ بات نقش کردی کہ وہ کسی امیر کبیر یہودی جوان کو پسند کرے گی اور اس سے شادی کرے گی۔

اس وقت پارس دوسرے معاملات میں مصروف ہوگیا تھا ورنہ نتالیہ سے دماغی رابطہ قائم کرتا تو اسے نتاشا کی چال معلوم ہوجاتی۔ نتالیہ سے شام کو ملاقات کا وقت مقرر ہوا تھا اس لیے وہ مطمئن تھا۔

سونیا کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ایک ماتحت نے اس کے پاس آکر کہا "سر! میڈم بلا رہی ہیں۔"

پارس نے سونیا کے پاس آکر کہا "یس مما! کیا بات ہے؟"

"میں یہاں تہران میں کچھ عرصے مصروف رہوں گی۔ ہم میں سے کسی ایک کو واشنگٹن میں رہنا چاہیے۔"

"آپ چاہتی ہیں' میں وہاں چلا جاؤں۔"

"ہاں۔ جب تک ہم میں سے کوئی ان کے سروں پر مسلط نہیں رہے گا تب تک وہ انسان نہیں بنیں گے۔"

"ٹھیک ہے مما! میں کل صبح کی پہلی فلائٹ سے چلا جاؤں گا۔"

اس نے دماغی طور پر حاضر ہوکر ریلی ڈونا کے متعلق سوچا پھر اس کے پاس پہنچ گیا۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ پارس نے جکارتہ میں رہنے کے دوران میں اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ پارس کے زیرِ اثر رہا کرتی ہے۔ اس وقت بھی وہ اس کی سوچ کی لہروں کو اپنے دماغ میں محسوس نہیں کررہی تھی۔

اس کی سوچ بتا رہی تھی کہ اس کی گولیاں اور کیپسول بھی بے اثر ہوگئے ہیں اور وہ سوچ سوچ کر پریشان ہورہی ہے کہ آئندہ نادیدہ بن کر خطرناک دشمنوں کے سامنے نہیں جاسکے گی۔

موجودہ حالات میں اس کی سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ صالحہ اپنے محل کے تہ خانے میں جاکر وہاں سے چندر مکھی ہیرا نکال کر لانے والی تھی اور ریلی ڈونا اب نادیدہ بن کر اس کے قریب نہیں رہ سکتی تھی۔ اگر پہلے کی طرح نادیدہ رہ سکتی تو وہ نایاب ہیرا صالحہ سے چھین کر لے جاتی۔

پارس نے اسے مخاطب کیا "ہیلو ریلی! کیا ہورہا ہے؟"

وہ چونک کر بولی "تم؟ تمہیں اب میری یاد آئی ہے بے وفا' ہرجائی۔"

"اجازت لے کر جانے والے کو بے وفا ہرجائی نہیں کہتے۔"

"مگر تم کہاں ہو؟"

"آہ! مت پوچھو کہاں ہوں؟ سامری جادوگر کی قید میں ہوں۔"

"فضول بات مت کرو۔"

"میں سچ کہہ رہا ہوں' بڑی مصیبت میں ہوں۔ اس نے مرغی کے ایک انڈے میں مجھے بند کردیا ہے۔"

"دیکھو پارس! مذاق مت کرو۔ کیا سچ کہہ رہے ہو؟"

"تمہاری جان کی قسم' جھوٹ بولوں تو مرجاؤں۔ میں جس مصیبت میں ہوں' شاید تم اس سے نجات دلا سکو۔"

"میں تمہارے لیے کیا کرسکتی ہوں؟"

"دال باسی ہو تو دماغ کام نہیں کرتا۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ کم بخت سامری جادوگر دن رات مجھے دال کھلاتا ہے۔ دال باسی ہوجائے تب بھی کھلاتا ہے۔ میرا دماغ یہ سوچنے کے قابل
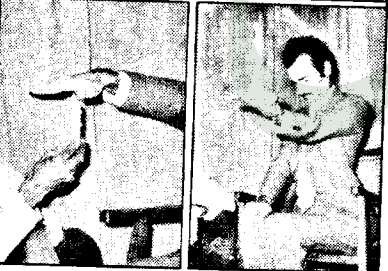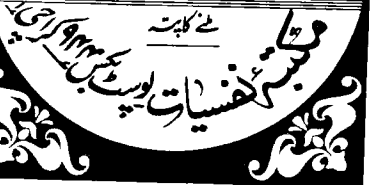
نہیں رہا ہے کہ مجھے انڈے کے اندر سے کیسے نکلنا چاہیے اور مجھے یہ یاد نہیں رہا ہے کہ بچے کتنے دن میں انڈے سے نکلتے ہیں۔"

"میرا خیال ہے اکیس دن میں نکلتے ہیں۔"

"او گاڈ! مجھے اکیس دن تک انڈے میں رہنا پڑے گا جبکہ میں آج ہی تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔"

"تمہیں فوراً آنا چاہیے۔ میں بھی مصیبت میں ہوں۔"

"کیا تم بھی کسی انڈے میں ہو؟"

"نہیں' میری نادیدہ بنانے والی گولیاں بے اثر ہو گئی ہیں۔"

"یہی میں کہنا چاہتا تھا۔ میری گولیاں بھی بے اثر ہو گئی ہیں ورنہ میں نادیدہ بن کر انڈے سے نکل آتا۔"

"کیا تم نے انڈا...... انڈا لگا رکھا ہے۔ مجھے ابھی تک یقین نہیں آرہا ہے کہ تم کسی جادوگر کی قید میں ہو۔"

"ٹھیک ہے' یقین نہ کرو۔ میں اکیس دن کے بعد نکل کر آؤں گا۔"

"پارس! مجھے ابھی تمہاری ضرورت ہے۔"

"پھر میں کیا کروں؟ وقت سے پہلے نکلنے والے بچے ایب نارمل ہوتے ہیں۔ ویسے سنا ہے کہ پولٹری فارم والے صبح و شام بچے نکالتے رہتے ہیں۔ تم کسی پولٹری فارم والے سے رجوع کرو۔ ہو سکتا ہے' وہ مجھے ایک ہی دن میں نکال کر تمہارے پاس پہنچا دے۔"

"تمہاری بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کتنا سچ کہتے ہو اور کتنا مذاق کرتے ہو۔ اگر تمہیں نہیں آنا ہے تو صاف کہہ دو۔ یوں باتیں نہ بناؤ۔"

"میں بہانے نہیں کر رہا۔ مجبور ہوں اس لیے نہیں آسکتا۔ میں پھر آؤں گا۔ تم اس وقت تک معلوم کرو کہ پولٹری فارم والے ایک ہی دن میں کس طرح انڈے سے بچہ نکالتے ہیں۔"

"او گاڈ! تم نے مجھے انڈے اور بچے میں الجھا رکھا ہے۔ مجھے اپنی پرابلم بتانے کا موقع ہی نہیں دے رہے ہو۔"

"پرابلم سنا کر کیا کرو گی۔ میں قیدی ہوں' مجبور ہوں۔ تمہارے کسی کام نہیں آسکوں گا۔ مجھے اپنے پاس بلانے کا بس یہی ایک طریقہ ہے کہ معلومات حاصل کرو۔ کیا دیسی مرغی کا انڈا' ولایتی مرغی کے انڈے کی طرح صرف ایک دن میں نکل سکتا ہے۔"

وہ بے زار ہو کر بولی "فار گاڈ سیک! تم جاؤ۔ میں اکیلی ہی بھلی۔"

پارس اس کے دماغ سے نکل آیا۔ شام ہو رہی تھی۔ نتالیہ سے وعدہ تھا کہ سمندر کے ساحل پر ملاقات ہو گی۔ جس اوپن ریستوران میں ملاقات کا وعدہ تھا وہ وہاں انتظار کرنے لگا لیکن وہ نہیں آئی۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر نتالیہ کے دماغ میں پہنچا۔ پہنچتے ہی اس نے سانس روک لی۔ پارس حیران ہوا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اسے دل و جان سے چاہنے والی نے دماغ میں آنے کیوں نہیں دیا؟

اس نے پھر خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے اندر پہنچا اور پھر نکالا گیا۔ وہ بڑبڑایا "بڑا بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے نکل رہا ہوں۔ پتا نہیں کیوں دھکے دے کر نکال رہی ہو۔"

وہ تیسری بار اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بولا "نتالیہ! سانس نہ روکنا۔ میں ہوں تمہارا پارس۔"

لیکن اس نے گھاس نہیں ڈالی۔ سانس روک کر اسے بھگا دیا۔ تب پارس نے سنجیدگی سے سوچا "یہ معاملہ کیا ہے؟ وہ میری دیوانی ہے' مجھ سے اس طرح کترا نہیں سکتی۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہو چکی ہے۔"

اس نے نتاشا سے رابطہ کیا۔ اس کے دماغ میں پہنچتے ہی بولا۔ "سانس نہ روکنا' میں پارس ہوں۔"

"ہاں۔ میں سمجھ رہی تھی تم ضرور میرے پاس آؤ گے۔"

"یہ بھی سمجھ رہی ہو گی کہ کیوں آؤں گا؟"

"میری بہن گم ہوئی ہے تو میرے ہی پاس آؤ گے۔"

"اور تم پتا بتاؤ گی۔ کوئی چال نہیں چلو گی۔"

"میں کوئی چال نہیں چل رہی ہوں۔ اگر تم یقین کر سکتے ہو تو کر لو۔ اس کا دل تمہاری طرف سے پھر گیا ہے۔ اس کے اندر جو یہودی لڑکی سو رہی تھی' وہ جاگ گئی ہے۔ اب وہ کسی مسلمان کے فریب میں نہیں آئے گی۔"

"اس سے کہو' ایک بار مجھ سے بولے اور ایک بار یہی باتیں کہہ دے' جو تم کہہ رہی ہو۔"

"میں جانتی تھی' تم یقین نہیں کرو گے۔ وہ تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دے گی۔ میں اس سے باتیں کرتی ہوں۔ تم میرے دماغ میں رہ کر سن لو۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر نتالیہ کے کمرے میں آئی پھر اس سے بولی "پارس تمہارے دماغ میں آنا چاہتا تھا۔ تم نے اسے آنے نہیں دیا۔ اب وہ میرے دماغ میں ہے اور تمہاری زبان سے سننا چاہتا ہے کہ تم اس سے کیوں نفرت کرنے لگی ہو۔"

نتالیہ نے پوچھا "یہ پارس کون ہے؟ کیوں خواہ مخواہ میرے پاس آنا چاہتا ہے؟"

نتاشا نے کہا "تم اتنے سوالات نہ کرو' صرف اتنا کہہ دو کہ اس مسلمان سے کچھ تعلقات رکھنا چاہتی ہو یا نہیں؟"

"سسٹر! تم جانتی ہو' میری یہودیت بیدار ہو گئی ہے۔ کسی مسلمان سے تعلق رکھنا تو دور کی بات ہے' میں اس کا وجود بھی برداشت نہیں کر سکتی۔"

نتاشا نے پارس سے پوچھا "سن لیا تم نے؟"

"ہاں۔ تھوڑا سنا اور بہت زیادہ سمجھا۔ یہ تو جانتا ہوں کہ یہودیوں کی دُم ٹیڑھی ہے اور ٹیڑھی ہی رہتی ہے لیکن محبت بہت طاقت ور ہوتی ہے۔ دل نہیں مانتا کہ نتالیہ کا دل مجھ سے پھر گیا ہے۔ مجھے شبہ ہے کہ تم نے کوئی چال چلی ہے۔ اس کا دل نہیں' دماغ پھیر دیا ہے۔"

"مجھ پر شبہ نہ کرو۔ ہم جیسے ایک دوسرے کے دوست ہیں' اسی طرح دوست رہیں گے۔ نتالیہ نے ایک نادانی کی' تم سے عشق کیا۔ دوسری نادانی کی' تم سے منہ پھیر لیا' تم اسے نادان سمجھ کر معاف کر دو۔"

"مجھے کیا کرنا چاہیے' وہ میں سوچوں گا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں کسی تدبیر پر عمل کروں اور نتالیہ کے چور خیالات پڑھوں لیکن چور خیالات پڑھنے کا بھی کیا فائدہ؟ اگر تنویمی عمل کے ذریعے اس کا برین واش کیا گیا ہو گا تو وہ نہ مجھے پہچانے گی اور نہ ہی مجھ سے تعلق رکھنے والے خیالات اس کے اندر باقی رہے ہوں گے۔"

"ابھی تو تم شبہ کر رہے ہو۔ رفتہ رفتہ میری سچائی کا یقین آجائے گا۔"

"میرے خلاف جو چالیں چلی جاتی ہیں' میں ان کی تہ تک بہت جلد پہنچ جاتا ہوں لیکن ابھی میرے پاس وقت نہیں ہے۔ تم خوش نصیب ہو کہ میں ضروری کام سے کہیں جا رہا ہوں۔ جب بھی واپس آؤں گا تو نتالیہ سے سمجھ لوں گا اور تم سے بھی۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ یوں کہنا چاہیے کہ وقتی طور پر تعلقات توڑ لیے۔

○☆○

بلی ڈونا کے لیے یہ مسئلہ پیدا ہو گیا تھا کہ ہزاروں سال پرانا خزانہ کیسے حاصل کرے؟ وہ تمام خزانہ حاصل کرنا تو دور کی بات تھی' اس خزانے کا ایک نایاب ہیرا حاصل کرنا مسئلہ بن گیا تھا۔ وہ ایسا نایاب اور عجیب و غریب ہیرا تھا' جسے وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتی تھی۔ صالحہ اس ہیرے کو چندر مکھی کہتی تھی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ نادیدہ نہیں بن سکتی تھی۔

پہلے اس نے کیا خوب منصوبہ بنایا تھا کہ نادیدہ بن کر صالحہ کے قریب رہے گی اور دیکھے گی کہ وہ کس تدبیر سے محل کے تہ خانے میں جائے گی اور ہیرے جواہرات کے ذخیرے سے چندر مکھی ہیرا اٹھا کر لائے گی؟

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے کہ کوئی اس تہ خانے میں جا کر زندہ واپس نہیں آتا تھا' نہ ہی اس خزانے کو ہاتھ لگا سکتا تھا۔ بلی ڈونا نادیدہ رہ کر دیکھ سکتی تھی کہ صالحہ اس خزانے کو ہاتھ لگائے گی تو اس کا کیا انجام ہو گا۔ اگر وہ اس خزانے کی وارث ہے تو وہاں کے نادیدہ پہرے دار اسے نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ چندر مکھی وہاں سے لے کر محل میں آئے گی تو بلی ڈونا اس سے چندر مکھی چھین کر لے جائے گی۔

وہ بڑی آسانی سے کامیاب ہو جاتی مگر اب نہیں ہو سکتی تھی۔ غبارے سے ہوا نکل گئی تھی۔ گولیاں بے اثر ہو گئی تھیں۔ اب تو ذہانت سے ہی کام لے کر کامیابی کی توقع کی جا سکتی تھی۔

اگرچہ بلی ڈونا خاصی چالاک اور مکار تھی۔ اس نے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے درمیان اہم مقام حاصل کیا تھا لیکن چالاک اور مکار لوگوں کے لیے تمام مرحلے آسان نہیں ہوتے۔ بعض مراحل میں وہ آگے بڑھتے بڑھتے رک جاتے ہیں۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ جہاں مکاری کام نہیں آتی' وہاں مخصوص ذہانت اور حکمتِ عملی سے کام نکالا جاتا ہے۔

اسی لیے وہ پارس کی ضرورت محسوس کر رہی تھی اور مایوس ہو رہی تھی کیونکہ اس نے الٹی سیدھی باتیں کر کے اسے ٹال دیا تھا۔ وہ اب اپنی ذہانت سے کام لے رہی تھی۔ صالحہ کی جو خاص کنیز تھی' اس کے دماغ میں جگہ بنا چکی تھی۔ اس طرح اس کنیز کے اندر رہ کر صالحہ کی مصروفیات سے آگاہ ہوتی رہتی تھی۔

صالحہ نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ شام کی چائے پی کر جزیرہ ساؤ کے محل میں جائے گی۔ رات کا کھانا اسی محل میں کھائے گی پھر تہ خانے میں جا کر وہ ہیرا نکال لائے گی۔

پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ شام کو جزیرہ ساؤ کے محل میں پہنچ کر اس نے وہاں کے ایک بزرگ منتظم اعلیٰ سے ملاقات کی۔ وہ بزرگ اس کے دادا کے زمانے سے اس محل کی دیکھ بھال کرتے آئے تھے۔ وہ اس محل کے علاوہ شاہی خزانے کی تاریخ سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔

انہوں نے کہا "بیٹی! تم پہلی بار اپنے خزانے کو ہاتھ لگانے جا رہی ہو اس لیے جمعے کے مبارک دن فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد جاؤ۔"

صالحہ نے کہا "بابا جی! آپ کا مشورہ ایمان افروز ہے۔ پرسوں جمعہ ہے۔ میں فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے خزانے کو دیکھنے جاؤں گی۔"

بلی ڈونا نے یہ بات سنی اور وقت کا حساب کیا۔ صالحہ اب سے چھتیس گھنٹے بعد اس تہ خانے میں جانے والی تھی۔ پہلے تو اسے غصہ آیا کہ اسے ایک دن اور دو راتوں تک انتظار کرنا پڑے گا پھر جب دوسرے دن اس کی گولیاں بے اثر ہو گئیں تو اس نے سوچا۔ اچھا ہی ہوا کہ صالحہ دیر سے تہ خانے میں جائے گی۔ اسے دوسرا منصوبہ بنانے کا وقت مل جائے گا۔

اس نے دوسرے منصوبے کے مطابق بڑی ہیرا پھیری سے صالحہ کی کنیز کے دماغ میں جگہ بنالی۔ اس کے راستے کی سب سے بڑی دیوار وہ چار ٹیلی پیتھی جاننے والے تھے' جن کا تعلق بابا صاحب کے ادارے سے تھا۔ وہ چاروں صالحہ کو اس وقت تنہا چھوڑتے تھے' جب وہ بیڈ روم میں جاتی تھی ورنہ وہ جہاں جاتی تھی' وہ چاروں اس کے آگے پیچھے رہتے تھے۔

بلی ڈونا جکارتہ میں کافی عرصے سے تھی۔ وہاں کے چھٹے ہوئے بدمعاشوں اور نوسربازوں کو جانتی تھی۔ ڈکارا نامی ایک بین

الاقوامی سطح کا شاطر مجرم وہاں تھا۔ ملی ڈونا نے اس کے خیالات پڑھے۔ اسے معلوم ہوا کہ وہ مشکل سے مشکل تجوریاں کھول کر مطلوبہ مال نکال لاتا ہے۔ سخت پہروں سے گزر کر جاتا ہے اور صحیح سلامت واپس آجاتا ہے۔

ملی ڈونا نے ڈکارا کے بیڈ روم میں اسے سلادیا پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اسے اپنا معمول اور تابعدار بنالیا۔ اسے ایک گھنٹے تک تنویمی نیند سونے دیا۔ وہ بیدار ہوا تو اسے جزیرہ ساؤ کے شاہی خزانے کے بارے میں تفصیل سے بہت کچھ بتایا پھر اس سے پوچھا۔ "تم وہ چندر مکھی ہیرا کیسے لاؤ گے؟ یہ جمعرات کی شب ہے۔ وہ صبح عبادت کرنے کے بعد تہ خانے میں جائے گی پھر وہاں سے چندر مکھی ہیرا لائے گی۔"

ڈکارا نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا "میں آج رات کی صبح ہونے سے پہلے اس محل کے اندر پہنچ جاؤں گا۔"

"کیسے پہنچو گے؟ محل کے اطراف مسلح گارڈز رہتے ہیں۔ چوری چھپے اندر جانے والے کو ٹریس کرنے کے لیے وہاں جگہ جگہ الیکٹرونک آلات نصب کیے گئے ہیں۔ محل کے کسی حصے سے بھی گزرو گے تو کسی نہ کسی ٹی وی اسکرین پر دیکھ لیے جاؤ گے۔"

"مجھے اس محل کا اندرونی نقشہ بتاؤ۔"

ملی ڈونا نے ایک کاغذ پر محل کے کمروں' کوریڈور' ڈرائنگ روم اور بیڈ رومز کی نشان دہی کی۔ وہ دو منزلہ محل تھا۔ ڈکارا نے کہا۔ "کوئی پرابلم نہیں ہے۔ میری ضرورت کی چیزیں مہیا کرو۔ میں شہزادی صالحہ کے بیڈ روم میں پہنچ جاؤں گا۔"

"تمہیں کن چیزوں کی ضرورت ہے؟"

"میں ایک فلائنگ کائٹ چاہتا ہوں۔"

سمندر کے ساحلوں پر ایسی فلائنگ کائٹس ہوتی ہیں جن کے ذریعے ایک وقت میں ایک شخص چند کلومیٹر تک پرواز کرتا ہے۔ یہ ساحلوں پر بڑے دولت مند لوگوں کا مشغلہ ہوتا ہے۔ فلائنگ کائٹس کی کمپنیاں ہوتی ہیں جو گھنٹوں کے حساب سے فلائنگ کائٹس کرائے پر دیتی ہیں۔

یہ فلائنگ کائٹس رات کے وقت کرائے پر نہیں دی جاتیں۔ صبح آٹھ بجے کے بعد ان کے ذریعے پرواز کی اجازت دی جاتی تھی اور ڈکارا کو رات تین بجے کے بعد اس کی ضرورت تھی۔

ملی ڈونا نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے فلائنگ اسٹیشن کے انچارج کو ٹریپ کیا۔ وہ حکم کا بندہ بن گیا۔ ڈکارا نے وہاں سے ایک فلائنگ کائٹ حاصل کی پھر وہاں سے پرواز کرتا ہوا ایک کلومیٹر کے فاصلے پر جزیرہ ساؤ کے محل میں پہنچا۔ اندھیری رات تھی۔ جزیرے کی آبادی برائے نام تھی۔ جو گنتی کے لوگ تھے' وہ سو رہے تھے۔ صرف محل کے مسلح پہرے دار جاگ رہے تھے۔ وہ محتاط اور مستعد تھے لیکن آسمان کی تاریکیوں میں ایک کائٹ کی اڑان کو نہ دیکھ سکے۔

وہ محل کی چھت پر آکر اتر گیا۔ اس نے کائٹ کو فولڈ کر کے ایک طرف رکھ دیا پھر چھت کے زینے سے نیچے جانے لگا۔ محل کا اندرونی نقشہ اسے اچھی طرح یاد تھا۔ پہلی منزل پر زینے سے چند قدم کے فاصلے پر صالحہ کی خواب گاہ تھی۔ وہ زینے کے نیچے آکر تاریکی میں چھپ گیا۔

ایک گھنٹے بعد فجر کی اذان سنائی دی۔ ملی ڈونا نے اسے بتایا تھا کہ وہ اذان کے بعد نماز پڑھے گی پھر تہ خانے میں جائے گی۔ وہ انتظار کرنے لگا۔ مزید ایک گھنٹے کے بعد چار مسلح گارڈز خواب گاہ کے دروازے پر آکر کھڑے ہوگئے۔ صالحہ دروازہ کھول کر باہر آئی۔ انہوں نے اسے سلام کیا پھر اس کے پیچھے چلنے لگے۔

جب وہ نظروں سے اوجھل ہوگئے تو ڈکارا فرش پر رینگتا ہوا خواب گاہ کے دروازے تک آیا۔ اسے کھولا تو وہ کھل گیا۔ اگر لاک ہوتا تب بھی ڈکارا اسے آدھے منٹ میں کھول لیتا۔ وہ رینگتا ہوا خواب گاہ کے اندر آیا۔ وہاں تاریکی تھی۔ صالحہ نے اندر کی تمام لائٹس بجھادی تھیں۔

اس تاریکی میں خفیہ کیمرے ڈکارا کو ٹی وی اسکرین پر دکھا نہیں سکتے تھے۔ وہ تاریکی میں دونوں ہاتھوں سے ٹٹولتا ہوا بیڈ تک آیا پھر فرش پر لیٹ کر کروٹ بدلتا ہوا نیچے جا کر چھپ گیا۔

صالحہ تہ خانے کے خفیہ دروازے تک آئی۔ چاروں مسلح گارڈز وہاں رک گئے۔ وہ دروازہ کھول کر بسم اللہ کہتی ہوئی تہ خانے کے زینے پر آئی۔ وہ خفیہ خود کار دروازہ بند ہوگیا۔ اس نے ایک سوئچ آن کیا۔ وہ تہ خانہ روشن ہوگیا۔

وہ دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر بولی "اے محترم نادیدہ محافظو! میرے بزرگوں نے مجھے بتایا ہے کہ میں اس خزانے کی وارث ہوں۔ مجھے مال و دولت کا لالچ نہیں ہے۔ چونکہ میں وارث ہوں اور حق دار ہوں اس لیے اسے حاصل کرنے آئی ہوں۔ اگر تمہیں اعتراض ہے تو لائٹ آف کرو۔ تاریکی ہوگی تو میں واپس چلی جاؤں گی۔"

وہ انتظار کرنے لگی۔ لائٹ آف نہیں ہوئی۔ روشنی رہی۔ اس روشنی میں بیش قیمت ہیرے جواہرات جگمگا رہے تھے۔ ایسا خزانہ دنیا والوں نے کبھی دیکھا نہیں ہوگا۔ اسے دیکھ کر آنکھیں چندھیا جاتی تھیں۔ وہ زینے کے ایک ایک پائیدان سے اترتے ہوئے سورۂ رحمان پڑھنے لگی "اور تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟"

اس وسیع و عریض تہ خانے سے دھیمی دھیمی آوازیں ابھرنے لگیں "اے پروردگار! ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلا سکتے۔"

ہیرے جواہرات کے ذخیرے میں چندر مکھی ہیرا ایسے جگمگا رہا تھا جیسے صالحہ کے لیے مسکرا رہا ہو۔ صالحہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھالیا پھر خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے چوم لیا۔

اسے کسی نادیدہ محافظ نے نقصان نہیں پہنچایا۔ وہ اسی طرح



سورۂ رحمان کی تلاوت کرتی ہوئی زینے پر چڑھتی ہوئی خفیہ دروازے کے پاس آئی پھر اسے کھول کر تہ خانے سے باہر آگئی۔ چاروں گارڈ الرٹ ہوگئے پھر اس کے پیچھے چلتے ہوئے خواب گاہ کے دروازے تک آئے۔ صالحہ نے ایک سے پوچھا "جیولر کو کس وقت بلایا گیا ہے؟"

"وہ دس بجے یہاں پہنچ جائے گا۔"

"کیا اس سے کہہ دیا گیا ہے کہ اس چندر مکھی کو میرے نیکلس میں ایڈجسٹ کیا جائے گا؟"

"یس یور ہائی نس! اس سے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ چندر مکھی محل سے باہر نہیں جائے گا۔ وہ اسی محل میں اپنی کاری گری دکھائے گا۔ چندر مکھی کو نیکلس میں لگائے گا پھر اپنا معاوضہ لے کر یہاں سے چلا جائے گا۔"

"تھینک یو۔ میں آدھے گھنٹے کے بعد ناشتے کی میز پر جاؤں گی۔"

اس نے خواب گاہ میں آکر دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ کمرے میں دن کی روشنی پھیل گئی تھی۔ ڈکارا بیڈ کے نیچے لیٹا ہوا تھا۔ اسے صالحہ کے پیر دکھائی دے رہے تھے۔ وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے سنگار میز کے پاس گئی۔ ڈکارا نے سر آگے کر کے دیکھا۔ وہ ایک دراز میں اس ہیرے کو رکھ رہی تھی پھر اس نے انٹر کام کے ذریعے پوچھا "کیا میرے بیڈ روم کے کیمرے آن ہیں؟"

"نو یور ہائی نس! جب بھی آپ بیڈ روم میں داخل ہوتی ہیں' ہم تمام کیمرے بند کردیتے ہیں۔"

اس نے تھینک یو کہہ کر رابطہ منقطع کردیا۔ ڈکارا کو صرف اس کے پاؤں نظر آرہے تھے۔ وہ پاؤں پاؤں چلتے ہوئے باتھ روم میں چلی گئی۔ اندر سے دروازہ بند کرنے کی آواز سنائی دی۔ وہ چند سیکنڈ تک اس بند دروازے کو دیکھتا رہا پھر کروٹ بدل کر بیڈ کے نیچے سے نکل آیا پھر چاروں ہاتھ پاؤں کے بل سنگار میز کے پاس آیا۔ اس کی دراز کھول کر چندر مکھی ہیرے کو نکالا۔ اس کی جگمگاہٹ کو دیکھ کر ڈکارا کی للچائی ہوئی آنکھیں مسرتوں سے روشن ہوگئیں۔

اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ میدان صاف تھا پھر اس نے لباس کی ایک اندرونی جیب میں چندر مکھی کو رکھ کر اس جیب کی زپ لگالی۔ وہاں سے دروازے پر آیا۔ اسے کھول کر فرش پر لیٹ گیا۔ لیٹے ہی لیٹے رینگتا ہوا زینے کے پاس آیا۔ وہاں سے اٹھ کر ایک وقت میں دو دو تین تین زینے پھلانگتا ہوا چھت پر آگیا۔

شاید خفیہ کیمروں کا رخ زینے کی طرف نہیں تھا۔ یا شاید کسی نے ٹی وی اسکرین کو توجہ سے نہیں دیکھا ہوگا لیکن جب وہ فلائنگ کائٹ کھول کر اس کے ذریعے پرواز کرنے لگا تو دن کی روشنی میں مسلح پہرے داروں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ایک شور بپا ہوگیا اور سب کہنے لگے "اس نے محل کی چھت سے پرواز کی ہے۔ وہ کون تھا؟ چھت پر کیسے آیا تھا؟ کب آیا تھا؟"

محل کے اندر اور باہر خطرے کا سائرن بجنے لگا۔ انکوائری ہونے لگی۔ چھت پر قدموں کے نشانات ملے پھر زینے اور بیڈ روم میں بھی ویسے ہی قدموں کے نشانات پائے گئے۔ صالحہ نے سنگار میز کی دراز کو کھول کر دیکھا۔ وہاں چندر مکھی نہیں تھا۔

وہ یقین سے بولی "کوئی ضرور آیا تھا۔ وہ ہیرا چرا کر لے گیا ہے۔"

چاروں مسلح گارڈز ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ وہ اپنی موجودگی میں صالحہ کی طرف ایک پرندے کو بھی پَر نہیں مارنے دیتے تھے لیکن کوئی شاطر انہیں جل دے گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد صالحہ کے موبائل فون کے بزر کی آواز ابھری۔ اس نے اسے آن کر کے کہا "ہیلو!"

"میں ہوں ملی ڈونا۔"

"اوہ' اچھا۔ میں حیرانی سے سوچ رہی تھی کہ چوری کس نے کی ہے۔ میں تمہارے جیسی دشمن کو تھوڑی دیر کے لیے بھول گئی تھی۔ اب سمجھ میں آگیا' چوری تم نے کی ہے۔"

"اس ہیرے پر میرا حق تھا' میں نے حاصل کرلیا۔"

"تم نے میرے والد کو ٹریپ کیا' میری جگہ حاصل کی مگر نتیجہ کیا ہوا؟ میں نے تم سے صالحہ بننے کا حق چھین لیا۔"

"لیکن یہ ہیرا نہیں چھین سکو گی۔"

"میں چھیننے کی زحمت نہیں کروں گی۔ وہ خود بخود میرے پاس آجائے گا۔"

"تم ایسے یقین سے کہہ رہی ہو' جیسے وہ ہیرا تمہاری بات مانتا ہو اور تمہاری آواز سن کر چلا آتا ہو۔"

"شاہی خزانے کا ایک ایک ذرّہ صرف میرے لیے ہے۔ چندر مکھی ہیرا بھی صرف میرا ہے۔ اسے جبراً لے جانے والے طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہوجائیں گے۔ یہ ہیرا انہیں ہلاک کرے گا پھر میرے پاس چلا آئے گا۔"

"تم خوف زدہ کرنے والی کہانی سنا رہی ہو۔"

"تمہیں وارننگ دے رہی ہوں۔ جب تک اس ہیرے کو ہاتھ نہیں لگاؤ گی' زندہ رہو گی۔ اس سے پہلے تم خزانے کو ہاتھ لگانے والوں کا انجام دیکھ چکی ہو۔"

ملی ڈونا نے رابطہ ختم کردیا۔ وہ سوچ میں پڑ گئی۔ واقعی اس نے پچھلے دنوں اس خزانے کو حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اپنے آلۂ کاروں کو اس تہ خانے میں بھیجا تھا اور خیال خوانی کے ذریعے یہ منظر دیکھا تھا کہ جس نے بھی اس خزانے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا اس پر نادیدہ حملے ہوئے تھے پھر جو بھی اس تہ خانے میں گیا تھا' زندہ واپس نہیں آیا تھا۔

اب وہ اس پہلو سے سوچ رہی تھی "کیا خزانہ تہ خانے سے باہر آنے کے بعد اور اپنی جگہ چھوڑنے کے بعد بھی عذابِ جان بن جاتا ہے؟"

"نہیں.... وہ مجھے ڈرا رہی ہے۔ وہ چاہتی ہے کہ میں خوف زدہ ہو کر چندر مکھی اس کے حوالے کر دوں۔ میں کوئی نادان بچی تو نہیں ہوں۔"

اس نے "اونہہ" کہہ کر صالحہ کو اپنے دماغ سے جھٹک دیا پھر سوچا "یہ ڈکارا کہاں مرگیا؟ اس نے محل سے نکل کر سیدھا میرے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا۔ کوئی گڑ بڑ تو نہیں کر رہا ہے؟ نہیں وہ ایسا نہیں کرے گا۔ وہ میرا معمول اور تابعدار ہے۔ تنویمی عمل کے شکنجے میں ہے۔"

اس نے خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچی پھر دوسرے ہی لمحے میں واپس آگئی۔

یا حیرت! اس نے سانس روک لی تھی۔ وہ جو معمول اور تابعدار تھا اور تنویمی عمل کے شکنجے میں تھا اس نے خلافِ اصول اپنے عامل کو دماغ میں آنے سے روک دیا تھا۔

وہ حیران و پریشان ہو کر خلا میں تکنے لگی۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے معمول نے یہ حرکت کی ہے۔ اس نے پھر ایک بار خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچ کر بولی "میں ہوں بلی ڈونا۔ تم میری آمد پر سانس کیوں روک رہے ہو؟"

وہ بولا "اس لیے کہ کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"کیا مطلب؟ تمہارے تیور بتا رہے ہیں کہ تم میرے معمول اور تابعدار نہیں ہو۔ تم نے میرے تنویمی عمل کے دوران میں دھوکا دیا ہے۔"

"تم درست سمجھ رہی ہو۔ تمہاری اطلاع کے لیے عرض ہے کہ میں اس خزانے کو چرانے کے لیے ہی امریکا سے آیا ہوں۔ تمہاری مہربانی ہے کہ تم نے محل کا اندرونی نقشہ بتایا۔ وہاں کے خطرات سے بھی آگاہ کیا اور فلائنگ کائٹ حاصل کرنے میں بھی مدد کی۔"

وہ ذرا دیر سوچ کر بولی "اگر تم میرے تابعدار بننے کا ڈراما نہ کرتے تو بہتر ہوتا۔ ہم دوست بن کر چندر مکھی حاصل کر سکتے تھے بلکہ اب بھی دوست ہیں۔ آج سے میں اپنے منافع میں تمہیں شریک کروں گی اور تم اپنے منافع میں مجھے شریک کرو گے۔ اس چندر مکھی ہیرے میں ہم دونوں برابر کے شریک ہیں۔"

"سوری مس بلی! میں اپنی سینڈیکیٹ کا سرغنہ ہوں۔ خود سر اور خود مختار ہوں۔ کسی کو اپنے معاملات میں شریک نہیں کرتا۔ میں تم جیسی مکار عورتوں سے کوسوں دور رہنے کا عادی ہوں۔"

"تم میری توہین کر رہے ہو۔"

"اگر توہین محسوس کر رہی ہو تو تمہیں فوراً میرے دماغ سے چلے جانا چاہیے۔ خواہ مخواہ میرا اور اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے دھوکا دے کر اس ہیرے سے محروم رکھو گے۔ تمہارا یہ فریب تمہیں بہت مہنگا پڑے گا۔"

"میں بے شمار دشمنوں سے اس طرح کی دھمکیاں سن چکا ہوں' اب جاؤ۔"

وہ ہیرا حاصل کرتے کرتے اس سے محروم ہو رہی تھی۔ ڈکارا نے اس ہیرے کو اس طرح ہضم کیا تھا کہ ڈکار بھی نہیں لی تھی۔ بلی ڈونا کے لیے وہ ہیرا اس کی انا کا مسئلہ بن گیا تھا۔ اسے ضد ہو گئی تھی کہ اسے حاصل کرے گی۔

وہ ڈکارا کو معمول اور تابعدار بنا کر مطمئن ہو گئی تھی اس لیے اس کے کسی آدمی کو احتیاطاً ٹریپ نہیں کیا تھا لیکن اس کے دو چار خفیہ اڈوں سے واقف تھی۔ ایسے بدنام مجرموں کو بھی جانتی تھی' جو ڈکارا کے لیے کام کرتے تھے۔ وہ ان مجرموں کو ٹریپ کرنے لگی اور خیال خوانی کے ذریعے اس کے خفیہ اڈوں کی نگرانی کرنے لگی۔

ڈکارا اپنے ایک خفیہ اڈے میں پہنچا ہوا تھا۔ وہاں اس نے اپنی اندرونی جیب سے چندر مکھی کو نکال کر دیکھا۔ اس کے خاص ماتحت اور دستِ راست نے اس ہیرے کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا پھر کہا "ماسٹر! یہ تو عجیب و غریب ہیرا ہے۔ آہستہ آہستہ رنگ بدلتا ہے اور ایسے چمک رہا ہے جیسے اس پر سورج کی شعاعیں پڑ رہی ہوں۔ یہ تو بہت قیمتی ہوگا۔"

ڈکارا نے کہا "اس کی قیمت کوئی لگا ہی نہیں سکتا۔ جو دیکھے گا اسے حاصل کرنے کے جنون میں مبتلا ہو جائے گا۔"

بلی ڈونا خیال خوانی کے ذریعے اس خفیہ اڈے میں پہنچی ہوئی تھی۔ ڈکارا کے خاص ماتحت کی آواز سن کر اس کے اندر پہنچ گئی۔ اس کے اندر جو لالچ تھا' اسے سمجھ گئی۔ وہ خاص ماتحت اس کی مرضی کے مطابق بولا "ماسٹر! میرا دل چاہتا ہے کہ میں اس ہیرے کو ہاتھ میں لے کر دیکھوں۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "جزیرہ ساؤ میں جو شاہی خزانہ ہے اس کے متعلق روایت ہے کہ اسے ہاتھ لگانے والے زندہ نہیں رہتے۔ اس خزانے کے ایک بھی ہیرے یا موتی کو جو چرائے گا اور اپنے پاس رکھے گا' وہ موت کے منہ میں جائے گا۔"

"ماسٹر! اس خزانے کا ایک ہیرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ کیا تمہیں خوف نہیں ہے کہ مارے جاؤ گے؟"

وہ قہقہہ لگا کر بولا "تم نے بارہا دیکھا ہے کہ موت میرے قریب سے گزر جاتی ہے لیکن میرا کچھ نہیں بگاڑتی۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ نایاب ہیرا قاتل ہو۔ البتہ اسے حاصل کرنے کے لیے جو مجھے قتل کرنا چاہے گا' میں اسے جہنم میں پہنچا دوں گا۔"

اس نے اپنے ماتحت کی طرف ہیرا بڑھاتے ہوئے کہا "لو۔ اسے ہاتھ میں لے کر فخر کرو کہ اس وقت ساری دنیا کی دولت تمہارے ہاتھوں میں ہے۔"

ماتحت نے اس ہیرے کو ہاتھ میں لیا۔ اس کا دل مسرتوں سے دھڑکنے لگا۔ بلی ڈونا نے اس کی سوچ کے ذریعے کہا "صرف ایک ہیرا مجھے دنیا کا امیر ترین آدمی بنا سکتا ہے۔ میں اس کی بدولت ایسی

خطرات سے کھیلنے والی زندگی سے باز آکر ایک نئی پُرسکون شریفانہ زندگی گزار سکوں گا۔"

وہ بولا "ماسٹر! تم نے کہا تھا کہ بہت کچھ حاصل کرنے کے لیے خطرات سے کھیلنا پڑتا ہے۔ اس ہیرے کو حاصل کرنے کا جنون کہہ رہا ہے کہ مجھے خطرات سے کھیلنا چاہیے۔"

یہ کہتے ہی اس نے ریوالور نکال لیا پھر ایک لمحہ ضائع کیے بغیر گولی چلادی۔ ڈکارا نے بھی پھرتی دکھائی۔ کرسی سمیت فرش پر گر کر لڑھکتا ہوا ذرا دور گیا۔ لڑھکتے رہنے کے دوران میں اپنا ریوالور نکالا۔ ماتحت کی دوسری گولی اس کی ٹانگ میں لگی۔ اس نے جوابی فائر کیا۔ ماتحت وہاں سے چھلانگ لگا کر دوڑتا ہوا' فائر کرتا ہوا ایک کھڑکی کے راستے باہر چلا گیا۔

فائرنگ کی آواز سن کر کئی حواری اندر آئے۔ ڈکارا نے تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا "اس نمک حرام کو پکڑو۔ وہ میرا قیمتی ہیرا لے جارہا ہے۔ اس سے ہیرا چھین کر لاؤ۔ اسے گولی ماردو۔"

وہ سب دوڑتے ہوئے باہر چلے گئے۔ ایک حواری اسے سنبھالنے کے لیے رہ گیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے کراہتے ہوئے بولا "فوراً ڈاکٹر کو بلاؤ۔ میری ٹانگ سے گولی نکلواؤ۔ تکلیف برداشت نہیں ہورہی ہے۔"

بلی ڈونا نے اس حواری کی زبان سے کہا "یہ تمہاری زندگی کی آخری تکلیف ہے پھر تمہیں ہمیشہ کے لیے نجات مل جائے گی۔"

وہ گھبرا کر بولا "تم؟ تم بلی ڈونا میرے دماغ میں کیوں آئی ہو؟ چلی جاؤ یہاں سے۔"

"اب حوصلہ ہے تو سانس روک کر مجھے بھگا دو۔"

وہ اس کے دماغ کو ہلکے ہلکے جھٹکے پہنچانے لگی۔ وہ ذبح ہونے والے جانور کی طرح تکلیف سے تڑپنے لگا۔ چیخ چیخ کر کہنے لگا "مجھے چندر مکھی نہیں چاہیے۔ تم وہ ہیرا لے لو۔ مجھے زندگی دے دو۔"

زندگی نہیں مل سکتی تھی۔ شاہی خزانے کے سلسلے میں جو روایت تھی اس کے مطابق اس نے ہیرے کو چرایا تھا' اسے ہاتھ لگایا تھا اور اسے ہاتھ لگانے والا ہزار حفاظتی انتظامات کے باوجود مارا جاتا ہے۔

آخری سانسوں میں جب آنکھوں کے سامنے سے دنیا بجھ رہی تھی تب وہ چندر مکھی چمکتا دمکتا دکھائی دیا۔ ایک چندر مکھی کی چمک دمک حاصل کرنے کی خاطر وہ اپنی پوری زندگی ہار رہا تھا۔ بلی ڈونا نے آخری زبردست زلزلہ پیدا کیا۔ ایسے زلزلے کو کوئی انسانی دماغ برداشت نہیں کرسکتا تھا۔ اس کے حلق سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور دم نکل گیا۔

وہ چندر مکھی اس خاص ماتحت کی مٹھی میں تھا۔ کوئی چیز کسی کی نہیں ہوتی۔ جس کی مٹھی میں ہوتی ہے' اسی کی ہوتی ہے۔ وہ اس خفیہ اڈے سے نکل کر اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اسے تیزی سے ڈرائیو کرتا جارہا تھا۔ یہ جانتا تھا کہ ماسٹر ڈکارا کے حواری اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ان سے نمٹنے کے لیے وہ اپنے چند جان نثار ساتھیوں کی مدد حاصل کرسکتا تھا لیکن ساتھیوں کے پاس جانے سے پہلے اس ہیرے کو کہیں حفاظت سے رکھنا چاہتا تھا۔ یہ اندیشہ تھا کہ چندر مکھی کو دیکھ کر اس کے جان نثار ساتھیوں کی نیت خراب ہوسکتی ہے۔

اس نے اپنی محبوبہ کے بنگلے کے سامنے گاڑی روکی۔ دروازے پر آکر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ اپنی محبوبہ کا انتظار کرنے لگا۔ زیادہ انتظار کرنے کا وقت نہیں تھا۔ دشمن پیچھے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے دوسری بار کال بیل کا بٹن دبایا۔ تیسری بار بٹن دبانے کے بعد دروازہ کھلا... محبوبہ اپنی دل نواز مسکراہٹ کے ساتھ نظر آئی۔ وہ پریشان ہوکر اندر آتے ہوئے بولا "تمہیں پہلی بیل پر دروازہ کھولنا چاہیے۔ تمہیں احساس ہونا چاہیے کہ مرد باہر سے کس طرح پریشان ہوکر آتا ہے۔"

"میں ہمیشہ پہلی بیل پر ہی دروازہ کھولتی ہوں۔ آج کچن میں مصروف تھی اس لیے دیر ہوگئی۔ پریشانی کیا ہے؟"

"اپنی جان کو دنیا کی امیر ترین عورت بنانے کے لیے پریشان رہتا تھا لیکن اب یہ پریشانی دور ہوگئی ہے۔ یہ دیکھو۔"

اس نے محبوبہ کے سامنے اپنی مٹھی کھولی۔ وہ حیرت اور مسرت سے چیخ پڑی "ہائے کتنا خوب صورت ہے! کیا اصلی ہے؟"

"یہ ایسا اصلی ہے کہ اس کے سامنے دنیا کے تمام ہیرے ماند پڑجائیں گے۔ اسے جزیرہ ساؤ کے شاہی خزانے سے حاصل کیا گیا ہے۔"

وہ اس چندر مکھی کو ہاتھ میں لے کر چومتے ہوئے بولی "یہ تو بہت قیمتی ہوگا۔"

"اس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ ویسے ہم اس کے عوض کروڑوں ڈالر حاصل کرسکیں گے۔"

وہ چندر مکھی کو اپنے سینے سے لگا کر بولی "میں تو اسے کسی قیمت پر فروخت نہیں کروں گی۔ اسے اپنے نیکلس میں لگا کر پہنوں گی۔"

"ہم اس کے بارے میں پھر کسی وقت فیصلہ کریں گے۔ میں اب چلتا ہوں۔ ماسٹر ڈکارا کے بندے میرے پیچھے پڑے ہیں۔ میں ان سے نمٹنے کے بعد واپس آؤں گا۔ میرا حلق خشک ہورہا ہے۔ کچھ پلا دو۔"

"جوس تیار ہے۔ میں فریج سے نکال کر لارہی ہوں۔"

وہ اپنی مٹھی میں ہیرا دبا کر لے گئی۔ ڈرائنگ روم سے نکل کر دروازے کی آڑ سے اپنے عاشق کو دیکھا پھر تیزی سے چلتے ہوئے بیڈ روم میں آئی۔ وہاں دوسرا عاشق چھپا ہوا تھا۔ دوسرے نے کھینچ کر اپنے بازوؤں میں دبوچ لیا۔ وہ گھبرا کر بولی "کیا کرتے ہو؟ دیر ہوگی تو وہ شبہ کرے گا۔ یہاں آجائے گا۔ یہ دیکھو کیا ہے؟"

اس نے مٹھی کھول کر اسے ہیرا دکھایا۔ وہ بولا "ہاں میں چھپ کر دیکھ رہا تھا۔ یہ واقعی بیش قیمت ہے۔ ہمیں مالا مال کردے گا۔"

اس نے وہ ہیرا اس سے لے لیا۔ وہ بولی "کیا کررہے ہو؟ وہ مجھ سے ہیرا طلب کرے گا۔"

"وہ زندہ رہے گا تو طلب کرے گا۔ ایک عورت دو مردوں کے پاس رہ سکتی ہے لیکن ایسا ہیرا صرف ایک کے پاس رہتا ہے۔ جاؤ اسے جوس پلادو۔"

"تمہارے ارادے خطرناک لگ رہے ہیں۔"

"بھئی وہ ویسے بھی ہمارے درمیان کباب میں ہڈی تھا۔ اب اس ہیرے نے میری آنکھیں روشن کردی ہیں۔ میں اسے قتل کروں گا تو تم بھی ملوگی اور یہ ہیرا بھی۔ ڈبل منافع ہے۔"

وہ اسے جوس پلانے گئی اور یہ بھی سمجھ گئی کہ یہ اس کی زندگی کا آخری مشروب ہوگا۔ بلی ڈونا اس خاص ماتحت کے دماغ میں تھی۔ جب وہ اپنی محبوبہ کے پاس آیا تو اس محبوبہ کے بھی دماغ میں پہنچ گئی۔ اس کے چور خیالات سے معلوم ہوگیا کہ اس نے ایک اور عاشق کو بیڈ روم میں چھپا رکھا ہے۔ جب وہ دوسرے عاشق کے پاس گئی تو اس کے ذریعے معلوم ہوا کہ وہ اس خاص ماتحت کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ذرا محتاط ہوگئی۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کا آلۂ کار مارا جائے۔ اسے زندہ رہنا تھا تاکہ ہیرا اسی بنگلے میں رہتا۔ بلی ڈونا آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچ کر اس ہیرے کو حاصل کرسکتی تھی۔

اس نے فیصلہ کیا کہ اس کا آلۂ کار نہیں' بلکہ وہ دوسرا عاشق مرے گا۔ یہ بلی ڈونا کا فیصلہ تھا لیکن چندر مکھی کے حوالے سے جو مقدر لکھا گیا تھا اس کے مطابق پہلے اسے مرنا تھا جس نے پہلے ہیرے کو ہاتھ لگایا تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے دوسرے عاشق کے دماغ میں پہنچنا چاہا۔ وہ یوگا کا ماہر تھا۔ اس نے خطرہ محسوس کیا۔ یہ سمجھ گیا' کوئی ٹیلی پیتھی جاننے والی ہستی چھپی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ مقابلے پر آئے' اسے یہاں سے نکل جانا چاہیے۔

وہ ریوالور نکال کر تیزی سے ڈرائنگ روم میں آیا۔ وہ گلاس ہونٹوں سے لگائے جوس پی رہا تھا۔ اچانک ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی چلی۔ وہ گولی سیدھی اس کی پیشانی میں آکر پیوست ہوگئی۔ وہ اپنی زندگی کے آخری مشروب کے ساتھ صوفے پر سے لڑھک کر فرش پر آگیا۔

بلی ڈونا نے اس کی محبوبہ کے دماغ پر قبضہ جمایا۔ اس محبوبہ نے بڑی پھرتی سے مرنے والے کے لباس سے ریوالور نکالا لیکن وہ اسے کیسے قتل کرسکتی تھی۔ ہیرے کی روایت کے مطابق مقتول کے بعد اس کی محبوبہ نے ہیرے کو ہاتھ لگایا تھا۔ اس لیے گولیاں دونوں طرف سے چلیں۔ ایک گولی محبوبہ کے سینے میں پیوست ہوئی۔ وہ اسی جگہ ٹھنڈی ہوگئی۔ دوسرا بچ گیا لیکن زخمی ہوگیا۔ گولی اس کے بازو میں لگی تھی۔ اس کا فائدہ بلی ڈونا کو پہنچا۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچ گئی۔

وہ زخمی بازو کو تھام کر تیزی سے دوڑتا ہوا بنگلے کے پچھلے حصے سے باہر آیا۔ اگلے حصے میں دو گاڑیاں آکر رکی تھیں۔ ڈکارا کے آدمی اپنے ماسٹر کے قاتل کو تلاش کرتے ہوئے وہاں آئے تھے۔ وہ زخمی وہاں سے بھاگتا ہوا اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گیا پھر اسے اسٹارٹ کرکے تیزی سے ڈرائیو کرنے لگا۔

بلی ڈونا اس کے اندر موجود تھی اور اسے گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے اپنے بنگلے کی طرف آنے پر مائل کررہی تھی۔ پارس بڑی دیر سے اس کے دماغ میں تھا۔ چونکہ دلچسپ تماشے ہورہے تھے اس لیے وہ دوسری مصروفیات کو نظرانداز کرکے اس کے اندر بڑی دیر سے موجود تھا۔

پھر اس نے بلی ڈونا کو مخاطب کیا "یہ کیا کررہی ہو؟ اس زخمی کو اپنے بنگلے میں کیوں لارہی ہو؟"

"تم کب سے میرے اندر موجود ہو؟"

"یہ میری بات کا جواب نہیں ہے۔ تم دیکھتی آرہی ہو' جو اس ہیرے کو ہاتھ لگاتا ہے وہ موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔ اس ہیرے کو چرانے والے ڈکارا کو حرام موت ملی پھر اس کا خاص ماتحت آخری مشروب کا پہلا گھونٹ پیتے ہی فنا ہوگیا۔ اس کے بعد اس کی محبوبہ نے اس ہیرے کو ہاتھ لگایا تھا۔ وہ بھی زندہ نہ رہ سکی۔ اب یہ زخمی اس ہیرے کو لیے جارہا ہے۔ اسے جانے دو اور اس کی موت کا بھی تماشا دیکھو۔"

"پارس! ایک نایاب ہیرے کے لیے لڑنے والوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہیرے کو چھین کر لے جانے والے لازماً مارے جاتے ہیں۔ ابھی وہ یہاں پہنچے گا تو میں اس سے ہیرا لے کر اسے جہنم میں پہنچادوں گی۔"

"پھر کوئی دوسرا موت بن کر آئے گا اور تمہیں جہنم میں پہنچا دے گا۔ میرے مشورے پر عمل کرو۔ اس زخمی کو اپنی راہ جانے دو۔ اس ہیرے کو کبھی ہاتھ نہ لگاؤ۔"

"ایک تو تم نے اس ہیرے کو حاصل کرنے میں میری کوئی مدد نہیں کی۔ اب وہ حاصل ہورہا ہے تو اسے حاصل کرنے سے روک رہے ہو۔ سوری' وہ چندر مکھی کوئی معمولی ہیرا نہیں ہے کہ اسے یونہی جانے دوں۔ میں اس کے لیے جان کی بازی لگا سکتی ہوں۔"

"سچ ہے' موت کا وقت مقرر ہوجائے تو کوئی اس وقت کو ٹال نہیں سکتا۔"

چندر مکھی کی کشش ایسی تھی کہ اسے ایک بار دیکھنے والے اس کی طرف کھنچے جاتے تھے اور بلی ڈونا تو اسے حاصل کرنے کے جنون میں مبتلا ہوگئی تھی۔ اس نے اس زخمی کو اپنے بنگلے میں آنے پر مجبور کردیا۔

اس نے بنگلے کے سامنے گاڑی روکی پھر گاڑی سے اتر کر دروازے کے پاس آکر کال بیل کے بٹن کو دبایا۔ بلی ڈونا نے اس

کے دماغ میں کہا "دروازہ کھلا ہے۔ چلے آؤ۔"

وہ ڈرائنگ روم میں آیا۔ بلی ڈونا ایک صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ زخمی نے اس کے سامنے میز پر ہیرا رکھ دیا پھر کچھ کہے سنے بغیر وہاں سے چلا گیا۔ باہر آکر گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے جانے لگا۔ ایک شاہراہ پر ٹریفک بہت زیادہ تھا۔ وہ تیز رفتاری سے ڈرائیو کرنے لگا۔ بلی ڈونا اسے اندھی رفتار سے کار چلانے پر مجبور کررہی تھی۔ سامنے سے ایک بہت بڑا آئل ٹینکر آرہا تھا۔ اس نے پوری رفتار سے اپنی گاڑی اس ٹینکر سے ٹکرا دی۔

چشم زدن میں زخمی کا دماغ مردہ ہوا اور وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر سامنے پڑے ہوئے چندر مکھی کو دیکھنے لگی۔ اس ہیرے کی طرف دل یوں کھنچا جارہا تھا' جس طرح زندگی' موت کی طرف کھنچی جاتی ہے۔

اس نے ابھی تک اسے ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ اب وہ اپنا تھا۔ اطمینان تھا' وہاں کوئی نہیں آئے گا۔ اس نے اٹھ کر دروازے کو اندر سے بند کیا پھر آئینے کے سامنے آکر میک اپ کے ذریعے چہرہ تبدیل کرنے لگی۔ موجودہ چہرے کے مطابق وہ صالحہ کی ہم شکل تھی۔ صالحہ کے محافظ اسے دور سے پہچان کر گولی مار سکتے تھے۔

یہ تو موٹے دماغ سے بھی سمجھا جاسکتا تھا کہ صالحہ کے محافظ اس ہیرے کی خاطر اسے تلاش کررہے ہوں گے۔ چونکہ وہ ہیرے کی چوری کا اعتراف کرچکی تھی اس لیے وہ اسے کبھی زندہ نہ چھوڑتے۔ اپنے بچاؤ کے لیے چہرہ بدلنا ضروری تھا اور وہ بدل چکی تھی۔

جکارتہ میں اس کی کئی رہائش گاہیں تھیں۔ اب وہ وہاں سے ہیرا لے کر کسی دوسری رہائش گاہ میں جاتی تو اس کے مخالفین صالحہ کی ایک ہم شکل کو تلاش کرتے رہ جاتے۔ وہ کبھی ہاتھ نہ آتی اور آئندہ انتظار کرتی کہ صالحہ اس خزانے سے اور کتنے ہیرے جواہرات نکالنے والی ہے۔

وہ اپنے بیڈ روم سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آئی۔ سینٹر ٹیبل پر چندر مکھی جگمگا رہا تھا۔ اس نے دھڑکتے ہوئے دل سے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھالیا۔ اسے چھولیا۔ پکڑلیا۔ جیسے موت زندگی کو پکڑلیتی ہے۔ اس نے کھلے گریبان کا بلاؤز پہنا ہوا تھا۔ اس نے ہیرے کو اپنے گریبان میں ڈال لیا۔ یہ ایسی تجوری ہوتی ہے' جہاں عورت کی مرضی کے بغیر کوئی نہیں پہنچ پاتا۔

اس نے اپنا ضروری سامان ایک اٹیچی کیس میں لیا پھر اس بنگلے سے باہر چلی گئی۔ بنگلے کو یوں ہی کھلا چھوڑ دیا۔ اب وہاں کوئی نہیں تھا مگر کوئی تھا۔

ایک اسٹور روم سے اناتا باہر آئی۔ وہ اناتا جس کی حفاظت باباصاحب کے ادارے سے تعلق رکھنے والے اور ٹیلی پیتھی جاننے والے کیا کرتے تھے۔ اس نے موبائل فون کے نمبر پنچ کیے پھر صالحہ کو مخاطب کیا "یور ہائی نس! مسٹر پارس نے ہدایت کی تھی کہ بلی ڈونا ہیرے کو ہاتھ نہ لگانے پائے تاکہ موت اس کا مقدر نہ بنے۔ ہیرے کو اس کے ہاتھ میں جانے سے روکنے کی ایک ہی صورت تھی کہ ہیرا بدل دیا جائے لہٰذا میں نے ہیرا بدل دیا ہے۔ میں اصلی ہیرا آپ کے پاس لارہی ہوں۔"

اناتا نے موبائل فون کو بند کردیا۔

○☆○

مختار شاہ اور تینوں لارڈز نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ فہمی اور علی کو بڑی خوب صورتی سے دھوکا دیا تھا۔ وہ دونوں مطمئن ہوگئے تھے کہ فخرالدین کا قاتل مختار شاہ جہنم رسید ہوچکا ہے اور فرشتہ صفت سکندر ثانی زندہ سلامت ہے۔

تینوں لارڈز یہ جانتے تھے کہ مختار شاہ سے ایک ذرا بھی غلطی ہوگی تو بھید کھل جائے گا پھر فہمی اور علی ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ مختار شاہ سے پہلی غلطی کی توقع یہ تھی کہ وہ شراب پیے گا۔ انہوں نے تنویمی عمل کے ذریعے اس کے دل اور دماغ سے شراب نوشی کا خیال تک بھلا دیا تھا۔

مختار شاہ سے دوسری حماقت یہ ہوسکتی تھی کہ وہ اپنی بیوی زیبا سے چھپ کر ملنے جاتا جب کہ زیبا خود کو بیوہ سمجھ رہی تھی۔ وہ کبھی یقین نہ کرتی کہ اس کا شوہر زندہ ہے۔ مختار شاہ ہزار عیاشیوں کے باوجود زیبا کا دیوانہ تھا۔ اس کے بغیر رہنا نہیں چاہتا تھا۔ ہر بار لارڈ تھری نے اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ لارڈ تھری نے تنویمی عمل کے ذریعے زیبا کی چاہت کو بھی اس کے دماغ سے مٹا دیا تھا۔

لیکن اب وہ لارڈ تھری' فہمی اور علی کی کوٹھی میں آکر مارا گیا تھا۔ کچھ اس طرح مارا گیا تھا کہ فہمی اور علی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ پائے تھے۔ انہیں یہ نہ معلوم ہوسکا کہ وہ انڈر گراؤنڈ مافیا کا ایک سرغنہ تھا اور مختار شاہ کی پشت پناہی کرنے والوں میں سے ایک تھا۔

فہمی اور علی اس بات پر حیران تھے کہ نئے دشمن اور قاتل کہاں سے پیدا ہوگئے ہیں؟ لارڈ تھری ان کی کوٹھی میں انہیں قتل کرنے آیا تھا اور باقی دو لارڈز نے جب یہ دیکھا کہ بھید کھلنے والا ہے تو انہوں نے لارڈ تھری کے دماغ میں زلزلے پیدا کرتے ہوئے اسے مار ڈالا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فہمی اور علی اس کے چور خیالات نہیں پڑھ پائے تھے۔ ویسے یہ سمجھ گئے کہ کئی دشمن ہیں اور وہ ٹیلی پیتھی جانتے ہیں۔ انہوں نے اس ایک کے دماغ میں زلزلے پیدا کرکے محض بھید کھلنے کے ڈر سے مار ڈالا تھا۔

اب وہ دونوں ان نامعلوم دشمنوں کو ڈھونڈ نکالنے کی تدبیر سوچ رہے تھے۔ ادھر مختار شاہ کے دماغ سے تنویمی عمل کا اثر کم ہورہا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ تنویمی عمل کی مخصوص مدت ختم ہورہی تھی۔ اس مدت کے بعد دوبارہ تنویمی عمل ضروری ہوتا ہے۔ یہ عمل لارڈ تھری نے کیا تھا اور وہ مرچکا تھا۔

اب ان دو لارڈز میں سے کسی ایک کو مختار شاہ پر دوبارہ عمل کے لیے آنا چاہیے تھا لیکن انہیں عمل کی وہ مخصوص مدت یاد نہیں تھی پھر یہ کہ وہ لارڈ تھری کی موت کے بعد خطرہ محسوس کررہے تھے۔ یہ سمجھ رہے تھے کہ علی اپنی پوری ذہانت سے کام لے کر ان کی جڑوں تک ضرور پہنچنے کی کوشش کرے گا۔ وہ دونوں لارڈ خود کو ہر پہلو سے محفوظ رکھنے کے لیے اور اپنی انڈر گراؤنڈ مافیا کو پوری طرح راز میں رکھنے کے لیے اس قدر مصروف ہوگئے تھے کہ عارضی طور پر مختار شاہ کی طرف توجہ نہیں دے رہے تھے۔

ایک شام مختار شاہ کو شراب کی طلب محسوس ہوئی۔ وہ بہت دنوں کا پیاسا تھا۔ اس نے راز دار ملازم کو حکم دیا کہ جو اسٹور روم بند پڑا ہوا ہے' اسے کھول کر ایک بوتل لے آئے۔ ملازم نے حکم کی تعمیل کی۔ رات کی تاریکی پھیلتے ہی وہ بوتل کھول کر بیٹھ گیا۔ ایک پیگ پیتے ہی عورت کی طلب ہوئی۔ وہ بڑا پارسا پیر کہلاتا تھا۔ اگر اچانک کسی کے گھر سے جوان لڑکی کو اٹھوالیتا تو بدنامی ہوتی۔ ایسے وقت اسے زیبا یاد آئی۔ وہ اس کی ایسی بیوی تھی جسے وہ محبوبہ کی طرح چاہتا تھا۔ اس کا دیوانہ بنا رہتا تھا لیکن اب وہ اسے اپنا شوہر نہیں' بلکہ شوہر کا بھائی سمجھتی تھی۔ خود کو بیوہ سمجھ کر عدت کے دن گزار رہی تھی۔

خاندان کے تمام افراد بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ زیبا کا فرشتہ صفت خاوند سکندر ثانی ہلاک ہوا ہے اور شیطان صفت مختار شاہ اب گمراہی سے باز آکر ایک سچے پیر کی طرح شریفانہ زندگی گزار رہا ہے۔ مختار شاہ الٹے سیدھے چکر چلا کر خود الجھ گیا تھا۔ اپنی بیوی زیبا کو بھی یقین نہیں دلا سکتا تھا کہ وہ اس کا شوہر ہے۔

بڑی حویلی کے پیچھے ایک مہمان خانہ تھا۔ وہاں زیبا تنہا رہ کر عدت کے ایام گزار رہی تھی۔ اس کی خدمت کے لیے دو کنیزیں تھیں۔ ایک دن کو رہتی تھی اور دوسری رات کو۔ وہ بیوہ عدت کے ایام پورے کرنے تک کسی کے روبرو نہیں جاسکتی تھی اور نہ ہی کسی کو اس مہمان خانے میں جانے کی اجازت تھی۔

مختار شاہ نے ہوش میں رہنے کے لیے تھوڑی سی پی پھر اس مہمان خانے کے احاطے میں آگیا۔ اس کے راز دار ملازم نے کنیز کو باہر بلایا۔ مختار شاہ نے اس کنیز کو بڑے نوٹوں کی ایک گڈی دے کر کہا "اس مہمان خانے کے باہر برآمدے میں رات گزارو۔ صبح تک کے لیے اندھی' گونگی اور بہری بن جاؤ۔ نہ کچھ دیکھو گی' نہ سنو گی اور نہ بولو گی۔"

کنیز راضی ہوگئی۔ راز دار ملازم چلا گیا۔ مختار شاہ مہمان خانے کے اندر آگیا۔ زیبا عشا کی نماز پڑھنے کے بعد کھانا کھانے جارہی تھی۔ اسے دیکھ کر ٹھٹک گئی۔ ایسا لگا جیسے اپنا شوہر نئی زندگی پاکر آگیا ہو۔

سکندر ثانی اور مختار شاہ ہم شکل تھے۔ یہ بات وہ چند لمحوں کے لیے بھول گئی تھی پھر یاد آتے ہی آنچل سے پردہ کیا۔ اس سے منہ پھیر کر پوچھا "آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ کیا آپ پیرابنِ پیر ہوکر دینی احکامات کو بھول رہے ہیں؟"

"میں دینی احکامات پر عمل کررہا ہوں۔ تمہیں یہ راز کی بات بتانے آیا ہوں کہ تم بیوہ نہیں ہو۔ تمہارا مجازی خدا زندہ ہے۔"

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں ہی تمہارا مجازی خدا ہوں۔"

"بس۔ آگے نہ کہیں۔ شراب کی بُو آرہی ہے۔ آپ حرام چیز پی کر نشے میں میرے مجازی خدا بننے آئے ہیں۔"

"بخدا میں نشے میں نہیں ہوں۔ تھوڑی سی ضرور پی ہے مگر ہوش میں ہوں۔ خدا کو حاضر وناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں کہ تم میری شریکِ حیات ہو۔ تم میری بات توجہ سے سنو گی تو تمہیں یقین آجائے گا۔"

"آپ ابھی جائیں اور دن کے وقت تمام خاندان والوں کو پہلے یقین دلائیں۔"

"میں دشمنوں کے خوف سے مختار شاہ بنا ہوا ہوں۔ اگر یہ کہوں گا کہ تمہارا شوہر سکندر ثانی ہوں تو یہ بات دشمنوں تک پہنچے گی پھر وہ مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

"آپ باتیں نہ بنائیں۔ میرے مرحوم شوہر کے ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھا کر مجھے گناہگار بنانے آئے ہیں۔ میں شور مچاؤں گی تو آپ کی پیری اور پارسائی خاک میں مل جائے گی۔"

"آہ! میں جانتا تھا' تم کبھی میری بات کا یقین نہیں کرو گی لیکن میں کیا کروں زیبو! میں تمہارا دیوانہ ہوں۔ تمہارے بغیر نہیں رہ سکوں گا۔"

یہ کہتے ہی اس نے قریب آکر اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس کے لبوں پر ایسی مہر لگائی کہ وہ منہ سے آواز نہ نکال سکی۔ اس کی گرفت سے رہائی پانے کے لیے جدوجہد کرنے لگی۔ وہ ان شکاریوں میں سے تھا' جو شکار کو گرفت میں لینے کے بعد نکلنے نہیں دیتے۔ وہ جدوجہد کرتے کرتے بے حال ہوگئی۔ تھک گئی۔ ہانپنے لگی۔ آنکھیں بند کیں تو ایسا لگا جیسے اپنے خاوند کی گرفت میں ہو۔ اس کے جسم سے وہی جانی پہچانی مہک آرہی تھی۔ اس کا انداز بھی جانا پہچانا تھا۔ اس ہارنے کے دوران میں اس نے دل ہی دل میں تسلیم کیا کہ وہ اجنبی نہیں ہے۔ اپنا ہے' بالکل اپنا.....

اتنی دیر میں مختار شاہ کا نشہ اتر گیا تھا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ خیال خوانی کرسکتا ہے پھر وہ زیبا کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کی سوچ میں بولا "میں کیسی نادان ہوں۔ اپنے مرد کی قربت سے اسے پہچان رہی ہوں پھر بھی انکار کررہی ہوں۔ مجھے ان کی باتیں توجہ سے سننی چاہئیں۔"

وہ بولی "پلیز آپ یقین دلائیں کہ آپ ہی میرے مجازی خدا ہیں۔"

وہ ابتدا سے اب تک کے تمام واقعات اسے تفصیل سے بتانے لگا۔ زیبا نے تمام باتیں سننے کے بعد کہا "بے شک۔ آپ کو

چھپ کر رہنا چاہیے ورنہ فہمی اور علی کو آپ کی حقیقت معلوم ہوگی تو وہ آپ کو ضرور ہلاک کرنا چاہیں گے۔"
"مجھے ان کا خوف نہیں ہے۔ مجھے تو یہ خوشی ہے کہ تم نے مجھے اپنا مجازی خدا تسلیم کرلیا ہے۔"
"آپ یہ حقیقت خاندان والوں کو نہیں بتائیں گے تو ہم ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔ کیا ساری زندگی چھپ چھپ کر ملتے رہیں گے؟"
"ہمیں چھپنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم دنیا والوں کو دکھانے کے لیے عدت کی مدت پوری کرو۔ اس کے بعد میں خاندان کے بزرگوں کے سامنے تم سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کروں گا۔ مجھے یقین ہے بزرگ حضرات ہماری شادی پر اعتراض نہیں کریں گے۔"
"ہماری شادی ہوچکی ہے۔ ہم پھر شادی کریں گے؟"
"دنیا والوں کے سامنے دوبارہ میاں بیوی بننے کے لیے ایسا کرنا ہی ہوگا۔"
مختار شاہ نے وہ رات مہمان خانے میں گزاری پھر صبح سے پہلے حویلی میں آگیا۔ زیبا بہت خوش تھی۔ اس کا اجڑا ہوا سہاگ سلامت تھا۔ اس سے بڑی خوشی کی بات کیا ہوسکتی تھی۔
عورت پر سہاگن کا رنگ چڑھ جائے تو وہ رنگ چھپائے نہیں چھپتا۔ خاندان کی عورتوں کو پتا چلا کہ زیبا مہمان خانے کی.... چاردیواری میں رنگین لباس اور چوڑیاں پہنتی ہے پھر سنا کہ اس نے شاپنگ کے لیے لاہور جانے کی ضد کی ہے اور عدت پوری کرنے سے بھی صاف انکار کردیا۔
کوئی اہم مسئلہ ہوتا تو پیر مختار شاہ سے اس کا حل پوچھا جاتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا "زیبا تعلیم یافتہ شریف زادی ہے۔ کبھی کوئی غلط قدم نہیں اٹھائے گی۔ ہمارے دین میں بیوہ کو شادی کرنے کی اجازت ہے۔ جب وہ عدت پوری کرلے گی تو میں اس سے نکاح پڑھواؤں گا۔ کیا آپ حضرات میں سے کسی کو اعتراض ہے؟"
بزرگوں نے اعتراض نہیں کیا بلکہ خوشی کا اظہار کیا کہ زیبا پہلے بھی اس حویلی کی بہو تھی، آئندہ بھی بہو بن کر رہے گی۔ مختار شاہ نے کہا۔ "میں زیبا کا ہونے والا مجازی خدا ہوں۔ مجھے اس کے شہر جانے اور شاپنگ کرنے پر اعتراض نہیں ہے۔"
اس پرانی کہاوت کی تصدیق ہوئی کہ گیدڑ کی موت آتی ہے تو وہ شہر کی طرف جاتا ہے۔ مختار شاہ خود تو لاہور نہیں گیا لیکن اس نے زیبا کے جانے کے لیے راہ ہموار کردی۔ وہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اس کے شہر جانے سے بھی بھید کھل سکتا ہے۔
وہ لبرٹی مارکیٹ کے ایک جنرل اسٹور میں شاپنگ کررہی تھی۔ ایسے وقت فہمی نے اسے دیکھ لیا۔ حیران ہو کر علی سے بولی "وہ دیکھو، وہ تو زیبا ہے۔"
اس نے پوچھا "کون زیبا؟"
"وہی ہمارے جہنمی دشمن مختار شاہ کی بیوہ۔"
علی نے کہا "ہاں۔ بہت خوش نظر آرہی ہے۔"
"تم میری بات نہیں سمجھ رہے ہو۔ تمہیں دکھانے کا مطلب ہے کہ اس کے رنگین لباس کو دیکھو اور وہ اپنے لیے پرفیوم پسند کررہی ہے۔"
"تو کیا ہوا؟ وہ بھی ایک عورت ہے۔ اس کا دل رنگ اور خوشبو چاہتا ہوگا۔"
"یہ بیوہ ہے اور عدت کے ایام پورے نہیں ہوئے ہیں۔ اب کچھ سمجھ رہے ہو؟"
"اچھا۔ یہ بات ہے۔ میں اس پہلو کو بھول گیا تھا۔ اسے تو... چاردیواری سے باہر نہیں نکلنا چاہیے تھا۔ اسے سوگوار رہنا چاہیے تھا لیکن یہ بہت خوش نظر آرہی ہے۔ تم نے حویلی میں اسے قریب سے دیکھا تھا اور کہا تھا، یہ بہت ہی شریف اور شوہر پرست ہے لیکن اسے دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے دوسرا شوہر کرچکی ہو۔"
فہمی اور علی انجانے دشمنوں سے چھپنے کے لیے اپنے چہرے بدل چکے تھے۔ زیبا انہیں پہچان نہیں سکتی تھی۔ فہمی اس کے قریب جا کر اپنے لیے بھی پرفیوم پسند کرنے لگی۔ اس دوران میں زیبا کی آواز اور لہجے کو سنتی رہی پھر علی کے پاس آگئی۔ وہ دونوں وہاں سے قریب ہی ایک ریستوران میں آکر بیٹھ گئے۔ علی مشروب کا آرڈر دینے لگا۔ وہ زیبا کے دماغ میں پہنچ کر اس کے چور خیالات پڑھنے لگی پھر ایک بیوہ کی مسرتوں کا بھید کھلنے لگا۔
مشروب آگیا تھا۔ علی نے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "پیو۔"
"میں تو خون کے گھونٹ پی رہی ہوں۔"
"ایسی کیا بات ہوگئی؟"
"میرے ابو کا قاتل مختار شاہ زندہ ہے۔"
علی نے حیرانی سے فہمی کو دیکھا۔ وہ بولی "زیبا خوش نظر آرہی تھی۔ رنگین لباس پہنے ہوئے تھی اور خوشبو خرید رہی تھی۔ اس لیے کہ وہ بیوہ نہیں ہے۔ رات کو چھپ کر اپنے خاوند مختار شاہ سے ملتی ہے۔"
"لیکن مختار شاہ کو ہمارے سامنے گولی ماری گئی تھی۔ اس نے ہمارے سامنے دم توڑا تھا۔"
"وہ مختار شاہ کی شیطانی چال تھی۔ اس نے ہمیں دھوکا دینے کے لیے سکندر ثانی کو تنویمی عمل کے ذریعے مختار شاہ بنا دیا تھا۔ اسی کے ایک آلۂ کار جوان نے اسے مختار شاہ کہہ کر مخاطب کرتے ہوئے گولی ماری اور ہم دھوکا کھا گئے۔ ہمیں ذرا بھی شبہ نہیں ہوا۔ ہم نے یقین کرلیا کہ وہ قاتل مختار شاہ مارا گیا ہے۔"
علی نے کہا "ٹھہرو۔ میں خود اس کے خیالات پڑھ رہا ہوں۔ تم اسے پیو۔"



وہ ٹھنڈی بوتل پینے لگی۔ اسے مختار شاہ کی مکاری پر غصہ آرہا تھا۔ بابا صاحب کے ادارے میں اس نے جو کچھ سیکھا تھا اس کا اہم سبق یہ تھا کہ غصہ حرام ہے۔ جو غصے کو کچلنے میں کامیاب ہوجاتا ہے، وہ لڑنے سے پہلے آدھی جنگ جیت لیتا ہے۔
زیبا کے خیالات پڑھنے سے اتنا ہی معلوم ہوا، جتنا اسے مختار شاہ نے بتایا تھا۔ اس نے زیبا کو تینوں لارڈز اور انڈر گراؤنڈ مافیا کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا اس لیے فہمی اور علی کو اس وقت مکمل معلومات حاصل نہیں ہوئیں۔
فہمی نے کہا "مختار شاہ بہت مکار ثابت ہورہا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے مجھے بہت غصہ آرہا تھا۔ اب نہیں آرہا ہے۔ میں پُرسکون ہوں۔"
علی نے کہا "پچھلی بار ہم پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ ہم حیران ہورہے تھے کہ ہمارے نئے دشمن کہاں سے پیدا ہوگئے ہیں؟ اب معلوم ہوا کہ دشمن نیا نہیں، پرانا ہے۔ ویسے اس کی چال بازی کی داد دینی چاہیے..... خوب چال چلی ہے۔"
"میں ابھی جوابی چال چلنا چاہتی ہوں۔ تم کیا کہتے ہو؟"
"میں نے زیبا کے خیالات پڑھے ہیں وہ رات کو چھپ کر بیوی کے پاس آتا ہے اور شراب پیتا ہے۔ تم ذرا صبر کرو۔ اسے شراب پینے دو۔ ہمیں اس کے دماغ میں جگہ ملے گی۔ ہوسکتا ہے اس کے چور خیالات کے ذریعے مزید معلومات حاصل ہوں۔"
فہمی نے کہا "ٹھیک ہے۔ مختار شاہ آج ایک دن جی لے لیکن آج رات کی صبح نہیں کرسکے گا۔"
اسی دن دونوں لارڈز کو مختار شاہ کا خیال آیا۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا "کیا تم مختار شاہ کے دماغ میں جاتے ہو؟"
لارڈ ٹو نے کہا "تمہیں پتا ہے، میں کتنا مصروف رہا ہوں۔ کیا تم اس کے پاس گئے تھے؟"
"مصروف تو میں بھی رہا ہوں اور اب بھی ہوں۔ اس کا مطلب ہے ہم دونوں اس کی طرف سے غافل رہے ہیں۔"
"مختار شاہ بعض اوقات بڑی حماقتیں کرتا ہے۔ ہمیں اسے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے تھا۔"
"دراصل مجھے یہ اطمینان ہے کہ وہ لارڈ تھری کے تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہے۔ تنویمی عمل کی مدت ابھی ختم نہیں ہوئی ہوگی۔"
"یقیناً۔ میرے شعور میں بھی یہی اطمینان ہے کہ وہ تنویمی عمل کے زیرِ اثر ہے اور کوئی نقصان پہنچانے والی حماقت نہیں کرے گا۔"
"پھر بھی ہمیں اس کی خیریت معلوم کرنا چاہیے۔"
"تم اس کی خیریت معلوم کرو۔ ہمارا مال گوادر کے راستے مڈل ایسٹ جارہا ہے۔ میں خیال خوانی کے ذریعے اس کی نگرانی نہیں کروں گا تو کروڑوں ڈالر کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔"
"اور میرا ڈسپیچ کیا ہوا مال افغانستان کے راستے جارہا ہے۔ مجھے بھی خیال خوانی کے ذریعے اس مال کو لے جانے والوں کی نگرانی کرنی ہوگی۔"
"پارٹنر! دس بارہ گھنٹے کی بات ہے۔ مال کو صحیح جگہ پہنچاتے ہی ہمیں فرصت ملے گی پھر ہم مختار شاہ کے پاس جائیں گے۔"
"ہاں۔ کوئی ایسی تشویش کی بات نہیں ہے۔ مختار شاہ کوئی بچہ نہیں ہے۔ وہ اپنے تحفظ اور سلامتی کی خاطر حماقت سے گریز کرے گا۔"
مختار شاہ اور دونوں لارڈز کے مقدر میں خرابی تھی اسی لیے وہ اپنے معاملات میں بری طرح مصروف ہو کر مختار شاہ کے معاملے کو ٹال رہے تھے۔
فہمی اور علی رات کو نو بجے زیبا کے دماغ میں پہنچے۔ مختار شاہ معمول کے مطابق رازداری سے مہمان خانے میں پہنچا ہوا تھا۔ شراب اور شباب کے ساتھ مرغن کھانوں کا دسترخوان بچھا ہوا تھا۔ وہ زیبا سے کہہ رہا تھا "اگر بیوی سمجھ دار ہو تو شوہر کسی دوسری عورت کو ساقی نہیں بناتا۔ کسی دوسری عورت کے ساتھ عیاشی نہیں کرتا۔ اپنی بیوی کے ساتھ گزارہ کرتا ہے۔"
زیبا کو شراب پسند نہیں تھی لیکن وہ شوہر کو خوش رکھنے کی خاطر اسے اپنے ہاتھوں سے جام بنا کر دیتی تھی۔ اس نے پہلا جام بنا کر دیا۔ وہ زیبا کو آغوش میں لے کر پیتے ہوئے بولا "محبوبہ، بیوی بن جائے تو پھر اس میں پہلے جیسی کشش نہیں رہتی لیکن تمہارے حسن وجمال کی کیا بات ہے۔ تم پہلی رات کی طرح آج بھی ویسی ہی پُرکشش ہو۔"
وہ خوش ہو کر بولی "آپ ہمیشہ میرے ہی حسن کے قصیدے پڑھتے رہتے ہیں۔ دراصل آپ اچھے ہیں اس لیے میں اچھی لگتی ہوں۔"
اس نے دوسرا جام بنا کر دیا۔ وہ ایک ایک گھونٹ لیتے ہوئے بولا "ہمیں ملک سے باہر تفریح کے لیے جانا چاہیے۔ ہم پیرس اور لندن میں اپنے دن رات گزاریں گے۔ کیا میرے ساتھ چلوگی؟"
"ملک سے باہر جانا بہتر ہوگا۔ جب عدت کے ایام پورے ہوجائیں گے تو ہم واپس آکر یہاں نکاح پڑھوالیں گے۔ اس وقت تک ہمیں ملک سے باہر ساتھ رہنے کی آزادی ملتی رہے گی۔"
اس نے دوسرا جام خالی کرتے ہوئے کہا "ہمارے تعلقات بھی عجیب ہیں۔ ہم دنیا سے چھپ کر مل رہے ہیں جیسے گناہ کررہے ہوں۔ ہم یہ ثابت نہیں کرسکتے کہ ہم میاں بیوی ہیں۔"
تیسرے پیگ کے ساتھ کچھ نشہ ہونے لگا۔ فہمی اور علی نے اندازہ لگایا کہ اب اس کا دماغ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرسکے گا۔ انہوں نے اس تیسرے پیگ کے ختم ہونے کا انتظار کیا پھر اس کے دماغ میں پہنچ گئے۔ وہ اپنے اندر انہیں محسوس نہ کرسکا۔ اسے خبر نہ ہوئی کہ ان لمحات میں اس کے چور خیالات پڑھے جارہے ہیں۔

فہمی اور علی کو پہلی بار پاکستان میں انڈر گراؤنڈ مافیا کا علم ہوا۔ پتا چلا کہ اس کے تین سرغنہ ہیں' جو لارڈون' لارڈٹو اور لارڈتھری کہلاتے ہیں اور مختار شاہ ان کا ایک بہت اہم آلۂ کار بن کر رہتا ہے۔

ان لارڈز کا ہیڈ آفس اسلام آباد میں تھا۔ ان کی رہائش گاہیں بھی وہیں تھیں۔ صوبہ سرحد کے ایک پہاڑی علاقے میں ان کے زیرِ زمین کئی گودام تھے۔ آزاد علاقوں کی فیکٹریوں سے ہیروئن تیار ہو کر آتی تھی پھر ان گوداموں میں انہیں چھپا کر رکھا جاتا تھا۔

وہ دونوں انڈر گراؤنڈ مافیا کے سلسلے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتے رہے پھر علی نے کہا "تم مختار شاہ کو آج ہی رات جہنم میں پہنچا دینا چاہتی ہو۔ میرا مشورہ ہے اسے ذرا ڈھیل دے دو۔ اگر اسے ہلاک کیا جائے گا تو وہ لارڈز سمجھ لیں گے کہ ہم نے اس کو ہلاک کرنے سے پہلے اس کے چور خیالات کے ذریعے ان لارڈز کے بارے میں بھی بہت کچھ معلوم کیا ہے۔"

فہمی نے قائل ہو کر کہا "ہاں۔ وہ لارڈز محتاط ہو جائیں گے پھر ہماری گرفت میں نہیں آئیں گے۔"

مختار شاہ کے خاص آدمی الیکشن میں کامیاب ہو کر صوبائی اور قومی اسمبلیوں میں جاتے تھے۔ ان کے علاوہ تمام صوبوں کے ایسے منتخب لوگ اسمبلیوں میں پہنچتے تھے' جن کا تعلق مختار شاہ کی طرح ڈرگ مافیا سے ہوتا تھا۔

دوسرے ممالک کی طرح پاکستان سے منشیات کی لعنت اس لیے ختم نہیں ہوتی کہ ڈرگ مافیا کے بڑے سرکردہ افراد اسمبلیوں میں بھی پہنچ جاتے ہیں اور انسدادِ منشیات کی مہم کو ناکام بناتے رہتے ہیں۔ پولیس والے صرف اسی حد تک منشیات فروشوں اور اسمگلروں کے خلاف ایکشن لیتے ہیں' جس حد تک انہیں اوپر سے اختیارات دیے جاتے ہیں۔

علی نے کہا "ہم اوپر والوں کو اس انڈر گراؤنڈ مافیا کے خلاف رپورٹ دیں گے تو وہی ہلکی پھلکی سی کارروائی ہوگی۔ دکھاوے کے طور پر چند چھوٹے مجرموں کو ہیروئن اور اسلحے کے ساتھ گرفتار کیا جائے گا۔"

فہمی نے کہا "بے شک۔ مچھلیاں پکڑی جاتی ہیں' مگرمچھ زندہ رہتے ہیں۔ اوپر سے صفائی ہوتی ہے' انڈر گراؤنڈ مافیا کی گند ہمیشہ باقی رہ جاتی ہے۔"

"ہم اس معاملے میں خود قانون ساز اور خود انصاف پرور بنیں گے۔ ہم نے ان لارڈز کے اہم ٹیلی فون نمبرز اور پتے نوٹ کیے ہیں۔ ان کے ذریعے ان کی جڑوں تک پہنچیں گے۔ اب یہاں سے چلو۔"

وہ گلاس منہ سے لگائے ایک گھونٹ پی رہا تھا۔ فہمی نے ٹھسکا پیدا کیا۔ وہ کھانسنے لگا۔ کھانستے کھانستے دہرا ہونے لگا۔ وہ دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ علی نے ہنستے ہوئے کہا "تم نے اسے تھوڑی سزا دے ہی دی۔"

"موت کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ شامت کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ میں اس کی شامت لاتی رہوں گی۔"

وہ لارڈز اسلام آباد میں انگریزی دواؤں کے سول ایجنٹ تھے۔ ایک پوری عمارت میں ان کی سول ایجنسی کے کئی شعبے قائم تھے۔ کوئی شبہ نہیں کر سکتا تھا کہ ایسے کروڑ پتی سول ایجنٹ زیرِ زمین ڈرگ مافیا کے مالکان ہوں گے۔

فہمی اور علی نے دو ایسے ٹیلی فون نمبرز آزمائے' جن کا تعلق دواؤں کی سول ایجنسی سے تھا۔ کافی رات گزر چکی تھی۔ ایسے وقت دفاتر کے کھلے رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن دونوں نے اس لیے فون کیا کہ انڈر گراؤنڈ سرگرمیاں رکھنے والے راتوں کو راز داری سے مصروف رہتے ہیں۔ یہ علی کا تجربہ تھا جو کامیاب ثابت ہوا۔ کسی نے فون پر پوچھا "ہیلو کون؟"

علی نے آواز بنا کر کہا "میں عبداللہ ناریل والا بول رہا ہوں۔ بھائی جی! آپ خیریت سے پہنچ گئے ہیں۔"

رانگ نمبر کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔ علی اس کے اندر پہنچ گیا۔ فہمی نے دوسرے فون پر رابطہ کیا پھر ادھر کی آواز سن کر ریسیور رکھ دیا۔ وہ دونوں اپنے اپنے شکار کے دماغ میں پہنچ کر وہاں کے حالات معلوم کرنے لگے۔ وہاں رات دس بجے سے دوسری شفٹ چلتی تھی۔ اس شفٹ میں کام کرنے والے تمام ملازمین ڈرگ اسمگلنگ کے راز سے واقف تھے۔ سیکرٹ کوڈ ورڈز کے ذریعے فون اور فیکس وغیرہ سے بیرونی ممالک کے آرڈر وصول کرتے تھے اور اس سلسلے سے تعلق رکھنے والی پارٹیز سے ڈیلنگ کرتے تھے۔

پتا چلا' سرحدی علاقے کے گوداموں میں کئی ارب روپے کی ہیروئن ذخیرہ کی گئی ہے۔ سول ایجنسی کے دفاتر سے ان گوداموں کا رابطہ رہتا تھا۔ فہمی اور علی نے اس دفتر کے دو افراد کے دماغوں پر قبضہ جمایا۔ ان کے ذریعے مختلف گوداموں سے رابطہ کرایا۔ تمام گوداموں کے انچارج افسران کی آوازیں سن کر ان کے اندر پہنچے۔ وہاں اسلحے اور بارود کا بھی ذخیرہ تھا۔ وہ انچارج اپنے اپنے گودام کے اندر جا کر بڑی راز داری سے ٹائم بم جگہ جگہ نصب کرنے لگے۔ اپنے ماتحتوں کو خبر نہیں ہونے دی۔ خود انہیں خبر نہیں تھی کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

جب وہ اپنا کام کر کے گودام سے دور چلے آئے تو فہمی اور علی نے ان کے دماغوں کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ سب اپنی غائب دماغی پر حیران ہونے لگے۔ ایسے ہی وقت گوداموں میں بم کے دھماکے شروع ہو گئے۔

وہ گودام چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے غاروں میں بنائے گئے تھے۔ اتنے زیادہ بم نصب کیے گئے تھے کہ پہاڑیوں کے پتھر اور چٹانیں ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں دور تک اڑ کر جا رہی تھیں۔ وہ تمام انچارج گوداموں سے دور آنے کے باوجود زندہ نہ بچ سکے۔ دونوں ماتحت بھی مارے گئے۔

یہ خبر سول ایجنسی کے دفتر میں پہنچی۔ دفتر سے دونوں لارڈز تک یہ خبر پہنچائی گئی۔ وہ بستر سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ فہمی اور علی خیال خوانی کے ذریعے ان ماتحتوں کے دماغوں میں تھے جو ان لارڈز سے رابطہ کر رہے تھے۔ اسی طرح پہلی بار فہمی اور علی کو معلوم ہوا کہ تیسرا لارڈ وہی تھا' جو فہمی کی کوٹھی میں مارا گیا تھا۔ اب دو لارڈز رہ گئے تھے۔

ان دونوں لارڈز کی نیند اڑ گئی۔ وہ اتنا بڑا نقصان اٹھانے کے بارے میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ ان گوداموں کے تباہ ہونے سے فارن کرنسی میں لاکھوں ڈالر کا نقصان ہوا تھا لیکن پاکستانی کرنسی کے مطابق ایک ہی رات میں کئی ارب روپے ڈوب چکے تھے۔

دونوں لارڈز بڑی دیر تک سکتے میں رہے پھر خیال خوانی کے ذریعے ان گوداموں کے انچارج تک پہنچنا چاہا۔ ان کی سوچ کی لہریں واپس آگئیں۔ یہ سمجھ میں آگیا کہ وہ مر چکے ہیں۔ ایک ماتحت انچارج کے دماغ سے معلوم ہوا کہ اچانک دھماکے ہوئے تھے پھر مسلسل ہوتے رہے۔ تین گوداموں میں مجموعی طور پر بیس دھماکے ہوئے تھے۔ وہاں کس طرح بم بلاسٹ ہوئے' کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا۔

ایک لارڈ نے پریشان ہو کر کہا "آپ ہی آپ بم بلاسٹ نہیں ہو سکتے' ہمارے گوداموں کو تباہ کرنے کے لیے زبردست پلاننگ کی گئی ہوگی۔"

لارڈٹو نے پوچھا "کس نے پلاننگ کی ہوگی؟ ہمارے جو دشمن ہیں وہ بہت حقیر ہیں۔ ان میں اتنا حوصلہ نہیں کہ ہمارے گوداموں کے سامنے سے بھی گزر سکیں پھر ہمیں اتنا زبردست نقصان پہنچانے کی جرأت کس نے کی ہے؟"

لارڈون نے چونک کر کہا "کیا فہمی اور علی کو ہمارا سراغ مل گیا ہے؟"

اس بات پر لارڈٹو بھی چونک گیا پھر ان دونوں نے بیک وقت خیال خوانی کی چھلانگ لگائی اور مختار شاہ کے دماغ میں پہنچ گئے۔

وہ نشے میں مدہوش ہو کر گہری نیند میں ڈوب گیا تھا۔ دونوں نے اس کے خیالات پڑھے۔ مختار شاہ نہیں جانتا تھا کہ فہمی اور علی اس کے دماغ میں آکر بہت سی معلومات حاصل کر کے جا چکے ہیں۔

مختار شاہ کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ زیبا سے چوری چھپے ملنے لگا ہے اور خاندان کے بزرگوں سے کہہ چکا ہے کہ وہ عدت کے ایام گزار لے گی تو اس سے نکاح پڑھوائے گا۔

دونوں لارڈز کو یہ بھی معلوم ہوا کہ لارڈ تھری کا پچھلا تنویمی عمل زائل ہو چکا ہے اسی لیے وہ شراب پینے اور زیبا سے ملنے لگا ہے۔

وہ دونوں اس کے خیالات کو طرح طرح سے کرید رہے تھے۔ کسی طرح معلوم کرنا چاہتے تھے کہ فہمی اور علی اس کے دماغ میں کبھی آئے تھے یا نہیں؟ بار بار کوششیں کرنے کے بعد بھی یہی معلوم ہوتا رہا کہ وہ ابھی تک فہمی اور علی جیسے دشمنوں سے محفوظ ہے۔ اس کے دماغ میں کوئی نہیں آیا ہے۔

دونوں لارڈز کو کسی حد تک اطمینان ہوا۔ انہوں نے سوچا' فہمی اور علی اپنے دوسرے معاملات میں مصروف ہو گئے ہیں۔ انہوں نے مختار شاہ کو عارضی طور پر بھلا دیا ہے۔

دونوں لارڈز نے خود کو تسلیاں دیں پھر اس کے اور زیبا کے دماغوں پر تنویمی عمل کرنے لگے۔ وہ مطمئن ہونا چاہتے تھے کہ فہمی اور علی آئندہ کبھی مختار شاہ کے چور خیالات پڑھ کر انڈر گراؤنڈ مافیا اور دونوں لارڈز کے متعلق کچھ نہ معلوم کر سکیں۔

ویسے فہمی اور علی نے انہیں اتنا بڑا صدمہ پہنچایا تھا کہ وہ آئندہ کئی برس تک اتنے وسیع پیمانے پر مافیا جیسی تنظیم قائم کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ انہیں یہ اندیشہ بھی تھا کہ جو ایک رات میں انہیں اربوں روپے کا نقصان پہنچا سکتے ہیں' وہ ان کی زندگیاں بھی کسی وقت چھین سکتے ہیں۔

○☆○

حکومتِ ایران کی طرف سے سونیا کو مدعو کیا جا رہا تھا کہ وہ باقاعدہ مہمان خانے میں آکر رہائش اختیار کرے۔ وہاں کے کتنے ہی اکابرین اسے ظہرانہ اور عشائیہ دینا چاہتے تھے اور یہ ذمے داری قبول کر رہے تھے کہ اس کے لیے سخت سے سخت حفاظتی انتظامات کیے جائیں گے۔

سونیا نے کہا "آپ حضرات کی عزت افزائی کا شکریہ۔ میں کسی ظہرانے یا عشائیے میں ضرور آؤں گی لیکن مستقل آپ کی مہمان بننے کا شرف حاصل نہیں کر سکوں گی۔ بے شک میرے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے جائیں گے لیکن میں ہمیشہ سے خود حفاظتی کے اصولوں پر عمل کرتی ہوں۔ میں آپ جیسے مخلص دوستوں میں ہوں لیکن دشمنوں کے حصار میں بھی ہوں۔ آپ مجھے میرے طریقۂ کار کے مطابق اس ملک میں رہنے دیں۔"

"بے شک آپ اپنے طریقۂ کار کے مطابق رہائش اختیار کریں لیکن ہماری ایک خصوصی دعوت قبول کریں۔ گر قبول افتد' زہے عزو شرف۔"

"میں نے قبول کیا لیکن ایک شرط ہے۔ کم از کم چوبیس گھنٹے تک اس بات کا چرچا کیا جائے کہ میں فلاں دن اور فلاں وقت ایک خصوصی دعوت قبول کر چکی ہوں اور فلاں جگہ اس تقریب میں شریک ہونے آؤں گی اور یہ کہ میرے لیے سخت حفاظتی انتظامات کیے جا رہے ہیں۔"

"کیا آپ چاہتی ہیں کہ دشمنوں کو خبر ہو اور وہ آپ پر حملے کرنے کی تیاریاں شروع کر دیں؟"

"میں یہی چاہتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ سیٹلائٹ کے ذریعے بھی آپ کی خصوصی دعوت

کا چرچا کیا جائے گا۔ بخدا آپ خطرات سے کھیلنے والی خاتون ہیں۔ ہم آپ کو دعوت دے رہے ہیں' آپ جان کے دشمنوں کو دعوتیں دے رہی ہیں۔"

سونیا نے فون کا رابطہ ختم کردیا۔ اس نے ایک چھوٹے سے مکان میں رہائش اختیار کرلی تھی۔ جنہیں ماں باپ بنا کر ساتھ لائی تھی' وہ اس کی طرح فارسی جانتے تھے۔ اس نے ایسی طرز رہائش اختیار کی تھی کہ سب اسے ایرانی سمجھنے لگے تھے۔ اس کے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت بھی اسی علاقے میں تھے۔

جب سے سونیا نے ایران میں امریکی ایجنٹوں کو زنخا بنایا تھا اور تہران میں ان کے ہارمونز کے انجکشن وغیرہ تباہ کئے تھے تب سے امریکی حکام قسمیں کھا رہے تھے کہ سونیا کو زندہ نہیں چھوڑیں گے۔

امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والے جان کولن نے اپنے اکابرین سے کہا "میں سونیا کو تہران میں سکون سے رہنے نہیں دوں گا۔ وہ وہاں روپوش نہیں رہ سکے گی۔ ہمارے نئے ایجنٹ ایسی تخریبی کارروائیاں کریں گے کہ وہ جوابی کارروائی کے لیے سامنے آنے پر مجبور ہوتی رہے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب وہ مقابلے کے دوران میں روبرو ہوتی ہے تو اسے فوراً گولی کیوں نہیں ماری جاسکتی؟"

"جب وہ مقابلے کے وقت سامنے ہوتی ہے تو اکثر مقابلہ کرنے والوں پر بدحواسی طاری رہتی ہے۔ ٹھنڈے پسینے آجاتے ہیں۔ اسے مارنے سے پہلے اپنی سلامتی کی فکر لاحق رہتی ہے۔"

ایک فوجی افسر نے کہا "دراصل پہلے یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ مقابلے پر واقعی سونیا ہے' یا اس کی ڈمی ہے۔ ماضی میں کئی بار فرہاد کو قتل کیا گیا۔ بعد میں پتا چلا کہ اس کی ڈمی کو ہلاک کیا گیا ہے پھر زندہ رہ جانے والے فرہاد نے قاتلوں سے بہت برا انتقام لیا تھا۔ سونیا بھی یہی کچھ کرتی ہے۔"

ایک اور فوجی افسر نے کہا "کل رات ایران کے اعلیٰ حکام نے اسے عشائیہ دیا ہے۔ سونیا کی آمد پر جشن منایا جارہا ہے۔ ایک بہت بڑی تقریب میں وہ اپنے میزبانوں کے درمیان رہے گی اور اس بات کا خوب چرچا کیا جارہا ہے۔"

ایک حاکم نے کہا "دراصل ہمیں احمق سمجھا جارہا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں ایسے وقت امریکی ایجنٹ ضرور سونیا پر قاتلانہ حملہ کریں گے۔ اسے ڈمی نہیں سمجھیں گے کیونکہ وہ اعلیٰ حکام کی مہمان بن کر آئے گی۔"

جان کولن نے کہا "یہ بات مجھے الجھا رہی ہے۔ سونیا کو حکمرانوں کی طرف سے جو عشائیہ دیا جارہا ہے' اس کی اتنی پبلسٹی کیوں کی جارہی ہے؟ وہ بہت مکار ہے۔ حکومتِ ایران اس کی فرمائش پر اس دعوت کا چرچا کررہی ہے۔"

"تمہیں الجھن کس بات کی ہے؟"

"یہی کہ وہ دعوت میں خود آئے گی یا اپنی ڈمی کو بھیجے گی؟ اگر ہمارے ایجنٹ یہ سوچ کر حملہ نہ کریں کہ وہ ڈمی ہے تو بعد میں افسوس ہوگا کہ وہ اصلی تھی اور ایک سنہری موقع ہاتھ سے نکل چکا ہے۔"

فوج کے ایک افسر نے کہا "وہ اصلی ہو یا ڈمی' اس پر کامیاب حملہ ہونا چاہیے۔ اس تقریب میں منظم طریقے سے اسے گھیر کر موت کے گھاٹ اتار دینا چاہیے۔ بعد میں جو ہوگا' دیکھا جائے گا۔"

جان کولن نے کہا "بعد میں کیوں سوچا اور دیکھا جائے۔ ابھی سمجھ لیا جائے۔ اگر ہم نے ڈمی کو قتل کیا تو اصلی ہمارے پیچھے پڑجائے گی۔ ہم ایران میں اس کے خلاف جو کریں گے' وہی وہ امریکا میں ہمارے خلاف کرے گی۔"

ایک فوجی افسر نے طعنہ دیا "پھر تو ہمیں خوف زدہ رہنا چاہیے۔ ہم ڈمی کو ہلاک کریں یا اصلی کو' دونوں صورتوں میں ہمارے خلاف انتقامی کارروائی ضرور ہوگی۔ وہ ہماری دادی اماں ہے' ہماری پٹائی کرے گی۔ ہمیں ایران جاکر شرارت نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں گھر میں بیٹھ کر اسکول کا سبق یاد کرنا چاہیے۔"

جان کولن نے کہا "آپ میرے سینئر ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے طعنے دیں۔"

"بچوں کی طرح ڈرنے والے کو طعنے ہی ملتے ہیں۔"

"میں بچوں کی طرح ڈرتا نہیں ہوں اور آپ کی طرح ڈینگیں نہیں مارتا ہوں۔ سونیا جب منکی ماسٹر کو ہمارے سروں پر مسلط کررہی تھی تب آپ نے اس کا کیا بگاڑ لیا تھا۔ سربراہ کانفرنس میں امریکی سربراہ کو زنخا بنا دیا گیا تب آپ نے اپنی قوم کو کیا شرمندگی سے بچایا۔ تہران میں ہمارے ایجنٹوں کی جنس تبدیل کی گئی' کیا ایسے وقت آپ اپنے گھر میں اسکول کا سبق یاد کررہے تھے؟"

کئی اکابرین جان کولن کو سمجھانے لگے کہ وہ غصے میں بات نہ کرے۔ جان کولن نے کہا "میں محتاط رہ کر آپ حضرات کے مشوروں کے مطابق سونیا کو ہلاک کرنے کے سلسلے میں کوئی قدم اٹھانا چاہتا ہوں اور یہ نالائق سینئر کہہ رہا ہے کہ میں ڈرپوک ہوں۔"

وہ سینئر افسر غصے سے اچھل کر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا "یہ مجھ سے جونیئر ہے اور مجھے نالائق کہہ رہا ہے۔ ایک سینئر کی توہین کررہا ہے اور آپ تمام سینئر میری توہین برداشت کررہے ہیں۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "آپ نے مسٹر کولن کو سوچے سمجھے بغیر طعنے دیے۔ سینئر کا فرض ہے کہ وہ اپنے جونیئر سے سوچ سمجھ کر گفتگو کرے۔ پلیز آپ لوگ آپس کے اختلافات ختم کریں اور کام کی باتیں کریں۔"

وہ کام کی باتیں کرنے لگے۔ سونیا ان کے گلے میں ہڈی کی طرح

پھنسی ہوئی تھی۔ نہ اسے اگل سکتے تھے اور نہ نگل سکتے تھے۔ اس ہڈی نے انہیں الجھا دیا تھا۔

تہران میں ایک مشہور بازار ہے۔ ضرورت کی ہر چیز وہاں سے خریدی جاتی ہے۔ بازار بہت بڑا ہے۔ شاید اسی لیے اسے بازار بزرگ کہا جاتا ہے۔ وہاں سے چند اجنبی جوان فائرنگ کرتے ہوئے گزرنے لگے۔ ان جوانوں نے ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے۔ اس لیے وہ ناقابلِ شناخت تھے۔ سونیا کے تین ٹیلی پیتھی جاننے والے وہاں کچھ خریداری کر رہے تھے۔ فائرنگ کے باعث بھگدڑ شروع ہو گئی تھی۔ مرد، عورتیں اور بچے اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔ سونیا کے تینوں جانباز تین مختلف دکانوں میں تھے۔ انہوں نے ریوالور نکال لیے۔ ان دہشت گردوں کا نشانہ لیا، جو فائرنگ کرتے آ رہے تھے۔ ان کی گاڑی تیز رفتاری سے گزر رہی تھی۔ دو جانبازوں نے دو دہشت گردوں کو گولی ماری۔ وہ زخمی ہو کر گاڑی سے باہر آ کر گرے۔ تینوں جانباز دوڑتے ہوئے ان کے پاس آئے۔ ان سے پوچھا "بتاؤ کون ہو؟ طبی امداد چاہتے ہو تو فوراً بتاؤ۔"

وہ زخموں کی تکلیف سے کراہتے ہوئے بتانے لگے کہ وہ بیروزگار جوان ہیں۔ ایک شخص نے نوٹوں کی بڑی بڑی گڈیاں انہیں دی تھیں اور کہا تھا، بازار کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک فائرنگ کرتے ہوئے گزر جاؤ۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو آئندہ بھی دہشت گردی کے عوض بھاری معاوضہ دیا جائے گا۔

جس شخص نے بڑی رقمیں دی تھیں اس کا پتا ان زخمی جوانوں کے دماغ سے معلوم ہوا۔ وہ ایک تاجر قاسم آفندی تھا۔ اس کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں۔ ان دونوں زخمیوں کو پولیس والے لے گئے۔

وہ تینوں جانباز قاسم آفندی تک پہنچنے کی کوشش کرنے لگے۔ انہوں نے فون کے ذریعے اس کے پرسنل سیکریٹری کی آواز سنی۔ اس کے دماغ میں پہنچے پھر اس کے ذریعے قاسم آفندی کو دیکھا۔ جب یقین ہوا کہ وہ یوگا کا ماہر نہیں ہے تو وہ اس کے چور خیالات پڑھنے لگے۔

قاسم آفندی ایک ایمان دار اور دیانت دار تاجر تھا۔ پانچوں وقت کا نمازی تھا۔ غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرتا تھا۔ کوئی بیروزگار جوان اس کے پاس آتا تو وہ اسے کسی نہ کسی کام سے لگا دیتا تھا۔ اسے اپنے ملک اور قوم سے بہت محبت تھی۔ اس سے کبھی توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ وہ دہشت گردوں کی پشت پناہی کرے گا۔

حقیقت یہ تھی کہ جان کولن نے اس ایرانی تاجر قاسم آفندی پر تنویمی عمل کیا تھا اور اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی تھی کہ جب بھی جان کولن اس کے دماغ میں آئے گا تو قاسم آفندی اپنی موجودہ ایماندارانہ شخصیت کو بھول جائے گا۔ جان کولن جو حکم دے گا، وہی وہ کرتا رہے گا۔

پچھلی بار جان کولن نے اس کے دماغ میں آ کر اسے حکم دیا تھا کہ اس کے پاس چند بیروزگار جوان آئیں گے، وہ انہیں حکم دے گا کہ وہ کسی پبلک پلیس میں فائرنگ کریں اور دہشت پھیلائیں۔ اس کے عوض وہ انہیں بڑی بڑی رقمیں دے گا۔

اس ایمان دار تاجر نے مجبور ہو کر ایسا کیا۔ جب جان کولن اس کے دماغ سے چلا گیا تو اس بے چارے کو پتا ہی نہ چلا کہ اس نے غائب دماغ رہ کر قانون کے خلاف کام کیا ہے۔

ان جانبازوں نے سونیا کو تمام رپورٹ پیش کی۔ سونیا نے اعلیٰ حکّام سے رابطہ کیا۔ بازار بزرگ، دہشت گردوں اور قاسم آفندی کے بارے میں انہیں تفصیلات بتائیں پھر کہا "پولیس افسران کو ہدایات دیں کہ قاسم آفندی کے خلاف کیس بنتا ہو تو اس سے نرمی کا سلوک کیا جائے۔ اسے کچھ روز حوالات میں رکھا جائے۔ اتنے دنوں میں قاسم آفندی کی بے گناہی ثابت کر دی جائے گی۔"

ایک حاکم نے کہا "یہ دشمنوں کی کم ظرفی ہے کہ انہوں نے قاسم آفندی جیسے محبِ وطن کو آلۂ کار بنایا ہے اور اس بے چارے کو تخریب کاری اور دہشت گردی کے سلسلے میں استعمال کیا ہے۔"

"وہ امریکی، ایرانی عوام اور دنیا والوں کو یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قاسم آفندی جیسے ایمان والے اور محبِ وطن اب ایران کے نئے تشخص سے بیزار ہو گئے ہیں۔"

سونیا نے کہا "ان کی اس چال کا منہ توڑ جواب دیا جائے گا۔ پارس امریکا پہنچنے والا ہے۔"

جان کولن کی یہ چال سمجھ میں آ گئی تھی کہ وہ ایران کی معزز ہستیوں کو آلۂ کار بنا رہا ہے۔ جو محبانِ وطن ہیں، انہیں ان کی مرضی کے خلاف اور وطن کے خلاف استعمال کر رہا ہے۔ اب اس سے پہلے کہ وہ مزید تخریبی کارروائیاں کرتا اور معزز حضرات کو آلۂ کار بناتا، اس کی روک تھام ضروری تھی۔

سونیا نے بابا صاحب کے ادارے سے کئی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی خدمات حاصل کیں۔ انہیں ہدایات دیں کہ ایران کی جتنی معتبر اور معزز ہستیاں ہیں، ان کے دماغوں میں جا کر دشمن ٹیلی پیتھی جاننے والوں کا سراغ لگاتے رہیں۔

اس طرح بات کچھ بننے لگی۔ جان کولن اور اس کے ماتحت ٹیلی پیتھی جاننے والے ایران کے جن افراد کو آلۂ کار بناتے تھے، سونیا کے جانباز ان کے اندر جا کر دشمنوں کے تنویمی عمل کا توڑ کر دیا کرتے تھے۔

ایسے وقت پارس واشنگٹن پہنچ گیا۔ ایک امریکی فوجی کے دماغ میں پہنچ کر بولا "جان کولن کو خوش خبری سناؤ کہ پارس واشنگٹن میں ہے اور اس سے دو باتیں کرنا چاہتا ہے۔"

اس فوجی نے مختلف ذرائع سے جان کولن کو خبر دی۔ وہ اس فوجی کے اندر آ کر بولا "ہیلو مسٹر پارس! میں جان کولن ہوں۔ کیا واقعی واشنگٹن میں ہو؟"

"ہاں۔ میں خیال خوانی کے ذریعے نہیں، بلکہ جسمانی طور پر



یہاں ہوں۔"

"یہاں آنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں۔"

"تمہارے ملک میں جو مکّاری، دھوکے بازی اور خود غرضی ہے، وہ مجھے بے حد پسند ہے۔ یہاں کا ماحول اور یہاں کے اکابرین میرے مزاج کے مطابق ہیں۔ اتفاق سے میں بھی مکّار اور فریبی کہلاتا ہوں۔ یہ ملک مجھے راس آتا ہے۔"

"تم یہاں کب سے ہو؟"

"جب سے ایران کے معزز لوگوں کو آلۂ کار بنایا جا رہا ہے۔ میں بھی یہاں کے اکابرین کو اپنا آلۂ کار بناتا جا رہا ہوں۔ اس ملک کے دس اہم افراد میرے زیرِ اثر آ چکے ہیں۔ یہ میں تمہاری اطلاع کے لیے کہہ رہا ہوں تاکہ تم اور تمہارے ٹیلی پیتھی جاننے والے ان دس اہم افراد کا سراغ لگا کر ان کے اندر جا کر میرے تنویمی عمل کا توڑ کریں۔ ایران میں ہمارے آدمیوں نے بھی یہی کیا ہے۔"

"اچھا تو تم وہاں کا انتقام یہاں لے رہے ہو؟"

"ابھی انتقام کہاں لیا ہے؟ ابھی تو ابتدا کی ہے۔ تمہارے اور کئی اکابرین کو اسی طرح ٹریپ کروں گا پھر وہ اپنی مرضی سے ہارمونز کے انجکشن لگوائیں گے۔"

وہ گرج کر بولا "تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ لائی ہے۔"

"موت تمہاری طرح گرجتی نہیں ہے، خاموشی سے آتی ہے۔ انتظار کرو۔ وہ آ رہی ہے۔"

پارس نے رابطہ ختم کر دیا۔ جان کولن نے پریشان ہو کر فوج کے اعلیٰ افسران سے رابطہ کیا اور انہیں پارس کی آمد اور اس کے عزائم کے متعلق بتایا۔ تمام باتیں سن کر ایک اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمیں سونیا کی طرف سے ایسی ہی جوابی کارروائی کی توقع تھی۔ پارس کے متعلق مشہور ہے کہ سونیا نے اپنی تمام مکّاریاں اور چالبازیاں اسے گھول کر پلا دی ہیں۔ وہ یقیناً سونیا کی طرح یہاں چالیں چلے گا۔"

جان کولن نے کہا "آپ حضرات تدابیر سوچیں کہ پارس سے کس طرح نمٹنا ہے۔ میں اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے ساتھ تمام اکابرین کے دماغوں میں جھانکتا پھروں گا۔ جن اکابرین پر پارس نے تنویمی عمل کیا ہو گا، ہمیں اس تنویمی عمل کا توڑ کرنا ہو گا۔"

"ایران کے وقت کے مطابق سونیا رات کو دعوت میں شریک ہونے جائے گی۔ اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟"

جان کولن نے کہا "آج امریکا کی تمام ریاستیں اتحاد کا جشن منا رہی ہیں۔ واشنگٹن میں تمام ریاستوں کے سربراہ آئے ہوئے ہیں۔ ہمارے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کو ان سربراہوں کی حفاظت پر مامور کیا گیا ہے۔ مجھے بھی ان سب کو گائیڈ کرنے اور اپنے اعلیٰ حاکم کی حفاظت کرنے کے لیے یہاں پوری طرح سے مستعد رہنا ہو گا۔"

"اور وہاں ایران میں رات ہونے والی ہے۔ یعنی کہ تم سونیا کی طرف توجہ نہیں دے سکو گے۔"

"وہ عورت بہت مکّار ہے۔ اس نے ایرانی حکّام کی دعوت ایسے وقت قبول کی ہے جب کہ ہم یہاں مصروف ہیں۔ وہ جانتی ہے کہ ہم ہر سال یہ جشن مناتے ہیں اور ایسے وقت تمام ریاستوں کے سربراہوں کی حفاظت کا مسئلہ ہمارے لیے دردِ سر بنا رہتا ہے۔"

"واقعی وہ بہت چالاک عورت ہے۔ آج تم اس پر حملہ نہیں کر سکو گے۔"

"میں سونیا کو اسی خوش فہمی میں مبتلا رکھوں گا۔ وہاں چند منٹ کے لیے جاؤں گا اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سونیا پر جان لیوا حملہ کرتے ہی یہاں واپس آ جاؤں گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "ایسا کر سکو تو یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہو گا۔"

جان کولن کو پارس چہرے سے نہیں پہچانتا تھا۔ کبھی ان کا سامنا نہیں ہوا تھا۔ اس کے باوجود جان کولن نے میک اپ کے ذریعے چہرہ بدل لیا تھا۔ اسے اعلیٰ حاکم کی سیکیورٹی کے لیے اس کے قریب ہی رہنا تھا اور پارس نے اعلیٰ حاکم کے خیالات پڑھ کر یہ معلوم کیا تھا کہ جس اجلاس میں تمام ریاستوں کے سربراہ یکجا ہوں گے، وہاں جان کولن اپنے اعلیٰ حاکم کے قریب ہی رہے گا۔

اس اعلیٰ حاکم کے آس پاس ڈیوٹی دینے والے تمام سیکیورٹی افسران یوگا کے ماہر تھے لیکن پارس گزشتہ روز ایک سیکیورٹی افسر کو ٹریپ کر کے اپنا معمول اور تابعدار بنانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

جب اعلیٰ حاکم کانفرنس ہال میں داخل ہوا تو سب احتراماً کھڑے ہو گئے۔ اس حاکم کے آگے پیچھے، دائیں بائیں مسلح گارڈز تھے۔ پارس نے اپنے آلۂ کار افسر کے ذریعے جان کولن کو پہچان لیا تھا کیونکہ وہ افسر اس وقت جان کولن کا ماتحت بنا ہوا تھا اور اس کے احکامات کی تعمیل کر رہا تھا۔

پارس نے خیال خوانی کے ذریعے سونیا سے رابطہ کیا "ہیلو مما! آپ دعوت میں جا رہی ہیں؟"

"ہاں بیٹے! ایک گھنٹے کے اندر اس تقریب میں میں اپنے میزبانوں کے درمیان پہنچ جاؤں گی۔"

دوسری طرف اعلیٰ حاکم کے پاس کھڑے ہوئے جان کولن نے اپنے ایرانی آلۂ کار سے رابطہ کیا۔ پتا چلا، سونیا ابھی اس تقریب میں نہیں آئی ہے۔ اس نے آدھے گھنٹے کے بعد پھر معلوم کیا۔ آلۂ کار نے بتایا کہ میزبان آپس میں باتیں کر رہے ہیں، وہ چند منٹ میں وہاں پہنچنے والی ہے۔

جان کولن پھر دماغی طور پر اعلیٰ حاکم کے پاس حاضر ہو گیا۔ وہ اسی طرح آتے جاتے ہوئے سونیا سے نمٹنا چاہتا تھا۔ اس تقریب میں اس کے کئی آلۂ کار گن مین چھپے ہوئے تھے۔ اس کا حکم ملتے ہی سونیا کو گولیوں سے چھلنی کرنے والے تھے۔

ایسے وقت پارس نے خیال خوانی کے ذریعے جان کولن کے دماغ پر دستک دی۔ اس نے سانس روک لی۔ چونک کر خلا میں تکنے

لگا۔ سوچنے لگا' کون اس کے دماغ میں آنا چاہتا ہے۔

پارس نے آلۂ کار افسر کے ذریعے اسے چونکتے ہوئے دیکھا تو مزید تصدیق ہوگئی کہ وہی جان کولن ہے۔ اس نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ اپنے آلۂ کار افسر کے دماغ پر پوری طرح قبضہ جمایا۔ اس کے ہولسٹر سے ریوالور نکالا۔ گولی چلادی۔ جان کولن چیخ مارتا ہوا فرش پر گر پڑا۔ اس کی ایک ران میں گولی پیوست ہوگئی تھی۔

دوسرے سیکیورٹی افسران اور گارڈز نے اس آلۂ کار افسر کو گرفتار کرلیا۔ جان کولن کو فوری طبی امداد پہنچانے کے لیے ایک اسٹریچر پر ڈال کر وہاں سے لے جایا گیا۔ اجلاس میں تھوڑی دیر کے لیے ہلچل سی پیدا ہوئی پھر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگئی۔

پارس نے سونیا کے پاس آکر کہا "مما! جان کولن اب خیال خوانی کے قابل نہیں رہا ہے۔ یہاں اس کے آلۂ کار اس کے اگلے حکم کا انتظار کرتے رہ جائیں گے۔ بہرحال آپ پارٹی انجوائے کریں۔"

وہ مسکرا کر بولی "میں جانتی تھی' تم جان کولن پر بجلی کی طرح گرو گے۔ تھینک یو مائی سن!"

پارس نے جان کولن کے اندر آکر دیکھا۔ اسے آپریشن تھیٹر میں لے جایا جارہا تھا۔ وہ تکلیف کی شدت سے تڑپ رہا تھا۔ پارس نے پوچھا "ہیلو جان کولن! تہران کا سفر نہیں کروگے؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "تم؟ پارس تم میرے اندر پہنچ گئے؟ نہیں..... یہاں سے جاؤ۔ چلے جاؤ۔"

"تم چاہتے تھے' میری ماں آج رات کا کھانا نہ کھائے۔ اس دنیا سے اٹھ جائے۔ کیا تم نے میری مما کو ایرے غیرے کی ماں سمجھ لیا تھا؟ اگر تم خیال خوانی کرسکتے ہو تو دیکھو' میری مما کتنی آزادی اور اطمینان سے کھانا کھارہی ہیں۔"

وہ چیخ کر بولا "مجھے گولی ماردو۔ میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ مجھے مارڈالو۔"

"تم زندہ رہو گے۔ اپنے اکابرین اور اپنے ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحتوں کے لیے عبرت ناک سبق بن کر جیو گے۔"

پارس اس کے دماغ سے چلا آیا۔

○☆○

پورس کون تھا؟ اس کا مزاج اور مقاصد کیا تھے؟ یہ رفتہ رفتہ ہی معلوم ہوسکتا تھا۔ ابھی تو وہ بڑے اچھے اور مثبت انداز میں کام کررہا تھا اور ایسا انصاف پسند تھا کہ جن گولیوں اور کیپسولوں سے دوسروں کو محروم کررہا تھا' ان سے خود محروم ہورہا تھا۔

دیوی شی تارا کبھی یہ منظور نہیں کرسکتی تھی۔ اس نے سوچا' جب تمام مخالفین ان گولیوں سے محروم ہوجائیں گے تو وہ گولیاں صرف اس کے پاس رہیں گی پھر وہ نادیدہ رہ کر تمام مخالفین پر غالب آتی رہے گی۔

اس مقصد کے لیے اس نے پورس کو دوست بنا کر اسے دھوکا دیا۔ فریب دہی تو اس کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی۔ پورس نے سمجھایا تھا کہ وہ انصاف کا تقاضا پورا کریں گے۔ ان کے پاس بھی ایک گولی اور کیپسول نہیں رہے گا لیکن اس نے پورس کو دھوکا دیا۔ اس کی لاعلمی میں میجرٹی ہنٹر کی گولیوں اور کیپسولوں کے چند پیکٹس چرا کر پیرس سے دور لے جاکر چھپا دیا۔

دیوی کے لالچ کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ اس نے امریکا اور اسرائیل میں بھی یہی کیا۔ وہاں بھی گولیاں اور کیپسول چرا کر دور دراز علاقوں میں لے جاکر چھپا دیے۔ اس نے یہ سب کچھ ہوٹل کے ایک کمرے میں بیٹھ کر خیال خوانی کے ذریعے کیا تھا لیکن اس کا یہ فریب چھپ نہ سکا۔ پورس کو اس کی چال بازی کا پتا چل گیا۔ اس نے امریکا اور اسرائیل میں گولیوں اور کیپسولوں کے تمام ذخیروں کو ضائع کرنے کے بعد دیوی کے چھپائے ہوئے تمام ذخیروں کو بھی ضائع کردیا تھا۔

پورس کو ان چند پیکٹس کا سراغ نہیں ملا' جنہیں دیوی نے پیرس سے دور ایک علاقے میں چھپایا تھا۔ اس نے سوچا' اگر وہ دیوی کو فراڈ کا الزام دے گا تو وہ گولی نگل کر نادیدہ ہوجائے گی پھر اس کے ہاتھ نہیں آسکے گی لہٰذا اس وقت تک اس سے دوستی رکھی جائے جب تک وہ اس کی چھپائی ہوئی تمام گولیوں اور کیپسولوں کو ناکارہ نہ بنادے۔

اس نے دیوی سے خیال خوانی کے ذریعے کہا تھا کہ وہ آدھی رات تک امریکا اور اسرائیل سے واپس آئے گا اور دیوی نے کہا تھا کہ وہ اسی ہوٹل کے کمرے میں اس کا انتظار کرے گی۔

وہ انتظار کررہی تھی۔ اس نے چند گولیاں اور کیپسول اپنے لباس میں چھپا کر رکھے تھے۔ ایک گولی اپنی داڑھ میں دبا رکھی تھی تاکہ اچانک ضرورت کے وقت نادیدہ بن سکے۔

بمبئی شہر میں دونوں کی دوستی ہوئی تھی۔ دیوی نے اپنی فطرت کے مطابق ابتدا ہی میں یہ طے کرلیا تھا کہ پورس کی ذات سے جتنے فائدے حاصل ہوسکتے ہیں وہ تمام فائدے حاصل کرنے کے بعد اسے اپنا تابعدار بنانے کی کوشش کرے گی۔ اگر وہ قابو میں نہیں آئے گا تو اس سے دور ہوجائے گی۔

پورس اب تک گمنام رہ کر تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتا رہا تھا۔ دیوی کے بارے میں بھی جانتا تھا کہ وہ آج تک کسی کی نہیں ہوسکی۔ اس نے دوسروں سے فائدے حاصل کیے اور اپنی طرف سے ہمیشہ دوسروں کو نقصان پہنچاتی رہی۔ ان معلومات کے پیشِ نظر پورس بھی شروع ہی سے محتاط تھا۔ وہ بھی طے کرچکا تھا کہ کبھی دیوی پر بھروسا نہیں کرے گا۔

اعتماد کے بغیر محبت قائم رہتی ہے' نہ دوستی۔ ان دونوں کی دوستی کی بنیاد بے اعتمادی پر تھی۔ بہت جلد ان کی دوستی کے غبارے سے ہوا نکلنے والی تھی۔

پورس اپنی معلومات کے مطابق فرانس' روس' امریکا اور اسرائیل کے تمام ذخیرے ناکارہ بنا کر آدھی رات کے بعد پیرس واپس آگیا۔ وہ نادیدہ بن کر آیا تھا۔ دیوی کی لاعلمی میں معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کیا کررہی ہے؟

وہ تنہائی میں کبھی خیال خوانی کررہی تھی اور کبھی سیٹلائٹ کے پروگرام دیکھ رہی تھی۔ پورس نے اس کے کمرے میں آکر دیکھا۔ یہ سمجھ میں آنے والی بات تھی کہ اس نے گولیوں اور کیپسولوں کا ذخیرہ کہیں چھپایا ہے تو ان میں سے چند گولیاں اور کیپسول فوری استعمال کے لیے رکھے ہوں گے اور اس وقت وہ چیزیں اپنے لباس میں چھپائی ہوں گی اور داڑھ میں بھی ایک گولی دبا کر رکھی ہوگی۔

وہ تھوڑی دیر تک دیوی کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا پھر فلائنگ کیپسول کے ذریعے وہاں سے اتنی دور آیا' جہاں اسپرے کی ہوئی دوا اثر نہ کرے۔ اس نے اپنی گولی اور کیپسول کو ایک چھوٹی سی پلاسٹک کی تھیلی میں لپیٹ کر ایک پودے کی جڑ میں چھپا دیا۔ پھر وہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل میں واپس آگیا۔

اس کے پاس اسپرے کرنے والی دواؤں کے جو سلینڈر تھے' وہ خالی ہوچکے تھے۔ اس کی جیب میں صرف ایک چھوٹا کین رہ گیا تھا۔ جس میں وہ دوا تھی۔ اس نے دیوی کے کمرے کے دروازے پر آکر خیال خوانی کے ذریعے اسے مخاطب کیا "ہیلو شی تارا! میں ہوٹل کے قریب پہنچ رہا ہوں۔ چند منٹوں میں تمہارے سامنے آجاؤں گا۔ کیا تم اپنے کمرے میں رہو گی؟"

"ہاں۔ میں اب بھی اپنے کمرے میں ہوں۔ بور ہورہی ہوں۔ جلدی آؤ۔"

اس طرح اس نے یہ معلوم کرلیا کہ وہ کمرے میں موجود ہے۔ اس نے جیب سے دوا کا کین نکال کر اس کی اسپرے نوزل دروازے کے کی ہول سے لگائی پھر بٹن کو پش کرکے کمرے کے اندر تھوڑا سا اسپرے کیا پھر اس کین کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔

اس دوا کی کوئی مہک نہیں تھی اس لیے دیوی کو کسی طرح کی مہک محسوس نہیں ہوئی۔ اس نے گھڑی دیکھی' پورس نے چند منٹوں میں آنے کی بات کی تھی۔ وہ چند منٹ گزر رہے تھے۔ آخر دروازے پر دستک سنائی دی۔

اس نے بستر سے اٹھ کر آئینے کے سامنے اپنے بال اور ساڑی درست کی پھر دروازہ کھولا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا "اندر آسکتا ہوں؟"

"آجاؤ مگر تم نے بہت بور کیا ہے۔ تمہیں اتنا لمبا سفر کرنا تھا تو مجھے کہہ دیتے۔ میں کہیں تفریح کے لیے چلی جاتی۔"

"تم نے خود کہا تھا کہ تمہاری کمر میں درد ہے اور تم تھک گئی ہو۔ ایسی حالت میں تم تفریح کے لیے کہیں نہیں گئیں' یہاں آرام کرتی رہیں' یہ اچھا کیا۔"

"اس دوا کے وہ بڑے بڑے سلینڈر کیا ہوئے؟"

"میں نے فرانس' روس' امریکا اور اسرائیل تک اتنی زیادہ مقدار میں دوا اسپرے کی ہے کہ اب اس کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں رہا۔ میں نے وہ سلینڈر پھینک دیے ہیں۔"

اس نے مطمئن ہو کر پوچھا "اب وہ دوا بالکل نہیں رہی؟"

"نہیں' میرے اندازے سے زیادہ خرچ ہوچکی ہے۔ ہندوستان واپس جاؤں گا تو اس ماہر تجربہ کار ڈاکٹر سے اور دوا تیار کراؤں گا۔"

"اب دوا تیار کرانے کی کیا ضرورت ہے؟ جہاں بھی وہ گولیاں اور کیپسول تھے' وہ سب ناکارہ ہوچکے ہیں۔"

"ہوسکتا ہے' کہیں ایسے کچھ ذخیرے ہوں' جو ابھی میری نظروں میں نہ آئے ہوں۔"

"یہ محض تمہارا شبہ ہے ورنہ تم نے جتنی محنت کی ہے اس کے نتیجے میں تمام ذخیرے ضائع ہوچکے ہیں۔"

وہ بولا "میں ٹیلی پیتھی کی دنیا کی چالاک اور مکار ہستیوں سے اچھی طرح واقف ہوں۔ انہوں نے اپنے ذخیروں کو ایک جگہ نہیں' کئی جگہ چھپایا ہوگا۔ ان کی چالبازیوں کو سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔"

"کیا تم وہ دوا تیار کرانے کے لیے جلد ہی انڈیا جاؤ گے؟"

"ہاں۔ میں نے اپنی آخری گولی اور کیپسول کو بھی ناکارہ بنادیا ہے۔ ایسے میں کسی کے پاس نادیدہ بنانے والی گولی ہوگی تو وہ مجھ سے انتقام لینے کے لیے میرے پیچھے پڑجائے گا۔ میں اس سے چھپ نہیں سکوں گا اور وہ نادیدہ بن کر مجھے زخمی کرسکتا ہے۔ مجھ پر تنویمی عمل کرکے مجھے اپنا تابعدار بنا سکتا ہے۔"

وہ بولی "واقعی ٹیلی پیتھی کی دنیا کے تمام لوگ تمہارے دشمن بن گئے ہیں۔ وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ کیا تم نے واقعی اپنی آخری گولی بھی ضائع کردی ہے؟ مجھے یقین نہیں آرہا ہے کہ تم اتنی بڑی حماقت کرو گے۔"

"اس میں حماقت کی کیا بات ہے؟ میں نے دانش مندی کی ہے پھر میرے پاس اسپرے کرنے والی دوا ہوگی تو کوئی نادیدہ بن کر میرے سامنے نہیں آسکے گا۔ دوا کے اثر سے نظر آنے لگے گا۔"

"مگر وہ دوا کہاں ہے؟ وہ تو ختم ہوچکی ہے۔"

"ہم کل صبح کی پہلی فلائٹ سے انڈیا جائیں گے۔ وہ ڈاکٹر چند گھنٹوں میں دوا تیار کرکے دے دے گا۔"

"دوا کل تیار ہوگی اور تمہارے پاس ایک گولی بھی نہیں ہے اور تم اسے اپنی حماقت تسلیم نہیں کررہے ہو۔"

"یہ بات تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا کہ میں نہتا ہوں اور کسی کو معلوم نہیں ہے کہ میں کہاں ہوں؟ پھر خطرہ کیا ہے؟"

"خطرہ ہے مگر میں تمہاری حفاظت کروں گی۔ شرط یہ ہے کہ تم میرے احکامات کی تعمیل کرتے رہو۔"

"احکامات؟ تم دوست ہو کر مجھے حکم دوگی؟"

"میں غلطیاں کرنے اور حماقتیں کرنے والوں سے دوستی نہیں کرتی۔ ان کی کھوپڑیوں میں گھس کر ان پر حکومت کرتی ہوں۔"

"شی تارا! تم یہ کیا کہہ رہی ہو؟"

"شٹ اپ۔ میرا نام بے تکلفی سے نہ لو۔ مجھے دیوی کہو۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا "تم تو ایسا رعب اور دبدبہ دکھا رہی ہو جیسے تمہارے پاس نادیدہ بنانے والی گولی ہو اور تم نادیدہ بن کر میرے لیے مسئلہ بن جاؤ گی۔"

اس نے منہ کھول کر زبان نکال کر دکھائی۔ اس کی زبان پر ایک گولی رکھی ہوئی تھی۔ اس نے زبان اندر کرتے ہوئے کہا۔ "افسوس' تم میرے پاس چھپی ہوئی گولیوں کو ضائع نہیں کر سکے۔ یہ دیکھو' میں نادیدہ ہو رہی ہوں پھر اچانک نمودار ہو کر تمہیں زخمی کروں گی اور تنویمی عمل کے ذریعے تمہیں اپنا تابعدار بناؤں گی۔"

پورس نے غور سے اس کے حلق کو دیکھا۔ اس نے گولی نگل لی تھی اور فاتحانہ انداز میں مسکرا رہی تھی۔ پورس نے حیرانی اور پریشانی ظاہر کی۔ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولا "تم تو واقعی نادیدہ ہو گئی ہو۔ یہ تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔ میرے اعتماد کو دھوکا دیا ہے۔"

وہ قہقہہ لگا کر بستر سے اتر کر فرش پر آئی پھر بولی "میں تمہارے دائیں بائیں' آگے پیچھے اچانک نمودار ہو کر تمہیں چاقو سے زخمی کروں گی۔ پہلے اپنی حماقت کے نتیجے میں میرے نادیدہ ہونے کا تماشا دیکھو۔"

وہ بولتی ہوئی آئینے کے سامنے سے گزرنے لگی پھر ایک دم سے گھبرا کر ٹھٹک گئی۔ وہ آئینے میں نظر آ رہی تھی۔ اگر واقعی نادیدہ ہوتی تو آئینے میں عکس نظر نہ آتا۔ جو چیز ٹھوس ہوتی ہے' وہی آئینے میں دکھائی دیتی ہے۔

وہ سہم کر سکتے کی حالت میں پورس کو تکنے لگی۔ وہ قہقہہ لگا کر بولا "کچھ سمجھ میں آیا کہ میں کتنا بڑا احمق ہوں؟"

وہ بگڑے ہوئے حالات پر قابو پانے کے لیے جبراً مسکرا کر بولی۔ "تم احمق نہیں ہو سکتے۔ تم تو پارس سے بھی زیادہ ذہین اور چالباز ہو۔ میں تو تم سے مذاق کر رہی تھی۔ کیا میں اتنی نادان ہوں کہ ناکارہ ہونے والی گولی نگل کر تمہیں نادیدہ ہونے کا تماشا دکھاؤں گی؟"

"ایسی ہی کچھ گولیاں تمہارے لباس میں چھپی ہوئی ہیں۔ اگر تمہیں ان کے بے اثر ہونے کا علم ہوتا تو انہیں چھپا کر نہ رکھتیں۔ تمہیں گولی نگلنے سے پہلے تک یقین تھا کہ میں نے انہیں ناکارہ نہیں بنایا ہے۔"

"تم کیسے ناکارہ بنا سکتے ہو' جب کہ اسپرے کرنے والی دوا ختم ہو چکی ہے۔"

پورس نے کہا "تم زیادہ الجھن میں نہ پڑو۔ تم نے امریکا اور اسرائیل میں جہاں جہاں گولیاں اور کیپسول چھپائے ہیں' انہیں میں ضائع کر چکا ہوں۔ میجر ہنٹر کے ذخیرے سے جتنے پیکٹس تم نے چرائے ہیں' ان کا سراغ نہ لگا سکا۔ بہتر ہے' مجھے بتا دو' انہیں کہاں چھپایا ہے؟"

"پورس! وہ آخری ذخیرہ ہے۔ اسے میرے پاس محفوظ رہنے دو۔ میں ان گولیوں سے محروم نہیں ہونا چاہتی۔ پلیز۔"

اس نے قریب آ کر اس کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ اپنے حسن اور شباب سے اسے سمجھانے لگی۔ وہ بولا "میں جب چاہوں' تمہارے حسن اور شباب کو حاصل کر سکتا ہوں۔ ایسی جلدی بھی کیا ہے؟"

اس نے اسے دھکا دے کر الگ کر دیا۔ وہ اپنی توہین کے احساس سے تلملا گئی مگر اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی تھی۔ خود کو اس سے دور نہیں کر سکتی تھی نہ سامنے سے بھاگ سکتی تھی۔ نہ نادیدہ ہو کر فرار ہو سکتی تھی۔

وہ ہنستے ہوئے بولا "مجھ سے بھول ہو گئی۔ تمہارے جیسی حسین عورت کو ٹھکرانا نہیں چاہیے۔ اسے پہلی فرصت میں حاصل کر لینا چاہیے۔ آؤ۔"

اس نے آگے بڑھ کر اسے اپنی آغوش میں کھینچ لیا۔ دیوی کو ایسا لگا جیسے وہ آہنی شکنجے میں جکڑ گئی ہو۔ اس کی سانسیں رکنے لگیں۔ وہ بولی "کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو۔"

"تم میری معمولہ بن کر ہی بتاؤ گی کہ وہ آخری ذخیرہ کہاں چھپایا ہے۔ اب محسوس کرو' کیا مجھے اپنے دماغ میں آنے سے روک سکو گی۔"

وہ اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سانس روکی لیکن اس بری طرح جکڑی ہوئی تھی کہ پھر سانس لینے پر مجبور ہو گئی۔ پورس نے اس کے اندر ایک زلزلہ پیدا کرتے ہی اس کا منہ بند کر دیا۔ وہ تکلیف کی شدت سے تڑپنے لگی۔

پورس نے اسے اٹھا کر بستر پر ڈال دیا۔ وہ بے حد کمزور ہو گئی تھی۔ کمزوری کے باعث اب اسے اپنے اندر محسوس نہیں کر رہی تھی۔ پورس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے سلا دیا پھر اس پر عمل کرنے لگا۔ پارس کے بعد وہ دوسرا جوان تھا' جو اسے اپنی معمولہ بنا رہا تھا۔ پارس نے تو اسے بعد میں شرافت سے چھوڑ دیا تھا۔ پتا نہیں پورس اس سے کیا سلوک کرنے والا تھا۔

دوسرے دن وہ دیر تک ایک جسم اور دو جان ہو کر سوتے رہے۔ بیدار ہونے کے بعد بھی شی تارا اس پر قربان ہوتی رہی۔ اب اسے دیوی نہیں' شی تارا ہی کہا جائے گا کیونکہ دیوی مقدس اور پارسا ہوتی ہے۔ اپنے من مندر کے دیوتا کے سوا کسی اور کو منہ نہیں لگاتی۔ پورس کے ساتھ رات گزارنے کے بعد اس کی پاکیزگی برقرار نہیں رہی تھی اس لیے اب وہ دیوی بھی نہیں رہی تھی۔

وہ ناشتے کے دوران میں بولی "مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں بدل گئی ہوں۔ مجھے اپنی زندگی نئی نئی سی لگ رہی ہے۔ کیا تمہیں بھی



ایسا لگ رہا ہے؟"

وہ بولا "رات گئی' بات گئی۔ کام کی باتیں کرو۔ اب ہم روس' امریکا اور اسرائیل باری باری جائیں گے اور تمام ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے معاملات کو سمجھیں گے کہ وہ کن مسائل پر ایک دوسرے سے لڑ رہے ہیں۔ ہم ان کی لڑائی سے فائدہ اٹھائیں گے۔"

وہ بولی "تم اب تک ٹیلی پیتھی کی دنیا میں خاموش رہے تھے۔ اب عملی طور پر بہت کچھ کرنا چاہتے ہو۔"

"میں بہت کچھ کروں گا' لیکن منظرِ عام پر نہیں آؤں گا۔ تم پہلے کی طرح سامنے رہو گی اور میں تمہاری پشت پر رہوں گا۔ کبھی کسی کی نظروں میں آؤں گا تو خود کو پارس ظاہر کروں گا۔ پورس کو نہ کوئی جانتا ہے اور نہ جان سکے گا۔"

"تمہارا طریقۂ کار سب سے مختلف ہے۔ نہ تم کبھی منظرِ عام پر آؤ گے اور نہ کبھی تمہیں کوئی نقصان پہنچے گا۔ پہلے ہم کس ملک میں جائیں گے؟"

"میں ابھی انڈیا جاؤں گا پھر شام تک اسپرے کرنے والی دوا لے کر واپس آ جاؤں گا۔ تم ہوٹل کے اسی کمرے میں رہو گی۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہوں گی۔"

"ایسی بے چینی کیا ہے؟ میں رات سے پہلے واپس آ جاؤں گا۔ تم مجھے دن میں تارے دکھانے والی تھیں' میں تمہیں رات کو سورج دکھاؤں گا۔"

وہ اسے ہوٹل میں چھوڑ کر اس جگہ آیا' جہاں ایک گولی اور کیپسول کو چھپا کر رکھا تھا۔ پورس شی تارا کو معمولہ بنانے کے بعد اس آخری ذخیرے کے بارے میں معلوم کر چکا تھا۔ شی تارا نے اسے جہاں چھپا دیا تھا' وہ وہاں نہیں گیا۔ ابھی جانا ضروری نہیں سمجھا۔ وہاں نہ جانے میں اس کی کوئی مصلحت ہو گی۔ وہ ایک گولی اور کیپسول لے کر انڈیا چلا آیا۔ وہاں اسپرے کرنے والی دوا کا اسٹاک تھا۔ اس بار اس نے چھوٹے چھوٹے اسپرے کین میں دوائیں بھر لیں تاکہ انہیں بہ آسانی لباس میں چھپا سکے۔

پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعے شی تارا سے کہا "ہم امریکا جائیں گے۔"

"میں تمہارے ساتھ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاؤں گی مگر تم کہاں ہو؟ اور کب یہاں آ رہے ہو؟"

"میں پیرس نہیں آؤں گا۔ یہاں سے سیدھا واشنگٹن جاؤں گا۔ تم سے وہیں ملاقات ہو گی۔ تم امریکا جانے والی کسی پہلی فلائٹ میں ایک سیٹ حاصل کر لو۔"

"کیا تم میرے ساتھ سفر نہیں کرنا چاہتے؟"

"ایسی بات نہیں ہے۔ دراصل میرے پاس ایک ہی گولی اور ایک ہی کیپسول ہے۔ میں کیپسول کے ذریعے تم سے پہلے وہاں پہنچ جاؤں گا۔ دوسرا کیپسول ہوتا تو تمہیں بھی لے جاتا۔"

اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ بمبئی میں اپنے اہم معاملات سے نمٹ کر واشنگٹن جانا چاہتا تھا لیکن فوری نہ جا سکا۔ ناگ پاڑہ کے نئے تھانہ انچارج نے اسے طلب کیا اور کہا "سنا ہے' تم اس علاقے کے نرالے دادا ہو؟"

پورس اس کے سامنے آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ انسپکٹر غصے میں کہنا چاہتا تھا کہ وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑا رہے لیکن وہ بار بار کوشش کے باوجود نہ کہہ سکا۔ پورس اس کے سامنے کرسی پر ہی نہیں' اس کے دماغ میں بھی جم کر بیٹھا ہوا تھا۔

انسپکٹر نے کہا "ٹھیک ہے بیٹھو۔ کوئی بات نہیں.... مگر میں تم جیسوں کو سر پر نہیں چڑھاتا ہوں۔ میرے ڈنڈے کے نیچے آنے والا ساری زندگی مجھے جھک جھک کر سلام کرتا ہے۔"

"کرتا ہو گا۔ آپ کو مجھ سے کیا شکایت ہے؟"

"مجھے رپورٹ ملی ہے کہ تم یہاں کسی کو دارو کا اڈا کھولنے نہیں دیتے ہو۔ کوئی نشہ کرے اور جوا کھیلے تو اس کی پٹائی کرتے ہو۔ کیا تم نے جنتا سدھار کا ٹھیکا لے رکھا ہے؟"

"شراب خانے اور جوئے کے اڈے بند کرانے کی ذمے داری پولیس کی ہے۔ تم یہ ذمے داری پوری نہیں کرتے' میں کرتا ہوں۔ یہ جو تھانے ہیں' یہ کیسے چلتے ہیں؟ سرکار کی دی ہوئی تنخواہ تمہیں پوری نہیں پڑتی۔ شراب خانوں اور جوئے کے اڈوں سے اور بے گناہوں کے خلاف جھوٹے کیس بنا کر ان سے رقم بٹورنے سے تمہیں ہزاروں لاکھوں روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔"

وہ میز پر ہاتھ مار کر بولا "بکواس مت کرو۔" پھر وہ اچانک نرم پڑ گیا "معاف کیجیے پورس صاحب! مجھے ذرا غصہ آ گیا تھا۔ آپ درست کہتے ہیں۔ شہر میں جرائم پھولتے پھلتے ہیں تب ہی پولیس والوں کی چاندی ہوتی ہے۔"

پورس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ پھر میز پر گھونسا مار کر بولا "مجھے پہلے والا انسپکٹر نہ سمجھنا۔ میں بہت کڑک تھانے دار ہوں۔ جس علاقے میں جاتا ہوں' وہاں کے غنڈے بدمعاش میرے جوتوں میں آ کر گھس جاتے ہیں۔ تم ہو کیا چیز؟ میں ابھی تمہیں کسی بھی کیس میں اندر کر سکتا ہوں۔"

آس پاس کھڑے ہوئے ماتحت افسران اور سپاہی وغیرہ حیرانی سے نئے انسپکٹر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ باتوں کے دوران میں اپنی وردی اتار رہا تھا۔ جب وہ اپنی پتلون اتارنے لگا تو ماتحت افسر نے آگے بڑھ کر کہا "سر! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

اس نے پوچھا "کیا کر رہا ہوں؟"

"آپ پتلون اتار رہے ہیں۔"

"تمہاری تو نہیں اتار رہا ہوں۔ دور ہٹو۔"

وہ بے چارہ دور ہٹ گیا۔ اس نے پوری وردی اتارنے کے بعد پورس سے کہا "جو فرائض پولیس والوں کے ہیں' وہ تم ادا

کررہے ہو لہٰذا میری یہ وردی تم پہن لو۔ میں جارہا ہوں۔"

جب وہ جانے لگا تو تمام ماتحتوں اور سپاہیوں نے منہ پھیر کر اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ وہ اپنے چھوٹے بچوں کو ایسی حالت میں نہیں دیکھتے تھے پھر بھلا اپنے نئے افسر کو کیسے دیکھتے؟

وہ بازار سے گزرنے لگا تو عورتیں منہ چھپانے لگیں۔ مرد چھی چھی تھو تھو کرنے لگے اور بچے پتھر مارنے لگے۔ پورس نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ اس نے چونک کر اپنے آپ کو دیکھا پھر چیخیں مارتا ہوا' دوڑتا ہوا تھانے میں واپس آیا۔ پورس وہاں سے جاچکا تھا۔ وردی میز پر پڑی ہوئی تھی۔ وہ جلدی جلدی اسے پہنتے ہوئے بولا "اچھا ہوا' وہ چلا گیا۔ آئندہ اسے تھانے میں قدم نہ رکھنے دینا۔"

اس نے ماتحتوں سے کہا "اور سنو۔ اگر وہ کبھی آجائے تو تم لوگ سب سے پہلے میری وردی پکڑ کے رکھنا۔ چھوڑنا نہیں پھر میں اس سے نمٹ لوں گا۔ وہ سمجھتا کیا ہے؟ میں کڑک تھانے دار ہوں۔ بس تم سب کی آئندہ یہی ڈیوٹی ہے۔ میری وردی نہ چھوڑنا۔ پکڑ کے رکھنا۔"

پورس کے ساتھ کچھ ایسے ہی چھوٹے بڑے واقعات پیش آرہے تھے جن کے باعث اسے واشنگٹن کے لیے روانہ ہونے میں دیر ہوتی گئی۔ اس سے پہلے شی تارا وہاں پہنچ گئی۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعے پوچھا "تم کہاں ہو؟ میں تم سے پہلے یہاں پہنچ گئی ہوں۔"

"میں بہت مصروف ہوگیا ہوں۔ کسی وقت بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ تم بار بار میرے پاس نہ آؤ۔ کوئی ضرورت ہوگی تو میں خود تمہارے دماغ میں آؤں گا۔"

وہ معمولہ تھی۔ حکم کی بندی تھی۔ دوسری بار اس سے رابطہ نہیں کیا۔ اس کا انتظار کرنے لگی۔ ویسے کوئی ملاقات کی جگہ مقرر نہیں تھی' جہاں وہ رہ کر انتظار کرتی۔ اس نے کہہ دیا تھا کہ جب بھی آئے گا تو خیال خوانی کے ذریعے معلوم کرے گا پھر وہ جہاں ہوگی' وہاں پہنچ جائے گا۔

وہ فن فیئرز جیسی تفریح گاہوں میں وقت گزارنے لگی۔ ایسے ہی ایک فن فیئر میں دلچسپ تماشا ہورہا تھا۔ عورتیں اور مرد ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو کر تماشا دیکھنے میں محو تھے۔ ایسے وقت میں پارس نے جانی پہچانی جسمانی مہک کو محسوس کیا۔ اس کے سونگھنے کی حس قدرتی طور پر کچھ یوں تھی کہ جس کے ساتھ تنہائی میں وقت گزار لیتا تھا' اس کے جسم کی مخصوص بُو سے آشنا ہوجاتا تھا۔ اس بھیڑ میں اس نے اپنے بالکل قریب شی تارا کی بُو محسوس کی۔

وہاں نیم تاریکی تھی اس لیے پارس نے کسی کو توجہ سے نہیں دیکھا تھا۔ اب دیکھا تو اسے شی تارا نظر آئی۔ اگرچہ اس نے چہرے پر کچھ تبدیلیاں کی تھیں۔ تاہم پارس نے بدن کی بُو سے اسے پہچان لیا۔

پارس نے ذرا جھک کے سرگوشی میں کہا۔ "ہیلو تارا!"

شی تارا نے سر گھما کر دیکھا پھر خوش ہو کر کہا "ہائے پورس! تم آگئے؟"

وہ اس سے لپٹ گئی۔ پارس نے سر کھجاتے ہوئے سوچا "یہ پورس کیا ہوتا ہے۔ کیا یہ مجھے سکندر سے مقابلہ کرنے والا پورس سمجھ رہی ہے؟"

وہ بولی "ہائے پورس! تم نے بڑا انتظار کرایا ہے۔"

"بھئی مجھے پارس کہو۔"

"اچھا تو تم یہاں پارس بن کر رہنا چاہتے ہو۔ یہاں اس کے ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھاؤ گے۔"

شی تارا نے تھوڑا کہا' پارس نے زیادہ سمجھ لیا۔ اس کی باتوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس کے کسی ہم شکل سے دوستی کررہی ہے۔ اس کا نام پورس ہے اور وہ پارس کو پورس سمجھ رہی ہے۔

شی تارا نے پوچھا "کیا تم اسپرے کرنے والی دوا لائے ہو؟"

"ہاں' لے آیا ہوں۔"

"میں معلوم کرنے کی کوشش کررہی ہوں کہ ہمارے کسی مخالف کے پاس گولیاں اور کیپسول ہوں گے تو انہیں ان دواؤں سے ضائع کردیا جائے گا۔"

پارس کو یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ پورس کے ساتھ مل کر تمام گولیاں اور کیپسول ناکارہ بنا رہی ہے۔ پورس اس کا ہم شکل بھی تھا اور اسی کے لب و لہجے میں بولتا تھا اسی لیے شی تارا اسے بلاشبہ پورس سمجھ رہی تھی۔

پارس نے سوچا' اس کے دماغ میں جانا چاہیے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ وہ سانس روکے گی اور ناراض ہوگی۔ وہ اسے منالے گا اور نہیں مانے گی تو اسے کون سی زندگی اس کے ساتھ گزارنی ہے۔

وہ خیال خوانی کی پرواز کرکے اس کے اندر پہنچا تو حیرانی ہوئی۔ شی تارا نے اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کیا تھا۔ صاف ظاہر ہوگیا تھا کہ وہ پورس کی معمولہ اور تابعدار ہے۔

پارس نے ایک عامل کی حیثیت سے حکم دیا کہ وہ تھوڑی دیر خاموش رہے گی۔ اس نے حکم کی تعمیل کی۔ خاموش رہی۔ پارس نے اس کے چور خیالات پڑھے پھر اس نے کہا "جانتی ہو مجھے دیر کیوں ہوئی؟"

"کیوں ہوئی؟"

"پارس مجھ سے ٹکرا گیا تھا۔ وہ چیلنج کررہا تھا کہ پورس بن کر تمہارے پاس آئے گا۔ تم ہوشیار رہنا۔ اگر وہ آکر کہے کہ ابھی انڈیا سے آیا ہے تو سمجھ لینا وہ میں نہیں ہوں بلکہ پارس تم سے فراڈ کررہا ہے۔"

"میں اس کی رگ رگ سے واقف ہوں۔ وہ پکا فراڈ ہے۔ میں تو اسے دور سے پہچان لیتی ہوں۔ اسے قریب آنے ہی نہیں دوں



گی۔"

وہ فن فیئر سے باہر آئے۔ پارس نے پوچھا "تم نے کہاں ٹھکانا بنایا ہے؟ یہاں سے کہیں دور رہتی ہو۔"

"زیادہ دور نہیں ہے۔ میں نے ایک چھوٹا سا بنگلا کرائے پر لیا ہے۔ ہم میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔ کسی کو شک نہیں ہوگا۔"

"مجھے تو شبہ ہے۔ تم پارس کی بیوی بن کر نہ رہ سکیں' میری بن کر کیسے رہوگی۔"

وہ گلے کا ہار بن کر بولی "میں نے پارس کو اس لیے ٹھکرایا ہے کہ میرے نصیب میں تم لکھے گئے ہو۔"

"تمہیں تو پتا ہی نہیں چلتا پٹڑی بدل کر پھر اسی اسٹیشن پر پہنچ جاتی ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ پہلے پارس ملا' پھر پورس ملا پھر کوئی پیرس ملے گا تو فوراً پٹڑی بدل کر پیرس کی ہو جاؤ گی۔"

"مجھے ایسا نہ سمجھو۔ میں وفا کی دیوی ہوں۔"

"ہاں۔ یہ مجھ سے بہتر کون جانتا ہے۔ وفاداری تو تم پر ختم ہے۔ جس سے وفا کرتی ہو اسے ختم کردیتی ہو۔"

وہ اپنی گردن سے اس کی بانہیں الگ کرتے ہوئے بولا "بھئی ہم ہندوستانی ہیں۔ یہ امریکا والے تو گردن میں بانہیں ڈال کر فٹ پاتھ کو بھی بیڈ روم بنا لیتے ہیں۔"

"تو پھر بیڈ روم میں چلو۔ ہمارا بنگلا قریب ہے۔"

"پہلے کام کریں گے پھر آرام کریں گے۔ پارس نے مجھے چیلنج کیا ہے کہ وہ میری جگہ آکر پورس بن کر تمہیں اُلّو بنائے گا۔ کیا تم اسے منہ توڑ جواب نہیں دوگی۔"

"تم منہ توڑ جواب دینے کی بات کرتے ہو' میں تو اس کا منہ توڑ دینا چاہتی ہوں۔"

"صرف کہنے سے کیا ہوتا ہے۔ پارس سامنے رہتا ہے تو اس کے گلے لگ جاتی ہو۔"

"میں ابھی تمہارے گلے لگ رہی تھی۔ اگر تمہاری جگہ وہ ہوتا تو... تو......"

"زیادہ نہ بولو' بلڈ پریشر بڑھ جائے گا۔"

"تم اسے منہ توڑ جواب دینے کی بات کررہے تھے۔ مجھے بتاؤ کیا کرنا ہے؟"

"کیا تمہیں پتا ہے' پارس نے جان کولن کو گولی ماردی ہے؟"

"کیا واقعی؟"

"ہاں مگر وہ زندہ ہے۔ آپریشن کے ذریعے گولی نکال دی گئی ہے۔ ہم اس زخمی کے دماغ میں پہنچ سکتے ہیں۔ اس کے حالات معلوم کرسکتے ہیں کہ ان کے درمیان کس بات پر لڑائی ہورہی ہے۔"

"جان کولن میرے اچھے اتحادیوں میں سے ہے۔ میں اس کی مدد کروں گی۔"

وہ دونوں ایک قریبی پارک میں آکر بیٹھ گئے۔ شی تارا' جان کولن کے دماغ میں پہنچ کر اس کے خیالات پڑھنے لگی۔ اسے پتا چلا کہ وہ سونیا کو ایرانی میزبانوں کے درمیان قتل کرنا چاہتا تھا' اس سے پہلے پارس نے اسے گولی ماردی۔

وہ نفرت سے بولی "وہ بہت ہی ذلیل اور کمینہ ہے۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو۔ وہ سن لے گا تو تمہارے منہ پر تھوک دے گا۔"

"تھوکنے کے لیے سامنے آنا ہوگا۔ میں اسے بار بار کمینہ۔ کمینہ۔ کمینہ۔ کمینہ...... کہوں گی۔"

پارس نے اس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے غائب دماغ کیا پھر اس کی آنکھیں بند کرائیں۔ اس نے بند آنکھوں کے پیچھے پارس کو دیکھا۔ وہ غصے سے کہہ رہا تھا "تم نے مجھے کمینہ کہا ہے۔ میں تمہارے منہ پر تھوکتا ہوں۔ آخ تھو۔"

بند آنکھوں کے پیچھے پارس نے اس کے منہ پر تھوک دیا۔ شی تارا نے محسوس کیا کہ اس کے منہ پر خاصا تھوک پھیل رہا ہے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہاتھ چہرے پر لے جا کر دیکھا تو سچ مچ پارس کا لعابِ دہن تھا۔

اس نے حیران ہو کر دیکھا۔ پورس (پارس) اس سے دور گھاس پر ایک کتے سے کھیل رہا تھا۔ وہ جلدی سے اپنا اسکارف لے کر چہرے کو رگڑ رگڑ کر پونچھنے لگی تاکہ وہ نہ دیکھ سکے۔ وہ حیران ہورہی تھی کہ اس کے چہرے پر تھوک کہاں سے آگیا۔ وہ اس پر شبہ نہیں کرسکتی تھی کیونکہ وہ اس سے دور تھا پھر وہ اس کی یا پورس کی معمولہ تھی اس لیے یہ نہ سوچ سکی کہ اسے غائب دماغ بنا کر اور خیالی پارس کے سامنے پہنچا کر ایسا کیا گیا ہے۔

پارس کتے کو اس کی مالکہ کے حوالے کرکے اس کے پاس آیا پھر اس کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ دوبارہ چہرے کو اسکارف سے پونچھتے ہوئے بولی "کک...... کیا دیکھ رہے ہو؟"

اس کے دل میں چور تھا۔ وہ پارس سے چھپانا چاہتی تھی کہ ابھی ابھی اس پر کیا گزری ہے۔ وہ پارس کی نظروں سے گھبرا کر بولی۔

"تم تو ایسے دیکھ رہے ہو جیسے مجھ پر داغ لگ گیا ہے۔"

"بہت سے داغ ایسے ہوتے ہیں' جو دکھائی دینے سے پہلے ہی چھپا لیے جاتے ہیں۔ ویسے تمہارے چہرے پر تو کوئی داغ نہیں ہے۔"

وہ مطمئن ہوگئی پھر بولی "میں جان کولن کے خیالات پڑھ رہی تھی۔ وہ ایک اچھے موقع سے فائدہ اٹھا کر سونیا کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اور وہ ضرور کامیاب ہوجاتا مگر اس کم...... کم......"

وہ منہ سے گالی نکالتے نکالتے رک گئی۔ سہم کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ کہیں وہ تھوکنے والا تو نہیں آگیا؟ پارس نے پوچھا "کیا ہوا؟"

کیا جواب دیتی؟ بری طرح الجھی ہوئی تھی کہ جس حسین چہرے پر ناز تھا اس پر لعاب دہن کہاں سے آگیا ہے۔ جبکہ پارس وہاں نہیں تھا۔ پارس نے پھر پوچھا "تم کچھ الجھی ہوئی سی ہو؟"

وہ بات بناتے ہوئے بولی "جب بھی اس کم... میرا مطلب ہے جب بھی اس کم... بخت کی بات کرتی ہوں تو الجھ جاتی ہوں۔"

"دراصل تم لاشعوری طور پر اس سے متاثر بھی ہو اور مرعوب بھی ہو۔"

"نہیں اس پر لع... لع..." وہ جھنجلا کر بولی "اس کی بات نہ کرو۔ ہم ابھی جان کولن کی باتیں کر رہے تھے۔ ہمیں یہ سمجھنا ہے کہ اس نے جان کولن کو جان سے کیوں نہیں مارا؟"

"کس نے؟"

"بھئی اسی نے۔ میں اپنی زبان سے اس کا نام لینا نہیں چاہتی۔"

"اچھا پارس کی بات کر رہی ہو۔"

"تم اس کا نام لیے بغیر بھی باتیں کر سکتے ہو۔"

"مشرقی عورتیں نام نہیں لیتیں۔ کہتی ہیں جان کولن کو منے کے ابا نے گولی ماری تھی۔ اب ہم جان کولن کا انتقام منے کے ابا سے لیں گے۔"

"پلیز! جان کولن کے پاس چلو۔ ہم اسے تسلیاں دیں گے۔"

وہ دونوں خیال خوانی کے ذریعے جان کولن کے اندر آگئے۔ وہ جس اسپتال میں تھا وہاں اس کے لیے سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے۔ وہ بولی "ہیلو مسٹر کولن! کیسے ہو؟"

"آہ! دیوی یہ تم ہو؟ میں تو ایسا اپاہج بن گیا ہوں کہ ہاتھ ہلا کر مکھیاں بھی نہیں اڑا سکتا۔ کسی دوست یا دشمن کو بھلا کیا روک سکوں گا۔"

"میں دوست ہوں۔ تمہاری مدد کے لیے آئی ہوں۔"

"تم میری مدد کیوں کرنا چاہتی ہو؟"

"میں نے قسم کھائی ہے' جہاں بھی منے کے ابا..." وہ کہتے کہتے رک گئی "جہاں بھی پارس دشمنی کرنے کے لیے آئے گا..."

پارس نے اس کے دماغ میں کہا "نام نہ لو۔ نکاح ٹوٹ جائے گا۔"

"پلیز! مذاق نہ کرو۔ مجھے جان کولن سے بات کرنے دو۔"

پھر وہ اس سے بولی "وہ تم سے دشمنی کر رہا ہے۔ اب نہیں کر سکے گا۔ مجھے بتاؤ تم اس سے کس طرح انتقام لینا چاہتے ہو؟"

"آہ! کیسے بتاؤں۔ تمہیں جو کچھ بتاؤں گا' وہ سب کچھ پارس میرے اندر آکر سن لے گا۔"

"وہ سن کر تمہیں ذہنی اذیتیں پہنچائے گا۔ وہ تو تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہی رہے گا۔ ابھی جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے' میں اس کا انتقام لوں گی مگر ابھی تمہیں نہیں بتاؤں گی ورنہ جب وہ تمہارے پاس آئے گا تو تمہارے چور خیالات پڑھ کر میرا ارادہ معلوم کر لے گا۔ میں ابھی جا رہی ہوں۔ واپس آکر خوش خبری سناؤں گی۔"

وہ پارک میں دماغی طور پر حاضر ہو گئی۔ پارس گھاس پر آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا اور خراٹے لے رہا تھا۔ وہ اسے جھنجوڑ کر بولی۔ "پورس! اٹھو تمہارا انداز بالکل اسی کی طرح ہے۔ وہ چند سیکنڈ میں گہری نیند کے خراٹے لینے لگتا ہے۔"

وہ گھاس پر بیٹھ کر بولا "ہاں تو جان کولن کیا کہہ رہا تھا؟"

"وہ بے چارہ مجھ سے کچھ بولتا تو پارس اس کے دماغ میں آکر سن لیتا۔ میں نے بھی اس کے دماغ میں یہ نہیں کہا کہ میں کس طرح اس گدھے سے انتقام لوں گی۔ میں تمہیں بتا رہی ہوں۔"

"گدھے کے کان لمبے ہوتے ہیں۔ تم میرے کان میں بتاؤ۔"

وہ کان اس کے قریب لے آیا۔ وہ سرگوشی کے انداز میں بولی۔ "جان کولن سونیا کو ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن نہ کر سکا۔ اس کا منصوبہ میں پورا کروں گی۔ تم میرا ساتھ دو گے تو سونیا ایران سے زندہ واپس نہیں آسکے گی۔"

پارس نے دل میں کہا 'اُلّو کی پٹھی! میری ماں کو ہلاک کرنے کے لیے مجھ سے مدد مانگ رہی ہے۔' پھر وہ بولا "جان کولن تمہارا رشتے دار نہیں ہے۔ اس کے اور سونیا کے معاملات سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تعلق نہ ہو مگر سونیا اس کی ماں ہے۔ میں اس کی ماں کو زندہ نہیں چھوڑوں گی۔"

پارس اپنی مما کے لیے ایسے الفاظ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے ایسا کہنے والی کے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ وہ چیخ مار کر گھاس پر گر کر تڑپنے لگی۔ دماغ بری طرح دکھنے لگا پھر بھی معمولی سا جھٹکا تھا۔ تھوڑی دیر میں آرام آنے لگا۔ پارس نے پوچھا "کیا ہو گیا؟ تم اس طرح تڑپ رہی ہو۔ تمہیں کیا تکلیف ہے؟"

وہ کراہتے ہوئے بولی "وہ دشمن ضرور میرے دماغ میں آیا ہے۔ ابھی میرے دماغ میں زلزلہ پیدا ہوا تھا۔"

پارس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر للکارتے ہوئے کہا "پارس تمہاری یہ مجال! تم میری داشتہ کو تکلیف پہنچا رہے ہو۔"

شی تارا نے کہا "مجھے داشتہ کیوں کہہ رہے ہو؟"

"تم سے شادی نہیں ہوئی ہے اور کیا کہوں گا۔ میں تو مہذب الفاظ میں کہہ رہا ہوں ورنہ اس سے بھی گرے ہوئے الفاظ کہے جاتے ہیں۔ اس وقت میں غصے میں ہوں۔ پارس کے مقابلے میں ہوں۔"

شی تارا کو اپنے اندر جواباً ایک آواز سنائی دی "ابے او پورس کی اولاد! تو مجھ سے کیا مقابلہ کرے گا۔ میرا نام پارس ہے۔ اس نے میری ماں کو ہلاک کرنے کی بات سوچی ہے۔ اسے اس کی سزا ضرور ملے گی۔"

یہ کہتے ہی اس نے پھر اس کے دماغ میں ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔

وہ پھر چیخ مار کر گھاس پر گری اور تڑپنے لگی۔ پارس نے اس کا سر سہلاتے ہوئے کہا "آہ! داشتہ بیگم کے ساتھ کتنا ظلم ہو رہا ہے۔ میرا نام پورس ہے۔ میں تمہارے دشمن پارس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

پھر اس نے اس کے دماغ میں آکر کہا "یہ تمہارا پورس صرف تمہارا سر سہلاتا رہے گا۔ میں تمہیں اپنی ماں کی طرف جانے کے قابل نہیں چھوڑوں گا۔"

یہ کہہ کر اس نے پھر زلزلہ پیدا کیا۔ پہلے دو زلزلے بہت تھے۔ وہ دماغی تکلیف سے کمزور ہو گئی تھی۔ تیسرا زلزلہ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہو گئی۔

پارس وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پارک میں گھومنے والوں نے اس پر توجہ دی۔ اسے بے ہوش پا کر ایمبولینس بلائی پھر اسے اسپتال پہنچا دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے آنکھیں کھولیں تو خود کو اسپتال میں پایا۔ وہ کمرے میں تنہا تھی۔ اسے پورس نظر نہیں آیا۔ اس کا دماغ ابھی خیال خوانی کے قابل نہیں تھا۔ وہ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے نہیں بلا سکتی تھی۔ کمرے میں کسی کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد اسے اپنے دماغ میں آواز سنائی دی "ہیلو شی تارا! تم اسپتال کیسے پہنچ گئیں؟"

"پورس! تم تو جانتے ہو۔ پارک میں تمہارے سامنے میرے ساتھ کیا ہوتا رہا۔"

"کیا ہوتا رہا ہے؟ میں کیسے جان سکتا ہوں؟ میں ابھی انڈیا سے آیا ہوں۔"

"کیا کہہ رہے ہو؟ میرے ساتھ کئی گھنٹوں تک فن فیئر اور پارک میں رہے اور کہہ رہے ہو کہ ابھی انڈیا سے آ رہا ہوں۔"

"کیا میں تمہارے ساتھ کئی گھنٹوں تک رہا؟ اس کا مطلب ہے پارس تمہارے قریب پہنچ چکا ہے اور تمہیں دھوکا دے رہا ہے۔"

"وہ جسمانی طور پر میرے قریب نہیں آیا تھا۔ اس دشمن نے میرے دماغ کے اندر آکر زلزلہ پیدا کیا تھا۔ میری حالت دیکھو۔ اس نے مجھے اسپتال پہنچا دیا ہے۔ تم میرے پاس تھے۔ میرا سر سہلا رہے تھے۔"

"او گاڈ! پارس نے اپنا شیطانی چکر شروع کر دیا ہے۔ میں یہاں اس کا ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھانے کے لیے آیا ہوں۔ اس سے پہلے وہ ہم شکل ہونے کا نقصان تمہیں پہنچا چکا ہے۔"

"کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ پارس جسمانی طور پر پاس تھا اور خود کو پورس کہہ رہا تھا؟"

"ہاں۔ وہ کئی گھنٹوں تک تمہیں بے وقوف بناتا رہا اور تم بنتی رہیں۔"

"ہے بھگوان! وہ شیطان میرے نصیب میں کیوں لکھا ہوا ہے؟ میں جہاں جاتی ہوں، وہاں پہنچ جاتا ہے۔ سنو پورس! میں تمہاری وجہ سے کمزور بن گئی ہوں۔ اگر گولیاں اور کیپسول ہوتے تو وہ میرے قریب نہ آتا کیونکہ میں نادیدہ بنی رہتی۔"

"پھر بھی تم جسمانی طور پر اس کے قریب پہنچ جاتیں۔ وہ خود کو پورس کہتا تو اس وقت بھی تم اس کے جھانسے میں آجاتیں۔"

"بڑی مشکل ہے، وہ تو آئندہ بھی عذابِ جان بنا رہے گا۔"

"فکر نہ کرو۔ میں کچھ ایسی تدبیر کروں گا کہ وہ تمہارے دماغ میں نہیں آسکے گا۔ میں اپنی ایسی شناخت بتاؤں گا کہ وہ تمہیں دھوکا دینے کے لیے پورس نہیں بن سکے گا۔"

"تم پارس کا قصہ ختم کیوں نہیں کر دیتے؟"

"اس سے میری ایسی دشمنی نہیں ہے کہ اس کی جان لے لوں۔"

"اس نے تمہاری شی تارا کو اسپتال پہنچا دیا اور تم کہتے ہو، اس سے دشمنی نہیں ہے۔ کیا تم اس سے کمتر اور کمزور ہو؟"

"آنے والا وقت بتائے گا کہ میں کسی سے کمتر اور کمزور نہیں ہوں۔ بھگوان نہ کرے وہ وقت آئے کہ کبھی پارس اور اس کے باپ سے ٹکراؤ ہو ...اگر ایسا ہوا تو پھر دنیا دیکھے گی کہ فرہاد علی تیمور جیسے پہاڑ کے سامنے پورس جیسا پہاڑ آگیا ہے۔ اس پہاڑ کو فرہاد کی پوری فیملی کاٹ نہیں سکے گی لیکن......"

"لیکن کیا؟"

"یہی کہ اس فیملی سے میری کوئی دشمنی نہیں ہے۔ میں تمہیں پارس سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کروں گا مگر اس سے جنگ نہیں کروں گا۔ میری طرف سے کبھی دشمنی کی ابتدا نہیں ہوگی۔"

"پھر امریکا کیوں آئے ہو؟ ان سے تمہاری کیا دشمنی ہے؟"

"روس، امریکا اور اسرائیل سپر پاور کہلانے کے لیے دشمنی نہ ہو، تب بھی دشمنی کی راہیں کھولتے ہیں۔ ہمارے دیس کے نیتا کبھی روس اور کبھی امریکا کی جی حضوری کرتے ہیں۔ میں اپنے بھارت کو ان بڑے ممالک کی سطح پر لاؤں گا اور اس کے لیے میری ان سے کھلی جنگ ہوگی۔"

"میں اس جنگ میں تمہارا ساتھ دوں گی۔ تم مجھے پارس سے نجات دلاؤ۔"

"تمہیں اس سے نجات ملے گی لیکن تمہیں اپنے دیس سے زیادہ اپنی ذات سے محبت ہے۔ تم آج تک خود کو سب سے برتر رکھنے کے لیے جدوجہد کرتی رہیں۔ تم میرے ساتھ بھارت کو سپر پاور بنانے کی جنگ نہیں لڑ سکو گی اور میں اس سلسلے میں تمہارا یا کسی کا محتاج نہیں ہوں۔"

شی تارا نے اسے طعنہ دیا "تم پارس کے محتاج ہو۔ اس کے ہم شکل ہونے کا فائدہ اٹھانے آئے ہو۔ تم یہاں مخالفانہ کارروائیاں کرو گے تو کیا یہ پارس سے دشمنی نہیں ہوگی؟"

"ہوگی مگر کوئی جان لیوا دشمنی نہیں ہوگی، جیسا تم چاہتی ہو۔"



"دشمنی پہلے معمولی ہوتی ہے پھر رفتہ رفتہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہے۔ تمہارے اور پارس کے درمیان بھی دشمنی رفتہ رفتہ بڑھے گی پھر وہی ہوگا، جو آج میں چاہتی ہوں۔"

"بعد کی باتیں بعد میں ہوں گی۔ ابھی میں تمہیں پارس سے نجات دلاؤں گا۔"

وہ اسے نجات دلانے کی تدبیر کرنے لگا۔

چند امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران نے ایک خفیہ میٹنگ میں فیصلہ کیا کہ جان کولن کو ریٹائر کر دیا جائے اور اس کی جگہ دوسرے ذہین اور تیز طرار ٹیلی پیتھی جاننے والے کو لایا جائے۔ انہوں نے متفقہ طور پر ایک ایسے ٹیلی پیتھی جاننے والے شخص کو جان کولن کا عہدہ دیا، جو مکار، چال باز اور نہایت ہی بے رحم تھا۔ ایسا بے رحم جلاد تھا کہ اپنے حلقے میں مین کلر کہلاتا تھا۔

مین کلر نے امریکی ٹیلی پیتھی جاننے والوں کے لیڈر کا عہدہ سنبھالتے ہی اپنے ماتحتوں کو حکم دیا "جتنی جلدی ہو سکے، پارس کا سراغ لگاؤ۔ مجھے صرف اتنا بتا دو، وہ کہاں ہے؟ اور کس بھیس میں ہے؟ پھر میں اس سے نمٹ لوں گا۔"

یہ معلوم تھا کہ پارس اسی شہر میں ہے۔ مین کلر کے تمام ماتحت اسے تلاش کرنے لگے۔ ہر ماتحت کے پاس اس کی تصویر تھی۔ وہ ہر جگہ جا کر اس کی تصویر دکھا کر پوچھتے تھے "کیا اس جوان کو کہیں دیکھا ہے؟

ایک اسپتال کے انچارج نے کہا "ہاں۔ یہ جوان یہاں آتا ہے۔ اسپیشل وارڈ کے کمرا نمبر دو سو گیارہ میں ایک حسین عورت بیمار ہے۔ اس سے ملنے آتا ہے۔"

کمرا نمبر دو سو گیارہ میں شی تارا تھی۔ اسپتال میں اس کا دوسرا دن تھا۔ پورس نے مشورہ دیا تھا کہ جب تک توانائی بحال نہ ہو، اسے اسپتال میں رہنا چاہیے۔

مین کلر کے کئی مسلح ماتحت اسپتال کے اس کمرے میں پہنچے تو انہیں شی تارا کے پاس بیٹھا ہوا پورس مل گیا۔ وہ لوگ کسی پورس کو نہیں جانتے تھے۔ وہ ان کے لیے پارس تھا۔ انہوں نے شی تارا کو نہیں پہچانا۔ وہ اپنے اصلی چہرے کے ساتھ نہیں تھی۔

انہوں نے اچانک کمرے میں گھس کر اسے چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس نے پریشان ہو کر دیکھا۔ ہر ایک نے اسے گن پوائنٹ پر رکھا ہوا تھا۔ وہ فرار ہونے کی کوشش کرتا تو اسے گولی مار دی جاتی۔ اس نے ایسی کوئی حماقت نہیں کی۔ اسے ہتھکڑی پہنا دی گئی۔

شی تارا نے پریشان ہو کر کہا "تم لوگ اسے کیوں گرفتار کر رہے ہو؟ اس کا جرم کیا ہے؟"

ایک نے کہا "یہ امریکا کا سب سے بڑا دشمن پارس ہے۔"

وہ بولی "یہ پارس نہیں ہے، پورس ہے۔ تم اس کی صورت سے دھوکا کھا رہے ہو۔ یہ پارس کا ہم شکل ہے۔"

"یہ پارس ہے یا نہیں، اس کا فیصلہ ہمارے سینئر افسران کریں گے۔"

مین کلر اپنے ایک ماتحت کے دماغ میں رہ کر پورس کو گرفتار کرنے والی کارروائی دیکھ رہا تھا۔ اس نے سوچا، جس عورت سے ملنے پارس اسپتال آتا ہے، وہ کوئی معمولی عورت نہیں ہوگی۔ اس کی اصلیت معلوم کرنا چاہیے۔

وہ شی تارا کے دماغ میں پہنچا تو اس کے خیالات پڑھ کر حیران رہ گیا۔ اسے یقین نہیں آیا کہ دیوی جیسی سرکش اور مغرور عورت اتنی آسانی سے ہاتھ آرہی ہے۔ اس نے دوبارہ اس کے خیالات پڑھے پھر اس کے دیوی شی تارا ہونے کا یقین آیا۔ اس نے خوش ہو کر سوچ کے ذریعے کہا "ہیلو دیوی جی! میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ایک بڑا عہدہ سنبھالتے ہی تم اور پارس بیک وقت میری گرفت میں آجاؤ گے۔ آج مجھ جیسا خوش نصیب کوئی نہیں ہوگا۔"

شی تارا نے پریشان ہو کر کہا "پورس! اپنی حماقت کا نتیجہ دیکھ لو۔ آج ہمارے پاس گولیاں ہوتیں تو کیا یہ لوگ ہمیں گرفتار کر سکتے تھے؟"

مین کلر نے شی تارا سے کہا "تم اسے بار بار پورس کیوں کہہ رہی ہو۔ کیا نام بدلنے سے ہم مان لیں گے کہ یہ پارس نہیں ہے۔"

وہ بولی "واقعی یہ پارس نہیں ہے اور پورس! تم خاموش کیوں ہو۔ انہیں بتاتے کیوں نہیں کہ تم میرے پورس ہو؟"

وہ بولا "جب میں پورس نہیں ہوں تو کیسے خود کو پورس کہہ دوں؟"

وہ حیرانی سے بولی "یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

"وہی کہہ رہا ہوں جو تم سن رہی ہو۔ میں نے آج تک پورس نامی کسی ہم شکل کو نہیں دیکھا ہے۔ میں پارس ہوں۔"

وہ غصے سے بولی "کیا تم پورس بن کر مجھے دھوکا دیتے رہے ہو؟"

"میں دھوکا کیوں دوں گا۔ تم خود ہی دھوکا کھاتی ہو۔"

وہ ایک گہری سانس لے کر بولی "پھر تو اچھا ہوا، مجھے فریب دیتے دیتے تم خود بھی گرفتار ہو گئے ہو۔"

مین کلر، شی تارا کے دماغ میں تھا۔ وہ سوچ کے ذریعے بولی "میں نہیں جانتی تھی کہ یہ پارس ہے۔ اپنا ایک ساتھی سمجھ کر اس کی حمایت کر رہی تھی۔ تم جان کولن کی جگہ آئے ہو اور آتے ہی پارس جیسے چال باز کو گرفتار کرنے کا اعزاز حاصل کر رہے ہو۔ میں بہت خوش ہوں۔ اسے میری نظروں سے دور لے جاؤ۔"

مین کلر نے کہا "دیوی جی! صرف پارس ہی نہیں، تم بھی قیدی بن کر چلی آؤ۔"

"میں اپنی موجودہ پوزیشن کو سمجھ رہی ہوں۔ اس میں شبہ نہیں کہ تم دانش مند ہو۔ میں چاہتی ہوں مزید دانش مندی سے کام لو۔ مجھے قیدی بنا کر اپنے اکابرین کے سامنے پیش نہ کرو۔ مجھ سے خفیہ

سمجھوتا کرلو۔"

"تم کیا سمجھوتا کرنا چاہتی ہو؟"

"میں تمہاری دوست اور وفادار بن کر رہوں گی۔ میں نے ماضی میں کیسے کیسے کارنامے انجام دیے ہیں اور کس طرح اپنا رعب اور دبدبہ قائم کرتی رہی ہوں' یہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہوگا۔ اگر میں تمہاری معاون بن کر خفیہ طور سے تمہارے ہر مشن میں شریک رہوں گی تو کامیابی تمہارے قدم چومتی رہے گی۔"

"تمہاری بات دل کو لگ رہی ہے۔ یوں بھی حسین عورت دل کو لگتی ہی ہے۔ تم مجھ سے زیادہ ٹیلی پیتھی کے میدان میں سرگرم رہی ہو۔ میں مانتا ہوں کہ تمہارے تجربات مجھ سے زیادہ ہیں۔ میں...... اپنی معمولہ اور داشتہ بنا کر تمہیں ہمیشہ اپنے پاس رکھوں گا۔"

"مجھے داشتہ بنانے کی بات نہ کرو۔ یہ شرم کی بات ہے۔ کام کی بات کرو۔ کیا تمہارے یہ آدمی مجھے بھی ہتھکڑی پہنا کر لے جائیں گے؟"

"نہیں' ابھی یہ کوئی نہیں جانتا کہ تم دیوی شی تارا ہو۔ میں کسی پر یہ ظاہر نہیں کروں گا۔"

"تم بہت اچھے ہو اور بڑی ذہانت سے کام لے رہے ہو۔"

مین کلر نے اپنے ماتحتوں سے کہا "پارس کو یہاں لے آؤ' بہت محتاط رہو ورنہ یہ چالباز فرار ہونے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے گا۔"

پورس کو پہلے ہی ہتھکڑیاں لگادی گئی تھیں۔ وہ تمام ماتحت اسے دونوں طرف سے جکڑ کر لے گئے۔

پورس جانتا تھا کہ وہ پارس کے نام سے قیدی بنے گا اور خود کو پارس کہتا رہے گا تو وہ جان کے دشمن اسے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس کے باوجود وہ خود کو پارس کہہ کر سزائے موت کی طرف جارہا تھا جبکہ وہ ایسا نادان نہیں تھا۔ وہ کس حکمتِ عملی کے تحت ایسا کررہا تھا' یہ وہی جانتا تھا۔

مین کلر نے شی تارا سے کہا "وہ پارس کو لے کر چلے گئے۔ تم آزاد ہو۔ اگر میرے سینئر افسران تمہارے بارے میں پوچھیں گے تو میں کہہ دوں گا کہ تم ایک عام سی مریضہ تھیں۔ پارس تم میں دلچسپی لے رہا تھا اس لیے تمہارے پاس آیا تھا ورنہ ہمارے معاملات سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تم واقعی بڑی ذہانت سے کام لے رہے ہو۔ تم دیکھو گے کہ آئندہ میری ذات سے تمہیں کتنے فائدے پہنچتے رہیں گے۔"

"آج شام تک اسپتال سے تمہاری چھٹی ہونے والی ہے۔ تم شام تک انتظار نہ کرو' ابھی چلی آؤ۔"

وہ بستر سے اٹھ گئی۔ وہاں سے جانے کی تیاری کرتے ہوئے بولی "ہماری ملاقات کہاں ہوگی؟"

"تم اسپتال سے نکلو۔ میں تمہارے اندر رہ کر گائیڈ کرتا رہوں گا۔"

پارس کو گرفتار کرنا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ تمام اکابرین مین کلر کے اس کارنامے سے بہت خوش ہورہے تھے۔ پورس کو آہنی سلاخوں کے پیچھے قید کردیا گیا تھا۔ اتنا سخت پہرا لگایا گیا تھا کہ کوئی بڑا حاکم یا بڑا افسر بھی آکر اس سے نہیں مل سکتا تھا۔ کسی کو اس سے بات کرنے کی بھی اجازت نہیں تھی۔

اکابرین پوچھ رہے تھے کہ مین کلر اتنا بڑا کارنامہ انجام دے کر کہاں چلا گیا ہے؟ ایک ماتحت نے کہا "وہ پارس کے سلسلے میں ہی دوسری جگہ مصروف ہیں۔ جلد ہی آئیں گے۔"

وہ شی تارا کو اپنی خفیہ رہائش گاہ میں بلا کر کہہ رہا تھا "تم ابھی کمزور ہو' تھکی ہوئی ہو' آرام کرو۔"

وہ بستر پر لیٹ گئی۔ چونکہ دماغ کمزور تھا اس لیے اسے اپنے اندر آنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعے اسے سلادیا پھر اس پر تنویمی عمل کرنے لگا۔

اس دیوی کہلانے والی شی تارا کے مقدر میں گویا یہ لکھ دیا گیا تھا کہ جہاں جائے گی' جس کے پاس پہنچے گی' اس کی معمولہ اور داشتہ بن کر رہ جائے گی۔ انسان جب اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو یہ سمجھ نہیں پاتا کہ اپنی بداعمالیوں کی سزا پارہا ہے۔ شی تارا ابھی یہی سمجھ رہی تھی کہ وہ سزا نہیں پارہی ہے بلکہ بڑی چالاکی سے مین کلر کو پھانس رہی ہے۔ ایسی چالاکی اس نے پارس کے ساتھ بھی کی تھی' پورس کے ساتھ بھی کی تھی اور ایسی ہی چال چلنے کے لیے مین کلر کے پاس بھی آئی تھی مگر ہمیشہ کی طرح معمولہ اور داشتہ بن رہی تھی۔

مین کلر نے اسے تنویمی نیند سونے کے لیے چھوڑ دیا۔ اب وہ اس کی خفیہ رہائش گاہ سے کہیں باہر نہیں جاسکتی تھی۔ اس نے اپنے اکابرین کے سامنے حاضر ہوکر کہا "میں اب تک مختلف ذرائع سے یہ تصدیق کررہا تھا کہ جسے میں نے گرفتار کیا ہے' وہ واقعی پارس ہے یا نہیں؟"

ایک حاکم نے پوچھا "کیا تصدیق ہوگئی؟"

اسے تو شی تارا کے بیان سے ہی معلوم ہوگیا تھا اور خود پارس نے بھی اعتراف کیا تھا۔ اس سے زیادہ اور کیا تصدیق ہوتی۔ اس نے حاکم سے کہا "جی ہاں! وہ کسی شک و شبے کے بغیر پارس ہے۔"

فوج کے ایک اعلیٰ افسر نے پوچھا "تمہارے خیال میں اب ہمارا اگلا قدم کیا ہونا چاہیے؟"

"پارس سونیا کی بہت بڑی کمزوری ہے۔ اسے یرغمال بنا کر ہم سونیا پر دباؤ ڈالیں گے کہ وہ پارس کی رہائی چاہتی ہے تو ایران سے چلی جائے۔"

ایک افسر نے کہا "پارس ہمارا بہت بڑا شکار ہے اور تم سونیا سے ایک معمولی سی شرط منوا کر اسے رہا کرنا چاہتے ہو۔"

مین کلر نے کہا "آپ پہلے میری پوری پلاننگ سن لیں۔"



"ٹھیک ہے' آگے بولو۔"

"سونیا کو ہلاک کرنے کی ایک کوشش ناکام ہوچکی ہے لیکن میں اپنی کوشش میں ناکام نہیں رہوں گا۔"

"تمہیں کامیابی کا یقین کیسے ہے؟"

"ایسے ہے کہ میں سونیا سے بہت معمولی شرط منواؤں گا۔ اسے ایران چھوڑنے کے لیے صرف دو گھنٹے کی مہلت دوں گا۔ وہ اپنے بیٹے کی خاطر دو گھنٹے کے اندر کسی خصوصی طیارے سے جائے گی۔ اس طرح صحیح معلومات رہے گی کہ اس خصوصی طیارے سے جانے والی سونیا ہی ہے پھر اسے گولیوں سے چھلنی کرتے وقت ہم کوئی دھوکا نہیں کھائیں گے۔"

"سونیا بہت مکار ہے۔ وہ اپنی کسی ڈمی کو اس خصوصی طیارے میں بھیج سکتی ہے۔"

"اس بار وہ مکاری نہیں دکھا سکے گی۔ پارس کی رہائی کے لیے میری دوسری شرط یہ ہوگی کہ میں مسلسل اس کے دماغ میں موجود رہوں گا اور یقین کرتا رہوں گا کہ وہ سونیا ہے۔ مجھے اس سلسلے میں ذرا بھی شبہ ہوگا تو پھر پارس کو رہا نہیں کیا جائے گا۔ اسے دوسری دنیا میں پہنچادیا جائے گا۔"

ایک اعلیٰ افسر نے کہا "بے شک اس طرح ہم دھوکا نہیں کھائیں گے۔ تم نے بڑی ٹھوس پلاننگ کی ہے۔ اس پر فوراً عمل کرو۔"

تمام اکابرین نے بھی اطمینان کا اظہار کیا۔ مین کلر نے اپنے ایک ماتحت کو پارس کے پاس قید خانے میں بھیجا پھر اس کے ذریعے بولا "پارس! کیا تم سمجھتے ہو کہ اس قید سے نکل سکو گے؟ کیا تمہارے ماں باپ ہم پر کسی طرح کا دباؤ ڈال کر تمہیں رہا کراسکیں گے؟"

"میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہا ہوں' البتہ یہ چاہتا ہوں کہ دانشمندی سے کوئی سمجھوتا ہوجائے اور سمجھوتے کے نتیجے میں مجھے رہائی مل جائے۔"

"تم میرے دل کی بات کہہ رہے ہو' میں ایک معمولی سی شرط منوا کر تمہیں رہا کرسکتا ہوں۔"

"وہ شرط کیا ہے؟"

"ہم نہیں چاہتے کہ میڈم سونیا ایران میں رہیں۔ ہماری صرف اتنی سی بات مان لیں کہ وہ ملک چھوڑ دیں' جیسے ہی وہ ملک چھوڑیں گی' تمہیں یہاں سے رہائی مل جائے گی۔"

"میرا خیال ہے' میری مما یہ شرط مان لیں گی۔ تم ان سے بات کرو۔"

"بات تم کرو گے اور میڈم کو یہ یقین دلاؤ گے کہ تم ہماری قید میں ہو۔ اس طرح وہ سنجیدگی سے اپنا کوئی فیصلہ سنائیں گی۔"

پورس کے لیے یہ آزمائشی مرحلہ تھا۔ اسے خیال خوانی کے ذریعے سونیا کے پاس جانا تھا۔ زندگی میں پہلی بار سونیا سے باتیں کرنی تھیں۔

وہ یہی سوچ کر پارس بن کر آیا تھا کہ کوئی ایسی چال چلے گا جس کے نتیجے میں ایران اور امریکا کے درمیان اور دشمنی بڑھ جائے۔ سونیا کے لیے ایسے مسائل پیدا ہوجائیں کہ وہ ایران چھوڑنے پر مجبور ہوجائے۔

اور اب وہ سونیا کا قیدی بیٹا بن کر اسے مجبور کرسکتا تھا۔ وہ جب کوئی منصوبہ بناتا تھا تو بڑی دور تک سوچتا اور سمجھتا تھا اور یہ بات وہ خوب سمجھ رہا تھا کہ وہ سونیا کو زندہ نہیں جانے دیں گے۔ وہ جہاں بھی روپوش ہے' اسے باہر نکل کر کم از کم ائرپورٹ تک جانے پر مجبور کریں گے۔

پورس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر سونیا کے اندر پہنچ کر بولا۔ "ہیلو مما! ایک بری خبر ہے۔"

سونیا نے کہا "تم بری خبر کو بھی ہنس کر سناتے ہو۔ آج کیوں مایوس سے لگ رہے ہو؟"

"میں مایوس نہیں ہوں۔ ذرا سنجیدہ اس لیے ہوں کہ کبھی امریکیوں کے شکنجے میں نہیں آنا چاہتا تھا لیکن آگیا ہوں۔ انہوں نے مجھے آہنی سلاخوں کے پیچھے سخت پہرے میں رکھا ہے۔"

"یہ تو واقعی بری خبر ہے۔ دشمن کیا کہتے ہیں؟"

"وہ مجھے قیدی بنا کر آپ پر دباؤ ڈالنا اور اپنی شرط منوانا چاہتے

ہیں۔"

"ان کی شرط کیا ہے؟"

"وہ کہتے ہیں' آپ ایران چھوڑیں گی تو یہ مجھے چھوڑ دیں گے۔"

"تم سے بڑی بھول ہو گئی۔"

"کیسی بھول مما؟"

"تم آج تک بڑے بڑے خطرات سے گزرتے رہے۔ بڑے بڑے مصائب میں الجھتے رہے لیکن تم نے اور علی نے مجھے یا اپنے پاپا کو آواز نہیں دی۔ ان مصائب پر غالب آنے کے بعد ہمیں اطلاع دی۔ اگر تم قید کئے گئے ہو تو کون سی قیامت آگئی۔ یہ ہمارے لیے بری خبر ہرگز نہیں ہے۔"

وہ ہچکچاتے ہوئے بولا "ہاں' وہ میں نے یونہی بری خبر کہہ دیا تھا۔ میں اس قید سے نکلنے کی تدبیر کر سکتا ہوں لیکن سمجھوتا ہو جائے تو خواہ مخواہ کی مار دھاڑ یا کسی خون خرابے کے بغیر مجھے رہائی مل جائے گی۔"

"اپنے باپ کے دور سے آج تک کی ہسٹری یاد کرو۔ ہم نے' تم نے اور علی نے اپنی جان کی امان مانگنے کے لیے دشمنوں سے کبھی سمجھوتا نہیں کیا اور تم سمجھوتا کرنے کی بات کرتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے پارس؟"

پورس پریشان ہو گیا۔ وہ پارس کے بارے میں ہر طرح کی معلومات رکھتا تھا۔ اس کے باوجود یہ بات اس کے ذہن سے نکل گئی تھی کہ پارس اور علی خطرات سے گزرتے وقت اپنے ماں باپ کو نہیں پکارتے ہیں۔ کبھی کبھی تبریزی صاحب سے مدد مانگتے ہیں۔

وہ سونیا کے سامنے پارس بن کر مصیبت میں پھنس گیا۔ وہ بولی۔ "میرا بیٹا بہت دلیر اور غیرت مند ہے۔ بیٹے! دشمنوں سے کہہ دو کہ اپنی مما کو سمجھوتے کے نام پر جھکنے نہیں دو گے۔ تمہاری مما ایران نہیں چھوڑے گی۔ شاباش' اب جاؤ۔ جب مصیبت سے نکل آؤ تو مجھے اپنے پارس ہونے کی خوشخبری ضرور سنانا۔"

اس نے سانس روک لی۔ پورس دماغی طور پر قید خانے میں حاضر ہو گیا۔ مین کلر نے پوچھا "کیا ہوا؟"

وہ شکست خوردہ انداز میں بولا "میڈم کو تمہاری شرط منظور نہیں ہے۔ وہ ایران نہیں چھوڑیں گی۔"

"تم اپنی ماں کو میڈم کہہ رہے ہو؟"

وہ جھنجلا کر بولا "ارے کہاں کی ماں؟ کس کی ماں؟ میں پارس نہیں ہوں' پورس ہوں۔"

مین کلر نے ناگواری سے کہا "میڈم سونیا شرط نہیں مان رہی ہیں' ایسے میں تمہاری موت لازمی ہے۔ خود کو سزائے موت سے بچانے کے لیے پارس سے پورس بن رہے ہو۔"

"یقین کرو۔ میں واقعی پارس نہیں ہوں۔ میں دیوی شی تارا کی طرح ہندو ہوں۔ ہندوستانی ہوں۔ میرا نام پورس ہے۔"

"میڈم نے تمہیں یہ چال سمجھائی ہے کہ وہ شرط ماننے سے انکار کریں گی اور تم پارس ہونے سے انکار کرو گے۔ اس طرح ہم یہ سمجھیں گے کہ تم واقعی پارس نہیں ہو اس لیے وہ ایران چھوڑنے سے انکار کر رہی ہیں۔ تم ڈمی ہو یا کوئی پورس ہو' تمہاری زندگی یا موت سے میڈم کو کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن تم کوئی بھی ہو' تمہیں ابھی سزائے موت دی جائے گی۔ میں جا رہا ہوں۔ میری واپسی تک اپنی سانسیں گنتے رہو۔"

مین کلر جس ماتحت کی زبان سے بول رہا تھا وہ اس قید خانے سے چلا گیا۔ مین کلر نے اپنے اکابرین کو بتایا کہ سونیا قابو میں نہیں آ رہی ہے۔ اسے اس بات کی پروا نہیں ہے کہ وہ پارس کو موت کی سزا دیں گے۔ اس طرح وہ دونوں چالاک ماں بیٹے انہیں یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ ان کا قیدی پارس نہیں ہے کوئی اور ہے۔

اکابرین نے متفقہ فیصلہ سنایا کہ وہ کوئی بھی ہو' اسے گولی مار دی جائے۔ مین کلر نے اپنے چار ماتحتوں کو حکم دیا "پارس کے پاس جاؤ۔ کچھ کہے سنے بغیر اسے گولیوں سے چھلنی کر دو پھر اس کی لاش اس آہنی پنجرے سے نکالو۔ میں تمہارے دماغوں میں رہوں گا۔"

وہ چاروں حکم کی تعمیل کے لیے اس قید خانے میں آئے پھر ٹھٹک گئے۔ آہنی پنجرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور پنچھی اڑ چکا تھا۔

جس سیل میں پورس کو بند کیا گیا تھا' وہاں ایک سپاہی مردہ پڑا ہوا تھا۔ اس نے کسی تدبیر سے آہنی دروازے کو کھول کر فرار ہوتے وقت دو سپاہیوں کو ہلاک کیا تھا۔ دوسرا سپاہی پچھلے دروازے کی طرف مردہ پڑا ہوا تھا۔

اس نے بڑی آسانی سے آہنی دروازے کا تالا کھولا تھا۔ ابھی کسی کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا کہ اس نے کیا تدبیر کی تھی۔ بعد میں اس کی چالاکی سمجھ میں آنے والی تھی۔

فی الحال اس نے ثابت کر دیا تھا کہ کسی سے کم نہیں ہے۔ وہ جب چاہے' مصائب کی دلدل سے نکل سکتا ہے۔ وہ پورس ہے مگر دوسرا پارس ہے۔

**اس دلچسپ ترین داستان کے بقیہ واقعات 36 ویں حصے میں ملاحظہ فرمائیں**
**جو 15 دسمبر 1998 کو شائع ہوگا**